لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ القرآن

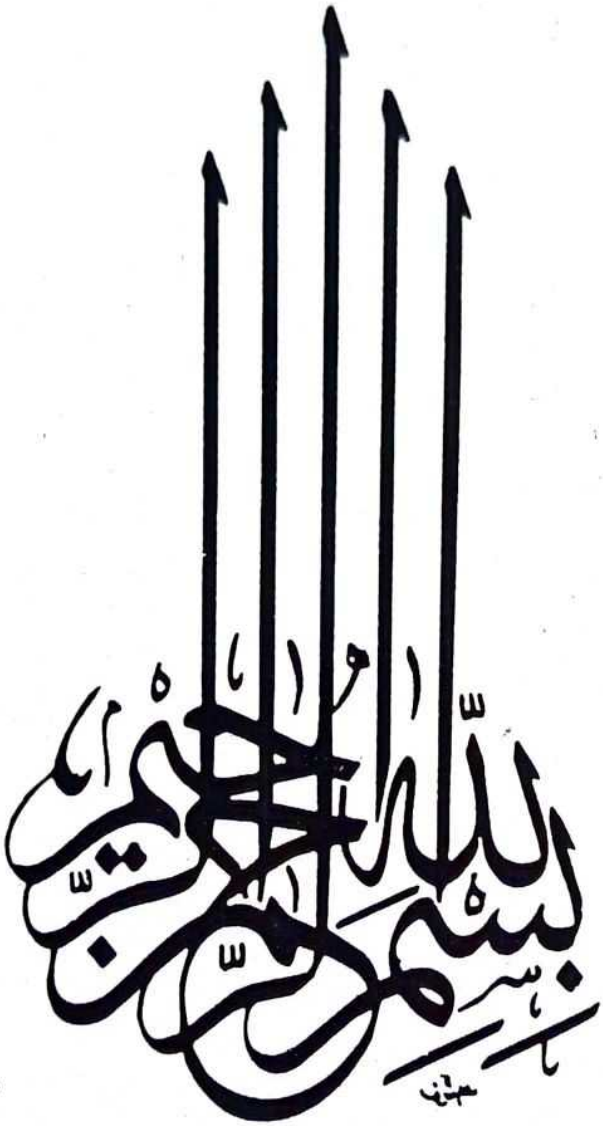


سیرت خطبات

کامل

مرتب:
ابو محمد مولانا ثناء اللہ صاحب شجاع آبادی

شہید ملت اسلامیہ مؤرخ اسلام
علامہ ضیاء الرحمن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ


بسم الله الرحمن الرحيم

خطباتِ سیرت

شہیدِ ملتِ اسلامیہ
مؤرخِ اسلام
علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب
مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی

دار الکتاب
کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
اردو بازار، لاہور 7235094

جملہ حقوق محفوظ!

نام کتاب		خطباتِ سیرت (کامل)
مرتب	:	مولانا ثناء اللہ سعد
ناشر	:	دارالکتاب۔ کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
طابع	:	حاجی حنیف سنز
اشاعت	:	مارچ 2008ء
قیمت	:	340 روپے

دارالکتاب

قانونی مشیر _____ باہتمام

مہر عطاء الرحمٰن ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور
فون: 0300-4356144=7240120

حافظ محمد ندیم
7235094
0300-8477008

CamScanner



CamScanner



CamScanner



CamScanner



CamScanner



CamScanner



CamScanner

عرض مرتب

''خطبات سیرت'' نے علماء، طلباء، خطباء حضرات اور عوامی حلقوں میں جو مقبولیت حاصل کی اس پر اللہ تعالیٰ کا جس قدر شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ بہت مختصر وقت میں اس کتاب کے کم و بیش دس ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئے۔ یہ اور بات ہے کہ ان میں سے چار ایڈیشن بندہ نے اپنی نگرانی میں عمدہ معیار کے ساتھ طبع کروائے۔ جب کہ میرے چند مہربان دوست جنہیں ''سارقین علم و ادب'' کا نام دینا نہایت ہی مناسب رہے گا۔ اپنی اخلاقی گراوٹ کا ثبوت دیتے ہوئے میری معلومات کے مطابق اس کے چھ ایڈیشن شائع کر چکے ہیں۔ ان حضرات نے چونکہ اصل کتاب کا عکس لے کر اپنی تجارت کو فروغ دیا اور محض شکم پری کے لئے تمام اخلاقی ضابطوں کو پس پشت ڈال کر جلب منفعت ہی کو مدنظر رکھا۔ اس لئے انہیں کتاب کے معیار سے کوئی غرض نہ رہی۔ اور انہوں نے ناقص کاغذ پر نہایت ہی ناقص پرنٹنگ مگر زیادہ قیمت کے ساتھ کتاب قارئین کو پیش کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اس عمل کی جزا عطا فرمائے۔ قارئین کو اس دوران جس شدید ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑا، اور انہوں نے اس سب کچھ کو بندہ کی طرف منسوب کیا، یہ محض ان مہربانوں کی کاوشوں کا حاصل تھا۔ سارقین کی اس افسوسناک روش کے سد باب کے لئے برادرم محترم جناب حافظ محمد ندیم صاحب (دارالکتاب، لاہور) کے تعاون سے خطبات سیرت کی دونوں جلدوں کو یکجا کر کے عمدہ معیار کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ امید ہے اہل ذوق ہماری اس کاوش کو تحسین سے دیکھتے ہوئے بھرپور حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

والسلام

محمد ثناء اللہ سعد شجاع آبادی

28/9/2004

تاثراتِ گرامی

شہیدِ ملتِ اسلامیہ حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہید اعلی اللہ درجاتہ فی دارالسلام

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

برادر عزیز مولانا ثناء اللہ سعد حفظہ اللہ نے جہاں اپنی کم عمری میں اور کئی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے بالخصوص تصنیف وتالیف کے شعبہ میں بڑی تیزی سے جو کامیابیاں انہیں نصیب ہوئی ہیں ایسی مثال خال خال ہی ملتی ہے۔ اب انہوں نے اپنے منفرد انداز سے ایک اور کام شروع کیا ہے جسے دیکھ کر میں واقعتاً حیرت زدہ رہ گیا ہوں۔ اور وہ ہے سلسلہ ''خطباتِ سیرت''۔

حضرت شہید ملت اسلامیہ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی جیسی نابغہ روزگار شخصیت جنہیں اگر سیرت دین ومذہب اور تاریخ اسلام کا چلتا پھرتا کتب خانہ کہا جائے تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا نیز ان کی خطابت وادب نے سامعین اور قارئین کو جو گرانقدر ونایاب علمی اور تحقیقی مواد مہیا کیا ہے اسے امت پر احسانِ عظیم قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت شہید کے انداز خطابت کو ملحوظ رکھتے ہوئے

ان کی مختلف عنوانات پر مشتمل تقاریر سے قیمتی مواد لے کر موتیوں کی ایسی مالا تیار کی جائے جو اہل علم کے ہاتھوں میں ہمیشہ جگمگاتی ہے۔ اس خواب کو واقعتاً شرمندۂ تعبیر کرنے کا بیڑا برادرم مولانا ثناء اللہ سعد نے اٹھایا تو خطباتِ سیرت کی جلد اوّل کو زیورِ تالیف وطبع سے آراستہ کر کے اہل دل کو مسرور کیا' اب انہوں نے خطباتِ سیرت کی دوسری جلد بھی مرتب کر لی ہے اور اس میں حضرت مولانا ابوالاکلام آزادؒ کی فکر و تحقیق کو سامنے رکھتے ہوئے سیرت اصحابِ رسول ﷺ کو بھی سیرت النبی ﷺ کے عنوان کے تحت لا کر کئی تقاریر جمع کر دی ہیں کہ جن سے مدح اصحابِ رسول ﷺ پر کام کرنے والوں کو وہ کچھ میسر آ جائے گا جو درجنوں کتب کے مطالعہ سے بھی وہ نہ پا سکتے تھے۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعیٔ جمیلہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور فکر شہیدِ ملّت کو امت کے لیے مشعل راہ بنائے نیز مؤلف کتاب مولانا ثناء اللہ سعد کو ایسی ہی مزید خدماتِ علمیہ کی توفیق نصیب ہوتی رہے۔ آمین

دعا گو

محمد اعظم طارق

۱۱ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور نکلیں گے عشاق کے قافلے

مولانا محمود الحسن محمود

استاذ ادب جامعہ اشرفیہ لاہور

یہ ۱۹۹۳ء کی بات ہے مرکزی جامع مسجد لالہ رُخ واہ کینٹ کے وسیع سبزہ زار سے لیکر گول چکر اور اس سے پرے فواروں تک انسانوں کے سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ ایک اژدھام تھا، ٹریفک کا روٹ تبدیل کر دیا گیا تھا، موسم بہت خوشگوار اور مجمع نہایت خاموشی سے سوئی تک گرنے کی آواز کو سننے کا منظر پیش کر رہا تھا۔ میں ہمیشہ سے ایسے پر ہجوم اجتماع میں شرکت کے موقع پر اس جانب بیٹھنے کو ترجیح دیتا ہوں جہاں سے اگر اٹھا بھی جائے تو مقرر دیکھنے نہ پائے تاکہ بے مزہ نہ ہو۔ میں آج بھی کسی ایسی ہی نشست گاہ کا متلاشی تھا کہ ایک طالب علم نے، دوستوں کے درمیان وجہ دوستی علامہ شعیب ندیمؒ کی خوبصورت ہینڈ رائٹنگ میں لکھا ہوا حکمنامہ جس میں دوستی کی پوری چاشنی اور محبت کی سب مٹھاس شامل تھی..... میری ہاتھ میں تھما دیا، لکھا تھا

"ساغر صاحب (میں اس وقت ساغر تخلص کیا کرتا تھا) اندر مسجد میں میرے پاس تشریف لے آئیں۔"

یہ اس آدمی کی تحریر تھی جو اس نیلی چھتری تلے میرے لیے وہ کچھ تھا جس کو بیان کرنے کے لیے ابھی کسی لغت نے لفظ ایجاد نہیں کیے، جہاں ابھی خیالات کا پنچھی پر نہیں مار سکا، میں خاموشی سے اٹھا اور مسجد کی دیوار کے ساتھ چلتے چلتے منبر کے دائیں جانب علامہ صاحب کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ایک مقامی مقرر تقریر فرما رہے تھے۔ کچھ ہی دیر کے بعد اسٹیج سے مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کا نام پکارا گیا..... مجمع میں ایک ہلچل پیدا ہوئی، اور فلک شگاف نعروں میں محبتوں اور عقیدتوں کے پھول نچھاور کیے گئے، سفید لباس میں ملبوس، براؤن رنگ کی صدری پہنے، مولانا فاروقی کھڑے ہوئے، بہت باوقار انداز، لہجے میں نہایت تمکنت، گفتگو میں اعلیٰ درجہ کی شائستگی اور بے ساختگی لیے مولانا نے آہستہ آہستہ اپنے موضوع سے انصاف کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ مجمع کے دل و دماغ پر ان کے سچے خیالات کی شبنم گرنے لگی۔

اسلاف کی کئی صدیوں تک پھیلی ہوئی تحریک کے خدوخال بیان کرنے کے بعد انہوں نے نوجوانوں کو مخاطب کیا، علماء کو جھنجھوڑا، صحافیوں کو قلم کی حرمت یاد دلائی، طالب علموں کو ان کے فرض سے آگاہ کیا، دانشوروں کو کئی راتیں آنکھوں میں کاٹ کر مطالعہ کی جانے والی کتب کی جانب متوجہ کیا، کارکنوں کو اپنے

اصولی موقف پر ڈٹے رہنے کا حوصلہ دیا، بزرگوں سے شفقت کی درخواست کی اور یہاں تک کہ اپنے قلب و جگر کے سارے سچے موتی چن کر حاضرین کے دامنوں میں ڈال دیئے..... یہ میرا مولانا فاروقی سے پہلا تعارف تھا۔

پھر یہ ہوا کہ جہاں میری دسترس میں ہوتا، اور مولانا تشریف لاتے میں ضرور پہنچتا۔ ان کے خوبصورت چہرے، اور پر حوصلہ بشرے کی جانب مسلسل دیکھتے ہوئے ان کی تقریر سنتا' یہ چونکہ میرا دور طالب علمی تھا لہٰذا تجزیئے اور تنقیدی نقطہ نظر سے تقریباً ہر مقرر کو دیکھتا، کوئی صرف الفاظ سے کھیلتے اور کوئی الفاظ سے کھلاتے، لیکن مولانا کو جب بھی سنا یوں محسوس ہوتا کہ یہ جو کچھ اپنے اندر کی جس قدر طاقت سے کہنا چاہتے ہیں، الفاظ اس پر اپنی تنگ دامنی لیے شرمندہ ہیں۔

میری بدقسمتی کہ میں نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو نہیں سنا، مجھے اس بات کا بھی افسوس ہے کہ میرے کان امیر ہند سید ابوالکلام آزادؒ کے پر حریت الفاظ سے بھی نا آشنا ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر یہ مقدس نفوس اس وقت موجود ہوتے، فاروقی صاحب کو سنتے تو ضرور ان کی پیٹھ تھپکتے، اور ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراتے۔

وہ لمحوں کی گرفت تھی یا زمانے کی تیز رفتاری؟ کہ وقت گذرتا ہی چلا گیا، دست اجل نے کیسے کیسے پھول اس بے سروسامان لیکن باہمت قافلے کے دامن سے نوچ لیے لیکن:

ساتھ ہی زخموں کے میرے حوصلے بڑھتے رہے

کے مصداق مولانا فاروقیؒ نے اپنا سفر جاری رکھا، تحریر و تقریر ان کے رگ و پے میں سرایت کر چکی تھی' کوئی ان کو مورخ اسلام کہتا تو کوئی انہیں فن خطابت کا شہنشاہ لیکن بہت کم لوگ جان سکے کہ وہ کس درد کے اسیر تھے، زنجیر کا کون سے حلقہ انہیں بے چین رکھتا تھا؟ ان کی بے خواب راتوں کی وجہ کیا تھی؟ کہ جس نے جب تحریر کا روپ دھارا تو چشمے میں چاندنی چھٹکنے لگی اور جب تقریر کی جون لی تو منجمد پانیوں میں آگ بھڑک اٹھی۔ یہ خلش اور آزار کو جو مولانا کو یہاں تک لے آئی تھی..... افسوس بہت سے حوصلہ شکنوں کو اب تک سمجھ نہ آسکی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دن رات اربوں کھربوں کی تعداد میں حرف، اور لفظ لوح ورق پر ثبت ہو رہے ہیں لیکن کتنے ایسے ہیں جو وقت کی عدالت، اور زمانے کی پرکھ پر پورے اترے، اور باتوقیر ہوئے؟ یقیناً بہت کم، اگر ہر لفظ اپنے اندر کوئی طاقت رکھتا تو یہ معاشرہ پھر ضرور فرشتوں کا معاشرہ ہوتا..... لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے، مگر میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مولانا نے جو کہا، جتنا لکھا، وہ سب اس معیار پر

پورا اترا، اور نہ صرف یہ کہ پورا اترا بلکہ تاریخ دعوت و عزیمت کا ایک درخشندہ باب قرار پایا، اس باثباتی کے تناظر میں مولانا کی اپنے نظریے اور عقیدے سے وہ لازوال وابستگی تھی جو تاریخ کے بہت کم افراد کے حصے میں آئی۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ماضی کی چند ایک عبقری ہستیوں کی طرح یہ بھی مولانا ہی کا خاصہ ہے۔

پچھلے ماہ برادرم مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی نے جب یہ انکشاف کیا کہ وہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کے خطابات کو کتابی شکل دے رہے ہیں تو مجھے بے اختیار اپنے ماضی کے ان خوابوں کی تعبیر نظر آنے لگی جو میں نے اکثر دیکھے، مولانا کو سننے کے بعد، اور سننے سے پہلے یہ خوبصورت اور تاریخی تقاریر جو سننے کے بعد شعور، لاشعور اور تحت الشعور کے نہاں خانوں میں آہستہ آہستہ چٹانوں میں اترنے والے پانی کی طرح در آتی تھیں، ہمیشہ میری خواہشات کا مرکز رہیں کہ میں ان کو پڑھ سکوں، شاید میری طرح اور بھی بہت سے لوگ ہوں گے جو اس طلب کے اسیر ہوں یہ میرے لیے اور ان کے لیے محاذ جنگ پر لڑنے والے سپاہیوں کی اس ڈبہ بند خوراک کی طرح ہے جسے ایک دفعہ کھا لینے سے سارا دن بھوک نہیں لگتی۔ برادرم ثناء اللہ سعد جو خود بھی بہترین مقرر، اور اعلیٰ درجہ کے لکھاری اور کئی خوبصورت باتوں اور کتابوں کے موجد ہیں..... نے پشاور تا کراچی سفر کے بعد، کتاب ماضی کے اوراق سے وقت کی گرد جھاڑ کر یہ تحفہ ہمارے لیے پیش کیا ہے۔

برادرم مولانا چھوٹے شہر کے بڑے آدمی ہیں، ہمیں خوشی ہے کہ بڑے شہروں کے چھوٹے لوگ ان کو دیکھ کر اپنے قد کی پیمائش کرتے ہیں اور بونے نظر آتے ہیں۔ یہ خوبصورت کتاب جو "خطبات سیرت" کے روح پرور نام سے موسوم ہے اسی قلندر کے وقف اضطراب رہنے کا ثمر ہے۔

بہت سے لوگ اپنی کھال اور حال میں مست رہتے ہیں، دل میں سمندروں جیسا تلاطم لیکن چہروں پر چٹانوں جیسی خاموشی رکھتے ہیں۔ یہ لوگ وہ کچھ کر گذرتے ہیں جسے کرنے کے لیے لوگ مہینوں پلاننگ کرتے اور ہفتوں مشورے کرتے ہیں۔ فیصلہ کی یہ قوت اور عمل کی یہ صداقت میرے دوست ثناء اللہ سعد کو مبارک ہو، اور اس چمن کو بھی ہدیۂ تبریک کہ جو اس گل کے غازہ کو اپنی کیف آفرینی کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔

والسلام

فقیر محمود الحسن محمود عفا اللہ عنہ وعفاہ

استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور

۲۹ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ بمطابق ۵ اپریل ۲۰۰۰ء

نقشِ آغاز

شہید ملت اسلامیہ، مولانا ضیاء الرحمان فاروقی شہیدؒ کا نام نامی میدان خطابت میں محتاج تعارف نہیں، اللہ نے انہیں گفتگو کا جو سلیقہ، جو طلاقت لسانی اور سامعین پر جو گرفت عطا فرمائی تھی۔ وہ اس میدان کے شاہسواروں کو بھی بہت کم نصیب ہوتی ہے۔ شہید موصوفؒ نے اپنی (تقریباً) ۴۸ سالہ حیات دنیوی کا (تقریباً) نصف حصہ منبر و محراب کی نذر کیا، اور اس دوران ایک عالم آپ کی خطابت کا اسیر رہا، توحید خدا وندی سیرت نبویؐ، اسلام کی شوکت و اشاعت میں صحابہ کرامؓ کا کردار، برصغیر میں اشاعت اسلام اور آزادی ہند کی مختلف تحریکوں میں علماءِ حق کا کردار نیز فرق باطلہ کی سرکوبی آپ کے پسندیدہ موضوع تھے، جن پر آپ کو کامل دسترس بھی حاصل تھی اور حق کے ابلاغ میں قدرت نے آپ کو انفرادیت بھی عطا فرمائی تھی۔

جس دَور میں آپ نے میدان خطابت میں قدم رکھا، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مفکر احرار چوہدری افضل حق مرحوم جیسے سحر بیان خطباء اس میدان سے رخصت ہو چکے تھے۔ البتہ ان کی صدائے بازگشت شورش کاشمیریؒ کے وجود کی صورت میں موجود تھی۔ اور شورش کا بھی دم واپسیں تھا۔ اس لیے فاروقی شہیدؒ کو ان سب حضرات میں سے کسی کا ہم عصر تو قرار نہیں دیا جا سکتا البتہ ایک عقیدت مند گھرانے میں جنم لینے اور شب و روز ان کی خطابتی معرکہ آرائیوں کے چرچے کے باعث آپ کے قلب و دماغ پر ان کی گہری چھاپ سے انکار ممکن نہیں، اور یہی وجہ تھی کہ طالبعلمی کے زمانے ہی سے آپ نے فن تقریر پر محنت اور دسترس حاصل کی، جمعیت طلباء اسلام میں شامل ہو کر تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور تحریک نظام مصطفیٰؐ میں اہم کردار ادا کیا۔ اپنی پرجوش تقریروں سے تحریک میں نئی روح پھونکی، دور طالبعلمی ہی میں امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگویؒ سے دوستانہ مراسم قائم ہوئے۔ آگے چل کر ۱۹۸۵ء میں مولانا حق نواز شہیدؒ نے سپاہ صحابہ کی بنیاد رکھی تو مولانا فاروقی نے بھی اس میں اساسی کردار ادا کیا، تا آنکہ ۱۹۸۶ میں امیر عزیمت شہیدؒ کی صدارت میں منعقد ہونے والی آل پاکستان دفاع صحابہ کانفرنس جھنگ میں اپنے ادارہ "اشاعت المعارف" سمیت اپنی تمام خدمات سپاہ صحابہ کے لیے وقف کرنے کا اعلان کر دیا۔

بانیٔ سپاہ صحابہ امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی شہادت کے بعد آپ نے ان کے جانشین کی حیثیت سے سپاہ صحابہ کی قیادت کا منصب سنبھالا تو گویا شہادت گہہ الفت میں قدم رکھ دیا۔ امیر عزیمت کی شہادت کے حادثہ نے ملکی صورتحال کو ایک ہلاکت خیز طوفان اور شعلہ زار کے دہانے پر لا کھڑا کیا تھا۔ امن و امان کی صورت ابتر ہو گئی۔ لاشوں پر لاشیں گرنے لگیں، اور پھر اس خوفناک عمل نے ایک تسلسل اختیار کر لیا، ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء تک آپ اس آگ اور خون کے سمندر میں تیرتے اور لوگوں کو امن و سلامتی کا

راستہ دکھاتے رہے، ارباب اقتدار سے ملاقاتوں میں اور منبر و محراب سمیت مختلف قومی، دینی سیاسی اور صحافتی فورموں پر آپ نے اپنے مشن کی حقانیت ثابت کی، امن فارمولے تجویز کیے، اور فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے قابل عمل تجاویز پیش کیں، ہر جگہ پر آپ کے طرز خطابت اور انداز بیان نے عوام و خواص کو متاثر اور قائل کیا..... یہ وہ دور تھا جہاں بے پناہ مصروفیات سر کھجانے کی فرصت نہ دیتی تھیں..... سابقہ زندگی کے تمام معمولات کا نظام تہہ و بالا ہو گیا، حتیٰ کہ "کتاب" سے جو تعلق اوائل طالب علمی ہی سے قائم ہوا تھا، اس میں بھی کچھ دراڑیں پڑ گئیں، اب دو ہی وقت کتاب کے مطالعے کے لیے نکل پاتے تھے (۱) سفر کے دوران (۲) رات کو آرام کرنے سے قبل مطالعہ شروع کرتے..... اسی دوران نیند آ جاتی اور صبح کتاب آپ کے سینے پر پائی جاتی تھی۔ اس ہنگامہ خیز دور میں بھی آپ جہاں بھی تقریر کے لیے کھڑے ہوتے، سامعین کی نظریں آپ کے چہرے پر ٹھہر جاتیں اور آپ کی معلومات کا دریا جوش میں آ جاتا، اپنے موقف کے حق میں علمی، عقلی اور نقلی دلائل کی بارش برسا دیتے..... یہ محض اللہ تعالیٰ کی عطا اور آپ کے حافظہ کا کمال تھا۔

نومبر ۱۹۹۵ میں آپ کو بے نظیر زرداری حکومت نے قتل کے ایک جھوٹے مقدمہ میں گرفتار کر لیا، جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اس قید و بند نے طول پکڑا۔ پہلے زندگی کے چودہ ماہ چھینے..... اور پھر زندگی ہی چھین لی۔ ۱۸ جنوری ۱۹۹۷ کو آپ جرنیل سپاہ صحابہ کے ہمراہ سیشن کورٹ لاہور میں پیشی پر پہنچے اور دشمنانِ صحابہ کی طرف سے کیے جانے والے ریموٹ کنٹرول بم کے دھماکے میں جام شہادت نوش کر گئے اور اپنے رفیق امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے پہلو میں (جامعہ محمودیہ جھنگ) آسودۂ خواب ہوئے۔ آپ کی بے مثال خدمات اور مظلومانہ شہادت کی بناء پر سپاہ صحابہ کے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں آپ کو شہید ملت اسلامیہ کا خطاب دیا گیا۔

شہید ملت اسلامیہ مولانا ضیاء الرحمان فاروقیؒ سے بندہ کے مراسم کئی سالوں کے عرصہ پر محیط تھے۔ اپنی قید و بند کے دوران انہوں نے اپنی تصنیفات کی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا کام بھی بندہ کے سپرد کیا ہوا تھا اور پھر شہادت سے تین روز قبل کوٹ لکھپت جیل لاہور میں ملاقات کے دوران میرے مستقبل کا فیصلہ کرتے ہوئے انہوں نے اپنے دینی ادارہ جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری (ضلع فیصل آباد) میں بطور مدرس میری تقرری فرمائی..... پھر تین دن بعد جب آپ جام شہادت نوش کر گئے تو بندہ نے حسب نصیحت و وصیت جامعہ عمر فاروق اسلامیہ میں اپنے فرائض کی بجا آوری کا آغاز کر دیا۔ اس دوران جامعہ مذکورہ میں فاروقی شہیدؒ اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا، تو اکیڈمی کی نظامت کی ذمہ داریاں بھی مجھے سونپی گئیں۔ سہ ماہی جریدے "الضیاء" کا بھی میری ادارت میں آغاز ہوا، اور بحمد اللہ میں نے یہ تمام ذمہ داریاں حتی المقدور احسن طریقے سے نبھائیں، اس دوران میری خواہش رہی کہ شہید ملت اسلامیہ کی سوانح حیات اور ان کے علمی خطبات کی ترتیب و تالیف کا کام بھی میرے ہاتھوں سرانجام پائے، لیکن ایسا بوجوہ نہ ہو سکا، تا آنکہ گذشتہ

ہوئے مرتب نے بطور خاص ان خطبات کو تلاش کرنے کی سعی کی جو صاحبِ خطبات نے سپاہِ صحابہ کی ذمہ داریاں سنبھالنے سے پہلے دیے تھے۔ نیز کسی ایک عنوان پر زیادہ سے زیادہ مواد فراہم کرنے کیلئے مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں دیئے گئے خطبات کے اقتباسات بھی شامل کیے ہیں۔ البتہ ان خطابات کی تاریخیں معلوم نہ ہو سکنے کی بناء پر درج نہیں کی جا سکیں۔ اگر باخبر قارئین نے اس سلسلے میں تعاون کیا تو انشاءاللہ آئندہ اشاعت میں یہ کمی پوری کر دی جائے گی۔

نومبر میں میں نے حضرت فاروقی شہیدؒ کی سیرت النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر کی گئی تقاریر کو کتابی شکل دینے کا حتمی فیصلہ کر لیا اور توفیق ایزدی کے ساتھ اب خطبات سیرت کی پہلی جلد آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ وسائل کے اعتبار سے تہی دست و تہی دامن ہونے کے باوجود ان خطبات کو ترتیب و تدوین اور تزئین و آرائش کے اعتبار سے اپنے ذوق کے مطابق پیش کرنے پر میری خوشی بے کراں ہے، اور یہ شعر حقیقت حال کے عین مطابق ہے'

؎ ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ خطبات میرے شہید قائد کی وسعت مطالعہ کے آئینہ دار اور علمی و ادبی ذوق کا حسین شاہکار ہیں۔ ان خطبات کا ایک ایک حرف عشق رسالت مآبؐ کے "عَسَلِ مُصَفّٰی" میں غوطہ زن..... اور ایک ایک سطر میں حقائق و معارف کا دریا موجزن ہے۔ جن کے مطالعہ سے ایمان کو تازگی، اذہان کو پاکیزگی، روحوں کو سرشاری، عمل کو بیداری، فکر کو وسعت، نظر کو ٹھنڈک، زبان کو شیرینی، دل کو حلاوت، عقیدے کو پختگی اور عمل کو شائستگی کی دولت نصیب ہوتی ہے، اوہام باطلہ کے داغ دھلتے، شکوک و شبہات کے زخم سلتے.....اور فکر و نظر کے دریچے کھلتے ہیں۔

ان خطباتِ کو کیسٹوں سے کاغذ پر منتقل کرنے میں برادرِ عزیز حافظ سیف اللہ خالد کا بڑا حصہ ہے۔ میرے دوستوں میں سے ہر دلعزیز شخصیت مولانا مجیب الرحمان انقلابی، مولانا محمود الحسن محمود (استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور) جناب سلیم اختر قریشی شجاع آباد، جناب افضل خان بلوچ، جناب محمد اعظم لانگ، جناب قاری عبدالغفار سلیم فیصل آباد، کے مفید مشورے شامل حال رہے.....اور سب سے بڑھ کر جناب ظفر اقبال ظفر کا انتہائی ممنون ہوں، کہ انہوں نے میری فرمائش پر خطبات سیرت کے لیے جو نظم لکھی، فاروقی شہیدؒ کے انداز خطابت کی اس سے بہتر منظر کشی کیا ہو سکے گی، یہ ان کا حسن نظر بھی ہے، حسن تخیل بھی..... اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جزائے خیر عطاء فرمائے.....اور اس قدر زیادہ کہ ان کے دامن بھر جائیں۔

ثناءاللہ سعد
مدیر اعلیٰ گوشۂ علم و ادب
۲۹ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ ۔ ۱۴ اپریل ۲۰۰۰ء

جب فاروقی بول رہا ہو

جناب ظفر اقبال ظفر

مرتب خطبات کی فرمائش پر

جب فاروقی بول رہا ہو۔
آوازوں کے پھوٹتے چشمے ہونٹوں کی سرحد پہ آ کے جم جاتے ہیں
سرگوشی اور سانسوں کے منہ زور ارادے تھم جاتے ہیں
جب فاروقی بول رہا ہو۔
چودہ سو برسوں پہلے کی
دنیا سامنے آجاتی ہے زندہ ہو کر!
دور کھڑی
تاریخ کی پیشانی سے دھول اترتی ہے شرمندہ ہو کر!
جب فاروقی بول رہا ہو۔
مکے اور مدینے کی گلیوں کا عطر مہک اٹھتا ہے!
سننے والوں کے سینے میں سچا عشق دہک اٹھتا ہے!
آل ابراہیم طواف وقت سے باہر آجاتی ہے!
صدیوں کی تصویر ہمارے عہد میں چل کر آجاتی ہے
جب فاروقی بول رہا ہو۔
یثرب اور طائف کی وادی، بدر و احد نظر آتے ہیں!
دجلہ نیل فرات سے گویا لمحے پار اتر آتے ہیں؟
روشن روشن ماضی کی ہر ایک حکایت مل جاتی ہے
پیارے پاک نبیؐ کی سیرت، صورت قد اور سر کی باتیں،
جبریل و قرآن کی رحمت، معراج و کوثر کی باتیں

صدیقؓ و فاروقؓ کے قصے، عثمانؓ و حیدرؓ کی باتیں
اصحابِ صفہؓ کے جلوے، محراب و منبر کی باتیں'
ایک زمانہ سنتا ہے پھر
جب فاروقی بول رہا ہو۔
علم و عمل کے پیمانے معیار بدلنے لگتے ہیں.....!
پھر وقت کی بوجھل پلکوں پر کردار سے چلنے لگتے ہیں
پھر دھوپ اگلتے جھلساتے سورج بھی ڈھلنے لگتے ہیں۔
اک صبح قرآن و سنت کے لمحوں کی تلاوت ہوتی ہے
پھر تلخیٔ دوراں کے لب پر کوثر کی حلاوت ہوتی ہے
ہاں جب فاروقی بول رہا ہو۔
استبداد کے آمر جابر' تھر تھر کانپنے لگ جاتے ہیں!
یہ ظالم باطل اپنی ہی ظلمت میں ہانپنے لگ جاتے ہیں!
اک شمع صداقت جلتی ہے،
ہر سمت اجالا ہوتا ہے،
جذبوں کو حرارت ملتی ہے،
وہ ہونٹ بھی آخر کھلتا ہے،.....
جس ہونٹ پہ تالا ہوتا ہے،!
وہ پاؤں بھی آخر اٹھتا ہے،.....
جس پاؤں میں چھالا ہوتا ہے،!
ہاں جب فاروقی بول رہا ہو۔
عہد نبوت کی باتوں سے ماضی کے در کھول رہا ہو
پھر

اسلاف کے مکتب کی دیوار پہ رکھی قندیلیں جل اٹھتی ہیں
پھر جہد سفر کی منزل پر تقدیس علم آجاتی ہے!
پھر ایک سعد کے ہاتھوں میں شمشیر قلم آجاتی ہے!
قرطاس مہکنے لگتے ہیں'
پھر فاروقی کے خطبوں سے اوراق معطر ہوتے ہیں
احساس مہکنے لگتے ہیں'
جب لفظوں کی تطہیر میں ڈھل کر
اسم "محمدؐ" آجاتا ہے
باطل وقت کے ایوانوں کے دیوار و در ہل جاتے ہیں
کتنے ہی مغرور ابوجہلوں کے سینے چھل جاتے ہیں
لمحہ لمحہ.....
ماضی کی سچائی میں آخر کھو جاتا ہے
سیرت کی پاکیزہ شبنم گرتی ہے تو.....
کلیوں اور غنچوں کا ایک شفاف وضو ہو جاتا ہے!
اے عہد بصیرت!
سیرت کے خطبات لبِ اظہار کے پیمانوں میں بھر کے
ہر اک لفظ معطر کر کے
اب فاروقی بول رہا ہے.....
..... سن! فاروقی بول رہا ہے،

☆☆☆☆☆

حسن ترتیب

خطبہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
1	ولادت النبی ﷺ	35
	ولادت نبویؐ کے بارے میں محمود پاشا فلکی کی تحقیق	36
	حضورؐ کو یتیم پیدا کرنے میں حکمت	37
	حضورؐ کی پیدائش کے وقت معجزہ	38
	حضورؐ کو سراج منیر کہنے میں حکمت	39
	حضورؐ کی پیدائش پر خوشی	40
	حلیمہ سعدیہ کی سعادت ابدی	43
	فاذی کا مطلب	44
	حضورؐ آگے ہوں تو سواری چلے گی	45
	شیمہ کی روایات بچپن کے واقعات	46
2	تیرا عکس کرم	55
	لغات عاجز ہیں	57
	عکس کرم کی تشریح	60
	خدیجہؓ کا شرف	62
	صدیق اکبرؓ کا اعزاز	63
	جس شے کی نسبت رسولؐ سے	64
	ابراہیمؑ کی چار امتحانوں میں کامیابی	64
	امتحانوں میں کامیابی پر انعام	65
	دعائے ابراہیمؑ	66
	آخری رسولؐ کو بھیجنے کے لیے جگہ کا انتخاب۔علاقہ کا انتخاب	67
	قبیلے کا انتخاب۔۔۔۔شاخ کا انتخاب	68
	شاخ کا انتخاب	68
	دادا کا انتخاب۔۔۔۔والد کا انتخاب	69
	والدہ کے قبیلے کا انتخاب	70
	والدہ کا انتخاب۔۔۔۔نام کا انتخاب	71

CamScanner

	دایہ کے قبیلے کا انتخاب ۔۔۔۔ دایہ کا انتخاب	73
	ازواج مطہرات کا انتخاب	73
	بیٹوں کا انتخاب ۔۔۔۔۔ بیٹیوں کا انتخاب	75
3	نبی ﷺ اور صدیقؓ کا معراج	81
	معراج کے لغوی اور اصطلاحی معنے ۔۔۔۔۔ دو ہستیوں کا معراج	82
	گواہ اور گواہی	84
	گواہی کی دو قسمیں	85
	دو عجیب راتیں	87
	حزن اور خوف میں فرق	92
	جبرائیلؑ اور صدیقؓ میں فرق	93
	نبیؐ اور صدیقؓ میں یکسانیت	95
4	غزوہ بدر	97
	رمضان میں پیش آنے والے واقعات	98
	مجاہدین بدر کی خصوصیت	99
	السابقون الاولون کا ایثار	101
	نبیؐ اور رسولؐ میں فرق ۔۔۔۔۔ سب سے بڑی [illegible]	104
	فضیلت شیخینؓ	106
	سعد بن ابی وقاص کا ایثار ۔۔۔۔۔ حضرت صہیب رومی کا ایثار	107
	انصار کا ایثار	108
5	غزوہ احد	123
	اسباب غزوہ احد ۔۔۔۔۔ ابتدائی معلومات	124
	حضورؐ کی روانگی اور ابتدائی واقعات	128
	مشرکین کی آمد	130
	جنگ کے واقعات	131
	حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت	132
	حضرت عمرو بن جموحؓ	133
	حضرت حنظلہؓ ۔۔۔۔۔ غسیل الملائکہ	134
	حضورؐ کے دندان مبارک	135

	صحابی رسولؐ کی آخری خواہش	136
6	غزوہ احد اور شہادت امیر حمزہؓ	139
	جنت میں شہدا کا مطالبہ	140
	شہدا کی اقسام	143
	جہاد کی تین اقسام	144
	قیامت تک آنے والے شہیدوں کا سردار	146
	حضورؐ کی پیشگوئی اور صحابہؓ کی بہادری	147
	صحابہ کرام میں شہادت کی تڑپ	149
	غزوۂ احد کے واقعات	150
	حضرت سعد بن ابی وقاص کی غیرت ایمانی	151
	حضرت حمزہؓ کی شہادت اور حضرت وحشیؓ کا کردار	152
	حضرت علیؓ کے اونٹ	153
	مشکل کشا رویا نہیں کرتے	154
	بہن ------ بھائی کی لاش پر	156
	اگر ماتم جائز ہوتا -------	157
7	اسباب فتح مکہ	161
	فتح مکہ کی اہمیت	162
	پیغمبرؐ کا خواب اور اس کی حقیقت	163
	احرام باندھ لیے گئے ------ قاصد کا انتخاب	164
	حضرت عثمان غنیؓ کی بطور قاصد روانگی	165
	جس میں حضورؐ کی مرضی نہ ہو وہ ثواب نہیں	166
	سفیر پیغمبرؐ کی شہادت کی افواہ ---- حضرت عثمانؓ کی قدر و قیمت	166
	صحابہؓ کے ہاتھ اللہ و رسولؐ کے ہاتھ میں	167
	حضرت عثمانؓ سے بغض کا انجام	168
	معاہدۂ صلح حدیبیہ کا قیام اور ٹوٹنا	169
	بنو خزاعہ کا وفد ------ حضورؐ کی خدمت میں	171
	حضورؐ کے قاصد کی سرداران کے مکہ سے ملاقات	171
	ابوسفیان کی حضورؐ کی خدمت میں حاضری	172

	وظیفہ کے بستر پر شرک نہیں بیٹھ سکتا	173
	حضرت علیؓ کی طرف سے سفارش کا وعدہ۔۔۔۔دس ہزار کا لشکر تیار	174
	حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ کی طرف سے مخبری	174
	شرکاء بدر کی سعادت ابدی	177
	شرکاء بدر کے اسماء کی برکت	178
8	فتح مکہ	179
	صحابہ کرام کے تین طبقات	181
	حضورؐ نے سفر میں روزہ توڑا	183
	گالیاں دینے والوں کو معافی	184
	ابوسفیان کی آمد اور قبول اسلام	188
	ابوسفیان کا اعزاز اور عام معافی کا اعلان	190
	حضورؐ کے ساتھ کون سوار تھا؟	191
	بت کس نے گرائے	184
	ابومحذورہؓ کا اعزاز۔۔۔۔سیدنا بلالؓ کا اعزاز	185
	عثمان بن ابی طلحہ کا اعزاز۔۔۔۔سیدنا بلالؓ کا اعزاز	196
9	وفات رسول ﷺ	201
	سورۃ النصر کا نزول اور صحابہ کرامؓ کی خوشی۔۔۔صدیقؓ راز دار نبوت	202
	اللہ نے نبیؐ کو دنیا میں رہنے کا اختیار دیا	203
	حضورؐ کی علالت۔۔۔۔شدید علالت میں بھی نماز کی تاکید	205
	صدیق اکبرؓ۔۔۔۔نبوی مصلے پر	206
	حضورؐ کی آخری وصیت	208
	نماز سے گناہ جھڑتے ہیں	209
	حضرت فاطمہؓ سے آخری گفتگو۔۔۔سیدہ عائشہؓ کا فخر	209
	حضورؐ کے آخری الفاظ اور جاں سپردگی۔۔۔۔صحابہ کرامؓ غم سے نڈھال	210
	فاروق اعظمؓ کی وارفتگی	211
	سیدہ عائشہؓ کے حجرہ کا شرف	212
	رسول اللہ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کا خمیر ایک ہی مٹی سے	214
	۱۲ ربیع الاول۔۔۔۔۔اقتباسات	217

10	خاندان نبوت	223
	قابل اعتبار گواہ	224
	حضورؐ کی بیٹیوں اور نواسوں کی تفصیل	226
	سیدہ زینبؓ اور ان کی اولاد	227
	ردیف نبوت	229
	حضرت علیؓ کی دوسری بیوی امامہؓ	230
	حضرت رقیہؓ اور ان کی اولاد۔۔۔۔حضرت ام کلثومؓ	231
	حضرت فاطمہؓ اور ان کی اولاد۔۔۔۔حضرات حسنینؓ کے سابقہ نام	232
	ایک اہم سوال کا جواب	233
	حضرت فاطمہؓ کے حالات	234
	اہل بیت کے معنی	236
	حضرات شیخینؓ کی حضرت علیؓ اور ان کے خاندان سے محبت	237
	حضرت امیر معاویہؓ اور حضرات حسنینؓ	238
	صدیق اکبرؓ کی بیوی، حضرت حسینؓ کی دایہ	241
	صدیق اکبرؓ کی سالی، حضرت حسینؓ کی رضاعی ماں	242
	سیدنا فاروق اعظم کی حضرت علیؓ سے رشتہ داری	242
	حضرت علیؓ سے اہلسنت کا تعلق	244
	حضرت حسینؓ کی کوفہ روانگی اور شہادت کے بعد کے واقعات	245
	حضرت حسینؓ کو صحابہ کرام کا مشورہ	246
	اہل کوفہ کا مسلم بن عقیل سے سلوک	250
	حضرت حسین کی تین شرائط	251
	حضرت فاطمہؓ صغریٰ کا خطبہ	254
	حضرت کلثومؓ کا خطبہ	256
	حضرت زین العابدین کا خطبہ	256
11	حضرت فاطمۃ الزہراءؓ	258
	حضورؐ کی چار بیٹیاں	263
	حضرت علی کی دوسری ساس کا تعارف	265
	خیر اور افضل میں فرق	266

	حضورؐ کی دوسری بیٹی ۔۔۔۔تیسرا نواسہ پیغمبر کا نواسہ ۔۔۔۔معاویہؓ کا داماد	268
	فاطمۃ الزہراء کی پیدائش اور دکھ	269
	سیدہ فاطمہؓ کی ہجرت اور صدیق اکبرؓ کا ایثار	270
	سیدہؓ کا حضرت علیؓ سے نکاح	272
	محرم الحرام میں شادی کا مسئلہ	276
	نکاح کے گواہ اور جہیز لانے والے	277
	حضورؐ کا سیدہ سے پیار	279
	شیعہ کی طرف سے سیدہؓ کی گستاخی	280
	سیدہ کی سخاوت اور مشقت	282
	سیدہ عائشہؓ اور سیدہ فاطمہؓ کا مکالمہ	285
	سیدہ کی فیاضی کے واقعات ۔۔۔۔بیماری میں تیمارداری ۔۔۔۔وفات	286
	غسل کس نے دیا' جنازہ کس نے پڑھایا؟	287
	باغ فدک کی کہانی	289
12	حضور ﷺ کے دو اہم معجزے	293
	قیامت کے دن مساجد کی جگہ کیا ہوگا؟	294
	معجزات کی تعداد	295
	حضورؐ کے اہم ترین معجزات چار ہیں ۔۔۔۔۔۔حضورؐ کا مقام و مرتبہ	296
	صحابہ حضورؐ کی کمائی ہیں	300
	صحابہ کی بقاء اسلام کی بقاء	302
	سابقہ کتب میں صحابہ کی شان ۔۔۔۔۔۔ایسا کیوں ہوا؟	303
	حدیث خیر القرون	304
	صحابہ کرام کے چار طبقات	305
	قرآن مجید کے بارے میں دلچسپ نکات	306
	حروف مقطعات کا مطلب	307
	قرآنی علوم کی تعداد	308
	نزول قرآن کی کیفیت	308
	قرآن اور دیگر کتب سماوی کے نزول میں فرق	309
	سماعت قرآن کا لطف	310
	مخالفین قرآن کے لیے تین چیلنج	311

	منکرین قرآن کی دو قسمیں	312
	اسلام کی بقاء علماء کی وجہ سے ہے	313
	قادیانیوں کی سازشیں	314
13	وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ	325
	تمام جہانوں کے لیے رحمت	326
	رحمت کے معنی	328
	جگن ناتھ آزاد کا خراج تحسین	329
	حضورؐ کی آمد سے پہلے کی کیفیت	330
	عورت کی چار حیثیتیں ۔۔۔۔عورت زندہ درگور	331
	جانوروں کے لیے بھی رحمت ۔۔۔۔مزدوروں کے لیے رحمت	335
	یتیموں کے لیے رحمت	336
	رحمت ہی رحمت	337
14	اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا	341
	پیغمبر علیہ السلام کی انفرادیت	342
	گواہوں کی قسمیں	345
	پیغمبر کی عبدیت	347
	حضور کی گواہی	350
	صحابہ کرامؓ کی گواہی	351
	نابینا صحابی کے ہاتھوں شاتم رسول کا قتل	352
	پیغمبرؐ طائف کے گلیوں میں	355
	جابرؓ کی نظریں ۔۔۔۔رسولؐ کے چہرے پر	357
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی خواہش	359
	خشک تنے سے کھجوریں	360
	سلمان فارسیؓ کی آزادی کے لیے کھجوروں کا معجزاتی باغ	362
	معجزے کا معنی و مفہوم ۔۔۔۔اگر نبیؐ مختار کل ہوتا ۔۔۔۔!	365
	یہودیوں کے تین سوال	366
	کیا پیغمبر عالم الغیب ہیں؟	367
	ہاذاری عالم الغیب	368

	نورانی سیاس کا نورانی خواب	369
	فاطمہؓ عائشہؓ کی عظمت	370
	تہذیب جدید کی بے سودگی	370
15	انا اعطینک الکوثر	373
	حضورؐ کی شان کے مختلف پہلو	374
	سورۃ الکوثر کا شان نزول	377
	کوثر کے معنی	378
	پیغمبرؐ کا اعجاز ابوہریرہؓ کی ماں کی ہدایت ابوہریرہؓ کے لیے دودھ میں برکت	381
	پیغمبرؐ کے لیے اللہ کا طرز خطاب	383
	اللہ و رسولؐ میں فرق	384
	کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والا پیغمبرؐ	385
	منظوم خراج عقیدت	386
	مولانا قاسم نانوتویؒ کی نعت	387
	حضرت نانوتویؒ کا عشق رسولؐ	388
	شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا ایمان	389
	مولانا گنگوہیؒ کا عشق رسولؐ	391
	مولانا حسین احمد مدنیؒ کا عشق رسولؐ	392
	شیخ الہندؒ کا عشق رسولؐ	392
	علماء دیوبند کا شجرۂ علم	394
	علماء دیوبند کا شجرۂ ولایت ۔۔۔ ابوالکلامؒ کی قبر پر شورش کا مرثیہ	397-399
16	ختم نبوت	401
	صرف تعریف کرنے سے جنت نہیں ملتی ۔۔۔ ابوطالب کا خراج تحسین	404
	حضورؐ سے عشق کی دلیل	405
	حضورؐ کے اہم معجزات	406
	ختم نبوت اساس دین ہے ۔۔۔ حضورؐ کا طرز خطاب	407
	حضورؐ کی باقی انبیاء پر فضیلت	408
	پہلی فضیلت ۔۔۔ مومن مومن کا آئینہ ہے	409
	میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں	410

	دوسری فضیلت	411
	تیسری فضیلت۔۔۔چوتھی فضیلت۔۔پانچویں فضیلت	412
	مرزائیوں سے سوالات	413
	جھوٹے مدعیان نبوت	416
	جھوٹے نبی سے نبوت کی دلیل مانگنے والا کافر ہے	420
1	**قرآن اور صاحب قرآن**	421
	قرآن اور صاحب قرآن میں فرق	424
	قرآن جتنی مرتبہ پڑھیں اتنا زیادہ لطف	424
	قرآن لاریب کتاب ہے	426
	قرآن مخزن علوم ہے	430
	عیسائی کو چیلنج	430
	سائنس اور سیاست کی تعریف	431
	قرآن ناطق ہے	433
	قرآن کی طرف سے کفار کو تین چیلنج	434
	قرآن کے علاوہ کسی کتاب کا حافظ نہیں مل سکتا	435
	جہاں نبیؐ وہاں قرآن	435
	ہمیں دین قرآن نے سکھایا	436
	شاہ عبدالعزیزؒ اور یہودی پادری کا واقعہ	441
	مدارس عربیہ اور خدمت قرآن	442
	ابوحنیفہ نے قرآن کیسے پایا؟	443
	احمد بن حنبل کو خواب میں خدا کی زیارت	444
	منشی رحمت علی کا واقعہ	444
2	**پیغمبر انقلاب ﷺ (الف)**	447
	انقلاب کا معنی ومفہوم	450
	صحابہ کا وجود انقلاب کی دلیل	451
	شیعوں اور مسلمانوں کا اختلافی نقطہ نظر	452
	خلفائے راشدین کا انقلاب	454
	پیغام پیغمبرؐ	457

	کوڑا ڈالنے والی عورت کی عیادت	459
	دشمن صحابہ نبی کی نظر میں	459
	پیغمبر کا اعجاز	459
	قرآن کا اعجاز	460
	پیغمبر انقلاب نے عورت کو عزت دی	461
3	پیغمبر انقلاب ﷺ (ب)	463
	انقلاب کے معنی	465
	ایثار و قربانی کی درخشندہ مثالیں	466
	سیدنا بلالؓ خانہ کعبہ کی چھت پر	467
	زندہ بچیاں قبروں میں	468
	سیدنا فاروق اعظمؓ کی قبر سے پردہ	468
	صحابیہ کا طلاق کا ارادہ۔۔۔۔قوت ایمانی	469
	بچیوں کی پرورش پر جنت کی خوشخبری	470
	مردوں کو سیدھا کر دینے کا مطلب	471
	مصائب ایمان کی دلیل	472
4	محسن انسانیت ﷺ	477
	کمالات پیغمبرؐ کے لامتناہی سلسلے	479
	سیرت پیغمبر و ام عائشہؓ کا فرمان	480
ج	سیرت کے مختلف پہلو	480
	نیکی کر دریا میں ڈال	481
	سب سے قیمتی چیز	481
	بھولا بھالا انسان	482
	انسان کے نوکر	483
	اٹھارہ ہزار مخلوقات	483
	انسان مخلوقات کا سردار	484
	انبیا بھیج کر احسان نہیں جتلایا	485
	دنیا کا نظام	487
	اللہ کے خزانے کا قیمتی گوہر	488

CamScanner

	پیغمبر کے بغیر کائنات نامکمل	488
	آقا کا آنا احسان خداوندی	489
	حضورؐ قیامت تک کے لیے نبی	489
	نام خدا سے ملا نام محمد	490
	پیغمبرؐ کا احسان کس کس کے لیے؟	491
	نسبت کی حیثیت	493
	نسبت کا مفہوم	494
	ابولہب کا قریشی ہونا کام نہیں آئے گا	495
	نسبت سیدنا بلالؓ (اصل نسبت)	496
	سیدنا بلالؓ اور نسبتِ صحابیت	497
	حضورؐ کی خدمت میں اونٹ کی شکایت	498
	حضورؐ کی آمد۔۔۔۔عورتوں و بچیوں پر احسان	498
	معجزۂ پیغمبر ﷺ	498
	معجزہ میں براہ راست دخل خدا کا ہوتا ہے	500
	حضورؐ کا وجود احسانِ خدا اور صحابہ کا وجود احسانِ نبی	500
	اقتباسات	
	جس چیز کو بھی ہوگئی نسبت رسولؐ سے	503
	کونسی نسبت عظیم تر ہے؟	505
	چند اقتباسات	511
	علماء دیوبند اور عشق رسالت مآب ﷺ	515
	اللہ تعالیٰ کی منعقد کردہ توحید رسالت کا نفرنسیں	519
5	**مصدق پیغمبر صدیق اکبرؓ**	525
	زندگی کی پہلی تقریر	527
	انا ارسلنک شاھدا	527
	گواہوں کی گواہی	528
	گواہوں میں فرق	529
	گواہ اول صدیق اکبرؓ	530
	گواہوں میں عجیب مماثلت	532
	اقبال سہیل کا قطعہ	533

	تارکِ کے دو توامین اور ان کی سزا	609
	اسلام کو عمر کی ضرورت ہے	610
	عمر مراد رسول ہیں	611
	عمرؓ کی ادائیں	612
	عمرؓ معیت نبویؐ میں	613
	اگر عمرؓ کی وفات نہ ہوا	614
	عمرؓ دو قبلوں کا فاتح	614
	عمر قرآنی پیش گوئیوں کی صداقت کا مظہر	615
	فضیلت عمرؓ بزبان پیغمبرؐ	617
	شیطان اور بغض عمرؓ	618
	پاکستان کے مقتدر طبقہ کی عمرؓ فراموشی	618
	دورِ فاروقیؓ کے چند درخشندہ واقعات	620
	واقعہ(۱)	620
	واقعہ(۲)	621
	واقعہ(۳)	622
	واقعہ(۴)	622
	واقعہ(۵)	623
	واقعہ(۶)	624
	اقتباسات	
	فاروق اعظمؓ کی سیرت پر سات ہزار کتابیں	627
	انسانی حقوق کے بارے میں فاروقیؓ نظریہ کردار	628
9	سیدنا عثمان ذوالنورینؓ	633
	تلاوت کردہ آیات کا مفہوم	636
	پیغمبرؐ کا خواب وحی ہوتا ہے	637
	عالم الغیب.....فقط اللہ	637
	حضورؐ کی صحابہ کرام سے مشاورت اور فاروقی مشورہ	638
	عثمان سفیر نبوت	639
	قبلہ نما موجود ہو تو عبادت بے فائدہ ہے	639
	حضورؐ عثمان غنیؓ کا قصاص لینے پر تیار ہو گئے	640

	بیعتِ رضوان کا آغاز	640
	دینی کارکن کی قدر و قیمت	642
	پیغمبرؐ نے عثمانؓ کا خون معاف کیوں نہیں کیا؟	642
	بیعت کرنے والوں نے بیعت نبھا کے دکھائی!	643
	عثمانؓ کے ہاتھ کو پیغمبرؐ نے اپنا ہاتھ کیوں کہا؟	644
	جس ہاتھ کو اللہ نے تھام لیا وہ چھوٹ نہیں سکتا	645
	عثمانؓ سے بغض رکھنے والے کا جنازہ پڑھانے سے حضورؐ کا انکار	646
	عثمان غنیؓ کی قرآن سے پانچ نسبتیں	646
	جس دل میں عثمانؓ نہیں اس دل میں قرآن نہیں	647
	بیعتِ رضوان کے شرکاء کے لیے ۵ انعامات	648
	حُبِ عثمانؓ ۔۔۔۔۔ جزوِ ایمان!!	650
	اقتباسات	
	حضرت عثمانؓ کی حضورؐ سے چار رشتہ داریاں	651
	مدینہ میں قحط اور عثمان غنیؓ کا ایثار	653
	حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت کے واقعات	655
	عثمان غنیؓ کا مدینہ چھوڑنے سے انکار	656
	عثمان غنیؓ کی بھوک اور پیاس	657
	عثمان غنیؓ کا باغیوں سے خطاب	657
	حضرات حسنینؓ پہرے پر!	658
	حضرت عثمان غنیؓ کا آخری خواب	658
	باغیوں کا حملہ اور مظلوم مدینہ کی شہادت	658
	بے گور و کفن لاشہ	660
	سیدہ ام حبیبہ کا باغیوں سے خطاب	661
	قاتلین عثمان غنیؓ کا عبرتناک انجام	663
10	**سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ**	665
	حضرت علیؓ کے بارے میں دو گمراہ فرقے	667
	حضرت علیؓ کے بارے میں اہلسنت کا عقیدہ	668
	حضرت علیؓ کی ولادت اور بنیادی معلومات	670
	خانہ کعبہ میں ولادت اتفاقی امر ہے	671

CamScanner

	حضرت علیؓ کا قبول اسلام	672
	حدیثِ فاطمہؓ کا شان ورود اور چند غلط فہمیوں کا ازالہ	674
	چار باتوں میں حضرت علیؓ کی فضیلت	676
	حدیث کی تحقیق	677
	حضرت علیؓ دورِ خلفاءِ ثلاثہ میں	680
	حضرت علیؓ کی صدیق اکبرؓ سے رشتہ داری	681
	حضرت علیؓ کی ازواج واولاد	682
	فاروق اعظمؓ کے بارے میں فرمان علی المرتضیٰؓ	686
	علی المرتضیٰؓ کی قوتِ فیصلہ کی عجیب مثال	686
	حضرت علیؓ کا ایک اور یادگار فیصلہ	689
	فاروق اعظمؓ داماد علی المرتضیٰؓ	692
11	ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ	693
	سیدہ عائشہؓ کا امتیاز	695
	ام المومنین حضرت خدیجہؓ کا اعزاز اور عظمت	696
	اگر ہم صحابہ کے دشمن کو مسلمان کہہ دیں	697
	تین کامل عورتیں	698
	صدیق اکبرؓ کا ایثار اور صدیقہ کائنات کا نکاح	698
	نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر اور اس پر اعتراض کا جواب	699
	کم عمری میں سیدہؓ کے نکاح میں حکمت	700
	روئے زمین کی سب سے بڑی عالمہ	701
	سیدہ عائشہؓ کی عبادت کا منظر	702
	ام المومنینؓ کی سخاوت	703
	کائنات نسوانی پر ام المومنین کی دس فضیلتیں	704
	ماں اور بیٹی کا مکالمہ	705
	علم حدیث میں ام المومنین کا مقام	706
	عائشہ پیغمبرؐ کا لباس ہے	707
	غزوۂ ذات الرقاع اور ام المومنین کی برکت سے تیمم کی سہولت	707
	عائشہؓ کو تکلیف ہوئی اللہ نے شریعت بدل دی	709
	غزوہ بنی المصطلق اور واقعہ افک کی تفصیل	710

	حضور کی صحابہ کرامؓ سے مشاورت	717
	سیدنا فاروق اعظمؓ کا مشورہ	718
	پیغمبر کا چہرہ چمک اٹھا	718
	پروردگار خود گواہ صفائی بن گیا	719
	سپاہ صحابہ اللہ کی سنت پر عمل پیرا ہے	720
12	سیف امیر معاویہؓ	723
	حضرت معاویہؓ کے بارے میں عام علماء کا مبلغ علم	725
	حضرت معاویہؓ کے چند کارنامے اور فتوحات	726
	افغانستان اور پشاور کا فاتح ۔۔۔۔۔امیر معاویہؓ!	728
	والی قلات کی طرف سے حضور کی خدمت میں دو تحفے	728
	رسول اکرمؐ حضرات شیخینؓ و معاویہؓ کا جنازہ ایک ہی چارپائی پہ	729
	رسول اللہؐ کے ہم شکل صحابی کی تکریم	730
	نصف دنیا کا حکمران ۔۔۔۔۔معاویہؓ	730
	صحابہ کرام کو تاریخ کے ترازو پہ نہیں تولا جاسکتا	731
	سیدنا معاویہؓ کاتب وحی ہیں	732
	سیدنا معاویہؓ ۔۔۔۔مصداق ''کرام برزۃ''	733
	حضرت معاویہؓ کی زندگی کا ایک ایمان افروز واقعہ	735
	حضرت معاویہؓ کے بارے میں حضور کی پیش گوئی	739
	حضرت معاویہؓ فرامین رسولؐ کے آئینے میں	741
	جغرافیائی اعتبار سے خلفاء راشدین اور حضرت معاویہ کا دور خلافت	743
	دور امیر معاویہ کے ترقیاتی امور اور فتوحات کا جائزہ	744
	حضرت معاویہؓ کے بارے میں بشارت نبویؐ	746
	حضرت معاویہ بڑے اسلامی بیڑے کے بانی	748
	اشاعت قرآن میں حضرت معاویہؓ کی خدمات	750
	یہودی عالم کے نزدیک اسلام میں سب سے بڑا آدمی	751
	دو متحارب فریق ۔۔۔۔۔۔۔دونوں سچے	753
	حضرت معاویہ کا قیصر روم کو جوابی خط	754
	معاویہؓ اور حب علیؓ و نبیؐ	755
	حدیث عمارؓ بن یاسر کی وضاحت	757

759	شان صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اجمعین	13
762	صحابہ کرامؓ کے آثار	
763	صحابہ کرامؓ ایثار	
764	سعد بن ابی وقاصؓ کا ایثار	
764	رافضیت کا نقطہ نظر	
765	صحابہ کرامؓ کی منزلت ۔۔۔رب کے نزدیک	
766	خباب بن ارتؓ کے وجود سے گوشت غائب!	
767	صحابہ کرامؓ کے مصائب!	
768	سیدنا عمرو بن جموح کی دعا	
769	ایک قابل غور نقطہ	
770	حفیظ جالندھری کی منظر کشی	
772	دو صحابیوں کی انوکھی دعا	
773	حضرت جعفر طیارؓ کی ایمانی پرواز	
774	صحابہ کرام کے لیے اللہ کی رضا	
777	صدیق اکبرؓ کے بدن پر پرانا کا لباس	
777	جہاد کا مسافر۔۔۔۔ذوالبجادین	
778	ہمیں قبر میں اترنا پڑا	
779	شیعیت کی حقیقت	
	اقتباسات	
782	سپاہ صحابہؓ۔۔۔۔۔معانی و مفہوم	
789	صحابہ کرام کا دفاع "سنت اللہ" ہے	

ولادت النبی صلی اللہ علیہ وسلم



اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَصَلَّ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ ○ اَلْمَبْعُوْثُ اِلَی کَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○

وَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ ○ اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○



محترم سامعین! آپ حضرات کو معلوم ہے کہ چھ سات جمعوں سے سیرت مصطفےٰ ﷺ کے عنوان پر جمعے کا بیان شروع ہے۔ آج بھی پروگرام کے مطابق سیرت طیبہؐ کے عنوان پر گفتگو ہوگی۔

ولادت نبویؐ کے بارے میں محمود پاشا فلکی کی تحقیق

حضور سرور کائنات ﷺ کی پیدائش پر آج بیان ہوگا۔ آج آپ کے سامنے وہ واقعہ بیان کیا جائے گا..... جسے کائنات میں غیر معمولی حیثیت حاصل ہے۔

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کیسے ہوئی؟ کہاں ہوئی؟ اور آپؐ کی ولادت کے بعد کے واقعات کیا پیش آئے؟ اس پر آپ نے غور کرنا ہے، کہ حضور ﷺ کی ولادت کا واقعہ تاریخ کی کتابوں میں مختلف انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ میں نے پچھلے جمعے تاریخ کے حوالے سے بتایا تھا کہ حضورؐ کی ولادت نو ربیع الاول کو اور وفات بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ یہی تاریخ کی کتابوں میں مستند روایت ہے۔ بعض مورخین نے یہ لکھا، کہ حضورؐ کی ولادت بھی بارہ ربیع الاول کو ہوئی، اور وفات بھی بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ تو اس سلسلے میں یہ بات ذہن میں رہے کہ حضورؐ کی ولادت کی جو تاریخ ہے، اس میں اختلاف ہے، یعنی بعض لوگوں نے کہا کہ ولادت کی تاریخ بارہ ربیع الاول ہے، بعض نے کہا ولادت کی تاریخ آٹھ ربیع الاول ہے، بعض نے لکھا کہ ولادت کی تاریخ چودہ ربیع الاول ہے..... لیکن آج سے ڈیڑھ دو سو سال پہلے مصر کے عالم محمود پاشا نے کیلنڈر کی تحقیق سے ثابت کیا کہ حضورؐ کی ولادت نو ربیع الاول کو ہوئی اور وفات بارہ ربیع الاول کو ہوئی..... اسی بات پر پوری امت کا اتفاق ہے۔

اب جو لوگ بارہ ربیع الاول کو حضورؐ کی ولادت کا ذکر کرتے ہیں، وہ پرانے قول سے نقل کرتے ہیں، لیکن جب تحقیق ہو چکی ہے، اور باقاعدہ پوری دنیا کے (علماء ایک سو سال پہلے کے) متفقہ تاریخ اور فیصلہ دے چکے ہیں..... تو نو ربیع الاول ہی پر اعتماد ہونا چاہیے۔

چنانچہ اس وقت جو تاریخ میں حضورؐ کی سیرت پہ سب سے بڑی کتاب ہے اس

کا نام ہے "سیرۃ النبیؐ"! اور یہ کتاب علامہ شبلی نعمانیؒ نے لکھی۔ اور علامہ شبلیؒ نے اس کتاب کی تین جلدیں نکالیں اور ابھی یہ کتاب مکمل نہیں ہوئی تھی کہ علامہ شبلیؒ فوت ہو گئے۔ تو اس کے بعد اس کی جو بقایا تین جلدیں تھیں..... وہ حضرت سید سلیمان ندویؒ نے مکمل کیں۔ تو وہ چھ جلدوں پر مشتمل سیرت النبی کی بڑی کتاب ہے۔ اس میں بھی نور ربیع الاول آپ کی ولادت کا دن لکھا گیا ہے۔ اسی طرح سیرت النبی کی ایک بڑی کتاب "رحمۃ اللعالمین" جسے قاضی سلیمان منصور پوری نے لکھا، قاضی سلمان منصور پوری..... یہ بہت بڑے مفکر گزرے ہیں۔ جو ایڈیشنل شیشن جج تھے گجرات میں یہ بڑے محقق آدمی تھے "رحمۃ اللعالمین" علمی پائے کی بہت بڑی کتاب ہے۔ اس کتاب کی تین جلدیں ہیں، اس میں بھی انہوں نے کہا کہ حضورؐ کی ولادت کی تاریخ نور ربیع الاول ہے، اور وفات کی تاریخ بارہ ربیع الاول ہے۔ اسی طرح مختلف اقوال کے بعد ..... انہوں نے بھی اس بات کا اعلان کیا ہے کہ حضور کی ولادت کی تاریخ نور ربیع الاول ہے۔ اور وفات پیغمبرؐ کی تاریخ بارہ ربیع الاول ہے..... میں نے تاریخ کے حوالوں سے کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ تو آپ کے ذہن میں یہ بات ہونی چاہیے کہ حضور ﷺ کی ولادت کی تاریخ نور ربیع الاول ہے۔ اور وفات پیغمبرؐ کی تاریخ..... بارہ ربیع الاول ہے۔ اور یہی محققانہ قول ہے، جس کا ذکر کتابوں میں آچکا ہے۔

حضورؐ کو یتیم پیدا کرنے میں حکمت

حضورؐ کی جس رات پیدائش ہوئی..... حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں غربت کا یہ عالم تھا..... کہ اس دن ہمارے گھر میں دیا جلانے کے لیے تیل بھی چراغ میں نہیں تھا۔ اور پیدا دنیا کے سردار نے ہونا تھا..... مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے لکھا کہ "اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو آسمانوں کے چاند کو حکم دیتے..... کہ آج رسول اللہؐ کے دروازے پر پہرہ دے..... یا سورج سے کہہ دیتے..... کہ سورج اپنی کرنیں اور شعاعیں حضور کے دروازے پہ روشن کر لے..... یا ستارے آکر طلوع ہی نبیؐ کے گھر پہ ہوتے..... یہ ہو سکتا تھا..... لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا، بلکہ اس غربت کدے میں

..... جس میں اندھیرا تھا..... اس میں رسول اللہ کو بھیجا..... تاکہ دنیا بھر کے، جو غریب لوگ ہیں..... اور مسکین اور یتیم ہیں ان کا سر فخر سے بلند ہو جائے..... کہ اگر ہم غریب ہیں! تو کیا ہوا؟ ہمارا سردار بھی بالکل غریب تھا..... اور یوں ان کی پیدائش بھی غربت کدے میں ہوئی تھی..... وہ بھی یتیم پیدا ہوا تھا..... یتیمی کا دور دورہ تھا..... قرآن پاک کی ایک آیت ہی آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ وہ آیت یہ ہے

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

یہی اس کا مفہوم ہے..... کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو پیدا یتیم کیا تھا، حضور ﷺ کے آپ سے پہلے آپؐ کے والد کو اپنے پاس بلا لیا..... یعنی حضورؐ کی پیدائش سے تین مہینے پہلے..... آپؐ کے والد فوت ہو گئے۔ اور حضورؐ کی ولادت کے بعد چھ سال تک حضورؐ اپنی اماں حضرت آمنہؓ کی گود میں رہے اور چھ سال کی عمر میں تھے..... کہ حضرت آمنہؓ بھی فوت ہو گئیں۔ اور اس کے بعد حضورؐ کی تربیت عبدالمطلب کے ذمے ہوئی..... اور دس بارہ سال کے بعد عبدالمطلب بھی فوت ہو گئے۔ پھر حضورؐ کی پرورش آپ کے چچا کے گھر میں ہوئی..... یہ حضورؐ کا ابتدائی دور ہے۔

حضورؐ کی پیدائش کے وقت معجزہ

حضورؐ جب پیدا ہوئے..... تو حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں ہمارے گھر میں کوئی چیز نہیں تھی..... اور تہجد کے وقت دنیا میں تشریف لائے..... حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جس وقت حضورؐ دنیا میں تشریف لائے..... اسی وقت میں نے دیکھا مشرق کی طرف کہ آتش فارس! یعنی ایران کی وہ آگ جو ہزاروں سال سے جل رہی تھی..... جب حضورؐ پیدا ہوئے تو اسی وقت وہ آگ بجھ گئی۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں، کہ میرے محمد مصطفےٰ کا یہ معجزہ دنیا کو دکھایا..... کہ حضورؐ کی پیدائش ہوئی تو کسریٰ کا جو محل تھا اس کے کنگرے زمین پر گر پڑے۔

کسریٰ کے محل کے کنگرے گرے..... اور آتش فارس جلتی ہوئی بجھ گئی..... اور اس کا نام و نشان نہ رہا..... یہ حضورؐ کا ابتدائی معجزہ ہے۔

حضورؐ جب دنیا میں تشریف لائے..... تو بہت سارے لوگوں نے آسمانوں پہ روشنی دیکھی..... گھر میں روشنی دیکھی..... ارد گرد روشنی دیکھی..... اور حضورؐ ایک ایسے اندھیرے میں پیدا ہوئے..... کہ جس کے سامنے دنیا کا چراغ نہیں تھا..... لیکن جب حضورؐ آئے..... تو پوری دنیا کا سورج طلوع ہو چکا تھا۔ جس کو قرآن نے کہا تھا۔

سِرَاجاً مُنِیراً

یہ جو سراج منیر ہے..... اس سراج منیر کو اس گھر میں بھیجا..... جس گھر میں چراغ جلانے کے لیے دیے میں تیل ہی نہیں تھا۔ لیکن آنے والا سراج منیر ہے۔

حضورؐ کو سراج منیر کہنے کی حکمت

اور یہاں ایک بات میں یہ بھی عرض کرتا جاؤں..... یہ ضمنی طور پر..... کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو سورج کہا۔ چاند نہیں کہا..... پورا قرآن کھول لو ،پورے قرآن میں کہیں بھی حضورؐ کو چاند نہیں کہا گیا..... بلکہ حضورؐ کو کیا کہا گیا؟..... سراج کہا' سراج منیر کہا۔ روشن سورج کہا۔ علماء نے اس پر بڑی کتابیں لکھیں۔ قاری محمد طیب صاحب دارالعلوم دیو بند کے مہتمم نے ایک کتاب لکھی "آفتاب ہدایت" اڑھائی سو صفحے کی کتاب ہے۔ صرف اسی ایک لفظ "سراج" پہ یعنی آسمانوں کا جو سورج ہے..... اس سورج سے حضورؐ کی تشبیہ دی گئی ،اور یہ بتایا گیا کہ حضور سراج منیر ہیں۔

حضورؐ کو سراج منیر کہا گیا..... قمراً منیراً نہیں کہا گیا۔

روشنی کرنے والا چاند نہیں کہا..... بلکہ روشنی دینے والا سورج کہا۔

روشنی دینے والا چاند کیوں نہیں کہا؟ ....اس پر بڑی لمبی بحث کی گئی۔ اس کی بڑی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے..... کہ سورج جو ہوتا ہے..... وہ اللہ کے سوا کسی سے روشنی نہیں لیتا۔ اور چاند سورج سے روشنی لیتا ہے..... اگر حضورؐ کو چاند فرمایا جاتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ حضورؐ اللہ کے علاوہ کسی اور سے روشنی لیتے ہیں..... تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو سراج کہا چاند نہیں کہا..... کیونکہ چاند اپنی روشنی میں اللہ کی کسی اور

مخلوق..... یعنی سورج کا محتاج ہے..... اور محمد مصطفیٰ..... اپنی روشنی کے علاوہ اللہ کے سوا کسی کے محتاج نہیں..... اس لیے حضورؐ کو سراج منیر کہا..... قمر اً منیرا نہیں کہا۔

اور چاند جو ہوتا ہے..... آپ دیکھتے ہیں کہ چاند جب چڑھا ہوا ہو..... کمرے کے اندر پھر بھی اندھیرا ہوتا ہے..... لیکن سورج جب چڑھا ہوا ہو..... تو اندھیرا کہیں نہیں ہوتا..... یا پھر بتائیں کہ سورج بھی چڑھا ہوا ہو اور کہیں اندھیرا بھی باقی ہو..... حضورؐ جب دنیا میں تشریف لائے..... آپ کے تشریف لانے سے پھر پوری دنیا میں کہیں اندھیرا باقی نہیں رہا۔

اور جس طرح سورج کو دیکھو..... کہ حضورؐ کو اللہ نے سورج کیوں کہا؟..... اس لیے کہا..... کہ سورج کسی ایک علاقے میں روشنی نہیں کرتا کہ بھئی سورج آسمانوں پر روشن ہے..... اور اس نے روشنی صرف مصر میں کرنی ہے..... پاکستان میں نہیں کرنی..... یا پاکستان میں کرنی ہے..... کسی دوسرے ملک میں نہیں کرنی..... تو جس طرح سورج کی روشنی پوری کائنات کے لیے برابر ہے..... اس طرح محمد مصطفیٰؐ کی روشنی پوری کائنات کے لیے برابر ہے۔

اور دیکھئے سورج کی روشنی ہے..... اس سے پھل بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں، اس سے درخت بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں، اس سے جانور بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں، اس سے انسان بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں..... اس روشنی سے فصلیں بھی فائدہ اٹھا رہی ہیں..... تو بالکل اسی طرح حضورؐ کی روشنی سے جن بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں..... آسمان بھی فائدہ اٹھا رہا ہے..... زمین بھی فائدہ اٹھا رہی ہے..... اور مخلوقات فائدہ اٹھا رہی ہیں..... جس طرح آسمان کے سورج سے دنیا کی ہر مخلوق فائدہ اٹھا رہی ہے..... اسی طرح محمد مصطفیٰؐ کی روشنی سے کائنات کی ہر چیز روشن ہو رہی ہے۔ اس لیے حضورؐ کو سراج منیر کہا گیا ہے۔ بڑا لمبا موضوع ہے، پھر کبھی انشاء اللہ تفصیلی طور پر گفتگو ہو گی۔

حضورؐ کی پیدائش پر خوشی

میں عرض کر رہا تھا کہ حضورؐ پیدا ہوئے..... حضورؐ دنیا میں تشریف لائے.....

تو اس غربت کدے میں آئے اس گھر میں آپؐ کی پیدائش ہوئی..... کہ جس گھر میں چراغ جلانے کے لیے تیل بھی نہیں تھا..... حضورؐ دنیا میں تشریف لائے..... آمنہؓ فرماتی ہیں روشنی چار سو پھیل گئی۔ پوری دنیا میں روشنی ہو گئی..... دو دن چار دن گزر گئے..... پورے مکے کے اندر جس جگہ حضورؐ تشریف لائے..... پورے لوگوں کا..... عرب کے قریشیوں کا چرچا رہا..... ابو طالب کو بڑی خوشی تھی کہ میرا بھتیجا آیا..... عبدالمطلب خوشی سے پھولے نہ سمائے تھے کہ میرا جو لڑکا عبداللہ فوت ہو گیا ہے اس کے گھر کے اندر ایک چراغ روشن ہو گیا ہے..... اس کے گھر کے اندر..... ایک اس جیسا بلکہ اس بڑا ہی حسین بچہ آگیا..... عبدالمطلب حضورؐ کو اس طرح اٹھاتے تھے۔ اٹھا کر گلیوں میں پھرتے تھے۔ لوگوں سے کہتے تھے دیکھو..... یہ میرا پوتا کتنا خوبصورت ہے؟..... یہ میرا پوتا کتنا حسین ہے؟..... اور ہر آدمی حضورؐ کو دیکھ کر کہتا تھا..... یہ تو بہت اچھا بچہ ہے..... یہ تو بہت خوبصورت ہے..... ایسا حسین تو دیکھا کسی نے نہیں..... اس کے نقش دیکھو..... اس کی آنکھوں کو دیکھو..... اس کے سر کو دیکھو..... کسی نے کہا اس کے ناک کو دیکھو..... کسی نے کہا..... اس کے لبوں کو دیکھو..... کوئی کچھ کہتا..... کوئی کچھ کہتا تھا

عبدالمطلب نے سوچا کہ میں اس بچے کا نام کیا رکھوں؟..... نام تو اس کا رکھنا چاہیے "محمد"! "محمد" عربی میں کہتے ہیں..... کہ ہر آنے والا جس کی تعریف کرے..... اسے "محمد" کہتے ہیں۔ عبدالمطلب کہتے ہیں کہ ہر آدمی نے کیونکہ اس کی تعریف کی ہے..... اس لیے آج کے بعد اس کا نام "محمدؐ" ہو گا..... تاکہ قیامت تک لوگ اس کی تعریف کرتے رہیں۔

عرب کا رواج

میرے بھائیو! مختلف کتابوں میں یہ روایت نقل کی گئی ہے..... کہ حضورؐ سرور کائنات ﷺ جب چار پانچ..... سات دن کے ہو گئے..... تو پورے عرب میں پتہ چل گیا..... کہ قریشیوں میں ایک لڑکا پیدا ہوا..... اور بڑا ہی خوبصورت ہے..... بڑا ہی

حسین ہے..... اور لوگ کہتے ہیں..... بڑا نصیب والا ہے..... اس کے آنے سے علاقے میں روشنی پھیل گئی ہے..... گھروں میں روشنی پھیل گئی..... بڑی برکتیں آگئیں..... یہ بات مشہور ہو گئی..... تو یہ بھی عرب میں رواج تھا کہ جب بچہ پیدا ہوتا..... تو اس کو شہر کی عورتیں..... یا اپنی ماں پرورش نہیں کرتی تھی..... بلکہ دودھ پلانے کے لیے علاقے کے چکوک کی عورتیں آتی تھیں..... یہ رواج تھا! کہ کھلی آب و ہوا میں لے جا کر، دو تین سال ان کو دودھ پلایا، ان کی پرورش کی، ان کے جسم کی ساخت میں بڑی مضبوطی آجاتی تھی..... اور بچہ بڑا قد آور ہوتا تھا۔

چنانچہ حضورؐ جب پیدا ہوئے..... اسی رواج کے مطابق کچھ عورتیں آئیں..... مدینہ کے قریب سے کچھ..... اور باہر سے بھی عورتیں آگئیں..... اور انہوں نے مکے میں چکر لگایا، انہیں معلوم ہوا کہ یہاں بچہ پیدا ہوا ہے..... عبدالمطلب کا پوتا پیدا ہوا ہے..... سب عورتیں آئیں۔ لیکن جب حضورؐ کو عورتیں دیکھتیں..... سب عورتیں پوچھتیں کہ جو اس لڑکے کا والد کہاں ہے..... تو پتہ چلتا کہ والد تو اس کا فوت ہو چکا ہے۔ تو وہ دائیاں حضورؐ کو چھوڑ دیتیں..... کہ والد تو فوت ہو گیا ہے..... یہاں سے کیا ملے گا۔ حقیقت میں یہ بات تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس گود کا انتخاب کر لیا تھا..... جس نے حضرت محمد مصطفےٰ کی پرورش کرنی تھی..... یہ کوئی اپنی طرف سے فیصلہ نہیں تھا..... کہ دائیاں آئیں نہیں لے کر گئیں..... حضورؐ کے لیے گود کا انتخاب بھی عرش پہ ہوا تھا۔ تو اس لیے ان دائیوں نے حضورؐ کو کیا چھوڑنا تھا..... اصل میں حضورؐ نے ان کو پسند نہیں کیا..... پروردگار نے ان کو پسند نہیں کیا۔

یتیم کے معانی

قرآن کہتا ہے

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

یتیم عربی میں کس کو کہتے ہیں؟..... عربی میں یتیم اس بچے کو کہتے ہیں کہ جس کی پیدائش سے پہلے یا اس کے بچپن میں ہی اس کا والد فوت ہو جائے جب آدمی بالغ ہو

جاتا ہے..... تو وہ یتیم نہیں رہتا۔ یہاں تو کئی آدمیوں کی داڑھی سفید ہو گئی..... کہتے ہیں یار! میرا والد فوت ہو گیا..... میں بھی یتیم ہو گیا ہوں..... یہ جہالت کی بات ہے۔

یتیم اس وقت تک بچہ ہوتا ہے..... جس وقت تک وہ بالغ نہ ہو جائے..... اور بچپن میں اس کا باپ فوت ہو جائے..... عربی زبان میں اسے یتیم کہتے ہیں..... تو قرآن پاک نے حضورؐ کو خطاب کر کے فرمایا ہے کہ!

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی

اے پیغمبرؐ تو نہیں جانتا یہ بات..... کہ پیدا تجھے یتیم کیا تھا..... اور بنا دیا تجھے در یتیم!

"در" موتی کو کہتے ہیں.....

پیدا یتیم کیا..... اور بنا دیا..... در یتیم!

یا یوں کہیے کہ پیدا یتیم کیا..... اور دنیا کے سارے یتیموں کا آسرا بنا دیا۔

پیدا یتیم ہوا تھا اور آج دیکھو..... یتیم سمجھ کر دائیاں چھوڑ گئیں..... کہ یہ تو یتیم ہے..... لیکن حضرت آمنہ جب یہ سوچتی تھیں..... کہ میرا خاوند فوت ہو گیا..... بچہ پیدا ہو گیا..... اور جب پتہ چلا کہ عورتیں چھوڑ گئی ہیں یتیم سمجھ کر تو آمنہ کا حال کیا ہوا ہو گا..... ان کی آنکھوں میں آنسو آئے..... اپنے بچے کو پیار بھی کرتی رہیں اور ماتھا بھی چومتی رہیں..... لیکن عبداللہ کو یاد کر کے روتی رہیں..... کہ اے کاش! آج عبداللہ دنیا میں موجود ہوتا..... اس یتیم کو اپنے ہاتھوں سے دائیوں کے سپرد کرتا جو بھی دائی آتی کہتی کہ یہ یتیم ہے..... یہاں سے کیا ملے گا.....

حلیمہ سعدیہ کی سعادت ابدی

لیکن ایک وہ دائی آئی..... جس کا نام حلیمہ تھا..... اور جب وہ پہنچی..... اس کو پتہ چلا کہ بچہ یتیم ہے..... لیکن اس کے خاوند نے کہا کہ چلئے یتیم ہے بچہ تو لائیں..... جب بچہ لایا گیا اور جب بچے حلیمہ کے کو خاوند نے دیکھا..... اس نے کہا کہ ایسا چہرہ ہم نے کبھی دیکھا نہیں۔ تو چہرے کو کیا دیکھنا تھا۔ علماء کہتے ہیں کہ جس وقت عبدالمطلب نے لا کر بچہ دیا حلیمہ کے پاس اس کے خاوند سے کہا کہ اس بچے کی پرورش کرو..... یہ

بچہ یتیم ہے..... تو حلیمہ کے خاوند نے کہا یتیم تو ہے..... لیکن ایسا چہرہ بھی تو کہیں ہم نے نہیں دیکھا..... ایسی وجاہت بھی تو ہم نے کہیں نہیں دیکھی..... تو اس وقت جبرئیل امین نے زبان حال سے ایک بات کہی..... کہ جس کا ذکر ساری کتابوں میں ہے..... جو الفاظ جبرائیل امین نے ادا کیے..... ان کا ترجمہ شیخ سعدیؒ نے کیا ہے..... کہ

آفا قہا گرد یدہ ام، مہربتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

جبرئیل کہتا ہے کہ میں اول سے لے کر آج تک ہر نبیؑ کی محفل میں گیا..... ہر قوم میں گیا..... آسمانوں سے لے کر زمین تک..... تحت الثراء سے لے کر عرش معلیٰ تک..... شمال سے جنوب تک..... مشرق سے مغرب تک..... تم کہتے ہو بچہ نہیں دیکھا..... بچہ ایسا تو اللہ نے پیدا نہیں کیا..... تم دیکھتے کیسے!!

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

اے پیغمبر! تجھے پیدا یتیم کیا تھا..... اور یتیم پیدا کر کے تجھے کائنات کا والی بنا دیا۔

فَاٰوٰی کا مطلب

"فَاٰوٰی" کا معنی ہے ٹھکانہ دینا..... "اٰوٰی" کا معنی عزت دینا..... "اٰوٰی" کا معنی فرش سے اٹھا کر عرش عظمت پہ بٹھا دینا۔

اس وقت کو یاد کر..... جب حضورؐ کی نبوت کا شباب تھا..... اور پوری دنیا میں رسول اللہ کا سکہ چل رہا تھا..... اس وقت یہ آیت اتری۔

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

اے پیغمبرؐ! وہ وقت یاد کر..... کہ جب دائیوں نے یتیم سمجھ کر تجھے چھوڑ دیا تھا..... اور آج ساری کائنات تیرے پاؤں چاٹ رہی ہے..... آج ساری کائنات تیرے پاؤں کے تسموں سے بندھی ہوئی ہے۔

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

"اٰوٰی" عربی میں کہتے ہیں ٹھکانہ دینے کو..... عزت بخشنے کو..... تخت پر

بٹھانے کو..... عظمت دینے کو..... فرمایا پیدا تو یتیم ہوا تھا..... لیکن تجھے عرش عظمت پہ بٹھادیا۔

حضورؐ آگے ہوں گے..... تو سواری چلے گی

میرے بھائیو! یہ واقعہ بھی چشم فلک نے دیکھا کہ جب رسول اللہ کو حلیمہ اپنی سواری پر سوار کرتی ہے..... حلیمہ پیچھے بیٹھ گئی..... اور خاوند آگے بیٹھ گیا..... حضور کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا..... علامہ شبلیؒ نے لکھا ہے کہ "سواری اٹھتی نہیں تھی" تو کہا سواری کیوں نہیں اٹھتی..... تو حضرت عبدالمطلب نے کہا..... اس بچے میں میں نے بڑی برکت دیکھی ہے..... تم اس کو پیچھے لے کر بیٹھ گئی ہو..... اور آگے خاوند بیٹھ گیا ہے۔ جب تک بچہ آگے نہیں آئے گا..... سواری چلے گی کس طرح.....؟؟

حضورؐ کو آگے لے کر آپ حلیمہ بیٹھ گئیں..... سواری چل اٹھی..... اور آپ کو پتہ ہے کہ بہت ساری دائیاں آئی تھیں..... اور چلی گئی تھیں..... لیکن حلیمہ بعد میں پہنچی اور جس وقت واپس جانے لگیں..... تو وہی سواری جناب! تیز گام کی طرح جارہی ہے..... اور اتنی تیز ہو گئی..... کہ وہ خود پریشان ہو گئے کہ اس سواری میں اتنی تیزی کہاں سے آگئی..... کئی دن پہلے گئی ہوئی سواریوں کو راستے میں کاٹ دیا۔ ان کو پیچھے چھوڑ دیا..... ایک عورت کہنے لگی دیکھو حلیمہ بعد میں پہنچی تھی..... وہاں پہ جا کر اس نے کوئی نئی تندرست سواری لے لی ہے..... اس لئے کہ یہ وہی تو سواری ہے..... جو ہم سے دن پہلے چلی تھی اور دو دن بعد میں پہنچی..... اور اب جناب سب سے آگے گزر رہی ہے..... تو حلیمہ نے کہا یاد رکھو! میں بھی وہی ہوں..... میرا خاوند بھی وہی ہے..... سواری بھی وہی ہے..... البتہ سوار بدل کر لائی ہوں..... سوار ایسا ہے..... سوار کون ہے۔

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

اے پیغمبرؐ! تجھے یتیم کیا تھا..... یتیم پیدا کر کے تجھے کائنات کا والی بنا دیا..... آسرا بنا دیا

دودھ شریک بھائی کا حق

اور وہاں ایک معجزہ دیکھا دنیا نے دیکھا..... حضورؐ کو حضرت حلیمہ دائیں طرف سے دودھ پلا رہی ہے .....ایک دن حضورؐ کو بائیں طرف سے دودھ پلانا چاہا..... تو رسول اللہؐ نے منہ پھیر لیا..... کیوں منہ پھیرا؟.....اس لیے کہ حضورؐ کا ایک اور دودھ شریک بھائی تھا۔ایک اور چھوٹا سا بچہ بھی دودھ پیتا تھا۔اور وہ بائیں طرف سے پیتا تھا۔ جب رسول اللہؐ کا منہ دوسری طرف سے لگایا گیا..... تو پیغمبرؐ نے منہ کیوں پھیر لیا؟.....اس لیے کہ نبیؐ جو ہوتا ہے.....وہ بچپن ہی سے شعور نبوت لے کر آتا ہے..... وہ بچپن سے دنیا کو بتانا چاہتا ہے..... کہ اگر آج میں نے اپنے بھائی کا حق کھا لیا..... تو قیامت تک دنیا کیا کہے گی..... کہ جو نبیؐ مظلوموں کو حق دلانے آیا تھا..... بچپن میں اس نے اپنے بھائی کے حق کا دودھ پی لیا تھا.....اس لیے آج ہی پیغمبرؐ شعور نبوت لے کر آیا۔

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

پیدا یتیم کیا ہے..... لیکن ساری کائنات کا تجھے والی بنا دیا ہے۔

شیمہ کی روایات، بچپن کے واقعات

میرے بھائیو! حلیمہ کی ایک بیٹی تھی.....جس کا نام "شیما" تھا۔اس لڑکی کا نام "شیمہ" ہے۔حدیث کی کتابوں میں آتا ہے..... کہ وہ حلیمہ کی سگی بچی تھی..... حضورؐ کی بہن بن گئی "شیمہ" کہتی ہے..... کہ میرا یہ بھائی..... "محمدؐ" بڑی برکتوں والا معلوم ہوتا ہے.....اس لئے کہ جب کبھی اس کو ہم باہر اپنی چارپائی پہ لٹاتے ہیں.....دھوپ کا وقت ہوتا ہے ..... تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی چارپائی پر دھوپ نہیں پڑتی ہے..... دھوپ ارد گرد پڑتی ہے۔اور درمیان میں ایک بادل کا ٹکڑا اس ہمارے بھائی پہ سایہ کر رہا ہے.....سایہ کیوں نہ کرتا..... محمد مصطفیٰؐ آخر الزماں پیغمبرؐ تھے .....اور کبھی ایسے ہوتا..... کہ جب آپ بچے تھے کپڑا کبھی ستر سے ادھر ادھر ہٹ جاتا..... تو فوراً کپڑا اوپر آجاتا..... فرشتوں کی ایک جماعت کی ڈیوٹی تھی..... کہ جو دنیا کے سردار کا ننگا

ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔

میرے بھائیو! یہ ساری باتیں اسی عظمت میں آتی ہیں..... ڈیڑھ دو سال..... اڑھائی سال گزر گئے..... حضورؐ چلنے پھرنے لگے..... بھاگنے لگے..... حضرت "شیمہ" حضورؐ کو انگلی پکڑ کر باہر لے جاتیں..... جہاں بکریاں چرتی ہیں..... وہاں حضورؐ کو بھی ساتھ لے جاتیں..... تو حضورؐ کی عمر تین سال تھی..... بعض علماء کہتے ہیں چار سال تک حضورؐ بکریاں چرانے میں ساتھ رہے چار سال یا تین سال کی عمر کیا ہوتی ہے..... تو حضرت "شیمہ" حضورؐ کو کندھے پر اٹھا کر لے جاتیں..... باہر لے جاتیں..... ہر وقت رسول اللہؐ کا چہرہ دیکھتی رہتیں۔ جو گزرنے والا گزرتا..... وہ ٹھہر جاتا۔ وہ حضرت شیمہ کو بعد میں دیکھتا..... کہ یہ بچی کیا کرتی ہے..... پہلے نبیؐ کا چہرہ دیکھتا ..... راہبوں نے دیکھا اور جناب بڑے بڑے احبار نے دیکھا کہ راستے میں کھڑے ہوئے لوگ بیٹھ جاتے بکریاں چرانے والے بکریاں چراتے رہتے لیکن مسافر آتے محمد مصطفیٰؐ کا دیدار کرتے نبیؐ کا چہرہ دیکھتے میں ان لوگوں کی عظمت و تقدس پہ قربان جاؤں..... جنہوں نے تین سال کے محمدؐ کا چہرہ دیکھا۔

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

محمد مصطفیٰؐ کو ہم نے یتیم بنا کر..... ساری دنیا کا آسرا بنادیا۔

ساری دنیا کا والی بنادیا..... ساری کائنات کا محور بنادیا۔

مسلمانو! تین سال کی عمر کیا عمر ہوتی ہے؟..... شیمہ کہتی ہیں میں نے اپنے اس بھائی محمدؐ جیسا کوئی برکت والا بھائی نہیں دیکھا۔ کئی بچے میری گود میں آئے..... لیکن ایسا بچہ نہیں دیکھا کہ جس دن حضورؐ ہمارے گھر میں آئے..... وہ ہماری بکریاں ..... جن کے تھنوں میں کبھی دودھ نہیں ہوتا تھا..... چارہ نہیں ملتا تھا..... دودھ نہیں ہوتا تھا..... لیکن جس دن محمدؐ مصطفیٰؐ آئے..... ان بکریوں کے سوکھے تھنوں سے دودھ ختم نہیں ہوتا تھا۔ اور حلیمہ دوسرے گھروں سے برتن اٹھا کر ان برتنوں کو نیچے رکھتی..... سارے برتن بھر جاتے..... بکریوں کا دودھ ختم نہ ہوتا اور محلے کی عورتیں

کہیں علیمہ جہاں سے بکریاں تو نے چرائی ہیں..... وہیں سے ہم بھی بکریاں چرائیں گی۔ بتاوہ چارہ کونسا ہے..... حلیمہ کہتی بہن بات چارے کی نہیں ہے..... بات اس محمدؐ کی ہے کہ جس کے نظر کرم کے صدقے آسمانوں کا سورج بھی اور آسمانوں کا بادل بھی اس محمدؐ پہ نہیں پڑنے دیتا۔

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

پیدا یتیم کیا ہے آسمان بھی نوکر بنا..... سورج بھی نوکر..... بکریوں کو بھی تیرے دروازے کا غلام بنادیا۔

مسلمانو! اس کیفیت کو دیکھو..... حضورؐ کی ساری زندگی کھلی کتاب ہے نبیؐ دنیا میں تشریف لائے..... اس وقت سے لے کر جب تک رسول اللہؐ کی جان میں جان تھی ..... آخری وقت تک..... ایک ایک واقعہ پیغمبرؐ کا..... کھلی کتاب کی طرح پوری دنیا کے سامنے موجود ہے۔ تین سال کی حالت میں..... کیا کیفیت تھی؟..... وہ بھی موجود ہے..... پانچ سال گزر گئے..... چھ سال گزر گئے..... نبیؐ کا بچپن دیکھو..... اس بچپن کو تو دیکھو یہ بچپن بڑا عجیب تھا۔

میرے بھائیو! شیمہ کہتی ہے..... کہ ہم گھر جاتے..... ہم کھیلتے رہتے..... میں محمدؐ کو کھلاتی رہتی..... میں محمدؐ کو پانی دیتی..... یہ تو پتہ نہیں تھا کہ یہ دنیا کا سردار بنے گا..... لیکن علاقے کے لوگ..... بستی کے لوگ حیران تھے..... حلیمہ حیران تھی کہ ایسا بچہ تو کبھی ہمارے گھر نہیں آیا اور اس بچے کی برکت سے بکریوں کا دودھ بڑھ گیا..... تھنوں میں دودھ ختم نہیں ہوتا تھا..... چارے بڑھ گئے..... علاقے میں برکتیں پڑ گئیں..... رحمتیں عام ہو گئیں میرے بھائیو! ایسے تو کسی نے نہیں کہہ دیا کہ

قدم قدم پہ رحمتیں، نفس نفس پہ برکتیں
جہاں جہاں سے یہ شفیع عاصیاں گزر گیا
جہاں نظر نہیں پڑی، وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی، جہاں جہاں گزر ہوا

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

اے پیغمبرؐ! تجھے پیدا یتیم کیا تھا..... یتیم پیدا کر کے تجھے دنیا کا آسرا بنا دیا۔ ساری کائنات کا تجھے والی بنا دیا..... ساری دنیا کا تجھے محور بنا دیا..... حضرت شیمہ حضورؐ کے ساتھ بڑی محبت کرتی تھیں بڑا پیار تھا..... حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں حضورؐ کے بچپن کے جو واقعات ہیں..... اس میں سب سے زیادہ ذکر حضرت شیمہ کا ہے۔ حضرت شیمہ نے حضورؐ کی شان میں کچھ اشعار پڑھے تھے۔ جسے لوری سے تعبیر کیا جاتا ہے ،جس طرح ایک بہن اپنے چھوٹے بھائی کو گود میں لے کر لوری پڑھتی ہے اس کی تعریفیں کرتی ہے..... میرے بھائی تجھ پر میرا آسرا ہے میرے بھائی تجھ پر میری جان قربان ہے..... یہ عورتیں..... بچیاں..... بہنیں..... اپنے بھائیوں کے لیے لوریاں پڑھتی ہیں..... تو جو لوری حضرت شیمہ نے پڑھی ہے..... اس کا ذکر بھی کتابوں میں موجود ہے..... میں اس لوری پہ قربان جاؤں کہ جو دنیا کے سب سے بڑے سردار کی شان میں، تین سال کی عمر میں جو رسول اللہؐ کا قصیدہ پڑھا گیا..... جو نبیؐ کی شان میں پڑھی گئی..... اس لوری کے الفاظ بڑے عجیب تھے اس لوری کے الفاظ کیا تھے؟..... اس لوری میں حضورؐ کی شان کیا تھی.....؟ حضورؐ کا ذکر کیا تھا اس لوری میں حضرت شیمہ نے کہا تھا۔

"اے میرے محمدؐ! اے میرے بھائی محمدؐ! اے میرے بھائی محمدؐ! میرا دل یہ چاہتا ہے کہ پوری دنیا میں تیرا چرچا ہو..... تیرا نام ہو..... تیری بات ہو..... تیری کہانی ہو..... تیرا ذکر ہو..... اور وہ اشعار کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

اور میرے بھائیو! ان الفاظ کو سن کر لوگوں کے دل دہل جاتے تھے۔ شیمہ حضورؐ کی شان میں وہ قصیدہ پڑھتی رہتی تھیں۔ اور قصیدے کے الفاظ بڑی برکت والے الفاظ ہیں۔ اس لوری کے الفاظ تمام نے لکھے ہیں کہ "اے محمدؐ! میرا جی چاہتا ہے کہ تیرا نام ساری کائنات میں گونجے..... میرا جی چاہتا ہے کہ تیرا ذکر ہر جگہ ہو..... تیری ہی کہانی ہو..... ہر جگہ تیری ہی بات ہو..... یہ لوری پڑھتیں تھیں..... اور اس لوری کو بڑے بڑے علماء نے برکت کے لیے لکھا ہے۔

یہاں پر ایک غلط فہمی ہے اس کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ہاں بعض لوگ کہتے ہیں جی یہ جو سیاہ صحابہ والے ہیں یا یہ دوسرے لوگ ہیں..... یہ میلاد نہیں مناتے میلاد کا معنی ہے عربی زبان میں "حضورؐ کی ولادت کا واقعہ بیان کرنا" حضورؐ کی ولادت کا واقعہ بیان کرنے کا نام میلاد ہے اور میں نے آپ کے سامنے حضورؐ کی ولادت کا واقعہ بیان کیا ہے تو اسی کا نام میلاد ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں جی نہیں! اکٹھے بیٹھ جائیں اشعار پڑھیں کچھ سویاں آجائیں کچھ بوندیاں آجائیں کچھ جناب حلوے پتاشے وغیرہ آجائیں..... تو اس کا نام میلاد ہے۔ یہ بات نہیں! اس کا کوئی ذکر نہیں ہے کسی میں!

حضورؐ کی ولادت کا ذکر کرنا..... عبادت ہے اور حضورؐ کی ولادت کا ذکر ہو رہا ہے جو لوری کے الفاظ مائی شیمہ نے کہے تھے..... وہ ایک شعر میرے ذہن سے نکل گیا تھا وہ مجھے یاد آ رہا ہے، کہ حضرت شیمہ نے کہا تھا۔

رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا

اے اللہ! اس محمدؐ کو دنیا میں باقی رکھ اس کے نام کو باقی رکھ اس کے کردار کو باقی رکھ اس کے ذکر کو باقی رکھ

رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا

یہ بڑا خوبصورت عربی کا لفظ ہے..... کہ اے اللہ! اس محمدؐ کے نام کو باقی رکھ ..... تو یہ ولادت پیغمبرؐ کا ذکر..... یہ عبادت ہے یہ ثواب ہے اور صرف ولادت پر ہی اکتفا نہیں کرنے کا نام..... یہ اسلام نہیں ہے..... یہ مسئلہ بھی یہاں یاد رکھیں..... کہ حضورؐ پیدا ہوئے..... ہم خوشی کر رہے ہیں اور کہیں جی بس! اسلام سارا حل ہو گیا۔ یہ بات نہیں ہے حضورؐ کی ولادت پر خوشی تو عبدالمطلب نے بھی کی تھی..... اور عبدالمطلب تو فوت ہو گئے ابو طالب نے بھی کی تھی حضورؐ کی ولادت پر خوشی ابو لہب نے بھی کی تھی ابو لہب کے الفاظ ہیں

اِنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ خَیْرُ اَدْیَانِ بَرِیَّا

اے میرے بھتیجے! تیرا دین ساری دنیا کے دینوں کا سردار ہے اور ابو طالب

کے اشعار بھی تاریخ کی کتابوں میں ہیں جس میں
ابو طالب نے کہا تھا

اے میرے بھتیجے! تیرا چہرہ اتنا حسین ہے کہ آسمانوں کی بارش تیرے چہرے کی وجہ سے ہوتی ہے کہ آسمانوں کا بادل برستا بھی تیرا واسطہ دینے سے ہے

یہ حضورؐ کی تعریف! ابو طالب کر رہا ہے لیکن اسی ابو طالب نے نبیؐ کا کلمہ نہیں پڑھا اور وہ جنت کا حق دار نہیں ہوا..... سگا چچا ولادت پہ خوش ہے لیکن جنت نہیں ملتی کیا مطلب ہے.....؟ کہ ولادت پیغمبرؐ پہ خوشی کرنے سے ہی جنت نہیں ملتی جنت ملتی ہے محمد مصطفےٰؐ کی بات ماننے سے..... نبیؐ کا پیغام ماننے سے..... ورنہ خوشی تو ابو طالب نے بھی کی تھی..... ابو لہب نے بھی کی تھی..... عتبہ اور شیبہ نے بھی کی ہے کہ بھتیجا پیدا ہو گیا۔ عبد اللہ کا گھر آباد ہو گیا..... سب نے خوشی کی اور علماء کہتے ہیں کہ ابو طالب نے سو اونٹ قربان کیے تھے۔ حضورؐ کی ولادت پہ سو اونٹ قربان کرنے والا جنت میں نہیں جا سکا کیوں؟..... اس بھتیجے کے آنے کی خوشی ہے۔ اس بھتیجے کی بات ماننا فرض ہے آنے پہ تو خوشی ہر آدمی کو ہے کون کہتا ہے کہ رسول اللہؐ کے آنے پہ خوشی نہیں نبیؐ کی بات ماننی ہے کہ جب حضورؐ نے پیغام دیا کہ میری بات مانو..... بات نہیں مانی ابو طالب نے کہا

اِخْتَرْتُ النَّارِ عَلَى الْعَارْ

کہ میں عار نہیں پسند کرتا۔ میں آگ کو پسند کرتا ہوں

دنیا یہ کہے گی کہ مرتے وقت بھتیجے کا کلمہ پڑھ لیا یہ میرے لیے عار ہے میں یہ عار نہیں مانگتا میں آگ کا سوال کر سکتا ہوں کہ آگ میں گر جاؤں لیکن اس عار کو میں برداشت نہیں کر سکتا تو کیا اس کو جنت مل گئی؟

ولادت پیغمبرؐ پہ خوشی کرنا..... صرف اس کا نام جنت نہیں اور ولادت پہ ہی خوشی کرنا..... صرف اس کا نام دین نہیں عیسائی بھی حضرت عیسیٰؑ کی خوشی کرتے ہیں۔ ہم ولادت مصطفےٰؐ کی خوشی کریں بس! دین کس کا نام ہے؟ قرآن کہاں گیا؟..... برائی نہ کرو نافرمانی نہ کرو ملاوٹ نہ کرو ظلم نہ کرو بد معاشی نہ کرو شرک نہ کرو زنا نہ کرو..... یہ تو نبیؐ کی سیرت ہے سیرت کو چھوڑ کر ولادت کی بات کرو! ولادت کی بات

سے تجھے نماز کا پتہ چلے گا؟ نبیؐ پیدا ہو گئے یہاں سے نماز کا کیسے پتہ چلا روزے کا کیسے پتہ چلا؟ حج کا کیسے پتہ چلا؟ زکوۃ کا کیسے پتہ چلا؟ دین کا کیسے پتہ چلا؟ قرآن کا کیسے پتہ چلا؟؟؟.....

قرآن، دین، شریعت، اسلام، ان ساری چیزوں کا پتہ نبیؐ کی سیرت سے چلتا ہے سیرت کو اپنانا ہی دین ہے..... سیرت کو ماننا یہی دین ہے ولادت پر خوشی تو عیسائیوں نے بھی کی ولادت پہ خوشی تو ابولہب نے بھی کی ولادت پہ خوشی تو کافروں نے بھی کی دنیا کا کوئی مسلمان ایسا نہیں جو نبیؐ کی ولادت پہ خوشی نہ کرتا ہو لیکن ولادت پہ خوشی ہی کو اسلام سمجھنا..... یہ دین نہیں ہے، اصل بات پیغمبرؐ کی سیرت ہے اصل بات نبیؐ کا دین ہے عیسائی کرسمس مناتے ہیں پوری دنیا میں..... کوئی نہیں ان سے پوچھتا کہ کبھی عیسیٰ کی سیرت پر کوئی جلسہ کیا ہو..... کسی عیسائی نے..... تو مجھ کو بتادو..... کرسمس پہ عید مناؤ بات ختم! اس لیے کہ ان کی شراب بھی چل رہی ہے..... عیسیٰؑ کی ولادت کی خوشی سے وہ شراب بھی نہیں چھوڑتے..... وہ زنا بھی نہیں چھوڑتے..... وہ برائیاں بھی نہیں چھوڑتے..... کیوں؟ اگر عیسیٰؑ کی ولادت کی خوشی کو اپنا محور بنا لیا ہے اسی طرح اگر مسلمان بھی صرف ولادت پیغمبرؐ کو اپنا محور بنائیں گے..... تو مجھے تم بتاؤ قرآن کہاں سے پاؤ گے ؟..... دین کہاں سے پاؤ گے ؟ شریعت محمدیہ کس کا نام ہے؟ پوری کائنات میں جو اسلام کی حکومت قائم کرنی چاہیے..... وہ کہاں سے آئے گی؟..... وہ تو پیغمبرؐ کی سیرت کا نام ہے نبیؐ کی تعلیمات کا نام ہے تو مسلمانوں کو عیسائیوں کے طریقے پر نہیں چلنا چاہیے بلکہ اسلام کے طریقے پر چلنا چاہیے۔ قرآن کیا کہتا ہے.....؟

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

اے پیغمبرؐ! ہم نے پیدا تجھے یتیم کیا تھا یتیم پیدا کر کے تجھے پوری کائنات کا والی بنا دیا حضورؐ کے آنے پر خوشی نہ کرنا..... یہ کفر ہے کوئی آدمی کہے حضورؐ آئے ہیں..... مجھے خوشی نہیں..... یہ تو کفر ہے ..... بھائی حضورؐ کے آنے کی خوشی..... یہ تو Under Stood ہے جسے کہتے ہیں کہ ایک آدمی پیغمبرؐ کی بات مانتا ہے نبیؐ پہ جان دینا چاہتا ہے..... وہ نبیؐ کے آنے پہ خوشی کیوں نہیں کرے گا؟ یہ تو اس کے خون کے اندر

شامل ہے..... اس کے تو ذکر کی ضرورت نہیں..... مثلاً ایک آدمی کہے کہ آج فلاں تاریخ ہے آج سورج روشنی کر رہا ہے کبھی کسی نے کہا ہے؟ آج مثال کے طور پر 24 ستمبر 1993ء اور صبح نو بجے آپ کہو کہ آج 24 ستمبر 1993ء ہے آج سورج روشنی کر رہا ہے..... یہ کہتے ہیں؟ نہیں کہتے کیوں؟ اس لیے کہ جب آج کے دن کا آپ نے لفظ بولا..... روشنی اس میں خود بخود آ گئی روشنی اس میں خود بخود موجود ہے کہ جب دن چڑھا ہے تو روشنی تو ہو گی..... جب نبیؐ کے نام پر جان قربان کرنا مسلمان چاہتا ہو تو اسی کے اندر نبیؐ کے ولادت کی خوشی شامل ہے کہ نبیؐ کے آنے کی خوشی ہے نبیؐ کے رہنے کی خوشی ہے حضورؐ دنیا میں تشریف لائے..... کہ لوگو! شرک چھوڑو کہتا ہے کوئی بات نہیں آپؐ کے آنے کی خوشی بڑی ہے ہم آپؐ کے آنے پر بڑے خوش ہیں جی آیاں نوں اھلاً وسھلاً و مرحبا بڑا مزا آیا آپ کے آنے سے لیکن آپؐ کی بات..... کوئی بات نہیں! تو یہ مذاق ہے یا نہیں ہے؟

اصل بات پیغمبر اسلامؐ کا کہنا ماننا ہے نبیؐ کی بات کو ماننا ہے قرآن نے کہا!

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

اے پیغمبر! تجھے پیدا یتیم کیا تھا یتیم پیدا کر کے تجھے پوری دنیا کا والی بنا دیا

یہی مائی شیمہ! اس کو دیکھو کہ آج حضورؐ کو لوریاں دیتی ہے تین سال کے بعد حضرت حلیمہ نے حضورؐ کو حضرت آمنہؓ کے سپرد کر دیا کسی کو پتہ ہی کوئی نہیں حضورؐ کہاں ہیں..... حلیمہ فوت ہو گئی..... بڑا عرصہ گزر گیا۔ علماء کہتے ہیں کہ حضرت شیمہ نے حضورؐ کی زیارت بعد میں کی لیکن ایک جنگ حنین کا بڑا عجیب واقعہ کتابوں میں ہے کہ حضورؐ نے چھ ہزار آدمیوں کو گرفتار کیا جنگ حنین میں بارہ ہزار بکریاں غنیمت کے مال میں تھیں۔ اور جب قید کر کے لوگوں کو لایا گیا ان کے ہاتھ رسیوں سے بندھے ہوئے تھے حضورؐ ایک خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہؐ وہ ایک بوڑھی عورت سامنے کھڑی ہے وہ کہتی ہے کہ میں محمدؐ سے ملنا چاہتی ہوں ہم نے کہا کہ آپ محمد مصطفیٰؐ کی کیا لگتی ہیں؟ تو اس نے کہا کہ میں محمدؐ کی بہن ہوں تو حضورؐ نے فرمایا کہ میری تو بہن کوئی زندہ نہیں ہے چلئے اس کو میرے پاس بلائیں تو جب حضورؐ کے پاس اس عورت کو لایا گیا، تو حضورؐ نے نبوت والی چادر زمین پہ بچھائی اور اس عورت کو

بٹھا کر کہا بہن تو کون ہے؟ تیرا نام کیا ہے؟ تو جب حضورؐ نے اس سے یہ کہا تو وہ بہن پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو آگئے اور فرمایا اے محمدؐ! تو مجھے نہیں جانتا میں وہی شیمہ ہوں! وہی لڑکی ہوں جس نے آپؐ کو اپنے ہاتھوں پہ اٹھایا تھا اور میں نے یہ لوری پڑھی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا

اے اللہ اس محمدؐ کو دنیا میں باقی رکھ..... اس کا چرچا کر..... آج میں نے کیا دیکھا کہ چاروں طرف تیرے نام کا چرچا ہے میں تیری بہن ہوں تیرے دروازے پہ آئی ہوں اس لیے آئی ہوں کہ یہ جو چھ ہزار قیدی ہیں ان قیدیوں میں میرا شوہر بھی قید ہے..... میں سوالی بن کر اور بھکاری بن کر تیرے در پر آئی ہوں اور کبھی کسی بہن نے کسی بھائی کے دروازے پہ دامن پھیلایا ہو..... وہ دامن خالی نہیں گیا۔ اے محمدؐ تو میرا بھائی ہے..... میرا شوہر اور میرا سارا قبیلہ قید ہو کر تیرے در پہ ہے میں اس کی رہائی کی سفارش کرنا چاہتی ہوں جب رسول اللہ نے شیمہ کا نام سنا نبیؐ کی آنکھوں میں سے آنسو آگئے سارا یتیمی کا منظر یاد آگیا جس کو قرآن نے کہا تھا

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

اے پیغمبرؐ تو یتیم پیدا ہوا تھا آج دنیا کا والی تجھے بنا دیا

اس وقت تو شیمہ کی گود میں تیرے لیے لوری بولی جاتی تھی آج سارے قیدی تیرے پاؤں کے نیچے تھے ساری سلطنت تیرے پاؤں کے نیچے تھی تو حضورؐ زار و قطار رونے لگے اور شیمہ سے کہتے تھے بہن تو میرے پاس آگئی ہے تیری وجہ سے تیرے شوہر کو رہا کر دیا تیرے شوہر کی وجہ سے چھ ہزار قیدیوں کو رہا کر دیا چھ ہزار قیدیوں کی وجہ سے بارہ ہزار بکریوں کو رہا کر دیا تاکہ دنیا کو پتہ چلے کوئی بہن جب بھائی کے دروازے پہ جاتی ہے اور وہ بھائی بھی رحمۃ العالمین ہو تو اسے خالی نہیں لوٹا سکتا

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْماً فَاٰوٰی

اے پیغمبرؐ! تجھے یتیم کیا تھا، یتیم پیدا کر کے..... تجھے ساری دنیا کا والی بنا دیا

☆☆✿☆☆

تیرا عکس کرم



اَلحمدُ للّٰہ نحمدُہٗ ونستعینُہٗ ونستغفرُہٗ ونُؤمنُ بہ ونتوکّلُ علیہ ونعوذ باللّٰہ منْ شُرُوْر انفُسنا ومنْ سیّئات اعمالنا منْ یّھدہ اللّٰہُ فلا مُضلّ لہٗ ومنْ یُّضللہ فلا ھادی لہٗ ونشھدُ انْ لّآ الہ الّااللّٰہُ وحدہٗ لاشریک لہٗ ولا نظیر لہٗ ولا وزیر لہٗ ولا مُشیر لہٗ ولا مُعین لہٗ وصلّ علی سیّد الرّسل وخاتم الانبیاء ○ المبعوث الی کآفّۃلّلنّاس بشیرا وّنذیرًا وّداعیًا الی اللّٰہ باذنہ وسراجا مّنیرا ○

وقال اللّٰہُ تبارک وتعالی فیْ الکلام المجید والفرقان الحمید لقدْ منّ اللّٰہُ علی المُؤمنین اذْ بعث فیھم رسُولًا ○ وقالَ فیْ مَوْضع آخرْ ورفعْنا لک ذکرک ○ وقال النّبیُّ ﷺ فُضّلْتُ علَی الْانبیآءِ بستّ اُوْتیْتُ جوامع الکلم ونصرْتُ باالرُّعب وجُعلتْ لی الْارْضُ مساجدًا وّطُھُوْرا وّاُرْسلْتُ الی الْخلق کآفّۃً وّختم بی النّبیُّوْن ○

صدق اللّٰہُ مولانا العظیم وصدق رسُوْلہُ النّبیُّ الکریم ونحنُ علیٰ ذالک لمن الشّاھدین والشّاکرین والحمْدُ للّٰہ ربّ العالمین ○



بدلا ہوا تھا رنگ گلوں کا ترے بغیر
اک خاک سی اڑی ہوئی سارے چمن میں تھی

☆☆✿☆☆

یہ پھول نہ ہوتا، تو کلیوں کا تبسم بھی نہ ہوتا
یہ گل نہ ہوتے..... بلبل کا ترنم بھی نہ ہوتا
نبض ہستی میں یہ غنچے بھی پریشاں ہوتے
رخت بردوش سب دست و گریباں ہوتے
خیمہ افلاک میں پھر سے تشتت ہوتا
بزم توحید کے نعروں میں تردد ہوتا
نہ دشت و جبل توحید کے حدی خواں ہوتے
نہ مزین ترے ذکر سے بیاباں ہوتے
حصول وحی میں موسیٰؑ طور پر پہنچے
پر کیا عجب جو وحی تیرے حضورؐ پر پہنچے

☆☆✿☆☆

تجھ سا نہیں پایا کوئی چشم فلک نے
ناز کیا تیری آمد پہ ..... مالک نے ملک نے

☆☆✿☆☆

میرے واجب الاحترام' قابل صد احترام فتح جنگ ضلع اٹک کے غیور نوجوانو اور دوستو! آج کافی طویل عرصے کے بعد آپ کے اس شہر میں تقریر کی غرض سے حاضری کا اتفاق ہوا ہے۔ جب کہ جلسے کے عنوان سے ظاہر ہے کہ یہ جلسہ سیرت طیبہ ﷺ کے مقدس عنوان پر منعقد ہو رہا ہے اور سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام یہ پروگرام آپ حضرات کے سامنے انعقاد پذیر ہے۔ انشاء اللہ عنوان کے مطابق میں اپنی معروضات آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اور جو لوگ میری تقاریر سنتے رہتے ہیں، ان کو علم ہے کہ میں جلسے کے مقرر کردہ موضوع پر ہی اپنی گفتگو کرنا پسند کرتا ہوں، اور جو موضوع میرے ذمے لگایا گیا ہے' میں انشاء اللہ اسی موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ اور اس موضوع کی روشنی میں سپاہ صحابہ کا موقف بھی آپ کے سامنے رکھوں گا۔

لغات عاجز ہیں

میرے بھائیو! حضور سرور کائنات ﷺ کی سیرت ایک اتھاہ سمندر ہے' اس سمندر میں بڑے بڑے لوگوں نے غوطے لگائے۔ اس سمندر میں بڑے بڑے لوگوں نے غواصی کی ہے۔ لیکن کوئی شخص وہاں سے کوئی ایسا موتی نکالنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ ایسا موتی کہ جس سے اس سمندر کی لمعانیت کا صحیح احاطہ کیا جا سکے۔

میرے بھائیو! حضور علیہ السلام کی سیرت ایسا جامع اور ایسا بے مثال موضوع ہے' بلکہ مجھے یہ کہنے دو..... کہ حضور کی شخصیت اتنی بلند ہے..... اتنی پاکیزہ ہے..... اتنی ارفع ہے..... اتنی اعلیٰ ہے..... اتنی بے مثال ہے..... اتنی نادرۂ روزگار ہے..... کہ کائنات میں کوئی زبان..... کوئی لغت ایسی نہیں کہ جو رسول اللہ کے حسن کا احاطہ کر سکے دنیا کے تمام الفاظ..... خواہ اردو کے ہوں..... خواہ عربی کے ہوں..... وہ رسول اللہ کے محاسن کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہیں..... وہ کملی والے کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔ دنیا میں جتنی لغات ہیں..... جتنے معانی..... جتنے افکار ہیں..... جتنی رفعتیں ہیں..... وہ تاجدار رسالت کے حسن کے سامنے دست بستہ عاجزی کے

ساتھ..... درماندگی کے ساتھ..... فروتنی کے ساتھ..... بے مائیگی کے ساتھ..... ہاتھ باندھ کے کھڑے ہیں اور کیا کہتے ہیں؟..... یہ کہتے ہیں کہ:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اگر آپ توجہ کریں گے تو میں بھی ان لوگوں میں اپنا نام لکھوا سکوں گا..... جنہوں نے رسول اللہ کے محاسن کا احاطہ کرنے کے لیے کوشش کی ہے۔ کوشش کرنے والوں میں ہمارا بھی نام آجائے۔

میرے بھائیو! رسول اللہ کے محاسن' پیغمبر کے کمالات..... بے مثال ہیں..... عربی کا ایک شاعر ہے..... جس نے حضورؐ کی شان میں چالیس ہزار اشعار لکھے ہیں۔ ابن حجر عسقلانی نے کہا یہ چالیس ہزار اشعار رسول اللہ کا معجزہ ہیں۔ دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں..... جس کی منقبت میں چالیس ہزار اشعار ہوں۔ پوری دنیا میں ایسا ایک انسان بھی نہیں ہے' کہ جس کی منقبت میں چالیس ہزار اشعار لکھے گئے ہوں۔ اور چالیس ہزار اشعار لکھنے کے بعد اس شاعر نے جو آخری شعر لکھا..... وہ ایسا بے مثال ہے..... کہ چالیس ہزار اشعار ایک طرف..... آخری شعر ایک طرف اور اس آخری شعر کا ترجمہ ایک شاعر حفیظ تائب نے کیا ہے' اردو کے بہت بڑے شاعر نے، چالیس ہزار اشعار لکھنے کے بعد آخری شعر جو اس نے کہا..... اس کا ترجمہ بھی شاعر نے کیا ہے۔ کہ:

تھکی ہے فکر رسا..... اور مدح باقی ہے
قلب ہے آبلہ پا..... اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا..... اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا..... اور مدح باقی ہے

یہ نبی کی شان ہے۔ کسی نے کسی طرح شان بیان کی..... کسی نے کسی طرح..... مولانا مناظر احسن نے کتاب لکھی، "النبی الخاتم" اس کتاب میں ساڑھے چار سو عنوانات ہیں رسول اللہ کی شان پہ۔ اور کتاب کے صفحے ہیں ڈیڑھ سو۔ عشاء کے بعد

ایک دوست کو خط لکھنے لگے، حضور علیہ السلام کے بارے میں..... تو صبح تک کتاب تیار تھی۔ اور اس کتاب کو شروع ایسے کیا کہ:

"یوں آنے کو تو سب آئے..... لیکن جو بھی آیا..... وہ جانے کے لیے آیا..... لیکن مکے میں ایک ایسا آیا..... کہ وہ آنے کے لیے آیا، وہ آیا..... تو آتا چلا گیا' وہ بڑھا' تو بڑھتا چلا گیا..... وہ پھیلا..... تو پھیلتا چلا گیا۔ وہ چڑھا تو چڑھتا چلا گیا..... یہ نبی کی شان ہے۔ انہوں نے بھی کتاب کے آخر میں ایک شعر لکھا۔ بڑی خوبصورت بات کہی کہ

لاکھ ستارے ہر طرف ظلمت شب جہاں جہاں

یہ ستارے آسمانوں پر کتنے ہوتے ہیں..... لیکن دن نہیں چڑھتا۔

لاکھ ستارے ہر طرف' ظلمت شب جہاں جہاں
اک طلوع آفتاب' دشت و نگر ..... سحر سحر

میرے بھائیو! یہ بات بھی کہی ہے، مولانا ظفر علی خان نے رسول اللہ ﷺ کے روضے پہ جاکر' مدینہ منورہ جاکر

دیار یثرب میں گھومتا ہوں، نبیؐ کی دہلیز چومتا ہوں
شراب عشق پی کے جھومتا ہوں' رہے سلامت پلانے والا

اور میرے پیر و مرشد حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کو گرفتار کیا گیا مدینہ منورہ سے ..... رسول اللہؐ کے روضے کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا،

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر' سلامت رہے تیرے روضے جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابوذرؓ، ہمیں بھی عطا ہو، وہ جذبہ بلالیؓ

میرے بھائیو! بڑے بڑے لوگوں نے باتیں کی ہیں۔ کسی نے میرے نبی کی شان میں حسن کا ذکر کیا، کمالات کا ذکر کیا، اقبال سہیل نے یہ کہہ دیا۔

کتاب فطرت کے سرورق پہ جو نام احمد رقم نہ ہوتا
تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا' وجود لوح و قلم نہ ہوتا

تیرے غلاموں میں بھی نمایاں' جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا
تو بارگاہ ازل سے تیرا خطاب خیر الامم نہ ہوتا
نہ روئے حق سے نقاب اٹھتا! نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فروغ بخش نگاہ عرفاں!! اگر چراغ حرم نہ ہوتا!!

یہ جملہ بھی ایک بڑا قابل غور ہے،

ترے غلاموں میں بھی نمایاں' جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا

تو آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ "تیرا عکس کرم"

رسول اللہ کا عکس کرم..... پیغمبرؐ کا عکس کرم..... ہر صحابیؓ میں ہے۔ اس کو آسان لفظوں میں یوں کہیے..... کہ جس کی نسبت رسولؐ سے ہے' اس میں رسول کی روشنی ہے۔

عکس کرم کی تشریح

میرے بھائیو! اسی کو دیکھو کہ:

"تیرے غلاموں میں بھی نمایاں، جو ترا عکس کرم نہ ہوتا"

عکس کرم کا کیا معنی؟ عکس کرم..... کرم کا عکس..... "اے پیغمبرؐ" تو سچا ہے ..... تو سچائی کا تاجدار ہے۔ تو صداقت کا مہر منیر ہے۔ یہ جو صداقت کا مہر منیر ہوتا ہے .....اس کو میں جسم کی شکل میں دیکھوں تو صدیقؓ ہے۔

عکس کرم کا یہی مطلب ہے، کہ "تو سچا ہے" کیونکہ جس نے تجھے بھیجا ہے' وہ سب سے سچا ہے'

وَ من اصدق من اللّٰہ قیلاًo

اللہ سے زیادہ سچا کوئی نہیں' تو جب اللہ سے زیادہ سچا کوئی نہیں' تو جس اللہ نے تجھے بھیجا ہے..... تو انسانوں میں سب سے زیادہ سچا ہے۔..... اور انسانوں میں سب سے سچا جب تو ہے'..... تو سچائیوں کا تاجدار ہے'..... تو سچائیوں کا مہر منیر ہے'..... اسی لیے تیرے دشمنوں نے کہا تھا، کہ

مَاوَجَدنٰكَ اِلاَّ صَدَقًا

اے پیغمبر! تیری رائے سے اختلاف ہو سکتا ہے..... تیری صداقت والی چادر پہ داغ نہیں ہو سکتا ہے۔ تو یہ صفت تھی سچائی والی..... یہ جو صفت تھی صداقت والی'.....اس صفت کو جسمانی شکل میں دیکھنا ہے..... تو صدیق اکبرؓ کو دیکھو'

پیغمبر عادل تھا' پیغمبر عدالت کا مہر منیر تھا.....اس عدالت کو جسمانی شکل میں دیکھنا ہے..... فاروق اعظمؓ کو دیکھو۔

نبی شرافت کا مہر منیر ہے.....اس شرافت کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے..... عثمان غنیؓ کو دیکھو۔

نبی شجاع ہے۔ شجاعت کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے..... علی المرتضیٰؓ کو دیکھو۔

پیغمبر فقر و فاقہ کا مہر منیر ہے..... اس فقیری کو..... اس پیغمبر علیہ السلام کی درویشی کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے.....ابوذر غفاریؓ کو دیکھ لو'

اور پیغمبر مفسر قرآن ہے..... تو مفسر قرآن ہونے کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے..... عبداللہ بن عباسؓ کو دیکھو'

نبی جاگنے والا ہے' اس زہد کو اگر جسم کی شکل میں دیکھنا ہے.....ابوذر غفاریؓ کو دیکھ لو'

پیغمبر استقامت کا پہاڑ ہے' اس استقامت کے پہاڑ کو جسم کی شکل میں دیکھنا ہے..... تو حبشے کے کالے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو۔

ترے غلاموں میں بھی نمایاں جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا
تو بارہ گاہ ازل سے تیرا خطاب خیر الامم نہ ہوتا!!

عکس کرم کس کو کہا گیا؟

لبینہ کی چمڑی ادھیڑ دی گئی..... یہ عکس کرم ہے۔

زنیرہؓ کی آنکھیں نکال دی گئیں..... یہ عکس کرم ہے۔

کس کا عکس کرم ہے؟..... کہ رسول اللہ کے گلے میں رسیاں ڈال کر طائف کی گلیوں میں گھسیٹا گیا، پیغمبر استقامت کا پہاڑ بنا رہا۔ اور استقامت کا پہاڑ جب نبی بنا..... تو

زنیرہؓ بھی بنی..... جب نبیؐ بنا..... تو لبینہ بھی بنی..... جب نبیؐ بنا..... تو بلالؓ بھی بنا..... جب نبیؐ بنا..... تو سلمانؓ بھی بنا۔

تو یہ صفت استقامت والی غلاموں میں آئی..... آزاد لوگوں میں آئی..... تاجروں میں آئی..... حبشے کے بلالؓ میں آئی..... فارس کے سلمانؓ میں آئی..... ابن حارث میں آئی..... صحابہؓ میں آئی..... ایک لاکھ چوالیس ہزار غلاموں میں آئی، یہ استقامت کی صفت جب مل کر سب میں جمع ہو گئی..... تو پھر مجھے کہنا پڑا کہ

"تیرے غلاموں میں بھی نمایاں، جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا"

خدیجہؓ کا شرف

میرے بھائیو! رسول اللہ غار سے تشریف لائے..... غار سے گھر میں آئے..... خدیجۃ الکبریٰؓ کے پاس آئے'..... اور یہ بھی یاد رکھو..... کہ خدیجہؓ وہ عورت ہے..... جس نے محمدؐ کو رسولؐ بننے کے بعد سب سے پہلے دیکھا۔

خدیجہؓ کے پاس وہ آنکھ ہے، جس آنکھ نے محمدؐ کو رسول بننے کے بعد سب سے پہلے دیکھا۔

خدیجہؓ کے پاس وہ کان ہے..... جس کان نے قرآن کا لفظ سب سے پہلے سنا۔

خدیجہؓ کے پاس رسول اللہؐ تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ زملونی..... زملونی مجھے چادر اوڑھاؤ، مجھے چادر اوڑھاؤ..... پیغمبر کا جسم کانپ رہا تھا، کیوں؟..... کہ وحی اتر چکی تھی۔..... اِقرَاء بِاسمِ رَبكَ الَّذِی خَلقo..... رسول اللہ پڑھ چکے تھے..... اللہ کے قرآن کی شہادت پیغمبرؐ کے چہرے سے نمایاں تھی۔..... پیغمبرؐ اس وقت کانپ رہے تھے..... خدیجۃ الکبریٰ کو دیکھو' خدیجۃ الکبریٰؓ نے اپنے شوہر کو دیکھا' تو پریشان ہو گئی..... رسول اللہ کو کانپتا دیکھ کر خدیجۃ الکبریٰؓ نے ایک جملہ کہا..... علماء جانتے ہیں..... میں وہ جملہ بتلاتا ہوں آپ کو' خدیجۃ الکبریٰ نے فرمایا..... اے محمدؐ!

اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِی الضَّيْفَ وَتَعِيْن عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔

اے محمدؐ! تو کیوں کپکپاتا ہے؟ تجھے کچھ نہیں ہوگا..... کیوں نہیں ہوگا؟..... اس لیے کہ:

اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِم

تو لوگوں پر رحم کرتا ہے..... تو رشتہ داروں پہ صلہ رحمی کرتا ہے..... اور تو مہمان نواز ہے۔ تو عورتوں کی' اور لوگوں کی گٹھڑیاں اٹھاتا ہے..... تو لوگوں کے کام آتا ہے..... یہ لفظ تھے۔

صدیق اکبرؓ کا اعزاز

میرے بھائیو! ان لفظوں پر غور کرو' اور جس وقت راستے میں کانٹے بچھائے گئے' صحابہ کو گالیاں دی گئیں' دھکے دیے گئے اور مارا گیا صحابہؓ کو..... تو ابو بکر صدیقؓ نے سارا گھر کا سامان ایک اونٹ پہ لادا اور چلنے لگے..... تو عقبہ نے کہا، صدیقؓ کہاں جانا ہے..... صدیق اکبرؓ نے فرمایا..... میں مکہ چھوڑتا ہوں..... مجھے مارا جا رہا ہے..... مجھے رسوا کیا جا رہا ہے..... میں مکے کا تاجر ہوں..... تو عقبہ نے جواب میں کہا۔ اے ابو بکر اگر تو مکے میں نہ رہا..... تو مکے میں کسی اور کو رہنے کی ضرورت نہیں، کیوں؟..... اس لیے کہ:

اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَحْمِلُ الْكل

جو لفظ خدیجہؓ نے رسول اللہ سے کہے تھے کہ یہ صفتیں اے محمدؐ! تیرے اندر ہیں'..... وہی صفتیں اس کافر نے صدیقؓ کو کہیں' اسی لیے میں نے کہا

"تیرے غلاموں میں بھی نمایاں' جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا"

یہ وہ لفظ ہے' کہ جس لفظ پر اللہ کی توفیق سے ساری رات گفتگو ہو سکتی ہے۔

اگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ بلالؓ کو تپتی ریت پر لٹایا جا رہا ہے..... تو یہ نبی کا عکس کرم تھا۔

اگر میں دیکھتا ہوں کہ زید ابن دثنہ کو پھانسی دی گئی ہے..... تو یہ نبی کا عکس کرم تھا۔

اگر میں دیکھتا ہوں کہ خباب ابن ارتؓ کو آگ کے انگاروں پر لٹایا گیا ہے..... اور اس کی چربی پگھل کر..... انگارے بجھ گئے ہیں'..... لیکن اس نے خدا کو نہیں

چھوڑا..... تو پھر مجھے کہنا چاہیے کہ یہ نبی کا عکس کرم ہے۔

جس شئے کی نسبت رسولؐ سے.....!

میرے بھائیو! میں سیرت کا ایک بالکل انوکھا، اور بالکل اچھوتا موضوع آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اس لفظ پر غور کریں۔

ترے غلاموں میں بھی نمایاں' جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا
تو بارگاہ ازل سے تیرا خطاب خیر الامم نہ ہوتا!!

کیسے ہوتا؟..... کہ رسول اللہ میں جتنے بھی کمالات ہیں..... لامتناہی..... اور جس کی نسبت رسولؐ سے ہے' اس میں جو کمال ہے' وہ حقیقت میں..... رسول اللہ کا کمال ہے!! یہ میں انوکھے موضوع کی طرف آپ کو لا رہا ہوں۔ کہ پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ جس کی بھی نسبت ہوئی..... مکے کی..... مدینے کی..... گھر کی..... شہر کی..... علاقے کی..... بستی کی..... سواری کی..... دوستوں کی..... رشتہ داروں کی..... خاندان کی..... بیویوں کی..... بچوں کی..... بیٹیوں کی..... جتنوں کی نسبت نبی سے ہوئی..... ان میں جو کمال ہے' وہ رسول اللہ کا کمال ہے۔ وہ رسول اللہ کی وجہ سے ہے۔

ابراہیمؑ کی چار امتحانوں میں کامیابی

اس پر غور کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجنا تھا' تو اس رسول کو بھیجنے کے لیے اللہ نے فیصلہ کیا..... کہ اس رسول کو کس جگہ پہ بھیجا جائے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ابراہیم علیہ السلام نے چار امتحان دیے تھے اللہ کو'..... چار امتحانوں میں ابراہیم علیہ السلام اعلیٰ نمبروں میں پاس ہو چکے ہیں۔..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(۱) آگ میں کود جاؤ..... ابراہیم بغیر تامل کے کود گئے۔

(۲) بچے کو جنگل میں چھوڑ دو..... ابرہیمؑ نے یہ نہیں کہا کہ یہ تو رو رو کر مانگا گیا ہے' فرمایا جنگل میں چھوڑ دو..... ابراہیمؑ چھوڑنے چلے گئے..... بچہ بڑا ہوا..... فرمایا۔

(۳) اس کے گلے پر چھری چلاؤ..... حفیظ نے اس کو بیان کرتے ہوئے کہا

پدر بولا کہ بیٹا رات میں نے خواب دیکھا ہے
کتاب زندگی کا اک نرالا باب دیکھا ہے
یہ دیکھا ہے کہ خود میں تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خدا کے حکم سے تیرے لہو میں ہاتھ بھرتا ہوں

لیکن بیٹے نے آگے سے کیا جواب دیا..... بیٹے نے کہا ابا جان!

یٰاَبَتِ افعل مَا تُؤمَرُ

جو حکم تجھے ہوا..... وہ کر گزر،

لیکن یہاں پر بات ختم نہیں ہو گئی، اس میں بڑی حکمتیں تھیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے امتحان لیا بچے اسماعیل علیہ السلام سے..... اللہ نے امتحان میں ان کو پاس کیا۔

ابراہیم علیہ السلام نے چار امتحان دیے۔

(۱) آتش نمرود میں گرنے کا..... ابراہیمؑ پاس ہو گئے۔

(۲) بچے کو جنگل میں چھوڑنے کا..... ابراہیمؑ پاس ہو گئے۔

(۳) بچے کے گلے پہ چھری چلانے کا..... ابراہیمؑ پاس ہو گئے، بچہ بڑا ہوا تو۔

(۴) خانہ کعبہ کی تعمیر کا..... ابراہیمؑ پاس ہو گئے۔

امتحانوں میں کامیابی پر انعام

امتحان چار تھے' ان چاروں امتحانوں میں جب ابراہیمؑ پاس ہو گئے..... اللہ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے تو ابراہیمؑ نے کعبے کی دیواروں کے نیچے کھڑے ہو کر کہا، اے اللہ! میں دنیا کی دولت تجھ سے نہیں مانگتا، میں تجھ سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں، اور وہ مانگتا ہوں..... جو تیرے خزانے میں بھی ایک ہے۔ ایک کے سوا تو تیرے خزانے میں وہ دوسرا نہیں ہے۔ تو میں وہی ایک مانگتا ہوں۔

مانگ کیا مانگتا ہے؟..... فرمایا میں تجھ سے وہ محمدؐ مانگتا ہوں۔ جو تیرے خزانے میں ایک ہے۔ جس کو تو نے پیدا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے' میری دعا یہ ہے..... کہ

میری اولاد میں اسے پیدا کر!! اللہ کو یہ دعا اتنی پسند آئی کہ قرآن کے ٹیپ میں وہ دعا بھی اللہ نے نقل کر دی۔ اور فرمایا۔

رَبَّنَا وابعث فیھم رسولاً

اے اللہ! اس محمد کو پیدا کرنا ہے' میری اولاد میں پیدا کر..... آواز آئی کہ فیصلہ ہو گیا۔ محمد کو تیری اولاد میں پیدا کروں گا۔

دعائے ابراہیمؑ

ابراہیم علیہ السلام نے دو چیزیں مانگیں۔ ایک ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل کو مانگا۔

اسمٰعیل کا معنی کیا ہے؟..... اسما کا معنی "سن"..... عیل کا معنی "اللہ"..... یعنی اے اللہ تو سن۔ اس کا معنی عبرانی زبان میں اسماعیل یعنی "سن اے اللہ" کہ جو اللہ نے سن لیا، وہی اس کا نام رکھ دیا۔..... اور اسماعیل کو اللہ سے ابراہیمؑ نے مانگا تھا۔

اور اس کے بعد اسی ابراہیمؑ نے اللہ سے محمد مصطفیٰ کو مانگا تھا۔

تو گویا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ سے دو چیزیں مانگی تھیں۔ ایک اسماعیل مانگا تھا،..... ایک محمد رسول اللہ کو مانگا تھا۔

بلکہ مجھے یوں کہنے دو،..... ابراہیمؑ نے اللہ سے دو مانگے تھے۔

ایک حوض کوثر والا مانگا تھا..... اور ایک زمزم والا مانگا تھا۔

زمزم والا بھی ملا..... کوثر والا بھی ملا..... دونوں دعائیں قبول ہو گئیں۔

اور دیکھیے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ایک اسماعیل علیہ السلام تھے..... ایک اسحاق علیہ السلام تھے۔

اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں اٹھارہ ہزار پیغمبر پیدا ہوئے۔

اور اسماعیل کی اولاد میں محمد رسول اللہ پیدا ہوئے۔

یہ فیصلہ ہوا۔ اور اکتالیس پشتوں کے بعد آمنہ کا در یتیم دنیا میں تشریف لایا۔

میرے بھائیو! پھر اللہ نے آخری نبی کو بھیجنے سے قبل ایک نبی کو معائنہ کرنے والا..... مشاہدہ کرنے والا بنا کر بھیجا..... یعنی عیسیٰ کو بھیجا تاکہ یہ معائنہ کر کے.....

مشاہدہ کر کے بتائے کہ حضورؐ کے آنے کا راستہ بنا ہے یا نہیں!..... اس لیے اس کو آخر میں بھیجا کہ یہ مشاہدہ کر کے بتائے..... اور اس کو اتنی جلدی میں بھیج دیا کہ اس کے باپ کا انتظار نہیں کیا۔..... اور جب اس نے بتادیا کہ

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَد

کہ میرے بعد محمدؐ کے آنے کا راستہ بن گیا ہے..... تو اس کو اتنی جلدی آسمانوں پر اٹھالیا..... کہ اس کی موت کا انتظار نہیں کیا۔..... یہ اتنی گہری بات ہے کہ شاید آپ اس کو سمجھ نہ سکیں۔ اس لیے میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا.....

آخری رسول کو بھیجنے کیلئے جگہ کا انتخاب

میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ حضورؐ کے آنے کا راستہ بن رہا تھا..... راستہ بنا..... فیصلہ یہ ہوا کہ رسول اللہ کو جس جگہ پہ بھیجنا ہے..... اس کا فیصلہ بھی عرش پہ ہوا..... فیصلہ یہ ہوا۔ کہ دنیا میں علاقے دو ہیں..... ایک عرب ہے، ایک عجم ہے..... عرب اور عجم میں فرق دیکھو..... کہ عرب کا معنی کیا ہے، عجم کا معنی کیا ہے۔

عجم کا معنی ہے گونگا..... عرب کا معنی ہے فصیح و بلیغ.....

کیونکہ نبی فصیح و بلیغ تھا، اس لیے اس کو گونگوں کی جگہ پہ نہیں بھیجا..... اس کو فصیح و بلیغ جگہ پہ بھیجا۔ جس کا نام عرب ہے۔ یعنی فصاحت و بلاغت والا..... کیونکہ نبی افصح العرب خطیب تھا، اس لیے اس کے لیے جگہ بھی وہ منتخب کی گئی..... جو پہلے سے فصیح و بلیغ تھی۔

علاقہ کا انتخاب

میرے بھائیو! جس چیز کی نسبت نبی کے ساتھ ہے۔ اس میں پیغمبر کی شان چمک رہی ہے۔ اس میں غور کریں..... اس میں نبیؐ کا عکس نظر آرہا ہے۔ اس میں پیغمبر کا کمال نظر آرہا ہے..... اس میں رسول اللہ کا حسن نظر آرہا ہے..... پیغمبر کا جمال نظر آرہا ہے..... دیکھیے دو جگہیں تھیں، ایک عرب ہے، ایک عجم ہے..... اللہ نے عرب میں

نبی کو بھیجنے کا فیصلہ کیا اور عرب میں علاقے اور بھی بڑے تھے،..... کس علاقے میں پیغمبر کو بھیجا جائے..... اس علاقے میں، جس کا نام ہے "مکہ" ..... کیوں؟..... اس لیے کہ عربی زبان میں مکہ کو "بکہ" کہتے ہیں،

قرآن نے کہا۔..... لَلَّذِی بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا

بکہ کا معنی ہے "درمیانی جگہ" ..... یعنی بکہ وہ جگہ ہے،..... جو پوری کائنات میں درمیانی جگہ ہے۔..... چونکہ محمد مصطفیٰ ساری کائنات کے لیے تھے، اس لیے ان کو درمیان میں بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ تاکہ مشرق و مغرب شمال و جنوب میں اس سورج کی کرنیں برابر روشن ہوں'..... اس چاند کی لمعانیت برابر روشن ہو' تو محمد مصطفیٰ کو درمیانی جگہ پہ بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

قبیلے کا انتخاب

جگہ کے انتخاب کے بعد حضور علیہ السلام کے قبیلے کا انتخاب کیا گیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں چوالیس قبیلے تھے،..... مکہ میں بنو ثقیف کا قبیلہ تھا'..... بنو نظیر کا قبیلہ تھا،..... بنو خزرج کے قبیلے تھے،..... بکر بن وائل کا قبیلہ تھا،..... اور بھی بڑے قبیلے تھے۔..... ان سارے قبیلوں میں اللہ نے اپنے پیغمبر کے لیے قریش کا قبیلہ منتخب کیا۔ کیوں؟ قریش..... قرش سے ہے، "قرش" اس جگہ کو کہتے ہیں جو کبھی حرکت نہ کر سکے، چونکہ محمد مصطفیٰ ایسے مستقل مزاج تھے..... کہ جن میں کوئی تحرف نہ تھا، اس لیے ان کے لیے قبیلہ ایسا چنا..... جو پہلے سے مستقل مزاج تھا۔ وہ قبیلہ چنا ..... جو پہلے سے مستحکم تھا۔

شاخ کا انتخاب

اور قریش میں شاخیں اور بھی تھیں۔ اس شاخ میں رسول اللہ کو بھیجنے کا فیصلہ کیا' جس کا نام بنو ہاشم تھا۔

ہاشم کس کا نام ہے؟ علماء کہتے ہیں کہ حضورؐ کے پردادا کا نام تھا۔ لیکن میں آج

آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہاشم عربی زبان میں کسی ایک متعین آدمی کا نام نہیں ہوتا ہاشم عربی میں اس آدمی کو کہا جاتا ہے..... کہ جو شوربے میں روٹی ڈال کر پوری دنیا کو کھلائے،..... یعنی علاقے کا سب سے بڑا مہمان نواز ہو'..... بنو ہاشم..... یعنی مہمان نوازوں کا قبیلہ!..... محمد مصطفیٰ ؐ چونکہ مہمان نوازوں کے سردار تھے، اس لیے ان کے لیے قبیلہ وہ چنا گیا' شاخ وہ منتخب کی گئی..... جو پہلے سے مہمان نوازوں کی سردار ہے۔

دادا کا انتخاب

بنو ہاشم میں اور بھی لڑکے تھے' اور بھی اولاد تھی' لیکن اس شخص کو محمد مصطفیٰ ؐ کا دادا بنانے کے لیے چنا..... جس کا نام عبدالمطلب تھا۔ کیوں؟..... کہ عبدالمطلب تو کعبے کا متولی تھا.....

حضور ؐ نے ساری دنیا کا متولی بننا تھا..... اس لیے حضور ؐ کا دادا وہ چنا..... جو پہلے سے کعبے کا متولی تھا۔

والد کا انتخاب

عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے، بارہ بیٹوں میں سے کس کو نبی ؐ کا والد بنایا جائے..... یہ فیصلہ بھی عرش پہ ہوا۔

عبدالمطلب کے ایک بیٹے کا نام عبدالعزیٰ ہے، عبدالعزیٰ وہ ہے جس کو ابولہب کہتے ہیں۔

ایک بیٹے کا نام عبد مناف ہے..... جس کو ابوطالب کہتے ہیں۔

ایک بیٹے کا نام عبدالشمس ہے..... ایک کا نام عبدالحارث ہے..... ایک کا نام عبدود ہے..... ایک کا نام عبدلات ہے..... اور ایک کا نام نوفل ہے..... ایک کا نام حمزہ ہے..... ایک کا نام عباس ہے..... ایک کا نام عبداللہ ہے

ان ناموں پر غور کرو..... عبدالعزیٰ کا معنی، بت کا بندہ..... عبدود کا معنی بت کا بندہ..... عبد مناف کا معنی بت کا بندہ..... عبدلات کا معنی بت کا بندہ..... عبدالشمس کا معنی سورج کا بندہ..... عبدالحارث کا معنی کھیتی کا بندہ..... نوفل کا معنی سخت جگہ..... حمزہ

کا معنی لمبی جگہ عباس کا معنی پتھریلی جگہ..... اور اس کے مقابلے میں ایک لفظ عبد اللہ ہے۔ عبد اللہ کا معنی اللہ کا بندہ.....

خدا اگر اپنے پیغمبر کو بت کے بندے کے گھر بھیج دیتا..... کھیتی کے بندے کے گھر میں بھیج دیتا..... سورج کے بندے کے گھر میں بھیج دیتا..... آج دنیا یہ کہتی کہ یہ محمدؐ بتوں کو کیسے مٹا سکتا ہے، وہ تو خود بت کے بندے کے گھر میں آیا..... وہ تو خود سورج کے بندے کے گھر میں آیا..... وہ تو کھیتی کے بندے کے گھر میں آیا.....

خدا نے اپنے پیغمبر کو اس کے گھر میں بھیجا..... جس کا نام ہی عبد اللہ تھا.....

یعنی اللہ کا بندہ..... تاکہ خدا دنیا کو بتائے کہ میرا جو سب سے بڑا بندہ ہے، وہ میرے ہی بندے کے گھر میں آسکتا ہے۔

یہ میرے نبی کی شان ہے۔ پیغمبر کے والد کا انتخاب ہوا۔

والدہ کے قبیلے کا انتخاب

والد کے انتخاب کے بعد اب رسول اللہ کی والدہ کا انتخاب ہوتا ہے، توجہ کیجئے..... جب رسول اللہ کے لیے جگہ کا انتخاب ہو رہا ہے..... بستی کا انتخاب ہو رہا ہے..... علاقے کا انتخاب ہو رہا ہے..... تو میں آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ رسول اللہ کے لیے والدہ کا انتخاب ہوتا ہے..... والدہ کے انتخاب سے پہلے قبیلے کا انتخاب ہوتا ہے۔

مدینہ منورہ سے چند میلوں کے فاصلے پر ایک بستی ہے، جس کا نام "ابواء" ہے..... اس بستی میں اور بھی قبیلے بڑے تھے۔

بنو خزرج کا قبیلہ تھا..... بنو شتیبہ کا قبیلہ تھا..... بنو نظیر کا قبیلہ تھا..... یہ سارے قبیلے تھے..... بنو شتیبہ..... یعنی ٹہنیوں والا..... بنو ثقیف کا مطلب شاخوں والا..... بنو نظیر کا معنی کانٹوں والا..... یعنی جہاں پر کانٹوں کی جھاڑیاں ہوں.....

یہ سارے نام ہیں..... لیکن ان ناموں میں کوئی نام ایسا نہیں..... جو رسول اللہ کی شان کے مطابق ہو..... پیغمبر کے مزاج کے مطابق ہو..... تو خدا نے اپنے پیغمبرؐ کی والدہ کے لیے وہ قبیلہ چنا..... جس قبیلے کا نام ہے "بنو زہرہ"

"زہرہ" کس کو کہتے ہیں؟..... "زہرہ" عربی میں کہتے ہیں تر و تازگی کو'
کیونکہ رسول اللہ تازگی کا پیغام لا رہے تھے' اسی لیے اماں کا قبیلہ پہلے سے تر و تازہ بنا دیا۔

والدہ کا انتخاب

اور دیکھو لڑکیاں اور بھی بڑی تھیں..... ایک لڑکی کا نام "خنساء" ہے، خنساء کا معنی بد شکل'..... ایک کا نام حربہ ہے، لڑائی کرنے والی.....
یہ لڑکیوں کے نام ہیں..... لیکن ان میں سے کسی کو رسول اللہ کی والدہ بنانے کے لیے نہیں چنا۔ بلکہ اس لڑکی کو چنا..... جس کا نام تھا آمنہ!
آمنہ کا معنی امانت والی..... خدا دنیا کو بتانا چاہتا ہے..... آدم سے لے کر آج تک جو امانت میری مشیت کے اندر موجود ہے، وہ امانت اسی آمنہ کی گود میں آسکتی ہے..... یہ میرے نبی کی شان ہے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں۔

"تیرے غلاموں میں بھی نمایاں' جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا"

یہ ہے عکس کرم' کہ پیغمبر کی روشنی' نبی کی محبت' نبی کا کمال، والدین میں ہے، نبی کا کمال..... ساری کائنات میں ہے..... پیغمبر کی عظمت سارے خاندان میں ہے۔

نام کا انتخاب

آگے بڑھتے ہیں' محمد مصطفیٰ ﷺ کے والد کا انتخاب ہوا'..... والدہ کا انتخاب ہوا، قبیلوں کا انتخاب ہوا..... اب دیکھئے، رسول اللہ کی پیدائش ہوتی ہے' پیدائش کے بعد نام رکھنے کا موقع آتا ہے۔..... رسول اللہ کا نام کیا رکھا جائے،
وہ نام رکھا جائے..... جو پہلے کبھی کسی نے نہیں رکھا،
وہ نام رکھا جائے..... کہ جس نام کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا!
وہ نام کون سا ہو' یہ فیصلہ بھی عرش پہ ہوا ہے۔ لیکن اللہ نے عبد المطلب کے دل پہ وہ نام اتارا ہے۔..... وہ نام بھی بڑا بے مثال ہے۔ اس نام کا معنی بھی بڑا بے مثال

ہے.....اس سے پہلے اور انبیاء کے ناموں پہ غور کر۔

آدم کا معنی گندم کے رنگ والا.....

نوح کا معنی نوحہ کرنے والا.....

زکریا کا معنی سبق والا.....

ادریس کا معنی درس والا.....

یوسف کا معنی افسوس والا.....

یعقوب کا معنی بعد میں آنے والا.....

ابراہیمؑ کا معنی بزرگی والا.....

اسمٰعیل کا معنی خدا کی سنی ہوئی دعا.....

موسیٰ کا معنی پانی سے نکالا ہوا.....

عیسیٰ کا معنی سیاحت کرنے والا.....

ایوب کا معنی لوٹنے والا.....

داؤد کا معنی محبت والا.....

یہ سارے نبیوں کے نام ہیں۔..... اب ان کے مقابلے میں ایک لفظ محمدؐ ہے.....نام رکھا گیا محمدؐ' محمدؐ اس کو کہتے ہیں، کہ ساری کائنات مل کر جس کی تعریف کرے اور تعریف ختم نہ ہو..... تو محمدؐ بنتا ہے۔

میرے بھائیو! لفظ محمدؐ پہ غور کرو' ایک لفظ ہے محمدؐ، اور ایک لفظ ہے احمدؐ' حضور کا نام عرش پہ محمدؐ ہے، فرش پہ احمد ہے۔

محمد اور احمد'..... احمد اور محمد..... دونوں کا مادہ ایک ہے۔ دونوں کا مادہ حمد ہے،.....اور حمد ہمیشہ آخر میں ہوتی ہے۔ محمد..... حمد سے ہے'.....ہم روٹی کھا کر کہتے ہیں شکر الحمد للہ! ہر چیز کے بعد کہتے ہیں الحمد للہ..... یعنی حمد آخر میں ہوتی ہے'..... محمدؐ آخر میں تشریف لائے.....ان الفاظ پہ غور..... کہ محمد لفظ ہے.....احمد لفظ ہے..... نہ محمد پہ کوئی نقطہ ہے.....نہ احمد پہ کوئی نقطہ ہے۔ سارے حرف صاف ہیں..... خدا دنیا

کو بتانا چاہتا ہے' اس کے نام پہ نقطہ کوئی نہیں..... اس کی ذات پہ بھی نقطہ کوئی نہیں..... اس کے کردار پہ بھی نقطہ کوئی نہیں۔ اس نکتہ پر غور کرا!..... ایک کافر ہے' میرے نبی کا نام لیتا ہے' ہے کافر، مانتا نہیں ہے..... محمد کہتا ہے..... لیکن جب نام لے گا..... اس کے دونوں لب مل جائیں گے۔..... محمد کا لفظ بولا..... لب مل گئے۔

خدا دنیا کو بتانا چاہتا ہے..... کہ جس محمدؐ نبی کا نام لینے سے لب ملتے ہیں' اس کا نام لو گے' لب ملیں گے..... اس کی بات مانو گے..... تمہارے دل مل جائیں گے۔

دایہ کے قبیلے کا انتخاب

میرے بھائیو! حضور دنیا میں تشریف لائے، حضور کے آنے کے بعد اب دایہ کی بات آتی ہے..... کہ رسول اللہ کے لیے دایہ کا انتخاب کیسے ہو؟ حضور کے لیے دایہ کس کو منتخب کیا جائے..... دائیاں تو اور بھی بہت ہیں..... لیکن اللہ نے اپنے پیغمبرؐ کی دایہ کا انتخاب بھی عرش پہ کیا..... بلکہ دایہ کے قبیلے کا انتخاب بھی عرش پہ کیا..... کتنے نام تھے دایہ کے قبیلوں کے..... لیکن ان ناموں میں ایک نام بڑا خوب صورت تھا..... اور اس کا نام تھا..... بنی سعد، "سعد والا قبیلہ"

سعد عربی میں نیک بخت کو کہتے ہیں..... کیونکہ محمد مصطفیٰ بختوں والا تھا..... اس لیے دایہ کا قبیلہ پہلے سے بختوں والا بنا دیا.....

دایہ کا انتخاب

اور پھر بنو سعد کے قبیلے میں عورتیں اور بھی بہت تھیں۔ اس عورت کو نبی کی دایہ بنایا گیا..... جس کا نام حلیمہ تھا..... حلیمہ کا معنی حلم والی..... نبی بھی حلم والا تھا..... دایہ کو پہلے سے حلم والا بنا دیا۔

ازواج مطہرات کا انتخاب

میرے بھائیو! اس پر غور کرو، کہ رسول اللہ کے نام کا بھی انتخاب عرش پہ ہوا..... والدین کا انتخاب بھی عرش پہ ہوا..... اور پہلی بیوی حضرت خدیجہ الکبریٰؓ ہے،

جو رسول اللہ کی بیوی بنی ہے.....اس کا نام خدیجہ ہے،
خدیجہ کا معنی حاجیوں کی خدمت کرنے والی
'نبی امت کی خدمت کرنے والا..... بیوی حاجیوں کی خدمت کرنے والی۔
ایک بیوی وہ بھی ہے'.....جس کا نام ہے سودہؓ.....سودہ کا معنی آرام والی
نبی بھی آرام والا.....بیوی بھی آرام والی.....
ایک بیوی وہ ہے.....جس کا نام ہے عائشہؓ
عائشہؓ کا معنی عیش والی، راحت والی..... آرام والی.....زندہ کرنے والی.....
نبی بھی عیش والا..... آرام والا.....راحت والا.....زندہ کرنے والا.....
بیوی میں جو صفتیں ہیں نبی میں بھی وہی صفتیں ہیں'
ایک بیوی ہے حفصہؓ.....حفصہؓ کا معنی ہے راتوں کو قیام کرنے والی.....
نبی بھی راتوں کو قیام کرنے والا.....بیوی بھی قیام کرنے والی.....
ایک بیوی کا نام ہے، میمونہ! میمونہ کا معنی بختوں والی.....
نبی بھی بختوں والا.....بیوی بھی بختوں والی.....
ایک بیوی وہ ہے، جس کا نام صفیہ 'صفیہ کا معنی "منتخب ہونے والی"
نبیؐ بھی منتخب ہونے والا.....بیوی بھی منتخب ہونے والی.....
ایک بیوی وہ ہے'.....جس کا نام زینب، زینب کا معنی "استغفار والی"
نبی بھی استغفار والا.....بیوی بھی استغفار والی.....
اک بیوی وہ ہے' جس کا نام ہے ام سلمہؓ، ام سلمہؓ کا معنی ہے "سلامتی والی"
نبی بھی سلامتی والا.....بیوی بھی سلامتی والی.....
ایک بیوی وہ ہے' جس کا نام ہے ام حبیبہؓ.....ام حبیبہؓ کا معنی "پیار والی"
نبیؐ بھی پیار والا.....بیوی بھی پیار والی.....

نعرہ تکبیر.....اللہ اکبر

شان ام المومنین.....زندہ باد

فتح جنگ کے مسلمانو! اگر محمدؐ کا حسن بیویوں کے کمالات میں ہے..... خاندان میں ہے..... تو پھر مجھے کہہ لینے دو۔

"تیرے غلاموں میں بھی نمایاں، جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا"

بیٹوں کا انتخاب

میرے بھائیو! اس پر غور کرو، خدا نے اپنے نبیؐ کو ایک بیٹا عطا کیا،

بیٹے کا نام قاسم ہے، اور حضورؐ نے فرمایا۔ "انما انا قاسم وَ اللّٰہ یعطی" دینے والا اللہ ہے، تقسیم کرنے والا میں ہوں.....

یعنی نبی بھی تقسیم کرنے والا..... بیٹا بھی تقسیم کرنے والا.....

ایک بیٹا وہ ہے، جس کا نام ہے طاہر، طیب..... طاہر کا معنی بھی پاک ہے، طیب کا معنی بھی پاک ہے،

نبیؐ بھی پاک ہے..... بیٹا بھی پاک ہے۔

ایک بیٹا وہ بھی ہے، جس کا نام ہے ابراہیم، ابراہیم کا معنی ہے بزرگی والا.....

نبی بھی بزرگی والا، بیٹا بھی بزرگی والا.....

بیٹیوں کا انتخاب

اک بیٹی وہ ہے، جس کا نام ہے زینب!..... زینب کا معنی "استغفار والی"

نبی بھی استغفار والا..... بیٹی بھی استغفار والی

اک بیٹی وہ ہے، جس کا نام ہے رقیہؓ! رقیہ کا معنی "خاوند کی خدمت کرنے والی"

نبی امت کی خدمت کرنے والا..... بیٹی خاوند کی خدمت کرنے والی.....

ایک بیٹی کا نام ہے ام کلثوم! ام کلثوم کا معنی "بچوں کی تربیت کرنے والی"

نبی امت کی تربیت کرنے والا..... بیٹی بچوں کی تربیت کرنے والی.....

ایک بیٹی وہ ہے، جس کا نام ہے فاطمہؓ! فاطمہ کا معنی ہے "دوزخ سے آزاد"

نبی بھی دوزخ سے آزاد..... بیٹی بھی دوزخ سے آزاد، سبحان اللہ

میرے بھائیو! جب میرے محمد مصطفیٰ ﷺ مکے میں آئے، تو مکہ۔ مکہ مکرمہ ہو گیا، مدینے میں آئے، مدینہ! مدینۃ المنورہ ہو گیا۔

خدا نے اپنے محمدؐ کو جمعہ کے دن پیدا نہیں کیا، تاکہ لوگ یہ نہ کہیں..... کہ جمعہ کی وجہ سے نبی کو فضیلت ملی ہے..... خدا نے اپنے نبی کو رمضان میں پیدا نہیں کیا..... تاکہ لوگ یہ نہ کہیں، کہ رمضان کی وجہ سے نبی کو فضیلت ملی ہے۔

میرے بھائیو! اس محمد مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے پتھروں کو فضیلت مل گئی..... کہ نبی کے قدم پتھر پر آئے، خدا نے کہہ دیا..... لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدْ

اے پیغمبر! مجھے مکے شہر کی قسم!

اے اللہ! تو میرے شہر کی قسم کیوں اٹھاتا ہے؟..... تیرا گھر کعبہ موجود ہے اس لیے اٹھاتا ہے؟..... عرفات کا میدان موجود ہے' اس لیے اٹھاتا ہے؟..... صفا مروہ کی پہاڑی ہے اسی لیے اٹھاتا ہے؟..... مقام منیٰ ہے، اس لیے اٹھاتا ہے؟..... مقام ابراہیمؑ ہے..... اسی لیے اٹھاتا ہے؟..... آب زمزم ہے..... قسم اسی لیے اٹھاتا ہے؟.....

خدا نے فرمایا..... اے محمدؐ! کعبہ تو پہلے بھی تھا..... عرفات تو پہلے بھی تھا..... زمزم تو پہلے بھی تھا..... صفاء مروہ پہلے بھی تھا..... میں نے تورات میں اس شہر مکے کی قسم نہیں اٹھائی،..... انجیل میں نہیں اٹھائی،..... زبور میں نہیں اٹھائی..... صحیفوں میں نہیں اٹھائی..... اب کیوں اٹھاتا ہوں..... اس لیے کہ:

وَ اَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ

کہ تیرے نبوت والے، نورانی قدموں کی تلیاں مکے کے پتھروں پہ لگ چکی ہیں۔ اور تیری نسبت جس چیز میں ہے' میں نے اس میں روشنی رکھی ہے'

جس زمانے میں تو آیا، اسے "والعصر" کہہ دیا.....

جس رات کو آیا، اس رات کو عظمت والی رات کہا.....

جب تیرے حسن کا ذکر آیا، تو "والضحیٰ" قرآن میں کہہ دیا.....

تیری زلفوں کا ذکر آیا "واللیل" قرآن میں کہہ دیا.....

تیرے سینے کا ذکر آیا "الم نشرح" کہہ دیا.....

تیرے شہر کا ذکر آیا "لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ" قرآن میں کہہ دیا.....

تیری آنکھوں کا ذکر آیا "مازاغ البصر و ما طغیٰ" قرآن میں کہہ دیا.....

تیرے ہونٹوں کا ذکر آیا "لا تحرك به لسانك" قرآن میں کہہ دیا.....

تیرے اخلاق کا ذکر آیا "انك لعلیٰ خلق عظیم" قرآن میں کہہ دیا.....

تیرے کردار کا ذکر آیا "لقد كان لكم فی رسول الله اسوة حسنه" قرآن میں کہہ دیا.....

تیرے صحابہؓ کا ذکر آیا "اولئك هم المفلحون" قرآن میں کہہ دیا.....

"هم الراشدون" قرآن میں کہہ دیا.....

"كتب فی قلوبهم الایمان" قرآن میں کہہ دیا.....

کیوں کہا؟.....اس لیے کہ:

"تیرے غلاموں میں بھی نمایاں، جو تیرا عکسؐ نہ ہوتا"

آج سپاہ صحابہ اسی موقف پر کھڑی ہے..... اسی بنیاد پر کھڑی ہے..... اسی اساس پر کھڑی ہے..... کہ میرے نبی کی وجہ سے پتھر اونچا ہوا..... درخت اونچا ہوا..... کپڑا اونچا ہوا.....اور چادریں بازار میں کتنی بکتی ہیں..... کسی کا ذکر قرآن میں نہیں آیا، اس کا ذکر قرآن میں آیا، جو محبوبؐ کے کندھے پہ آئی.....

اس کمبل کا ذکر آیا، جو کمبل نبی کے چہرے پہ آیا..... کیوں؟.....

اس لیے کہ جس کی نسبت نبیؐ کے ساتھ ہے، وہ اونچی ہو گئی.....

پتھر کی نسبت نبی سے..... پتھر اونچا ہوا.....

علاقے کی نسبت..... علاقہ اونچا ہوا.....

بستی کی نسبت..... بستی اونچی ہوئی.....

مہینے کی نسبت..... مہینہ اونچا ہوا.....

خاندان کی نسبت..... خاندان اونچا ہوا

اسم محمد مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے گلیاں اونچی ہو گئیں.....

بازار اونچے ہو گئے..... بستی اونچی ہو گئی، کپڑا اونچا ہو گیا، کمبل اونچا ہو گیا آنکھیں اونچی ہو گئیں..... دن اونچے ہو گئے..... رات اونچی ہو گئی..... تو پھر مجھے کہنے دو..... اسی محمد ﷺ کی وجہ سے صدیق ؓ بھی اونچا ہوا..... عمر ؓ بھی اونچا ہوا..... عثمان ؓ بھی اونچا ہوا..... علی ؓ بھی اونچا ہوا.....

میں صدیق کو کبھی نہ مانتا اگر محمد کے مصلے پر نہ آتا.....

میں عمر ؓ کو کبھی نہ مانتا..... اگر پیغمبر اس کی فضلیت بیان نہ کرتے۔

میں عثمان کو کبھی نہ مانتا اگر محمد ﷺ اپنی بیٹیاں نہ دیتے۔

میں علی کو کبھی نہ مانتا..... اگر علی ؓ پیغمبر کا صحابی نہ ہوتا۔

اس لیے اگر پیغمبر کے قدم لگنے سے پتھر اونچا ہو سکتا ہے۔ تو جنہوں نے کئی سال محمد ﷺ کا چہرہ دیکھا، ان کے لیے مجھے کہہ لینے دو کہ:

"تیرے غلاموں میں بھی نمایاں، جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا"

میں یہ نہیں مانتا..... کہ ایک شخص کہے..... میں نبی کو مانتا ہوں، نبی ﷺ کے دوست کو نہیں مانتا۔ یہ کیسے ہو گا؟ ایک شخص کہے میں نبی کو مانتا ہوں، پیغمبر کے مصلے کے وارث کو نہیں مانتا۔ نبی کو مانتا ہوں..... پیغمبر کی جگہ پہ کھڑے ہوئے لوگوں کو نہیں مانتا۔ نبی کو مانتا ہوں..... جنہوں نے پتھر نبی کے لیے کھائے..... انہیں نہیں مانتا ہوں..... نبی کو مانتا ہوں..... جن کی چمڑی نبی کے لیے ادھڑ گئی..... ان کو نہیں مانتا ہوں، ہائے!..... ایک شخص کہے نبی کو مانتا ہوں، جنہوں نے تلواروں کے نیچے نبی کو نہیں چھوڑا ان کو نہیں مانتا..... جن کے بچے نبی کے لیے یتیم ہو گئے..... ان کو نہیں مانتا ہوں، جن کی بیویاں محمد کے لیے بیوہ ہو گئیں..... ان کو نہیں مانتا ہوں۔

اور تو ان کی بات کرتا ہے..... میں کہتا ہوں سپاہ صحابہ کے نام پر غور کر، سپاہ صحابہ!

سپاہ ایک علیحدہ لفظ ہے، صحابہ ایک علیحدہ لفظ ہے..... سپاہ صحابہ! سپاہ کا معنی "سپاہی" اور صحابہ کا معنی..... "محمد ﷺ کے سپاہی"

ایک آدمی کہتا ہے۔ تم صحابہ کے سپاہی ہو' ..... میں محمدؐ کا سپاہی ہوں'
میں کہتا ہوں ٹھیک ہے' تیرا دعویٰ اپنی جگہ ٹھیک ہے،..... لیکن اس بات پہ غور کر، کہ ایک پیر صاحب کو ایک آدمی نے کہا..... کہ میں تیرا غلام ہوں، وہ بھی غلام ہے۔ لیکن ایک دوسرے نے کہا کہ پیر جی میں تیرے غلاموں کا بھی غلام ہوں، اوئے تو کہتا ہے، میں نبی کا غلام ہوں..... میں کہتا ہوں میں تو نبی کے غلاموں کا بھی غلام ہوں..... سپاہ صحابہ..... نبی کے غلاموں کی بھی غلام ہے۔ سپاہ صحابہ صرف یہ چاہتی ہے۔ پاکستان میں صحابہ کے خلاف بکواس بند کر دی جائے۔

صحابہ کے خلاف کوئی کتاب نہ چھپے.....
صحابہ کے خلاف کوئی لٹریچر نہ چھپے.....
صحابہ کے خلاف کوئی تحریر نہ چھپے.....
صحابہ کے خلاف کوئی زبان نہ اٹھے.....

اور جو شخص صحابہ کے خلاف لکھے یا کہے..... اسے سزائے موت دی جائے.....
میں یہ وہ بات کہہ رہا ہوں کہ جو بات وزیر اعظم پاکستان کی موجودگی میں لاہور میں 28 ستمبر 1991ء کو ہم نے پیش کی تھی۔ اور خود شیعہ کے کئی علماء نے اس کو تسلیم کیا تھا۔ بریلوی' دیوبندی' اہلحدیث علماء نے اس پر دستخط کیے ہیں' اخبارات میں یہ بات چھپ چکی ہے۔ اگر پاکستان کی حکومت یہ چاہتی ہے..... کہ اس ملک میں شیعہ سنی تنازعہ ختم ہو جائے..... شیعہ سنی لڑائی' تناؤ ختم ہو جائے' تو اس کا صرف ایک علاج ہے کہ صحابہ کے خلاف جو تحریر ہے' جو کتاب ہے' اس کو فی الفور ضبط کرو، اور جس نے کتاب لکھی ہے اس کو سزا دی جائے۔ یہ جائز مطالبہ ہے

آپ سپاہ صحابہ کے موقف کی تائید کرتے ہیں؟..... میں سنی افسروں سے کہتا ہوں کہ سپاہ صحابہ آئینی راستہ اختیار کر رہی ہے۔ ہم نے وزیر اعظم کی قائم کردہ فرقہ واریت کے خاتمہ کی کمیٹی میں جانا اس لیے قبول کیا تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے۔ تاکہ تنازعہ کم ہو جائے۔ اسی لئے مولانا اعظم طارق نے قومی اسمبلی میں ناموس صحابہ کا بل پیش کیا۔ بل کیوں پیش کیا؟..... تاکہ صحابہ کو اسی ملک میں آئینی تحفظ حاصل ہو۔

قائداعظم کو قانونی تحفظ حاصل ہے، اور کئی لوگوں کو قانونی تحفظ حاصل ہے،

جن لوگوں نے رسول اللہ کی وراثت کا حق ادا کیا۔ ان کو کافر کہا جائے..... ہم کیسے خاموش رہیں؟

ان کو بدمعاش لکھا جائے..... ہم کیسے خاموش رہیں؟

ان کو منافق لکھا جائے..... ہم کیسے چپ کر جائیں؟

سپاہ صحابہ..... اسی گروہ کے خلاف' اسی کفر کے خلاف اسی بدمعاشی کے خلاف نبرد آزما ہے، جس میں پیغمبر کے صحابہ کو ماں بہن کی گالی دی گئی ہے' رسول اللہ کے صحابہ کو منافق و مرتد لکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شیعہ کے جتنے گروہ ہیں' ان میں سے کئی لوگوں نے ہماری تائید کی ہے۔ کہ واقعی صحابہ کے خلاف نہیں لکھنا چاہیے۔ لیکن میں ان سے کہنا چاہتا ہوں، جو ہماری تائید کرتے ہیں کہ اگر تم تقیہ سے یہ بات نہیں کرتے ہو' تو پھر تمہیں کھل کر اسمبلی میں یہ بات کرنی چاہیے۔ کہ ناموس صحابہ کا جو بل سپاہ صحابہ پیش کر رہی ہے' اسی کی حمایت کرنی چاہیے۔ اگر حکومت اس تنازع کے خاتمے میں مخلص ہے' اسے فی الفور ناموس صحابہ بل منظور کرنا چاہیے!

سپاہ صحابہ پوری دنیا کے سترہ ملکوں میں اس وقت پھیل چکی ہے' سپاہ صحابہ ایک یادداشت تیار کر کے پوری دنیا کے اسلامی سربراہوں کو عنقریب بھیج رہی ہے۔ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی اسی راستے پہ شہید ہوئے' مولانا ایثار القاسمی شہید اسی راستے پر شہید ہوئے، ہم بھی اسی راستے پر جان دینے کو فخر سمجھتے ہیں، اور اسی راستے پہ کھڑے ہیں، میں آپ حضرات سے کہنا چاہتا ہوں ایسے دور میں..... کہ جب صحابہ کرام کے خلاف پاکستان میں بھی لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں..... آپ کو ہمارا ساتھ دینا چاہیے، حکومت کو یہ لٹریچر ضبط کرنا چاہیے، اگر یہ لٹریچر موجود رہا' کتابیں موجود رہیں..... مصنف موجود رہے اور ہمیں تم نے کہا کہ اس کے خلاف آواز بلند نہ کرو' سپاہ صحابہ ایسی بات قبول کرنے کے لیے کبھی تیار نہیں ہے۔

تم ایسا کرنا، کہ کوئی جگنو، کوئی ستارہ سنبھال رکھنا
میرے اندھیروں کی فکر چھوڑو بس اپنے گھر کا خیال رکھنا

سراج النبی والصدیق



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلَّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ ○ اَلْمَبْعُوْثُ اِلَى كَآفَّةِ لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○

وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْكَلَامِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ ○ سُبْحَانَ الَّذِىْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِىْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ آيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ○

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○



میرے واجب الاحترام، قابل صد احترام، علمائے کرام، علاقہ کینٹ ملتان کے غیور اور باشعور نوجوانو اور دوستو! خاتم المعصومین کانفرنس کا یہ عظیم اجتماع ہے، واقعہ معراج پر کچھ باتیں آپ کے سامنے عرض کروں گا۔

معراج کے لغوی اور اصطلاحی معنے

معراج بڑا اہم اور خوبصورت موضوع ہے، اس پر مختلف انداز سے گفتگو ہو سکتی ہے اور آپ نے علماء کرام کے بیانات، حضور علیہ السلام کے معراج کے سلسلے میں سنے ہیں، معراج کا معنی ہے چڑھنا..... سیڑھی پر چڑھنا..... بلندی پر چڑھنا، رفعت و عظمت کو چھونا..... یہ ہے معراج، اور اصطلاح شریعت میں معراج اس سفر کو کہتے ہیں، جو سفر ساری کائنات کے رسولؐ نے رجب کی ستائیسویں شب کو کیا، لیکن میں چاہتا ہوں، کہ معراج صرف ایک ہستی کا بیان نہ کروں، بلکہ معراج میں دو ہستیوں کا بیان کروں۔ دو ہستیوں کو معراج ہوا اور دونوں ہستیوں کے معراج کا ذکر قرآن میں ہے۔ معراج نبیؐ کو ہوا، اور معراج صدیقؓ کو بھی ہوا،

دو ہستیوں کا معراج

نبیؐ کا معراج..... آپ جانتے ہیں، لیکن صدیقؓ کا معراج نہیں جانتے۔

میں چاہتا ہوں آج آپ کو دونوں کا معراج بتاؤں، اور آپ حیران ہوں گے، کہ دونوں کے معراج کا ذکر قرآن میں ہے۔

ایک جگہ قرآن نے "سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ" کہہ کر نبیؐ کے معراج کا ذکر کیا۔

اور دوسری جگہ "اذ اخر جہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار" کہہ کر، صدیقؓ کے معراج کا ذکر کیا۔

ایک نے خدا کو دیکھا..... تو معراج ہوا، اور ایک نے نبیؐ کو..... دیکھا تو معراج ہوا۔

معراج مسلمانوں کی متاع ہے، مسلمانوں کی عظمت ہے۔

اور آپ حیران ہوں گے کہ جو معراج نبی کو ہوا..... وہ بھی رات کو ہوا' جو معراج صدیق کو ہوا..... وہ بھی رات کو ہوا' معراج جو نبی کو ہوا' اس معراج میں ایک ساتھی تھا۔

جو معراج ہجرت میں صدیقؓ کو ہوا' اس میں بھی ایک ساتھی تھا۔

پہلے معراج نبی کو ہوا، پھر معراج صدیق کو ہوا' ..... تاکہ لوگ اس رفیق کو بھی پہچانیں اور بعد میں اس رفیق کو بھی پہچانیں۔

پہلے اس کی رفاقت کو بھی دیکھیں،..... پھر اس کی رفاقت کو بھی دیکھیں۔

پہلے اس کی وفا کو بھی دیکھیں،..... اور پھر اس کی وفا کو بھی دیکھیں۔

اور یہ بھی دیکھیں کہ یاری دو قسم کی ہوتی ہے..... ایک یاری موڑ تک ہوتی ہے' ایک یاری توڑ تک ہوتی ہے' جس کو معراج ستائیسویں رجب کو ہوئی' اس کے رفیق کو بھی دیکھو اور جس کو معراج ہجرت کی شب ہوا..... اس کو دیکھو۔

جب محمد رسول اللہ ﷺ کو معراج ہونے لگا' تو رفیق وہ' جو کائنات کے تمام نوریوں کا سردار ہے۔

اور جب معراج صدیق کو ہوا' تو وہ خود نبیوں کے بعد انسانوں کا سردار ہے۔

لیکن ان دونوں کی رفاقت کو دیکھیں' کہ ایک کو رفیق بن کر معراج ہوا' اور ایک کو رفیق بنا کر معراج کرایا گیا۔

ان دونوں کے فرق کو دیکھو کہ جب میرے نبی کو معراج ہوا تو جس نے اس رات نبیؐ کے ساتھ جانا تھا' اس کا مرتبہ کتنا ہے۔

اور جب ہجرت کی رات نبیؐ نے جانا تھا' تو اس رات کا جو ساتھی تھا' اس کا مرتبہ کتنا ہے۔

اگر ان دونوں رفقاء کے مرتبے کا پتہ چل جائے تو معراج کا پتہ چل جائے گا۔

کہ جس نے نبیؐ کے ساتھ جانا تھا اس کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ نبی کو جگانے آیا'

اور جس نے ہجرت کی رات جانا تھا' اس کو نبیؐ خود جگانے آیا۔

اور جس نے معراج کی شب محمد مصطفےٰ کے ساتھ جانا تھا' جب اس نے دیکھا کہ معراج کے لیے نبی کو سواری کی ضرورت ہے۔ تو وہ براق لینے چلا گیا' اور براق لایا'

لیکن جب ہجرت کی شب صدیق نے دیکھا کہ سواری کی ضرورت ہے' وہ براق لینے نہیں گیا..... وہ خود سواری بنا.....

اور دنیا کو اس نے بتایا کہ جس پہ نبیؐ سوار ہو' وہ سواری کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہتی۔

وہ سواری حلیمہ سعدیہ کی ہو' تو سب سواریوں کو پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔

وہ سواری صدیق اکبر کی ہو..... تو ساری امت کو پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔

امت کا معراج

معراج نبیؐ کو بھی ہوا' معراج صدیق اکبر کو بھی ہوا۔ اور معراج پوری امت کو ہوتا ہے حضورؐ نے فرمایا..... **الصلوۃ معراج المومنین**

مومن کا معراج نماز ہے۔ تم نماز پڑھتے ہو' معراج کرتے ہو۔

گواہ اور گواہی

معراج کے حوالے سے قرآن میں اللہ نے ہمارے رسولؐ کو فرمایا:..... اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً

اے پیغمبر! تو گواہ ہے۔

جس کو معراج کرایا جا رہا ہے۔ اس کو گواہ بنایا جا رہا ہے۔..... اور جب صدیق کا ذکر آیا' تو قرآن نے فرمایا ..... **والذین معه** صدیق ہر وقت نبیؐ کے ساتھ ہے' ..... یعنی گواہ وہ ہوتا ہے' جو ساتھ ہوتا ہے..... تو صدیق کو بھی ساتھ رکھا گیا..... میں اس کو تھوڑا سا کھولتا ہوں' تاکہ بات سمجھ آئے۔ قرآن نے کہا۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً

اے پیغمبر! آپ کو گواہ بنا کر بھیجا گیا۔ کس چیز کا گواہ ہے؟ یہ نہیں بتایا۔ اے پیغمبرؐ! تو گواہ ہے' باقی پیغمبروں سے فرمایا۔ کونوا شھدآءَ تم گواہ ہو جاؤ۔

میں اور آپ نماز میں کہتے ہیں۔

اشهدان محمداًعبدهٗ ورسولهٗ

کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں

کلمہ پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں اَشهدان لاّاله الاّ اللّٰه میں گواہی دیتا ہوں' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

تو آپ بھی گواہ ہیں..... میں بھی گواہ ہوں..... نبیؐ بھی گواہ ہیں..... ہمارا رسولؐ بھی گواہ ہے۔

گواہی کی دو قسمیں

تو آپ کیسے گواہ ہیں ؟..... نبیؐ کیسے گواہ ہیں ؟..... اور میرا نبیؐ کیسا گواہ ہے ؟..... کملی والا کیسے گواہ ہے ؟.....اور صدیق کیسے گواہ ہے.....؟اس کو سمجھنے کے لیے ایک اور بات سمجھ لو کہ گواہی دو قسم کی ہوتی ہے۔

ایک گواہ ہوتا ہے' عینی گواہ..... موقع کا گواہ.....ایک گواہ ہوتا ہے۔ نشانیوں کا گواہ۔

خدانخواستہ یہاں ملتان میں لڑائی ہو جائے تو لڑائی میں ایک گواہ ہوگا' عینی گواہ، موقعے کا گواہ.....ایک نشانیوں کا گواہ۔

ڈاکٹر صاحب کہیں گے میں نے پوسٹ مارٹم کیا ہے لاش کا' میں بھی گواہ ہوں،

تھانیدار کہے گا' میں نے ایف آئی آر درج کی ہے' میں بھی گواہ ہوں'

لیکن ایک آدمی کہے گا' میں نے بھی فلاں آدمی کو مار کر بھاگتے ہوئے دیکھا ہے، میں بھی گواہ ہوں۔

ایک آدمی کہے گا میرے سامنے قتل ہوا..... میں بھی گواہ ہوں'

اب دیکھو گواہ دو قسم پر ہیں۔ ایک نشانیوں کا گواہ' ایک موقع کا گواہ.....ایک نے نشانی دیکھ کر گواہی دی ہے ایک نے موقعے کی گواہی دی ہے۔

گواہ کے لیے ضروری ہے کہ موقعے پر ہو' میں نے محمد مصطفےٰ کو نہیں دیکھا' لیکن میں گواہی دے رہا ہوں میری گواہی کا کیا اعتبار ہے.....؟ میں نے تو نبیؐ کو نہیں دیکھا۔

توجہ کریں میری اور صدیق کی گواہی میں یہی فرق ہے۔ کہ میری گواہی نشانیوں کی ہے..... صدیق کی گواہی موقع کی ہے۔

یہ وہ فرق ہے' جو باقی نبیوں میں اور ہمارے نبیؐ میں ہے۔

باقی نبیوں نے خدا کی گواہی دی کہ خدا ایک ہے' نشانیوں کو دیکھ کر..... لیکن محمد مصطفیٰؐ نے موقع کی گواہی دی ہے۔

اب میں موضوع کی طرف آتا ہوں'

معراج سب کو ہوا' کسی نے نشانیاں دیکھ کر معراج کیا' کسی نے موقعے پر معراج کیا..... توجہ کیجئے۔ قرآن کہتا ہے۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً

اے پیغمبرؐ! تو گواہ ہے۔ کس چیز کا گواہ؟..... مالک میں ہوں' گواہ تو ہے' خالق میں ہوں ..... گواہ تو ہے۔ رازق میں ہوں ..... گواہ تو ہے۔ مشکل کشا میں ہوں ..... گواہ تو ہے۔ بگڑی بنانے والا میں ہوں ..... گواہ تو ہے۔ ساری کائنات کو میں نے بنایا..... گواہ تو ہے۔ عظمت میرے ہاتھ میں ..... گواہ تو ہے۔ بزرگی میری ہے ..... گواہ تو ہے۔ عظمت میری ہے..... گواہ تو ہے۔

باقی نبیؐ بھی گواہ ہیں۔ تو بھی گواہ ہے..... ان کی گواہی اور تیری گواہی میں بڑا فرق ہے۔ انہوں نے بھی گواہی دی کہ خالق ایک ہے' مالک ایک ہے، قادر ایک ہے' رازق ایک ہے' مقتدر ایک ہے..... انہوں نے بھی گواہی دی' تو نے بھی گواہی دی' لیکن ان کی گواہی نشانیوں کی گواہی ہے۔ تیری گواہی موقعے کی گواہی ہے!..... کیسے گواہی ہے۔

آدم نے گواہی دی..... جنت سے نکل کر'

نوحؑ نے گواہی دی..... طوفان کی موجوں سے نکل کر'

زکریاؑ نے گواہی دی..... آرے سے چر کر'

یونسؑ نے گواہی دی..... مچھلی کے پیٹ میں آکر'

ابراہیمؑ نے گواہی دی..... آگ میں گر کر'

یوسفؑ نے گواہی دی..... جیل میں جا کر'

اور تو نے گواہی دی..... عرش پر آ کر'

میرا نبیؐ موقع کا گواہ ہے' اور جو میرا امام صدیق ہے..... وہ بھی موقعے کا گواہ ہے' میرا محمدؐ خدا کا گواہ'..... میرا صدیق..... مصطفےٰ کا گواہ۔

تو دونوں گواہوں کو نکال دے..... نہ معراج رہتا ہے نہ قرآن رہتا ہے۔ نہ حدیث رہتی ہے۔

دو عجیب راتیں

معراج ہوا ہے میرے نبیؐ کو..... معراج ہوا ہے میرے صدیق کو' تو کیسے انکار کرے گا معراج کا؟

نبیؐ کو بھی معراج رات کو ہوا'..... صدیق کو بھی معراج رات کو ہوا'

نبیؐ کی زندگی میں دو راتیں بڑی عجیب ہیں..... بڑی کٹھن ہیں..... بڑی طویل ہیں..... بڑی سنگلاخ ہیں..... بڑی صبر آزما ہیں..... بڑی پر صعب ہیں..... بڑے ابتلاء میں ہیں..... دو راتیں!

ایک رات میں سفر عرش کا ہے..... ایک رات میں سفر فرش کا ہے۔

ایک رات میں سفر مدینے کی طرف ہے' ایک رات میں سفر آسمانوں کی طرف ہے۔

میرا مخالف کہتا ہے، کہ جو سفر ہجرت کا ہے' اس میں صدیقؓ نبیؐ کے ساتھ تھا..... بستر تو علیؓ کے پاس تھا۔

میں نے کہا مانتا ہوں، بستر علیؓ کے پاس تھا، اثاثہ علیؓ کے پاس تھا..... سامان علیؓ کے پاس تھا..... ستو کا توڑا علیؓ کے پاس تھا..... سونے کا زیور علی کے پاس تھا..... سرہانہ علیؓ کے پاس تھا..... چادر علیؓ کے پاس تھی..... بچھونا علیؓ کے پاس تھا۔

لیکن..... جس کا وہ بستر تھا وہ کس کے پاس تھا؟ جس کا وہ اثاثہ تھا..... وہ کس کے پاس تھا؟..... جس کا وہ سامان تھا وہ کس کے پاس تھا؟

ملتان کے لوگو! یہ تم نے سنا ہے کہ رسول اللہ نے لوگوں کی امانتیں حضرت علی کے سپرد کر دیں' میں کہتا ہوں اس میں کیا اشکال ہے..... لیکن آپ نے یہ سنا ہے کہ "وہ امانتیں کون سی تھی؟ کسی نے آپ کو بتایا ہے؟..... ان امانتوں کا میں نے ذکر کر دیا ہے۔ جو امانتیں تھیں' ان کو حضرت علیؑ نے اپنے سرہانے رکھا'..... حضرت علیؑ سو گئے۔

لیکن یہ بھی تو دیکھو' ایک سو گیا' ایک نہیں سویا۔

سونے والا کیوں سویا؟ جاگنے والا کیوں جاگا؟

یہ پتہ چل جائے' تو بڑے مسئلے حل ہو جائیں۔ میں کہتا ہوں حضورؐ نے فرمایا علی بستر پہ سو جاؤ' علی سو گئے' لیکن ایک بات تو شیر خدا کے ذہن میں آنی چاہیے تھی کہ پیغمبرؐ تنہا ہیں' تلواریں چمک رہی ہیں' میرے پیغمبر نے تنہا تلواروں کے نیچے سے گزرنا ہے' چلو میں بعد میں سو جاؤں گا' اپنے نبیؐ کو وہاں چھوڑ آؤں جہاں نبیؐ نے جانا ہے' یہ تنہا تو نہ جائیں' یہ بات آنی چاہیے تھی یا نہیں؟..... لیکن یہ بات نہیں آئی' کیوں نہیں آئی؟..... کوئی تو یہ عقدہ حل کرتا کہ علی المرتضی کے قلب و دماغ میں یہ بات آنی چاہیے تھی کہ ساری کائنات کا پیغمبر تنہا چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے سے کیسے گزرے گا۔ میں کہتا ہوں اے صاحب ذوالفقار! ذوالفقار تو تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور ادھر تلواریں چمک رہی ہیں' اور تو پیغمبرؐ کو چھوڑ کر سویا ہوا ہے..... لیکن یہ عقدہ اس وقت حل ہو جاتا ہے' جب حقائق سامنے آتے ہیں..... کہ ہجرت کی اس رات میں اللہ کے رسولؐ نے فرمایا علی! تم سو جاؤ' علی سو گئے..... یہ نہیں کہا کہ میں ساتھ چلتا ہوں' کیوں؟..... کہ حکم خدا کا یہی تھا کہ

آج علی نے سونا ہے..... آج اس نے جاگنا ہے۔

پیغمبر کے ساتھ علی نے نہیں جانا' کیوں؟ کہ اگر آج ہجرت کی رات علی نبیؐ کے ساتھ جاتے..... تو آج پاکستان کا ملنگ یہ ضرور کہتا' کہ ہجرت کی رات تلواروں سے تو نبیؐ کو علی نے بچایا تھا..... خدا کو اس کا پتہ تھا۔ اس لیے جو صاحب ذوالفقار تھا۔ اسے بھی سلا دیا..... اور اپنے نبیؐ کو تنہا چھوڑ کر بتایا کہ مشکل کشا' یا بچانے

والا وہ خدا ہے..... جو علی کو بستر پر بچاتا ہے..... نبی کو تلواروں کے نیچے سے بچاتا ہے۔

اور دیکھیں علی سو گئے۔ یہ تو دل میں خیال آنا چاہیے تھا کہ پیغمبر تنہا چلے گئے' کیسے پہنچے ہوں گے؟ کہاں پہنچے ہوں گے؟ کس کے دروازے پہ گئے ہوں گے؟ علیؓ کو اعتماد تھا' کہ جہاں گئے ہیں وہ قابل اعتماد ہے' اس لیے فکر کوئی نہیں..... آج اگر کافر یہ کہتا ہے کہ ابو بکر قابل اعتماد نہیں تو اسی کافر سے پوچھتا ہوں کہ ابو بکر قابل اعتماد نہیں تو علی سویا کیوں ہے؟ یہ تو بتا دو کہ نا قابل اعتماد آدمی کے پاس محمد مصطفیٰ جائیں اور علی سو جائے۔

دو باتیں تو سمجھ نہیں آتیں یا اعتماد ابو بکر پر کرنا ہو گا یا علی المرتضی کو نیند سے بیدار کرنا ہو گا..... یہ تو نہیں ہو گا کہ علی المرتضیٰؓ سو جائیں اور نبیؐ وہاں پہنچیں جہاں اعتماد نہ ہو، علی سو گئے کیسے سو گئے؟ کہ جو امانتیں علی کے پاس تھیں ان امانتوں کا کوئی فکر نہیں تھا۔

میں یہاں ملتان میں مولانا سلطان محمود ضیاء صاحب سے کہتا ہوں یہ ایک لاکھ روپے کی رقم ہے اس کو اپنے گھر میں سنبھال کر رکھو میں پرسوں کو تم سے لے لوں گا..... ایک لاکھ کی اتنی بڑی رقم..... وہ یہ کہیں گے کہ یہ جو اتنی بڑی امانت ہے میں نے کبھی گھر میں نہیں رکھی' میں کہوں گا نہیں تمھیں گھر میں رکھنی پڑے گی..... وہ اتنی بڑی رقم گھر لے جائیں گے پیٹی کا تالہ کھول کر اس میں رکھیں گے اوپر برتن رکھیں گے پھر تالہ لگائیں گے پھر کمرہ بند کریں گے پھر بھی نہ ان کو نیند آئے گی نہ ان کی بیوی کو نیند آئے گی کیوں؟..... کہ امانت اتنی مہنگی ہے کہ اس سے پہلے اتنی مہنگی امانت ان کے ہاں کبھی نہیں آئی اس لیے نیند کیسے آئے..... امانت مہنگی ہو نیند نہیں آتی امانت بے وزن ہو..... آدمی سو جاتا ہے۔

علی سے پوچھا تم سوئے کیوں..... صدیق سے پوچھا تم جاگے کیوں؟

علی نے کہا اس لیے سویا کہ جو امانتیں میرے پاس تھیں ان کی کوئی قیمت نہیں تھی۔

صدیق نے فرمایا جو امانت میری گود میں تھی وہ عرش سے بھی مہنگی تھی۔

رات مہنگی تھی ... صدیق نہیں سویا اور مجھے کہنے دے ایک بستر پہ سوتا رہا
ایک پتھروں پہ چڑھتا رہا..... ایک بستر پہ سوتا رہا ایک کانٹوں پر چلتا رہا..... ایک بستر پہ
سوتا رہا ایک پہاڑ پر چڑھتا رہا..... ایک بستر پر سوتا رہا ایک غار میں اترتا رہا..... ایک بستر
میں سوتا رہا ایک محمد کو گود میں لے کر بیٹھا رہا..... ایک بستر پہ سوتا رہا اور ایک نبوت کے
ہرے لوٹتا رہا۔

اس فرق کو دیکھو اب مجھے بتاؤ کہ معراج کس کو ہوا؟

تم کہتے ہو علی بستر لے گئے میں کہتا ہوں علی بستر لے گئے صدیق بستر والا لے گیا۔

علی بستر لے گئے صدیق خود محمد کا بستر بن گئے۔

علی بستر لے گئے دیکھیئے محمد کا سر ہے صدیق کی گود ہے۔

ابن حجر نے لکھا کہ صدیق کی گود ہے سر محمد کا ہے پیغمبر آرام کر رہے ہیں کالے
نے ڈنگ مارا ہے کالے کی عادت شروع سے ہے کہ وہ ابو بکر کو ڈنگ لگاتا ہے۔ لیکن
جب سے اس نے ڈنک لگانا شروع کیا اسی وقت سے مرہم پٹی کرنے والا بھی ساتھ رہا۔

کالے نے غار میں ڈنگ لگائے تھے..... وہاں بھی طبیب موجود تھا..... کالا مزار
میں ڈنک لگائے گا..... وہاں بھی طبیب ساتھ ہے۔

میرے بھائیو! پیغمبرؐ کو لے کر جب صدیق گھر سے چلے تھے تو صدیق نے فرمایا
تھا کہ میرے کندھے پر سوار ہو جائیں تو حضورؐ نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ کندھے پر
سوار ہو گئے ..... چشم فلک نے دیکھا..... ستاروں کی انجمن نے دیکھا..... ماہتاب نے
دیکھا محفل کہکشاں نے دیکھا..... آسمانوں نے دیکھا..... فرشتوں نے دیکھا کہ کندھا
صدیق کا ہے وجود محمد مصطفےٰؐ کا ہے..... یہی پیغمبرؐ..... یہی محمد مصطفےٰؐ جب فتح مکہ کا دن
آیا تو علی المرتضیٰ نے فرمایا اے محمدؐ آپ میرے کندھے پہ سوار ہو جائیں..... تو یہی محمد
مصطفےٰؐ کہتے ہیں کہ تو میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتا میں محمدؐ ہوں میں نبیؐ ہوں علی تو نبی کا کیسے
بوجھ اٹھائے گا؟

مجھے بتاؤ فتح مکہ میں حضورؐ نبی تھے..... آج بھی تو نبیؐ تھے

فتح مکہ میں پیغمبرؐ نے فرمایا علی! میں نبیؐ ہوں تو نبیؐ کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا لیکن (آج ہجرت کی شب) جب صدیق نے کہا کہ میرے کندھے پہ سوار ہو جاؤ صدیق کے کندھے پہ نبیؐ کیوں سوار ہوا؟ یہ تو بتاؤ!

ایک نبیؐ کا بوجھ چالیس بہشتی مردوں کے برابر ہوتا ہے..... ایک بہشتی مرد کا بوجھ ایک ہزار مردوں کے برابر ہوتا ہے..... صدیق کے دوش پر چالیس ہزار انسانوں کا بوجھ ہے..... اے صدیق! تو بتا تو سہی چالیس ہزار انسانوں کا بوجھ اٹھا کر غار پہ کیوں چڑھا؟ کیسے چڑھا؟..... وہ پہاڑ جس پہ آج جوان حاجی نہیں چڑھ سکتا تو اس رات میں جبکہ تیری عمر پچاس سال تھی بوڑھا ابو بکر! محمدؐ کو کندھے پہ اٹھا کر چالیس ہزار انسانوں کا بوجھ اٹھا کر تو چڑھا کیسے؟

صدیق نے کہا جب عشق کی آخری منزل ہوتی ہے..... جب نیاز کی آخری منزل ہوتی ہے..... جب ناز اونچے مکان پہ پہنچ آتا ہے..... جب وجد کی کیفیت ہوتی ہے عشق جب آخری زاویے پہ ہوتا ہے نہ رات کا پتہ ہوتا ہے نہ بوجھ کا پتہ چلتا ہے۔

(نعرہ تکبیر)

بتاؤ صدیق کو معراج ہوا یا نہیں ہوا؟ گود میں نبیؐ ہے اور جب کالے نے ڈنگ لگایا تو ابو بکر کی ایڑی میں زہر آیا۔ زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا مگر حرکت نہ کی کہ گود میں مدنی کی ذات تھی..... ابو بکر حرکت کیوں کرے؟..... ابو بکر کا وہ دکھ وہ غم آنسوؤں کی شکل میں نکلتا ہے اور ایک قطرہ پھول کی طرح..... شبنم کی طرح..... محمد مصطفیٰؐ کے رخسار پہ پڑتا ہے..... وہ قطرہ پہلے تو کبھی رخسار پہ نہیں پڑا..... کپڑے پہ گر سکتا تھا..... ذرے جذب کر سکتے تھے..... پتھروں پر آ سکتا تھا..... لیکن آج کی رات نے یہ بھی فیصلہ کر دیا کہ قطرہ جتنا قیمتی ہوتا ہے۔ جگہ بھی اتنی ہی قیمتی ہوتی ہے۔

قطرہ عثمان غنیؓ کے خون کا ہو..... تو اس کیلئے زمین قرآن کا صفحہ بن جاتی ہے

قطرہ صدیقؓ کے آنسوؤں کا ہو..... زمین محمدؐ کا چہرہ بن جاتا ہے

اب بتاؤ معراج صدیق کو ہوا کہ نہیں ہوا؟..... معراج نبیؐ کو ہوا..... معراج صدیق

کو بھی ہوا۔

جو معراج میرے نبیؐ کو ہوا وہ اعلیٰ ہے جو معراج صدیق کو ہوا وہ بھی اعلیٰ ہے جب آنسوؤں کا قطرہ میرے نبیؐ کے چہرے پر گرا تو دفعۃً کیا ہوا؟ دفعۃً کملی والے کی آنکھ کھلی اس آنکھ سے جو محمدؐ نے صدیق کو دیکھا..... خدا کی قسم! ساری کائنات مل کر اس لمحے پہ قربان کی جاسکتی ہے..... دیکھیے دنیا کہتی ہے آپ نے سنا ہے کہ جو نبیؐ کے چہرے کو دیکھے..... وہ صحابی ہے۔

جو نبیؐ کو دیکھے وہ صحابی ہے..... اور جسے نبیؐ دیکھے؟! اور محبت کی نظر سے دیکھے وہ صدیق اکبرؓ ہے۔

اور صدیق اکبر نے فرمایا یہ غار کے اوپر پاؤں نظر آرہے ہیں دشمن سر پہ آپہنچا ہے کملی والے نے جواب میں بڑی عجیب بات فرمائی قرآن نے اس کا ذکر کیا۔ کیا کہا؟

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

حزن اور خوف میں فرق

لا تحزن کہا..... لا تخف نہیں کہا۔

علماء بیٹھے ہیں اس فرق کو سمجھو کہ ایک لفظ ہے حزن..... ایک ہے خوف۔

خوف اپنی ذات کا ہوتا ہے..... حزن دوسرے کی ذات کا ہوتا ہے۔

موسیٰؑ نے جس وقت سانپ کو دیکھا تو خوف محسوس کرنے لگے..... سو قرآن نے کہا۔

لَا تَخَفْ

خوف نہ کر..... کیوں کہ وہ خوف ان کی ذات سے وابستہ تھا

اور جب صدیق نے کہا کہ دشمن سر پہ آگئے تو قرآن نے کہا لَا تَحْزَنْ..... غم نہ کر!

یعنی غم اکیلے کا نہیں ہوتا دوسرے کا ہوتا ہے..... خوف اکیلے کا ہوتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ جو حزن تھا وہ یقیناً نبیؐ کا غم تھا صدیق کو..... اس لیے کہا کہ دشمن سر پہ آگئے ہیں..... اور اس وقت قرآن نے کہا..... اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

موسیٰؑ نے فرمایا تھا کہ میرا رب میرے ساتھ ہے..... اپنوں نے کہا تھا آگے دریا کی موجیں ہیں پیچھے فوجیں ہیں کیا ہوگا؟ تو نبیؐ نے فرمایا۔

اِن معی رَبی سَیھدین

کہ میرا خدا مجھے راستہ صحیح دکھائے گا۔

"میرا خدا" کہا..... لیکن جب صدیق کی باری آئی جو قرآن نے یہ نہیں کہا کہ "میرا خدا" بلکہ قرآن نے فرمایا کہ :اِنَّ اللّٰہ مَعَنَا "ہمارا خدا" ہمارے ساتھ ہے۔

موسیٰؑ نے خدا کو صرف اپنے ساتھ ملایا لیکن محمدؐ نے خدا کو صدیق کے ساتھ بھی ملایا۔

جبرئیلؑ اور صدیق میں فرق

میرے بھائیو! یہ بے تکلفی ہے جس کو معراج ہوتا ہے اس کے لیے تکلف باقی نہیں رہتا..... آنا جانا عام ہوتا ہے تکلف باقی نہیں رہتا..... گھر کی بات ہوتی ہے..... حضورؐ آسمانوں پر گئے جبرئیل نے سدرہ سے آگے راستے میں نبیؐ کو چھوڑ دیا اور کیا کہا۔

اگر موئے یکسر برتر پرم

فروغ تجلّی بسوزد پرم

ایک پر بھی اوپر اڑتا ہوں 'اللہ کی تجلی میرے پروں کو جلادے گی..... نبیؐ اکیلے گئے..... علماء کہتے ہیں کہ اس وقت نبیؐ صدیق کے ساتھ ہوتا..... اس کے پر نہیں جسم بھی جل جاتا لیکن نبیؐ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑتا۔

یاری دو قسم پر ہے..... یاری موڑ تک..... اور یاری توڑ تک! جبرئیل کی یاری موڑ تک تھی فرمایا نبیؐ کو اکیلے جاؤ!..... لیکن ابو بکر کو دیکھو کہ وہ ابو بکر! جو فاران کی چوٹی سے نبیؐ کے ساتھ چلا تھا..... جو جبل ابو قبیس سے نبیؐ کے ساتھ چلا تھا..... جو کعبے کی گلیوں میں نبیؐ کے ساتھ چلا تھا..... جو غار میں نبیؐ کے ساتھ چلا تھا..... جو صدیق..... مکے میں نبیؐ کے ساتھ تھا..... قباء میں نبیؐ کے ساتھ تھا..... ام معبد کے خیمے میں نبیؐ کے ساتھ تھا..... سراقہ بن مالک کے پیچھے لگنے میں اور جاسوسی کے موقعے پہ نبیؐ کے ساتھ تھا..... ابو ایوب انصاری کی جھونپڑی میں نبیؐ کے ساتھ تھا..... بدر کی

کھائیوں میں نبیؐ کے ساتھ تھا..... مسکرانے میں ساتھ تھا..... رونے میں ساتھ تھا..... اٹھنے میں ساتھ تھا..... عبادت میں ساتھ تھا..... معیشت میں ساتھ تھا..... رشتے لینے دینے میں ساتھ تھا..... چودہ سو سال ہو گئے آج بھی محمدؐ کے ساتھ ہے..... اس فرق کو دیکھیں۔

حضورؐ معراج پہ گئے آسمانوں پہ گئے..... پچاس نمازیں ملیں..... حضرت موسیٰؑ نے فرمایا "میری امت نے تین نہیں پڑھیں آپؐ پچاس لے آئے ہیں..... حضورؐ واپس گئے حضورؐ آئے تو پینتالیس باقی تھیں فرمایا یہ زیادہ ہیں..... حضورؐ پھر گئے فرمایا پھر زیادہ ہیں..... پھر گئے اب مجھے بتاؤ رہ گئیں پانچ یہ بھی دیکھو کہ اللہ تعالیٰ جو پچاس نمازیں دے رہا ہے وہ تو عالم الغیب ہے اسے تو پتہ ہے کہ رہ پانچ جائیں گی جب یہ پتہ ہے کہ پانچ رہ جائیں گی..... پھر پچاس کیوں دیں؟ یہ تو سوچو ایک آدمی کہنے لگا کہ یہ اس لیے ہے تاکہ دے ثواب پچاس کا اور پڑھیں پانچ! میں نے کہا ٹھیک ہے اگر خدا پہلے سے پانچ دیتا اور ثواب پچاس کی بجائے پانچ سو کا دیتا..... اس کو کوئی روک سکتا تھا ؟؟ نہیں! یہ کیا ہوا؟ اصل بات یہ نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ جس کو معراج ہوتا ہے جو معراج پہ جاتا ہے اس کو اور جن کو معراج اس نوعیت کا نہیں ہوتا..... ان میں فرق ہوتا ہے..... یا یوں کہہ دیجیے جو عینی گواہ ہوتا ہے اور جو نشانیوں کا گواہ ہوتا ہے..... ان میں فرق ہوتا ہے..... جو نشانیوں کے گواہ ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ وہ تو جا نہیں سکتے..... اور جو موقعے کا گواہ ہے عینی گواہ ہے اس کو پورا احاطہ کرنا ہوتا ہے..... تو ایک ہی مرتبہ جانے سے تفصیلات کا پتہ نہیں چلتا تو اللہ نے دنیا کو بتایا کہ جو موقع کا گواہ ہے عینی گواہ ہے..... جس در پہ کوئی آ نہیں سکتا اس جگہ پہ محمدؐ میرا حبیب ہے کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے..... اس کو روکنے والا کوئی نہیں۔

یہ موقع کا گواہ ہے اور موقعے کا گواہ صدیق اکبر بھی ہے صدیق پیغمبر کا موقعے کا گواہ ہے..... بھائی باقی صحابی بھی گواہ ہیں..... ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابی پیغمبر کے گواہ ہیں..... اٹھنے بیٹھنے کے گواہ ہیں..... رونے اور ہنسنے کے گواہ ہیں..... رشتوں کے

گواہ ہیں..... لیکن ان میں اور صدیق میں فرق ہے حضورؐ نے فرمایا حج کروانہوں نے حج کیا..... لیکن یہ عینی گواہ ایسا عظیم ہے کہ اس کو ایک مقام ناز حاصل ہے..... ایک مقام نیاز حاصل ہے..... اس کو وہ مرتبہ حاصل ہے جو کوئی بھی شخص کوشش کر کے حاصل نہیں کر سکتا..... یہ تو اللہ کی عطا کردہ فضیلت ہے۔

نبیؐ و صدیقؓ میں یکسانیت

اللہ نے حضورؐ کو عمر دی تریسٹھ سال..... اس کو بھی عمر دی تریسٹھ سال۔

حضورؐ کی وفات ہوئی سوموار کے دن..... اس کی وفات ہوئی سوموار کے دن۔

حضورؐ کو وفات سے پندرہ دن پہلے بخار آیا صدیق کو بھی پندرہ دن پہلے بخار آیا

حضورؐ کو پہلے سر میں درد ہوا..... صدیقؓ کو بھی پہلے سر میں درد ہوا

حضورؐ کو زہر یہودیوں نے دیا..... صدیقؓ کو بھی زہر یہودیوں نے دیا

حضورؐ کو زہر کھانے میں دیا گیا..... صدیقؓ کو بھی زہر کھانے میں دیا گیا۔

حضورؐ کے زہر نے اثر دو سال کے بعد کیا..... صدیق کے زہر نے بھی اثر دو سال کے بعد کیا۔

کھانے میں جو صحابی حضورؐ کے ساتھ شریک تھا وہ شہید ہو گیا۔

جو صدیق کے ساتھ شریک تھا..... وہ بھی شہید ہو گیا

معراج میرے نبیؐ کو بھی ہوا معراج صدیق کو بھی ہوا میرے پیغمبر کے معراج کو دیکھو اور اس صدیق کے معراج کو دیکھو کہ کتنا اونچا مرتبہ پایا ہے۔

حضورؐ کے دو داماد عشرہ مبشرہ میں ہیں..... صدیق کے بھی دو داماد عشرہ مبشرہ میں ہیں۔

حضورؐ کے نواسے حضرت حسینؓ کو شہید کرنے کے بعد ان کا سر کاٹا گیا..... صدیقؓ کے نواسے عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کرنے کے بعد ان کا بھی سر کاٹا گیا۔

حضورؐ کے نواسے کو خلافت کے مسئلے پر شہید کیا گیا۔

صدیق کے نواسے کو بھی خلافت کے مسئلے پر شہید کیا گیا۔

اور تو اور حضورؐ نے وفات کے وقت مسواک مانگی۔

صدیق نے بھی وفات کے وقت مسواک مانگی۔
حضورؐ کی مسواک کو بھی عائشہ نے چبایا..... صدیق کی مسواک کو بھی عائشہ نے چبایا۔
معراج نبی کو بھی ہوا..... معراج صدیق کو بھی ہوا۔
وہ معراج بھی بے مثال ہے..... یہ معراج بھی بے مثال ہے..... اس معراج کو
تو دیکھو یہ معراج کتنا عجیب ہے..... یہ لازوال ہے..... یہ لاجواب ہے یہ بے مثل
ہے..... یہ بے مثال ہے۔
حضورؐ نے وفات کے وقت فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی.
صدیق نے بھی فرمایا..... اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی.
حضورؐ کے آخری الفاظ ہیں ..... الصلوٰۃ الصلوٰۃ
صدیق کے بھی آخری الفاظ ہیں..... الصلوٰۃ الصلوٰۃ
وفات کے بعد جس چارپائی پر حضورؐ کا جنازہ آیا..... اسی چارپائی پہ صدیق کا جنازہ آیا
جو چادر حضورؐ کے چہرے پہ ڈالی گئی..... وہی چادر صدیق کے چہرے پہ ڈالی گئی
جس حجرے میں حضورؐ کی قبر بنی..... اسی حجرے میں صدیق کی قبر بنی
اور قیامت کی صبح کو جس دن نبیؐ اٹھیں گے..... اسی دن صدیق اٹھیں گے
جس طرف نبیؐ جائیں گے..... اسی طرف صدیق جائیں گے
نبیؐ مقام محمود پہ ہوں گے..... صدیق بھی مقام محمود پہ ہوں گے
نبیؐ حوض کوثر پہ ہوں گے..... صدیق بھی حوض کوثر پہ ہوں گے
پھر مجھے کہنے دیں جب دونوں کو موت ایک وقت میں ایک ہی شہر میں ملی.....
جنازہ ایک وقت میں..... تاریخ ایک وقت میں..... عمر ایک وقت میں..... رشتے ایک
وقت میں..... تو پھر مجھے کہنے دے معراج محمدؐ کو بھی ہوا معراج صدیق کو بھی ہوا.....
محمدؐ خدا کا گواہ صدیق مصطفیٰ کا گواہ۔

☆☆✿☆☆

نوٹ:۔ موضوع کی مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے بقیہ تقریر حذف کی جا رہی ہے..... سعدؔ

غزوۂ بدر

☆☆✪☆☆

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له ولا نظير له ولا وزير له ولا مشير له ولا معين له وصلى على سيد الرسل وخاتم الانبياء ○ المبعوث الى كافة للناس بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا ○

وقال الله تبارک وتعالى فى الكلام المجيد والفرقان الحميد ○ ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة ○ وقال رسول الله ﷺ خير القرون قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ○

صدق الله مولانا العظيم وصدق رسوله النبى الكريم ونحن على ذالک لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين ○

میرے واجب الاحترام بزرگو..... دوستو! رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ شروع ہو رہا ہے..... آج سے پانچ چھ جمعہ قبل حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی شہادت کی وجہ سے میں پچھلے تمام جمعے یہاں نہیں پڑھا سکا' اور اسی اثناء میں جامع مسجد محمدیہ کے نمازی حضرات کافی انتظار میں رہے..... لیکن حالات ایسے تھے کہ مجھے ضروری طور پر وہاں رہنا پڑا..... اس کے بعد سپاہ صحابہ کی مرکزی مجلس عاملہ کے فیصلے کے مطابق مولانا ایثار القاسمی صاحب کو جھنگ میں مولانا حق نواز شہید کی مسجد میں بطور خطیب منتخب کیا گیا ہے اور آج سے وہاں وہ اپنے خطبہ جمعہ کا آغاز وہاں کر رہے ہیں اور میں انشاءاللہ آپ کے ہاں پڑھاؤں گا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حالات درست رکھیں اور سمندری والے شائقین کو میں مایوس نہ کروں۔

رمضان میں پیش آنے والے اہم واقعات

رمضان المبارک رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے..... اس مہینے میں ایک کے بدلے ستر عنایات اللہ کی طرف سے آتی ہیں اگر آپ ایک رکعت پڑھیں گے..... ستر

رکھتوں کا ثواب..... ایک روپیہ خیرات کریں گے ستر روپوں کا ثواب ہے..... یہ دیے
ی بخشش کا مہینہ ہے..... رحمتوں کا مہینہ ہے عنایات ربانی کا مہینہ ہے..... اللہ تعالیٰ کی
بے پایاں اور بے پناہ رحمتوں کی بارش کا مہینہ ہے

مولانا ابو الکلام آزادؒ نے ایک بات بڑی خوبصورت لکھی ہے..... وہ فرماتے ہیں کہ "گیارہ مہینے کاٹنے کے ہیں..... اور ایک مہینہ بونے کا ہے"

اس مہینے میں آپ نیکیوں کا بیج بوئیں گے..... گیارہ مہینے نیکیاں کاٹیں گے.....
اللہ تعالیٰ ہمیں نیکیوں کا بیج بونے کی توفیق عطا فرمائے..... آمین!

رمضان المبارک میں بڑے بڑے اہم واقعات پیش آئے ان واقعات میں ایک واقعہ ہے "جنگ بدر" کا..... ایک واقعہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا..... ایک واقعہ ہے حضرت علیؓ کی شہادت کا..... ایک واقعہ ہے غزوہ فتح مکہ کا۔

مجاہدین بدر کی خصوصیت

یہ چار واقعات ہیں..... میں آج جنگ بدر سے رمضان کے ان واقعات کا آغاز کر رہا ہوں..... آپ کے سامنے ایک ایسی دستاویز..... ایک ایسی تاریخ..... ایک ایسی داستان حیات کا ذکر کرتا ہوں..... کہ چشم فلک نے ایسے لوگ کبھی نہیں دیکھے تھے..... چشم فلک نے ایسی جماعت کا نظارہ کبھی نہیں کیا تھا..... چشم فلک نے ایسی تابندہ اور درخشندہ کہانی کبھی تاریخ کے افق پر ثبت ہوتے نہیں دیکھی تھی..... جس طرح اس اسلامی کہانی کو رسول اللہ کے رفقاء نے پیغمبرؐ کے دوستوں نے..... نبیؐ کے معتمد لوگوں نے اپنے خون سے رقم کر کے اسلام کی کشتی کو سہارا دیا' اور اسلام کی تاریخ کو درخشندہ کر دیا۔

ایک تو یہ ہے کہ پہلے کوئی مثال موجود ہوتی..... پہلے کوئی کسوٹی ہوتی..... پہلے کوئی معیار نظر آتا..... پہلے کوئی اندازہ ہوتا..... کہ کھجور کی چھڑی مارنے سے گردن کٹ جائے گی' تین سو تیرہ سپاہیوں کے ساتھ' ایک ہزار کو شکست دی جائے گی.....

پہلے اگر کوئی مثال موجود ہوتی تو پھر ہم سمجھتے کہ ان کو پتہ تھا کہ ایک آدمی تین کا مقابلہ کر گزرے گا ایک آدمی کئی تلواروں سے ٹکرا جائے گا..... ایک آدمی دشمن کی صفوں کو الٹ دے گا۔ اگر کوئی مثال ہوتی تو ہم کہہ سکتے تھے..... لیکن یہاں تو پہلے کوئی ایسی مثال نہیں..... مثال جب کوئی نہیں..... تو ایسے وقت میں رسول اللہ پر مشکل آئی..... رسول اللہ پر پریشانی آئی..... نبی علیہ السلام پر دکھ آیا پیغمبر علیہ السلام کو پریشانی آئی ایسے وقت میں..... میں نے تو رسول اللہ کا جا کر ساتھ نہیں دیا..... آپ نے تو ساتھ جا کر نہیں دیا..... ایسے وقت میں میں اور آپ تو پیغمبرؐ کے پاس نہیں پہنچے۔ ایسے وقت میں جو جماعت نبیؐ کے پاس پہنچی..... جو لوگ نبیؐ کے پاس پہنچے..... وہ غریب تھے وہ پریشان حال تھے..... وہ خود لٹے پٹے تھے..... وہ خود بے یار و مددگار تھے..... لیکن جب پیغمبرؐ نے بلایا..... جب کملی والے نے بلایا..... جب تاجدار رسالت نے بلایا..... تو انہوں نے یہ عذر نہیں کیا ہمارے بچوں کا کیا ہوگا..... ہماری بیویوں کا کیا ہوگا..... ہماری حویلیوں کا کیا ہوگا..... ہمارے کاروبار کا کیا ہوگا!!!..... سات سال کا بچہ تھا..... وہ بھی چل پڑا..... بیس سال کا لڑکا تھا وہ بھی چل پڑا..... ستر سال کا بوڑھا تھا..... وہ بھی چل پڑا..... تلواروں کے خوف سے بے نیاز ہو کر چل پڑا..... موت کی وادی میں اترنے کے لیے چل پڑا..... چمکتی ہوئی تلواروں سے ٹکرانے کے لیے چل پڑا..... محمدؐ کی نبوت کو دنیا میں آشکار کرنے کے لیے چل پڑا۔ سب کچھ لٹا دیا..... لیکن نہ قرآن چھوڑا..... نہ مصطفیٰ ﷺ کا فرمان چھوڑا۔

یہ صحابہ کی اولین جماعت ہے یہ اصحاب کا اولین گروہ ہے..... اس جماعت کو "صحابہ" کہتے ہیں۔ اور اس کے شرکاء کرام کو صحابہ کرام کی کامیاب جماعت کہتے ہیں..... اور اس غزوے کو..... اس جنگ کو جنگ بدر کہتے ہیں..... یہ وہی جنگ ہے جس کے بارے میں حفیظ جالندھری نے کہا۔

یہ پہلا جیش تھا دینا میں افواج الٰہی کا

جسے اعلان کرنا تھا' خدا کی بادشاہی کا
یہ لشکر ساری دنیا سے' انوکھا تھا' نرالا تھا
کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا

السابقون الاولون کا ایثار

صحابہ کرامؓ کو قرآن نے بڑے خوبصورت لفظوں میں یاد کیا..... اور ایک جگہ پر یاد نہیں کیا قرآن پاک میں سات سو آیات کریمہ ایسی ہیں کہ جن میں صحابہ کرامؓ کی اللہ نے شان بیان کی..... کسی اور جماعت کی اللہ نے شان بیان کیوں نہیں کی؟ کسی اور گروہ کی شان بیان کیوں نہیں کی؟ اس لفظ پر ذرا غور کریں..... قرآن کے الفاظ پر غور کریں..... قرآن کیا کہتا ہے..... فرمایا

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار

وہ لوگ! جنہوں نے محمدؐ کے قدموں میں اپنی جانیں دے دیں وہ لوگ..... جنہوں نے باپ چھوڑ دیے..... مائیں چھوڑ دیں..... رشتے دار چھوڑ دیے..... علاقے چھوڑ دیے..... بستیاں چھوڑ دیں..... حویلیاں چھوڑ دیں..... کاروبار چھوڑ دیے..... قبیلے چھوڑ دیے..... برادریاں چھوڑ دیں..... لیکن محمد ﷺ کو سینے سے لگایا.....
مشرکوں نے پیغمبرؐ کو گالیاں دیں..... انہوں نے نبیؐ کی تصدیق کی۔
مشرکوں نے پیغمبرؐ کو دھکے دیے..... انہوں نے محمدؐ کو سینے سے لگایا'
مشرکوں نے نبیؐ کو نکال دیا..... انہوں نے پیغمبرؐ کے نیچے آنکھیں بچھائیں۔
مشرکوں نے پیغمبر راستہ روکا..... انہوں نے محمدؐ کے راستے میں کھڑے ہو کر تیر کھائے..... تلواریں کھائیں..... لیکن پیغمبرؐ پر حرف نہیں آنے دیا۔ یہ دکھوں میں نبیؐ کے ساتھ ہیں سمندری کے لوگو! آج یہ بات میری اور آپ کی سمجھ میں بغور ہی آسکتی ہے..... بغور ہی آئے گی..... کہ آج کوئی آدمی کسی کے دکھ کا ساتھی ہو..... کسی کی پریشانی کا ساتھی ہو..... کسی کے المیے کا ساتھی ہو..... اس کو ساری زندگی فراموش نہیں کرتا..... اگر وہ غیرت والا ہو..... اگر وہ حمیت ولا ہو..... اگر وہ خاندانی آدمی

ہو ... اگر قول و فعل کا سچا ہو ..... اپنے محسن کو کبھی نہیں بھولے گا ..... بھولتا ہے؟ ..... نہیں جس نے اس کا دکھ میں ساتھ دیا ..... صحابہ نے تو نبوت کا دکھ میں ساتھ دیا ..... صحابہؓ نے تو پیغمبرؐ کا پریشانی میں ساتھ دیا ..... قرآن کے الفاظ پر غور کرو۔ ذرا ..... قرآن کیا کہتا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ

پہلی جماعت ..... پہلے لوگ ..... جنہوں نے محمدؐ کا کلمہ پڑھنے میں پہل کی ..... پہلی بار ..... ایک تو یہ ہے نا کہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ نبیؐ کے ساتھ شریک ہیں ..... تو دیکھا دیکھی کوئی شریک ہو گیا ..... دیکھا دیکھی کوئی ساتھ مل گیا ..... پیغمبر علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو گیا ..... یہ بات ہے ..... لیکن ایک یہ ہے کہ پیغمبرؐ کے ساتھ کوئی نہیں سب نبیؐ فاران کی چوٹی پر کھڑے ہیں ..... پیغمبر علیہ السلام نے اعلان توحید کیا ..... لوگوں نے پتھر مارے۔

نبیؐ بازار میں چلتے ہیں ..... لوگوں نے کانٹے بچھائے .....

نبی گلی میں چلتے ہیں ..... اور عورتوں نے پیغمبرؐ کے چہرہ اقدس پہ غلاظت کے ڈھیر ڈالے ..... نبیؐ کے ساتھ کوئی نہیں ..... چچا ساتھ نہیں ..... بھائی ساتھ نہیں ..... رشتے دار ساتھ نہیں ..... کوئی بھی ساتھ نہیں کون ساتھ ہے؟ ..... وہ ساتھ ہے جس کو قرآن نے کہا۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ

وہ لوگ جو اول محمدؐ کے پاس آئے ..... جو پہلے محمدؐ کے پاس آئے ..... جو پہلی مرتبہ ساتھ آئے ..... جنہوں نے آسمانوں سے جبرائیل کو اترتے نہیں دیکھا تھا ..... آسمانوں کی فوجوں کا مشاہدہ نہیں کیا تھا ..... جن کے سامنے کامیابی کا دریچہ ابھی نہیں کھلا تھا ..... جن کے سامنے ابھی کوئی مثال نہیں تھی ..... ابھی کوئی جنت میں نہیں ..... کامیابی بھی نہیں .....

بغیر مثال کے نبیؐ نے بلایا ..... چلے آئے .....

نبی نے روکا..... رک گئے۔ نبیؐ نے کھڑا کیا..... کھڑے ہو گئے.....

نبیؐ نے بھیجا..... چلے گئے.....

نبیؐ نے حکم دیا..... کر گزرے.....

پیغمبرؐ نے فرمایا آؤ..... میرے ساتھ آؤ..... کہاں چلنا ہے؟ فاران کی چوٹی پر چڑھنا ہے۔ چوٹی پر چڑھتے ہیں..... کہاں چلنا ہے؟..... کعبے کی دیواروں پر جانا ہے کعبے میں چلے گئے..... نبیؐ نے فرمایا بازار میں جانا ہے..... بازار میں چلے گئے..... نبیؐ نے فرمایا آج ہجرت کرنی ہے..... ہجرت کر گزرے..... پیغمبرؐ نے فرمایا آج بدر میں چلنا ہے..... ہم بدر میں چلتے ہیں..... نبیؐ نے فرمایا آج احد میں چلنا ہے احد میں چلنا ہے .....احد میں چل گزرے..... نبیؐ نے فرمایا آج خندق میں اترنا ہے..... آج خندق میں چلے گئے نبیؐ نے فرمایا آج مکے کو فتح کرنا ہے..... وہ فتح کرنے کے لیے چل گزرے.....

وہ تین سو تیرہ تھے..... تھوڑے ہو کر انہوں نے عذر نہیں کیا۔

سات سو تھے احد میں..... تھوڑے ہو کر عذر نہیں کیا۔

چودہ سو تھے صلح حدیبیہ میں..... تھوڑے ہو کر عذر نہیں کیا۔

دس ہزار تھے فتح مکہ میں..... تھوڑے ہو کر عذر نہیں کیا۔

اڑھائی لاکھ روم کے عیسائی مقابلے میں اترے ہیں..... یہ صرف تیس ہزار ہیں..... روٹی کھانے کے لیے نہیں..... پانی پینے کے لیے نہیں..... بچوں کے لیے خرچہ کوئی نہیں..... محمدؐ نے پکارا..... تو چلے آئے اور یہ نہیں دیکھا..... بچوں کا کیا ہوگا..... یہ دیکھا کہ سب کچھ..... ساری دنیا ناراض ہو جائے..... مصطفیٰؐ ناراض نہ ہو..... قرآن نے انہی لوگوں کو اپنی زبان میں کہا کہ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ

یہ ہیں سابقون الاولون۔ پہلی جماعت' پہلے لوگ..... پہلا قافلہ..... پہلا طائفہ..... نبیؐ کے پہلے دوست!!!..... کون کون تھے؟..... قرآن اس کی تشریح کرتا ہے قرآن کیا کہتا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار

مہاجر کون ہیں ؟..... جنہوں نے نبیؐ کے ساتھ ہجرت کی ..... مہاجر وہ ہیں ..... پیغمبر نے پکارا آؤ..... چل اٹھے ..... مہاجر وہ تھے ..... جنہوں نے نبیؐ کا ساتھ دیا ہجرت میں..... پیغمبرؐ نے مکہ چھوڑا..... انہوں نے بھی مکہ چھوڑا..... نبی نے مدینہ میں بستی جمائی..... انہوں نے بھی مدینے میں بستی جمائی..... نبیؐ نے راستے کے دکھ اٹھائے ..... انہوں نے بھی راستے کے دکھ اٹھائے ..... یہ وہی ہجرت ہے جس ہجرت کا ذکر قرآن میں ہے، جس ہجرت کا واقعہ قرآن میں ہے..... اور جن لوگوں نے ہجرت کی ..... انکی تعداد کتنی ہے ؟..... ان کی تعداد ہے ایک سو چودہ۔ 114

نبیؐ اور رسولؐ میں فرق

ایک نبی ہوتا ہے..... ایک رسول ہوتا ہے..... یہ مسئلہ یاد رکھیں۔ ایک نبی ہوتا ہے ایک رسول ہوتا ہے نبی کس کو کہتے ہیں ؟..... رسول کس کو کہتے ہیں ؟..... ان دونوں میں فرق ہے 'نبی کہتے ہیں اس پیغمبر کو' جو پچھلے نبیؐ کی شریعت کو آگے پہنچائے۔ اور رسول اس کو کہتے ہیں..... جس پر علیحدہ شریعت آسمانوں سے اترے۔ علیحدہ کتاب اترے..... علیحدہ صحیفہ اترے..... اس کو رسول کہتے ہیں۔ نبیوں کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسولوں میں صرف رسولوں کی تعداد 114 ہے..... یعنی جن پر نئی شریعت اتری' وہ ایک سو چودہ ہیں..... اور رسول اللہ کے جو مہاجر صحابہ ہیں..... ان کی تعداد بھی ایک سو چودہ ہے۔ یہ آپس میں بڑی مماثلت ہے۔ یہ اسی طرح ہے..... جس طرح بڑے فرشتے بھی چار ہیں۔ آسمانی کتابیں بھی چار ہیں..... خانہ کعبہ کی دیواریں بھی چار ہیں..... اور محمدؐ کے بڑے دوست بھی چار ہیں۔

سب سے بہترین زمانہ

اور یہ بڑی بات ہے کہ پیغمبر نے فرمایا!

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِي

خیر القرون..... اس لفظ پہ غور کرو..... قرون قرن سے ہے قرن کس کو کہتے ہیں؟..... قرن زمانے کو بھی کہتے ہیں، قرن دوڑ کو بھی کہتے ہیں..... قرن شرق و غرب کی جہت کو بھی کہتے ہیں'

خیر القرون..... بہتر زمانہ' زمانوں میں بہترین کونسا ہے؟ فرمایا..... "قرنی"

دنیا کے زمانوں میں سب سے بہتر زمانہ جو ہے وہ میرا زمانہ ہے' اس قرنی کے لفظ پہ غور کرو' یہ لفظ بتاتا ہے کہ محمدؐ کا زمانہ کونسا ہے..... قرنی کا مطلب ہے "میرا زمانہ" اور اس لفظ پہ غور کرو..... اس میں چار حرف ہیں۔

قاف ہے "را" ہے "ن" ہے 'ی ہے۔ ان چار لفظوں میں اگر آپ غور کریں آپ کو معلوم ہوگا کہ "ق" صدیق کا آخری حرف ہے۔ قرنی کا پہلا حرف "ق" ہے۔

عمرؓ کا آخری حرف "ر" ہے قرنی کا دوسرا حرف "ر" ہے۔

قرنی کا تیسرا حرف "ن" ہے عثمان کا آخری حرف "ن" ہے۔

قرنی کا چوتھا حرف "ی" ہے۔ اور علیؓ کا آخری حرف بھی "ی" ہے۔

تو دیکھیے پیغمبر نے فرمایا!

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِي

کہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے..... کونسا زمانہ؟..... جس زمانے میں "ق" صدیقؓ کی ہے جس زمانے میں "ر" عمرؓ کی ہے۔ جس زمانہ میں "ن" عثمانؓ کی ہے۔ جس زمانہ میں "ی" علی المرتضیٰؓ کی ہے۔ یہ بہترین زمانہ ہے۔ قرآن نے انہی لوگوں کے بارے میں فرمایا!

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار

یہ وہ لوگ ہیں' جنہوں نے نبی کے ساتھ ہجرت کی ہے' جنہوں نے نبی کے ساتھ سب کچھ لٹادیا۔

فضیلت شیخینؓ

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا' ہجرت کا مجھے حکم دے دیا گیا ہے' ابو بکرؓ! تو نے میرے ساتھ چلنا ہے۔ میں نے تیرے ساتھ چلنا ہے۔ حضورؐ اور ابو بکرؓ دو ساتھی ہو گئے' فاروق اعظمؓ خانہ کعبہ میں آئے' فاروق اعظمؓ نے آکر اعلان کیا ابو جہل' عتبہ' شیبہ..... عمرؓ کل کو فلاں جگہ سے ہجرت کر کے مدینہ جا رہا ہے..... ابو جہل کسی کو جانے نہیں دیتا تھا..... عتبہ جانے نہیں دیتا تھا..... عمرؓ واحد آدمی ہے، کہ جس نے چھپ کر ہجرت نہیں کی۔ علی الاعلان ہجرت کی ہے۔ اسی لیے فاروق اعظمؓ کے بارے میں حدیث میں ہے، کتابوں میں ہے کہ

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ عِلَانِيَةً فَهُوَ عُمَرُؓ

سب سے پہلے جس نے اسلام کھلے عام قبول کیا..... وہ عمرؓ تھا۔

اَوَّلَ مَنْ اَذَنَ فِي الْكَعْبَةِ فَهُوَ عُمَرُؓ

جس نے اللہ کا نام سب سے پہلے کعبے میں بلند کیا..... وہ عمرؓ تھا۔

اَوَّلَ مَنْ هَاجَرَ عِلَانِيَةً فَهُوَ عُمَرُؓ

جس نے ہجرت علی الاعلان کی..... وہ عمرؓ تھا۔

یہ عمرؓ تھا..... کہ کعبے میں کھڑے ہو کر کہتا ہے، او عتبہ، او شیبہ..... او ابو جہل..... او اخنس بن شریک کل کو خطاب کا بیٹا مکہ چھوڑ کر محمدؐ کی رفاقت میں مدینے کی طرف ہجرت کر رہا ہے۔ اگر تمہیں تمہاری ماؤں نے دودھ پلایا ہے..... تو آؤ عمرؓ کا راستہ روک کر دکھاؤ..... جس نے بچوں کو یتیم کرانا ہو..... عورتوں کو بیوہ کرانا ہو..... وہ عمرؓ کا راستہ روک کر دکھائے۔ عمر مکے کو چھوڑ سکتا ہے..... محمد عربی ﷺ کو نہیں چھوڑ سکتا۔

یہ فاروق اعظم کی ذات ہے، جس نے علی الاعلان ہجرت کی ہے۔ اور قرآن نے انہی لوگوں کے بارے میں فرمایا۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

یہ پہلے لوگ تھے، من المہاجرین..... ہجرت کرنے والوں میں

سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کا ایثار

حضورؐ علیہ السلام نے مدینہ منورہ پہنچ کر ایک صحابی سے کہا۔ "تم بڑے پریشان رہتے ہو!" (صحابی کا کیا نام ہے؟ سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ' یہ پیغمبر کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں ان کا نام شامل ہے' اولون میں شامل ہیں۔ سابقون الاولون میں شامل ہیں۔) حضورؐ نے فرمایا سعد بڑے پریشان ہو..... سعد ابن ابی وقاص کہتے ہیں یارسول اللہؐ مجھے دکھ ہے۔ مجھے پریشانی ہے..... میں نے ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے ایک جگہ شادی کی تھی..... اس شادی سے میرے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا، چھوٹا سا بچہ تھا، معصوم بچہ تھا..... جس دن ہجرت کا ارادہ کیا..... میں ہجرت کر کے باہر نکلنے لگا..... میری بیوی ساتھ ہے، میرا بچہ ساتھ ہے..... میں بیوی کو لے کر نکلا ہوں..... ابوجہل نے میری بیوی کا بازو پکڑ لیا..... اور کہا کہ سعد! یہ لڑکی مکے کی ہے..... یہ بچہ مکے کا ہے۔ تو اس کو نہیں لے جا سکتا..... تو رسول اللہ کے ساتھ جا رہا ہے تو ان دونوں کو نہیں لے جا سکتا۔ ابوجہل نے میری بیوی بھی چھین لی..... میرا بچہ بھی چھین لیا میں چاہتا تو مکے میں رہ جاتا..... لیکن حکم آپ کا تھا..... حکم جناب کا تھا..... حکم رسالت مآب کا تھا..... میں چلا آیا ہوں، آج مجھے بچے کا دکھ ہوتا ہے۔

لوگو! کائنات میں کوئی ایسا عاشق نہیں پیدا ہوا ہو گا۔ چھوٹا سا بچہ ہے۔ معصوم سا بچہ ہے۔ یہ نہیں صحابی نے سوچا' یہ کھائے گا کیسے؟..... یہ پیے گا کیسے؟..... یہ چلے گا کیسے؟..... اس کا کیا بنے گا!!! لیکن حکم رسول اللہ کا تھا..... بیوی بھی چھوڑ دی..... بچہ بھی چھوڑ دیا..... حضورؐ نے فرمایا سعد! اگر تو نے بیوی اور بچے کو چھوڑا..... لیکن اپنے پیغمبر کو نہیں چھوڑا..... تو تو سمجھ لے کہ قیامت تک تجھے دنیا کی بھی دولت مل گئی..... آخرت کی بھی دولت مل گئی۔

حضرت صہیب رومیؓ کا ایثار

اسی طرح ایک اور صحابی ہیں..... صہیبؓ رومی..... یہ کون تھا؟ روم کا ایک عیسائی تھا، اس نے پیغمبر کا آکر مکے میں کلمہ پڑھا ہے..... غلامی میں زندگی بسر کی ہے۔ نبی کا کلمہ پڑھا..... آزادی مل گئی، کچھ پیسے ملے، مکے میں مکان بنایا، مکے میں حویلی بنائی، مکے میں کاروبار شروع کیا، لیکن جب ہجرت کا وقت آیا..... تو بیچنا چاہتا تھا، کہ میں سامان بیچ کر مدینہ چلا جاؤں..... لیکن ابو جہل نے کہا..... یہ حویلی مکے کی ہے..... یہ پیسہ مکے کا ہے۔ یہ کمایا تو نے یہاں ہے..... حویلی چھوڑ جاؤ۔ اگر جانا چاہتے ہو۔ یہ حویلی یہیں رہے گی..... ورنہ اسی حویلی میں رہو..... پیسے اور لے لو..... صہیبؓ نے کہا، میں حویلی چھوڑتا ہوں..... مکان چھوڑتا ہوں..... سب کچھ چھوڑتا ہوں..... لیکن میں محمدؐ کو کبھی نہیں چھوڑتا..... سب کچھ چھوڑ دیا۔ اور پیغمبر کو نہیں چھوڑا، قرآن نے انہی کے بارے میں کہا۔

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار

یہ مہاجرین ہیں..... قرآن نے انہی کی تعریف کی ہے۔

انصار کا ایثار

وَالْاَنْصَار مدد کرنے والے..... نصرت کرنے والے..... کون تھے؟ وہ مدینہ کے جو لوگ تھے۔ ایک سو چودہ آدمی جب ہجرت کے کر کے مکے سے مدینے چلے گئے، تو وہاں تقریباً دو سو آدمی تھے۔ جنہوں نے پیغمبر کی مدد کی..... صحابہؓ کی مدد کی، جنہوں نے حویلیاں خالی کر دیں..... مکانات خالی کر دیے۔ اگر ان میں کسی کی بیویاں دو تھیں..... تو انہوں نے ایک بیوی کو طلاق دے کر، آنے والے بھائی کا نکاح اس سے کر دیا ..... ایسی مثال اخوت کی دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہو سکتی۔ کہ مکان خالی کر دیے..... رشتے داروں کو علیحدہ کر دیا..... لیکن محمدؐ کے صحابہ کو نہیں چھوڑا..... ان کو قرآن نے کہا انصار! "والانصار" پہلا درجہ قرآن میں مہاجرین کا ہے۔ دوسرا درجہ انصار کا ہے، اور یہ انصار ہی تھے، جنہوں نے پیغمبرؐ کے راستے میں پلکیں بچھائی تھیں۔ نبیؐ کے راستے میں سب کچھ لٹایا تھا، انصار تھے۔

جنگ بدر کا جب موقع آیا ہے، پیغمبر نے فرمایا او لوگو! دشمن نے مکے سے نبیؐ کے خلاف محاذ کا اعلان کیا ہے۔ اور ایک ہزار کی تعداد میں دشمن مدینے پہ حملہ کرنا چاہتا ہے۔ ہے کوئی تم میں سے جو میرا ساتھ دے..... میدان میں اترے..... سارے مہاجر کھڑے ہو گئے..... حضورؐ نے پھر فرمایا، حضورؐ کا اشارہ یہ تھا کہ یہ مہاجر تو ہیں میرے ساتھ..... انصار بھی میرے ساتھ ہوں گے..... تو انصاری قبیلے کے جو سردار تھے..... حضرت سعد ابن ابی عبادہ..... حضورؐ کی گفتگو سننے کے بعد سعدؓ ابن ابی عبادہ کھڑے ہو گئے، فرمایا یارسول اللہ آپ کی نگاہیں..... مہاجرین کے بعد انصار پر ہیں۔ آپ حکم کریں..... سمندر میں چھلانگ لگانی ہے..... ہم اف نہیں کریں گے۔ آپ حکم کریں..... ہم دھکتے ہوئے انگاروں پر لیٹ جائیں..... ہم اف نہیں کریں گے۔ آپ حکم کریں..... نیزے کی انیوں پر ہمارے سر لٹک جائیں، ہم حکم کی سرتابی نہیں کریں گے۔

اے کملی والے تو حکم کر مہاجر تیرے قدموں پر قربان ہوں گے..... مہاجر تیری نبوت پر جان دے دیں گے..... تیرے اشارے پر سب کچھ لٹا دیں گے۔ اس وقت میرے پیغمبرؐ نے فرمایا اے مہاجرین! تم بھی سچے ہو..... اے انصار! تم بھی سچے ہو..... یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ قرآن کی یہ آیت اتری، کہ

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار

مہاجر بھی جنت میں جائیں گے..... انصار بھی جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ ولولہ ہے، یہ وہ جذبہ ہے، یہ وہ داستان ہے، یہ وہ تاریخ ہے۔ یہ وہ درخشندہ کہانی ہے۔ جس کی مثال کائنات کی کوئی جماعت پیش نہیں کر سکتی۔ ایسا عشق..... ایسی محبت اور پھر توجہ کریں یہ بات صرف مہاجرین پر حکم نہیں ہو گئی..... انصار پر بات ختم نہیں ہو گئی..... بلکہ آگے قرآن کیا کہتا ہے..... قرآن کے الفاظ پہ غور کریں۔

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ

جن لوگوں نے مہاجرین کی پیروی کی..... جنہوں نے انصار کی پیروی کی.....

یعنی صرف مہاجرین جنت میں نہیں جائیں گے..... صرف انصار جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

جنہوں نے ان کی اتباع کی..... وہ بھی جنت میں جائیں گے..... اور انہوں نے کن کی اتباع کی..... صدیقؓ کی اتباع کی، عمرؓ کی اتباع کی..... عثمانؓ کی اتباع کی..... علیؓ کی اتباع کی..... حبشے کے بلالؓ کی اتباع کی..... عبدالرحمٰن بن عوفؓ..... سعدؓ کی اتباع کی..... طلحہؓ وزبیرؓ کی اتباع کی..... وہ جنت میں جائیں گے۔

یہ قرآن کہتا ہے۔ اس لفظ پر غور کر، قرآن کیا کہتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

جو مہاجرین کے نقش قدم پہ چلے..... مہاجرین کا جنہوں نے کہنا مانا..... ایک تو یہ ہے..... کہ نبیوں کا کہنا ماننا..... ایک تو یہ ہے کہ رسولوں کا کہنا ماننا..... لیکن آج قرآن تجھے اور مجھے یہ سبق دیتا ہے کہ تو مہاجر صحابہ کا کہنا مان، تو صدیقؓ کا کہنا مان! عمرؓ کا کہنا مان..... عثمانؓ کا کہنا مان..... تو علیؓ کا کہنا مان..... تو سارے صحابہ کا کہنا مان..... تبھی تو جنت میں جائے گا۔

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار

اور آگے فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَان

اور جنہوں نے ہر اچھے کام میں صحابہ اتباع کی..... مہاجرین کی اتباع کی..... یا جنہوں نے مہاجر اور انصار کے بعد میں نبی کا کلمہ پڑھا..... قرآن نے ان کے لیے اعلان کر دیا..... ان کی پوزیشن واضح کر دی..... ان کی آئینی حیثیت کو قیامت کی صبح تک آنے والی نسلوں کے سامنے کھول دیا..... ان کی حیثیت یہ ہے کہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْه

خدا ان سے راضی ہو گیا..... وہ خدا سے راضی ہو گئے..... آج مجھے بتا، صدیقؓ کی رضا کا اعلان..... خدا کرے، عمرؓ پہ راضی ہونے کا اعلان خدا کرے..... عثمانؓ پہ

راضی ہونے کا اعلان خدا کرے..... علیؓ پہ راضی ہونے کا اعلان خدا کرے۔ خدا صرف یہ نہیں کہتا کہ میں ان سے راضی ہوں..... بلکہ یہ بھی کہتا ہے، کہ یہ بھی مجھ سے راضی ہو گئے، یعنی میں نے ان کو اتنا کچھ دے دیا کہ یہ راضی ہو گئے..... میں تو ان پہ راضی تھا' جب انہوں نے مکہ چھوڑا' میں ان پہ راضی ہو گیا۔

جب مدینے میں آئے، میں راضی ہو گیا۔

جب جان لٹائی..... میں راضی ہو گیا۔

جب بچے چھوڑ دیے میں راضی ہو گیا۔

جب بیویاں بیوہ ہو گئیں..... میں راضی ہو گیا۔

جب زخم اٹھائے..... میں راضی ہو گیا۔

جب یہ طائف میں تڑپے..... میں راضی ہو گیا۔

جب یہ بدر میں اترے..... میں راضی ہو گیا۔

جب یہ احد کے پہاڑوں پہ شہید ہوئے..... میں راضی ہو گیا۔

جب ان کے ٹکڑے ہوئے..... میں راضی ہو گیا۔

جب یہ تبوق میں' خند میں' خیبر میں' حنین میں' پہنچے..... خدا راضی ہو گیا..... اور قیامت کی صبح تک آنے والے لوگو! میں تمہیں یہ بھی بتاؤں..... میں نے راضی ہو کر ان کو اتنا کچھ دے دیا کہ یہ سارے مجھ پر بھی راضی ہو گئے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

خدا کیا کہتا ہے؟..... کہ میں صحابہ پہ راضی ہوں..... چوڑھا کہے..... میں راضی نہیں..... شیعہ کہے میں راضی نہیں..... بدمعاش کہے..... متعہ کی اولاد کہے..... گلیوں میں ماتم کرنے والا کہے..... خمینی کا چیلا کہے..... خمینی لکھے..... کلینی کہے..... سبائی کہے..... کہ ہم راضی نہیں..... ساری قوم ان کی الٹی لٹک جائے..... جہنم کی ایندھن بن جائے..... جب راضی خدا ہو گیا..... ساری کائنات پیچھے رہ گئی..... چوڑھے کی ناراضگی سے کیا ہوتا ہے، شیعہ کی بدمعاشی سے کیا ہوتا ہے؟؟..... جب

خدا راضی تو سارا جہان راضی!!

صحابہ سے خدا راضی ہے' جب خدا راضی ہے..... کسی اور کی رضا مندی کی ضرورت ہے؟؟ کسی اور کے اعلان کی ضرورت ہے؟؟..... کسی اور کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے؟؟..... نہیں بالکل نہیں۔ خدا راضی اس لیے نہیں ہوا کہ یہ صرف نبی کے رفیق تھے۔ اس لیے بھی راضی ہوا کہ انہوں نے ہر دکھ میں نبی کا ساتھ دیا۔ ایسی جماعت کوئی دنیا میں پیدا نہیں ہوئی۔ تین سو تیرہ بدر کے میدان میں۔

بدر..... مدینہ منورہ سے ستر میل کے فاصلے پر ایک بستی ہے..... ایک علاقہ ہے..... جہاں پر بیضوی رنگ کا ایک میدان بنا ہوا ہے..... اس کے قریب ایک بہت بڑا ریت کا تودا تھا..... حضور ﷺ کو خبر ملی کہ مکے کے مشرکوں نے پیغمبر پر مدینے میں حملے کرنے کا پروگرام بنایا ہے..... اللہ نے حکم دیا کہ اے پیغمبر!

تیرے راستے میں مکے میں کانٹے بچھائے گئے..... تجھے جہاد کی اجازت نہیں تھی۔

تجھے دکھ دیا گیا..... تجھے جہاد کی اجازت نہیں تھی۔

تیرے صحابہ کو اذیت دی گئی..... تجھے جہاد کی اجازت نہیں تھی۔

سمیہ کے ٹکڑے ہوئے..... جہاد کی اجازت نہیں تھی۔

بلالؓ کو تپتی ریت پہ لٹایا گیا..... جہاد کی اجازت نہیں تھی۔

لیکن آج مدینے میں آنے کے بعد اللہ نے اجازت دے دی اور کن لفظوں میں اجازت دی؟..... قرآن نے کہا۔

قُتِلَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوْا

اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا..... اے صحابیو! میدان میں اترو..... اے صحابیو! سب کچھ لے کر میدان میں آ جاؤ..... صحابی میدان میں آئے..... کتنا سامان لے کر؟..... چھ تلواریں لے کر..... آٹھ زرہیں لے کر..... چند سواریاں لے کر..... میدان میں اترے ہیں، اور میرے دوستو! چھ تلواریں..... کوئی اسلحہ تو نہیں ہے..... آٹھ زرہیں کوئی اسلحہ تو نہیں..... ہزار کی فوج..... مقابلے میں ہے، چھ تلواریں لے

کر..... کسی نے نہیں کہا اے کملی والے! موت کے منہ میں ہم چلے جائیں گے..... حکم پیغمبر کا تھا' قرآن کا حکم تھا..... قرآن کی اجازت تھی..... قرآن کہہ چکا تھا کہ: اجازت دے دی ہے تمہیں..... کس چیز کی؟

قُتِلَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا

اسی لیے کہ تم پر ظلم کیا گیا ہے..... تم پر زیادتی کی گئی ہے۔ تمہیں برا کہا گیا ہے..... تمہارے راستے میں کانٹے بچھائے گئے ہیں..... تمہیں دھکے دے کر مکے سے نکال دیا گیا ہے..... آج پھر کافر تمہارے اوپر چڑھ دوڑا ہے۔ اس لیے اے کملی والے!

ان صحابہ کو لے کر تم میدان میں اتر آؤ۔

ان صحابہ کو لے کر کارزار میں اتر آؤ۔

ان صحابہ کو لے کر بدر کے میدان میں آجاؤ۔

پیغمبرؐ اللہ کا حکم پا کر بدر کے میدان میں پہنچتے ہیں۔ دشمن ابھی نہیں آیا تھا..... دشمن کی فوجیں ابھی نہیں پہنچی تھیں..... راستہ وہی تھا..... پیغمبر نے پڑاؤ ڈالا..... صحابہ نے پڑاؤ ڈالا..... رات کو قیام کیا..... صبح کو جنگ کا معرکہ گرم ہونے والا ہے..... پیغمبرؐ کے جاسوسوں نے خبر دے رکھی ہے کہ دشمن قریب آچکا ہے..... رسول اللہ ﷺ میدان میں ہیں۔ سعد ابن ابی وقاصؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! میرا جی چاہتا ہے کہ آپ اس ٹیلے پر آرام کریں..... پیغمبر کے لیے ایک خیمہ لگا دیا گیا..... اور وہ خیمہ جس کی چھت کوئی نہ تھی۔ صرف کچھ درختوں کے پتے اور ٹہنیوں کے ساتھ اوپر چھت لگا دی گئی۔ اور اندر کوئی چٹائی نہ تھی..... کوئی قالین نہ تھا..... سنگریزے تھے..... پتھر تھے..... تاجدار رسالت..... ساری دنیا کا سردار ان سنگریزوں پہ ہے اور پیغمبر نے فرمایا، آج میں نماز یہیں پڑھوں گا..... رسول اللہ نے نماز وہاں پڑھی اور فرمایا اے سعد! میرے اس عریش کے دروازے پر تیرے سوا کوئی چوکیدار نہیں..... تو ہی چوکیدار ہے..... میرے اس عریش میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا..... سوائے صدیق اکبرؓ کے۔ صدیق بغیر اجازت کے اس عریش میں داخل ہو سکتا ہے..... اس جگہ پہ آسکتا ہے۔

عشاء کی نماز کے بعد ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ میں آیا' کہ دیکھوں پیغمبرؐ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں..... فرمایا میں نے دیکھا پیغمبر نماز میں ہیں۔ فرمایا میں پھر آیا..... میں نے دیکھا! پیغمبر نماز میں ہیں۔ فرمایا آدھی رات کے وقت آیا، تو میں نے دیکھا پیغمبرؐ سجدے میں ہیں۔ مجھے حیرانی ہوئی..... کہ اتنی لمبی پیغمبر نے نماز پڑھی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں پھر آیا، میں نے دیکھا نبیؐ سجدے میں ہیں..... آسمان کا چاند چمک رہا ہے..... رات کی تاریکی ہے..... روشنی میں پیغمبر نظر آئے ہیں کہ سجدے میں ہیں۔ صدیق اکبرؓ حیران رہ گیا..... صدیق اکبرؓ کہتے ہیں..... میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی..... میں نے سمجھا کہ کہیں روح قفس عنصری سے پرواز نہ کر گئی ہو..... میرے پیغمبر دنیا سے رخصت نہ ہو گئے ہوں..... نبیؐ آج سجدے میں ہیں..... اتنا لمبا سجدہ تو پیغمبر نے کبھی نہیں فرمایا۔ صدیق اکبرؓ عریش میں داخل ہوتے ہیں..... آدھی رات گزر چکی ہے تہجد کا وقت شروع ہو چکا ہے۔ ابو بکرؓ پیغمبرؐ کے قریب گئے..... صدیقؓ فرماتے ہیں..... میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی مجھے پریشانی لاحق ہو گئی، میں حیران ہو گیا، جیسے نبیؐ کے قریب آیا..... میں نے کیا دیکھا..... کہ پیغمبرؐ سجدے میں ہیں ..... پگڑی مبارک اتر کر زمین پر گر چکی ہے..... اور وہ اللہ کے دروازے پر اس طرح روتے ہیں، جس طرح بچہ باپ کے سامنے روتا ہے..... سنگریزوں پر ہے..... نبیؐ کا سر پتھروں کے اوپر ہے..... نبی کی آنکھوں کے آنسوؤں سے سارے پتھر تر ہو چکے ہیں..... میں قریب ہوا..... میں نے کہا دیکھوں تو سہی، آج اللہ کا نبیؐ اللہ سے کیا باتیں کرتا ہے..... آج آمنہ کا لعل خدا سے کیا کہتا ہے، صدیق فرماتے ہیں کہ میں قریب ہوا، تو میں حیران رہ گیا کہ پیغمبر سجدے میں اللہ کے دروازے پر روتے ہیں..... اور رو رو کر ایک جملہ بار بار دہراتے ہیں۔ جملہ کیا ہے؟..... جملہ یہ ہے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِهِ العصَابَة لاَ تَعْبُدْ فِی الْاَرْض

اے اللہ! میں اپنی ساری زندگی کی کمائی لے کر..... آج تیرے دروازے پر آ گیا ہوں، جو میری کمائی تھی..... وہ میں تیرے دروازے پہ لایا ہوں۔

لوگوں نے مجھے برا کہا تھا..... انہوں نے سینے سے لگایا تھا۔
لوگوں نے کانٹے بچھائے تھے..... انہوں نے میرے لیے بستر بچھائے تھے۔
لوگوں نے مجھے دھکے دیے تھے..... انہوں نے آنکھیں بچھائی تھیں۔
لوگوں نے بچے ذبح کیے تھے..... انہوں نے بچے قربان کرا دیے تھے۔
اے اللہ! آج میری جو پوری زندگی کی کمائی تھی..... وہ میں تیرے دروازے پہ لے کے آیا ہوں۔
میں فاران کی چوٹی پر کھڑا ہوا، مجھے پتھر مارے گئے۔
میں غار میں گیا..... میرے راستے روک گئے۔
میں گلیوں میں گیا..... میرے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔
میرے بھائیوں نے ساتھ چھوڑ دیا..... میرے راشتے داروں نے دھکے دے دیے۔
لیکن یہ حبشے کا بلالؓ اٹھا..... جس نے محمدؐ کو نہیں چھوڑا۔
یہ صدیق اکبرؓ تھا..... جس نے مجھے نہیں چھوڑا۔
یہ فاروق اعظمؓ تھا..... یہ عثمان غنیؓ تھا..... یہ علی المرتضیٰؓ تھا..... اے اللہ آج میں ساری زندگی کی کمائی لے کر اس بدر کے میدان میں آ گیا ہوں۔ میرے پاس کوئی فوج نہیں..... میرے پاس کوئی اسلحہ نہیں..... میرے پاس کوئی تلواریں نہیں..... میری تلوار بھی تُو ہے..... میرا اسلحہ بھی تو ہے..... میرا ساز و سامان بھی تُو ہے..... اے اللہ! اگر آج تو نے اس جماعت کو ختم کر دیا، یہ تین سو تیرہ آج ان پہاڑوں پر ذبح کر دیے گئے..... یہ سارے شہید کر دیے گئے..... اس مٹی نے ان کا خون اگر آج جذب کر لیا..... اے بارالہ! تو میں آج تیرے دروازے پر اعلان کرتا ہوں۔
اور یہ وہ دروازہ ہے..... جس دروازے پر آدمؑ آئے..... خالی نہیں گئے۔
ابراہیم آتش نمرود میں رہے..... خالی نہیں گئے۔
اسمٰعیل چھری کے نیچے آئے..... خالی نہیں گئے۔
عیسیٰ جیل میں رہے..... خالی نہیں گئے۔

آج تیرے نبیوں کا سردار..... ان پتھروں پہ اپنا نبوت والا سر رکھ کر رو رہا ہے۔ اور وہ سر آج ان پتھروں پہ پڑا ہے، جو معراج کی رات تیرے عرش پہ پہنچا تھا..... آج اس سر کو لے کر میں تیری چوکھٹ پر بیٹھا ہوں..... اور ایک بات کہتا ہوں کہ

اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِهِ العِصَابَةَ لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْض

اگر آج یہ مٹ گئے..... یہ چلے گئے..... یہ ذبح ہو گئے

لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْض

اس زمین پر تیری پوجا نہیں ہو گی..... اس زمین پر تیری توحید نہیں ہو گی..... اس زمین پر میری رسالت نہیں ہو گی..... اس زمین پر تیرے قرآن کی حکومت نہیں ہو گی۔

اگر تو نے اپنا ذکر دنیا سے کرانا ہے..... تو اس جماعت کو باقی رکھ۔

اگر تو نے اس دنیا میں اپنے نام کو اونچا کرنا ہے..... اس جماعت کو باقی رکھ۔

جنہوں نے نیزوں کی انیوں پر چڑھ کر بھی تیری توحید کا کلمہ نہیں چھوڑا۔

پیغمبر علیہ السلام یہ بھی فرما سکتے تھے کہ

اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ لِی!

اے اللہ! آج اگر تو نے مجھے ہلاک کر دیا..... تیرا نام نہیں رہے گا..... تیرا دین نہیں رہے گا..... تیری شریعت نہیں رہے گی۔

سمندری کے لوگو! اس حقیقت پہ غور کرو..... پیغمبر کی دعا نے صحابہ کو عرش عظمت پہ بٹھا دیا۔ پیغمبر اگر یہ فرماتے..... کہ اگر میں چلا گیا..... تیرا دین چلا جائے گا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا' کہ دین کی عظمت صرف نبیؐ کی وجہ سے ہے۔ لیکن پیغمبرؐ نے' ان پتھروں پہ اپنے آنسو بہا کر..... ایک حقیقت قیامت تک روشن کر دی ہے کہ اگر یہ صحابہ مٹ گئے، اے اللہ! تیرا دین بھی مٹ جائے گا۔

معلوم یہ ہوا کہ صحابہؓ باقی ہیں..... تو اے اللہ! تیری توحید باقی ہے۔

صحابہ باقی ہیں..... تیرے نبیؐ کی رسالت باقی ہے۔

اس لیے کہ تیری توحید کی گواہی انہوں نے پتھروں پہ لیٹ کر دی..... آگ کے انگاروں پہ لیٹ کر دی..... تیری توحید کی گواہی دکھ اٹھا کر دی..... اسی لیے ان جوانوں کو اس دھرتی پر باقی رکھ، تاکہ پوری دنیا کے ایک ایک کونے میں تری توحید کا' اور میری رسالت کا اعلان کر کے رہیں۔

یہ صحابہؓ کی جماعت ہے۔ پیغمبر کی اس دعا کا کیا رزلٹ نکلا؟ کیا نتیجہ نکلا؟ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اگر آج تو نے ان کو مٹا دیا..... تیرا نام مٹ جائے گا..... تیرا دین مٹ جائے گا..... یہ کتنی بڑی بات ہے۔ پڑھے لکھے لوگ قرآن کے اور پیغمبرؐ کے اس انداز پہ غور کریں..... کہ نبیؐ نے صحابہ کی معیاریت کا اعلان کیا۔ صحابہ کو معیار بنا کے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

دین کی بقاء کا معیار صحابہ ہیں۔

دین کی عظمت کا معیار..... صحابہ ہیں۔

دین کی بلندی کا معیار..... صحابہ ہیں۔

ان کو درمیان سے نکال دو..... نہ خدا کی توحید کا کوئی گواہ رہتا ہے۔ نہ رسالتؐ کا کوئی گواہ رہتا ہے۔

خدا کے گواہ بھی صحابہ ہیں..... اور مصطفےٰ کے گواہ بھی صحابہ ہیں۔

اور پھر اس بات پر غور کرو..... صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم دشمن کے مقابلے میں تھے..... چھ تلواریں تھیں..... ٹوٹ گئی تلواریں..... ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! تلواریں ٹوٹ گئی ہیں..... کیا کریں، حضورؐ نے فرمایا اگر تلواریں ٹوٹ گئی ہیں، کوئی فکر نہ کرو، کھجور کی چھڑیاں اٹھالو' حدیث میں ہے بخاری شریف میں' حضورؐ نے فرمایا کھجور کی چھڑیاں اٹھاؤ..... صحابہ کہتے ہیں ہم نے کھجور کی چھڑیاں اٹھائیں..... کھجور کی چھڑی دشمن کی گردن پہ بعد میں مارتے تھے، گردن پہلے زمین پر آجاتی تھی۔

اور قرآن نے اس حقیقت کو قیامت تک آنے والی دنیا کے سامنے واضح کیا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔

وَ لَقَدْ نَصَرَ كُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَ اَنْتُمْ اَذِلَّة

اللہ نے! اے صحابیو! تمہاری اس وقت مدد کی، کہ بدر میں تم تھوڑے تھے..... اور تمہارے لوگوں نے کہا تھا' ہماری تو تعداد بڑی تھوڑی ہے، تو قرآن کہتا ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ o

اللہ سے ڈرو، تم شکر کرو..... مدد آ جائے گی..... اور پھر مدد کیسے آئی؟ توجہ کرو..... قرآن کہتا ہے۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ

جب صحابہ نے کہہ دیا تھا، یہ تین سو تیرہ کس طرح کافی ہوں گے' تو اتنی بات کہنے کی دیر تھی۔

اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ

خدا تمہاری باتوں کو سن رہا تھا..... اس نے سنتے ہی جبرئیل کو کہہ دیا تھا، اے جبرائیل جلدی کر'

اِنْ يُّمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

تین ہزار فرشتے بدر کے میدان میں بھیج کر..... ان کی شکست کو فتح میں تبدیل کر دیا۔

بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا

خبردار! صبر کرو' اللہ سے ڈرو

يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ

اگر اس کے بعد بھی تم کہتے ہماری تعداد تھوڑی ہے، گر اس کے بعد بھی تمہارا پانسہ بھاری نہ ہوتا..... اگر اس کے بعد بھی تم بلندی پر نہ آئے، تو قرآن کہتا ہے کہ اس کے بعد حفاظت کے لیے اللہ نے پھر اور فرشتوں کی جماعت بھیجی، اور وہ جماعت

جو ہے

هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

تمہارے رب نے تمہاری مدد کی..... پانچ ہزار فرشتوں کی ایک اور جماعت محمدؐ کے صحابہ کے لیے عرش سے اتاری۔

تیرے کہنے پر تیرا بھائی عمل نہ کرے ..... تیرے کہنے پر کونسلر عمل نہ کرے..... ایس پی عمل نہ کرے..... تیرے کہنے پر مجسٹریٹ نہ تری بات مانے..... تیرے کہنے پر چیئرمین تیری بات نہ مانے..... تیرے کہنے پر ڈی سی تیری بات نہ سنے..... میں محمدؐ کے ان صحابہ پہ قربان جاؤں..... جن کے کہنے کی دیر تھی..... کہ عرش سے پانچ ہزار فرشتے نازل ہو گئے..... یہ صحابہ کی عظمت ہے پانچ ہزار فرشتے مدد کے لیے آئے۔

اور اسی جنگ میں صرف یہ نہیں تھا کہ بڑے بڑے لوگ آئے تھے..... بلکہ سات سال کا ایک بچہ تھا..... نو سال کا ایک بچہ تھا..... ایک کا نام معوذ تھا..... ایک کا نام معاذ تھا..... رخصت ہوتے ہوئے ..... پیغمبرؐ نے فرمایا تھا بیٹو! تم چھوٹے ہو..... یہ جو نو سال کا بچہ ہے یہ ذرا بڑا ہے..... چلو میں اس کو ساتھ لے جاتا ہوں..... میں قربان جاؤں اس معوذ کی عظمت پر..... اس نے تاجدار رسالت کے کانوں میں کہہ دیا، یارسول اللہ! تم بڑے بھائی کو لے جاتے ہو..... مجھے چھوڑتے ہو..... اگر تم میری بھائی سے کشتی کراؤ..... تو طاقت میں میں زیادہ ہوں..... اگر میں اس کو پچھاڑ دوں..... تو پھر مجھے لے جاؤ۔

ہائے! میں اس کشتی پہ قربان جاؤں..... اس دنگل پر قربان جاؤں..... جو کملی والے نے اپنے سامنے کرایا تھا، اس دنگل میں معوذ اور معاذ نے کشتی کی ہے۔ اور معوذ نے معاذ کے کان میں کہا تھا کہ تو تو منتخب ہو گیا ہے۔ اگر تو نیچے گر جائے گا..... تو میرا بھی کام بن جائے گا..... اس کو کہتے ہیں موت کی طرف چلنے والے..... جس کو قرآن نے کہا۔

وَ سَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ

کہ یہ وہ جماعت ہے جو موت کی طرف چلتی ہے..... موت کی طرف بھاگ کر جاتی ہے۔

وہ معاذ اور معوذ میدان جنگ میں عبدالرحمٰن بن عوف کو کہنے لگے..... چچا ابو جہل کون ہے..... جو میرے پیغمبر کو گالیاں دیتا ہے..... کون ہے، دکھاؤ تو سہی..... کسی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے یہ کہ اس بچے نے کہا۔

قسم کھائی ہے، مر جائیں گے، یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے' وہ محبوب باری کو

تو چچا نے کہا بیٹا! تو تو بڑا چھوٹا ہے، وہ تو سردار ہے..... اس گھوڑے پہ سوار ہے..... تو اس کو کیسے قتل کرے گا، اس نے کہا نہیں! آج محمدؐ کے اس عاشق کو دیکھو' کس طرح لپکتا ہے..... جھپٹتا ہے..... کہنے کی دیر تھی..... چند لمحوں میں پیغمبرؐ کے اس عاشق صادق..... اس بچے نے جھپٹ کر ابو جہل پہ حملہ کیا ہے' ابو جہل زمین پہ گر گیا ہے ایک بچہ اس کے سینے پر بیٹھ گیا..... دوسرا اس کی گردن کو کاٹنے لگتا ہے..... اتنے میں پیچھے سے ایک آدمی نے تلوار ماری ہے۔ معاذ کا بازو کٹ گیا ہے..... اور اس کے بعد جس وقت وہ ابو جہل کے قریب ہوا..... تو آگے بازو آجاتا ہے..... اس نے اپنے بازو کو اپنے پاؤں کے نیچے دے کر کاٹ کر پھینک دیا..... اور کہہ دیا کہ جو بازو خدا کے راستے میں تلوار چلانے سے روکتا ہے، مجھے ایسے بازو کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسا عاشق تو بتاؤ..... ایسی محبت تو بتاؤ..... سینے پر بیٹھ کر اس نے چھوٹا سا بچہ ہو کر دنیا کو کیا سبق دیا؟..... کہ جب پیغمبرؐ کی ناموس کا مسئلہ آتا ہے، نبیؐ کی عظمت کا سوال آتا ہے..... اس کے بعد مصلحت نہیں دیکھی جاتی..... بچہ نبی کے دشمن پر پل پڑا..... اللہ اکبر! جو کام اس بچے نے کیا..... اور کسی نے نہیں کیا..... لیکن اس بچے نے عشق کی ایک آگ جلادی ہے..... جو چنگاری چودہ سو سال سے دھک رہی ہے۔ مولانا حق نواز سے اسی طرح' یہ نبیؐ کی گستاخی برداشت نہیں ہوئی۔ پاکستان میں سلمان رشدی کے خلاف

جلوس نکلے..... جلسے ہوئے..... سلمان رشدی نے پیغمبرؐ کی گستاخی کی..... وہ کافر ہے..... وہ مرتد ہے..... اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن پاکستان میں جو رشدی سے زیادہ رسول اللہ کی گستاخی کرے..... اس کے خلاف اگر حق نوازؒ آواز اٹھاتا ہے..... تو کہتے ہیں یہ فرقہ واریت ہے۔ یہ آپس میں لڑ رہے ہیں' یہ تخریب کاری کرتا ہے۔ مولانا حق نواز نے کہا کہ غلام حسین نجفی لاہور کا بد معاش..... لاہور کا شیطان..... جامعۃ المنظر کا مدرس..... اپنی کتاب میں حضرت عائشہؓ کو بندریہ لکھتا ہے..... حضرت عائشہؓ کو طوائفہ عورت لکھتا ہے..... حضرت فاروق اعظمؓ کو لواطت کرنے والا..... اغلام بازی کرنے والا لکھتا ہے..... صدیق اکبرؓ کے ایمان کو شیطان کے ایمان سے ملاتا ہے..... اس کے خلاف حق نواز جھنگویؒ نے کراچی سے لیکر کاغان کی چوٹیوں تک للکار کر..... چیخ کر..... اس کے بغض کو دنیا کے سامنے پیش کیا..... یہ غلام حسین نجفی ہے۔ کیا خمینی اس جیسا نہیں تھا؟ جس خمینی نے فاروق اعظم کو "کشف الاسرار" نامی رسوائے زمانہ اپنی کتاب کے ۱۱۹ صفحے پر لکھا کہ "عمر اصلی کافر اور زندیق تھا"۔

قرآن کہتا ہے

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

جنہوں نے پیغمبر کی اتباع پہلے کی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

قرآن کہے 'عمرؓ پہ خدا راضی ہے اور یہ بد معاش کہے..... وہ کافر تھا..... اب بتا! میں اس بد معاش کو کافر نہ کہوں؟..... حق نواز جھنگویؒ نے اس مشن کو عام کیا تھا اس لیے کہ ایران کا ریڈیو..... ایران کا ٹیلی ویژن..... ایران کے اخبارات..... فاروق اعظمؓ کو کافر لکھیں..... صدیق اکبرؓ کو کافر لکھیں..... عثمان غنی کو نعوذ باللہ خمینی نے لکھا ہے کہ "وہ بد قماش آدمی تھا"..... وہ عثمان غنیؓ جس کو پیغمبر نے دو بیٹیاں نکاح میں دیں۔ ہائے! تو بیٹی جس کو دے، وہ شریف کہلائے..... جس کو نبوت اپنی بیٹی دے..... اس کو

بدقماش کہا جائے اور پھر بھی تیری سنیت خاموش رہے۔ تو فرقہ واریت کا طعنہ دے، تیری مصلحت آڑے آئے، تیری سیاست آڑے آئے، تیرا کاروبار آڑے آئے، تیرا اقتدار آڑے آئے، تیری چودھراہٹ آڑے آئے..... سپاہ صحابہ اس چودھراہٹ کو.....اس سیاست کو.....اس بدمعاشی کو.....پاؤں کی ٹھوکر سے ٹھکراتی ہے۔ جو صحابہؓ کا دشمن ہے.....وہ کل بھی کافر تھا.....وہ آج بھی کافر ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

غزوۂ احد



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلَّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءُ ○ اَلْمَبْعُوْثُ اِلٰى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○

وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْكَلَامِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ ○ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ مِّنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

وَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ اَصْحَابِىْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ ○

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. ○



بزرگان محترم! و برادران عزیز! آج یکم اپریل ۱۹۹۴ء کا یہ جمعۃ المبارک ہے' رمضان شریف کو گزرے ہوئے تین ہفتے ہو گئے ہیں۔ یہ شوال کا مہینہ ہے۔ اس میں اسلام کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ پیش آیا..... اور وہ ہے جنگ احد۔ اور جنگ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ تو میں انشاء اللہ جنگ احد کے حوالے سے آپ کے سامنے کچھ واقعات ایمان افروز بیان کروں گا..... اور آئندہ جمعہ بھی انشاء اللہ یہی جنگ احد کا واقعہ بیان ہو گا، کیونکہ حضرت حمزہ کی شہادت ایک جمعہ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ جنگ احد میں بہت سے ایسے واقعات پیش آئے..... کہ جن کو کئی جمعوں میں پھیلایا جا سکتا ہے۔ لیکن میں کوشش کروں گا کہ جنگ احد کا یہ عنوان دو جمعوں میں ختم ہو جائے۔

اسباب غزوۂ احد

جنگ احد..... اسلام کی دوسری بڑی جنگ ہے۔ جو سترہ شوال کو پیش آئی۔ سترہ شوال ۳ھ میں یہ جنگ مشرکین مکہ کے ساتھ تھی..... مشرکین مکہ جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کی تیاری کر رہے تھے۔..... انہوں نے بہت کوشش کی، کہ کسی نہ کسی طریقے سے جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لیں، چونکہ بدر کی جنگ میں نبیؐ کے بڑے بڑے دشمن مارے گئے..... یعنی ستر سردار قریش کے جنگ بدر میں مارے گئے۔ کوئی رات نہیں گزرتی تھی کہ جب عرب کے مشرک اور کافر اس جنگ کا بدلہ لینے کی تیاری نہ کریں۔ ساری ساری رات عورتیں روتی رہتی تھیں، کہ ہائے کاش! کوئی بدر کا مقابلہ لینے کے لیے پیدا ہو'..... صحابہ کرامؓ اور رسول اللہؐ کا مقابلہ کیا تھا..... انہوں نے جنگ بدر میں..... اس کے بعد تیاری شروع ہو گئی..... کہ ہم نے مدینہ میں بھی صحابہؓ کو رہنے نہیں دینا۔ یہ تیاری ہوتی تھی۔

ابتدائی معلومات

جنگ احد کے کئی پہلو ہیں..... مدینہ منورہ سے چار پانچ میل کے فاصلے پر ایک

پہاڑ ہے..... جس کا نام ہے "احد"!..... یہ جنگ اسی جگہ پر لڑی گئی، اس لیے اس جنگ کو جنگ احد کہتے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پندرہ شوال جمعہ کے دن مدینہ منورہ سے اپنے گھر سے چلے..... نماز جمعہ "مسجد جمعہ" میں پڑھی، اللہ پاک آپ کو مدینہ منورہ لے جائے، وہاں ایک مسجد ہے، جس کا نام ہے "مسجد جمعہ"۔

اس مسجد کو "مسجد جمعہ" اس لیے کہتے ہیں، کہ حضور علیہ السلام نے وہاں نماز جمعہ ادا کی تھی، اس دن..... جس دن جمعہ فرض ہوا تھا۔ اس دن آپؐ نے وہاں پر نماز پڑھی، تو حضور علیہ السلام جب جنگ احد میں جانے لگے تو اس مسجد میں جمعہ پڑھا..... اور یہاں سے احد کے پہاڑ تک چار میل کا فاصلہ ہے۔ راستے میں دو جگہ پر آپ نے قیام فرمایا، ان میں سے ایک جگہ میں نے دیکھی ہے۔ میں نے ۱۹۹۳ء میں عمرے کے موقع پر مدینہ منورہ کے ایک عالم ہیں شیخ محمد الیاس! پاکستان کے ہیں..... میں نے انہیں کہا کہ شیخ آج کل آپ کیا کر رہے ہیں، تو انہوں نے کہا میں آج کل مدینہ منورہ کی مساجد کی تاریخ لکھ رہا ہوں..... کہ مدینہ منورہ میں حضورؐ کے دور میں کون کونسی مساجد تھیں۔ بہت بڑے عالم ہیں..... انہوں نے بہت کتابیں لکھی ہیں۔ تو میں نے کہا جی! ایک میری خواہش ہے، انہوں نے کہا کیا خواہش ہے؟ تو میں نے کہا میری خواہش یہ ہے کہ آپ مجھے مدینہ منورہ میں وہ جگہ دکھائیں..... جو حضورؐ کے دور سے لے کر اب تک ویسی کی ویسی ہو..... یعنی جس جگہ پر رسول اللہؐ کی نظر کرم پڑی ہو..... وہ جگہ دکھائیں انہوں نے کہا۔ کہ جو تاریخ کی کتابوں میں لکھی ہے، ان میں ایک جگہ ہے۔ اور انہوں نے مجھے بڑی معلومات دیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ حضور علیہ السلام کے روضہ اقدس میں جو حضورؐ کی قبر کی جگہ ہے..... وہاں سے کافی نیچے آپ کی قبر ہے۔ جہاں قبر جالیوں سے نظر آتی ہے، وہاں قبر نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام وہاں سے نیچے ہیں، اور جس جگہ پر آپ کی قبر ہے، وہاں حضورؐ کے دور سے اور صحابہؓ کے دور سے لے کر آج تک کوئی نہیں جا سکا۔

ایک مرتبہ جب مسجد نبویؐ کی نئی تعمیر ہونے لگی..... تو کچھ کھدائی ہوئی، جس

کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی قبر والی جگہ پر ایک دیوار کی کچھ اینٹیں گر گئیں۔ ایک مستری دیوار کی اینٹیں اٹھانے نیچے گیا..... تو اسی وقت فوت ہو گیا..... وہ اس تجلی کی تاب نہیں لا سکا۔ اور یہ جو گنبد ہے..... یہ اس جگہ پر ہے..... جہاں پر حضورؐ کی قبر ہے۔ اور انہوں نے بہت بڑی عجیب و غریب تاریخ بتائی۔ بہت بڑے عالم تھے۔

مجھے کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور سے ایک جگہ ویسی کی ویسی ہے..... میں نے کہا جی چلیں! وہ مجھے لے گئے..... تو آبادی کے درمیان میں بستی کے درمیان میں..... ایک پرانی مسجد تھی، بالکل کسی کو پتہ نہیں تھا کہ مسجد ہے۔ چھوٹا سا اس کا مینار تھا..... مجھے وہاں لے گئے، کہنے لگے کہ اس جگہ پر (جگہ کا نشان بتایا) کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی تھی' اور کونسی نماز؟..... کہنے لگے نماز عصر..... حضورؐ علیہ السلام جب جنگ احد کے لیے مدینہ سے نکلے تو راستے میں نماز عصر ادا کرنے کے لیے یہاں آپؐ نے پڑاؤ ڈالا..... اور اسی وجہ سے اس جگہ پر صحابہ کرامؓ نے مسجد بنا دی تھی، کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں پڑاؤ ڈالا..... تو میں نے وہاں اپنی بساط کے مطابق نماز پڑھی' دو نفل پڑھے..... دعا مانگی..... اور مجھے محسوس ہوا کہ یہ برکت والی جگہ ہے۔ یہاں رسول اللہ کے قدم ضرور آئے ہیں۔ وہ آپؐ کے قدموں والی جگہ تھی' بڑی برکت والی جگہ تھی۔ اور حضور ﷺ کا گزر جس جس جگہ سے ہوا' جن لوگوں کو پرانی تاریخ کا پتہ ہے، وہ اب بھی جا کر دیکھیں گے تو ان کو برکات معلوم ہوں گی کہ یہاں سے دنیا کا سردار گزرا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا یہاں سے گزر ہوا تھا۔

تو میں کافی دیر تک وہاں بیٹھا رہا' گھنٹہ ڈیڑھ لگ گیا، یہ ساتھی کہنے لگے کہ جلدی کرو، لیکن میں نے کہا کہ میرا جی نہیں چاہتا کہ یہاں سے چلوں، مجھے ایسا سکون آتا تھا..... تو شیخ نے کہا۔ کہ یہ ایک تحفہ ہے، حضورؐ کے دور کا، جو میں آپ کو دے رہا ہوں۔

میں نے کہا کوئی اور چیز دکھاؤ' تو ہمارے ساتھ ایک دوست تھے قاری عبداللطیف صاحب! انہوں نے کہا کہ میں حضور ﷺ کے دور کی ایک اور جگہ آپ کو

دکھاتا ہوں۔ تو وہ مجھے گاڑی میں بٹھا کر مدینہ سے دس میل دور لے گئے' اور وہاں جب ہم پہنچے' تو وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا' میں نے کہا یہ چشمہ کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ حضور علیہ السلام ایک لشکر کو لے کر یہاں سے گزرے تھے' لشکر نے یہاں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اونٹوں پر جو مشکیں ہیں پانی کی..... ان میں پانی ختم ہو گیا ہے..... ان جانوروں کے لیے اور انسانوں کے پینے کے لیے پانی نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے اپنا نیزہ اٹھا کر ایک جگہ پر مارا اور یوں کہا۔ "ابھی یہاں سے پانی نکلے گا۔"

چنانچہ جب آپ نے نیزہ مارا..... وہاں سے پانی کا چشمہ نکل پڑا، اور وہ تقریباً پندرہ، سولہ سو صحابہؓ کا لشکر تھا..... وہ اس چشمے سے پانی پینے لگے..... پانی میٹھا نکل آیا..... اچھا! اب انہوں نے کہا یہ تو لوگوں کے لیے کافی نہیں ہے چشمہ! تو حضورؐ نے ایک اور نیزہ مارا..... تو جانوروں کے لیے بھی ایک علیحدہ چشمہ پانی کا نکل آیا، یعنی پتھروں کی زمین سے پانی کا چشمہ نکل آیا..... تو مجھے وہ شیخ الیاس اور قاری عبداللطیف لے گئے' اور جس طرح کا وہ نشان تھا اسی طرح..... اب آپ دیکھیں کہ وہ زمین کے تھوڑا سے نیچے پانی نکلتا ہوا نظر آ رہا تھا..... اور پانی کی سطح برابر تھی، پانی نکالو..... تو پانی اتنا ہی رہے گا۔ یعنی آپ ڈول بھر کر نکالیں، پھر بھی پانی اتنا ہی باقی رہے گا..... اور کہتے تھے حضورؐ کے دور سے یہ ایسے ہی ہے۔ جتنا مرضی پانی نکالو..... پانی اسی سطح پر باقی رہے گا، حضور علیہ السلام نے اپنے دور میں یہاں سے پانی نکالا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے یہاں سے پانی پیا تھا..... تو بڑی ایمان افروز جگہ تھی۔ تو مجھے یہ واقعہ یاد آیا..... ایمان تازہ ہوا..... میں نے وہاں سے پانی پیا اور کچھ پانی لایا بھی، اور وہ پانی..... جو میں نے وہاں پر پیا..... ایسا ذائقہ پانی کا کہیں نہیں دیکھا آج تک..... اور حضورؐ کے دور سے ایسے چلا آ رہا ہے۔ عرب میں تو پانی بھی نہیں ہوتا تھا۔ لیکن جہاں آب زمزم ہے، وہ بھی ایک پیغمبرؑ کی ایڑی کی وجہ سے پانی نکلا تھا..... اور یہاں رسول اللہ کے نیزہ مارنے کی وجہ سے پانی نکلا۔ تو یہ رسول اللہ ﷺ کی برکات ہیں..... مدینہ منورہ کے اطراف میں۔

جن لوگوں کو مدینہ منورہ کا تعارف ہو..... یا جن کو واقفیت ہو..... یا کوئی پرانا آدمی مل جائے..... تو وہ ان ساری جگہوں پر جاتے ہیں۔ ابھی میرے استاذ ہیں مولانا عبدالمجید صاحب کہروڑ پکا والے شیخ الحدیث!..... انہوں نے مجھے کہا کہ اگر حکومت سعودیہ وزٹ ویزہ دے دے..... جس کی وجہ سے مکہ مدینہ جدہ کے علاوہ باقی جگہوں پر بھی آدمی جا سکتا ہے۔ بدر کے میدان میں' باقی میدانوں میں بھی۔ تو اگر یہ ویزہ مل جائے تو میں آپ کو سعودی عرب کی وہ تمام جگہیں نشاندہی کر سکتا ہوں..... جہاں جہاں رسول اللہ ﷺ کے قدم آئے تھے۔ اسی لیے کہ ان کے پاس ساری کتابیں موجود ہیں..... مطالعہ موجود ہے..... تو میری کوشش ہے کہ شاید اس سال حج کے موقع پر حکومت ہمیں اجازت دے دے اور وہ ساری جگہیں ہم دیکھیں..... کہ جس جگہ آپؐ نے رات کو قیام کیا..... جس جگہ آپ نے دن کو قیام کیا..... جس جگہ رسول اللہ ﷺ نے دو دن قیام کیا..... جہاں حضرت حلیمہؓ کی سواری گئی..... اور رسول اللہ گئے..... تو ایک ایک جگہ کی نشاندہی استاذوں کے پاس ہے' وہ ایک مرتبہ پہلے ہو آئے ہیں..... تو اس لیے یہ بڑی برکات والی بات ہے..... خیر بات سے بات نکل آئی۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ جو غزوہ احد ہے، جنگ احد..... احد ایسی جگہ ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا، اور راستے میں جتنی جگہیں ہیں..... وہ بھی برکات والی جگہیں ہیں۔

حضورؐ کی روانگی اور ابتدائی واقعات

حضور علیہ السلام پندرہ شوال کو چلے۔ راستے میں آپؐ نے ایک جگہ قیام کیا، سولہ تاریخ کو بھی راستے میں ٹھہرے، اور سولہ کی شام ہی کو آپ میدان احد میں پہنچ گئے اور دشمن کا لشکر کتنا تھا؟..... حضور علیہ السلام کو وہاں پتہ چلا۔

جب مدینہ منورہ سے حضور علیہ السلام باہر نکلے تو سارے صحابہؓ کو بلایا اور بلا کر پوچھا کہ اللہ کا حکم آچکا ہے۔ لڑائی کرنی کیسے ہے؟ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر لڑائی لڑنی ہے، یا مدینہ منورہ کے ارد گرد خندق کھود کر لڑائی کرنی ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا

کہ میری رائے یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے ارد گرد ہم خندق بڑی بڑی کھودیں..... اور ان خندقوں میں ہم بیٹھ جائیں..... اور دشمن کا مقابلہ وہاں خندق میں بیٹھ کر کریں۔ حضورؐ کی یہ اپنی رائے تھی۔

لیکن صحابہ کرامؓ کی اکثریت کی رائے یہ تھی کہ یہ جو اندر بیٹھ کر لڑائی لڑنا ہے، میدان جنگ اس سے قائم نہیں ہوگا۔ کچھ لوگ بدر میں جانے سے رہ گئے تھے..... ان کو بڑا جوش تھا..... کہ ہم میدان میں اتریں..... تلوار چلائیں..... لوگ ہمیں ماریں..... ہم ان کو ماریں..... خندقوں میں تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو ان کا جذبہ جہاد ایسا تھا کہ انہوں نے کہا۔ نہیں جی! یارسول اللہ! میدان میں لڑیں گے..... آگے باہر جا کر لڑیں گے..... تو حضور علیہ السلام نے ان کی رائے کو ترجیح دی، اچھا! اب جو وہ چلنے لگے تو ایک صحابیؓ نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی رائے پر ہمیں عمل کرنا چاہیے۔

حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ کا پیغمبر جو ہوتا ہے..... وہ ہتھیار باندھ کر اتارا نہیں کرتا۔ تمہاری رائے تھی کہ باہر جانا ہے' تو باہر جانے کے لیے میں نے زرہ پہن لی، اور میں نے ہتھیار اٹھا لیے، تو اب اگر خندق میں لڑنا ہے..... تو مجھے ہتھیار نہیں اٹھانے پڑیں گے..... اور زرہ بھی نہیں پہننی پڑے گی..... اور پیغمبرؐ کے لیے حکم ہوتا ہے کہ وہ جب کسی جنگ میں تیاری کے لیے چل پڑتا ہے' تو واپس آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ چنانچہ اب نبیؐ چل پڑا ہے، اب نبیؐ نے تیاری کر لی ہے..... اس لیے اب پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح آگے بڑھے' اور صحابہ کرامؓ کو ساتھ لے کر راستے میں پڑاؤ ڈالتے ہوئے آپ احد کے پہاڑ پر پہنچ گئے، اور وہاں آپؐ نے احد کے پہاڑ پر قبضہ کر لیا۔ پہاڑ کے ارد گرد لشکر کو متعین کر دیا..... یہ بہت بڑا لشکر تھا۔

جب مدینہ منورہ سے صحابہ کرامؓ چلے..... تو اس وقت تعداد تھی ساڑھے دس سو..... ایک ہزار پچاس آدمی تھے۔ جن میں منافقوں کا سردار عبداللہ ابن ابی بھی تھا۔ اور چند قدم آگے چل کر وہ اپنے آدمیوں کو (تین سو سپاہی اس کے تھے) واپس لے آیا..... کہنے لگا چونکہ میری بات نہیں مانی گئی (اس نے بھی کچھ مشورہ دیا تھا) اس لیے

میں ساتھ نہیں چل سکتا۔ اس لیے آدھے راستے میں آکر اس منافق نے پیغمبر کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ..... تو رہ گئے ساڑھے سات سو! ..... ساڑھے سات سو صحابہ کرامؓ رہ گئے، مقابلہ تھا تین ہزار آدمیوں سے۔

مشرکین کی آمد

لشکر وہاں پہنچا۔ تو دو تین دنوں کے بعد دشمن کا لشکر بھی وہاں آگیا ..... جس کا سپہ سالار ابوسفیان تھا۔ اس لیے کہ ابوجہل بدر میں قتل ہو چکا تھا، اور ابوجہل کے بعد سپہ سالار مشرکین مکہ نے بنایا ابوسفیان کو ..... یہ وہی ابوسفیان ہیں، جو بعد میں جنگ حنین میں جاکر مسلمان ہوئے ..... یہ وہی ابوسفیان ہیں 'جو سردار قریش تھے ..... یہ وہی ابوسفیان ہیں 'جو امیر معاویہؓ کے والد مکرم ہیں۔

ابوسفیان نے آخر میں جاکر حضورؐ کا کلمہ پڑھ لیا ..... اور ابوسفیان کی لڑکی ام حبیبہ (رملہ) بنت ابی سفیان ..... یہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی تھیں۔ ..... اور پیغمبر علیہ السلام کی جو بیوی ہوتی ہے ..... وہ امت کی ماں ہوتی ہے ..... گویا کہ ابوسفیان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کی ایک لڑکی پوری امت کی ماں بنی۔ اور ان کے لڑکے امیر معاویہؓ پورے مسلمانوں کے خلیفہ بنے ..... یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔

ابوسفیان نے جنگ حنین میں حضور علیہ السلام کے ساتھ مل کر 'اور اپنے بیٹے معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ مل کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں (جنگ حنین میں) ابوسفیان جو پہلے صحابی نہیں تھے ..... اب صحابی بن گئے تھے ..... تو حضرت ابوسفیان کی آنکھ میں تیر لگا۔ اور آنکھ باہر آگئی۔ ابوسفیان نے اپنی آنکھ کا ڈیلا اپنے ہاتھ پر رکھا ..... اور حضورؐ کے پاس لے آئے جنگ کے بعد۔ ..... کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! یہ جو ڈیلا ہے۔ میرے ہاتھ میں ہے، اپنے نبوت والے ہاتھوں سے یہ ڈیلا اٹھا کر میری آنکھ میں دوبارہ لگا دیں۔ ..... حضورؐ نے فرمایا ابوسفیانؓ! آنکھ کا ڈیلا چاہتا ہے، یا جنت چاہتا ہے؟؟

تو ابوسفیان نے فرمایا! یا رسول اللہ! ڈیلا نہیں چاہیے! مجھے جنت چاہیے۔ حضورؐ

نے فرمایا ڈیلے کو زمین میں دفن کر دے، اس کے بدلے میں تجھے اللہ جنت عطا فرمائے گا۔ یہ بہت بڑا اعزاز تھا جو اللہ کے رسولؐ نے حضرت ابو سفیان کو عطا فرمایا۔

ایک ایسا وقت بھی تھا کہ یہی ابو سفیان جنگ احد میں رسول اللہ کے مقابلے میں آئے تھے، اور پیغمبر کا مقابلہ کر رہے تھے..... اور پھر یہی ابو سفیان تھا کہ فتح مکہ میں جب اس نے نبیؐ کا کلمہ پڑھا..... تو حضورؐ نے فرمایا تھا!

من دخل فی دار ابو سفیان فھو امنٌ

جو ابو سفیان کے گھر آج داخل ہو گا..... اس کو بھی محمد مصطفیٰ ﷺ امن عطا فرمائیں گے..... یہ پیغمبر علیہ السلام کی عظمت ہے..... یہ ابو سفیان کا اعزاز تھا، سردار قریش تھے، بہت بڑے سردار تھے۔

میرے بھائیو! ابو سفیان سردار تھے..... فوج کے سپہ سالار تھے..... لیکن تین ہزار کا لشکر تھا، صحابہؓ کی تعداد ساڑھے سات سو تھی۔ حضور علیہ السلام خود جنگ میں تھے، خود کارزار میں تھے۔

جنگ کے واقعات

عرب میں رواج تھا کہ جب جنگ شروع ہوتی..... تو پہلے دشمن کی طرف سے آنے والا جو لشکر ہے، اس میں سے ایک سورما اعلان کرتا۔ **ھل من مبارزٍ؟** ہے کوئی مقابلہ کرنے والا؟ تو ابو سفیان نے اعلان کیا۔

ھل من مبارز

ہے کوئی مقابلہ کرنے والا؟

سب سے پہلے علی المرتضیٰ میدان میں اترے، اور علی المرتضیٰؓ نے فرمایا ہاں! میں محمد مصطفیٰؐ کی طرف سے مقابلہ کر رہا ہوں..... چنانچہ کافروں کا نمائندہ ایک آگے بڑھا..... اس کا نام تھا عتبہ بن ورقد، وہ آگے بڑھا..... حضرت علیؓ نے مقابلہ میدان میں کیا، پہلے ہی وار میں عتبہ کا سر قلم کر دیا، اور عتبہ کو زمین پر گرا دیا۔

پھر ایک دوسرا آدمی آیا، اس نے کہا "**ھل من مبارز**"..... حضرت علیؓ نے اس کا بھی

سر قلم کر دیا۔

پھر تیسرا آیا، حضرت علیؓ نے اس کا بھی سر قلم کر دیا اور اسلام کی فوجوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس کے بعد پھر دشمن نے چڑھائی کی..... دشمن آگے بڑھا، تفصیلی واقعات کا موقعہ نہیں ہے۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت

اس جنگ میں ساڑھے سات سو صحابہؓ تھے..... ستر بڑے بڑے صحابی اس جنگ میں شہید ہوئے اور ستر دشمن گرفتار ہوئے۔ کچھ صحابہ کرامؓ گرفتار ہوئے..... یہی وہ جنگ ہے، کہ جس جنگ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔ اور جب لوگ لاشوں کو جمع کر رہے تھے، تو مصعب بن عمیرؓ کی لاش پڑی تھی، صحابہؓ نے آکر کہا یارسول اللہ ﷺ! مصعب کی لاش پڑی ہے۔ ہمارے پاس کفن کے لیے کپڑا پورا نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کتنا کپڑا ہے؟ صحابہ نے فرمایا اگر سر ڈھانپتے ہیں، تو پاؤں ننگا ہو جاتا ہے..... پاؤں ڈھانپتے ہیں تو سر ننگا ہو جاتا ہے،..... حضورؐ نے فرمایا اس کے سر کو ڈھانپ دو اور اس کے پاؤں کے اوپر گھاس ڈال دو، قیامت کے دن یہ گھاس بھی اللہ کی عدالت میں اس کی شہادت کی گواہی دے گا۔

اور حضورؐ حضرت مصعب بن عمیر کا نام لے کر دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں مصعب پہ راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا! آپؐ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہ آپ روتے ہیں؟ فرمایا میں اس لیے روتا ہوں کہ یہ وہ مصعب بن عمیرؓ تھا، جب میرا کلمہ نہیں پڑھا تھا، ایک ایک دن میں دو دو جوڑے کپڑوں کے بدلا کرتا تھا، لیکن میرا کلمہ پڑھنے کے جرم میں اس کے تن بدن سے اس کے باپ نے کپڑے اتار لیے، اور یہ دو کپڑے لے کر میرے پاس آیا تھا۔ آج اس کی لاش پہاڑوں پر پڑی ہے، اس کے لیے کفن کے کپڑے نہیں، کفن پورا نہیں آتا،..... اے اللہ! یہ سب کچھ تیرا کلمہ پڑھنے کی وجہ سے ہے، اے اللہ! میں بھی راضی ہوں، تو بھی راضی ہو جا! یہ مصعب بن عمیرؓ تھے۔

حضرت عمرو بن جموحؓ

میرے بھائیو! یہی جنگ احد ہے، کہ جس جنگ میں بڑے ایمان افروز واقعات ہیں' جتنے ایمان افروز واقعات جنگ احد کے ہیں،..... کسی جنگ کے نہیں۔ ایسی ایسی شہادتیں ہوئیں'..... ایسے ایسے لوگوں نے جان قربان کی'..... کہ انسان ورطہ حیرت میں رہ جاتا ہے، کچھ نہیں سوجھا!..... رسول اللہؐ کا عشق سوجھا۔ نبیؐ کی محبت سوجھی پیغمبرؐ کا دین سوجھا..... سب کچھ چھوڑ دیا، لیکن رسول اللہؐ کی محبت کو نہیں چھوڑا۔

تو میرے بھائیو! حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس غزوہ کے ایک شہید ہیں..... جنگ کے بعد جب ان کی لاش سامنے آئی' عمرو بن جموحؓ پاؤں سے لنگڑاتے تھے اور میدان جنگ میں شہید ہو گئے، حضور علیہ السلام نے عمرو بن جموع کے لڑکوں سے کہا کہ اپنے باپ کی لاش کو اٹھا کر اونٹ پہ رکھو' اور لاش کو مدینہ لے جاؤ، معذور ہیں' گھر والے یہاں آکر منہ نہیں دیکھ سکتے۔ یہاں آکر جنازہ نہیں پڑھ سکتے۔ گھر لے جاؤ۔

عمرو بن جموحؓ کی لاش کو اٹھا کر جب اونٹ پہ رکھا گیا،..... اونٹ اٹھتا نہیں تھا' اونٹ بیٹھا ہے'..... سارے صحابہؓ نے زور لگا لیا کہ اونٹ اٹھے..... اونٹ نہیں اٹھتا۔ حضورؐ کے پاس بیٹوں نے جا کر کہا یا رسول اللہ! ہمارے والد کی جس کجاوے پر لاش موجود ہے، وہ اونٹ نہیں اٹھتا۔

حضورؐ نے فرمایا اچھا ٹھہرو اونٹ کو نہ اٹھاؤ..... لاش کو نہ لے جاؤ..... اور بیٹے سے کہا بتاؤ بیٹا! تمہارے والد نے گھر سے نکلنے سے پہلے کوئی دعا بھی مانگی تھی؟ تو بیٹے نے کہا ہاں یا رسول اللہ! مدینہ منورہ سے چلتے ہوئے میرے والد نے یہ دعا مانگی تھی۔

اَللّٰھُمَّ لَا تُرِدْنِی اِلٰی اَھْلِی

اے اللہ! مجھے اپنے گھر والوں کی طرف واپس نہ لوٹانا۔

حضورؐ نے فرمایا بیٹو! تمہارے والد کی یہ دعا قبول ہو چکی ہے' اس لیے اللہ نے اونٹ کو کہہ دیا ہے کہ اس لاش کو لے جانے کی اجازت نہیں،..... اس لیے عمرو بن

جموح کی لاش کو احد کے شہداء میں دفن کر دو' چنانچہ ایک ہی جگہ پر ستر شہداء کی لاشوں کو رکھا گیا، اور ایک ہی مرتبہ رسول اللہؐ نے تمام صحابہ کی نماز جنازہ بیک وقت ادا کی۔

اسی واقعہ سے علماء مسئلہ نکالتے ہیں کہ اگر دس آدمی بھی مرے ہوئے ہوں، تو بیک وقت ایک ہی مرتبہ دس آدمیوں کا جنازہ ہو سکتا ہے' کیونکہ احد کے شہداء کا جنازہ پیغمبرؐ نے ستر آدمیوں کا جنازہ تنہا سامنے رکھ کر ایک ہی مرتبہ ادا فرمایا۔

اور شہیدوں کو غسل نہیں دیا جاتا۔ صحابہ کرامؓ میں سے کسی شہید کو غسل نہیں دیا گیا، سوائے ایک صحابیؓ کے۔

حضرت حنظلہؓ غسیل الملائکہ

ایک صحابیؓ جن کا نام تھا حضرت حنظلہؓ۔ ان کو غسل کیوں دیا گیا، کہ جب جنگ احد میں صحابہ کرامؓ پر مشکل آئی،..... دشمن کی یلغار زیادہ تیز ہوئی'..... تو حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں پیغام بھیجا، کہ مدینہ کے لوگو! جو جو آدمی مدینہ میں رہ گیا ہے' رسول اللہ کا اعلان ہے کہ سارے کام چھوڑ کر جنگ احد میں پہنچیں۔ احد کے میدان میں پہنچیں۔

یہ اعلان ہوا تہجد کے وقت۔ ایک صحابیؓ نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک رات گزاری تھی' ایک دن پہلے نکاح ہوا' اور وہ رات ان کی شب زفاف تھی..... حجلہ عروسی میں تھے،..... بیوی کے ساتھ ایک رات گزاری،..... ایمان دیکھو' تہجد کا وقت ہے بستر سے اٹھے..... غسل کرنے کے لیے غسل خانے میں آئے..... کپڑے اتار دیئے تھے..... کپڑا کوئی نہیں تن پہ..... پانی رکھا ہوا ہے..... اور غسل کرنے کے لیے پانی ڈالنے لگے۔ تو کان میں صحابی کی آواز آئی کہ رسول اللہ کا پیغام ہے کہ جو آدمی جس حالت میں ہے، وہ اپنے آپ کو اسی وقت تیار کر کے احد کے میدان میں پہنچیں۔ اور گھر میں کوئی آدمی بیٹھا نہ رہے۔ اب دیکھو غسل بھی تو کر سکتے تھے۔ اسی وقت پانی ڈالکر غسل کر لیتے۔ لیکن حکم پیغمبر ﷺ کا کان میں آیا..... غسل نہیں کیا، کپڑے اتارے ہوئے..... دوبارہ پہن کر باہر آ گئے۔..... فوراً میدان جنگ میں پہنچے، لڑتے لڑتے شہید

ہو گئے۔

یہ صحابہؓ کا عشق ہے..... یہ صحابہ کی محبت ہے..... یہ صحابہ کا پیار ہے۔

ستر صحابیؓ ذبح ہو گئے۔ جان کا نذرانہ دے کر پیغمبر کے قدموں پہ قربان ہو گئے۔

حضورؐ کے دندان مبارک

اسی جنگ احد میں حضور علیہ السلام کے ماتھے پہ خود چبھ گیا..... حضور ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے،..... خود نکلتا نہیں تھا..... اور ایک پانی کی جگہ پر آپ کے دندان اور آپ کے خون کو صاف کیا جارہا تھا۔ تو ایسے وقت میں حضور علیہ السلام کی زبان سے یہ لفظ نکلا۔

كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيًّا؟

وہ قوم کیسے کامیاب ہو گی؟..... جس نے اپنے پیغمبرؐ کا چہرہ زخمی کر دیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' حضور علیہ السلام کے سر اقدس پر پانی ڈالتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں۔ میرے بھائیو! یہ واقعہ بھی چشم فلک نے دیکھا..... اسی وقت قرآن کی آیت اتری۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

جب پتہ چلا کہ دشمن نے کچھ صحابہؓ کی لاشوں کا مثلہ کیا..... تو حضورؐ نے فرمایا۔ "ایک ایک صحابی کے بدلے میں دس دس آدمیوں کی لاشوں کا مثلہ کروں گا" تو اللہ نے قرآن کی آیت اتاری۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

اے پیغمبرؐ! آپؐ کو تجاوز کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ایک کے بدلے میں آپ دس کیسے کریں گے؟ آپؐ کو یہ کہنے کی اجازت نہیں ہے کہ میں اتنا بدلہ لوں گا۔

میرے بھائیو! ستر صحابہؓ شہید ہوئے، چھوٹے چھوٹے بچے قربان ہو گئے، چھوٹے چھوٹے بچوں نے جان کے نذرانے دیدیے۔ احد کا پہاڑ خون آلود ہو گیا۔ لاشیں تڑپتی رہیں۔ کسی کا ہاتھ نہیں..... کسی کا پاؤں نہیں..... کسی کا بچہ یتیم ہو گیا.....

کسی کی بیوی بیوہ ہو گئی..... کسی کی حویلیاں اجڑ گئیں..... کوئی اپاہج ہو گیا..... لیکن وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ! کا چہرہ دیکھتے ہیں..... ساری مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔

صحابیؓ رسولؐ کی آخری خواہش

ایک صحابی جنگ احد میں پہاڑ کے نیچے زخمی پڑے تھے، انہوں نے پانی کے مشکیزے والے کو بلایا' او پانی کے مشکیزے والے میری بات سنو! پانی والا قریب چلا گیا۔ اس نے کہا پانی چاہیے؟.....

اس نے کہا نہیں میرا آخری وقت ہے۔ اس نے کہا دوائی چاہیے؟..... اس نے کہا نہیں دوائی بھی نہیں چاہتا!

اس نے کہا کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میرا آخری وقت ہے، میرا لہو بہہ رہا ہے..... اور میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔ میری ایک خواہش ہے کہ مرنے سے پہلے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دیکھ لوں۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ اس پانی کے مشکیزے والے نے مشک زمین پہ رکھی اور اس زخمی صحابی کو کندھے پہ اٹھا کر حضور علیہ السلام کے پاس لے گیا۔ حضور علیہ السلام کا چہرہ دیکھ کر اس زخمی صحابی نے کہا۔ مجھے نیچے اتار دے..... اور پیغمبر کو دیکھ کر کہا۔

فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَہ

کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا ہوں..... جب نبی ﷺ کا چہرہ دیکھا تو کامیاب ہو گیا، اب یہ گھسٹتا ہوا حضورؐ کے قریب پہنچا۔ حضورؐ ایک پہاڑ کے اوپر تشریف فرما تھے۔ آپ کے قدم نیچے لٹک رہے تھے۔ تو یہ گھسٹتا ہوا پیغمبرؐ کے قریب پہنچا۔ اور اپنے رخساروں کو پیغمبر کے پاؤں کے تلوے سے لگا دیا۔ اپنے رخسار پیغمبر کے پاؤں کے تلوے پر گھسٹنے لگا۔ حضورؐ نے دیکھا، حضورؐ نے فرمایا لوگو! یہ تو زیادؓ ابن مسکن ہے، جس نے جنتی دیکھنا ہو' زیادؓ کا چہرہ دیکھو..... یہ سیدھا جنت میں جا رہا ہے، اسی کو کسی شاعر نے زبان حال سے منظوم کیا ہے، کہ:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

یہ صحابہ کا عشق ہے۔ آج خمینی کہتا ہے کہ سارے صحابہ کافر تھے، شیعہ کہتا ہے کہ سارے صحابہ پیغمبر کے دشمن تھے۔ سارے صحابہ نبی کو چھوڑ گئے تھے۔

مجھے بتاؤ کہ ساڑھے سات سو قرآن کے قاری اور صحابی کیا احد کے میدان میں پیغمبر کے ساتھ شریک نہیں ہوئے؟ جنگ بدر میں تین سو تیرہ نہیں گئے؟

اگر صحابہ کرامؓ کے دل میں ایمان نہیں تھا' تو بدر میں تین سو تیرہ کیوں گئے؟ احد کے میدان میں ساڑھے سات سو کیوں گئے؟

خیبر کی لڑائی میں انیس ہزار کیوں گئے؟ تبوک کی جنگ میں تیس ہزار کیوں گئے؟

حنین کے معرکے میں بارہ ہزار کیوں گئے؟

اگر ان کے دل میں ایمان نہیں تھا..... تو بچے یتیم کرانے کیوں گئے؟

بیویوں کو بیوہ کرانے کیوں گئے..... حویلیاں کیوں اجاڑیں؟ قربان کیوں ہوئے..... سب کچھ کیوں لٹایا؟ مال کیوں لٹادیے؟ اپنے آپ کو کیوں لٹایا؟ اپنے آپ کو تلواروں کے حوالے کیوں کیا؟..... ایمان نہ ہو تو ایسے ہوتا ہے؟؟

جو شخص پیغمبرؐ کے صحابہؓ کو برا کہتا ہے..... لاشک کافر ہے۔ اس لیے کہ پیغمبرؐ کی ساری شریعت' نبیؐ کا سارا دین..... پیغمبرؐ کا سارا اسلام..... پیغمبر کی ساری تعلیمات کو پوری کائنات تک پہنچانے والے..... رسول اللہ کے صحابہ ہیں۔

یہ قرآن جو آج ہمارے پاس ہے کہاں سے پہنچا؟..... صحابہؓ سے۔

اسلام کہاں سے آیا؟..... صحابہ سے،

حدیث کہاں سے آئی؟..... صحابہ سے،

صحابہ نہ ہوں تو اسلام آپ کے پاس پہنچتا ہے؟

سب سے بڑی قربانی دنیا میں دینے والے صحابہ ہیں نبیؐ کے بعد! اور شیعہ کی کتاب اصول کافی میں لکھا ہے۔

اِرْتَدَّ النَّاسَ بَعْدَ النَّبِیِّ اِلاَّ ثَلاَثَ

یہ وہی کتاب ہے' جس طرح مسلمانوں کے ہاں بخاری شریف ہے، اسی طرح

شیعہ کی کتاب اصول کافی ہے۔ کافی وہ کتاب ہے کہ پوری دنیا کا کوئی شیعہ اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اسی کتاب کافی میں لکھا ہے۔

اِرْتَدَّ النَّاسَ بَعْدَ النَّبِیِّ اِلاَّ ثَلاَث

کہ نبی کی وفات کے بعد سارے آدمی، سارے صحابہ مرتد ہو گئے تھے، کافر ہو گئے تھے۔ سوائے تین آدمیوں کے۔

یہ کفر نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ سپاہ صحابہ اس کفر کا مقابلہ کر رہی ہے اور الحمد للہ سپاہ صحابہ اپنے مشن میں کامیاب ہو کر رہے گی۔ اس ملک میں صحابہ کرامؓ کی عزت و عظمت کا ڈنکا بج کر رہے گا۔ آپ اس مشن میں سپاہ صحابہ کا ساتھ دیں گے.....جی ہاں!

اللہ پاک ہم سب کا حامی و ناصر ہو

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

غزوۂ احد اور شہادت امیر حمزہ

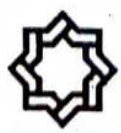


اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَصَلَّ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ ○ اَلْمَبْعُوْثُ اِلٰی کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○

وَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ ○ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ○ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ مِّنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○



بزرگانِ محترم! آپ حضرات کے سامنے گزشتہ جمعہ کو جنگ احد کے موضوع پر بیان ہوا تھا۔ غزوہ احد اسلام کا وہ غزوہ ہے۔ جس میں صحابہ کرامؓ کی قربانیاں' صحابہ کرامؓ کی عظمت'..... صحابہ کرامؓ کی شہادتیں..... اور ان کا اعزاز،..... ان کے بارے میں قرآنی آیات کا نزول..... یہ بھی ایک تاریخی اعزاز ہے۔

قرآن پاک کی' جو آیات کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں' ان آیات کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنگ احد کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً

جو لوگ اللہ کے راستے میں ذبح کر دیے گئے، انہیں مردہ خیال نہ کرو،

بل احیآءٌ عندربھم یرزقونo

بلکہ وہ زندہ ہیں اور ان کو اللہ کی طرف سے رزق عطا کیا جاتا ہے۔ شہادت کے بعد! اس کا اعلان اللہ نے قرآن میں فرمایا،..... اور آگے اللہ فرماتے ہیں۔

فرحین بمآ اتٰھم اللّٰہ من فضلہٖ

کہ وہ بڑے خوش ہیں اللہ کے پاس! اللہ کے پاس ان کی خوشی کی انتہاء نہیں ہے۔

فرحین..... خوش ہیں

بِمَا اٰتٰھُمُ اللّٰہ مِنْ فَضْلِہٖ

جو اللہ کی طرف سے انہیں فضل اور نعمتیں عطا ہوتی ہیں..... اس پر وہ اتنے خوش ہیں..... کہ دنیا میں ایسے کبھی خوش نہیں ہوئے تھے۔

جنت میں شہداء کا مطالبہ

حضور علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا، کہ قیامت کے دن شہداء سے اللہ پاک فرمائیں گے، اے شہیدو! تم مانگو کیا مانگتے ہو؟ تو تمام شہید یہ کہیں گے کہ اے اللہ! ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اللہ فرمائیں گے جنت کا کوئی مکان مانگو..... کوئی اعلیٰ درجہ مانگو..... کوئی اعلیٰ چیز مانگو..... اور جنت کے اندر جو سب سے اعلیٰ مقام ہے، جہاں

جا کر انسان کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی..... اس کا نام ہے "رضوان" رضوان عربی زبان میں "خوشی" کو کہتے ہیں۔ اور اچھی جگہ کو کہتے ہیں۔ تر و تازہ جگہ کو کہتے ہیں۔ لیکن اصطلاح شریعت میں رضوان سے مراد وہ جگہ ہے۔ جہاں جنت میں جا کر انسان کی تمنائیں ختم ہو جائیں گی..... اس جگہ کا نام ہے رضوان۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن مقام رضوان کو بھی شہید نہیں مانگیں گے..... شہید یہ نہیں کہیں گے ہمیں رضوان عطا کر۔ بلکہ شہید ایک اور بات کہیں گے..... اللہ کے رسول نے فرمایا ہے' کہ قیامت کے دن شہداء خوش ہوں گے، اور دنیا کے اندر بھی جب کوئی آدمی شہید ہوتا ہے' اس کی روح بڑی خوش ہوتی ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

اللہ تعالیٰ نے جتنی نعمتیں ان شہیدوں کو دے دی ہیں، اس پر وہ بڑے خوش ہوں گے۔ کتنے خوش ہوں گے؟ کہ فرمایا:

وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ

کہ وہ شہید اپنے پچھلے آنے والوں کو خوشخبریاں دیں گے، کہ تمہیں نہیں پتہ شہادت کا کیا مزہ ہے! تمہیں نہیں پتہ اللہ کے راستے میں گردن کٹوانے میں لطف کیا ہے۔ وہ لوگوں کو خوشخبریاں دیں گے..... تو حضورؐ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے سوال کریں گے..... پوچھیں گے کہ بتاؤ..... تمہیں کیا چاہیے۔ شہیدوں کی ارواح کو جمع کر کے پروردگار پوچھیں گے، تمہاری کیا آرزو ہے۔ تمہاری کیا تمنا ہے، تم کیا چاہتے ہو، تو وہ سب شہید کہیں گے کہ اے اللہ! جنت نہیں چاہیے..... باغات نہیں چاہئیں..... مقام رضوان نہیں چاہیے..... نہریں نہیں چاہئیں..... حوریں نہیں چاہئیں..... کیا چاہیے؟..... تمام ارواح کہیں گی کہ ہمیں ایک مرتبہ دنیا میں دوبارہ بھیج دیں اور جس طرح شہید ہوئے ہیں' اسی طرح دوبارہ شہید ہو جائیں..... ہم یہ مانگتے ہیں' اور کچھ نہیں مانگتے۔ کہ جتنا مزہ گردن کٹوانے میں آیا ہے، جتنا مزہ اللہ کے راستے میں خون بہانے میں آیا ہے، اتنا مزہ کبھی نہیں آیا.....

یہ جنت کی تلاش میں ساری دنیا روتی ہے، میں اور آپ جنت کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں، لیکن حضورؐ نے فرمایا کہ شہید کہیں گے،..... ہمیں جنت کی بجائے۔

ثم اقتل ثم احیاء ثم اقتل ثم احیاء ثم اقتل ثم احیاء

ہر شہید کہے گا ہمیں دوبارہ زندہ کر..... دوبارہ قتل کرا..... دوبارہ زندہ کر..... دوبارہ قتل کرا..... دوبارہ زندہ کر..... دوبارہ شہید کر،

اسی طرح پوری زندگی اور پوری دنیا بیت جائے،..... اور ہمارے آرام کی گھڑیاں اسی لمحے میں بیت جائیں، کہ گردن کٹانے میں جو مزہ آیا ہے..... وہ تو جنت میں بھی حاصل نہیں ہوا..... میرے بھائیو! قرآن کہتا ہے۔

وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ

وہ ایک دوسرے سے خوشخبریاں لیتے ہیں۔..... ان کی ارواح خوشخبریاں حاصل کرتی ہیں۔..... ان کی ارواح ایک دوسرے کو مبارکباد دیتی ہیں..... مبارک ہو۔ تیری گردن کٹ گئی،..... اللہ کے راستے میں کٹ گئی۔ لیکن اصل بات ہے نیت کا اخلاص! کہ نیت انسان کی صحیح ہو' جو آدمی شہید ہو رہا ہے۔..... جو گردن کٹا رہا ہے،..... اس کی اپنی نیت درست ہو'..... ایسا نہ ہو..... کہ اس کی نیت چودھراہٹ ہو' دکھلاوا ہو'..... بڑائی ہو' اور جب نامہ اعمال کی تقسیم کا وقت آئے..... تو اس کی نیت صحیح نہ ہو۔ اور جب نیت صحیح نہ ہوئی..... تو یہ گردن کٹانا..... خون بہانا..... کس کام آیا؟ حالانکہ گردن تو کٹ گئی..... خون تو بہہ گیا..... لیکن نیت یہ ہو، کہ میرا گردن کٹانا اللہ کے کلمے کی بلندی کے لیے ہے۔ اور شہید کے بارے میں ایک بات یاد رکھیں، کہ شہید عربی زبان میں کہتے کس کو ہیں؟..... شہید کا معنی ہے "گواہ" شاہد کا معنی بھی گواہ' شہید کا معنی بھی گواہ۔ آپ کہیں گے کہ ایک آدمی اللہ کے راہ میں مارا گیا..... وہ گواہ کیسے؟ شہید کو گواہ اس لیے کہتے ہیں کہ جب گردن کٹ جاتی ہے، تو گردن کٹنے کے بعد وہ اللہ کے دروازے پر پہنچ کر، اللہ کی الوہیت کی گواہی دیتا ہے۔ کہ اے اللہ! تو واقعی سچا

ہے' جو تیرا وعدہ تھا، واقعی پورا ہو گیا..... تو اس لیے اسے شہید کہتے ہیں۔

شہید کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ کے دروازے پر پہنچ کر گواہی دیتا ہے کہ واقعی اے اللہ! تو میرا الٰہ ہے۔

شہداء کی اقسام

اور حضورؐ نے فرمایا! شہید کئی قسم پر ہوتے ہیں۔

ایک ہے میدان جنگ کا شہید..... خود لڑتا ہوا شہید ہو گیا..... یہ شہادت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔

کیونکہ آج کے جمعہ میں ذکر ہے' حضرت حمزہؓ کی شہادت کا..... اس لیے میں عرض کروں گا، کہ سب سے بڑا رتبہ جو شہادت کا ہے..... وہ اللہ نے حضرت حمزہؓ کو عطا فرمایا۔ اور وہ سب سے بڑا رتبہ یہ ہے..... کہ آدمی میدان جنگ میں جا کر لڑائی کرے۔ جنگ کرے۔ تلوار ہاتھ میں ہو' لڑتا ہوا مارا جائے۔ لڑتا ہوا شہید ہو جائے۔ مقابلہ کرنے کے لیے نکلا ہو، مقابلہ کرتا ہوا شہید ہو جائے..... یہ شہادت کا اعلیٰ درجہ ہے اور یہ بھی شہادت کا درجہ ہے کہ:

وَ من قتل مظلوماً

کہ جو آدمی ظلماً قتل کیا گیا ہو' اس کو اللہ نے بڑا مرتبہ دیا ہے۔

مثلاً ایک آدمی بلاوجہ مار دیا گیا راستے میں مار دیا گیا..... وہ بھی شہید ہے،

ایک آدمی ایکسیڈنٹ میں مر گیا..... وہ بھی شہید ہے.....

ایک آدمی طاعون کی بیماری میں مر گیا..... وہ بھی شہید ہے۔

ایک آدمی جہاد کے سفر میں جاتا ہوا، طبعی موت مر گیا..... وہ بھی شہید ہے۔

ایک آدمی وطن کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا، وہ بھی شہید ہے.....

اور ایک آدمی مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا..... حضورؐ نے فرمایا وہ بھی شہید ہے۔

تو شہید کی سات قسمیں ہیں۔

دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا..... وہ سب سے بڑا شہید ہے۔ پھر اس کے اندر

بھی دو درجے ہیں۔

ایک ہے کہ اسلام کی حقانیت کے لیے..... ایک آدمی شہید ہوتا ہے، اور ایک ہے کہ اپنی جائیداد کے تحفظ کے لیے ایک آدمی شہید ہوتا ہے..... شہادت دونوں کی ہے..... لیکن مرتبے کا فرق ہے،.....

سب سے اونچا درجہ اس شہادت کا ہے..... جو دین کے تحفظ کے لیے ہو..... جو اسلام کی حقانیت کے لیے ہو'

جہاد کی تین اقسام

میرے بھائیو! جہاد جو ہوتا ہے، وہ تین قسم کا ہے۔ جہاد صرف تلوار سے نہیں کیا جاتا' یا کلاشنکوف سے نہیں کیا جاتا..... جہاد کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: جہاد باللسان: زبان سے جہاد کرنا۔ ایک آدمی برائی کے خلاف آواز اٹھا رہا ہے، برائی کے خلاف تقریر کرتا ہے' برائی سے لوگوں کو متنفر کر رہا ہے..... اور نیکی کا حکم دے رہا ہے' وہ جہاد باللسان کر رہا ہے..... وہ زبان سے جہاد کر رہا ہے۔

دوسری قسم:۔ جہاد بالقلم: کہ قلم سے جہاد کرتا ہو..... یعنی اس کی تحریر میں..... اس کا قلم..... اس کے مضامین..... اسلام کا دفاع کر رہے ہوں۔ اسلام کی حقانیت کا اعلان کر رہے ہوں..... یہ جہاد بالقلم ہے۔

تیسری قسم:۔ جہاد بالسیف: یعنی تلوار سے جہاد کرنا..... یعنی جس طرح آج کل سرحدوں پر لڑائی کرنا..... دشمن سے مقابلہ کرنا جس طرح افغانستان کے مجاہدوں نے جنگ لڑی' یا کشمیر کے مجاہدوں نے جنگ لڑی، یا بوسنیا کے مسلمان جنگ لڑ رہے ہیں..... یا فلپائن میں جنگ لڑ رہے ہیں..... یا صومالیہ کے اندر مسلمان جنگ لڑ رہے ہیں..... یہ ہے جہاد بالسیف..... تلوار سے جہاد! تلوار کا مطلب یہ نہیں کہ آج کل کے دور میں جو تلوار اٹھائے گا..... وہی جہاد کر رہا ہو گا'..... یہ مطلب نہیں' بلکہ جہاد بالسیف کا معنی یہ ہے، کہ آج کے دور میں' جو شخص آج کے تقاضوں کے مطابق دشمن سے جنگ لڑتا ہے، نبرد آزما ہوتا ہے، وہ جہاد ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ..... جن کی شہادت کا ہم ذکر کر رہے ہیں..... وہ شہادت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ یعنی انہوں نے میدان جنگ میں جام شہادت نوش کیا..... اللہ کے قرآن نے کہا،

وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ

اور ان سے یہ کہتے ہیں:

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ○

تمہیں کوئی خوف کرنے کی ضرورت نہیں..... تمہیں کوئی غم کرنے کی ضرورت نہیں..... جو آدمی اللہ کے راستے میں ذبح کر دیا گیا'..... اسے غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

میرے بھائیو! حضور علیہ السلام کے ایک صحابی کا واقعہ غالباً پچھلے جمعہ بھی میں نے بیان کیا تھا، کہ ایک صحابی کی لاش تڑپ رہی تھی، احد پہاڑ کے نیچے۔ اور اس نے پانی کے مشکیزہ والے کو بلایا، تو اس نے کہا۔ کہ تیرا جسم زخمی ہے، مرہم پٹی کروں..... اگر اجازت ہو' تو اس زخمی نے کہا، کہ مرہم پٹی کی ضرورت نہیں ہے، اس نے کہا دوائی یا کوئی اور ' دودھ چاہتا ہے ..... پانی چاہتا ہے..... اس نے کہا کچھ بھی مجھے ضرورت نہیں۔ اس نے کہا مجھے بلایا کیوں ہے؟ کہنے لگا بلایا اس لیے ہے، کہ میرا آخری وقت ہے اور میرے جسم سے خون بہہ رہا ہے..... اور مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے..... تو میں نے بلایا آپ کو اس لیے ہے..... کہ ایک دفعہ مرنے سے پہلے رسول اللہ کا چہرہ دیکھ لوں..... پیغمبر کا چہرہ دیکھ لوں..... تو اس آدمی نے پانی کا مشکیزہ بھی لیا ہوا تھا، اور اس تڑپنے والے صحابی کو کندھے پر اٹھایا اور کندھے پر اٹھا کر حضورؐ کی طرف چل پڑا۔ تو جب اس (زخمی) نے حضورؐ کا چہرہ دیکھا تو کہتا ہے۔ فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَه

کعبے کی رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا..... اب مجھے آپ بتاؤ کہ کیا ہے کامیابی؟..... یہ ہے کامیابی جو قرآن کہتا ہے۔

وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَنْ لَّا

خَوفٌ عَلَيْهِم وَلاَ هُمْ يَحزَنُوْنَ○

کہ جب شہادت کا تمغہ ملتا ہے..... تو اس کی روح پکار اٹھتی ہے، کہ تجھے کوئی خوف نہیں، کوئی غم نہیں..... حالانکہ اس کا خون تو بہہ رہا ہے۔ کپڑے خون آلود ہیں' چہرہ خون آلود ہے۔ آخری وقت ہے۔ لیکن نبیؐ کا چہرہ دیکھ کر کہتا ہے۔

فُزْتُ برب الکعبہ

رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا

قیامت تک آنے والے شہیدوں کا سردار

نبیؐ کا چہرہ دیکھا تو کامیاب ہو گیا۔ اصل مقصد..... محمد سے محبت ہے۔ دین سے محبت ہے..... شریعت سے محبت ہے..... اسلام سے محبت ہے..... یہ فلاسفی ہے شہادت کی..... کہ شہادت میں انسان اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں سے..... مسلمانوں سے..... قربانی مانگتے ہیں۔ یہ جو عیدالاضحیٰ آرہی ہے۔ یہ بھی قربانی ہے، کہ انسان کو کہا گیا ہے کہ بکرے کے گلے پر چھری چلا دے۔ پیسہ ہے..... تو پیسے پر چھری چلادے یعنی پیسہ اور مال محبت والی چیز ہے، تو اللہ نے فرمایا پہلے مال پر چھری چلا، پیسے پر چھری چلا، تاکہ تجھے اپنی جان پر چھری چلانے کا سلیقہ آئے، تو جنگوں کے اندر شہادتیں ہوتی ہیں' ان کا درس اللہ نے دیا ہے۔ قربانی سے!!! اسی لئے تو قرآن نے کہا:

اِنَّ صَلوتی وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ○

میری نماز اللہ کے لیے..... میری زندگی اللہ کے لیے..... میری موت اللہ کے لیے اور میری قربانی بھی اللہ کے لیے۔ سب کچھ اللہ کے لیے۔ سبق شہید کو یہی دیا جاتا ہے۔

تو میرے بھائیو! یہ جو آیت ہے، اس میں کیونکہ شہادت کا ذکر ہے..... تو اس لیے میں شہادت کا فلسفہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اور آپ اس پر غور کریں،

کہ شہید جو ہوتا ہے..... وہ ایک بہت بڑی عظمت کا حامل ہوتا ہے، اور ہم نے جس شہید کا آج ذکر کرنا ہے..... وہ قیامت تک آنے والے سارے شہیدوں کے سردار ہیں، جن کا نام حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

حضرت حمزہؓ سارے شہیدوں کے سردار ہیں' سید الشہداء ہیں۔ حضور علیہ السلام کے زمانے میں حضرت حمزہؓ شہید ہوئے۔ حضورؐ کے زمانے میں حضرت حسینؓ تو شہید نہیں ہوئے۔ تو نبیؐ کی زبان سے جس آدمی کو سید الشھداء کا لقب ملا..... وہ نبیؐ کی زندگی میں شہید ہوا ہوگا تو ملا ہوگا،..... حضرت حسینؓ تو بعد میں شہید ہوئے..... بعد میں شہید ہونے والے کو پیغمبرؐ نے پہلے سے سید الشہداء کیسے کہا؟

سید الشہداء تو حضرت حمزہؓ کو قرار دیا' اور فرمایا،

"قیامت تک آنے والے شہیدوں کا سردار میرا چچا ہوگا"

جس کی لاش کے ٹکڑے پہ کھڑے ہو کر، رسول اللہؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ سید الشہداء' حضرت حمزہؓ..... پیغمبر کے چچا ہیں۔

حضورؐ کی پیش گوئی اور صحابہؓ کی بہادری

میرے بھائیو! میں یہ واقعہ شروع کرنے سے پہلے ایک اور بات آپ کے سامنے نقل کرنا چاہتا ہوں' غزوہ موتہ میں ایک واقعہ عجیب و غریب پیش آیا۔ صحابہ کرامؓ کا ایک لشکر جنگ کے لیے جانے لگا، تو حضور علیہ السلام نے اس لشکر کو جمع کر کے کچھ ہدایات فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ "اس لشکر کا پرچم میں حضرت جعفر طیارؓ کے سپرد کر رہا ہوں..... اگر جعفرؓ شہید ہو جائیں..... تو پرچم زید ابن ثابتؓ کے ہاتھ میں ہوگا۔

اور اگر زیدؓ بھی شہید ہو جائیں..... تو پرچم عبداللہ بن رواحہؓ کے ہاتھ میں ہوگا۔

اگر عبداللہ بن رواحہؓ بھی شہید ہو جائیں تو جو آدمی موقع پر موجود ہو وہ پرچم اٹھالے۔

یہ آپ نے مسجد نبوی میں خطاب فرمایا۔ اس تقریر کو ایک یہودی سن رہا تھا..... یہودی نے اپنے دوست سے کہا' کہ یہ تینوں آدمی شہید ہو جائیں گے، اس

نے کہا تجھے یہ کیسے پتہ چلا؟ اس نے کہا نبیؐ کا یہ کہنا کہ اگر یہ شہید ہو گیا تو پرچم اس کو دینا اگر وہ شہید ہو گیا..... تو پرچم اس کو دینا..... وہ شہید ہو گیا تو اس کو دینا..... اس کا مطلب ہے یہ تینوں شہید ہوں گے۔ نبیؐ کا کلام غلط نہیں ہو سکتا۔

یہ یہودی نے کہا! کہ پیغمبرؐ کے کلام میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی، چنانچہ تاریخ نے یہ واقعہ بتایا کہ اس جنگ میں حضرت جعفرؓ شہید ہو گئے، اور جعفرؓ کو طیار کا لقب بھی اسی جنگ پہ ملا۔ کہ جب ان کے جسم پر وار ہوا، سب سے پہلے ان کا بازو کٹا..... پھر دوسرا بازو کٹا..... اور پھر ان کی ایک ٹانگ کاٹی گئی۔

ایک بازو کٹا..... تو پرچم دوسرے ہاتھ میں لے لیا..... دوسرا بازو کٹا..... تو پرچم ٹانگوں میں لے لیا، اور جب ایک ٹانگ کٹی، تو پرچم لڑکھڑانے لگا، اور ساتھ ہی ان کی گردن کٹ گئی، تو پرچم حضرت زید ابن ثابتؓ نے اٹھالیا۔ زید ابن ثابت شہید ہو گئے..... تو پرچم حضرت عبداللہ بن رواحؓ نے اٹھالیا۔ تو حضور علیہ السلام نے حضرت جعفر کی شہادت پر..... حضرت جعفرؓ کے گھر جا کر (مدینہ منورہ میں آپ کو اطلاع مل گئی تھی کہ حضرت جعفرؓ شہید ہو گئے..... تو حضورؐ نے حضرت جعفرؓ کی بیٹیوں کے پاس (جا کر) فرمایا کہ جعفرؓ کی بیٹیو! میں تمہیں اطلاع دینے آیا ہوں، کہ تمہارا باپ میدان جنگ میں شہید ہو چکا ہے۔ یہ سن کر حضرت جعفرؓ کی سات بچیاں، جو چھوٹی چھوٹی تھیں رو پڑیں، چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں..... ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، حضورؐ نے فرمایا بیٹیو! رونے کی ضرورت نہیں اگر تم چاہو تو میں تمہارے باپ کو دکھا سکتا ہوں..... کہ وہ جنت میں وہ اڑ رہا ہے۔ اڑنے والے کو عربی میں "طیار" کہتے ہیں۔ تو یہ "طیار" کا لقب حضور علیہ السلام نے دیا تھا..... کیونکہ ان کے بازو کٹ گئے تھے، تو بازوؤں کی جگہ اللہ نے پر لگا دیے تھے، اور ان پروں سے حضرت جعفرؓ جنت میں اڑ رہے تھے۔ اس لیے انہیں جعفر طیار کہتے ہیں' یہ جو جنگ ہے..... اس جنگ میں یہ چھوٹا سا اعزاز تو نہیں کہ ایک آدمی شہید ہو جائے..... حضورؐ اس کے گھر جائیں..... جا کر کہیں جعفرؓ شہید ہو گیا..... جب بیٹیاں رونے لگیں..... تو حضورؐ نے فرمایا، روؤ نہیں!

جعفر کی جگہ میں محمدؐ تمہارا باپ ہوں، میں تمہارا باپ تمہارے گھر آیا ہوں..... اور ان کی بچیوں کے سروں پہ رسول اللہ نے نبوت والا ہاتھ رکھا۔

مسلمانو! کتنا بڑا اعزاز ہے..... ان یتیم بچیوں کا..... جن کے سروں پہ رسول اللہ کا ہاتھ آئے۔ پیغمبرؐ نے دست شفقت دراز کیا۔

صحابہ کرامؓ میں شہادت کی تڑپ

یہی جنگ موتہ ہے کہ اس جنگ میں ایک صحابی تھے..... حضرت عبد اللہ ابن جحش رضی اللہ عنہ' یہ مہاجر تھے..... اور ایک صحابی انصاری تھے۔ شوق شہادت اتنا تھا، کہ جنگ سے ایک دن پہلے ایک دوسرے کو کہنے لگے یار! جی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت دے..... تو مہاجر کہتا ہے آؤ مل کر دعا کرتے ہیں'

انصاری نے ہاتھ اٹھائے' پہاڑ کے نیچے..... کہ اے اللہ! کل جب جنگ شروع ہو تو میرے ہاتھ سے بڑے بڑے نبیؐ کے دشمن قتل ہو جائیں۔ یہ دعا مانگی ہے..... اور مہاجر آمین کہہ رہا ہے۔..... اور آگے مہاجر نے دعا مانگی کہ اے اللہ! کل جب جنگ شروع ہو تو میرے ہاتھ سے نبیؐ کے دشمن قتل ہوں..... اور اس کے بعد مجھ پر نبیؐ کے دشمن حملہ آور ہو جائیں..... اور مجھے قتل کر ڈالیں' اور صرف قتل نہ کریں، بلکہ میری لاش کے ٹکڑے کر دیں..... میری آنکھوں کو علیحدہ کر دیں..... ہاتھ علیحدہ کر دیں..... اور میری لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے..... ان پہاڑوں پر بکھیر دیے جائیں اور یہ ٹکڑے قیامت تک اسی طرح پڑے رہیں..... اور یہ ٹکڑے قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں جمع ہوں اور جب تو ان سے سوال کرے کہ اے شہید کے ٹکڑو! کیا چاہتے ہو؟ ان ٹکڑوں میں سے آواز آئے۔

ثُمَّ اُقْتَلْ ثُمَّ اُحْیَاء ثُمَّ اُقْتَلْ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلْ ثُمَّ اُحْیَاء

کہ ان ٹکڑوں سے آواز آئے کہ ہمیں دوبارہ زندہ کر..... پھر شہید کر..... پھر زندہ کر..... پھر شہید کر.....

غزوۂ احد کے واقعات

میرے بھائیو! یہ صحابہ کا عشق ہے اسی طرح ایک اور واقعہ جنگ احد کا ہے کہ ایک بوڑھی عورت صحابیہؓ اپنے گھر سے چلتی ہے یہ خبر سن کر کہ محمد رسول اللہ قتل کر دیے گئے ہیں اسے راستے میں ایک صحابیؓ ملے' انہوں نے کہا کہ اے اماں! تیرا لڑکا شہید ہو گیا' ایک نے کہا تیرا بھائی شہید ہو گیا تو بوڑھی عورت کہتی ہے کہ سب کی بات چھوڑو..... مجھے بتاؤ کہ میرے پیغمبر کا کیا حال ہے! یہ واقعہ حدیث میں آتا ہے کہ حضور کی شہادت کی خبر غلط مشہور ہو گئی تھی' لیکن اس عورت نے کہا کہ مجھے بتاؤ رسول اللہ کا کیا حال ہے! تو یہ صحابہ کا عشق اور محبت ہے'

یہ جنگ احد ہے' اس میں ایک اور واقعہ پیش آیا۔ کہ احد پہاڑ کی پچھلی طرف حضور ﷺ نے پچاس سواروں کا ایک دستہ مقرر کیا۔ اور ان پچاس آدمیوں سے کہا کہ تم نے یہاں سے حرکت نہیں کرنی۔ لیکن جب جنگ ختم ہو گئی' صحابہ کو فتح مل گئی' تو ان آدمیوں نے کہا جنگ ختم ہو گئی' مال غنیمت تقسیم ہو گیا' اب ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیے۔ چنانچہ وہاں سے پچاس آدمیوں میں سے تقریباً سینتیس آدمی چلے گئے۔ تیرہ آدمیوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ یہاں سے ہلنا نہیں۔ یہ نہیں کہا تھا کہ جنگ کے بعد آجانا۔ بلکہ یہ فرمایا تھا کہ تم نے یہاں سے جانا نہیں۔ اب ہم یہاں کھڑے ہیں' جب تک حضورؐ نہیں آکر کہتے کہ چلو ہم نہیں جاتے۔ وہ تیرہ آدمی وہاں رہے۔

یہ جو جنگ احد ہے' اس میں دشمن کی فوجوں کے سردار ابو سفیان تھے' جو بعد میں مسلمان ہوئے۔ اور ان کے کمانڈر اور جرنیل' حضرت خالد ابن ولیدؓ تھے' جنہوں نے احد کی جنگ میں دشمن کا ساتھ دیا تھا۔ اور بعد میں آکر کلمہ پڑھا۔ اس جنگ میں مقابلے پر وہ تھے۔..... جب جنگ میں صحابہ کو فتح ہو گئی..... دشمن نے سوچا کہ ہمیں پیچھے سے حملہ کرنا چاہیے ہیں' چنانچہ خالد ابن ولید نے پیچھے سے حملہ کیا' تو جن پچاس آدمیوں کو رسول اللہؐ نے کھڑا کیا تھا' وہ سینتیس تو چلے گئے تھے۔ یہ تیرہ آدمی کھڑے تھے، تو خالد ابن ولیدؓ کے فوجیوں نے ان تیرہ آدمیوں کو یہاں شہید کر ڈالا۔ تیرہ آدمی

شہید ہو گئے' تو راستہ صاف ہو گیا' اب پیچھے سے آکر حملہ کیا' جس سے صحابہؓ کی فتح شکست میں بدل گئی۔ صحابہؓ کی صفیں اکھڑ گئیں۔..... میدان صاف ہو گیا صحابہ کی وہ جرات وہمت' جو شروع میں ہوتی ہے..... جب پیچھے سے حملہ ہو جائے تو میدان جنگ میں شکست کے آثار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ تیرہ صحابی بھی شہید ہو گئے' صحابہؓ کی صفیں اکھڑ گئیں۔ اب جو فتح ہو چکی تھی..... وہ شکست میں بدل گئی۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی غیرت ایمانی

کچھ دیر کے بعد حضور علیہ السلام میدان میں خود اترے آپؐ نے خود تلوار چلائی۔

ایک مسئلہ یاد رکھو' ایک آدمی نے حضور علیہ السلام سے پوچھا..... یارسول اللہ ﷺ! روئے زمین کا سب سے برا آدمی کون ہوتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا دنیا کا سب سے برا آدمی وہ ہوتا ہے' جس کو کوئی پیغمبر قتل کرے۔ اور اس سے برا کون ہوتا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا۔ "جو کسی نبیؑ کو قتل کرے۔"

جس کو نبیؑ قتل کرے..... وہ بھی بہت برا ہے..... اور جو نبیؑ کو قتل کرے..... وہ بھی بہت برا ہے.....

اس جنگ میں حضور علیہ السلام پر وار ہوا۔ حضور علیہ السلام پر جب وار ہوا، تو پیغمبر علیہ السلام کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔..... حضور ﷺ پر وار کرنے والا..... حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ فاتح ایران کا بھائی تھا..... عتبہ بن ابی وقاص! اس نے حضور ﷺ پر وار کیا، اور اس وار سے رسول اللہ ﷺ کے ماتھے میں خود کھب گیا تھا..... لوہے کا خود..... اور آپؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص کو پتہ چلا کہ میرے بھائی نے پیغمبر علیہ السلام پر حملہ کیا ہے۔ تو وہ تلوار لے کر..... جذبات میں آکر! تلوار لے کر پھرتے تھے، کہتے تھے میری تلوار آج اپنے بھائی کے خون کی پیاسی ہے۔ اگر میرا بھائی مجھے مل جائے..... تو میں اس کے ٹکڑے کر کے پہاڑ پہ بکھیر دوں..... کہ جو پیغمبر پر حملہ کرتا ہے..... وہ روئے زمین کا سب سے برا آدمی ہے۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت اور حضرت وحشیؓ کا کردار

میرے بھائیو! اس جنگ میں وہ جو پیچھے سے دستہ آیا..... اس نے آکر حضرت حمزہؓ پہ وار کیا..... اس حملے میں حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے۔ اور حملہ کرنے والوں میں ایک آدمی ہندہ کا غلام تھا..... یہ ہندہ عورت کون ہے؟..... ابوسفیان کی بیوی ہے..... اور بعد میں یہ ہندہ بھی مسلمان ہوئی..... بعد میں اس ہندہ نے بھی رسول اللہ کا کلمہ پڑھا..... اور اس ہندہ کو بھی رسول اللہ نے جنت کی خوشخبری دی..... یہ ہندہؓ ابوسفیانؓ کی بیوی تھی اور امیر معاویہؓ کی والدہ تھی۔ لیکن اس ہندہ کا بھائی جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا۔ تو اس ہندہ نے کہا تھا کہ میں حمزہؓ کا جگر نکال کر چباؤں گی..... اور اپنے غلام وحشی بن حرب سے کہا تھا کہ اگر تو حمزہؓ کا جگر نکال کر لائے، تو میں تجھے آزاد کر دوں گی چنانچہ وحشی بن حرب نے آکر حضرت حمزہؓ پہ حملہ کیا، اور حضرت حمزہ شہید ہو گئے، ان کی لاش کو گھسیٹ کر پہاڑ کے نیچے لے گئے۔ اور وہاں جا کر جسم کے اوپر بیٹھ گیا، اور سینہ چاک کیا..... یہی تو وجہ تھی کہ جب بعد میں حضرت وحشی بن حرب مسلمان ہوئے۔ حضورؐ کا کلمہ پڑھنے کے لیے فتح مکہ کے موقع پر آئے..... حضورؐ کے سامنے آئے..... تو حضورؐ نے فرمایا حبشیؓ! تیرا ایمان تو میں قبول کرتا ہوں، لیکن جب تو میری مجلس میں آیا کرے، تو میرے سامنے نہ بیٹھا کر! کیونکہ جب تو سامنے آتا ہے تو میرے چچا کے ٹکڑے سامنے آجاتے ہیں۔

وحشی بن حرب کہتے ہیں کہ مجھے ساری زندگی افسوس رہا! کہ میں پیغمبرؐ کے سامنے نہ بیٹھ سکا، پیچھے بیٹھتا تھا..... حضورؐ توجہ بھی فرماتے تھے۔ کیونکہ جب کلمہ آدمی پڑھ لیتا ہے، سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے اسی لئے جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ٹکڑے کیے تھے۔ جس طرح حضرت حمزہؓ کی لاش کے ٹکڑے کیے تھے..... اسی طرح جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے ٹکڑے کر کے فضاؤں میں بکھیر دیے..... علماء نے کہا۔ اگر آج رسول اللہ ﷺ دنیا میں موجود ہوتے..... تو تیری پچھلی ناراضگی ختم کر دیتے۔ کہ تو نے آج نبوت کے دشمن کو جہنم

رسید کیا، اور اس کے ٹکڑے کر دیے۔

میرے بھائیو! یہی وحشی بن حرب تھے۔ لیکن آج ترس نہیں آیا، غلامی سے آزادی کا لالچ تھا، حضرت حمزہؓ کو ذبح کر دیا، ذبح کر کے ان کی لاش کو نیچے لے گئے، اور پہاڑ کے نیچے لے جا کر ان کی لاش پر چڑھ گئے، سینہ چاک کر کے جگر نکالا' جگر! پیغمبر کے چچا کا جگر نکالا گیا..... اور ان کی آنکھیں علیحدہ کر دی گئیں..... ہاتھ علیحدہ کر دیے گئے..... زبان نکال دی گئی..... جسم کے ٹکڑے کر دیے گئے۔ گردن کاٹ دی گئی..... ٹانگیں کاٹ دی گئیں..... مسلمانو! یہ رسول اللہ کا چچا ہے۔ پیغمبر کا وہ چچا..... کہ جب ابو جہل نے میرے رسول اللہ ﷺ کا راستہ روکا تھا۔ تو یہی حمزہؓ پیغمبر کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ میں لے آئے تھے۔ اور کہتے تھے بھتیجے! میں تجھے یہیں بٹھاتا ہوں..... اور دیکھتا ہوں ابو جہل تجھ پہ کیسے وار کرتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چچا! میں تیری اس تسلی سے مطمئن نہیں ہوں..... میں یہ نہیں چاہتا کہ آج تو اپنے بھتیجے کو کعبہ میں بٹھاتا ہے، اور کل کو تیرا جسم جہنم کی آگ میں جلے..... اے چچا! تیرا بھتیجا تب خوش ہو گا..... جب تو بھتیجے کا کلمہ پڑھ لے گا..... تو چچا نے کھڑے ہو کر کہا کہ بھتیجے! مجھ پر تیرے کلام کا اثر ہوا ہے..... اسی وقت کلمہ پڑھ کے حمزہؓ مسلمان ہو گئے۔

حضرت علیؓ کے اونٹ

جب حضرت حمزہؓ مسلمان ہوئے تو کچھ ہی دنوں بعد ایک عجیب واقعہ پیش آیا، کہ اس وقت شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ سب لوگ شراب پیتے تھے، حضرت حمزہؓ شراب کے نشے میں پہاڑ پر آئے..... وہاں دو اونٹ پھر رہے تھے، حضرت حمزہؓ نے دونوں اونٹوں کو شراب کے نشہ میں ذبح کر دیا۔ وہ اونٹ حضرت علیؓ کے تھے..... اور حضرت علیؓ نے ان دونوں اونٹوں کو اپنی شادی کے ولیمے کے لیے رکھا ہوا تھا..... حضرت علیؓ کو پتہ چلا کہ میرے اونٹ کو ذبح کر دیا گیا..... حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ حضرت حمزہؓ کے ان دونوں اونٹوں کو ذبح کرنے کے بعد..... حضرت علیؓ روتے ہوئے رسول اللہ کے پاس آئے۔ اور آ کر کہا کہ چچا نے میرے دونوں اونٹوں کو ذبح کر

دیا ہے۔ اور یہ اونٹ تو میں نے شادی کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت حمزہؓ کو بلایا۔ بلا کر کہا حمزہؓ! تو نے اونٹ کیوں ذبح کیے؟ تو حمزہؓ خاموش ہو گئے..... حضور ﷺ نے آگے سے کوئی بات نہیں کی..... حضرت علیؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ! چچا نے تو اونٹ ذبح کر دیے..... اور آپ نے بلایا اور پھر کوئی بات بھی نہ کی۔

حضور ﷺ نے فرمایا میرا چچا نشے میں تھا..... میں کوئی بات کرتا اور وہ نشے میں میرا انکار کر دیتا..... تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا۔ اس لیے میں خاموش رہا۔

مشکل کشا رُویا نہیں کرتے

چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اسی واقعہ کی وجہ سے شراب کی حرمت کا اعلان آپ ﷺ نے کیا۔ قرآن پاک نے فرمایا۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ○

ان اونٹوں کو ذبح کرنے کی وجہ سے شراب کی حرمت کا اعلان ہو گیا۔ شراب کی حرمت تو ہو گئی..... لیکن حضرت علیؓ نے کیا کیا؟ کہ جب اونٹ ذبح ہو گئے تو حضرت علیؓ رو پڑے۔ اب مجھے بتاؤ کہ مشکل کشا بھی رویا کرتا ہے؟ دیواروں پہ لکھتے ہو "یا علی مدد" تو جس علیؓ سے مدد مانگتے ہو..... وہ روتے بھی ہیں؟ حدیث کی ساری کتابوں میں ہے..... کہ جب اونٹ ذبح کیے گئے تو حضرت علیؓ روتے ہوئے پیغمبرؐ کے پاس آئے۔ روتے ہوئے پیغمبرؐ کے پاس کون آسکتا ہے؟ مشکل کشا آسکتا ہے؟..... حاجت روا آسکتا ہے؟..... اور جو اپنے اونٹوں کے ذبح ہونے پر ان کی مدد کے لیے نہیں گئے..... یہاں تمہاری مدد کے لیے سمندری میں ضرور آئیں گے!! پاکستان میں ضرور آئیں گے..... یہ جاہلانہ اور شرکیہ عقیدہ ہے۔ مدد اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

کربلا کے میدان میں پیغمبر علیہ السلام کے نواسے شہید ہو گئے..... حضرت علیؓ کے صاحبزادے شہید ہو گئے ان کی مدد کے لیے تو حضرت علیؓ نہیں گئے..... اور یہاں آج تیری مدد کے لئے چودہ سو سال کے بعد آئیں گے..... عقیدہ درست کر شرک والے عقید کو تو نہ اپنا۔ تیرے کلمے کا اعتبار اٹھ جائے گا۔ اللہ کے سوا کوئی دنیا میں مدد

نہیں کر سکتا۔ اللہ ہی مدد کرتے ہیں..... اور اللہ نے ہی مدد کی ہے۔ جنگوں میں مدد اللہ نے کی ہے۔ حضرت علیؓ کی مدد بھی ہر مقام پہ اللہ نے کی ہے۔

میرے بھائیو! حضرت حمزہؓ کی لاش کے بارہ ٹکڑے پہاڑ پر بکھیر دیے گئے..... حضور ﷺ کو پتہ چلا کہ حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے..... حضورؐ نے فرمایا کہ ان کی لاش لے آؤ..... جب حضورؐ نے فرمایا کہ لاشیں جمع ہیں، ان میں حمزہ کی لاش کو لاؤ تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! حمزہؓ کی لاش تو لانے کے قابل نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا مثلہ ہو چکا ہے۔ لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ حضور ﷺ پہچان نہ سکے، آپ نے غور سے دیکھا اور حضرت حمزہؓ کی آنکھیں علیحدہ پڑی رسول ﷺ نے دیکھیں..... تو حضورؐ نے ان کے ماتھے پہ بوسہ دیا..... ماتھا ٹکڑے ہو چکا تھا..... خون بہہ رہا تھا۔ آنکھیں علیحدہ پڑی تھیں..... ہاتھ علیحدہ پڑے تھے..... پیر علیحدہ پڑا تھا..... ٹانگیں علیحدہ پڑی تھیں..... مسلمانو! مجھے بتاؤ' دنیا کا سب سے بڑا سردار کس دکھ میں مبتلا تھا..... کس پریشانی میں مبتلا تھا؟؟ لاش کے ٹکڑوں پہ رسول اللہ موجود تھے۔ اگر ماتم کرنا جائز ہوتا..... آج میرا پیغمبر ﷺ ماتم کرتا۔ آج میرا پیغمبرؐ اشک بہاتا..... آج میرا پیغمبر سینہ کوبی کرتا..... آج میرا رسول اللہ ﷺ سر پیٹتا..... سینہ پیٹتا..... لیکن میرے پیغمبر ﷺ نے لاش کے ٹکڑوں پہ کھڑے ہو کر اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھائے۔

"اے اللہ! حمزہؓ کو اس جرم میں مارا گیا..... کہ یہ تیرا کلمہ بلند کرتا تھا"

اس پہ میں بھی راضی ہوں..... تو بھی راضی ہو جا! حضورؐ نے فرمایا! ظالموں کو ترس نہیں آیا۔ چلو کوئی آدمی شہید ہو جاتا ہے..... لاش کا ایک ٹکڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن میں اس لاش کو کہاں لے جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا گوشت کو جمع کیا جائے۔ جس طرح قصائی بکرے کے گوشت کو جمع کرتا ہے، اسی طرح حمزہؓ کی لاش کے ٹکڑے کو ایک بوری میں ڈالا گیا۔

بہن..... بھائی کی لاش پر

مسلمانو! اس لاش کے ٹکڑوں کو لا کر..... جب لاشوں کے قریب رکھا گیا حضور کو اطلاع ملی کہ حضور ﷺ کی پھوپھی یعنی حضرت حمزہؓ کی بہن حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب..... وہ اپنے بھائی کی لاش کو دیکھنے آ رہی ہے..... بھائی کے ٹکڑوں کو دیکھنے آ رہی ہے۔ کس کو دیکھے گی؟..... لاش کے ٹکڑے تو بوری میں پڑے تھے..... کس کا ملاحظہ کرے گی؟ حضورؐ نے فرمایا کہ میری پھوپھی کو روکو! کہ وہ لاش کے ٹکڑوں پر نہ آئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ماتم کرنے لگ جائے، بے ساختہ ہو جائے، وار فتگی کا شکار ہو جائے، یہاں سینہ پیٹنے لگ جائے..... ایسا نہ ہو جائے۔ میرے بھائیو حفیظ جالندھری نے کہا

ہوا حمزہؓ کی میت پر گزر شان رسالتؐ کا
تاثر دیدنی تھا مہر تاباں کی جلالت کا
صفیہ بنت عبدالمطلب ہمشیر حمزہؓ کی
بہت تھی ان کے دل میں الفت و توقیر حمزہؓ کی
کہا روکو! میری پھوپھی کو میت پر نہ آنے دو
یہ دل زخمی تو ہے اس کو نیا چرکہ نہ کھانے دو
الم انگیز ہے قطع و برید چہرۂ حمزہ
بہن کو رنج دے شاید یہ دید چہرۂ حمزہ
پسر نے جا کے مادر کو جس وقت سمجھایا
تو قلب مسلمہ ہر حال میں صبر آزما پایا
گئیں وہ میت حمزہؓ پہ، روئیں اور نہ چلائیں
نظر چہرے پہ ڈالی فاتحہ پڑھ کر چلی آئیں

میرے بھائیو! وہ منظر کیسا عجیب ہو گا؟ رسول اللہ سامنے تشریف فرما ہیں، صفیہ آئی ہیں..... پیغمبرؐ کی پھوپھی آئی ہیں، وہ صفیہ..... جس نے کئی مشرکوں کو جہنم رسید کیا

تھا۔ آج احد کے پہاڑ پر آتی ہے..... اور اپنے بھائی کی لاش کو دیکھتی ہے۔ فرمایا کپڑے کو ہٹاؤ..... کپڑا ہٹایا..... صحابہؓ رو پڑے..... کپڑا ہٹایا ہے..... جب ہڈیوں کو دیکھا..... آنکھیں علیحدہ تھیں..... ہاتھ علیحدہ تھے..... تو صفیہ ماتم کر سکتی تھی..... سینہ پیٹ سکتی تھی..... مسلمانو! بتاؤ' کوئی بہن دنیا میں ایسی ہے..... جو اپنے جوان بھائی کی لاش پر آئے، اور اس کی آنکھوں کو دیکھے..... اس کے ٹکڑوں کو دیکھے..... اور یہ کہے کہ:

"اے اللہ! اگر تیرے پیغمبرؐ نے مجھے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا' تو میں آج اپنے آنسوؤں سے اپنے بھائی کو غسل دے دیتی" یہ میرا بھائی ہے،..... جس نے جوانی پیغمبر کے دین پر گزاری..... جو مکے کا پہلوان تھا..... جو مدینے کا پہلوان تھا..... اے اللہ! اس کا تو بڑا جرم کوئی نہ تھا۔ اے اللہ! کیا یہ وہ حمزہؓ نہیں تھا..... کہ جب تیرے پیغمبر ﷺ کو خانہ کعبہ سے ابو جہل نے نکالا..... تو اسی پہلوان نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو کعبہ میں بٹھا دیا تھا..... آج ان کے ٹکڑے ہیں..... اور خاموش لاش ہے..... لہو بہہ رہا ہے، اے اللہ! تیرے سوا اس کی عظمتوں کو بلند کرنے والا کوئی نہیں۔

اگر ماتم جائز ہوتا

مسلمانو! یہ لاش کے ٹکڑے ہیں، آج اس لاش کے ٹکڑوں نے کیا سبق دیا، کہ ماتم کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، ہے گنجائش؟.....

اگر ماتم جائز ہوتا تو رسول اللہ کرتے حمزہؓ کی لاش پر.....

ماتم جائز ہوتا..... تو صفیہ اپنے بھائی کے ٹکڑوں پر ماتم کرتی.....

میں آگے بڑھ کر کہتا ہوں..... کہ

ماتم جائز ہوتا..... تو جب حضرت علیؓ شہید ہوئے..... تو حضرت حسینؓ ماتم کرتے..... حضرت حسنؓ ماتم کرتے.....

ماتم جائز ہوتا، تو صحابہؓ ماتم کرتے۔

ماتم جائز ہوتا..... تو پیغمبر ﷺ کی وفات پر سارے صحابہؓ ماتم کرتے۔

مکہ کی گلیاں ماتم کرتیں۔

شہسوار ماتم کرتے،

مدینہ کے لوگ ماتم کرتے.....

لیکن کسی نے ماتم نہیں کیا۔

مجھے بتاؤ! رسول اللہؐ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو وہ حالت کوئی عام حالت تو نہیں تھی۔ ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے کہ نبیؐ کی وفات کی خبر جب مدینے کی گلیوں میں آئی..... تو جو کھڑا تھا..... کھڑا رہ گیا، جو بیٹھا تھا،..... بیٹھا رہ گیا،..... صحابہ کی ایک جماعت دھاڑیں مارتی ہوئی جنگلوں کی طرف نکل گئی،..... سفید دھاڑیوں والے لوگ مسجد نبویؐ میں رونا شروع ہو گئے، اور ایک آدمی مدینہ کے باہر ہل چلا رہا تھا، کسی نے اسے کہا کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے، تو اس نے ہل روک دیا..... ہل روک کر ہاتھ اٹھائے' کہ اے اللہ! رسول اللہ ﷺ کے جانے کے بعد میری آنکھوں کو اندھا کر دے..... میرے کانوں کو بہرہ کر دے.....

اس کو کسی نے کہا کیا دعا کرتا ہے!!

اس نے کہا جن آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، حضور ﷺ نہیں رہے تو مجھے آنکھوں کی ضرورت نہیں ہے۔

جب حضورؐ نہیں ہیں..... مجھے کسی کا کلام سننے کی ضرورت نہیں ہے۔

میرے بھائیو! بخاری شریف میں آتا ہے، کہ وہ آدمی اتنا مستجاب الدعواۃ تھا..... اسی جگہ نابینا ہو گیا، اسی جگہ کانوں سے بہرہ ہو گیا۔

لیکن مجھے بتاؤ..... وہ بہرہ تو ہو گیا..... لیکن اس نے کیا ماتم؟

حضرت صدیق اکبرؓ جب رسول اللہ ﷺ کی لاش پر آئے..... تو منظر کیسا عجیب تھا، کہ صدیق اکبرؓ پیغمبر کی لاش پر آئے، نبیؐ کے ماتھے سے کپڑا ہٹایا..... پیغمبر کو بوسہ دیا..... اور بوسہ دے کر کہا۔

طبت حیا و میتاً

اے پیغمبر ﷺ! تیرا دنیا میں آنا بھی..... اور دنیا سے جانا بھی مبارک

اے پیغمبر ﷺ! آپ کو دو موتیں نہیں آئیں گی۔ مسلمانو! پیغمبر کی عظمت کو دیکھو..... نبیؐ کی بلندی کو دیکھو..... پیغمبر کی رفعت کو دیکھو.....اس اسوۂ حسنہ کو تو دیکھو۔

حضرت حسینؓ کا نام لے کر ماتم کرنا..... مجھے بتاؤ ان لاش کے ٹکڑوں پہ کھڑے ہو کر..... حضرت حمزہؓ کی لاش کو حضورؐ نے فرمایا۔

"قیامت تک آنے والے سارے شہیدوں کا سردار میرا چچا ہے"

اور لاش کے ٹکڑے پڑے ہیں، نبیؐ ماتم نہیں کرتے..... صحابہؓ ماتم نہیں کرتے۔ خاندان نبوت ماتم نہیں کرتا..... تو مجھے سبق ملا ہے' کہ آج جو آدمی ماتم کرے گا.....اس کا نہ تعلق رسول اللہ ﷺ سے ہے.....نہ علی المرتضی سے ہے.....نہ حضرت حمزہؓ سے ہے.....نہ خاندان نبوت سے ہے..... ہو سکتا ہے کوئی تعلق؟ نہیں! لیکن ایک افسوس ناک بات مجھے کہنی پڑتی ہے، کہ حضرت حمزہؓ کی شہادت اسی مہینہ شوال میں ہوئی، سترہ شوال حضرت حمزہؓ کی شہادت کا دن ہے۔ جو چند دن پہلے گزر چکا ہے..... لیکن ان کی شہادت پر کوئی آنکھ نہیں روئی،..... ان کی شہادت پر پاکستان کی فوج اور پولیس نہیں روئی..... مولوی نہیں رویا..... پیر نہیں روئے..... عوام نہیں روئے..... جس شہید کو پیغمبرؐ نے سید الشہداء کہا.....اس کی شہادت کا دن آیا اور گزر گیا ہے..... لیکن محرم کا مہینہ آتا ہے، تو ایک مہینہ پہلے ساری دنیا رونے لگ جاتی ہے' ایسا معلوم ہوتا ہے' جیسے سارا پاکستان شیعہ کا ملک بن گیا ہے۔ جس کو سید الشہداء تیرے پیغمبر نے فرمایا.....اس کی شہادت کے تو دن کا بھی تجھے پتہ نہیں کہ کونسا ہے! سید الشہداء..... تیرے رسول ﷺ نے جس کے لیے فرمایا..... اس کے لیے نہ کوئی پروٹوکول ہوا.....نہ پولیس روئی.....نہ کوئی انتظامات ہوئے۔ بلکہ مولوی حضرات اور خطیب حضرات ان کی شہادت کا ذکر ہی نہیں کرتے ان کو پتہ نہیں کونسی تاریخ ہے۔

مسلمانو! اپنے شہیدوں کو یاد کرو..... اسلام کی تاریخ شہیدوں سے بھری ہوئی ہے۔ اسلام شہادتوں کا دین ہے.....اسلام شہادتوں کا مذہب ہے۔ لیکن جو قوم قربانی نہیں

دے سکتی..... شہید نہیں کرا سکتی..... وہ قوم کبھی دنیا میں ترقی نہیں کر سکتی۔ آپ دیکھیں جب سے دنیا بنی ہے فوجیں نہیں ہیں؟..... فوج کس لیے ہوتی ہے؟ فوج سرحدوں کی حفاظت کرنے کے لیے ہوتی ہے..... اگر اس میں جذبہ جان دینے کا نہ ہو، تو مجھے بتاؤ ملک چل سکتا ہے؟..... نہیں! تو مسلمانو! اسلام کی ساری تاریخ کا مطالعہ کرو، اسلام کی ساری تاریخ شہادتوں کی تاریخ ہے، شہیدوں سے بھری ہوئی ہے۔ شہادتوں سے بنی ہوئی ہے۔ ہر آدمی کو حضرت حمزہؓ کی شہادت سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ یہی وہ مختصر واقعہ تھا، جو حضور علیہ السلام کے چچا حضرت حمزہؓ کی شہادت کا ہے۔

اللہ پاک ہم سب کو حضرت حمزہؓ کی شہادت سے سبق لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اسباب فتح مکہ

الحمدُ للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ھادی لہٗ ونشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ولا نظیر لہٗ ولا وزیر لہٗ ولا مشیر لہٗ ولا معین لہٗ وصلی علی سید الرسل وخاتم الانبیاءؐ المبعوث الی کافۃ للناس بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللّٰہ باذنہ وسراجا منیرا ○

وقال اللّٰہ تبارک وتعالی فی الکلام المجید والفرقان الحمید ○ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہٗ علیک ویھدیک صراطا مستقیما ○

صدق اللّٰہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمدُ للّٰہ ربّ العالمین ○

☆☆✿☆☆

جس دور پہ نازاں تھی دنیا اب ہم وہ زمانہ بھول گئے
اوروں کو جگانا یاد رہا، خود ہوش میں آنا بھول گئے
اذاں تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور!
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے، وہ ضرب لگانا بھول گئے
منہ دیکھ لیا آئینے میں، پر داغ نہ دیکھا سینے میں!
دل ایسا لگایا جینے میں، مرنے کو مسلماں بھول گئے

میرے واجب الاحترام ' قابل صد احترام ساتھیو! آج آپ حضرات کے سامنے اسلامی تاریخ کا ایک بہت اہم واقعہ بیان کرنے کے لیے میں نے قرآن پاک کی آیات کریمہ تلاوت کی ہیں اور وہ اہم واقعہ کیا ہے ؟ جس نے اسلامی ہسٹری کا رخ تبدیل کر دیا اور اسلامی تاریخ کا ایک انمول اور انوکھا واقعہ ' قران پاک کے کئی مقامات پہ اللہ پاک نے نقل فرمایا ہے۔ اور وہ واقعہ اتنا طویل ہے کہ ایک جمعہ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ اس پہ انشاءاللہ اگلا جمعہ بھی لگے گا، اس کی پہلی قسط آج نشاءاللہ بیان ہو گی اور اسی واقعہ میں ایسے ایسے بڑے بڑے واقعات پوشیدہ ہیں ' اور اس اہم واقعہ میں ایمان افروز ایسی چیزیں ہیں کہ انسان کی معلومات میں جہاں اضافہ ہو گا، وہاں اسلام کے سپوت ' صحابہ کرامؓ کی عظمت کا بھی علم ہو گا اور یہ معلوم ہو گا کہ اسلام نے صحابہ کرامؓ کو کتنی اہمیت دی ہے..... اور وہ واقعہ ہے "فتح مکہ"

فتح مکہ کی اہمیت

مکہ سے حضور علیہ السلام کو نکال دیا گیا تھا۔ اور آپ مدینہ منورہ پہنچ گئے تھے..... اور چھ سات سال وہاں رہے..... پھر آپ عمرہ کرنے آئے..... اور آپ کو اجازت نہیں دی گئی..... اور پھر ایک اہم واقعہ پیش آیا۔ جسے معاہدہ صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے۔ اس کے ایک دو سال بعد پھر مکہ کی فتح کا اعلان ہوا۔

مکہ کیسے فتح ہوا؟ خانہ کعبہ سے تین سو ساٹھ بت کیسے گرائے گئے؟

کعبے کی چھت پر اذان کیسے ہوئی؟

اسلام کا غلبہ خانہ کعبہ پہ کیسے ہوا؟

اور بتوں کو توڑ کر اسلام کا پرچم مکہ میں کیسے لہرایا گیا؟

یہ ہے فتح مکہ کا واقعہ۔ اور آج انشاءاللہ ہم اس واقعہ کا آغاز کریں گے..... سب سے پہلے آپ اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ فتح مکہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ مکہ..... فتح مکہ کیسے ہوا؟ کیا تلوار سے مکہ فتح ہوا؟ یا رعب سے فتح ہوا؟ کعبے میں جو اذان ہوئی ہے..... وہ پہلے کس نے دی؟ کعبے کی چھت پر کون چڑھا؟ حضور علیہ السلام کتنا بڑا

لشکر لے کر مکے میں آئے تھے..... اور بغیر جنگ کے اللہ نے فتح عطا فرمائی۔ جنگ کی باقاعدہ ضرورت پیش نہیں آئی۔ یہی غزوہ فتح مکہ جسے فتح اعظم بھی کتابوں میں لکھا گیا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسلام کی پوری تاریخ میں فتح مکہ سے زیادہ شاندار موقع کوئی نہیں دیکھا گیا۔

جنگ..... مرتبے کے اعتبار سے جنگ بدر سب سے بڑی ہے۔
فوج کے اعتبار سے جنگ تبوک سب سے بڑی ہے۔
اور شان و شوکت کے اعتبار غزوہ فتح مکہ سب سے بڑا ہے.....

مکے کی فتح اسلام کا ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اس واقعہ کو سمجھنے سے پہلے یہ واقعہ سمجھیں۔

پیغمبرؐ کا خواب اور اس کی حقیقت

حضور علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں چھ سال ہو گئے تھے، حضورؐ کے دل کی خواہش تھی کہ میں خانہ کعبہ دیکھوں..... میں عمرہ کروں..... اللہ کے گھر کو دیکھوں..... نبی کے دل میں تڑپ تھی۔ اس تڑپ کے نتیجے میں پیغمبرؐ کو رات کو خواب آیا اور خواب میں حضورؐ نے دیکھا کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں..... اور خانہ کعبہ کی طرف میں لشکر لے کر جا رہا ہوں۔ حضور علیہ السلام یہ خواب دیکھ کر اٹھے..... اور آپ کو معلوم ہے کہ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے تو حضورؐ نے صبح کو سارے صحابہؓ کو حکم دیا کہ سارے صحابہ میرے ساتھ عمرہ کرنے کے لیے چلیں، تیاری کریں۔ چنانچہ ساڑھے چودہ سو صحابہ نے تیاری کی..... سامان باندھا..... خوش ہو گئے..... کہ ہم خانہ کعبہ نبی کی موجودگی میں دیکھیں..... اور وہ بڑے برکت والے لوگ تھے..... جن کو نبی کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت ملی۔ پیغمبر کے ساتھ جنہوں نے سفر کیا۔ حضورؐ نے فرمایا تیار ہو جاؤ!!! سارے صحابہ تیار ہو گئے۔ ساڑھے چودہ سو صحابہ عمرہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ لیکن میں آپ کو بتاؤں گا کہ عمرہ نہیں ہوا۔ چلے تھے عمرہ کرنے کیلئے۔

پیغمبرؐ اور صحابہ کرامؓ نے احرام باندھ لیے

اگر غیب کا علم نبی کو ہوتا تو نبی علیہ السلام یہیں سے واپس چلے جاتے، بلکہ جانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ غیب کے خزانے اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں! پیغمبرؐ نے عمرے کا احرام باندھا..... احرام اس وقت آدمی باندھتا ہے' جب ارادہ پکا ہو..... اور مدینہ سے باہر نکل کر ستر میل کے فاصلے پر ایک جگہ آتی ہے' جس کا نام ہے "ذوالحلیفہ" اس مقام پر ساڑھے چودہ سو صحابہؓ نے احرام باندھا..... میں قربان جاؤں صحابہ کے پاؤں کی خاک پر..... کہ جنہوں نے نبی کے ساتھ احرام باندھا، پیغمبر کے ساتھ نمازیں پڑھیں..... نبیؐ کی اقتداء میں آگئے..... پیغمبرؐ کے ساتھ سفر کیا۔

وہ قافلہ کیسا اچھا ہوگا؟..... جس قافلے کا امیر کارواں محمد رسول اللہ ہو۔

لشکر وہ بھی بڑا بابرکت تھا۔ جس کا واقعہ میں نے رمضان میں بیان کیا ہے، جو جنگ بدر کا لشکر تھا، جس کو حفیظ جالندھری نے کہا:

یہ پہلا جیش تھا دنیا میں افواج الٰہی کا
جسے اعلان کرنا تھا، خدا کی بادشاہی کا
یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا، نرالا تھا
کہ اس لشکر کا جرنیل کالی کملی والا تھا

وہ لشکر بھی بے مثال تھا..... اور اس لشکر کو دیکھو..... مدینہ سے لشکر چلا ہے۔ ساڑھے چودہ سو صحابہ نبی کے ساتھ ہیں۔ مکہ مکرمہ سے چند میل پیچھے "حدیبیہ" ایک جگہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے وہاں پڑاؤ ڈالا۔

ابوسفیان سے ملاقات کیلئے قاصد کا انتخاب

وہاں ٹھہرے..... کیوں ٹھہرے؟..... تاکہ خانہ کعبہ کے عمرے کی اجازت ابوسفیان سے لیں،..... کیونکہ خانہ کعبہ پر قبضہ تو کافروں کا تھا۔ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، سردار قریش تھے۔ حضور علیہ السلام نے سوچا کہ یہاں سے

میں ایک قافلہ بھیجتا ہوں..... جو جا کے ابوسفیان سے خانہ کعبہ میں داخلہ کی اجازت مانگے۔ یہ کہے کہ صرف عمرہ کرنا ہے..... جھگڑا نہیں کرنا..... لڑائی نہیں کرنی..... آپ صرف عمرے کی اجازت دے دیں۔ حدیبیہ کے مقام پر آپ نے خطبہ دیا تھا۔ اور خطبہ میں فرمایا کہ میں چاہتا ہوں ایک وفد بھیجوں ابوسفیان کے پاس..... مکہ مکرمہ میں، جو میرا سفیر بن کر جائے..... میرا قاصد بن کر جائے اور حضورؐ نے فرمایا عمرؓ! تم جاؤ قاصد بن کر' اور جا کر تم اجازت مانگو..... تو حضر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! میں بڑا سخت آدمی ہوں..... میں جب مکہ سے نکلا تھا، آج سے چھ سال پہلے، تو بڑے لوگوں کے ساتھ میری لڑائی تھی..... میری تلخ طبیعت کی وجہ سے..... تو آپ ایسے آدمی کو سفیر بنا کر بھیجیں، کہ جو نرم ہو' اور جس کی نرمی پر دشمن بھی جس کی تعریف کرتا ہو، حضورؐ نے فرمایا وہ کون آدمی ہے؟..... حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ عثمان غنیؓ ہیں..... حضورؐ نے فرمایا عثمان آ..... عثمانؓ آئے..... حضورؐ نے فرمایا دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لو' اور میرے سفیر بن کر مکہ میں داخل ہو جاؤ۔ جا کر ابوسفیان سے سے کہو مسلمان آئے ہوئے ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام آئے ہوئے ہیں، چھ سات میل کے فاصلے پر پڑاؤ ہے۔ پیغمبرؐ نے عمرہ کرنا ہے۔ کعبے کا طواف کرنا ہے۔ اس کی اجازت دے دو۔

حضرت عثمان غنیؓ کی بطور قاصد روانگی

حضرت عثمانؓ سفیر بن کر مکے میں داخل ہو گئے۔ تو بڑے بڑے کافر..... جو عثمان غنیؓ سے واقف تھے..... کہ یہ تو کپڑے کا بڑا تاجر تھا..... بڑا رئیس تھا..... لوگ ان کے پاس آ کر ملے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا ابوسفیان سے..... کہ میرے رسولؐ عمرہ کرنا چاہیے ہیں، طواف کرنا چاہتے ہیں کعبے کا..... آپ اگر اس کی اجازت دیں..... تو ابوسفیان نے کہا۔ "تیرے نبی کو اجازت نہیں ہے، اگر تو طواف کرنا چاہتا ہے..... تو تجھے اجازت ہے۔"..... عثمان غنیؓ نے فرمایا۔ "میں عثمان..... اپنے پیغمبرؐ کے سوا کعبے کا طواف نہیں کر سکتا"

جس میں حضورؐ کی مرضی نہ ہو وہ ثواب نہیں

یہاں سے ایک مسئلہ ثابت ہوا کہ "نیکی بھی وہی نیکی کہلاتی ہے، جس میں نبی کی مرضی شامل ہو" حالانکہ کعبے کا طواف کرنا تو عبادت ہے۔ دیکھنا عبادت ہے سب کچھ ثواب ہے..... لیکن آج یہ ثواب کدھر چلا گیا..... کہ اس ثواب میں چونکہ نبی کی مرضی نہیں تھی، اس لیے عثمان غنیؓ نے فرمایا۔ "قبلہ تو ہے..... قبلہ نما موجود نہیں ہے۔" جس نے مجھے قبلے کا دروازہ دکھایا، وہ چھ میل کے فاصلے پر بیٹھا ہے..... اور عثمان اکیلا کعبے کا طواف کرے..... یہ عثمان غنیؓ کے عشق رسولؐ کے خلاف ہے۔

سفیر پیغمبرؐ کی شہادت کی افواہ

میرے بھائیو! عثمان غنیؓ کی اس عظمت کو دیکھو، کافروں نے کہا کہ "اے عثمان! آپ طواف کریں، آپ عمرہ کریں، لیکن کسی اور کو اجازت نہیں کہ کعبے میں داخل ہو، حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تو یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہوں..... چنانچہ انہوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو گرفتار کر کے ایک مکان میں نظر بند کر دیا۔ عثمان غنیؓ گرفتار ہو گئے..... میں قربان جاؤں عثمان غنیؓ کی عظمت پر۔ آپ دیکھتے ہیں کوئی انڈیا کا سفیر ہے..... کوئی امریکہ کا سفیر ہے..... کوئی پاکستان کا سفیر ہے..... عثمانؓ وہ عظمت والا ہے، جو محمد مصطفیٰ ﷺ کا سفیر ہے۔ جس کو نبی نے اپنا سفیر بنا کر کعبے میں بھیجا اور آج وہ سفیر گرفتار ہو چکا ہے۔ اب دیکھیں کیا ہوا۔ جب عثمان غنیؓ گرفتار ہو گئے..... تو یہاں ایک خبر مشہور ہو گئی، یہ خبر غلط تھی، اور مشہور ہو گئی غلط خبر..... کیا؟..... کہ عثمان غنیؓ شہید ہو گئے۔ حالانکہ شہید نہیں ہوئے تھے۔

حضرت عثمانؓ کی قدر و قیمت

اب اگر نبی کو غیب کا علم ہوتا..... تو پیغمبرؐ پہلے کہہ دیتے عثمانؓ شہید نہیں ہوئے، یہ غلط کہہ رہا ہے۔ لیکن حضورؐ نے یہ نہیں کہا، بلکہ حضورؐ نے فرمایا۔ "لوگو جو آدمی تم میں سے عثمان غنیؓ کا بدلہ لینے کے لیے میرے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا

ہے..... آئے!! میں عثمان کا بدلہ لیے بغیر یہاں سے واپس نہیں جاؤں گا۔" اس کو کہتے ہیں عثمان غنیؓ کی قیمت! کیا قیمت ہے؟..... کہ حضورؐ عثمان غنیؓ کا بدلہ لینے کے لیے تیار ہیں، اور بدلہ لیتے ہوئے تو آدمی شہید بھی ہو سکتا ہے، رسول اللہ شہید بھی ہو سکتے ہیں۔

ابو بکرؓ نے فرمایا میں بھی بدلہ لوں گا۔

عمرؓ نے فرمایا میں بھی بدلہ لوں گا۔

علیؓ نے فرمایا میں بھی بدلہ لوں گا۔

عثمان کتنا قیمتی ہے،..... کہ اس عثمان غنیؓ کے لیے نبیؐ بھی شہید ہونے کے لیے تیار ہے!!

عثمان کے لیے علیؓ بھی شہید ہونے کو تیار ہے.....

عمرؓ بھی شہید ہونے کو تیار ہے.....

ابو بکر صدیقؓ اور سارے صحابہ شہید ہونے کو تیار ہیں.....

صحابہؓ کے ہاتھ اللہ و رسولؐ کے ہاتھوں میں

پیغمبر نے یوں ہاتھ بڑھایا کہ لوگو آؤ، جو عثمان غنیؓ کا بدلہ لینا چاہتا ہے، میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھے۔ تو ساڑھے چودہ سو صحابہ نے نبی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ دیکھو عثمان کے بدلہ کے مسئلہ پر نبی کے ہاتھ پر کتنے ہاتھ آئے؟؟..... ساڑھے چودہ سو ہاتھ جب پیغمبر کے ہاتھ پر آئے، تو اللہ نے قرآن بھی وہیں اتار دیا۔

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ

کہ نیچے نبیؐ کا ہاتھ، اوپر صحابہ کا ہاتھ..... اور اوپر اللہ کا ہاتھ۔

تو دیکھو اوپر اللہ کا ہاتھ، نیچے نبی کا ہاتھ، اور درمیان میں صحابہؓ کا ہاتھ،

تو کوئی ہاتھ..... اللہ و رسول کے ہاتھوں سے صحابہ کا نکال سکتا ہے؟..... نہیں۔

ایک بچہ بازار میں جائے، اور آپ انگلی پکڑ کر جائیں اور بچہ چاہے جتنا بھی ہو، آپ کے ہاتھ سے انگلی بچے کی کوئی نہیں ہٹا سکتا۔ کیونکہ انگلی آپ کے ہاتھ میں ہے،

تو آپ کا ہاتھ اتنا وزنی ہے۔ کہ بچہ آپ سے نہیں چھڑا سکتا..... اور اللہ کا ہاتھ اتنا ہلکا ہے کہ ساڑھے چودہ سو صحابہ کے ہاتھوں پر اللہ نے اپنا ہاتھ رکھا اور اللہ کو صحابہ چھوڑ کر چلے گئے..... اور وہ ہاتھ چھڑا کس نے دیا؟ کوئی ہاتھ چھڑا سکتا ہے؟.....

کہ نبی کے ہاتھ میں ساڑھے چودہ سو صحابہ کا ہاتھ، اور اللہ کے ہاتھ میں ساڑھے چودہ سو صحابہ کا ہاتھ۔

اور میرے بھائیو جب وہ بیعت کر رہے تھے' تو قرآن کی یہ آیت اتری'

لقد رضي الله عن المومنين اذيبا يعونك تحت الشجرةِ

"اس درخت کے نیچے جن ساڑھے چودہ سو صحابہ نے' عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیے نبیؐ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے، عرش پہ خدا ان سے راضی ہو چکا ہے۔"

حالانکہ عثمان غنیؓ تو ابھی زندہ تھے۔ لیکن صرف عثمان کی محبت ہے..... جس نے نبی کے ہاتھ پہ بیعت کی..... ان پر جنت واجب ہو گئی..... حالانکہ بدلہ تو لینا نہیں تھا..... اس کا اللہ کو پتہ تھا..... کہ عثمان غنیؓ شہید نہیں ہوئے۔ لیکن پھر بھی بیعت ہو گئی تھی۔

حضرت عثمانؓ سے بغض کا انجام

حدیث شریف میں آتا ہے، کہ ایک جنازے میں حضورؐ تشریف لے گئے، جنازہ آگے رکھا ہے، حضورؐ جنازہ پڑھانے کے لیے آگے کھڑے ہوئے ہیں، حضورؐ نے پوچھا کس کا جنازہ ہے؟ تو بتایا گیا فلاں آدمی کا ہے۔ حضورؐ پیچھے ہٹ گئے، فرمایا میں جنازہ نہیں پڑھاتا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ! آپ تو رحمۃ العالمین ہیں' جنازہ پڑھائیں، حضورؐ نے فرمایا:

انه كان يبغض عثمان

میں اس لیے اس کا جنازہ نہیں پڑھاتا..... کہ اس کے دل میں عثمان غنیؓ کا بغض تھا۔ جس کے دل میں عثمانؓ کا بغض ہو..... پیغمبرؐ اس کا جنازہ نہیں پڑھاتا۔ عثمان کی محبت اور عظمت کا کیا اندازہ ہے، کہ ابھی عثمان شہید نہیں ہوئے، لیکن نبی بدلہ لینے

کے لیے تیار ہے۔..... یہ سارا واقعہ میں آپ کو بتاؤں گا۔ فی الحال میں آپ کو فتح مکہ کا آغاز بتانا چاہتا ہوں..... کہ فتح مکہ ہوا کیسے!! تو اس کے بعد عثمان غنیؓ کا پتہ چلا کہ وہ تو زندہ ہیں۔

معاہدۂ صلح حدیبیہ

تو بعد میں اہل مکہ کی طرف سے..... ابوسفیان کی طرف سے دو آدمی مذاکرات کے لیے چنے گئے..... رسول اللہ کی طرف سے بھی دو آدمی مذاکرات کے لیے چنے گئے..... اور فیصلہ یہ ہوا..... کہ یہ دونوں گروپ بیٹھ کر فیصلہ کریں کہ عمرہ کرنا ہے..... یا نہیں کرنا..... اور آئندہ مشرکین مکہ کا، اور مسلمانوں کا آپس میں تعلق کیا ہوگا۔ اس پر حدیبیہ کے مقام پر مشرکین مکہ کے سردار آئے۔ مسلمان آئے..... اور وہاں آکر آپس میں معاہدہ ہوا اس معاہدے کا نام ہے، "معاہدہ صلح حدیبیہ"..... اور اس میں معاہدہ جب لکھا جانے لگا، حضور علیہ السلام کی طرف سے تو اوپر لکھا گیا "من محمد رسول اللہ"..... یعنی محمد رسول اللہ کی طرف سے ہے یہ معاہدہ' جب محمد کے بعد رسول اللہ لکھا، تو..... کافروں نے کہا اگر ہم محمد کو رسول مانتے تو جھگڑا کیسا..... پہلے رسول اللہ کا لفظ مٹاؤ..... حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا علیؓ! اپنے ہاتھ سے "رسول اللہ" کا لفظ مٹادو'..... علیؓ نے ہاتھ جوڑ کر فرمایا اللہ کے رسولؐ! میں لفظ "رسول اللہ" اپنے ہاتھ سے مٹا نہیں سکتا..... میرے اندر جرأت نہیں ہے،..... کہ میں اس کو مٹاؤں،..... حضورؐ نے اپنے ہاتھوں سے مٹایا، اب جملہ من محمد بن عبداللہ..... ہو گیا اس معاہدے کے اندر دس شرائط تھیں۔ دس شقیں تھیں۔ سیرت کی ساری کتابوں میں اس معاہدے کی شقیں موجود ہیں..... لیکن اس معاہدے کی ایک شق یہ تھی کہ مکے کے جتنے بھی قبائل ہیں..... وہ جس طرف جانا چاہیں جس کو اپنا حلیف اور ساتھی بنانا چاہیں' بنا سکتے ہیں۔ مثلاً مکہ میں دو بڑے بڑے قبیلے تھے، ایک بنو خزاعہ کا قبیلہ تھا، اور ایک بنو بکر کا قبیلہ تھا۔ تو ان دونوں قبیلوں کو معاہدے میں اختیار دے دیا گیا، کہ ان دونوں میں سے جس طرف کوئی جانا چاہے، جا سکتا ہے۔

ان دونوں میں چونکہ اختلاف تھا، تو بنو بکر جو تھے، وہ مشرکین مکہ سے مل گئے.....اور مشرکین مکہ کو اپنی پارٹی بنالیا۔

اور بنو خزاعہ جو تھے' انہوں نے کہا کہ ہماری پارٹی محمد رسول اللہ ہے۔

محمد رسول اللہ کے ساتھ جو بھی ہیں وہ بھی بڑی قسمت والے ہوئے کہ ان کو حبیب ملا تو محمد رسول اللہ ملا۔ دنیا کا سردار ملا..... یہ ان کا معاہدہ ہوا تھا..... باقی ساری شقوں کے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ فتح مکہ کے اسباب کیا تھے۔ اس کے اندر شرطیں باندھی گئیں کہ اس دفعہ مسلمان عمرہ نہیں کریں گے.....اس پر صحابہ کو بڑی تکلیف ہوئی.....اور اس معاہدہ کے بارے میں یہ کہا کہ اس میں مسلمانوں نے اپنی کمزوری دکھائی ہے۔ اور مشرکین کی ساری شقیں مان لیں..... کہ اگر مکے کے مشرکوں کا کوئی آدمی بھاگ کر مدینہ جائے تو حضور علیہ السلام اسے واپس کر دیں گے.....اور اگر ان کا کوئی آدمی بھاگ کر مدینہ سے مکہ آئے تو مشرکین واپس کریں نہ کریں' ان کی مرضی ہے۔ تو بظاہر جو یہ شقیں تھیں..... یہ مسلمانوں کے خلاف جارہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، یارسول اللہؐ! کیا ہم مسلمان نہیں..... ہم غالب آنے والے نہیں..... حضورؐ نے فرمایا ہاں ہم غالب آنے والے ہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا، اتنے پیچھے لگ کر، اتنی شرطیں مان کر۔ اور ادھر ایک شق یہ تھی کہ بنو خزاعہ جو ہیں.....یہ مسلمانوں کے ساتھ ملیں گے' اور بنو بکر مشرکین سے ملیں گے، اور آپس میں معاہدے کی خلاف ورزی کوئی نہیں کرے گا..... مشرکین مکہ اور مسلمانوں کی لڑائی نہیں ہوگی۔ کب تک؟..... جب تک مسلمانوں کے کسی حلیف کو مکے کے مشرک خود تنگ نہ کریں۔ اور مکے کے مشرکوں کے حلیف کو مسلمان تنگ نہ کریں..... جب معاہدہ ہو گیا، تو حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ عمرہ کر کے تمہیں قربانی دینی پڑتی ہے۔ اور سر کی حجامت بنوانی پڑتی ہے۔ حجامت یہیں بنوالو' عمرہ کا ثواب تمہیں یہیں بیٹھے بیٹھے مل جائے گا۔

معاہدہ ٹوٹ گیا

کچھ عرصہ بعد بنو بکر نے حملہ کیا اور بنو خزاعہ کے کچھ آدمیوں کو مار دیا۔ جواب میں انہوں نے بھی ایک آدھ آدمی مار دیا۔ برابر ہو گئے، لیکن برابری کے بعد بنو بکر نے دوبارہ بنو خزاعہ کے چھ آدمی مار دیے۔ جب چھ آدمی مار کر زیادتی کر دی..... تو وہ جو معاہدہ صلح حدیبیہ ہوا تھا۔ اس کی خلاف ورزی ہو گئی۔ معاہدے میں تو یہ تھا کہ یہ دونوں قبیلے آپس میں نہیں لڑیں گے۔ لیکن اب پہل کر دی بنو بکر نے..... اور جب انہوں نے پہل کر دی، تو مشرکین مکہ نے اپنے حلیف قبیلے کا ساتھ دیا، یہ معاہدے کی خلاف وزی ہے۔

بنو خزاعہ کا وفد..... حضورؐ کی خدمت میں

جب مشرکین مکہ نے معاہدہ توڑ دیا' تو اسی وقت بنو خزاعہ کا ایک وفد عمرو بن سالم خزاعی کی قیادت میں مکہ سے مدینہ' رسول اللہ کی خدمت میں گیا۔ انہوں نے جا کر حضور علیہ السلام کو سارا واقعہ سنایا..... کہ یا رسول اللہ یہ ہے معاہدہ صلح حدیبیہ، اس میں یہ دستخط ہیں ابوسفیان کے، یہ ان کی مہر لگی ہوئی ہے، کہ ہم ایک دوسرے کے خلاف لڑائی نہیں کریں گے، لیکن مشرکین مکہ نے ہمارے چھ آدمیوں کو قتل کر کے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے۔ یہ شکایت پیش کی۔

حضورؐ کے قاصد کی سرداران مکہ سے ملاقات

حضور علیہ السلام نے اسی وقت ایک قاصد کو تیار کیا اور قاصد کو کہا کہ جلدی جلدی جاؤ اور جا کر مشرکین مکہ کے سامنے تین باتیں پیش کرو۔

کہ جو آدمی تم نے مارے ہیں' ان کی دیت ادا کرو،

یا اعلان کرو کہ حدیبیہ کا معاہدہ کینسل ہو گیا..... ہم معاہدہ کینسل کرتے ہیں،

تیسرا یہ کہ بنو خزاعہ کو راضی کر لو بغیر پیسے کے یہ نہیں ہو سکتا، کہ تم معاہدہ بھی توڑو اور تم سے نمٹنے کا اعلان نہ ہو۔

حضور علیہ السلام نے جب تین آدمیوں کو قاصد بنا کر وہاں بھیجا کہ ان تین شرطوں میں سے ایک شرط منواؤ' تو جب قاصد وہاں پہنچے، وہاں اس وقت ابوسفیان نہیں تھا، جو قائم مقام سردار تھا، اس نے کہا کہ جاؤ چلے جاؤ! ہم نے معاہدہ بھی توڑ دیا..... ہم دیت بھی ادا نہیں کریں گے، جاؤ محمد مصطفےٰ کو کہو، جو کر سکتا ہے، کرے..... ہم یہاں موجود ہیں..... یہ بڑی ڈھٹائی تھی' بڑا ظلم تھا' بڑی زیادتی تھی۔ مسلمانوں نے تو کوئی زیادتی کسی سے نہیں کی تھی' لیکن معاہدہ توڑا مشرکین مکہ نے جب یہ پیغام آ کر حضور علیہ السلام کو سنایا گیا، بدیل ابن ورقہ غالباً اس آدمی کا نام تھا، جس کو رسول اللہ نے قاصد بنا کر بھیجا، کہ تین شرطوں میں سے ایک شرط منا کر آؤ۔ یہ آدمی تو جلدی جلدی حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! انہوں نے تو معاہدہ توڑ دیا، بات ہی ختم کر دی۔

ابوسفیان کی حضورؐ کی خدمت میں حاضری

جب ابوسفیان پیچھے سے آیا اور اسے معلوم ہوا کہ میرے قائم مقام نے معاہدہ توڑ دیا، تو ابوسفیان نے کہا۔ تیرا بیج ختم ہو جائے گا، تو محمد مصطفےٰ سے ٹکر لیتا ہے۔ نبی سے ٹکر لینے والا کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا کہ جناب میں تو اب معاہدہ توڑ بیٹھا ہوں..... اب کیا ہو گا؟ ابوسفیان نے کہا، تم یہاں بیٹھو، میں چلتا ہوں مکہ سے مدینہ۔ چنانچہ ابوسفیان نے دو تین سواریاں اور لے لیں اور جلدی جلدی تیز رفتار قاصد کے ذریعے مدینہ منورہ پہنچا۔ جب مدینہ منورہ پہنچا تو سیدھا حضور علیہ السلام کے پاس آیا۔ آپ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، آ کر حضورؐ سے کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ! میں معافی مانگنے آیا ہوں' جو معاہدہ ہم نے کیا تھا، اس پر پکے ہیں..... حضور علیہ السلام نے منہ دوسری طرف پھیر لیا..... پھر اس نے دوسری طرف ہو کر کہا کہ میں معافی مانگنے آیا ہوں' حضورؐ کو وہ قاصد تو مل گیا تھا، کہ انہوں نے معاہدہ توڑ دیا، تو حضورؐ نے کلام نہیں کی، جب حضورؐ نے کلام نہیں کی..... تو ابوسفیان باہر نکلے اور جا کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ' رسول اللہ تو ناراض ہیں۔ اپنے

پیغمبر کو راضی کر دو، میں معاہدے کو پکا کرنا چاہتا ہوں'..... صدیق اکبرؓ نے فرمایا جب نبی ناراض ہو تو ابو بکرؓ میں جرأت نہیں ہے کہ پیغمبر کو راضی کر لے۔

پیغمبرؐ کے بستر پر مشرک نہیں بیٹھ سکتا

ابو سفیان صدیق اکبرؓ کے گھر سے نکل کر حضورؐ کے گھر چلے گئے۔ کیونکہ ابھی تک ابو سفیان تو مسلمان نہیں تھے، لیکن ابو سفیان کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اکرم ﷺ کی بیوی تھیں، تو اپنی بیٹی کے گھر چلے گئے..... جب بیٹی کے گھر گئے تو انہوں نے اپنے باپ سے ملاقات کی..... لیکن جب جا کر اندر بستر پر بیٹھنے لگے..... تو بیٹی نے بستر اٹھا لیا۔ اور کہا ابا جان! یہ نبی کا بستر ہے، نبی کے بستر پہ مشرک نہیں بیٹھ سکتا۔

ابو سفیان نے کہا بیٹی!..... تیرا خون سفید ہو گیا! تو میری بیٹی ہے، میرا خون ہے..... تو محمد مصطفیٰ ﷺ کے گھر میں آ کر اپنے باپ سے بستر ہٹاتی ہے..... کہ نبیؐ کے بستر پر نہیں بیٹھ سکتا۔ تجھے کیا ہو گیا، تو اپنے مذہب کو چھوڑ گئی'

ام حبیبہؓ نے فرمایا: ابا جان..... میں نے جو مذہب شرکیہ اختیار کیا ہوا تھا..... وہ غلط تھا، میں محمد مصطفیٰ کا کلمہ پڑھ کے اسلام کی روشنی میں آ چکی ہوں، ابا جان تم میرے باپ ہو..... میں تمہاری لخت جگر ہوں' لیکن میں اپنے باپ کو کروڑوں مرتبہ محمد رسول اللہ کے پاؤں کی خاک پر قربان کر سکتی ہوں۔

یہ ام حبیبہؓ کون ہے؟ یہ سردار قریش کی لڑکی ہے۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی چھوٹی بہن ہے، اس عورت کے ایمان کو دیکھو' کتنا ایمان مضبوط ہے، ایمان کی بات کی ہے، کہنے لگیں، والد اپنی جگہ..... لیکن نبوت کے پاک بستر پر نہیں بیٹھ سکتے ہو۔ اس بستر پہ پیغمبر بیٹھتے ہیں،

چنانچہ ابو سفیان کے پاؤں سے زمین نکل گئی، کہ میری بچی نے میرے ساتھ کیا کیا۔ لیکن بچی نے ایمان کا مظاہرہ کیا، بیٹی نے ایمان کی بات کی۔

حضرت علیؓ کی طرف سے سفارش کا وعدہ

ابو سفیان باہر نکلے اور حضرت علیؓ کے پاس گئے، اور حضرت علیؓ کے پاس پہنچ کر کہنے لگے علیؓ! میں تیرے پاس آیا ہوں، تم بھی قریشی ہو، میں بھی قریشی ہوں..... حضورؐ کے پاس ہماری سفارش کرو، حضرت علیؓ نے فرمایا تم چپ کر کے یہاں سے چلے جاؤ میں بعد میں سفارش کروں گا، ابو سفیان چپ کر کے چلا گیا۔ جب ابو سفیان واپس پہنچا تو جا کر کہا کہ علی المرتضی نے کہا ہے کہ میں پیچھے سے بات کروں گا..... تو مشرکین مکہ نے کہا علی المرتضی نے تجھے چکر دے دیا ہے چکر!..... اگر تو صلح کر کے آتا تو ہم بے خوف ہو جاتے، اور اگر تو کہتا کہ جنگ ہو گی، تو ہم تیاری کرتے، نہ تو صلح کر کے آیا..... نہ تیاری کی خبر لایا..... تو تو اسی طرح ہمیں مروائے گا، کہ کل کو رسول اللہ آ کر خانہ کعبہ پر حملہ کر دیں گے، اور مشرکین مکہ کو ختم کر دیں گے۔

دس ہزار کا لشکر تیار

حالانکہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کو حکم دے دیا تھا، کہ لشکر تیار کرو، مشرکین مکہ نے پیغمبر کے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے، اب نبی کبھی ان کو معاف نہیں کر سکتا۔ چنانچہ صحابہ کرام نے لشکر تیار کیا..... دس ہزار صحابہ کرام کا لشکر تیار ہو گیا۔ اسلام کی تاریخ میں اس سے پہلے اتنا بڑا لشکر کبھی نہیں آیا۔ دس ہزار صحابہ کا لشکر، قافلے، وفود، لشکر، مسلمانوں کی جماعتیں، گاؤں کے لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے۔ لشکر تیار ہو رہا ہے۔ دو دن..... چار دن..... دس دن لگے گئے اور فرمایا کہ مشرکین مکہ نے جو معاہدہ توڑا ہے، ہم ان کو مزہ چکھائیں گے۔ کہ پیغمبرؐ کے حلیفوں کو قتل کیا..... اور اس کی دیت بھی نہیں دی اور کہا جاؤ بھاگ جاؤ، کوئی دیت نہیں۔ دس ہزار صحابہ تیار ہو گئے۔ بڑا شوق شہادت ہے، ولولہ ہے صحابہ کا۔

حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ کی طرف سے مخبری

لیکن عین اس حالت میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا، کہ ایک صحابی حضرت

حاطب بن ابی بلتعہ ' (حاطب حطب سے ہے' حطب لکڑی کو کہتے ہیں عربی میں..... لیکن وہ لکڑی کا کاروبار کرتے تھے) حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ، جب حضور علیہ السلام نے لشکر کی روانگی کا فیصلہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک ایسا کام' جو بظاہر صحیح نہیں تھا۔ لغزش ہوئی..... غلطی ہوئی..... کوتاہی ہوئی۔ جس کوتاہی کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا۔ اور پھر معافی کا ذکر بھی قرآن نے کیا۔ جب حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ دس ہزار صحابہ کرام کا لشکر تیار ہو رہا ہے' تو انہوں ایک عورت کو ایک خط دے کر مکے بھیجا کہ جا کر فلاں آدمی سردار ہے۔ اس کو دے دو' اور خط میں یہ لکھا کہ رسول اللہ بہت بڑا لشکر لا رہے ہیں..... اور پیغمبر علیہ السلام کا لشکر مشرکین مکہ کا صفایا کر دے گا۔ تم اپنا ٹھکانہ کر لو' اور حضورؐ جہاں بھی دنیا میں جاتے ہیں' فتح ان کے قدم چومتی ہے۔ اس خط کا یہ مضمون ہے۔..... یہ خط لکھنا خلاف ورزی تھی صحابہ کے اصول کی۔ حضور علیہ السلام خفیہ جا رہے ہیں..... اور ایک صحابی یہ راز فاش کر دے۔ یہ غلطی تھی نہ تھی؟ ادھر خط لے کر ایک عورت وہاں سے چلی..... ادھر اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کے ذریعے حضور علیہ السلام کو بتا دیا..... کہ اس لشکر کی مخبری حاطب ابن ابی بلتعہ نے کر دی ہے، اور فلاں عورت خط لے کر مکہ پہنچ رہی ہے، اگر وہ عورت پہلے پہنچ گئی تو مشرکین آپ کے مقابلہ میں تیار ہو جائیں گے۔ اس لیے اس خط کو پکڑو..... چنانچہ اسی وقت حضور اکرمؐ نے صحابہ کرامؓ کو بلایا، اور ان صحابیوں نے تیز رفتار گھوڑا دوڑایا..... اور مدینہ منورہ سے چالیس پچاس میل دور ایک جگہ پر درخت تھے بہت سارے، ان درختوں کے پاس جا کر اس عورت کو پکڑ لیا۔ اور عورت سے کہا کہ تو کہاں جاتی ہے، کہنے لگی مکہ جاتی ہوں..... تیرے پاس کوئی خط ہے؟ کہنے لگی کوئی خط نہیں۔ تلاشی لی' جب تلاشی لی گئی، تو خط کوئی نہ نکلا، حضرت علیؓ نے فرمایا رسول اللہ کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا ہے کہ خط لے کر جا رہی ہے، یہ عورت کیسے کہتی ہے کہ خط نہیں لائی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم تیرے کپڑے آگے پیچھے کر کے بھی..... سر کے بالوں سے کپڑا ہٹا کر بال بھی چیک کریں گے..... جسم بھی چیک کریں

گے..... نبی کی زبان غلط نہیں ہو سکتی، خط دے دے..... یا اسے کہا کہ ہم تیرے بال چیک کرتے ہیں، تو اس نے اسی وقت کے بالوں نیچے سے خط نکال کر حضرت علیؓ کو دیدیا۔ اور اس خط میں یہ لکھا تھا" مکے کے مشرکو! ایک لشکر صحابہ کا آرہا ہے..... اسلام کا لشکر آرہا ہے..... اس لشکر سے پہلے اپنا انتظام کرلو۔

یہ بات تو غلط تھی' اصول کے خلاف تھی، اور کرنے والا صحابی تھا..... اور بتایا جبرائیل امین نے پیغمبرؐ کو..... جب خط لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس پہنچے تو حضرت صدیق اکبرؓ حضورؐ کی مجلس میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا یارسول اللہ مجھے اجازت دو' کہ میں حاطب ابن ابی بلتعہ کو آپ کے دربار میں پیش کروں..... اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یارسول اللہ دربار میں پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ مجھے اجازت دو' میں اس کا سر قلم کر کے آپؐ کے قدموں میں پیش کردوں، حضورؐ نے فرمایا سر قلم کرنے کی ضرورت نہیں' تم حاطب ابن ابی بلتعہ کو میرے دربار میں پیش کرو..... چنانچہ اس صحابی کو ایک ملزم کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کے دربار میں پیش کیا گیا، جب وہ صحابی حضور علیہ السلام کے دربار میں آیا، سارے صحابہ اتنے گرم تھے..... اس نے مخبری کیوں کی؟ کھڑا ہو گیا صحابی، کہنے لگا یارسول اللہ! نہ میں کافر ہوں..... نہ منافق ہوں!

اعلان سنو صحابی کا۔ نہ میں کافر ہوں..... نہ میں منافق ہوں،

حضورؐ نے فرمایا یہ خط تیرا ہے؟..... میرا ہے!!

یہ مکے کی طرف بھیجا ہے؟..... بھیجا ہے!!

اس خط میں خبر دی گئی ہے کہ لشکر آرہا ہے؟؟..... خبر دی گئی ہے!!

خط تو نے لکھا ہے؟..... خط میں نے لکھا ہے!!

مہر تیری ہے؟..... مہر میری ہے!!

کاغذ تیرا ہے؟..... کاغذ میرا ہے!!

سب کچھ مانا' کہنے لگے نہ میں کافر ہوں' نہ میں منافق ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا اچھا بتا..... تو نے خط لکھا کیوں؟ کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! میرے چھوٹے چھوٹے بچے اور میری بیوی ہے، وہ مکہ میں ہیں، اور ان کا کسی کے ساتھ تعلق نہیں ہے مکے میں' جب یہ لشکر مسلمانوں کا جاتا..... تو وہ تو الگ تھلگ بچے رہتے ہیں، اس حملے سے 'وہ میرے بچے اور بیوی بھی شہید ہو سکتی تھی، اس لیے میں نے مشرکین مکہ کے ایک آدمی کو اطلاع دی کہ میرا اس پر احسان رہے اور میرے بچوں کی حفاظت کے لیے بھی انتظام کرے۔ مخالف ہوں..... نہ میں منافق ہوں..... نہ بے ایمان ہوں..... نہ آپ کا دشمن ہوں..... میں نے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے لیے یہ کام کیا ہے۔ اور ہوئی مجھ سے غلطی ہے..... میں معافی مانگتا ہوں۔

شرکاء بدر کی سعادت ابدی

حضورؐ نے فرمایا کہ حاطب ابن ابی بلتعہ کو کچھ نہ کہو، اس لیے کہ اس کی وضاحت کو ابھی جبرائیل نے مجھے بتایا کہ اللہ نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اس کی وضاحت مان لی ہے۔ اور حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ نے معاف کر دیا اور فرمایا یا رسول اللہ میں منافق نہیں ہوں، حضورؐ نے فرمایا معاف پتہ ہے کیوں کیا؟ صحابہ کو کہا!..... اس لیے معاف کیا کہ یہ جو حاطب ابن ابی بلتعہ ہے یہ جنگ بدر کا شریک ہے..... اور بدر کی جنگ لڑ چکا ہے..... اور جنگ بدر میں جو جو لوگ شریک ہوئے تھے، ان کے بارے میں یہ آیت اتر چکی ہے کہ:

أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ

جن کو میرے نبی نے فرمایا تھا،

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

کہ جو جو آدمی بدر میں شریک ہوا..... وہ بدر میں شرکی ہونے کے بعد موت سے پہلے کوئی غلطی کرے گا، خدا اس کی غلطی کو بھی نیکی میں بدل دے گا، تو جنگ بدر کا شریک ہے، اس لیے اللہ نے تیری اس غلطی کو معاف کر دیا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ نے تو معاف کر دیا، کوئی اور آدمی اس غلطی کو اچھال سکتا ہے؟ کوئی اور آدمی اس بنیاد پر صحابی پر تنقید کر سکتا ہے؟..... نہیں!

شرکاء بدر کے اسماء کی برکت

مسلمانو! شرکائے بدر اسلام کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔ محققین نے کہا کہ جو آدمی جو قوم بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جائے' اگر شرکائے بدر کا نام لکھ کر دعا مانگے، اللہ کبھی اس کی دعا کو رد نہیں کرے گا۔

جو جو بدر میں شریک ہوا، قرآن کہتا ہے۔

أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوْبِهِمُ الْإِيْمَان

کہ ان کی چمڑی اتر سکتی ہے، ایمان ان کے دل سے نہیں نکل سکتا۔ اب ان میں یہ حاطب ابن ابی بلتعہ بھی شامل ہیں۔ اللہ نے عرش سے جن کی معافی کا اعلان پیغمبرؐ کے دل پر اتارا ہے۔ مسلمانو! غلطی اور کوتاہی ہو سکتی ہے، لیکن اگر غلطی اور کوتاہی کی معافی عرش سے اللہ کی طرف سے آئے، تو میں سمجھتا ہوں، نیکیوں سے بھی یہ بات بہت بڑھ جاتی ہے، کہ معاف کرنے والا پروردگار ہے۔

میرے بھائیو! فتح مکہ کا آغاز کیسے ہوا سمجھ میں آیا ہے؟..... کہ فتح مکہ اس معاہدے کی خلاف ورزی کی وجہ سے عمل میں آیا، جو مشرکین مکہ نے کی۔ اب دس ہزار صحابہ کا لشکر یہاں سے روانہ ہوتا ہے، راستے میں کیا ہوا؟ مکے میں جا کر کیا ہوا؟ چھ آدمی راستے میں شہید ہو گئے' خانہ کعبہ میں داخلہ کیسے ہوا؟ حضورؐ نے حضرت بلالؓ کو کعبے کی چھت پر کیسے چڑھایا؟ اور پیغمبر علیہ السلام نے اعلان کیسے کیا؟..... "**لاتثریب علیکم الیوم**" اور ابوسفیان نے نبی کا کلمہ کیسے پڑھا؟..... اور یہ اعلان ہوا کہ "**من دخل فی دار ابوسفیان فھو امنا**" یہ بڑے بڑے ایمان افروز واقعات جو ہیں فتح مکہ کے..... انشاء اللہ ان کا ذکر آئندہ جمعہ کو ہو گا۔

اللہ تعالیٰ آج کے ہمارے بیان کو شرف قبولیت سے نوازے آمین! ثم آمین

فتح مکہ



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ ○ اَلْمَبْعُوْثُ اِلٰی کَآفَّۃِ النَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○

وَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ ○ لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَۃِ لَنُغْرِیَنَّکَ بِھِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْھَآ اِلَّا قَلِیْلًا ○ مَّلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ○ سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○



☆☆✿☆☆

بزرگان محترم! آپ حضرات کے سامنے گزشتہ جمعے سے فتح مکہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ اور میں نے عرض کیا تھا کہ اسلام میں جتنی بھی جنگیں اور غزوات ہوئے، ان سب سے زیادہ شان و شوکت والا غزوہ غزوہ فتح مکہ ہے۔

فضیلت کے اعتبار سے جنگ بدر سب سے بڑی جنگ ہے..... جو جو آدمی غزوہ بدر میں شریک ہوا، اس پر جنت واجب ہو چکی ہے..... اس کا اعلان حضور علیہ السلام نے فرمایا، شہدائے بدر کو حضور علیہ السلام نے فرمایا،

اِعْمَلُوْ مَاشِئْتُم قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

اللہ فرماتے ہیں، جو کچھ مرضی کرو، تمھیں میں نے معاف کر دیا۔ جو کچھ کرو، یہ کسی اور کے لیے نہیں کہا گیا، کہ آئندہ غلطی کرنے والے کو بھی میں معاف کروں گا۔ تو شہدائے بدر کا ایک اعزاز ہے..... اسلام میں جتنی بھی جنگیں ہوئی ہیں، سب سے زیادہ برگزیدہ اور مرتبے میں اونچی جنگ، جنگ بدر ہے۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں کئی مرتبہ آیا ہے، جس میں اللہ پاک نے یہ خبر دی ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت نے آکر، اس جنگ میں صحابہ کے ساتھ حصہ لیا۔ صحابہ کی شہادتوں کے اعتبار سے سب سے اونچی جنگ، جنگ احد ہے۔

فوج کے اعتبار سے سب سے بڑی جنگ، جنگ تبوک ہے..... جس میں صحابہ کے لشکر کی تعداد بیس ہزار تھی۔ اور دشمن کی تعداد اڑھائی لاکھ..... اڑھائی لاکھ رومی عیسائیوں سے مقابلہ ہوا! جنگ تبوک میں..... لیکن شان و شوکت کے اعتبار سے..... فخر کے اعتبار سے..... رونق کے اعتبار سے خوشی کے اعتبار سے..... سب سے بڑی جنگ اور سب سے بڑا غزوہ غزوہ فتح مکہ تھا..... اسلامی شان و شوکت کا شاہکار، اسلام کو جو شان و شوکت فتح مکہ میں ملی، وہ کبھی نہیں ملی، حقیقت یہ ہے کہ مکہ سے رسول اللہ ﷺ کو نکالا گیا تھا، اذیتیں دے دے کر اسی مکہ میں آٹھ سال کے بعد پیغمبر کا داخلہ ہوا، اس جنگ پر..... جس کا واقعہ آج آپ کے سامنے میں بیان کروں گا۔ انشاءاللہ۔

پچھلے جمعے ہم یہاں تک پہنچے تھے کہ غزوہ فتح مکہ کیوں پیش آیا؟ اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ حضور علیہ السلام کو کیا ضرورت پیش آئی کہ اسلام کا ایک لشکر لے کر مکے پر حملہ کریں۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ صلح حدیبیہ، جو معاہدہ ہوا تھا، اس میں کچھ شرائط ایسی تھیں کہ جن شقوں کی خلاف ورزی مشرکین مکہ نے کی اور اب رسول اللہ ﷺ مشرکین مکہ کی خلاف ورزی کا اللہ کے حکم سے ان کو مزہ چکھانے کے لیے مکے کی فتح کا اعلان کیا۔ اور اسلام کا ایک لشکر تیار کیا جس کی تعداد دس ہزار تھی۔ حضور علیہ السلام دس رمضان المبارک آٹھ ہجری کو روانہ ہوئے مکہ سے آئے ہوئے آٹھ سال ہو چکے تھے اور دل میں تڑپ تھی کہ میں کعبے کی زیارت کروں حضورؐ کی بھی تڑپ تھی اور صحابہ کی بھی تڑپ تھی اور ادھر اللہ نے حکم دے دیا کہ مشرکین مکہ نے چونکہ معاہدہ توڑا ہے اب ان پر حملہ کرو..... خانہ کعبہ پر قبضہ کرو..... اور خانہ کعبہ کی چابیاں اپنے ہاتھ میں لو۔ اللہ کا حکم آیا۔ پیغمبر علیہ السلام دس ہزار صحابہ کا لشکر لے کر مدینہ منورہ سے چلے ان میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور تمام بڑے بڑے صحابہ موجود تھے۔

صحابہ کرامؓ کے تین طبقات

ایک بات تو یہ یاد رکھیں اور دوسری بات کہ صحابہ کرام کی صحابیت کے تین

طبقے ہیں..... صحابہ کے تین طبقے ہیں۔اور قرآن پاک میں ان تینوں طبقوں کا ذکر آیا ہے۔پہلا طبقہ مہاجرین کا..... مہاجر ان صحابہ کو کہتے ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ سے پیغمبر کے ساتھ ہجرت کی اور مدینہ چلے گئے وہ مہاجرین ہیں جب حضور علیہ السلام کو مکہ مکرمہ سے نکالا گیا تو جو آدمی نبیؐ کے ساتھ گئے ان کو مہاجرین کہتے ہیں اور مہاجرین کی تعداد تھی (114)۔ قرآن پاک نے ان لوگوں کی بڑی تعریف کی ہے قرآن کہتا ہے،

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار

اسلام میں ان لوگوں کا بڑا ہی رتبہ ہے جنہوں نے ہجرت کر کے نبیؐ کا ساتھ دیا..... جن لوگوں نے مکے سے نبیؐ کے ساتھ ہجرت کی وہ مہاجرین ہیں اور جن لوگوں نے مدینہ میں نبیؐ کا استقبال کر کے نبیؐ کے آگے آنکھوں کی پلکیں بچھائیں..... ان کو اسلام کی اصطلاح میں "انصار کہتے ہیں" انصار کا عربی میں معنی ہے مددگار، یعنی جب حضور علیہ السلام کا قافلہ مدینہ میں پہنچا تو انہوں نے صحابہ کی مدد کی..... اپنے امکان خالی کر دیے، ان کو بھائی بنالیا، اپنی حویلیاں ان کے سپرد کر دیں..... ان کو کیا کہتے ہیں؟..... انصار! یہ مدینہ میں آٹھ سال تک رہنے والے سارے انصاری ہیں۔اور مکے کی جب فتح ہوئی، تو مکہ فتح کے بعد جن لوگوں نے کلمہ پڑھا، ان کو کہتے ہیں مہاجرین و انصار کے پیروکار مہاجرین و انصار کے ..... پیروکار! قرآن کریم کی زبان میں آپ کو بتاتا ہوں قرآن کہتا ہے۔

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

اسلام میں پہلا مرتبہ مہاجرین کا ہے پھر انصار کا ہے اور آگے قرآن نے کیا کہا۔

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ

جن لوگوں نے ان انصار اور مہاجرین کی پیروی کی۔

وہ لوگ تھے کون تھے؟ جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔وہ تیسرا طبقہ ہے جیسے حضرت ابوسفیانؓ، حضرت ہندؓ اور حضرت عباسؓ یہ لوگ تھے اور حضرت عباسؓ کے

بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے فتح مکہ سے پہلے کلمہ پڑھا' اور امیر معاویہؓ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے کلمہ صلح حدیبیہ کے موقع پر پڑھ لیا تھا' لیکن اظہار کلمے کا فتح مکہ کے بعد ہوا! کیونکہ ان کے والد ابوسفیانؓ تھے جو اسلام کے خلاف تھے تو انہوں نے بھی بعد میں پڑھا' اور قرآن پاک نے ان تینوں طبقوں کے بارے میں ایک دوسری جگہ فرمایا۔

اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰت

ان تمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کر لیا ہے یہ جو تینوں طبقے ہیں ان کے ساتھ جنت کا وعدہ کس نے کیا؟..... اللہ نے فتح مکہ سے پہلے کے مسلمان بھی جنتی..... بعد کے مسلمان بھی..... جنتی!

حضورؐ نے سفر میں روزہ توڑا

یہ قرآن کا فیصلہ ہے اب بات سب کے لیے آسان ہو جائے گی کہ مکہ کو فتح کرنے کے لیے' حضور علیہ السلام نے دس رمضان کو لشکر تیار کیا اور اس لشکر کی تعداد تھی دس ہزار..... دس ہزار صحابہ مدینہ منورہ سے چلے دس رمضان کو اور جب لشکر روانہ ہوا' صحابہؓ کو روزے تھے' علماء کرام کہتے ہیں کہ اگر آدمی روزے کے اندر سفر کرے اور سفر میں تکلیف ہو..... پیدل کا سفر ہے' یا گاڑیوں کا سفر ہے کہ دھوپ برداشت نہ ہو' تو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے..... صرف چھوڑنے کی نہیں بلکہ توڑنے کی بھی اجازت ہے..... اس غزوہ فتح مکہ میں حضور علیہ السلام نے ایک روزہ چھوڑا ہے بلکہ روزہ آپ نے دوپہر کے وقت توڑ دیا۔ یہ سنت ہے کہ سفر پیدل تھا سواریاں کم تھیں لشکر جا رہا تھا..... دھوپ کی گرمی تھی..... نیچے ریت تھی..... اوپر آگ تھی..... دھوپ برس رہی تھی' حضورؐ کو پتہ چلا کہ ایک صحابی بڑے بیمار ہیں..... اور بزرگ ہیں وہ روزہ نہیں کھول سکتے تھے..... اگر حضورؐ نہ کھولتے۔ ان کی دلجوئی کی وجہ سے حضورؐ نے روزہ کھول لیا..... اور اللہ نے فرمایا اگر کوئی آدمی بیمار ہو یا اگر کوئی آدمی سخت تکلیف دہ سفر میں ہو..... تو اس کو روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔ اس جنگ

میں روزے کو توڑا گیا..... اور اس جنگ میں روزے کو کھولا گیا۔

مدینہ منورہ سے رسول اللہ ﷺ چلے..... دس ہزار صحابہ کا لشکر لے کر دنیا کا سب سے بڑا سردار مکے کو فتح کرنے کے لیے مدینہ سے چلا۔ اور مدینہ منورہ سے بہتر میل جا کر ایک جگہ آتی ہے..... جس کا نام ہے کدید..... یہ جگہ ہے بہتر میل کے فاصلے پر..... یہاں آکر آپ نے پڑاؤ ڈالا..... یہاں جب حضورؐ نے پڑاؤ ڈالا تو یہاں آپ علیہ السلام کی ملاقات ہو گئی حضرت عباسؓ سے، حضرت عباسؓ حضورؐ کے سگے چچا تھے، اور یہ مکہ میں رہتے تھے، حضورؐ نے ان کو اجازت دی تھی کہ چچا تم مکہ میں اپنے بچوں سمیت رہو، اور مکہ کے مشرکین کی خبریں بھی مجھ تک پہنچاؤ۔

بخاری شریف میں آتا ہے کہ حضرت عباسؓ حضورؐ کے چچا تھے اور مشرکین مکہ کی خبریں بھی آپ کو پہنچاتے تھے۔ جب جحفہ "کدید" یا بعض روایات کے مطابق اس سے ذرا آگے کے ایک مقام پر لشکر پہنچا تو حضرت عباسؓ کی حضورؐ سے ملاقات ہو گئی تو حضورؐ نے اپنے چچا کو بہت اعزازت سے نوازا۔ یہاں پر ایک آدمی نے حضرت عباس سے پوچھا کہ اے عباس! اے عم پیغمبر، اے عم رسول، اے نبیؐ کے چچا..... تم حضور علیہ السلام کی بڑی عزت کرتے ہو، بڑا ادب واحترام کرتے ہو کیا وجہ ہے؟ کیا عمر میں تم اپنے بھتیجے سے کم ہو؟..... کیا تم محمدؐ کو بڑا سمجھ کر، اس کی عزت کرتے ہو، تو حضرت عباسؓ نے جو تاریخی کلمہ فرمایا وہ بخاری شریف میں ہے۔

وُلدتُ قبلہ' وَ ھُوَ اکْبَرُ مِنّی○

پیدا میں پہلے ہوا تھا..... لیکن مجھ سے بڑے محمد رسول اللہ ہیں۔

گالیاں دینے والوں کو معافی

نبی سے پہلے پیدا میں ہوا..... لیکن وہ بڑے ہیں۔ میں بڑا نہیں ہوں۔ حضرت عباس حضور علیہ السلام کے پاس تھے۔ یہاں پر دو آدمی آئے، ایک تھے ابوسفیان بن حارث اور ایک تھے یعلی بن ابی امیہ یہ دو آدمی تھے..... اور دونوں حضورؐ کے قریبی رشتے دار تھے۔ مثلاً ابوسفیان بن حارث یہ وہ نہیں تھے جو حضرت ابوسفیان حضرت

معاویہؓ کے والد ہیں..... بلکہ یہ حضور علیہ السلام کے سگے چچازاد بھائی تھے۔ جس طرح حضرت علی چچازاد بھائی ہیں۔ حضرت علیؓ ابو طالب کے لڑکے ہیں۔ اور حضرت ابوسفیان حضورؐ کے چچا حارث کے لڑکے ہیں..... اور یعلی بن امیہ حضورؐ کی پھوپھی..... جن کا نام عاتقہ بنت عبدالمطلب..... ان کے لڑکے ہیں۔ ان دونوں نے حضورؐ کے پاس پیغام بھیجا..... کس کے ذریعے پیغام بھیجا؟..... حضورؐ کی بیوی حضرت ام سلمہؓ جو اس غزوے میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھیں..... اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا..... جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی لڑکی ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ بھی حضورؐ کی بیوی ہیں۔ تو ہر سفر میں حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ کی ایک دو بیویاں ہوتی تھیں۔ حضور قرعہ اندازی کرتے، جن کا نام نکل آتا، وہ حضورؐ کے ساتھ جنگ میں جاتیں۔ تو فتح مکہ کا جو غزوہ تھا، اس میں قرعہ اندازی میں..... ام سلمہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کا نام نکلا، اور یہ دونوں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھیں۔ ام سلمہؓ نے حضورؐ کے خیمے میں آکر کہا، یارسول اللہ! اگر آپ مجھے اجازت دیں، تو میں آپ کے سامنے ایک سفارش کرنا چاہتی ہوں..... حضورؐ نے فرمایا کیا سفارش ہے؟ تو حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا یارسول اللہ وہ ابوسفیان بن حارث..... جو آپ کے چچازاد بھائی ہیں..... وہ بھی اور یعلی بن امیہ..... جو پھوپھی کے لڑکے ہیں، وہ بھی آئے ہیں..... اور وہ آپ سے معافی مانگنا چاہتے ہیں، اور آپ سے ملاقات کرنے آئے ہیں۔ وہ آپ پر ایمان لانا چاہتے ہیں..... وہ کہتے ہیں، رسول اللہ سے ہمیں ملاقات کرا دو' حضور علیہ السلام نے فرمایا..... میرا دل نہیں چاہتا..... کہ میں ان دونوں سے ملوں، اس لیے کہ مکے میں 'ان لوگوں نے مجھے بڑی گالیاں دی تھیں..... میرے چچا اور پھوپھی کے لڑکے ہو کر..... مجھے دھکے دیے تھے..... میرے راستے میں کانٹے بچھانے والوں میں یہ تھے..... اور مجھے گالیاں دیتے تھے، برا کہتے تھے' میرا دل نہیں چاہتا کہ میرے سامنے آئیں۔ اے ام سلمہؓ چلی جاؤ..... میرے سامنے ان کی سفارش مت کرو..... ام سلمہؓ چلی گئیں..... تھوڑی دیر کے بعد پھر ام سلمہؓ آئیں اور آکر کہنے لگیں یارسول اللہ اگر آپ کسی ایسے

آدمی کو معاف کریں..... جنہوں نے آپ کے خلاف کوئی بات نہیں کی..... تو یہ آپ کی رحمتہ للعلمینی نہیں ہے..... آپ کی رحمتہ للعلمینی تو یہ ہے کہ آپ اپنے بڑے دشمن کو معاف کر دیں۔ جس نے آپ کو بُرا کہا ہے۔ اس لیے کہ میں آپ کی صفات کو جانتی ہوں کہ آپ کی یہ صفت ہے..... کہ دشمنوں کو آپ نے سینے سے لگایا، یہ تو چچا کا لڑکا ہے..... چل کر آپ کے دروازے پر آیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اچھا! ام سلمہؓ میں تیری سفارش منظور کرتا ہوں..... لاؤ میں محمد رحمتہ اللعالمین ہوں..... چنانچہ چچا کے بیٹے کو..... اور پھوپھی کے بیٹے کو نبی کے سامنے لایا گیا..... اور ابوسفیان بن حارث نے ام سلمہؓ سے کہا۔ "کہ اے ام سلمہؓ اگر ساری کی ساری کمائی تو مجھ سے لے لے کہ سفارش تیری وجہ سے منظور ہوئی، تو یہ سودا میرے لیے سستا ہے..... کہ آج دنیا کا سردار مجھ پر راضی ہو گیا ہے۔ چچا کے لڑکوں میں یہ شرافت باقی تو ہوتی ہے..... کہ ہمارا چچازاد بھائی کتنا اونچا چلا گیا ہے۔ لیکن حضورؐ تو اللہ کے رسول تھے..... تو ان لوگوں کو تو یہ پتہ تھا کہ ہمارے چچا کا لڑکا، نبی بن گیا ہے۔ لیکن وہ تعصب کرتے تھے..... لیکن آج پھر وہی چل کر رسول اللہ کے پاس آئے اور آ کر کیا کہا..... ام سلمہؓ بڑی اچھی خاتون تھیں اور بڑی اچھی بات کہی..... ام سلمہؓ نے فرمایا کہ اس طرح کرو..... میں تمہاری سفارش حضورؐ سے کرتی ہوں..... اور زور دے کر کرتی ہوں..... اور یہ دعویٰ کرتی ہوں کہ میری بات نبیؐ مان جائیں گے۔ لیکن ایک کام تم نے کرنا ہے..... کہ جب تم سامنے نبیؐ کے جاؤ تو یہ قرآن کی آیت پڑھو..... وہ آیت پڑھو..... کہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے ان کے بھائیوں نے پڑھی تھی۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انکو کنوئیں میں ڈالا تھا..... لیکن جب وہ تخت شاہی پر بیٹھے..... اور بھائی آئے معافی مانگنے..... اور بھائیوں نے آ کر جو لفظ کہے..... قرآن پاک نے ان لفظوں کو نقل کیا ہے، تیرھویں پارے میں۔

تَا اللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ۝

اے محمد مصطفیٰ! ہم تیرے پاس آئے ہیں کہ اس لیے کہ اللہ نے تجھے ہم پر

عزت بخش دی ہے..... اور ہمیں آج پتہ چلا ہے۔ کہ ہم غلطی پر تھے..... اور تو حق پر تھا ام سلمہؓ نے فرمایا..... میرے بھائیو! حضورؐ کے سامنے جب جاؤ..... تو جاتے ہی یہ آیت پڑھو..... چنانچہ وہ دونوں آئے، اور آکر دونوں نے کہا۔

تَا اللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ اِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ۝

اے محمد مصطفیٰ ﷺ! آج تیرے دروازے پر ہمارے سر جھک گئے ہیں۔ ہمیں یقین ہو گیا ہے

تو حق پر ہے..... ہم غلطی پر تھے۔

تو سچائی پر ہے..... ہم جھوٹ پر تھے۔

تو اچھائی پر ہے..... ہم برائی پر تھے۔

اے محمد! آج ہم نے یہ دل سے تسلیم کر لیا ہے، کہ تو عظمت میں سب سے بلند ہے۔ اور ہم غلطی میں سب سے آگے تھے۔ تو جب انہوں نے یہ بات کی، تو حضور علیہ السلام کی زبان سے وہی لفظ نکلا..... حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

جاؤ! میرے اوپر جملہ کرنے والے..... مجھے گالیاں دینے والے..... میرے راستے میں کانٹے بچھانے والے..... سن لیں، کہ میں محمدؐ نے سب کو معاف کر دیا۔

لیکن یہ بھی میں آپ کو بتاؤں کہ کچھ لوگ مکے میں ایسے بھی تھے، جن کو فتح مکہ میں معافی نہیں ملی۔ ان کا ذکر بھی قرآن پاک میں ہے، کہ

اِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝

کہ یہ سولہ آدمی ہیں، سولہ..... جہاں کہیں ملیں، ان کی گردنیں اڑا دو..... ان کے مقدر میں ہدایت نہیں ہے۔ اس کا ذکر قرآن میں ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں جی نبی رحمۃ اللعالمین تھے۔ ہر آدمی کو معاف کر دیتے تھے، اگر ہر آدمی کو معاف کر دیتے تھے، تو یہ قرآن کیا کہتا ہے؟ کہ

اَيْنَمَا ثُقِفُوْا جہاں تمہیں ملیں،

اُخِذُوْا ان کو پکڑو

وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ○ اوران کو قتل کر کے..... ان کی لاشوں کو بکھیر دو

کیوں؟ کہ پیغمبر علیہ السلام جب مکہ کو فتح کر کے آئے..... تو ان کے دل میں اس وقت بھی ہدایت نہیں آئی..... اور اس وقت بھی یہ سازشیں کرتے تھے..... اور سازشی عناصر کے لیے..... کوئی دنیا میں جگہ نہیں۔

ابوسفیان کی آمد اور قبول اسلام

میرے بھائیو! یہ پہلا مرحلہ تھا معافی کا..... حضور علیہ السلام نے مقام "کدید" میں اپنے چچازاد بھائی اور پھوپھی کے لڑکے کو معاف کر دیا..... اور اس کے بعد یہ قافلہ آگے بڑھا..... اور مکہ کے قریب ایک بستی میں پڑاؤ ڈالا..... تو جب یہاں آپ نے پڑاؤ ڈالا..... تو وہ ابوسفیان بن حرب جو مکہ مکرمہ سے آیا تھا..... اور سردار قریش تھا..... وہ یہاں پر آگیا..... لشکر نے جہاں پر پڑاؤ ڈالا ہوا تھا..... ابوسفیان بن حرب اور اس کے ساتھ بدیل ابن ورقہ..... یہ دو آدمی تھے۔ تو یہ لشکر کے باہر جو ارد گرد باڑ لگائی ہوئی تھی، اور وہاں سے جو اندر داخل ہونے کا راستہ تھا، وہاں پر کچھ صحابہ کرام پہرے دار تھے، حضورؐ کی طرف سے مقرر تھے..... کہ یہاں ایک دو دن صحابہ کرامؓ نے قیام کرنا ہے۔ تو لشکر کے پہریدار یہاں پر تھے۔ جب ابوسفیان وہاں پر پہنچے، تو صحابہ نے دیکھ لیا کہ یہ تو سردار قریش ہے۔ یہ تو ابوسفیان ہے..... جس نے جنگ احد میں بڑے بڑے صحابہ کو قتل کیا..... اور جنگ احد میں صحابہ کرام کافی تعداد میں شہید ہو گئے، یہ تو اسلام کا مخالف ہے چنانچہ ان صحابیوں نے ان دونوں آدمیوں کو گرفتار کر لیا..... لیکن اب تھوڑی دیر بعد ابوسفیان کو یہ بات کھٹک گئی کہ اب تو ہم قتل کر دیے جائیں گے، اس لشکر میں ہم آئے کیسے؟ کون لایا؟ لیکن تھوڑی دیر بعد چند لمحے گزرے کہ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کا وہاں سے گزر ہوا۔ حضرت عباسؓ کا بازو پکڑ لیا ابوسفیان نے..... ابوسفیان نے کہا کہ عباسؓ! آج تیرے سوا مجھ پر احسان کرنے والا کوئی نہیں۔ تجھے پتہ ہے کہ، میں قریش مکہ کا سردار ہوں..... تجھے پتہ ہے کہ میں قریشی ہوں.....

لیکن میں آج محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقابلہ کرنے نہیں آیا۔ ابوسفیان نے جب یہ کہا..... تو حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ تم میری سواری پر بیٹھ جاؤ، اپنے خچر پر، حضرت عباسؓ نے..... حضرت ابوسفیان کو بٹھایا۔ اور بٹھا کر رات کے دس گیارہ بجے کا وقت ہوگا..... حضورؐ کے پاس لے چلے، جہاں حضورؐ کا خیمہ تھا۔ اب جناب حضور علیہ السلام کے پاس جب ابوسفیان پہنچا..... تو حضرت عباسؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! ابوسفیان آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں..... اور ان کے ساتھ بدیل ابن ورقہ اور ایک سالار ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ابوسفیان سے ملاقات کی اجازت نہیں ہے۔ چلے جاؤ..... حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہؐ اگر آپ اجازت دے دیں تو آپ کی رحمۃ اللعالمینی کا یہی تقاضہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا چچا تیرے کہنے پر اجازت دیتا ہوں..... لیکن ملاقات صبح کو ہو گی..... رات کو نہیں ہو گی..... چنانچہ ابوسفیان چلے گئے اور حضرت عباسؓ کے خیمے میں ساری رات رہے۔ باتیں کرتے رہے۔ حضرت عباسؓ کو مناتے رہے کہ حضورؐ کو مجھ سے منا دو..... ادھر پورے اسلام کے لشکر میں یہ بات پھیل گئی تھی کہ سردار مکہ گرفتار ہو گئے..... پتہ چلا کہ ابوسفیان یہاں بیٹھے ہیں..... عباسؓ یہاں بیٹھے ہیں..... حضرت عمرؓ تلوار لے کر ابوسفیان کے سر پر کھڑے ہو گئے..... ابوسفیان کا ہاتھ ہے..... سر نیچے ہے..... حضرت عمرؓ نے ہاتھ جوڑ کر کہا یا رسول اللہ مجھ اجازت دیں..... میں اسلام کے اس دشمن کا سر قلم کر دوں۔ اسلام کے اس دشمن کا سر قلم کرنے کی مجھے اجازت دیں۔ حضورؐ خاموش ہیں۔ حضورؐ نے کوئی بات نہیں کی۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا عمرؓ! تلوار اپنے نیام میں داخل کرو..... ابوسفیان کو میں نے پناہ دی ہے..... اب نبیؐ کا چچا جسے پناہ دیتا ہے..... اسے کوئی صحابی قتل نہیں کر سکتا۔ حضرت عمرؓ نے تلوار اپنے نیام میں ڈال لی اور بار بار حضور علیہ السلام سے اجازت مانگتے رہے کہ حضورؐ! مجھے اجازت دیں..... میں اسے قتل کروں..... یہ نبی کے صحابہؓ کا دشمن ہے۔ پیغمبر کے مقابلہ میں اس نے کئی جنگیں لڑی ہیں۔ قتل کر دوں؟ حضورؐ نے فرمایا ابوسفیان! اب بتا کیا خدا سچا ہے یا لات و منات سچے ہیں؟ ابوسفیان نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر لات و منات سچے ہوتے..... تو میں

آج اسی لات و منات سے مدد مانگ کر آپ کا مقابلہ کرتا۔

لیکن مجھے یقین ہو گیا کہ لات و منات جھوٹے ہیں..... پروردگار سچا ہے۔

اسی جگہ پر ابوسفیان نے رسول اللہ کا کلمہ پڑھ لیا۔ اور وہ ابوسفیان جن کا چند لمحے پہلے قتل کرنا واجب تھا..... چند لمحوں بعد ان کے اوپر شرف صحابیت کا تاج سج گیا۔ اور پھر ایسا موقع بھی آیا جب چلنے لگے..... تو حضرت عباسؓ نے فرمایا یا رسول اللہ یہ بڑا سردار ہے۔ یہ قریش کا بڑا سردار ہے..... یہ بڑا خوش ہو جائے گا..... اس کی حوصلہ افزائی کر دیں..... کوئی جملہ اس کے لیے کہہ دیں۔ تاکہ وہ خوش ہو جائے..... اور پھر اسلام کی خدمت کرے، حضور علیہ السلام بڑے رحیم و کریم تھے۔ کیا ان کی رحمۃ العالمینی تھی کہ نبیؐ کا اتنا بڑا دشمن تھا..... کہ جس کے دور میں بڑی جنگیں ہوئی تھیں..... لیکن حضورؐ نے جب معافی دے دی تو کیا ہوا، معافی کیسے دے دی؟

ابوسفیان کا اعزاز اور عام معافی کا اعلان

پیغمبرؐ جب معافی دینے لگے، تو حضورؐ نے فرمایا اچھا..... اعلان کر دو مکہ میں جا کر کہ:

من دخل فی دار ابی سفیان فھوا اٰمِنٌ

جو آج ابی سفیان کے گھر داخل ہو گا..... ابوسفیان اس کو امان دے گا..... پناہ دے دے گا۔

ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ! مکہ کی تو اتنی آبادی ہے، کہ وہ سارے میرے گھر میں داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ تو کس کس کو پناہ ملے گی؟

حضورؐ نے فرمایا یہ بھی اعلان کر دو..... جو کعبے میں داخل ہو جائے گا..... اس کو بھی پناہ مل جائے گی۔

ابوسفیان نے کہا کعبے میں بھی جگہ تھوڑی ہے۔ آبادی زیادہ ہے۔

حضورؐ نے فرمایا چلو! رحمۃ العالمینؐ کا اعلان سنو! کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے اندر چلا جائے..... اس کو بھی امان ہو گی۔

تین طبقے ہیں امان کے.....

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو گا..... اس کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔

جو کعبے میں آجائے گا..... اس کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔

جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا..... اسے بھی کچھ نہیں کہا جائے گا۔ رحمتہ العالمینی تو دیکھو۔

حضورؐ کے ساتھ کون سوار تھا؟

حضور علیہ السلام اپنی جگہ سے چلے دو دن کا فاصلہ طے کر کے آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے ہیں..... حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ دو آدمی سوار ہوئے، ایک آدمی کا نام ہے، علی ابن ابو العاص جو حضورؐ کی بیٹی حضرت زینبؓ کے بڑے لڑکے ہیں، علی ابن ابوالعاص ان کی عمر سات سال تھی، وہ نبی کے ساتھ پیچھے سوار تھے، بچے تھے..... اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ اسامہ بن زیدؓ حضور کے ساتھ سوار تھے۔

اسامہ بن زیدؓ، جو حضور علیہ السلام کے خصوصی خادم، حضرت زید بن حارثہؓ کے بیٹے تھے..... اور اس وقت ان کی عمر غالباً چودہ پندرہ سال تھی۔ وہ بھی سواری پہ سوار تھے۔

حضورؐ نے ڈیوٹیاں لگا دیں، خالد بن ولیدؓ سے کہا کہ اے خالدؓ! تم بائیں طرف سے مکہ میں داخل ہو جاؤ گے مکہ کے تین چار دروازے تھے..... تین اطراف سے صحابہ کرامؓ کی ڈیوٹیاں لگ گئیں کہ دو ہزار کا لشکر فلاں کے ساتھ ہو گا..... تین ہزار کا لشکر فلاں کے ساتھ ہو گا۔ حضورؐ نے فرمایا باب قدنی جو مکہ میں ہے۔ آج بھی! حضورؐ نے فرمایا! میں قدنی کے علاقے سے اس طرف کعبے میں داخل ہوں گا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام قدنی کے علاقے سے داخل ہو گئے۔

خالد ابن ولیدؓ دوسری طرف سے، جب خالد ابن ولیدؓ داخل ہونے لگے، تو وہاں کچھ لوگوں نے مزاحمت کی..... مشرکین مکہ نے..... روکا، خالدؓ نے کہا پیچھے ہٹ

جاؤ..... انہوں نے کہا نہیں ہٹتے' انہوں نے خالدؓ پر حملہ کر دیا۔ خالد ابن ولید کے ساتھ دو صحابی شہید ہو گئے، چنانچہ جب خالد بن ولید نے وار کیا..... تو وہ بیس آدمی مارے گئے، حضورؐ کو اطلاع ملی کہ بیس آدمی مارے گئے۔ حضورؐ نے خالد ابن ولیدؓ کو بلایا، بلا کر کہا، میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ قتل و غارت نہیں کرنا جب تک کوئی آدمی پہل نہ کرے، خالدؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! میں نے پہل نہیں کی..... پہل انہوں نے کی ہے، حضورؐ نے فرمایا اگر پہل انہوں نے کی ہے، تو پھر قصور ان کا ہے..... پھر جو اللہ نے لکھا دیا تھا میں محمدؐ اس پر راضی ہوں۔

چنانچہ حضور علیہ السلام فاتح بن کر کعبے میں داخل ہوئے۔ مسلمانو! یہ عجیب معرکہ ہے کہ آٹھ سال پہلے اس کعبے سے نبی کو نکالا گیا تھا۔ آٹھ سال پہلے رسول اللہ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے تھے۔

رسول اللہ کو گالیاں دی گئی تھیں.....!

نبی کو دھکے دیے گئے تھے.....!

پیغمبر کے قتل کو واجب قرار دیا گیا تھا۔ آج کعبے پر محمد مصطفیٰ قابض ہوئے، کس طریقے سے ؟ بڑی شان و شوکت سے..... لیکن علماء کہتے ہیں، کوئی ڈھول نہیں بجایا گیا، کوئی بانسری نہیں بجائی گئی..... کوئی قمقمے نہیں جلائے گئے..... کوئی بازاروں میں جھنڈیاں نہیں سجائی گئیں۔ حضورؐ اپنی اونٹنی پر سوار تھے، اور حضورؐ نے اس اونٹنی پر اپنے سر کو جھکا رکھا تھا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ حضورؐ کا سر اتنا جھکا ہوا تھا، کہ حضور کی داڑھی کجاوے کی لکڑی کے ساتھ لگی ہوئی تھی، اور نبی نے سر جھکایا ہوا تھا۔ جھکائے ہوئے سر کے ساتھ محمد مصطفیٰ کعبے میں داخل ہوئے۔ اور وہاں اللہ کے نبیؐ اونٹنی سے نیچے اتر آئے اور نبی نے سر جھکا دیا..... پیغمبر کعبے میں سر بسجود ہو گئے..... پھر سارے لشکر جمع ہو گئے، حضورؐ نے فرمایا او مکہ کے رہنے والو..... او مکہ کے قریشیو..... او مکہ کے سردارو..... مکہ کے چوہدریو..... آج میں محمد مصطفیٰ تمہارے شہر میں آیا ہوں، تم مجھے پہچانو!

تَعْرِفُوْا اَوْ لَمْ تَعْرِفُوْا.....؟

کیا مجھے نہیں پہچانتے؟ میں وہی محمدؐ ہوں..... جس کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے تھے۔

اسی مکہ کی گلیوں میں..... بلالؓ کو تپتی ریت پر لٹایا گیا تھا۔

انہی گلیوں میں سمیہ کے ٹکڑے کر دیے گئے تھے۔

زنیرہ کی آنکھیں نکال دی گئی تھیں۔

بڑے بڑے قریشی حضور ﷺ کے سامنے آئے، حضورؐ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں..... تو ان لوگوں نے کہا جو شریف آدمی شریف سے کرتا ہے، اے محمدؐ! ہمیں آپ سے خیر کی توقع ہے۔

حضور ﷺ نے اعلان کر دیا، فرمایا **لا تثریب علیکم الیوم**

بڑے بڑے لوگوں نے کہا..... آج ہماری گردن کٹ جائے گی..... وہ لوگ بھی آئے جنہوں نے نبی کے گلے میں رسیاں ڈال کر گھسیٹا تھا۔ وہ بھی کھڑے تھے، جنہوں نے نبی کو دھکے دیے تھے..... اور وہ آدمی بھی سامنے کھڑا تھا جس نے حضورؐ کے سگے چچا حضرت حمزہ کی لاش کے بارہ ٹکڑے کر کے، جگر چبایا تھا۔ اور وہ عثمان بن ابی طلحہ بھی تھا..... جس کے پاس کعبے کی چابیاں تھیں اور حضورؐ نے آخری رات اس سے چابی مانگی کہ مجھے کعبے میں نماز پڑھنے دے..... اس نے کہا محمد! میں تجھے اجازت نہیں دے سکتا۔ ابو جہل کی اجازت نہیں ہے۔ تو اس نے چابی نہیں دی تھی..... آج وہ بھی سامنے کھڑا تھا۔ آج بڑے بڑے لوگ موجود تھے..... قریشی تھے..... عتبہ تھا..... عتیبہ تھا..... اخنس تھا..... بڑے بڑے لوگ موجود تھے..... دنیا کے سب سے بڑے سردار کے سامنے موجود تھے..... حضور علیہ السلام نے کعبے کے دروازے میں کھڑے ہو کر فرمایا..... بتاؤ میں تم سے کیا سلوک کروں۔ ہر ایک نے یہی سوچا ابھی تلوار آئے گی..... ابھی گردن کٹ جائے گی، ابھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے..... ابھی انتقام لیا جائے گا..... ابھی محمد مصطفےٰ قتل عام کا حکم دیں گے، لیکن وہ لوگ حیران ہو گئے..... جب محمد مصطفےٰ نے اپنے چچا کے قاتلوں کو معاف کرنے کا اعلان کیا، اپنے راستے میں

کائے بچھانے والوں کی معافی کا اعلان کیا، جب اس پیغمبر نے کعبے کے دروازے میں کہا۔

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اَنْتُمُ الطُّلَقَاء

میں محمد رحمۃ اللعالمین بن کے آیا ہوں..... آج سے پہلے جتنی غلطیاں ہو گئیں..... جتنی کوتاہیاں ہو گئیں..... تم نے مجھے دھکے دیے..... تم نے مجھے مارا..... تم نے میرے صحابہ کو تنگ کیا..... میں محمدؐ تمہیں سب کو معاف کرتا ہوں۔

میرے بھائیو! یہ رحمۃ اللعالمین ہونے کا تقاضا تھا..... پیغمبر کی عظمت کا سوال تھا..... رسول اللہ ﷺ نے ان تمام لوگوں کی معافی کا اعلان کر دیا۔ اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب رسول اللہ نے معافی کا اعلان کیا تو اسی وقت کعبے کے اطراف میں جتنے قبیلے تھے..... جتنے قریشی تھے..... جتنے لوگ تھے..... سب کے سب قافلوں کی شکل میں آئے اور سب محمد کا کلمہ پڑھنے لگے۔ جب قافلے قطاروں میں لگے ہوئے تھے۔ ایک قافلہ تھا آگے..... اس کے ہاتھ میں پرچم تھا اپنے قبیلے کا پرچم..... پھر دوسرا پرچم..... پھر تیسرا پرچم، اس طرح قطار تھی، پیچھے حد نظر نہیں آتی تھی، ہر طرف سے کلمہ پڑھنے آئے تھے۔ عین اس موقع پر جب قافلے نبی کا کلمہ پڑھ رہے تھے، اس وقت قرآن کی آیت اتری

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝

اے محمد! اللہ کی مدد آچکی اور فتح نے تیرے قدم چوم لیے اور اسلام میں اب لشکروں کی صورت میں دنیا میں داخل ہو رہی ہے..... یہ فتح مکہ کا وہ لشکر تھا..... یہ فتح مکہ کا وہ شان و شوکت کا غزوہ تھا..... کہ جس نے کعبے کے اندر اسلام کا پرچم بلند کر دیا۔

بت کس نے گرائے

حضورؐ جب کعبے میں داخل ہوئے، تو وہاں مورتیاں پڑی تھیں..... وہاں دیوتا بنائے ہوئے تھے وہاں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ حضورؐ کے ہاتھ میں چھڑی

تھی، آپ اس طرح چھڑی لگاتے تھے اور وہ بت نیچے آجاتے تھے اور کچھ بت اوپر پڑے تھے..... حضورؐ نے اپنے کندھے پر اپنے نواسے علی بن ابی العاص کو بعض لوگ کہتے ہیں علی المرتضیٰ شیر خدا..... وہ نبی کے کندھے پر چڑھے..... یہ تاریخ کا واقعہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ وہ بچہ ہے، جس کی عمر سات سال تھی، اور اس کا نام علی بن ابو العاص تھا۔ جو حضور علیہ السلام کا نواسہ تھا..... حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا بیٹا تھا۔ بخاری شریف میں اور طبقات ابن سعد میں بھی اس کا ذکر ہے۔ کہ وہ لڑکا جس کی سات سال عمر ہے، نبیؐ کا نواسہ..... نبیؐ کے کندھے پہ سوار ہوا، اور نبی کے کندھے پر سوار ہو کر اس نے کعبے کے تین سو ساٹھ بت گرائے۔ حضورؐ چھڑی لگاتے تھے۔ بچہ بت گرا دیتا تھا..... اور جب بت گراتا تھا بچہ، تو حضور علیہ السلام قرآن کی آیت پڑھتے تھے کہ:

قُل جَآءَ الحَقُّ وزهق الباطل

کہ حق آچکا ہے..... باطل جا چکا ہے۔ یہ آیت اس موقع پر اتری، جب کعبے کے بت گرائے جا رہے تھے..... اور اسلام کا نام بلند ہو گیا۔ وہ کعبہ جو ایک خدا کے لیے بنایا گیا تھا..... اس میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہو رہی تھی۔ اللہ کو چھوڑ کر لوگ کعبے میں بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ لیکن آج اس کعبے کے اندر اسلام کے پرچم کو بلند کر دیا گیا..... اور پھر بھائیو! کعبہ تو بڑی برگزیدہ جگہ ہے..... کعبہ تو بڑی عزت والی جگہ ہے۔ کعبہ تو بڑی برگزیدگی والی جگہ ہے۔ لیکن آپ دیکھو ارد گرد بڑی بڑی عمارتوں کے اوپر..... بڑے بڑے پہاڑوں کے اوپر مشرکین مکہ کھڑے تھے..... جن کو پیغمبر نے معافی دی تھی..... بڑے بڑے سردار کھڑے تھے۔ لیکن یہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ حضرت بلالؓ کو حضورؐ نے حکم دیا کہ اذان دو، حضرت بلالؓ اذان دینے لگے۔

ابو محضورہؓ کا اعزاز

ایک سولہ سال کا لڑکا تھا، جس کا نام تھا ابو محضورہؓ! تو وہ اذان کی نقل اتارنے لگا۔ پیچھے بیٹھ کر۔ حضورؐ کو شکایت کی گئی کہ یہ ابو محضورہ، جو مشرکین مکہ کا بچہ ہے، یہ نقل اتار رہا ہے، حضور نے فرمایا بلاؤ..... ابو محضورہ کو بلایا گیا..... حضورؐ نے فرمایا ابو

محضورہ بتا، تو نقل اتارتا ہے یا سچے دل سے اللہ کا نام بلند کرتا ہے؟ اس نے کہا یارسول اللہ! میں نقل نہیں اتارتا، جب بلال اللہ اکبر کہتا ہے..... تو میرے دل میں ایمان کی روشنی آجاتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اچھا! ابو محضورہ جا! میں نے تجھے خانہ کعبہ کا موذن مقرر کر دیا ہے۔ اسی وقت ابو محضورہ کو کعبہ کا موذن بنا دیا، اور اس واقعہ کے تقریباً چالیس سال بعد تک کعبہ کا موذن رہا۔ حضورؐ نے موذن بنایا تھا۔

عثمان بن ابی طلحہ کا اعزاز

حضور علیہ السلام کے سامنے عثمانؓ ابن ابی طلحہ بھی تھے..... عثمان ابن ابی طلحہ چابی لے کر حضورؐ کے پاس آئے..... چابی لے کر! یہ جی کعبے کی چابیاں ہیں۔ دیکھو آٹھ سال پہلے جب حضورؐ مکہ سے نکلنے لگے..... تو حضورؐ نے رات کو فرمایا عثمان ابن ابی طلحہ! کعبے کی چابی دے دو' اس نے کہا میں ابو جہل کی اجازت کے بغیر چابی نہیں دیتا۔ لیکن آج جب حضورؐ نے کعبہ کو فتح کیا، تو عثمان ابن ابی طلحہ حضورؐ کے پاس چابیاں لے کر آیا۔ حضورؐ نے فرمایا عثمان! جا قیامت تک تیرے خاندان میں کعبے کی چابیاں رہیں گی۔ آج بھی خانہ کعبہ کی چابی ہے جس خاندان کے پاس، وہ اسی عثمان بن ابی طلحہ کا خاندان ہے۔ اس نے کیا سلوک کیا تھا..... اور پیغمبرؐ نے کیا سلوک کیا تھا؟ اس نے چابی نہیں دی آخری رات، آج پیغمبرؐ نے کہا جا قیامت تک تیرے خاندان کے پاس چابیاں رہیں گی۔

میرے بھائیو! اسی طرح حضرت عقاب بن حصین بڑے سردار تھے..... انہوں نے کلمہ نبی کا پڑھا، ان کو حضورؐ نے اسی وقت گورنر مکہ مقرر کر دیا..... کہ یہ مکے کا گورنر ہے۔ اور یہ انسانیت کی ہمدردی اور انسانیت کی عظمت کا بڑا اہم واقعہ ہے۔ کہ عرب کے لوگ تو غلاموں اور نوکروں پر بڑا ظلم کرتے تھے۔

سیدنا بلالؓ کا اعزاز

لیکن ان غلاموں اور نوکروں میں ایک حضرت بلالؓ تھے۔ جو حضورؐ کے ساتھ

تھے..... جب کعبہ فتح ہو گیا..... جب خانہ کعبہ سے بتوں کو گرایا گیا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا بلالؓ! ادھر آؤ، وہ بلالؓ جس کا رنگ کالا تھا۔ ہونٹ لمبے لمبے تھے۔ غلام تھا، عرب کے سردار اس سے نفرت کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا بلالؓ! کعبے کی چھت پر چڑھ جاؤ۔ اور کعبے کی چھت پر چڑھ کر اذان دو۔ مسلمانو! بلالؓ کو جب کعبے کی چھت پر چڑھ جانے کا حکم ہوا، تو حضرت بلالؓ جوتا اتارنے لگے..... حضور علیہ السلام نے فرمایا' تجھے جوتا اتارنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ آج جوتوں سمیت کعبے کی چھت پر چڑھ جاؤ، یہ واقعہ بڑے بڑے انسانیت کے ہم نواؤں نے لکھا ہے۔ کہ ایسا واقعہ دُنیا میں کبھی پیش نہیں آیا کہ ایک آدمی دنیا کا سب سے بڑا سردار ہو..... اور ایک گھر دنیا میں سب سے زیادہ متبرک ہو..... اور دنیا کے سب سے بڑے اللہ کے گھر کے اوپر، چھت کے اوپر..... جوتوں سمیت ایک نوکر کو چڑھا دیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم تھا کہ اے پیغمبرؐ! آج کعبے کی چھت پہ اس غریب کو، جن سے عرب کے قریشی نفرت کرتے تھے کہ یہ غریب ہے..... نوکر ہے..... بدو ہے..... غلام ہے۔ محمد ان بدوؤں کے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔ اے میرے محمدؐ! آج اس کالے رنگ کے شخص کو' جوتوں سمیت کعبے کی چھت پر چڑھا کر..... دنیا کو بتا دے کہ اللہ کے نزدیک گوروں اور پیسے والوں کی کوئی قدر نہیں ہے۔ قدر ہے تو ایمان کی قدر ہے۔ کہ جس کے دل میں ایمان ہے، اس کا رنگ بھی کالا ہو' وہ ویسے بھی غلام ہو..... تو کعبے کی چھت پر چڑھ کر اللہ کا نام بلند کرنا ہو گا۔

مسلمانو! یہ انسانیت کی عظمت کا بڑا اہم باب ہے..... میں نے برطانیہ اور امریکہ کے کئی مقامات پہ گوروں سے کہا، کہ تم کیا انسانیت پرور ہو..... امریکہ کے اندر گوروں کے لیے علیحدہ کالونیاں ہیں..... کالوں کے لیے علیحدہ کالونیاں ہیں اور گوروں کے لیے علیحدہ بستیں ہیں۔ اور دنیا کا سب سے متمدن ملک..... امریکہ اپنے آپ کو کہتا ہے۔ ہم ترقی یافتہ ملک ہیں..... ترقی یافتہ ملکوں میں گورے علیحدہ رہتے ہیں..... کالے علیحدہ رہتے ہیں۔ لیکن آؤ چودہ صدیاں پہلے میں اسلام کا ایک ایسا پیغمبر

دکھاتا ہوں..... کہ جس محمد مصطفیٰ نے، حبشے کے بلالؓ کو..... کالے رنگ والے کو..... کعبے پہ کھڑا کر اس کو کعبے سے بھی زیادہ عظمت دے دی ہے..... اور بتادیا ہے کہ کعبہ غلام کے پاؤں کے نیچے ہیں اور غلام اوپر ہے، کیوں کہ اس کے دل میں محمدؐ کا ایمان ہے۔ اسلام کا یہ مسئلہ ہے۔ کہ کعبے سے زیادہ عزت ہے انسان کی..... شرف انسانیت..... شرف ایمان..... کعبے سے بھی زیادہ عزت والی ہے۔

میرے بھائیو! کعبے کی چھت پر غلام چڑھ گیا، اور حضورؐ نے فرمایا جوتے سمیت چڑھ جاؤ۔ جوتا اتارنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہی پیغمبر ہے کہ جس وقت حضورؐ کی وفات کا وقت تھا۔ آپ نے شام کے ملک میں جو لشکر بھیجنا تھا، اس کا سپہ سالار، حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بنادیا۔ اسامہ تو زید غلام کا لڑکا تھا، اور عمر اس کی اٹھارہ سال تھی۔ اٹھارہ سال کا لڑکا..... ابو بکرؓ سے بھی سردار تھا۔ عمر سے بھی سردار تھا..... عثمان سے بھی سردار تھا..... علیؓ سے بھی سردار تھا..... لوگوں نے کہا، یارسول اللہ! یہ کل کا بچہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں! اس کے دل میں ایمان ہے، خواہ یہ غلام کا بیٹا ہے۔ اس کو پتہ چل جائے کہ میرے نزدیک سرداری اور قریشیوں کی بات نہیں ہے اگر بات ہے، تو ایمان کی بات ہے، یہ حضرت اسامہ بن زید کو حضورؐ نے سواری پہ سوار کیا۔ غلام ہیں، اور سواری پہ سوار کر کے نبی ساتھ چلنے لگے..... غلام اوپر ہے، پیغمبر نیچے ہے، یہ اسلام ہے، یہ اسلام کا شرف انسانیت ہے، اسی لیے قرآن نے کہا۔

ولقد کرمنا بنی آدم

اللہ تعالیٰ سے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اللہ نے بنایا، لیکن انسان کی حالت نے..... شراب و کباب میں..... برائیوں میں..... بدمعاشی میں اتنا غلبہ ہو گیا ہے..... کہ ان کو شرف انسانیت کا کوئی پتہ نہیں۔

کبھی بتوں کے آگے جھکتا ہے۔
کبھی قبروں کے آگے جھکتا ہے۔
کبھی گائے کے آگے جھکتا ہے۔

کبھی گائے کا پیشاب پینے لگ جاتا ہے۔

کبھی اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی مورتیوں کو سجدہ کرتا ہے۔

کبھی مردوں کو خدا کہنے لگ جاتا ہے۔

کبھی علی کو مدد کے لیے پکارنے لگ جاتا ہے۔

اور وہ علیؓ جو خود اللہ کو پکارتے تھے۔ ان کو پکارتا ہے، خدا کو چھوڑ کر۔ انسان اپنی شرف اور اپنی عظمت کو بھول گیا ہے۔ اس کو اپنے مالک کا پتہ نہیں چلا، کہ میرے مالک نے مجھے کس لیے بنایا تھا۔ اور میں نے اپنے مالک کو بھلا کر کیا کفر کیے..... کیا کیا شرک کیے..... اور کیا غلطیاں کی ہیں۔ انسان اس وقت اشرف ہے، جب تک اس کے دل میں ایمان ہے..... اگر ایمان نہیں ہے۔ قرآن نے کہا۔

اولئِكَ كَالانعام بل هم اضل

یہ تو جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ اصل قیمت ایمان کی ہے۔ آج دیکھیں خانہ کعبہ فتح ہو گیا..... مکہ فتح ہو گیا اسلام کا لشکر کعبے میں داخل ہوا۔ کوئی قتل و غارت نہیں..... صرف جن لوگوں نے خود مزاحمت کی ان کو جوابی کاروائی میں مارا گیا۔ لیکن اسلام نے اپنے دشمنوں کو قتل نہیں کیا..... اسلام نے اپنے قاتلوں کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ معاف کیا..... کچھ لوگ ایسے تھے..... جن کی تعداد سولہ تھی..... وہ پیغمبر علیہ السلام کے مکہ میں داخل ہو جانے کے بعد بھی سازشیں کرتے تھے، ان کے بارے میں قرآن نے کہہ دیا۔

ملعونین یہ لوگ لعنت کے مستحق ہیں

اینما ثقفوا جہاں بھی یہ ملیں

اخذوا ان کو گرفتار کریں

وقتلوا تقتیلاً اور ان کو قتل کر کے، ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو، تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ اسلام جب معافی دے دے تو معافی مل جاتی ہے اور جو لوگ معافی کے بعد بھی سازشیں کریں..... ان کے لیے کوئی معافی نہیں ہے۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے فروغ کے لیے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور فتح مکہ کے اس واقعہ نے بڑے سبق دیے ہیں، بڑے واقعات ہمیں بتلائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وفاتِ رسولؐ



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلَّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ ○ اَلْمَبْعُوْثُ اِلَى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○

وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْكَلَامِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ ○ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ○

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○



میرے واجب الاحترام! قابل صد احترام بزرگو! اور نوجوان ساتھیو! آج ہمارا موضوع ہے وفات رسول اللہ ﷺ۔ اسلام کا سب سے بڑا نقصان نبی علیہ السلام کی وفات ہے۔ لیکن نبیؐ نے تو دُنیا سے جانا ہی تھا۔

سورۃ النصر کا نزول اور صحابہ کرامؓ کی خوشی

حدیث میں آتا ہے کہ جب "سورۃ النصر" اتری، تو صحابہ خوش ہوئے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ

جب اللہ کی مدد آچکی

وَالْفَتْحُ

اور فتح بھی

وَرَاَيْتَ النَّاسَ

اور پیغمبرؐ تو دیکھ رہا ہے کہ

يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝

کہ اللہ کے دین میں فوجیں کی فوجیں شامل ہو رہی ہیں۔ اور آگے کیا فرمایا؟

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ

اللہ کی تسبیح بیان کر..... اے نبیؐ، اور اللہ سے استغفار کر

اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

اللہ تعالیٰ قبول کرنے والا ہے

اس سورۃ کو سن کر سارے صحابہ خوش ہوئے، ترجمہ کیا ہے؟ کہ "اے پیغمبرؐ اللہ کی مدد آچکی اور تو دیکھ رہا ہے کہ اسلام میں فوجیں دُنیا میں داخل ہو رہی ہیں۔ اور اے پیغمبرؐ! تو تسبیح کر، تو ذکر اذکار کر، تو استغفار کر۔ اللہ پاک توبہ قبول کرنے والا ہے۔

صدیق رازدار نبوت

اس سورۃ کو سن کر تمام صحابہ خوش ہوئے، لیکن ایک صحابی تھا، جس نے یہ

سورۃ سنی اور مسجد نبوی کے دروازے پر رونے لگا۔ یہ صحابی زار و قطار روتا ہے، لوگوں نے کہا ابو بکر تجھے کیا ہوا؟ تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا تم نہیں جانتے ہو، اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیا بتایا۔ بظاہر تو یہ خبر ہے، کہ اے پیغمبرؐ! اللہ کی مدد آچکی اسلام میں فوجیں دُنیا میں شامل ہو رہی ہیں۔

ابو بکر نے فرمایا لوگو! تم نہیں جانتے..... میں جانتا ہوں کہ اس سورۃ میں پیغمبرؐ کی وفات کا ذکر ہے۔ اس سورۃ میں اللہ نے یہ اشارہ دیا ہے کہ اے محمد مصطفیٰؐ، اب تیرا کام پورا ہو گیا ہے..... اب تو تسبیح کر..... اللہ اللہ کر! یعنی تیرا آخری وقت آچکا ہے۔ مسجد نبوی کے کونے میں صدیق اکبرؓ بیٹھ کر زار و قطار رو رہے ہیں۔

صحابہ خوش ہو رہے ہیں..... صدیق اکبرؓ رو رہا ہے۔

کیوں؟..... کہ صدیق راز دار نبوت ہے، صدیق اکبرؓ محرم اسرار نبوت تھا۔ صدیق اکبرؓ قرآن کے اسرار سے واقف تھا۔ لوگوں نے کہا فوجیں اسلام میں داخل کرنے کا حکم ہے، کہ داخل ہو گئی فوجیں۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

اے پیغمبرؐ! اللہ کی مدد آچکی ہے۔ فوجیں شامل ہو گئیں..... تو تسبیح کر..... اللہ کا ذکر کر، ابو بکر نے فرمایا لوگو! اس سورۃ نے پیغمبرؐ کی وفات کی خبر دی، اور میں جانتا ہوں، اس کا مطلب ہے کہ اے نبیؐ! تیرا کام پورا ہو گیا، اب تیرا آخری وقت ہے۔

اللہ نے نبیؐ کو دُنیا میں رہنے کا اختیار دیا

اور جب یہ سورۃ اتری رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبویؐ میں اعلان کیا کہ اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا، کہ وہ بندہ یا تو دُنیا کو قبول کر لے، اور ہمیشہ ہمیشہ دُنیا میں رہے۔ اور یا اس کو موت آجائے، اور اللہ سے ملاقات کرے۔

اللہ نے اپنے بندے کو اختیار دیا کہ دونوں باتوں میں ایک کو پسند کر لے۔ لیکن جو اللہ کا بندہ ہے..... اس نے یہ اختیار کیا کہ وہ جلدی جلدی اللہ سے ملاقات کرے.....

یہ بات رسول اللہؐ نے صحابہؓ سے بیان کی..... تو صدیق اکبرؓ نے ساتھیوں سے کہا..... وہ بندہ رسول اللہ کی ذات ہے۔ وہ پیغمبرؐ خود ہیں۔ اللہ کا وہ بندہ خود نبی ہیں۔

یہ اللہ کے نبی کو اختیار دیا کہ تم چاہتے ہو کہ میں دنیا میں ہمیشہ زندہ رہوں، تو اللہ اس پر بھی قادر ہے..... اور اگر چاہتے ہو کہ اللہ سے جلدی ملاقات ہو..... تو پھر تمہارا وقت آ چکا ہے..... تو حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ کے اس بندے نے اللہ سے کہہ دیا ہے کہ میں تجھ سے ملنا چاہتا ہوں، تیری ملاقات مجھے زیادہ پسند ہے۔

چنانچہ پیغمبر علیہ السلام کا یہ فرمانا، حقیقت میں اپنی موت کی خبر دینا تھا۔ کہ میرا آخری وقت آ چکا ہے۔ دُنیا سے جانے کا وقت آ چکا ہے۔ میں دُنیا سے جا رہا ہوں، لوگو! میں دنیا سے جا رہا ہوں۔ پیغمبر کی وفات سے بڑی بری خبر تو دنیا میں کسی نے نہیں سنی۔

آیت کونسی تھی؟ ایک سورۃ نصر تھی، اور یہ آیت بھی تھی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی..... الخ

یہ آیت کب اتری؟..... حجۃ الوداع کے موقع پر، ایک لاکھ صحابہ کا اجتماع تھا، حضورؐ نے اس میں اعلان کیا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی

"آج کے دن اے پیغمبر! میں نے تجھ پر اپنا دین مکمل کر دیا۔

وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی

"اور اللہ نے اپنی نعمتوں کو تجھ پر پورا کر دیا۔"

وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا o

اور تیرے لیے اللہ نے اسلام کے دین کو پسند کر لیا۔

یہ اعلان کہاں فرمایا گیا، یہ کس جگہ اعلان ہوا؟ عرفات کے میدان میں اور کچھ دنوں کے بعد قرآن کی یہ سورۃ اتری "اذا جآء نصر اللّٰہ" اور یہ آیت بھی اتری۔ "الیوم اکملت لکم"۔

حضورؐ کی علالت

ان دونوں آیتوں سے صحابہؓ نے استدلال کیا کہ حضورؐ کی وفات کا وقت قریب آچکا ہے۔ چنانچہ وفات رسول سے پندرہ دن پہلے حضور ﷺ ایک جنازے سے واپس آئے، آپؐ کے سر میں درد اٹھا۔ حضورؐ سر کے درد سے چارپائی پہ لیٹ گئے۔ کئی دن تک لیٹے رہے۔ اور پھر وفات سے چند دن پہلے آپ کو بخار آیا، شدید بخار..... بخار اتنا تھا کہ حضور علیہ السلام کے سرہانے حضرت فاطمہ بیٹھتی تھیں..... کبھی حضرت عائشہؓ..... حضور فرماتے فاطمہؓ! کپڑے کی ٹاکی پانی میں بھگو کر میرے ماتھے پہ رکھو تاکہ میرے بخار کی شدت کم ہو جائے۔

حضورؐ کو صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ آرام کریں۔ حضورؐ شدید بخار میں بھی مسجد نبویؐ میں تشریف لاتے۔ کبھی ایسے ہوتا..... کہ آپ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں تشریف لاتے۔ لیکن پیر کے دن آپؐ کی وفات ہوئی، جمعرات کے دن آپ کو شدت سے تکلیف تھی۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ (چارپائی وہ تھی، کہ سازبان کی لکڑی سے جس کے پائے بنائے گئے تھے اور یہ ہندوستان کے ایک راجہ نے تحفے کے طور پر وہ لکڑی دی تھی) اس چارپائی پر کھجوروں کی چھال لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ اس چارپائی پر آرام فرماتے۔ بخار میں شدت آگئی اور حدیث میں آتا ہے کہ حضورؐ کی وفات سے دو سال پہلے آپؐ کو ایک یہودیہ نے کھانے میں زہر دیا تھا اور حضورؐ نے فرمایا تھا وفات سے کچھ پہلے عائشہؓ! جو زہر مجھے خیبر کی جنگ کے موقع پر دیا گیا تھا، آج میں محسوس کرتا ہوں، کہ اس زہر کے اثر سے میری شہ رگ کٹ جائے گی۔

شدید علالت میں بھی نماز کی تاکید

اماں فرماتی ہیں، حضور علیہ السلام کی وفات اس زہر کا اثر تھا۔ اسی لیے علماء نے کہا ہے کہ رسول اللہ کی وفات بھی شہادت کی موت ہے۔ زہر سے آدمی مر جائے تو وہ شہید ہوتا ہے۔ حضورؐ کو بھی علماء نے شہید لکھا ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات بھی زہر سے ہوئی تھی۔ اس جنگ میں، اس زہر کے موقع پر ایک صحابی بھی آپؐ کے ساتھ تھا.....

اس کا کھانا حلق سے نیچے اتر گیا تھا، تو وہ شہید ہو گیا تھا، حضورؐ کو جبرئیلؑ نے خبر دے دی..... آپؐ نے قے کر لی، لیکن اثر زہر کا اندر چلا گیا تھا۔ بخاری شریف میں حدیث ہے حضرت عائشہؓ کی! فرمایا عائشہؓ! آج مجھے محسوس ہوتا ہے کہ خیبر والی زہر نے میری شہ رگ کاٹ دی ہے۔ حضور ﷺ کے سر میں درد تھا، آپ پہلو بدلتے، آپ کو ہوش آتا، آپ پوچھتے عائشہؓ! نماز کا وقت ہو گیا، جب ہوش آتا، فرماتے عائشہؓ! نماز کا وقت ہو گیا؟ حضورؐ نے فرمایا عائشہؓ! مسلمانوں سے کہو نماز پڑھ لیں، مجھے تکلیف ہے..... لیکن پھر کہتے عائشہؓ! ٹھہرو! میں جا کے نماز پڑھاؤں گا۔ یہ کہا تو پیغمبر پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ بے ہوشی ہوئی، پھر ہوش آیا کچھ دیر کے بعد..... فرمایا مسلمانوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عائشہؓ! مسلمانوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ فرمایا نہیں یارسول اللہ! آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

صدیق اکبرؓ نبوی مصلے پر

حضورؐ نے مکان کے اندر جو کھڑکی سی تھی، اس کھڑکی کا دروازہ کھولا، کپڑا ہٹایا، جب کپڑا ہٹایا تو سامنے صحابہؓ کی قطار بیٹھی تھی۔

حضورؐ نے فرمایا:

مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ

عائشہؓ! ابو بکرؓ کو بلاؤ، آکر نماز پڑھائے۔

حضرت عائشہؓ نے عرض کی یارسول اللہ! جس دن سے آپ بیمار ہیں، میرا باپ پریشان ہے۔ اور آپ آج کہتے ہیں مصلے پر کھڑا ہو، میرے والد کا دل بڑا نرم ہے، وہ آپ کے مصلے پر کھڑا ہونا برداشت نہیں کریں گے۔

حضورؐ نے فرمایا عائشہؓ نہیں ابو بکر کو بلاؤ، آکر نماز پڑھائے، تین مرتبہ فرمایا۔ عائشہؓ نے ابو بکر صدیق اکبرؓ کو بلایا۔ فرمایا نماز پڑھاؤ..... صدیق اکبرؓ نماز عشاء میں جب مصلے پر کھڑے ہوئے، اللہ اکبر کہا، چیخ ماری، بے ہوش ہو گئے..... ابو بکرؓ کو ہوش آیا، پوچھا گیا صدیق اکبرؓ! کیا ہوا؟ فرمایا میں یہ سوچ کر گرا ہوں کہ آج نبی کا مصلی خالی ہو گیا،

کل محمد مصطفےٰ ہی دُنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔

چنانچہ صدیق اکبرؓ نے دوبارہ نماز پڑھائی..... صدیق اکبرؓ نے جمعرات کے دن سے لے کر وفات کے وقت تک آپ کے مصلے پر نماز پڑھائی۔ کئی موقعوں پر ایسے ہوا کہ حضور علیہ السلام فرماتے میرا دل چاہتا ہے کہ میں مسجد میں چلا جاؤں۔ جمعہ کا دن تھا، تکلیف میں گزرا..... ہفتے کا دن تھا، وہ بھی تکلیف میں گزرا..... فرمایا عائشہؓ! اب تو میں ٹھیک ہوں، اماں فرماتیں کہ آپ نے دوائی نہیں کھائی، حضورؐ نے فرمایا دوائی کی ضرورت نہیں ہے، میں ٹھیک ہوں، اماں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاتھ اٹھائے اس بیماری کی حالت میں فرمایا:۔ ”اے اللہ! میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا۔“ یہ بھی فرمایا۔ اماں فرماتی ہیں کہ رات کو رسول اللہ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی، جب ہوش میں آئے تو آپ نے فرمایا۔

الصلوٰۃ..... الصلوٰۃ

او مسلمانو! نماز کبھی نہ چھوڑنا۔ میں دُنیا سے چلا جاؤں، تب بھی نماز نہ چھوڑنا! مسلمانو! نماز نہیں چھوڑنا۔

الصلوٰۃ..... الصلوٰۃ..... الصلوٰۃ !!!

حضورؐ کے آخری الفاظ اس بے ہوشی کے عالم میں رسول اللہ نماز پڑھ رہے تھے..... اشاروں سے پڑھ رہے تھے..... بیٹھ کر پڑھ رہے تھے۔

اماں فرماتی ہیں کہ عشاء کی نماز قضاء..... رسول اللہ ﷺ بے ہوش ہوئے، آدھی رات کے وقت ہوش آیا۔ فرمایا عائشہ! مسجد میں دیکھو نماز ہو چکی ہے۔ اگر نہیں ہوئی تو میں مسجد میں چلتا ہوں نماز پڑھتا ہوں..... اماں فرماتی ہیں کہ جب نماز کا وقت آتا..... تو ایسے لگتا جیسے ہمارے واقف نہیں ہیں، یعنی ہمارے ساتھ بیٹھے بھی نہیں تھے، نماز کا وقت ہوتا..... تو ایسے اٹھ جاتے، جیسے یہ ہمارے واقف نہیں۔

حضورؐ نے فرمایا عائشہؓ! اللہ بلا رہا ہے..... اللہ کے بلاوے کو دیکھو۔

الصلوٰۃ..... الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم

حضورؐ کی آخری وصیت

حضورؐ نے آخری نصیحت جو زندگی میں فرمائی، وہ یہ تھی۔

الصلوٰۃ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم

لوگو! نماز نہ چھوڑنا..... اور دوسرا فرمایا اپنے غلاموں پر زیادتی نہ کرنا۔ نوکروں کو برا نہ کہنا۔ حضورؐ کی آخری وصیت! یعنی ایک پیغمبر تریسٹھ سال کی عمر میں دنیا سے جا رہا ہے، تئیس سال نبوت کے گزار کر دنیا سے جا رہا ہے۔ تئیس سال قرآن اترا، دین اترا..... شریعت اتری..... لیکن آخری الفاظ یہ کہتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی ساری تعلیمات کا خلاصہ نماز تھا۔ کیوں بھئی، نماز کیوں تھی؟ حج..... مالی عبادت ہے، حج میں مال لٹایا جاتا ہے، زکوۃ مالی عبادت ہے، روزہ بدنی عبادت ہے۔ لیکن..... نماز جو ہے، یہ بدنی عبادت بھی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

الصلوٰۃ..... الصلوٰۃ

نماز نہیں چھوڑنا..... آخری نصیحت پیغمبرؐ کی..... آخری پیغام۔ کہ نماز نہیں چھوڑنی۔ جو لوگ کاروبار میں بیٹھ کر نماز چھوڑ رہے ہیں۔

کاروبار آگیا نماز چھوٹ گئی۔

تھوڑی سی مجبوری ہو گئی۔ نماز چھوٹ گئی۔

دوست آگئے نماز چھوٹ گئی۔

نماز چھوڑنے والے کو پیغمبر نے فرمایا۔

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّداً فَقَد كَفَر

جس نے نماز جان بوجھ کر ترک کی؟..... اس نے گویا کفر کیا۔

نماز سے گناہ جھڑتے ہیں

ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ مجھے ایک دفعہ باہر جنگل میں لے گئے۔ جنگل میں لے جاکر حضورؐ نے فرمایاابوذرؓ دیکھو.....ایک درخت کو آپ نے ہاتھ لگایا، اور ٹہنی کو ہلا کر، اس کے پتے جھڑ گئے۔ ابوذرؓ فرماتے ہیں میں نے دیکھا سارے پتے جھڑ گئے۔ حضورؐ نے فرمایاابوذرؓ جس طرح اس درخت کے پتے جھڑے ہیں، اسی طرح اس آدمی کے گناہ جھڑتے ہیں، جو پانچ وقت نماز پڑھتا ہے۔ یہ نبی کا ارشاد ہے، یہ پیغمبرؐ کا حکم ہے۔

لیکن افسوس ہے اذان ہو رہی ہے، نماز کا وقت ہے۔ بغیر کسی عذر کے.....بغیر کسی مجبوری کے..... نماز چھوڑی جا رہی ہے..... کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے.....بہت بڑا گناہ ہے، نماز کا چھوڑنا۔

حضرت فاطمہؓ سے آخری گفتگو

رسول اللہ بیماری میں مبتلا ہیں، آپ چارپائی پہ لیٹے ہوئے ہیں، لیکن نماز نہیں بھولی.....غلاموں کا خیال نہیں بھولے۔ پیر کا دن ہے، صبح کا وقت ہے، جس دن حضورؐ کی وفات ہونی ہے، اماں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے میں قریب ہو گئی۔ میں قریب آئی تو میں نے کیا دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور کے قریب بیٹھی ہیں، اور حضورؐ نے اشارہ کر کے فاطمہؓ کو بلایا اور فاطمۃ الزہراء کے کان میں کچھ کہا۔ تو فاطمۃ الزہراء رونے لگیں..... تھوڑی دیر کے بعد حضورؐ نے پھر بلایا اور حضرت فاطمہؓ کے کان میں کچھ کہا۔ تو حضرت فاطمہؓ مسکرانے لگیں۔ اماں فرماتی ہیں کہ میں نے کہا فاطمہؓ! میں تیری ماں کی جگہ ہوں، میں تجھے اپنے ماں ہونے کا واسطہ دیتی ہوں، بتا تجھے رسول اللہ نے کیا کہا۔ تو فاطمۃ الزہراؓ نے فرمایا اماں! میں نے پہلی مرتبہ جب حضور ﷺ کے قریب اپنے کان کیے تو حضورؐ نے فرمایا اے فاطمہؓ!۔ جس بیماری میں تیرا باپ مبتلا ہے، اسی بیماری میں تیرا باپ دنیا سے چلا جائے گا..... یہ کہا! جس کی وجہ سے میں

رونے لگی۔

اور بعد میں حضورؐ نے میرے کان میں فرمایا کہ فاطمہؓ! رونا نہیں! رونا نہیں! میرے جانے کے بعد میرے خاندان میں سب سے پہلے تو آکر مجھے ملے گی!!!

سیّدہ عائشہؓ کا فخر

اس کے بعد حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا عائشہؓ! مسواک لاؤ۔ اماں کہتی ہیں مسواک میں نے پیش کی۔ حضورؐ نے منہ مبارک میں مسواک لگائی۔ فرمایا یہ سخت ہے۔ اماں کہتی ہیں میں نے دانتوں سے چبائی۔ اماں عائشہؓ فرماتی ہیں، مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میری چبائی ہوئی مسواک کو پیغمبر نے چبایا۔

حضورؐ کے آخری الفاظ اور جاں سپردگی

اماں فرماتی ہیں، حضورؐ کے آخری الفاظ ہیں:

اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

اے اللہ! تیری رفاقت مجھے پسند ہے۔ اے اللہ! میں دُنیا کو چھوڑ چکا ہوں۔ مجھے تیری رفاقت پسند ہے۔ میں تیری رفاقت چاہتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

میں تیرے قرب میں آنا چاہتا ہوں..... میں تیرے قریب آنا چاہتا ہوں..... بار بار حضورؐ نے فرمایا۔ اماں فرماتی ہیں حضورؐ نے تین مرتبہ "**اللھم فی الرفیق الاعلیٰ**" فرمایا۔ اور پھر آپؐ نے کلمہ شہادت پڑھا، اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

صحابہ کرامؓ غم سے نڈھال

حضورؐ کی وفات ہو گئی۔ مدینہ میں جنگل کی آگ کی طرح خبر پھیل گئی۔ سفید داڑھیوں والے، بوڑھے اور بزرگ صحابی زار و قطار رونے لگے۔ مسجد نبویؐ لوگوں سے بھر گئی۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ حضورؐ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ لوگوں نے

کہ اُو نیا میں رہنا فضول ہے۔ اب ہمیں مر جانا چاہیے۔ بقول ابوالکلام آزادؒ۔

"جو کھڑا تھا، کھڑا رہ گیا..... جو بیٹھا تھا، بیٹھا رہ گیا..... صحابہؓ کی ایک جماعت روتی ہوئی جنگلوں کی طرف نکل گئی، نبیؐ نہیں رہے..... دُنیا میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے رونا شروع کر دیا۔ پیغمبرؐ کے جسد اطہر کے پاس آئے اور کہا اے کملی والے! اگر تو نے مجھے رونے سے منع نہ کیا ہوتا..... تو آج علیؓ اپنی آنکھوں کے آنسوؤں سے آپ کو غسل دے دیتا۔

فاطمۃ الزہراءؓ نے فرمایا

ثَبت عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا

ثَبت عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَا لَيَا

میرے باپ کی وفات نے مجھ پر مصبت کے اتنے پہاڑ توڑے ہیں، اگر وہ پہاڑ دنوں پر پڑ جاتے تو دن بھی رات بن جاتے..... یہ نبیؐ کی وفات پر کہا۔

میرے بھائیو! ایک صحابی اپنے کھیتوں میں کھڑا ہل چلا رہا ہے، اس کو کسی نے کہا او بابا جی! تو ہل چلا رہا ہے، تجھے نہیں پتہ کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے چلے گئے۔ اس نے اسی وقت ہل روک دیا۔ ہل روک کر کہا۔ "اے اللہ! میری آنکھوں کو اندھا کر دے، میرے کانوں کو بہرہ کر دے۔

اس نے کہا یہ دعا کیوں کرتا ہے؟ کہنے لگا جن کی آنکھوں نے نبیؐ کا چہرہ دیکھا۔ نبیؐ نہیں رہے..... تو ان آنکھوں کی ضرورت نہیں۔ جن کانوں نے نبیؐ کا کلام سنا، نبیؐ نہیں رہے، تو ان کانوں کی ضرورت نہیں ہے۔

فاروقِ اعظمؓ کی وارفتگی

رسول اللہ کا جسد اطہر رکھا ہوا ہے..... فاروق اعظمؓ جلال میں آگئے..... جوش میں آگئے..... مسجد نبوی میں کھڑے ہو گئے۔ تلوار ہاتھ میں لے کر کہا۔

"او لوگو!! جس نے کہا محمدؐ فوت ہو گئے..... اس کا سر قلم کر دوں گا، اس کا سر اڑا

دوں گا۔

یہ بڑے جذبات کی بات تھی..... بڑی عجیب بات تھی..... صحابہؓ وارفتگی کے حال میں مدینہ کی گلیوں میں گھوم رہے ہیں، جنگلوں کی طرف نکل گئے ہیں۔

عورتیں رو رہی ہیں..... مرد رو رہے ہیں۔ عائشہؓ رو رہی ہے، فاطمہؓ رو رہی ہے۔ ابو ہریرہؓ! تو کیوں روتا ہے؟ عائشہؓ! تو کیوں روتی ہے؟ فاطمہؓ! تو کیوں روتی ہے؟ فاطمہؓ نے کہا میں کیوں نہ روؤں..... عائشہ نے کہا میں کیوں نہ روؤں..... آج کے بعد جبرائیل امین اب کبھی نہیں آئے گا، آسمانوں سے اب کوئی فرشتہ نہیں آئے گا..... آسمانوں سے کبھی اب قرآن نہیں اترے گا..... آسمانوں سے خدا کا پیغام اب کبھی نہیں آئے گا۔

یہ پیغام تھا، صحابہؓ رو رہے ہیں..... ایک آدمی سے کہا بابا جی! تم کیوں روتے ہو..... فرمایا میں کیوں نہ روؤں..... جو روشنی مدینہ کی گلیوں میں پھرتی تھی، ختم ہو گئی..... جو سورج چمکتا تھا، چلا گیا..... جو چاند چمکتا تھا، چلا گیا..... اب جبرئیلؑ کیسے آئے گا، خدا کا پیغام کیسے آئے گا؟ مدینہ کی گلیوں میں خوشبو کیسے آئے گی..... نبیؐ نہیں رہے..... ہمیں زندگی کی ضرورت نہیں ہے۔

صحابہؓ رو رہے ہیں، فاروق اعظمؓ نے مسجد نبوی میں اعلان کیا۔

"جس نے کہا کہ نبیؐ فوت ہو گئے..... میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ حضرت ابو بکرؓ صدیق وہاں موجود نہ تھے۔ مقام سخ کی بستی تھی، مدینہ کے ساتھ دو میل کے فاصلے پر۔ ان کو اطلاع ملی۔ صدیق اکبرؓ تشریف لائے۔ صدیق اکبرؓ سب سے زیادہ پیغمبرؐ کے رفیق تھے، سب سے زیادہ نبیؐ کے ساتھ تھے۔ سب لوگوں کی نگاہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ پر تھیں۔ اگر ابو بکرؓ اسی طرح جذبات میں آ جاتے..... اسلام کی کشتی ڈوب جاتی، اسلام کے سہارے ٹوٹ جاتے۔

سیّدہ عائشہؓ کے حجرہ کا شرف

صدیق اکبرؓ تشریف لائے۔ مسجد نبویؐ میں آئے، پتہ چلا رسول اللہؐ کا جسد اطہر

عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں ہے۔ مسلمانو! نبیؐ کے بارے میں عقیدہ یہ ہے۔ کہ نبیؐ جس جگہ فوت ہوتا ہے، قبر بھی وہیں اسی جگہ پر بنتی ہے۔ کسی پیغمبر کے بارے میں یہ اجازت نہیں ہے کہ اس کی لاش کو ایک لمحہ کے لیے، یا ایک انچ بھی اٹھا کر دوسری جگہ پر تدفین کی جائے..... اس کی اجازت نہیں ہے!! نبیؐ جہاں فوت ہوتا ہے، اسی جگہ اس کی قبر بنتی ہے۔ رسول اللہ کی وفات حضرت عائشہ کے حجرے میں ہوتی ہے۔ چنانچہ آپؐ کی تدفین اور آپ کی قبر بھی حضرت عائشہؓ کے حجرے میں بنی۔ جہاں آج آپ کی قبر ہے، عائشہ کے حجرے میں ہے، یہ حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا۔ اور حضور علیہ السلام کی گیارہ بیویاں تھیں، ان میں سے جو زندہ تھیں، ان میں سے کسی کے پاس آپ قیام فرماتے تھے۔ لیکن جب آپ بیمار ہوئے، تو اس رات حضرت عائشہؓ کی باری تھی۔ دوسرے دن دوسری بیوی کی باری تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا بیویو! میرا دل چاہتا ہے کہ میں یہ بیماری کے سارے ایام عائشہؓ کے گھر گزاروں..... کیا تمہاری طرف سے یہ اجازت ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ آخری وقت ہو اور کسی کی باری نہ آئے، اور پھر ناراض ہو جاؤ۔ تو سب نے خوشی کے ساتھ کہا یا رسول اللہ! آپؐ عائشہؓ کے حجرے میں رہیے۔

عائشہؓ! تیرے پاؤں کی مٹی پر قربان جاؤں، کہ رسول اللہ کی بیماری بھی تیرے گھر میں ہوئی، حضورؐ کی وفات بھی تیرے حجرے میں ہوئی اور بعد میں پیغمبر قیامت کی صبح تک تیرے حجرے میں آرام فرمائیں گے۔

اور پھر ہی جگہ ہے، کہ جس جگہ کے بارے میں نبیؐ نے فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَ مِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّه

اولوگو! یہ عائشہؓ کا حجرہ ہے، اور اس حجرے اور اس میرے منبر کے درمیان یہ ساری جگہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ جس جگہ پہ حضور علیہ السلام نے وفات پائی، وہ بھی جگہ جنت ہے..... یہ منبر ہے یہ بھی جنت ہے..... یہ راستے میں ساری جگہ جنت ہے..... جس کو روضۃ من ریاض الجنہ" کہا جاتا ہے۔ جو لوگ حج کرنے جاتے ہیں، ان کو پتہ ہے،

کہ اس جگہ پہ کتنی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اس جگہ پہ کتنی برکات ہوتی ہیں..... حاجی وہاں جاتا ہے، حضورؐ کے روضہ پر..... تو سعادت سمجھتا ہے۔ آج تم وہاں جاؤ تو ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ اس سے زیادہ برکت والی جگہ دنیا میں اور کوئی نہیں۔ جس کو نبیؐ نے جنت فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَ مِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِن رِيَاضِ الْجَنَّه

یہ ریاض جنت ہے۔ ریاض جنت! ریاض عربی میں باغ کو کہتے ہیں

رِيَاضِ الْجَنَّه جنت کا باغ! پیغمبرؐ جنت کے باغ میں ہیں، جس جگہ کو حضورؐ نے جنت فرمایا ہے..... اس جگہ کے جنت ہونے میں کوئی شک ہے؟..... نہیں! تو حضورؐ نے فرمایا میرا یہ منبر..... اور میرا وہ حجرہ..... جو عائشہؓ کا حجرہ ہے۔ یہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ تو اسی جنت کے ٹکڑے میں رسول اللہ ﷺ کی قبر بنی۔ اور بعد میں پھر اسی جنت کے ٹکڑے میں ابو بکر صدیقؓ کی قبر بنی۔ پھر اسی جگہ فاروق اعظمؓ کی قبر بنی۔

مسلمانو! جس جگہ کو پیغمبرؐ جنت کہہ چکا ہو..... اسی جنت میں ابو بکرؓ ہو..... اور عمرؓ ہو..... تو آج اس کو کوئی کہے کہ جنت نہیں ہے، نعوذ باللہ! جس جگہ کو نبی..... جنت کہہ چکا ہے، اس کے جنت ہونے میں کوئی شک ہے؟ نہیں!

رسول اللہؐ اور ابو بکرؓ و عمرؓ کا خمیر ایک ہی مٹی سے

اور یہ بھی یاد رکھو میں آپ کو ایک مسئلہ بتانا چاہتا ہوں۔ جس جگہ کو قرآن فرماتا ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُ كُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

قرآن کہتا ہے، جس مٹی سے آدمی کا خمیر تیار ہوتا ہے..... اسی مٹی میں اس آدمی کی قبر بنتی ہے..... پیدائش کے وقت انسان کے خمیر میں جو مٹی داخل کی جاتی ہے، جس علاقے کی۔ جب وہ فوت ہوتا ہے، تو اس علاقے میں اس کو دفن کیا جاتا ہے، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ:۔

پہنچی وہیں پہ خاک، جہاں کا خمیر تھا

اور قرآن کہتا ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

کہ جس مٹی سے انسان کا خمیر بنایا گیا ہے..... اسی مٹی میں اس کی تدفین عمل میں آئے گی اسی مٹی میں وہ دفن ہوگا۔

رسول اللہ کا خمیر جس مٹی سے بنا تھا۔

اسی مٹی سے خمیر صدیق اکبرؓ کا بنا تھا۔

اسی مٹی سے خمیر فاروق اعظمؓ کا بنا تھا۔

اور اسی مٹی میں پیغمبر اور ابو بکرؓ و عمرؓ آج تک موجود ہیں۔

اور اس جگہ کو اللہ کے نبیؐ نے کہا کیا تھا؟..... کہ یہ جنت ہے۔ یہ جگہ جنت کا ٹکڑا ہے، اس کے جنت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ جس کو نبیؐ کہے جنت، اس کے جنت ہونے میں کوئی شک ہے؟ نہیں!

صدیق اکبرؓ تشریف لائے، صدیق اکبرؓ نے پیغمبر کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا۔

انك طبت حيا ومات حياً

اے اللہ کے رسولؐ! تیرا دنیا میں آنا بھی پاک تھا..... تیرا جانا بھی پاک تھا..... اور حضورؐ کے ماتھے پہ بوسہ دیا..... اور فرمایا اے اللہ کے رسولؐ! تو نے دُنیا میں نبوت کا حق ادا کر دیا۔ اور یہ کہہ کر صدیق اکبرؓ مسجد نبوی میں چلے گئے۔ مسجد نبویؐ کے منبر پر کھڑے ہو کر صدیقؓ نے خطبہ دیا۔

مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّداً فَاِنَّ مُحَمَّداً قَدْمَات ، وَ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَاَ يَمُوْتُ○

اولوگو! جو محمد کی پوجا کرتا تھا، وہ سمجھ لے کہ محمد تو دُنیا سے رخصت ہو گئے، اور جو خدا کی پوجا کرتا تھا، اس کو یاد رکھنا چاہیے خدا پہلے بھی زندہ تھا، خدا آج بھی زندہ ہے۔

فاروق اعظمؓ نے فرمایا "جو محمدؐ کو کہے فوت ہوئے..... وہ سر قلم کر دوں گا۔"

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاروق اعظمؓ کی یہ کیفیت دیکھی تو قرآن شریف کی یہ آیت نہیں سنی، کہ:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلاَّ رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے! دُنیا میں جتنے بھی نبی آئے، سب نبیوں نے دنیا سے جانا تھا، سب چلے گئے۔

اَفَاِنْ مَّات اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ

کیا میرا پیغمبرؐ فوت ہو جائے، یا میرا پیغمبر قتل کر دیا جائے، تو اے صحابیو! اے پیغمبر کے دوستو! تم محمدؐ کا دین چھوڑ جاؤ گے۔

یہ آیت پیغمبرؐ کی زندگی میں اتر چکی تھی۔ جب صدیق اکبرؓ نے مسجد نبوی کے منبر پر آکر یہ قرآن کی آیت سنائی، تو فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں، کہ ایسے معلوم ہوا، جیسے یہ اللہ کا قرآن ابھی اترا ہے، کہتے ہیں، کہ یہ ہمیں علم ہی نہ تھا، یہ سن کر ہمارا سینہ کھل گیا، ہمیں یقین ہو گیا کہ محمد دنیا سے چلے گئے ہیں، اور نبی کے جانے کے بعد پیغمبر کے دین کو صدیق اکبرؓ نے زندہ کیا۔

نوٹ:۔

وفات رسولؐ کے عنوان پر حضرت فاروقی شہیدؒ نے مذکورہ تقریر جامع مسجد عمر فاروق سمندری میں کی تھی..... اس کی جو کیسٹ ہمیں دستیاب ہوئی، اس میں مندرجہ بالا سطور تک نامکمل ریکارڈنگ کی گئی تھی۔ جبکہ مکمل کیسٹ کہیں سے بھی دستیاب نہ ہو سکتی تھی..... بناء برایں مذکورہ موضوع کی تکمیل کیلئے حضرت شہیدؒ کی ایک اور تقریر کے چند اقتباسات نقل کئے جا رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

۱۲ ربیع الاوّل

آج بائیس اکتوبر ہے، آج سے ساٹھ سال پہلے ۲۲ اکتوبر کو آپ کے والد صاحب پیدا ہوئے..... اور آج ۲۲ ہی کے دن فوت ہو جائیں..... تو آپ کیا کریں گے؟..... آپ خوشی کریں گے، کہ افسوس کریں گے؟؟..... چالیس سال تک سو سال تک بائیس اکتوبر کو اپنے باپ کی ولادت کی خوشی نہیں کریں گے، اپنے باپ کی وفات کا صدمہ یاد رکھیں گے۔

آپ کے بھائی کا جنازہ اٹھے..... تو آپ خوشی نہ کریں

آپ کی ماں کا جنازہ اٹھے..... تو آپ خوشی نہ کریں۔

آپ کی بہن کا جنازہ اٹھے..... آپ خوشی نہ کریں۔

لیکن..... آپ کے نبی کا جنازہ اٹھے..... آپ جلوس نکالیں، آپ جھنڈیاں لگائیں..... آپ بتیاں لگائیں..... آپ خوشی کریں..... اگر کوئی روکے..... تو کہیں یہ نبی کو نہیں مانتا۔

کسی نے نہیں سوچا کہ رسول اللہ کی وفات بارہ ربیع الاوّل کو ہے..... اگر ولادت بارہ ربیع الاوّل کو ہے..... تو ٹھیک ہے ولادت بھی ہو گی، وفات بھی ہے۔ جب خوشی اور غمی انسان میں آتی ہے..... تو آپ فیصلہ کریں..... کہ خوشی ہوتی ہے، یا غمی ہوتی ہے۔ میں نے جیسے کہا ہے بائیس اکتوبر کو آپ کے والد پیدا ہوں، اور ۲۲ اکتوبر کو چالیس سال بعد، فوت ہوں..... آپ تو خوشی نہیں کرتے، لیکن رسول اللہ کی وفات کے دن آپ خوشی کرتے ہیں۔

ایک آدمی کہنے لگا فاروقی صاحب پھر آپ بتائیں ہم بارہ ربیع الاوّل کو کیا کریں؟ میں نے کہا بارہ ربیع الاوّل کو درود پاک پڑھو..... بارہ ربیع الاوّل کو قرآن پاک پڑھو..... بارہ ربیع الاوّل کو خوشبو لگاؤ، بارہ ربیع الاوّل کو کلمہ شریف پڑھو، اور عہد کرو کہ آج بارہ ربیع الاوّل کے دن ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو اپنائیں گے۔ تین سو پینسٹھ دن ہیں سال کے..... تین سو چونسٹھ دن نبیؐ کے حکموں سے

بغاوت کرو..... نبیؐ کے احکام پہ چھریاں چلاؤ..... پیغمبرؐ کے اصولوں کو توڑو..... پیغمبرؐ کی سیرت کا مذاق اڑاؤ..... اور ایک دن خوشی کر کے..... جنت کا ٹھیکہ لینا چاہو..... اس سے بڑا دھوکا..... فریب کوئی نہیں۔

بارہ ربیع الاوّل مدینہ میں جب آیا تھا..... مدینہ سے باہر ایک آدمی ہل چلا رہا تھا..... کسی نے کہا بابا ہل چلاتا ہے؟ تجھے کسی نے نہیں بتایا کہ رسول اللہ فوت ہو گئے..... اس نے ہل روک دیا..... یہ بخاری شریف میں واقعہ موجود ہے۔ اس نے ہل روک کر کہا اے اللہ! میری آنکھوں کو اندھا کر دے، میرے کانوں کو بہرہ کر دے..... اس آدمی نے پوچھا یہ دعا کیوں کرتا ہے، اس نے جواب دیا جن آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو دیکھا تھا..... رسول اللہ نہیں رہے..... مجھے ان آنکھوں کی ضرورت نہیں رہی، جن کانوں نے پیغمبر علیہ السلام کا کلام سنا ہے..... جب حضورؐ نہیں رہے..... تو مجھے ان کانوں کی بھی ضرورت نہیں رہی..... یہ بارہ ربیع الاوّل ہے۔

حضرت بلال حبشیؓ نے مدینہ بھی چھوڑ دیا تھا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد، اب بائیس سال کے بعد جب بلالؓ مدینے آیا..... لوگوں نے کہا بابا جی! حضورؐ کے زمانے والی اذان تو سناؤ۔ بلالؓ کہتا ہے میں اذان نہیں دیتا۔ لوگ حضرت حسینؓ کو سفارشی لے گئے..... حضرت حسینؓ نے فرمایا بابا! اذان تو سناؤ! اب دیکھئے حضرت بلالؓ اذان دینے لگے، جب "اشہدان محمد رسول اللہ" پر پہنچے۔ تو بلالؓ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ جب ہوش آیا، لوگوں نے منہ میں پانی ڈالا۔ بابا جی! کیا ہوا؟ کہنے لگا مجھے بائیس سال پہلے کا زمانہ یاد آ گیا، جب میں "اشہدان محمد رسول اللہ" کہتا تھا..... میرا محبوبؐ سامنے ہوتا تھا۔ آج میں نے محبوبؐ کا نام لیا، چاروں طرف دیکھا..... مجھے محبوب نظر نہیں آئے۔ یہ نبیؐ کی شان ہے..... انہوں نے تو بارہ ربیع الاوّل یوں دیکھا۔

دوستو! یہ دعوت فکر ہے، آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی..... کہ بارہ ربیع الاوّل جب چودہ سو سال پہلے آیا..... صحابہؓ روئیں، صحابہؓ اشک بہائیں، صحابہؓ روتے

ہوئے جنگلوں کو نکل جائیں، صحابہؓ مدینہ چھوڑ دیں..... صحابہؓ رو رو کر نڈھال ہو جائیں، فاطمہؓ چیخیں ماریں، عائشہؓ روئیں، فاروق اعظمؓ روئیں، ابو بکرؓ روئیں، سفید داڑھیوں والے آدمی مسجد میں بیٹھ کر..... دھاڑیں مار مار کر روئیں..... وہی بارہ ربیع الاوّل جب میرے پاس آئے، تو میں خوشی کروں؟

مجھے بتایا جائے، جس دن بارہ ربیع الاوّل مدینے میں آیا تھا..... تو انہوں نے یہ کام کیوں نہیں کیا..... جو آج ہم کرتے ہیں؟ یہ ہو سکتا ہے؟ کہ صدیقؓ تو روئے..... ہم خوشی کریں، عاشق رونے والا بھی ہو..... اور عاشق خوشی کرنے والا بھی ہو..... ہم بھی عاشق ہوں..... کہ خوشی کریں، وہ بھی عاشق ہوں..... کہ رو رہے ہیں..... یہ تو میری سمجھ میں بات نہیں آتی۔

اگر بارہ ربیع الاوّل کے دن خوشی کرنا عشق ہے..... تو پھر اس عشق سے ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہؓ تو خالی ہیں۔ انہوں نے بارہ ربیع الاوّل کے دن یہ کام نہیں کیا..... جو آج ہم کرتے ہیں۔ یہ کسی پر تنقید نہیں ہے، یہ ایک حقیقت ہے، جس کا اظہار کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

آج کوئی آدمی مجھے یہ سمجھا دے کہ آج سے پچاس سال پہلے، کی پوری ساڑھے تیرہ سو سالہ اسلام کی تاریخ میں بارہ ربیع الاوّل کے دن کسی نے وہ کام کیا ہو..... جو آج ہوتا ہے..... تو ایک مفکر کا نام لے کر مجھے بتائیں۔ بارہ ربیع الاوّل کوئی ابھی آنے لگا نے ہے..... چودہ سو سال گزر گئے بارہ ربیع الاوّل کو آتے آتے۔

------☆------

آپ مجھے یہ سمجھا دیں کہ بارہ ربیع الاوّل مدینے میں آیا چودہ سو سال پہلے جس دن بارہ ربیع الاوّل مدینے میں تھا..... آیا پہلی مرتبہ، اس دن ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کی حالت کیا تھی؟..... اور خوشی کون منا رہا تھا؟..... افسوس کس کو تھا؟..... فیصلہ آپ کریں یہی بارہ ربیع الاوّل، ہمارے پاس آتا ہے..... ہم نمائش کرتے ہیں..... عیسائیوں میں اور ہمارے اندر فرق کیا رہ گیا؟ ۲۵ دسمبر کرسمس ڈے..... عیسائی

مناتے ہیں..... تین سو چونسٹھ دن عیسائی..... اپنے نبی کا نام نہیں لیتے، ایک دن ۲۵ دسمبر کا..... کہتے ہیں ہم عیسائی ہیں..... ولادت کا ڈے مناتے ہیں۔ ولادت کو منانا... یہ شیوہ کس کا ہے؟ ولادت کو منایا..... لیکن اپنے نبیؐ کی سیرت کو نہیں اپنایا۔

ایک بات یاد رکھیں..... حضورؐ جب پیدا ہوئے..... حضورؐ کی پیدائش پر پوری دُنیاءِ اسلام کو خوشی ہے۔ حضورؐ جب پیدا ہوئے۔ حضورؐ کے چچا ابو طالب کو بھی خوشی تھی۔ ابولہب کو بھی خوشی تھی..... کتابوں میں موجود ہے کہ ابولہب نے حضورؐ کی پیدائش پر اونٹ ذبح کیا۔ یہ کہہ کر..... کہ میرا بھائی عبداللہ فوت ہو گیا..... یہ اسی کا یتیم بچہ ہے۔ اور یہ نشانی ہے میرے بھائی کی! اور ابو طالب نے حضورؐ کی پیدائش کے بعد جو شعر کہا، عربی میں وہ یہ ہے۔

وَ اَبْیَضُ یَسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ

ثِمَالُ الْیَتٰمٰی عِصْمَةٌ لِلاَرَامِلِ

یہ میرا بھتیجا اتنا خوب صورت ہے، کہ اس بھتیجے کے صدقے..... آسمانوں سے بارش آتی ہے، اور یہ چہرہ اتنا خوبصورت ہے، کہ یہ چہرہ یتیموں کا آسرا اور بیواؤں کا سہارا بنے گا۔ ابولہب نے اونٹ قربان کیے، ابو طالب نے یہ شعر کہا۔ حضورؐ کی ولادت پر خوشی منائی۔ لیکن ان دونوں کو جنت نہیں ملی۔ ایک تیسرے آدمی کو دیکھو، کہ اس نے ولادت کے دن نہ خوشی منائی، نہ شعر کہا، نہ ولادت کے دن تعریف کی، پیغمبرؐ کا وہ رشتے دار نہیں، نبیؐ کا وہ قریبی نہیں۔ پیغمبر کے پاس آیا نہیں، وہ مکے کو جانتا نہیں، اس کا رنگ بھی کالا ہے، اس کے ہونٹ بھی لمبے لمبے ہیں، وہ حبشے سے چل کے آیا ہے، اس نے صرف اپنے نبیؐ کی سیرت کو اپنایا تھا، اس نے ولادت پہ خوشی نہیں کی۔ سیرت کو اپنایا تھا، دیکھیے! جنہوں نے ولادت پہ خوشی کی تھی، ابو طالب اور ابولہب..... ان کو جنت نہیں ملی..... اس نے سیرت کو اپنایا تھا، حبشے سے چل کر آیا تھا، اتنا اونچا مقام پا گیا..... کہ ٹہلتا مکے کی گلیوں میں ہے، اور قدموں کا کھٹکا جنت میں ہو رہا ہے۔

------☆------

کوئی دنیا کا مسلمان ایسا نہیں، جس کو نبیؐ کے آنے پر خوشی نہ ہو..... یہ بات یاد رکھیں۔ جو کہتا ہے، مجھے پیغمبرؐ کے آنے پر خوشی نہیں..... اس سے بڑا مرتد کوئی نہیں۔ یہ مسئلہ یاد رکھیں۔ اس سے بڑا کافر کوئی نہیں۔ نبیؐ کے آنے پر خوشی ہر آدمی کو ہے۔ لیکن خوشی خوشی میں فرق ہے۔ گھر میں مہمان آتا ہے، بچوں کو خوشی ہوتی ہے۔ کہ آج مہمان آیا ہے..... آج گھر میں حلوہ پکے گا۔ سکول جانے کی چھٹی ہو گی..... لیکن گھر کے جو عقلمند لوگ ہیں..... ان کو بھی خوشی ہوتی ہے، ان کو یہ خوشی ہے کہ جو مہمان آیا ہے۔ بڑا اچھا ہے..... اس کی دعوت بڑی اچھی ہے۔ پیغام بڑا اچھا ہے۔ بڑے عرصے کے بعد آیا ہے۔

تو ٹھیک ہے۔ یہاں دو طبقوں کو خوشی ہے۔ ایک طبقے کو خوشی بچوؤں والی ہے..... کہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ آگئی..... موسم آگیا..... کھانے پینے کا موسم آگیا۔ اور ایک عقل مندوں کو خوشی ہے، کہ جو مہمان آج کے دن آیا ہے..... اس مہمان سے بہتر دُنیا میں مہمان کوئی نہیں۔

------☆------

دیکھئے، اب آپ کہیں کہ حضور علیہ السلام جب فوت ہوئے تو صحابہ کرامؓ کو خوشی کرنے کا، جشن کرنے کا، نمائش کرنے کا موقع نہیں ملا..... حضورؐ کا جنازہ پڑا تھا۔ حضور ﷺ فوت ہو گئے..... حضور علیہ السلام کو تیسرے دن دفن کر دیا گیا..... آپؐ دنیا سے تشریف لے گئے۔ پردہ فرما گئے..... افسوس تھا، صحابہؓ رو رہے تھے، چلو! وہ بارہ ربیع الاوّل گیا..... اس کے بعد صدیق اکبرؓ کا دور آیا۔

ابو بکر صدیقؓ کے دور میں دو مرتبہ بارہ ربیع الاوّل آیا۔

عمر فاروقؓ کے دور میں دس مرتبہ بارہ ربیع الاوّل آیا۔

عثمان غنیؓ کے دور میں بارہ مرتبہ بارہ ربیع الاوّل آیا۔

علی المرتضیٰ کے دور میں پانچ مرتبہ بارہ ربیع الاوّل آیا۔

حضرت حسنؓ کے دور میں ایک مرتبہ بارہ ربیع الاوّل آیا۔

حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں انیس مرتبہ بارہ ربیع الاوّل آیا۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، محبوب سبحانی، پیران پیر کے دور میں چوالیس مرتبہ بارہ

ربیع الاوّل آیا۔
حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے دور میں ترپن مرتبہ بارہ ربیع الاوّل آیا۔
حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے دور میں ستر مرتبہ بارہ ربیع الاوّل آیا۔
سلطان العارفین، سلطان باہوؒ کے دور میں تینتالیس مرتبہ بارہ ربیع الاوّل آیا۔
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے دور میں پچپن مرتبہ بارہ ربیع الاوّل آیا۔
حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے دور میں ترپن مرتبہ بارہ ربیع الاوّل آیا۔

میرے دوستو! حضور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور سے لے کر شاہ ولی اللہ تک دنیائے اسلام کی ساڑھے بارہ سو سالہ پوری تاریخ میں امام غزالیؒ کے دور میں..... امام رازیؒ کے دور میں..... مغل بادشاہوں کے دور میں..... اور بغداد کے حکمرانوں کے دور میں..... سلاطین سلجوقیہ کے دور میں..... بڑے بڑے حکمرانوں کے دور میں بارہ ربیع الاوّل آتا رہا۔ کسی امام نے..... کسی پیر نے..... کسی ولی نے..... کسی قطب نے..... کسی ابدال نے..... بارہ ربیع الاوّل اس طرح منایا ہو..... جس طرح آج میں اور آپ منانا چاہتے ہیں..... نمائش کر کے ..... تو مجھے ایک کی مثال دیں۔ وہ کیوں مناتے؟..... ان کو پتہ تھا کہ آج بارہ ربیع الاوّل کے دن نبوت کا جنازہ اٹھا ہے آج صحابہؓ کی چیخیں نکلی تھیں..... آج ابو بکرؓ رویا تھا..... آج عمرؓ رویا تھا..... آج حسین رویا تھا..... آج عائشہؓ روئی تھی..... آج فاطمہؓ روئی تھی..... آج اسلام دنیا میں یتیم ہوا تھا، آج ہم کیوں خوشی کر سکتے ہیں۔ تیرہ سو سال کے اماموں کو یہ خوشی نہیں سوجھی۔ پچاس سال پہلے ہم نے یہ خوشی شروع کر کے اس کو دین بنالیا۔

میرے دوستو! کبھی سیرت کو بھی منایا جاتا ہے؟ سیرت تو اپنانے کی چیز ہے..... سیرت منانے کی چیز نہیں..... سیرت کہتے ہیں۔ "خاص قسم کا کردار" خاص قسم کے کردار کو منایا نہیں جاتا..... اپنایا جاتا ہے۔ کسی کے چلن کو اپنایا جاتا ہے..... کسی کے کردار کو اپنایا جاتا ہے..... کسی کی بات کو اپنایا جاتا ہے..... نہ یہ کہ کسی کی بات کو منایا جاتا ہے۔ یہ بڑی قابل غور بات ہے، ممکن ہے آپ میں سے بہت سارے لوگ اس بات کو سمجھ نہ سکیں۔ لیکن اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ میں نے دعوت فکر آپ کو دینی تھی، اور میں نے وہ آپ کو پہنچائی۔

خاندان نبوت



اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ ○ اَلْمَبْعُوْثُ اِلَی کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○

وَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ الْکَلَامِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ ○ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ○

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ.....

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رَیْحَانَایَ مِنَ الدُّنْیَا اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ.....

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ.....

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○



یوں ترچھی نگاہوں سے قتل بھی کرنا
اور پھر اس سے مکرنا کہ میں اس سے بری ہوں
تم ہی قاتل، تم ہی مخبر، تم ہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر ؟

میرے واجب الاحترام، قابل صد احترام، فیصل آباد کے غیور نوجوانو اور سنیو!
نو محرم کو ہر سال جھال خانو آنہ ستیانہ روڈ فیصل آباد میں یہ عظیم الشان شہادت کانفرنس منعقد ہوتی ہے کیونکہ آج دسویں محرم کی شب ہے اور نو محرم کا دن ہے اس لئے میں کوشش کروں گا کہ نواسہ رسول جگر گوشہ بتول، حضرت سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب آپ کے کارنامے، آپ کی شہادت، بیان کروں آپ کے قاتلوں کا سراغ لگا کے آپ کے سامنے پیش کروں،

قابل اعتبار گواہ

میرے بھائیو! عجائبات تو دنیا میں اور بھی بڑے ہیں لیکن ایسا عجوبہ کبھی نہیں ہوا کہ قتل کرنے والا خود رونے لگ جائے ..... قتل کرنے والا مظلوم بن جائے..... قتل کرنے والا اشک بہائے..... قتل کرنے والا خود وارث بن جائے..... قتل کرنے والا اپنے قتل کو چھپا کر چوکوں اور چوراہوں میں پوری انسانیت کو دھوکہ دے.....انسانیت کہاں گئی؟.....انسان کہاں گیا؟.....انصاف کہاں گیا؟..... ہائی کورٹ سپریم کورٹ، لوئر کورٹس سول کورٹس ..... جتنی بھی دنیا میں ہیں۔ کسی عدالت میں مظلوموں کی گواہی کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، ایک شخص قتل ہو گیا، عدالت کہتی ہے اس کے ساتھ جو زخمی ہوا، وہ سب سے زیادہ معتبر ہے، اور جو اس کے ساتھ تھا دوسرے نمبر پر وہ معتبر ہے.....ہائی کورٹس، سپریم کورٹس یا دنیا میں جتنی بھی عدالتیں ہیں، سب سے زیادہ اہم بیان سزا دینے کے لئے مجرم کو.....زخمیوں کا ہوتا ہے نواسہ رسولؐ شہید ہوئے،..... کوئی بکری نہیں مری، کوئی جانور نہیں مارا گیا ، پیغمبر ﷺ کا نواسہ شہید ہوا اور چمکتی ہوئی دھوپ میں شہید ہوا،.....دشت کرب و بلا

پہ شہید ہوا..... دن دیہاڑے شہید ہوا۔ چودہ صدیاں بیت گئیں..... قاتل کہتے ہیں ہائے حسین!..... قاتل کہتے ہیں ہمیں بڑا دکھ ہے، ہمیں بڑا افسوس ہے..... لیکن یہ کیسے قاتلہیں جو اپنے آپ کو نواسہ رسول کی محبت سے سرشار کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم حسینی ہیں،..... بھائی جو لوگ نواسہ رسولؐ کے ساتھ زخمی ہوئے، جو ان کے ساتھ شریک سفر تھے ان سے پوچھو تمہیں کس نے مارا؟ تمہیں کس نے زخمی کیا؟ تمہیں کون قتل کرنے آیا؟ تمہیں کس نے بلایا؟ تم کیسے چلے آئے؟..... تم بچوں کو لے کر مدینہ سے کیسے چلے؟..... تم بچوں کو لے کر مکہ سے کیسے چلے؟..... تمہیں خط کس نے لکھے؟..... تمہیں بلانے کون آیا؟ سواریاں کس نے بھیجیں؟..... راستہ کس نے روکا؟..... بچوں کو ذبح کس نے کیا؟.....اور پھر رویا کون؟..... پھر ان کو قاتل کہا کس نے؟..... میں نے تو نہیں کہا، اگر زخمیوں نے کہا تو زخمیوں کی گواہی کو دنیا کی کوئی عدالت رد نہیں کرتی، تم کیوں رد کرتے ہو؟..... یہ ایک مقدمہ ہے، یہ ایک دعویٰ ہے، یہ ایک استغاثہ ہے اور یہ استغاثہ ایسی فریاد ہے، کہ آج کے عدالتیں، آج کی جیوری، آج کی کونسلیں، آج کی اپیل کورٹس، آج کی بنچ عاجز آگئے کہ اس بین الاقوامی کیس کا فیصلہ کر سکیں، اس انٹرنیشنل گواہی کو پوری دنیا کے سامنے اجاگر کر سکیں۔

میں آپ کے سامنے نواسہ رسولؐ کی تڑپتی ہوئی لاش، اور اس پر بہنے والے آنسو، اور تڑپنے والے بچے اور زخمی زین العابدین کی آہیں اور بلبلاتی ہوئی زینب کی چیخ و پکار اور روتی ہوئی ام کلثوم کی آہ وزاری اور اونٹ کی محمل پر بیٹھ کر کوفہ کے چوک میں خطبہ دینے والی ام کلثوم کا رونا، آج پیش کر کے، فیصلہ تمہاری عدالت سے لینا چاہتا ہوں کہ بتاؤ، ام کلثوم کی فریاد کہاں گئی؟ زینب کا رونا کہاں گیا؟ بچوں کی چیخ و پکار کہاں گئی؟ زین العابدین کا رونا کہاں گیا؟ مجھے فیصلہ کر کے تو بتاؤ کون قاتل تھا؟ کون مارنے والا تھا؟ کون بلانے والا تھا؟ کون لانے والا تھا؟ نبیؐ کا نواسہ شہید ہوا ہے کوئی بکری تو نہیں مری، اس پر کبھی فیصلہ کیوں نہیں کیا گیا؟ کوئی عدالت کیوں نہیں بیٹھی؟ چودہ صدیاں گزر گئیں۔ مفکر آئے ہیں، مدبر آئے ہیں، حکومت معطل ہو جائے تو ہائی

کورٹ بولتی ہے سپریم کورٹ بولتی ہے..... اسمبلی برطرف ہو جائے تو عدالتیں بولتی ہیں اور جناب عالی تیری کرسی چلی جائے تو کورٹس بولتے ہیں، جج بولتے ہیں، وکلاء بولتے ہیں، نواسہ رسول شہید ہو گیا، چودہ صدیوں میں کوئی عدالت نہیں بولی، کوئی قانون نہیں بولا؟ کوئی مفکر نہیں بولا، کوئی فقیہ نہیں بولا؟..... کیوں نہیں بولا؟ بتاؤ! عدالتو! تم بتاؤ، اور جیوریوں کے فیصلے کرنے والو تم بتاؤ، مفکرو بتاؤ، اماموبتاؤ، قاتل کون ہے، مقتول کون ہے؟ میں فیصلے میں بتاؤں گا قاتل کون ہے تم قاتل کی بات کرتے ہو؟ نواسہ رسول کو قتل کر کے اس کی لاش پہ رونے سے قتل نہیں چھپتا۔

پیغمبر علیہ السلام کو اپنے نواسوں سے کتنا پیار ہے! حضور علیہ السلام حضرت فاطمہؓ کے گھر سے گزر رہے تھے کہ اندر حسین روتا ہے..... حضور علیہ السلام اندر چلے گئے اور جا کر فرمایا کہ فاطمہ! حسین روتا ہے تو محمدؐ کا دل دکھتا ہے، حسین کو رلایا نہ کرو۔

تم نے اسے دشت کرب وبلا میں ذبح کر ڈالا اور پھر تم ہی چودہ سو سال سے رو رو کر امت کو گمراہ کر رہے ہو۔ میں اپنے پاس سے کہوں تو دیوار پہ پھینک دو، لیکن اگر زخمی کہیں کہ مارا تم نے تھا؟

اگر پیغمبر کا نواسہ مکہ میں شہید ہوتا تو ہم مان لیتے کہ مکہ تو سینوں کا مرکز تھا، ہمارے پاس شہید ہوتے ہمارا گریبان پکڑ لیتے تم، مدینہ میں شہید ہوتے تو مدینہ بھی سینوں کا مرکز تھا، ہم ذمہ دار ہوتے۔

لیکن نواسہ رسول تو شہید ہوا کوفہ کے قریب اور کوفہ تمہارا مرکز تھا، ہم سے کیوں پوچھتے ہو؟ تم بتاؤ، میں تمہارا گریبان پکڑتا ہوں میں تمہاری تاریخ کو پکڑتا ہوں، میں تمہاری چیخ و پکار کو پکڑتا ہوں، میں تمہارے دجل سے کپڑا اتارتا ہوں، میں تمہارے چہرے سے نقاب اتارتا ہوں، میں تمہیں بے نقاب کر کے چوک میں کھڑا کر کے بتاتا ہوں کہ خط تم نے لکھا تھا، بلایا تم نے تھا، نواسہ رسولؐ شہید ہوا، تم ساتھ کیوں نہیں مرے؟

حضورؐ کی بیٹیوں اور نواسوں کی تفصیل

حضرت سیدنا حسین ابن علیؓ پانچ شعبان کو چار ہجری میں پیدا ہوئے اور باون

سال کی عمر میں کربلا میں شہید ہوئے، حضرت حسینؓ حضور علیہ السلام کے چوتھے نواسے تھے۔

آپ کو پیغمبر ﷺ کے نواسوں کی تفصیل کا علم نہیں کہ آپ کے نواسے کتنے ہیں اور نواسیاں کتنی ہیں، یہ بھی آپ کو صحابہ کے دشمنوں نے پتہ نہیں چلنے دیا۔

اگر آپ یاد رکھو تو میں بتاؤں؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی چار صاحبزادیاں تھیں، چار صاحبزادیوں کے جتنے بھی بچے ہوں گے وہ رسول اللہ کے نواسے ہوں گے، لیکن یہ تاریخ کی ستم ظریفی کہیے کہ آپ کو سوائے دو نواسوں کے، کوئی نواسہ بتایا ہی نہیں گیا، اگر بتایا جاتا اور بیٹیاں بھی آپ کو یاد رکھنی پڑتیں، اور دشمن جو صحابہ کا تھا، وہ تو اتنا چالاک تھا کہ وہ نبی کی کسی بیٹی کا نام لوگوں کے سامنے لانا نہیں چاہتا تھا۔

بیٹیاں پیغمبر کی تھیں اور ان کے والدین کے نام دوسرے بتلائے گئے تیری بیٹی ہو تو تو کہتا ہے کسی اور کا نام مت لو..... یہ تو میری بیٹی ہے۔ اور بیٹی پیغمبرؐ کی ہو اور کہا جائے یہ تو اور لوگوں کی بیٹیاں تھیں۔

سیّدہ زینبؓ اور ان کی اولاد

حضور علیہ السلام کی چار بیٹیاں ہیں پہلی بیٹی حضرت زینبؓ ہے، جن کا نکاح حضرت، خدیجہؓ کے بھانجے حضرت قاسمؓ، ابو العاص ابن ربیع اموی کے ساتھ ہوا، یہاں سے ان کے بطن سے ایک بچہ "علی" پیدا ہوا اور "علی" کے بعد ایک بچی "امامہ" پیدا ہوئی، "امامہ" کے بعد ایک بچہ اور پیدا ہوا جو نام رکھنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا، تو کتنے بچے ہوئے؟ دو لڑکے اور ایک لڑکی، یہ دو بچے حضور علیہ السلام کے کیا لگے؟ نواسے، اور یہ ایک بچی حضور ﷺ کی نواسی۔

ان نواسوں کا آپ کو کیوں پتہ نہیں لگا؟

آپ نے ان نواسوں کی شان میں کبھی جلسہ کیوں نہیں کیا؟

آپ نے ان نواسوں کی بات کبھی نہیں سنی،..... ان نواسوں کی شان میں کسی مولوی نے تقریر کبھی نہیں کی،

ان نواسوں کی شان میں کبھی ریڈیو اور ٹیلی ویژن نہیں بولا،

ان نواسوں کی شان میں کبھی کسی نے تقریب نہیں رکھی، کیوں نہیں رکھی؟ یہ ہیں وہ رافضیت کے جراثیم جو چودہ صدیوں سے سنیوں کے دماغ پر چڑھائے گئے ہیں، کیا یہ سوتیلے نواسے تھے؟..... کیا یہ زینب پیغمبر کی بیٹی نہیں تھی؟..... کیا یہ وہ زینب نہیں تھی جس کی وفات پہ پیغمبر کی آنکھوں سے آنسو آئے تھے؟ جس کے بارے میں میرے رسول نے فرمایا تھا۔

خیر البناتی زینب اصیبت فیھا

کیا مطلب ہے بخاری کی اس حدیث کا..... کہ میری بیٹی یہ زینب..... سب سے بہترین بیٹی ہے۔ اصیبت فیھا

جس کو مصیبتیں میری وجہ سے آئیں، یہ رسول اللہ نے فرمایا

اس بیٹی کے دو بچے اور ایک بچی تھی، زینب کا نام بھلا دیا گیا۔ یہ حضور کے کیا لگے؟ نواسے! حضورؐ کے ایک نواسے کا نام علی بن ابو العاص، ایک نواسی کا نام امامہ! یہ امامہ جو لڑکی ہے ان کی وجہ سے ان کے باپ کی کنیت ابو امامہ تھی، اور ایک بات دونوں کے بارے میں عرض کروں "طبقات ابن سعد میں (علامہ ابن سعد نے) اور رحماء بینھم" میں مولانا نافع صاحب نے بڑی تفصیل سے یہ روایت لکھی ہے، میں کتابوں کا حوالہ اس لئے دیتا ہوں کہ دانشور، پڑھے لکھے لوگ بھی موجود ہیں، کوئی آدمی یہ نہ کہے کہ شاید "پکی روٹی" سے واقعہ بیان کر رہا ہے، میں پکی روٹیوں والا مولوی نہیں ہوں میں نے اللہ کی توفیق سے ہزاروں کتابیں صرف ایک ایک تقریر کو بنانے کے لئے پڑھی ہیں، ایک ایک بات آپ کو حوالے سے ملے گی۔ جو بھی بات آپ سنیں گے، میں حوالہ اس کا دوں گا، کتاب پڑھوں گا اور اس کا نام آپ کو بتاؤں گا، آپ چاہتے ہیں کہ آپ میری بات توجہ سے سماعت فرمائیں؟

ردیف نبوت

میرے بھائیو! طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام فتح مکہ کے لئے خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ کے پیچھے ایک بچہ سوار تھا، جسے ردیف نبوۃ لکھا گیا ہے، بخاری شریف میں ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ سے مکہ فتح کرنے آئے تو حضور کی سواری پر ایک بچہ سوار تھا، اس بچے کا نام نہیں لکھا ہے۔ رافضی مورخین نے اس بچے کا نام نکال دیا، ایسی دشمنی کی ہے..... عمر لکھی ہے سات سال، بچہ سواری پر پیغمبر کے ساتھ سوار ہے، ردیف عربی میں کہتے اسی کو ہیں جو کسی کے ساتھ سوار ہو، بچہ سات سال کا لکھا ہے اور یہ لکھا ہے کہ وہ پیغمبر کا ردیف تھا، تو نبی کا ردیف وہی بچہ تھا جو حضرت زینب کا بڑا لڑکا تھا جس کا نام علی بن ابو العاص ہے، اور جب حضور ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور حضورؐ کے کندھے پہ کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کے بت جس نے گرائے وہ یہی علی بن ابو العاص پیغمبر کا نواسہ تھا۔ لیکن چونکہ تاریخ پر رافضیت کے جراثیم تھے۔ انہوں نے کہا حضرت علی المرتضی شیر خدا نے کعبے کے بت گرائے، توجہ فرمائیں حضرت علی المرتضی چوتھے خلیفہ ..... ان کا مرتبہ و مقام اس نواسے سے بلند ہے اس میں کوئی شبہ نہیں، لیکن خانہ کعبہ کے بت گرانے والا جو علی ہے وہ پیغمبر کا نواسہ علی بن ابو العاص ہے، اس کا نام اسی لئے بھلا دیا گیا تاکہ نبی کی بیٹی بھول جائے۔ پیغمبر کا یہ نواسہ بھول جائے اور دنیا کو یہ پتہ چلے کہ پیغمبر کے صرف دو نواسے تھے، اور کوئی نواسہ نہیں تھا۔

میں نے کتابوں کے حوالے دیے "طبقات ابن سعد" رحماء بینھم "اور رحماء بینھم "میں مولانا نافع صاحب نے چھ کتابوں کا حوالہ دیا ہے کہ چھ کتابوں میں یہ روایت ہے۔

میرے بھائیو! یہ پیغمبر کا پہلا نواسہ ہے اور ایک بچہ حضرت زینب کا بغیر نام رکھے فوت ہو گیا تو کتنے نواسے ہو گئے؟ (دو) اور ایک بچی امامہ، یہ امامہ وہ بچی ہے کہ جب مال غنیمت آیا جنگ بدر میں، تو حضور ﷺ کی گود میں ایک بچی بیٹھی تھی، اور اس

مال غنیمت میں ایک ہار آیا، آپ حیران ہوں گے کہ جب حضور ﷺ نے یہ ہار دیکھا تو حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو آگئے، کیونکہ یہ ہار حضرت زینب کا تھا، ان کے شوہر کافروں کی طرف سے لڑ رہے تھے، اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے بعد میں مسلمان ہوئے، اور جب غنیمت کا مال آیا تو قاسم ابوالعاص ابن ربیع اموی کا سامان بھی غنیمت میں آیا، اور جب وہ سامان کھولا تو اس میں وہ ہار آیا جو حضرت خدیجہ نے زینب کے گلے میں شادی کے وقت ڈالا تھا۔ اور جب وہ ہار رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو خدیجہ یاد آئیں اور نبی کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، اور نبی علیہ السلام نے وہ ہار وہاں سے نکالا اور اپنی گود میں بیٹھی بچی امامہ کے گلے میں ڈال دیا۔ اور جب امامہ کے گلے میں ڈالا تو نبیؐ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

حضرت علیؓ کی دوسری بیوی امامہؓ

وہ لڑکی امامہ..... اور ایک رشتہ اور بتاتا ہوں کوئی آدمی کہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ایک ہے فاطمہ! اور کوئی نہیں، اس سے یہ سوال کرو کہ اگر پیغمبر کی بیٹی ایک ہے تو حضرت علی المرتضی کی دوسری بیوی کا نام بتاؤ..... حضرت فاطمہ کی وفات کا وقت آیا تو حضرت علی رو پڑے کہ فاطمہ تیرے جیسی عورت مجھے دنیا میں نہیں ملے گی۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا اگر میرے جیسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو تو میری موت کے بعد، میری بھانجی جو میری بڑی بہن زینب کی لڑکی امامہ ہے، وہ جوان ہو چکی ہے اس کے ساتھ شادی کرنا۔ چنانچہ حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد حضرت امامہ کی شادی حضرت علی سے ہوئی، اور اس امامہ کے بطن سے حضرت علی کے لڑکے حضرت زید ابن علی اور یحیٰی بن علی پیدا ہوئے، اگر شیعہ یہ کہے کہ پیغمبر کی بیٹی ایک تھی تو اس سے پوچھو کہ جو فاطمہ کے بعد علی کی بیوی بنی اس بیوی کا نام بتاؤ..... اس بیوی کے باپ کا نام بتاؤ..... اس بیوی کی اماں کا نام بتاؤ..... بتاؤ اس بیوی کے آنے کے بعد اس کے بچوں کا نانا کون ہے؟..... نانی کون ہے؟..... اور وہ بیوی امامہ ہے اور وہ امامہ پیغمبر کی نواسی لگتی ہے..... آپ کو تو صرف دو نواسے یاد ہیں دنیا میں اور تو کوئی یاد نہیں..... ایک بات اور

کہتا ہوں درمیان میں کہ حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ کی کیا لگی؟..... بیوی! حضرت فاطمہ پیغمبر کی سب سے چھوٹی بیٹی علی المرتضی کی بیوی اور اس امامہ کی شادی کے بعد حضورؐ کی سب سے بڑی بیٹی حضرت علی کی کیا لگی؟..... ساس۔ اور ساس تو ماں کے درجے پہ ہوتی ہے، پاگلو تم ماں کو بھول گئے ہو بیوی کو یاد رکھتے ہو؟..... علی المرتضیٰؓ کی ماں کو بھول گئے ہو زینب تو ماں بنی..... بنی یا نہیں؟..... تو ماں کو بھول گئے بیوی کو یاد رکھا۔

حضرت رقیہؓ اور ان کی اولاد

میرے بھائیو! کتنے نواسے ہیں؟..... دو..... اور ایک نواسی۔ اور حضرت رقیہؓ حضورؐ ﷺ کی دوسری صاحبزادی۔ ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا اور ان کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا۔ یہ بچہ حضور علیہ السلام کا کیا لگا؟ یہ جو حضرت عبداللہ بن عثمان ہے کون ہے؟ پیغمبر علیہ السلام کا نواسہ،

یہ جو نواسہ ہے اس نواسے کی عمر بھی حضرت حسین سے زیادہ ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ آٹھ سال کی عمر میں ایک مرغ نے آنکھ میں چونچ ماری اس بیماری سے یہ لڑکا فوت ہو گیا۔ لیکن بعض علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ لڑکا فوت نہیں ہوا بلکہ جنگ یرموک میں اس نے حصہ لیا اور یہ جوان ہوا..... اور اس عبداللہ بن عثمانؓ کا نکاح جوانی میں حضرت امیر معاویہ کی لڑکی صفیہ سے ہوا اور صفیہ کے ساتھ جب نکاح ہوا تو امیر معاویہ کی اس لڑکے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سے ایک اور رشتہ داری ہو گئی کہ پیغمبر کے ایک نواسے کا نکاح حضرت معاویہ کی لڑکی صفیہ سے ہوا، اور یہ جو صفیہ ہے یہ یزید کی بہن ہے کیونکہ امیر معاویہ ہی کی لڑکی ہے تو توجہ فرمائیں آپ تو حضرت حسینؓ کے علاوہ دو لڑکے اور ایک لڑکا عبداللہ اور ایک لڑکی امامہ..... یہ ہیں اور نواسے سے

حضرت ام کلثومؓ

اور حضرت ام کلثومؓ جو حضور علیہ السلام کی صاحبزادی ہے ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا حضرت رقیہ کی وفات کے بعد..... ان کے گھر کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ وہ

جلدی فوت ہو گئیں ڈیڑھ سال میں۔

حضرت فاطمہؓ اور ان کی اولاد

اور حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا اور حضرت علی المرتضی کے گھر جب حضرت فاطمہ آئیں تو ان کے گھر میں سب سے پہلے ایک بچی پیدا ہوئی تو انہوں نے بچی کا نام اپنی بڑی بہن زینب کے نام پر زینب رکھا، چونکہ حضرت فاطمہ کی ساری بڑی بہنیں فوت ہو گئیں..... اسی لئے انہوں نے اپنی تینوں بیٹیوں کا نام اپنی تینوں بہنوں کے نام پہ رکھا۔ پہلی بیٹی کا نام بڑی بہن زینب کے نام پر رکھا، دوسری بیٹی کا نام رقیہ دوسری بہن کے نام پر رکھا، تیسری بیٹی کا نام اپنی تیسری بہن کے نام پر ام کلثوم رکھا، اور حضرت فاطمہ کی جو پہلی بیٹی زینب ہے، یہ وہی زینب ہے جس کا خطبہ ابھی میں تھوڑی دیر کے بعد آپ کے سامنے واقعہ کربلا میں پیش کرونگا۔ اور دوسری بیٹی جس کا نام رقیہ..... جس کا نکاح حضرت جعفر طیار کے بیٹے عبداللہ کے ساتھ ہوا اور تیسری لڑکی ام کلثوم جس کا نکاح حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے ساتھ ہوا، سمجھ میں آ رہی ہے بات آپ کو؟..... خاندان نبوت کا تعارف سمجھ آرہا ہے؟

میرے بھائیو! جس طرح ان بیٹیوں کے بارے میں آپ کو معلومات نہیں ہیں، تین بیٹیاں ہیں حضرت فاطمہ کی اور تین بیٹے، تین بیٹیوں کے بعد پہلا بیٹا پیدا ہوا، اس بیٹے کا نام حضرت علی نے "حرب" رکھا۔

حضرات حسنینؓ کے سابقہ نام

یہ بات یاد رکھو حضرت حسن کا نام پہلے حسن نہیں تھا، حضرت علی نے اپنے بیٹے کا نام "حرب رکھا۔ "حرب" کا معنی ہے "جنگ"۔ جب حضور ﷺ نے اپنے نواسے کا نام "حرب" سنا تو فرمایا نہیں میں اس کا نام جنگ نہیں رکھتا بلکہ "حرب" کی بجائے، "حسن" رکھتا ہوں، حرب کا معنی جنگ، اور حسن کا معنی اچھا بھی ہے، اور صالح بھی ہے۔

پھر جب دوسرا بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام بھی حضرت علیؓ نے "حرب" رکھا، حضورؐ نے ان کا نام حسینؓ رکھا۔

تیسرا بچہ پیدا ہوا، ان کا نام بھی حضرت علیؓ نے "حرب" رکھا تو حضورؐ نے ان کا نام "محسن" رکھا۔

تو اب بتاؤ حضور علیہ السلام کے نواسے کتنے ہوئے؟..... چھ نواسے ہوئے اور نواسیاں کتنی ہو گئیں؟..... چار،

ایک امامہ ہو گئی اور تین یہ بیٹیاں۔ اب آپ کو پتہ چلا پیغمبر کے کل نواسے کتنے اور نواسیاں کتنی ہیں..... چھ نواسے اور چار نواسیاں

ایک اہم سوال کا جواب

اب ایک بات اور یاد رکھیں بعض لوگ کہتے ہیں دیکھو جی حضورؐ کی اگر چار بیٹیاں ہوتیں تو زیادہ فضائل حضرت فاطمہ کے کیوں آئے، باقی بیٹیوں کے فضائل کیوں نہیں آئے؟..... اور جب حضور نے عیسائیوں اور یہودیوں سے مباہلہ کیا، جس کا ذکر قرآن میں ہے تو اس مباہلے میں حضورؐ حضرت فاطمہ کو لے گئے باقی بیٹیوں کو کیوں نہیں لے گئے؟ یہ سوال ہے یا نہیں؟ لیکن اس کا جواب تو بڑا آسان ہے اس لئے کہ جب مباہلے کی آیت اتری اس وقت حضور علیہ السلام کی کوئی بیٹی زندہ نہیں تھی تو لے کر کیسے جاتے؟ اور دوسری بات ہے کہ حضرت فاطمہؓ حضور علیہ السلام کی پوری زندگی میں حیات رہیں اور حضورؐ کی زندگی کے آخری دو اڑھائی سال بڑے خوشحالی کے سال تھے..... جس میں تنگی کوئی نہیں تھی..... پریشانی کوئی نہیں تھی اور پریشانیاں معاشی مکمل طور پر ختم ہو گئیں اس وقت حضور کی اولاد میں صرف حضرت فاطمہؓ زندہ تھیں اور باقی تمام بیٹیاں فوت ہو چکی تھیں..... اور خوشحالی کے دور میں جب اولاد میں صرف ایک بیٹی یا بیٹا زندہ ہو تو والد کی اس کی طرف محبت ہونا ایک فطری بات ہے..... اور اس وقت کوئی اور بیٹی بھی زندہ ہوتی تو اس کے فضائل بھی اسی طرح حضرت فاطمہ کے ساتھ ہوتے جس طرح حضرت فاطمہ کی فضیلتیں اور احادیث کی کتابوں میں

موجود ہیں۔

حضرت فاطمہؓ کے حالات

ویسے بھی حضرت فاطمہ چھوٹی صاحبزادی تھیں چہیتی تھیں اور ان سے رسول اللہ ﷺ کا پیار اور محبت بہت زیادہ تھا، اور رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا

اَلْفَاطِمَةُ بِضْعَتُ مِنِّی مَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِی

فاطمہ محمد کے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے فاطمہ کو تنگ کیا اس نے محمد کو تنگ کیا۔

یہ بھی فرمایا اور فاطمہ الزہراءؓ کا اپنا کیا حال تھا؟ حضورؐ کی وفات کا وقت آیا تو حضورؐ کے سرہانے حضرت عائشہ اور فاطمہؓ بیٹھی ہیں حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو قریب کیا ان کے کان میں کچھ کہا۔ فاطمہ رو پڑیں، تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پھر حضرت فاطمہ کو بلایا، حضرت فاطمہ کے کان میں کچھ فرمایا تو آپ ہنسنے لگیں..... حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس کے تھوڑی دیر بعد رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے، بات ختم ہو گئی، پیغمبر کی تدفین عمل میں آئی، تین چار دن گزر گئے، میں نے حضرت فاطمہ کو بلایا، میں نے کہا، فاطمہ دیکھو میں عائشہ تمہاری ماں ہوں، میں اپنے ماں ہونے کا واسطہ تمہیں دے کر پوچھتی ہوں آخری وقت میں رسول اللہؐ نے تمہارے کان میں کیا کہا تھا، مجھے تو بتاؤ۔

حضرت فاطمہ فرمانے لگیں جب پہلی مرتبہ میرے ابا نے مجھے بلایا مجھے کہا یاد رکھ جس بیماری میں میں محمدؐ مبتلا ہوں اسی بیماری میں میں دنیا سے چلا جاؤں گا، قبر میں اتر جاؤں گا..... میں زار و قطار رونے لگ گئی، جب میں زیادہ رونے لگی تو حضورؐ نے میرے کان میں فرمایا اے فاطمہ پریشان نہ ہو جس بیماری میں مبتلا ہوں بے شک میں اسی میں چلا جاؤں گا لیکن میرے خاندان میں سب سے پہلے تو آکر مجھے ملے گی۔ تو میں ہنسنے لگی۔ رونے کی خبر بھی اسی میں ہے، ہنسنے کی خبر بھی اسی میں ہے..... میرے بھائیو! پیغمبر علیہ السلام کے اس اعلان کے مطابق چھ مہینے کے بعد فاطمہ دنیا سے چلی گئیں، فاطمۃ الزہرہ کے دل میں رسول اللہ کا کتنا عشق تھا۔ نبی کا کتنا پیار تھا، پیغمبر کا جنازہ اٹھنے کے بعد

حضرت فاطمہ کو کسی نے مسکراتے نہیں دیکھا۔

حضرت فاطمہؓ کو خوش کسی نے نہیں دیکھا حضرت فاطمہ کتنی عبادت کرتی تھیں کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بیمار تھیں، آخری وقت آرہا تھا میں ان کے سرہانے بیٹھا تھا، رات کو مجھے نیند آگئی لیکن جب بھی میری آنکھ کھلی میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ مصلے پر رو رہی ہیں..... کبھی تہجد کی نماز میں ہیں..... کبھی رکوع میں ہیں،..... کبھی سجدے میں ہیں،..... سبحان اللہ کوئی شک نہیں، یہ خاندان نبوت تھا۔ ان کی فقیری کا کیا عالم تھا ان کی درویشی کا کیا عالم تھا۔ یہ ساری کائنات کے رسول کی بیٹی تھی کہ عید کا دن تھا، گھر میں کھانے پینے کی بھی کوئی چیز نہیں تھی، حضرت حسن و حسین نے فرمایا تھا اماں کوئی کپڑے تو پہناؤ، لوگوں کے بچوں نے کپڑے پہن رکھے ہیں..... علیؓ تو بڑے غریب تھے، تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا، ایک آدمی باہر سے آیا اس نے کپڑے حضرت فاطمہ کو دیے کہ یہ بچوں کے کپڑے ہیں جب حضور تشریف لائے حضرت فاطمہ نے فرمایا ابا جان یہ کپڑے دیکھو حضورؐ نے فرمایا فاطمہ! یہ دنیا کے کپڑے نہیں ہیں یہ بہشت سے کپڑے تیرے بچوں کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

میرے بھائیو یہ روایات بھی "تطہیر الجنان میں صواعق محرقہ "میں اور بہت سی کتابوں میں موجود ہیں اور حضرت فاطمہ کا دروازہ ایک آدمی نے کھٹکھٹایا۔ وہ آدمی غریب تھا، کہنے لگا اے خاندان نبوت کے لوگو میں بڑا غریب ہوں، میں مسکین ہوں ،میں مقروض ہوں، میرے پاس کچھ نہیں، لیکن فاطمۃ الزہرہؑ کے پاس کیا رکھا تھا، وہ بھی غربت کے عالم میں تھیں، آٹے کی چکی پیستی تھیں ،وقت پاس کرتی تھیں ،حضرت علیؓ خود بھی غریب تھے، کچھ نہ تھا، لیکن یہ خاندان نبوت تھا، حضرت فاطمہؓ نے اس کی غریبی کو دیکھا تو اپنے گھر کے اندر داخل ہو گئیں اور اندر سے ایک بہت خوبصورت چادر اٹھا کر اسے دے دی اور اسے کہا یہ چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس کے پاس جا کر کہو رسول اللہؐ کی بیٹی نے یہ چادر بھیجی ہے اور چادر بھیج کر کہا اس چادر کو امانت کے طور پر رکھے اور اس کے بدلے میں تجھے وہ کچھ پیسے دے دے

تاکہ تیرا قرضہ اتر جائے اور اسی طرح میرے پاس سے سوالی خالی نہ جائے..... جب اس یہودی کے پاس رسول اللہ کی بیٹی کی چادر پہنچی تو وہ چادر دیکھ کر رونے لگا، اس نے کہا یہ ہے نبوت کی بیٹی..... یہ ہے پیغمبر کا خاندان..... یہ کہتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے اس نے اس کو پیسے دے دیے اور چادر لے کر فاطمۃ الزھراء کے پاس آیا۔ اس نے کہا فاطمہ! مجھے کلمہ پڑھا کے مسلمان کر دے۔ میں نے نبوت کے خاندان میں جو عظمتیں کتابوں میں پڑھی ہیں، وہی عظمتیں خاندان میں موجود ہیں۔

اہل بیت کے معنی

میرے بھائیو! خاندان نبوت عظمتوں، رفعتوں، بلندیوں سے معمور ہے۔ اور ایک غلطی کا ازالہ بھی کرنا چاہتا ہوں، اہل بیت لفظ جب استعمال ہوتا ہے تو اہل بیت کا معنی نواسے بعد میں ہوتا ہے، بیٹیاں بعد میں ہوتا ہے اہل بیت سے مراد بیوی سب سے پہلے ہوتا ہے کیوں کہ اہل بیت عربی زبان کا لفظ ہے اور اہل بیت کا معنی گھر والے، بیت گھر کو کہتے ہیں، اہل والے، یعنی گھر والے، یہی لفظ جب اردو میں بولتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے اہل خانہ کیسے ہیں؟ تو آپ کبھی یہ نہیں سمجھتے کہ میرے نواسوں کا حال پوچھا جا رہا ہے..... کبھی آپ نے نہیں سوچا کہ پوتوں کا پوچھا جا رہا ہے..... میں کہوں گا آپ کے اہل خانہ کا کیا حال ہے، تو آپ یہی سمجھیں گے میری بیوی کا حال پوچھا گیا، میرے بچوں کا حال پوچھا گیا، اور جب میں آپ سے پنجابی میں کہوں "او تہاڈے گھر والیاں دا کی حال اے" تب بھی تم سمجھو گے کہ میری بیوی اور بچوں کا حال پوچھا گیا، لیکن جب عربی میں لفظ بولا جائے اہل بیت تو اس وقت بیوی کوئی مراد نہیں؟ عائشہ مراد نہیں حفصہ مراد نہیں، اس وقت صرف نواسے مراد ہیں؟..... یہ وہ ذہنیت ہے جو رافضیت کے جراثیموں کے طور پر تمہارے ذہنوں میں آئی ہے۔ جب بھی اہل بیت کا لفظ بولا جائے گا نبی کی بیویوں کا نام ہوگا، اہل بیت سے مراد سب سے پہلے خدیجہ الکبریٰ ہے..... عائشہ بنت ابی بکر ہے..... حفصہ بنت عمرؓ ہے اور ام سلمہؓ ہے..... ام حبیبہ ہے..... صفیہ ہے..... زینب ہے..... اور ام حبیبہ ہے..... اور

اسی طرح ریحانہ ہے..... جو یہ ہے یہ تمام پیغمبر علیہ السلام کی گیارہ بیٹیاں اہل بیت میں ہیں، اس کے بعد جا کر پھر ان کی بیٹیاں اور ان کے بیٹے مراد ہیں۔

میرے بھائیو ہر عورت اپنے خاوند کی اہل بیت ہے۔

حضرت فاطمہ حضرت علی کی اہل بیت ہے۔

زینب اپنے خاوند قاسم ابو العاص ابن ربیع اموی کی اہل بیت ہے۔

اور حضرت رقیہ اور ام کلثوم حضرت عثمان غنیؓ کی اہل بیت ہیں۔

حضور کے اہل بیت میں ان کا شمار طبعاً کیا جاتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے خاندان میں، نبی کے اہل بیت میں سب سے پہلے بیویاں مراد ہیں اور اس کے بعد نبی کے نواسے اور نواسیاں مراد ہیں۔

حضرات شیخین کی حضرت علیؓ اور انکے خاندان سے محبت

میرے بھائیو! پیغمبر علیہ السلام کے نواسے حضرت سیدنا حسین اور حضرت حسن کے، خاندان نبوت کے اور خلفائے راشدین کے بڑے اچھے تعلقات تھے اس پر میں تفصیلی گفتگو نہیں کر سکتا، وقت بڑا مختصر ہے اور رات بہت بیت گئی ہے، اسی پر ساری رات بیت جائے گی کہ حضرت حسن اور حسین کے ابو بکر صدیق کے ساتھ کیا تعلقات تھے۔ ایک بات عرض کر دیتا ہوں کہ حضرت علی مدینہ کی ایک گلی میں سے گزر رہے تھے ان کے ہاتھوں میں ایک بچہ تھا، بچہ کون تھا؟ حضرت حسین تھے..... حضرت ابو بکر نے پوچھا کہ علی یہ بچہ کس کا ہے؟..... حضرت علی نے فرمایا یہ میرا بچہ ہے..... حضرت ابو بکر نے فرمایا نہیں یہ بچہ تیرا نہیں..... حضرت علی نے فرمایا میرا بچہ ہے..... حضرت ابو بکر نے فرمایا تیرا بچہ نہیں..... حضرت علی نے فرمایا میرا بچہ ہے..... حضرت ابو بکر نے فرمایا تیرا بچہ نہیں..... حضرت علی نے فرمایا اچھا بتاؤ کس کا بچہ ہے؟ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا:

ابنٌ لعلی شبها لنبی

بیٹا علی کا ہے چہرہ نبی کا ہے

بتاؤان کی آپس میں محبت تھی یا نہیں تھی۔

اور حضرت فاروق اعظمؓ نے پانچ پانچ ہزار وظیفہ حضرت حسن و حسین کا جاری کیااور اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر کا دو ہزار درہم جاری کیا، بیٹے نے کہا، میں تو کئی جنگوں میں شریک رہا ہوں میرا وظیفہ دو ہزار، حسن و حسین کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار..... حضرت فاروق اعظم نے فرمایا اے بیٹے تجھے نہیں پتہ جو باپ حسن و حسین کا ہے جو نانا حسن و حسین کا ہے، جو ماں ان کی ہے وہ تیری نہیں ہے اے عبد اللہ بن عمر! حسن و حسین کا مقابلہ تو نہیں کر سکتا، تیری اولاد نہیں کر سکتی میرا اور کوئی بیٹا نہیں کر سکتا۔

میرے بھائیو! بتاؤ اگر تعلقات نہیں تھے تو وظیفہ لینا جائز تھا؟..... خمینی کہتا ہے عمر فاروق کافر تھے..... خمینی کہتا ہے فاروق اعظم زندیق تھے.....اور حسن و حسین پانچ پانچ ہزار وظیفہ لے رہے ہیں؟

حضرت امیر معاویہؓ اور حضرات حسنینؓ

اور شیعو تم اپنی کتابیں تو پڑھو، تمہاری کتابیں کیا کہتی ہیں کہ حضرت حسن و حسین نے امیر معاویہ کے ہاتھ پر جب صلح کی تو صلح میں دس لاکھ درہم موقہ پر ادا کیا اور چار چار لاکھ درہم سالانہ حضرت حسن و حسین کو وظیفے میں ملتا تھا۔ امیر معاویہ کی حکومت انیس سال رہی، انیس سال تک ہر سال چار چار لاکھ درہم حسن و حسین وظیفہ وصول کریں۔

وظیفہ وصول کرنا جائز تھا اور خلافت ناجائز تھی؟

وظیفہ وصول کرنا جائز تھا ویسے حضرت امیر معاویہ کافر تھے؟

حضرت عقیلؓ کو امیر معاویہ نے ایک پورا گاؤں دے دیا وہ جائز تھا؟

حضرت عبد اللہ بن عباس کو سالانہ ایک لاکھ دے دیا وہ جائز تھا؟

حضرت معاویہؓ کے پاس حسن و حسین تشریف لے گئے اور چھبیس لاکھ درہم کا ایک پورا علاقہ حسن و حسین کو دے دیا وہ لینا جائز تھا؟

پیسے لینے جائز تھے ..... علاقے لینے جائز تھے ..... گاؤں سارے لینے جائز تھے ..... قبیلے کے قبیلے لینے جائز تھے ..... اور مراعات لینی جائز تھیں ..... کپڑے لینے جائز تھے ..... ھدیہ لینا جائز تھا ..... ویسے خلافت ناجائز تھی؟

انیس سال تک حضرت معاویہ خلیفہ رہے اور ان انیس سالوں میں حضرت حسن و حسین نے شام کے ایک شہر مقام سکن پر امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر جا کر بیعت کی۔

یہ بیعت کرانے والا کون تھا.....؟ یہ حضرت قیس ابن سعد ابن عبادہ تھے۔

اس کا ذکر کہاں ہے.....؟ تاریخی طبری میں ہے تاریخ ابن ہشام میں ہے اس کا ذکر شیعہ کی کتاب "ناسخ التواریخ" میں ہے۔

بیعت کیسے ہوئی.....؟ حضرت قیس نے فرمایا تھا

قم یا حسن !قم یا حسین !فقام فبایع

حضرت حسن و حسین اٹھے اور انہوں نے بیعت کی

اور بیعت کرنے کے بعد جو وظائف مقرر کئے گئے تھے وہ ادا کئے گئے

مجھے بتاؤ حضرت حسن اور حسین نے ملک شام کے شہر مقام سکن پر بیعت کی تھی امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر، بیعت کیوں کی.....؟ امیر معاویہؓ سچے تھے ..... بیعت کی تھی اور امیر معاویہ حق پر تھے.....

بیعت کیوں کی.....؟ امیر معاویہ کی خلافت صحیح تھی۔

یزید کے خلاف حضرت حسین آگئے تھے کیونکہ یزید غلط تھا۔

امیر معاویہ سے صلح کرلی تھی کیونکہ امیر معاویہ صحیح تھے

خمینی کہتا ہے "معاویہ کافر تھے" ملا باقر مجلسی کہتا ہے امیر معاویہ کافر تھے، کلینی کہتا ہے کہ امیر معاویہ کافر تھے، چودہ سو سال کا شیعہ کہتا ہے کہ امیر معاویہ کافر تھے، شیعو! بات امیر معاویہ کی نہیں بات نواسہ رسول کی ہے ..... حسین کے پیسوں کی ہے ..... حسین کے وظیفوں کی ہے ..... حسین کے ہاتھوں کی بیعت کی ہے، ..... بیعت کرنا جائز تھا، وظیفہ لینا جائز تھا، ..... ہدیہ لینا جائز تھا، ..... گھر میں جانا جائز تھا، ..... بچوں کو وہاں رکھنا

جائز تھا اور اپنے بچے کا نام معاویہ رکھنا جائز تھا۔؟

تم کہتے ہو کافر تھے،..... میں کہتا ہوں محبت کرتے تھے،

تم کہتے ہو لڑائی کرتے تھے..... میں کہتا ہوں پیار کرتے تھے،

تم کہتے ہو جنگ کرتے تھے..... کونسی جنگ تھی.....؟

جس طرح یزید کے مقابلے میں گئے۔ یزید کی بیعت نہیں کی، اگر اختلاف معاویہ سے ہوتا تو واقعہ کربلا معاویہ کے دور میں پیش آجاتا۔ اور انیس سال تک جو کربلا کا انتظار کیا گیا امیر معاویہ کے دور میں کربلا کہاں تھی؟ اس وقت پیش کیوں نہیں آئی..... تم کہتے ہو لڑائی تھی،..... جنگ تھی..... میں کہتا ہوں حضرت علی اور امیر معاویہ میں کوئی اختلاف تھے تو انہوں نے صلح کرلی..... تمہاری تو آج تک صلح نہیں ہوئی۔

تم کہتے ہو حضرت علی اور امیر معاویہ کی جنگ ہوئی میں مانتا ہوں جنگ ہوئی۔ ہونے کے بعد حضرت علی کے بیٹوں نے تو باپ کے ساتھ جنگ کرنے والے سے صلح کرلی تم کون ہو..... معلوم ہوا تمہارا تعلق علی سے نہیں ہے..... اگر ہوتا تو بیٹوں کے نقش قدم پر چلتے۔ اگر نہیں صلح ہوئی تو تب بتاؤ کتابیں تمہاری کہتی ہیں صلح ہوئی ہے، کبھی کہتے ہو یہ حسین کو نہیں مانتے..... حسین کو تم مانتے ہو بتاؤ تو سہی!

میرا حسین عظمتوں کا تاجدار ہے،

میرا حسین بلندیوں کا تاجدار ہے،

میرا حسین رفعتوں کا امین ہے،

میرا حسین خرمن دل کا محور ہے،

میرا حسین گلستان نبوت کا ستارہ ہے،

میرا حسین گلشن رسول کا مہکتا ہوا پھول ہے،

میرا حسین کلیوں میں خوشبو والا ہے،

میرا حسین گلاب کے پھولوں سے بھی اعلیٰ ہے،

میرا حسین ستاروں کی انجمن سے بھی اعلیٰ ہے،
میرا حسین سورج کی کرنوں سے بھی درخشاں ہے،
میرا حسین چاند کی رعنائیوں سے بھی خوبصورت ہے،
عظمتوں والا، میرا حسین..... صدیق کو امام کہنے والا، میرا حسین..... عمر کو امام کہنے والا، میرا حسین..... عثمان کے دروازے پہ پہرہ دینے والا، میرا حسین..... معاویہ کے ہاتھ پہ رکھنے والا، میرا حسین،
تو کس حسین کی بات کرتا ہے جو ڈر گیا تھا؟
جو ابو بکر سے ڈر کے چپ کر گیا پھر عمر سے ڈر کے چپ کر گیا،
پھر عثمان سے ڈر کے چپ کر گیا، پھر معاویہؓ سے ڈر کے صلح کر لی
تو ڈرنے والے کو حسین کہتا ہے۔ میں جرات و بہادری سے صدیق اکبرؓ کو امام کہہ کر، عمرؓ کو امام کہہ کر، عثمان کو امام کہہ کر، معاویہ کو امام کہہ کر، حق و صداقت کا، حق و عظمت کا، حق و عفت کا، حق و رفعت و بلندی کا پرچم اٹھا کر دنیائے کفر کو یہ بتانے والے کو کہ صدیقؓ میرا ہے میں صدیقؓ کا ہوں..... میں اس حسین کو مانتا ہوں۔
فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر..... اللہ اکبر

صدیق اکبرؓ کی بیوی، حضرت حسین کی دایہ

شیعو ایک ہی بات بتاؤ حضرت حسین پانچ شعبان چار ہجری کو پیدا ہوئے ایک بات بتاؤ دایہ کون تھی؟ دایہ کا نام بتاؤ، حسین پیدا ہوئے دایہ کون تھی؟ او تم تو دایہ پر آ کر آگے نہیں چل سکتے تم شہادت تک کیسے پہنچو گے؟ دایہ کون تھی، یہ بتاؤ دودھ کس نے پلایا تھا؟ اور تمہاری کتابیں یہاں آ کر چپ ہو جاتی ہیں۔ "بحار الانوار" میں لکھ دیا، نام لکھ دیا آگے بات نہیں کی..... دایہ بتاؤں کون تھی؟ حضرت حسین کی پیدائش پر دایہ صدیق اکبرؓ کی بیوی تھی اور اس کا نام اسماء بنت عمیس تھا۔ لاؤ کتاب "مقتل حسین" میں نے چھ کتابوں کا حوالہ دیا جو عربی کی معتبر کتابیں ہیں، مدینہ منورہ کے کتب خانے میں ان کتابوں کو میں نے نچوڑا ہے، اور یہ حوالہ نکالا ہے کہ حضرت حسین کی پیدائش پہ

صدیق اکبرؓ کی بیوی نے دایہ کا فریضہ سر انجام دیا۔

صدیق اکبرؓ کی سالی، حضرت حسینؓ کی رضاعی ماں

دودھ کس نے پلایا؟ "حسین نے دودھ کس عورت دا پیتا اے" اوئے تواج کہویں کہ میرے (بھائی) فلانی عورت دا دودھ پیتا اے، میں دودھ پیتا اے، تینوں دودھ دا حیاء اے تے نواسہ رسول نے جیندا دودھ پیتا او دا تینوں حیاء کوئی نہیں؟ اس عورت کا نام ام الفضل بنت عمیس ہے یہ صدیق اکبرؓ کی سالی کا نام ہے، حضرت عباس کی بیوی کا نام ہے اور ایک اور بات کہتا ہوں اسلام کی دوسری مسلمان خاتون کا نام ہے، حضرت خدیجہ کے بعد جس نے رسول اللہ کا کلمہ پڑھا وہ ام الفضل بنت عمیس ہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کی حضرت علیؓ سے رشتہ داری

فاروق اعظم کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت فاروق اعظمؓ کی اس خاندان سے رشتہ داری سماعت فرمائیں میں ذرا آگے چلتا ہوں کہ حضرت فاروق اعظمؓ کے نکاح میں حضرت حسینؓ کی بہن آئی..... جس کا نام ام کلثوم ہے..... کہتے ہیں جی ام کلثوم کا عمر فاروقؓ کے نکاح میں آنا ہماری غیرت کے خلاف ہے..... تمہاری غیرت ہے کہاں؟ کہاں سے آئی ہے؟ او بنو متعہ! غیرت کہاں ہے،؟ کہتے ہیں جی ہماری غیرت کے خلاف ہے، نکاح ہوا تھا..... اچھا اگر حضرت علی کی مرضی کے خلاف نکاح ہوا تھا۔ بعض کتابوں میں ایسی غلیظ عبارت ہے جو میں یہاں پڑھ نہیں سکتا کہتے ہیں عمرؓ علیؓ کی لڑکی چھین لے گئے۔ 'العیاذ باللہ کتابوں میں ہے..... کہتے ہیں حضرت علیؓ کی لڑکی سے جو حضرت عمرؓ نے نکاح کیا..... وہ زبردستی کیا، چلو میں مان لیتا ہوں کہ زبردستی کیا، پھر تم میری بات ضرور مانو گے..... کہ اگر علی کی لڑکی سے زبردستی نکاح کیا تو پھر مشکل کشا کون تھا؟ حاجت روا کون تھا؟ مشکل کشاؤں کی لڑکیاں لوگ لے جاتے ہیں؟ کچھ غیرت کرو، کچھ حیاء کرو، ایک بات بتاتا ہوں کہ یہ نکاح ہوا کیوں؟ حضور علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ خاندان نبوت میں

میری رشتہ داری باقی رہے، یہ تھی اصل بات..... حضور دنیا سے رخصت ہو گئے، فوت ہو گئے..... تو حضرت حفصہ جو حضرت عمر کی لڑکی تھی، وہ رسول اللہ کی بیوی تھی ام المومنین تھی، حضور تو دنیا سے رخصت ہو گئے، حضرت عمر نے خاندان نبوت میں رشتے داری کو باقی رکھنے کے لئے حضرت علی کی لڑکی حضرت ام کلثوم کے لئے نکاح کا پیغام خود بھیجا۔ اس نکاح کے پیغام پر حضرت علی نے فرمایا کہ بچی ابھی چھوٹی ہے چنانچہ دو سال کے بعد جب وہ بالغ ہوئی اس کے بعد نکاح ہوا باضابطہ نکاح ہوا اس کا ذکر ساری کتابوں میں موجود ہے تمام شیعہ کی کتابوں میں، اور آج سے آٹھ نو سال پہلے اس بات پر انوری مسجد (فیصل آباد) میں میں نے جمعہ پڑھایا، وہاں یہ روایت پیش کی، مجھ پر مقدمہ ہو گیا یہاں ایک مجسٹریٹ صاحب کی عدالت میں مجھ پر مقدمہ چلا، میں نے عدالت میں شیعہ کی چالیس کتابیں لے جا کر ثابت کیا کہ یہ نکاح فاروق اعظم کے ساتھ ام کلثوم کا ہوا۔ لیکن وہ مجسٹریٹ صاحب ماشاء اللہ دل چھوڑ گئے اور کہنے لگے مجھے کہیں شیعہ قتل نہ کر دیں۔

جب حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ام کلثوم سے نکاح کیا۔ دو وجہ سے، ایک تو رشتہ داری مقصود تھی، دوسری حضور علیہ السلام کی اس سنت پر بھی عمل کرنا مقصود تھا کہ حضور علیہ السلام کی عمر جب ترپن 53 سال تھی حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ سے اس وقت نکاح کیا، حضرت عائشہ کی عمر اس وقت نو سال تھی۔ حضور کی عمر ترپن سال تھی اور جب حضرت عمر نے ام کلثوم سے نکاح کیا، حضرت عمر کی عمر ترپن سال تھی..... اور حضرت ام کلثوم کی عمر نو سال تھی۔

چنانچہ اس نکاح کے بعد جب حضرت ام کلثوم کے بطن سے ایک بچی پیدا ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اپنی بچی کا نام بھی حضور کی بیٹی کے نام پر رقیہ رکھا۔ رقیہ بنت عمر۔ اور دوسرا بچہ پیدا ہوا تو حضرت عمر نے دوسرے بچے کا نام بھی حضور کے متبنی بیٹے "زید" کے نام پر زید ابن عمرؓ رکھا۔ تو یہ بھی حضور کی سنت کے مطابق تھا۔

حضرت علیؓ سے اہل سنت کا تعلق

میرے بھائیو! اہل سنت حسین سے ہیں..... حسینؓ اہل سنت سے ہے..... یہ اصولی بات ہے..... حضرت حسین نے جو کلمہ پڑھا..... وہ سنیوں کا کلمہ..... جو قرآن پڑھا..... وہ سنیوں کا قرآن..... جو نماز پڑھی..... وہ سنیوں کی نماز.....

کوئی دنیا کا شخص حضرت حسینؓ سے محبت میں اہل سنت سے زیادہ نہیں ہو سکتا..... کہتے ہیں جی تمہارا پورا سائل ہے ان کے تو صرف دس دن ہیں (شیعوں کے)، انہوں نے ٹھیکے پر لیے ہوئے ہیں ان کا تعلق کیا ہے؟ اور میں آپ سے ایک بات کہتا ہوں کہ حضرت حسین کے ساتھ یا حضرت فاطمہؓ کے ساتھ، یا حضرت علیؓ کے ساتھ حقیقی بات یہ ہے کہ شیعہ کا کوئی تعلق نہیں۔ اگر تعلق ہو تو یہ بے عزتی کی باتیں، ان کے خلاف کبھی نہ کہیں، یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے جلاء العیون اس پر آپ غور فرمائیں اس کتاب میں ایک ایسی غلیظ عبارت ہے، حضرت فاطمہؓ اور حضرت علی کے خلاف ایک ایسی غلیظ عبارت ہے یہ کتاب جلاء العیون ملا باقر مجلسی کی بڑی معرکتہ الآراء کتاب ہے جس کے بارے میں خمینی نے لکھا کہ لوگوں کو اپنی عمر ضائع نہیں کرنی چاہیے..... بلکہ اپنی عمر کو مفید بنانے کے لئے شیعہ کے سب سے بڑے امام ملا باقر مجلسی کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے، یہ کتاب کشف اسرار کے مقدمے میں خمینی نے لکھا ہے یہ ہے ملا باقر مجلسی، جس کی کتاب جلا العیون کی پہلی جلد میرے ہاتھ میں ہے اس کے 187 صفحہ پر یہ غلیظ عبارت ہے اور یہ عبارت میں بڑے دکھ کے ساتھ، سینے پر پتھر باندھ کر پیش کرنا چاہتا ہوں..... اتمام حجت کے لئے..... میرا جی نہیں چاہتا کہ ایسی عبارت آپ کے سامنے لاؤں، جس کا تصور پوری دنیا کا کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ کہ ایک آدمی اپنی بیٹی کا نکاح کسی سے کرے اور اس کے بعد اس بیٹی سے کہے کہ بیٹی میں تیرے ساتھ شب زفاف میں خود جاؤں گا اور اس کے بعد وہ باپ اس کمرے میں داخل ہو، جس کمرے میں اس کی بیٹی اور اس کا خاوند ہو اور قریب جا کر ان دونوں سے کہے کہ دیکھنا..... جب تک میں نہ آؤں کام شروع نہ کرنا۔ توجہ! یہ ہے میرے ہاتھوں میں

عبارت مسلمانو پیغمبر کی بیٹی لاوارث ہو گئی.....؟؟ میں اور آپ یہ بات تصور نہیں کر سکتے۔ کس علی سے محبت کرتے ہو..... تم شیعو بتاؤ کس فاطمۃ الزہرا کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو..... جناب جعفر صادق سے روایت ہے کہ حلال چیز بیان کرنے میں غیرت نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ جناب رسول اللہؐ نے شب زفاف میں جناب علی اور فاطمہ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آؤں کلام نہ کرنا" اور جب حضور آئے تو آپ نے صاحبوں کے دونوں پاؤں پکڑ کر آپ نے وقت خاص پہ دراز کئے، دونوں کے پاؤں پکڑ کر آپ نے چارپائی پہ لٹایا دونوں کو۔ لعنت! لعنت لعنت (ملا باقر مجلسی پہ لعنت..... بے شمار)

حضرت حسینؓ کی محبت جس دل میں نہیں وہ دل ایمان کی روشنی سے خالی ہے۔ یہ مسلمانوں کا ایمان ہے نواسہ رسول سے محبت جزو ایمان ہے نواسہ رسول سے عقیدت جزو ایمان ہے۔

حضرت حسینؓ کی کوفہ روانگی

میرے بھائیو! حضرت معاویہؓ کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد یزید تخت امارت پہ بیٹھا۔ صحابہ کرام کی بہت بڑی تعداد کو یزید کی امارت سے اختلاف تھا۔ حضرت امیر معاویہ پر اتفاق ہونے کے باوجود یزید سے اختلاف تھا۔ حضرت حسین کو بھی واضح اختلاف تھا۔ یہ اختلاف ان کا حق تھا جب گورنر مدینہ نے یزید کا پیغام بیعت نواسہ رسول تک پہنچایا تو انہوں نے راتوں رات مدینہ چھوڑ دیا اور بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ مدینہ منورہ سے مکہ پہنچے رمضان المبارک کا مہینہ تھا یہاں آپ نے ایک دو ماہ قیام کیا۔ اس قیام کے دوران چار بڑے صحابی عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن مسعودؓ، عبد اللہ بن عباسؓ اور عبد اللہ بن زبیرؓ یہ چار بزرگ وہاں موجود تھے ان بزرگوں نے یہاں پر حضرت حسین سے فرمایا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر سکتا..... اس اثناء میں کوفہ سے لوگوں کے خطوط مکہ مکرمہ میں حضرت حسینؓ کو ملے تقریباً بارہ ہزار خط کوفہ سے مکہ مکرمہ پہنچے۔ بوریاں بھر گئیں خطوط کی۔ بلانے والے کوفی تھے کوفیوں نے خطوں میں لکھا۔ پھل پک گئے، سبزہ زار علاقہ کوفہ کی

بستیاں آباد ہو گئیں۔ آپ یہاں آئیں، ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور آپ کو امیر بنائیں گے۔ آپ لیت و لعل سے کام نہ لیں، آپ سے زیادہ بہتر کوئی آدمی نہیں۔

حضرت حسینؓ کو صحابہ کرامؓ کا مشورہ

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ اے نبی کے نواسے اے پیغمبر کے لخت جگر! آپ کوفیوں پر اعتبار نہ کرنا، کیوں؟ اس لئے کہ کوفہ کا یہ وہی شہر ہے جس میں تمہارے والد حضرت علی المرتضیٰ کو جامعہ مسجد میں کوفیوں نے شہید کر دیا تھا۔ سب سے پہلے کوفیوں نے مدینہ منورہ سے حضرت علی کو نکالا، تخت خلافت مدینہ سے کوفہ منتقل کیا پھر کوفہ لے جا کر حضرت علی کو شہید کر دیا اس کے بعد تمہارے بھائی حضرت حسن کو کوفہ بلایا پھر نماز کی حالت میں ان پر حملہ کیا ان کی ران پر خنجر مارا، ان کے نیچے سے مصلیٰ کھینچ لیا، وہ زخمی حالت میں مدینہ پہنچے اور انہی زخموں سے وہ شہید ہو گئے، اس لئے کوفیوں پر اعتبار نہ کرو یہ بڑے بے وفا لوگ ہیں بڑے بے ایمان ہیں، نواسہ رسول نے ان کی ہدایت کو سنا، لیکن اگلے دن ستر آدمیوں کا قافلہ 700 خطوط لے کر آیا کہنے لگے ہم تم پر فدا ہوں گے، ہم تم پر جان دے دیں گے، ہم تمہارے لئے مر جائیں گے ہمارا بچہ بچہ تمہاری راہ تک رہا ہے۔ ہمارے علاقے میں تمہارے آنے سے جشن ہوں گے، پورا علاقہ تمہارے نام پر مرنے کو تیار ہے آپ ہمارے پاس آؤ خطوں کا تانتا بندھ گیا۔ علاقوں کے علاقے امڈ آئے۔ اے نواسہ رسول ہمارے ساتھ چلو: کوفیوں نے 12000 خط نواسہ رسول کو لکھ ڈالے 700 آدمی باری باری آئے، پیغمبر کا نواسہ دو مہینے تک ان کے خطوط پر غور کرتا رہا اور اس کے بعد جب حج کا موسم آیا تو نواسہ رسول نے اپنے تایازاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کو کوفہ میں بھیجا کہ جاؤ جا کر حالات معلوم کر کے آؤ ،اتنے میں حضرت حسینؓ حج کرنے کے بعد کوفہ روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام کی جماعت نے روکا کہ آپ کوفیوں کے دھوکے میں نہ آئیں۔ کوفیوں کے پاس نہ جائیں، کوفی مکار ہیں کوفی غدار ہیں، کوفیوں نے اپنے آپ کو "شیعان علی" کہہ کر حضرت علی کو

دھوکہ دیا، پھر آپ کے بھائی کو دھوکہ دیا آپ ان کے فریب میں مت آئیں لیکن نواسہ رسول نے فرمایا ان کے اتنے خط ہیں، اتنے قافلے آچکے ہیں اتنے وفود آچکے ہیں میں اس بات کو صحیح سمجھتا ہوں کہ مجھے جانا چاہیے، حضرت مسلم بن عقیل کو بھی بھیجا لیکن ان کے واپس آنے سے پہلے نواسہ رسول چل پڑے ہیں..... میرے بھائیو وہاں پہ ایک آدمی سے اطلاع مل چکی تھی کہ کوفی سچے ہیں، کوفہ بہت بہتر ہے آپ آجائیں، انہوں نے سفر کو تیز رکھا، جلدی جلدی سفر کرنا شروع کیا۔ سواریاں وہاں پہنچیں..... میرے بھائیو! یہاں ایک بات آپ یاد رکھیں جس طرح پیغمبر علیہ السلام کے نواسے کے بارے میں، جس طرح صحابہ کرام کے بارے میں، نواسوں کی تعداد کے بارے میں رافضیوں نے غلط روایات دنیا تک پہنچائی ہیں، اسی طرح کربلا کے واقعہ میں من گھڑت روایات..... بے تکی روایات، جس میں یہ کہا گیا کہ پیغمبر کی بیٹیوں کے دوپٹے اتر گئے..... نبی کی بیٹیاں میدان میں رونے لگ گئیں..... خاندان نبوت اجڑ گیا..... خاندان نبوت بے یار و مددگار دھکے کھاتا رہا..... من گھڑت روایات..... وہاں جناب خون کی سرخی آگئی، فاطمۃ الزہراءؓ کربلا کے میدان میں جھاڑو دیتی ہیں..... اس طرح کی من گھڑت روایات کا سہارا لے کر بد معاشی کر کے بیان کرتا ہے جو فیس لینے کے لئے شیعہ کی بنائی ہوئی روایات کا سہارا لے کر بد معاشی کر کے جھوٹ بول کے، فریب دے کر، اس قوم کا مذاق اڑاتا ہے۔

بھائیو! نبی کی بیٹیوں کا دوپٹہ میدان میں اتر جاتا، آسمان پھٹ جاتا زمین پھٹ جاتی۔

ہائے آج تو کبھی نہیں کہتا ذاکر او ملاں، او فیس پہ پلنے والے او قوم کو دھوکہ دینے والے کبھی تو نے یہ نہیں کہا کہ میری بیٹی کا دوپٹہ چوک پہ اتر گیا..... میری ماں کا دوپٹہ چوک پہ اتر گیا..... ہائے! تجھے نبی کی بیٹی اتنی لاوارث مل گئی، نبی کی نواسی اتنی لاوارث مل گئی کہ تو سپیکر پر لوگوں کو رلانے کے لئے، دھوکہ دینے کے لئے، فریب دینے کے لئے اس سادہ قوم کو سادہ نسل کو، جس کو مذہب کا پتہ نہیں، دنیا کا پتہ نہیں، شریعت کا پتہ نہیں، تاریخ کا پتہ نہیں، ان دیہاتی لوگوں کو رلانے کے لئے تو جھوٹ

بلکا ہے خدا تیرے پیٹ کو جہنم میں آباد کرے..... آمین

اور جھوٹ بولنے والے سنی ذاکرو! اور وہ ذاکرو جو رافضیوں کی بنائی ہوئی روایات پر عمل کر کے خاندان نبوت کا مذاق چوکوں میں اڑاتے ہو..... تمہیں شرم کرنی چاہیے، لوگوں کو رلانے کے لئے جھوٹی روایات من گھڑت قصے..... من گھڑت واقعات، کبھی اپنی بیٹی کے لئے تو تم نے بیان نہیں کئے.....اور پیغمبر کی بیٹی، حسین کی بیٹی، علی المرتضی کی بیٹی، اور فاطمہ کا خون..... فاطمہ کا جگر گوشہ ..... فاطمہ کے جسم کا ٹکڑا..... کرب وبلا کی وادی میں.....اس کے دوپٹے اتر گئے،، خیمے اکھڑ گئے، اللہ خاموش تھا، قدرت خاموش تھی فرشتے خاموش تھے، اور بدر کے میدان میں صحابہ کے لئے فرشتے آئے، اور کربلا میں ان بیٹیوں کے لئے کوئی فرشتہ نہیں آیا؟

ادھر تو یہاں کہتا ہے یا علی مدد! اے علیؓ تو مدد دے، یہاں مدد مانگتا ہے وہاں کربلا میں مدد دینے کے لئے علی کیوں نہیں آئے؟

نجف اشرف میں کیوں نہیں آئے؟

جب بچوں کے سر تن سے جدا ہوئے کیوں نہیں آئے؟ دوپٹے اتر گئے ـــــ علی کیوں نہیں آئے؟

حلق میں تیر اتر گئے تھے..... علی کیوں نہیں آئے۔ تو فیصلہ کر کے بتلیا ـــــ یا علی مدد کہنا غلط ہے۔ یا تیرا یہ واقعہ بیان کرنا غلط ہے اب میں کہنا چاہتا ہوں کہ جب شیر خدا نے خیبر کا کورٹ اڑلیا تھا تو مدد نبی سے بھی نہیں مانگی تھی کہا تھا۔

انا الذی سمتنی امی حیدراً

میں وہ علی ہوں جس کا نام جس کی ماں نے حیدر رکھا ہے

جس کو خدا نے وہ قوت بخشی ہے کہ اندھیروں میں داخل ہو کر وہ روشنیوں کے چراغ جلاتا ہے ـــــ یا علی مدد کہنا شرک ہے

اور میرے بریلوی سنی بھائیو! اپنی کتابوں کا مطالعہ کرو، یا علی مدد کہنا شرک ہے یہ شیعہ کا شعار ہے ـــــ مدد علی المرتضی نے بھی خدا سے مانگی ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق

ے یہ شرف سپاہ صحابہ کو حاصل ہے آج سے آٹھ سال پہلے فیصل آباد میں میں نے سب سے پہلے "یااللہ مدد" کا سٹکر ایک لاکھ شائع کر کے پاکستان کے ٹرکوں اور بسوں پہ لگایا تھا اور اس کا فیضان آج دیکھو کہ دنیا کی ستائیس زبانوں میں Say ya Allah اور Ya Allah Madad کو پوری دُنیا میں فروغ ملا ہے۔ دنیا کے ہر چوک میں اللہ کی مدد کا پرچم بلند ہو رہا ہے اور فروغ اس کو سپاہ صحابہ نے دیا۔ اور مولانا حق نواز جھنگوی کی جرات نے دیا ان کی جدو جہد نے دیا، ان کی سیادت نے دیا، ان کی حیرت انگیز قیادت نے دیا، مسلمانو! مدد اللہ سے مانگو، قرآن کہتا ہے کہ مدد اللہ سے مانگو، کس سے مانگو؟ اللہ سے..... اللہ اکبر!

وَاسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوة

صبر اور صلوۃ!..... اس کا تخیل کیا ہے کہ نماز اللہ کے لئے ہے صبر بھی اللہ کی مشیت کو ذہن میں رکھ کر کیا جاتا ہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْن

مدد تجھ سے ہی مانگتے ہیں۔

کیا کہتے ہو..... کہ اللہ سے مدد مانگتے ہیں..... مدد تجھ سے ہی مانگتے ہیں، اور جب یا علی مدد کہتے ہو تو اس کا مطلب کیا ہو گا کہ مدد تجھ سے بھی مانگتے ہیں "بھی" اور "ہی" میں پتہ ہے کتنا فرق ہے؟ پتہ ہے؟ سمجھ میں بات آ رہی ہے۔ نماز میں کہتے ہو کہ مدد تجھ سے ہی مانگتے ہیں..... جو نماز میں کہتے ہو بعد میں بھی وہی کہو، بعد میں اور نہ کہو، نماز میں کہتے ہو "تجھ سے ہی مانگتے ہیں" اور دیوار پہ کسی اور سے مدد کا لکھ دو، اللہ کے رسول نے بھی مدد اللہ سے مانگی، نبی نے بھی اللہ سے مدد مانگی، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے بھی مدد اللہ سے مانگی اور یہی اہل سنت کا شعار ہے اس بات پہ پکے ہو؟ (انشاء اللہ) میں نے قرآن کی بات کی ہے۔ ایاك نعبد و ایاك نستعین کا معنی قرآن کا ترجمہ کھول کر دیکھو۔

اہل کوفہ کو مسلم بن عقیلؓ سے سلوک

میرے بھائیو! نواسہ رسول "جرف" سے آگے بڑھے، پتہ چلا کہ مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا گیا نواسہ رسول نے آگے جانے کا ارادہ ترک کر دیا لیکن حضرت مسلم بن عقیل کے بھائیوں نے کہا "ہم بدلہ لیے بغیر نہیں جائیں گے"۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا میں بھی بدلہ لوں گا چلیں..... قافلہ تیار ہو گیا، کوفہ پہنچے..... جب کوفہ میں گئے، میرے بھائیو کوفہ میں پہنچ کر مسلم بن عقیل کا پورا واقعہ معلوم ہوا کہ مسلم بن عقیل جب وہاں پہنچے تھے ہزاروں آدمیوں نے استقبال کیا، صبح کو استقبال کیا، نماز ظہر میں چھ ہزار آدمی رہ گئے پہلے بارہ چودہ ہزار آدمی تھا، شام کو چار ہزار آدمی رہ گئے اور صبح کو نماز فجر کے بعد جب سلام پھیرا تو صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ اور تھوڑی دیر گزری مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا گیا۔

حضرت حسینؓ کوفہ میں

نواسہ رسول وہاں پہنچے چوک میں کھڑے ہو کر فرمایا..... اسد بن قیس تو کہاں ہے؟ اور سلیمان ابن ربیع تو کہاں ہے؟

آؤ آؤ میں نبی کا نواسہ تمہارے شہر میں آیا ہوں،

میں پیغمبر کے خاندان کا چشم و چراغ تمہارے دروازے پہ آیا ہوں..... تم نے خط لکھ کر مجھے بلایا ہے میرا بھائی کہاں ہے؟

مسلم بن عقیل کی لاش کہاں ہے؟ مسلم بن عقیل کی لاش کے ٹکڑے کہاں ہیں۔؟

تم نے بے یار و مددگار مسافر کو ذبح کر ڈالا، تم نے یہ نہ دیکھا کہ یہ رسول اللہ کے خاندان کا بیٹا ہے نبی کے خاندان کا چشم و چراغ ہے بتاؤ کیا یہ خط تم نے نہیں لکھے؟ کوفہ کی جامع مسجد میں جہاں حضرت علی شہید ہوئے تھے وہاں نواسہ رسول نے وہ خط پڑھ کر سنائے۔ او کوفہ کے لوگو تم نے یہ خط لکھ کر ہمیں بلایا تھا، تمہارے خط پڑھ کر آ گیا ..... لیکن اس وقت جو وہاں لوگ جمع تھے کوئی بھی نہ بولا کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے

خط لکھ کر بلایا تھا، حضرت حسینؓ وہاں سے چلے ان لوگوں کو معلوم ہوا اگر نواسہ رسول شام پہنچ گئے کہیں یزید ان کی شرطوں کو تسلیم نہ کر لے، حکومت کی فوجیں ساتھ ہیں اور وہ بھی ساتھ ہیں، حضرت حسینؓ کوفہ سے چلے، نو میل کے فاصلے پر کربلا کا میدان ہے وہاں پہنچتے ہیں..... یہ لوگ بھی وہاں پہنچے تھے، کون لوگ؟ جنہوں نے بلایا تھا اس خلا میں کہ نواسہ رسول وہاں پہنچ کر اپنی شرطوں کو منوالے گا، شرطیں مانی جائیں گی ہمارا قیمہ قیمہ ہو جائے گا ہم تو امیر معاویہ کے دشمن ہیں ہم تو صحابہ کے دشمن ہیں خاندان نبوت کا سہارا لے کر ہم نے ان کو کچلنا تھا لیکن اب تو بات درمیان سے نکل گئی۔

حضرت حسینؓ کی تین شرائط

مجھے بتاؤ کیا تمہاری کتاب جلاء العیون میں یہ نہیں لکھا کہ حضرت حسین نے خطبہ میں فرمایا مجھے چھوڑ دو یا میں سرحدوں پر چلا جاؤں، مجھے چھوڑ دو میں جا کر اگر یزید میری باتوں کو مان لے تو میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں یا مجھے چھوڑ دو میں مدینہ واپس چلا جاؤں..... لیکن اس وقت کوئی آدمی ان کی حامی بھرنے والا نہیں تھا کوئی آدمی ان کا ساتھ دینے والا نہ تھا، اور بد معاشو تم بتاؤ! پیغمبر کے نواسے نے چوک میں خطبہ دیا، اور خط لکھنے والو کہاں گئے ہو، یہ میرے پاس بارہ ہزار خطوں کی بوری ہے تم نے مجھے بلایا تھا تمہارے کہنے پر میں آیا تھا۔

میرے بھائیو، فیصل آباد کے غیور سنیو! تم فیصلہ کر کے بتاؤ، تم عدالت لگاؤ، میں تمہارے دروازے پہ آیا ہوں تم جج بن جاؤ..... تم وکیل بن جاؤ..... تم آؤ انصاف کرنے کے لئے..... مجھے بتاؤ تم مجھے خط لکھ کر بلاؤ، آدمی بھیج کر بلاؤ، جب میں تمہارے دروازے پر آؤں، تمہارے دروازے پر مجھے تیسرا آدمی قتل کر ڈالے اور اس کے بعد تم خاموش ہو جاؤ تم کچھ بھی نہ کہو تم اس کا ہاتھ بھی نہ پکڑو..... تم اس کے ساتھ زخمی بھی نہ ہو جاؤ تم قاتل سے یہ بھی نہ کہو کہ یہ میرا مہمان ہے اسے چھوڑ دے..... یہ میرے پاس آیا ہے اسے چھوڑ دے..... اور تمہارا تو بال بھی بیکا نہ ہو..... تمہارے تو ماتھے پہ پسینہ بھی نہ آئے..... تمہیں کچھ بھی نہ ہو، مجھے بتاؤ جب یہ واقعہ ہو جائے

، تمہارے دروازے پر مجھے ذبح کر دیا جائے اور تمہیں کچھ بھی نہ ہو، میرے ساتھ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں ان کو بھی مار دیا جائے، ذبح کر دیا جائے، ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور پھر میں تمہارے کسی بزرگ کا بھی لڑکا ہوں، تمہارے پیر کا لڑکا ہوں تمہارے پیشوا کا لڑکا ہوں اور خط لکھ کر تم نے بلایا ہو، زار و قطار رو کر بلایا ہو اور اس کے بعد آدمی بھیج کر بلایا ہو جب میں اپنے بچے لے کر تمہارے پاس آجاؤں تمہارے دروازے پر مجھے ذبح کر دیا جائے میرے ٹکڑے کر دیئے جائیں مجھے پانی نہ پوچھا جائے، ہائے میرے سارے خاندان کی بچیاں وہاں بلک بلک کر، وہاں پردے میں بیٹھ کر پریشان ہو جائیں، لیکن تم خاموش ہو جاؤ، تم فیصلہ کر کے بتاؤ میں قاتل کس کو کہوں؟ میں بدمعاش کس کو کہوں؟ میں مکار کس کو کہوں؟ میں غدار کس کو کہوں؟ میں سازشی کس کو کہوں؟ میں فریبی کس کو کہوں؟ فیصلہ تم کرو، عدالت تمہارے پاس ہے

چلو اس کو بھی نہیں مانتے، نہ مانو، میں آگے چلتا ہوں..... کوفہ سے آگے چلے گئے، کربلا کا میدان آگیا، وہاں آکر دس محرم کو نماز ظہر کے بعد پیغمبر کے نواسے کو شہید کر دیا گیا، ذبح کر دیا گیا، بچوں کو ذبح کر دیا گیا، بچوں کے حلق سے تیر اتار دیے گئے، وہاں پانی نہ ملا، وہاں تڑپ تڑپ کر پیغمبر کے نواسوں نے جان دے دی نبی کے بیٹوں نے جان دے دی، وہاں وہ لوگ خیموں میں تڑپتے رہے عورتیں تڑپتی رہیں لیکن کسی نے پردہ نہیں چھوڑا، کسی نے پردہ نہیں توڑا یہ اس فاطمہ کی بچیاں تھیں جس نے کہا تھا "میرا جنازہ رات کو اٹھانا" اور آج پاکستان کی شیعہ عورتیں بے پردہ ہو کر چوکوں میں پھریں اور کہیں ہم فاطمہ کی نام لیوا ہیں کس فاطمہ کی؟ جس نے کہا تھا کہ میرا جنازہ رات کو اٹھانا، علی نے فرمایا، اے فاطمہ! تیرا جنازہ دن کو اٹھائیں گے دیہاتوں کے لوگ بھی آجائیں گے، فاطمہ نے فرمایا اے علیؓ! میں وہ محمدؐ کی بیٹی ہوں جس کے چہرے کو یا مصطفےٰ نے دیکھا ہے یا مرتضیٰ نے دیکھا ہے میں چاہتی ہوں میں مر جاؤں..... میرے کفن پر بھی غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔

نعرہ ہائے تکبیر.....اللہ اکبر

کرو فیصلہ، عدالت لگی ہے لاشیں پڑی ہیں، مقتول پڑے ہیں شہید پڑے ہیں بکری نہیں مری، جانور نہیں مرا، وہ خاندان نبوت کا چشم و چراغ پڑا ہے جس کے ہونٹوں پر نبیؐ بوسہ دیتے تھے۔ اس کی لاش پڑی ہے جس کے چہرے کو دیکھ کر میرے رسول نے فرمایا۔

رَیْحَانَ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَہ

"حسن و حسینؓ" کا چہرہ دنیا اور آخرت کا پھول ہے

آج یہ پھول مرجھا چکا ہے۔ اس کی پتیاں بکھر گئی ہیں اس کی مہک بکھر گئی ہے لیکن اس کی لاش خیموں میں پڑی ہے مجھے بتاؤ، گھوڑوں کے ٹاپوں نے ان کے جسم کو روند ڈالا ہے ہائے کون آئے بارہ ہزار کوفی کہاں تھے.....؟ خط لکھ کر بلانے والے کہاں تھے سلیمان ابن ربیع کہاں تھا؟ اشد بن قیس کہاں تھا؟ چیخنے والا کہاں تھا؟ نو میل کا فاصلہ! اور تمہیں کچھ بھی نہ ہوا، ایک آدمی بھی تمہارا نہیں مرا، بچے قربان ہو گئے ، بیٹیاں قربان ہو گئیں علی اصغر ذبح ہو گیا نبی کا نواسہ شہید ہو گیا اور زخمی زین العابدین خیمے میں کراہ رہا ہے اوئے تم فیصلہ کر کے بتاؤ میں کس کو قاتل کہوں، بلانے والے کو کہوں، میں ماننے والے کو کہوں، خط لکھنے والے کو کہوں۔

جب یہ قافلہ قتل ہو گیا بچے قربان ہو گئے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے سکینہ بچ گئی، فاطمہ بچ گئی، روتی ہوئی زینب بچ گئی، زین العابدین زخمی بچ گیا، یہ چند سواریوں پر سوار ہو کر کوفہ پہنچے اور وہاں جا کر انہوں نے کیا کہا (میری بات نہ مانو، زینب کی مان لو، چشم دید گواہوں کی بات مانو،) تمہاری عدالت ہے، جج تم ہو، منصف تم ہو، عدالت تمہاری ہے فیصلہ کر کے بتانا سپریم کورٹ تم ہو، ہائی کورٹ تم ہو، سول کورٹ تم ہو، سیشن کورٹ تم ہو مسلمانو! فیصل آباد کے غیور سنیو چلو میں تو چیختا ہوں ، میں تو چلاتا ہوں میں تو واویلا کرتا ہوں نبوت کا گلشن اجڑ گیا، خاندان نبوت اجڑ گیا مہک اجڑ گئی گلستان نبوت ویران ہو گیا شمع رسالت کے پھول مرجھا گئے میں چیختا ہوں

میری بات نہ مانو، آؤ میں اور آپ مل کر دروازے پہ چلیں..... زینب کے دروازے پہ چلیں، زین العابدین کے،..... آؤ پوچھیں ام کلثوم سے تجھے دکھ کس نے دیا؟ تجھے کس نے مارا؟ تجھے کس نے واویلا کرنے پر مجبور کیا؟ تیرے بھائیوں کو ذبح کس نے کیا؟ علی اصغر کا خون کس نے بہایا، تیر کس نے چلائے؟ زخمی کس نے کیا؟ قربان کس نے کیا؟ اور اگر میں اور آپ مل کر ان زخمیوں سے پوچھیں، جو زخمی بتائیں اس کو تو مان لو گے؟ زخمیوں کی بات کو تو مانو گے، مانو گے یا نہیں مانو گے؟ میری بات نہ مانو، تم کہو گے یہ سپاہ صحابہ والے ہیں یہ غلط بیانی بھی کر سکتے ہیں، یہ تو دشمنی کی بات پر، مخالفت کی بات پر بات کرتے ہیں اور اگر میں کہوں کہ میری بات نہ مانو، بات مانو ام کلثوم کی، بات مانو زینب کی، تم کہو گے یہ عورتیں تھیں چلو زین العابدین کی بات مانو، وہ تو زخمی تھا اس سے خاندان نبوت کی اولاد چلی تھی۔ ان سے سارا خاندان نبوت بڑھا تھا سارے سیدوں کی اولاد زین العابدین سے آگے بڑھتی ہے بارہ امام اسی سے چلے تھے ساری امت اسی سے چلی تھی سارا رسول کا خاندان اسی سے آگے چلا ان کی بات آج کہاں سے یاد آگئی ان کے بیانات کہاں سے آگئے، ان کے بیانات میری کتاب میں ہوں تو دیوار پر مار دو، میرے رسالے میں ہوں تو دیوار پر پھینک دو میری الماری میں ہوں، لیکن اگر رجسٹر بھی تمہارا ہو..... اگر یادداشت بھی تمہاری ہو..... اگر لائبریری بھی تمہاری ہو اور تمہارے آدمیوں نے غلطی سے لکھ دی ہو..... سچی بات لکھ دی ہو تو پھر بتاؤ قاتل کون تھا؟ ظالم کون تھا؟ مکار کون تھا؟ پھر مجھے کہہ لینے دو

تم ہی قاتل تم ہی مخبر، تم ہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر ؟؟

حضرت فاطمہؓ صغریٰ کا خطبہ

یہ میرے پاس کتاب ہے توجہ فرمائیں، بڑی دکھ کی بات ہے کتاب کا نام ہے "بحار الانوار" یہ ملا باقر مجلسی کی کتاب ہے..... ملا باقر مجلسی شیعہ مجتہد ہے..... یہ "بحار الانوار" کتاب اسی جلدوں میں ہے یہ بھی یاد رکھیئے۔ یہ پہلی اور دوسری جلد ہے

"بحار الانوار" کے صفحہ 13 پر، حضرت فاطمہ صغریٰ (حضرت حسنؓ کی بیٹی) کی طرف زید بن موسیٰ منسوب کرتا ہے کہ جب حضرت فاطمہ صغریٰ کا کربلا سے کوفہ میں ورود ہوا تو آپ نے حسب ذیل خطبہ پڑھا۔

"حمد و صلوٰۃ اس قدر جتنے سنگریزے صحراء میں اور زمین میں جتنے جنت کی عرش سے تا بعرش چیزیں ہیں میں اسی کی حمد کرتی ہوں، اسی پر ایمان و توکل رکھتی ہوں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اس اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ آنحضرت ﷺ کی اولاد دریائے فرات کے کنارے پر بے جرم و خطا ذبح کر دی گئی،.....پالنے والے میں تجھ سے پناہ مانگتی ہوں اس امر سے کہ میں تجھ پر وہ جھوٹ باندھوں جو عہد تو نے رسول اللہ سے حضرت علی کے بارے میں لیا ہے ان کے خلاف کہوں، وہ علیؓ جن کا حق چھین لیا گیا..... جن کو مدعیان اسلام کے سامنے خدا کے گھر میں شہید کر دیا گیا، جس طرح کل ان کی اولاد کو قتل کیا گیا خدا ان جھوٹے مسلمانوں کو غارت کرے جنہوں نے نہ تو ان کی حیات میں ان لوگوں سے ظلم کو دور کیا نہ ان کی شہادت کے بعد، توجہ فرمائیں اور آخر میں آگے جا کر خطبے میں کہنے لگیں۔

دُوسرا خطبہ

امابعد! اے اہل کوفہ.....(یہ کس کے لفظ ہیں؟ حضرت فاطمہ صغریٰ کے، کیا کہا؟) اے اہل کوفہ، غدار و متکبرو..... تم کو معلوم ہو کہ ہم وہ اہل بیت ہیں جن کو تمہارے ذریعے اور تم کو ان کے ذریعے آزمایا گیا ہے اللہ نے ہماری آزمائش کو بہتر قرار دیا اس نے اپنا علم و فہم ہمیں عطا فرمایا لیکن تم نے ہمیں جھٹلایا ہمارے شرف کا انکار کیا، ہمارے ساتھ جنگ کو حلال سمجھا، ہمارے اموال کو مال غنیمت جانا، جیسے ہم اولاد رسول نہ تھے بلکہ ترکا او قاف تھے یا کفار کی اولاد تھے جیسا کہ تم نے کل ہمارے جد امجد حضرت علی کو قتل کیا تھا، تمہاری تلواروں سے ہم اہل بیت کا خون ٹپک رہا ہے تم نے اپنے پچھلے کینوں کو نکال کر اپنے دلوں کو ٹھنڈا کیا اور اللہ کے خلاف اپنی جرات کا مظاہرہ

کیا تم نے ہمارے ساتھ نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ مکر کیا اللہ تمہارے اس مکر کا بہترین جواب دینے والا ہے۔"

حضرت ام کلثوم کا خطبہ

میری بات نہ مانو، فاطمہ صغریٰ کا فیصلہ مانو..... چلو آگے چلتے ہیں یہ خاندان نبوت کی ایک عورت کا بیان ہے آگے چلیں، حضرت ام کلثوم نے خطبہ شروع کیا، اور فرمایا۔

"اے اہل کوفہ برا ہو حال تمہارا اس لئے کہ تم نے حسین کو چھوڑا اور اس کو قتل کیا، مال و اسباب ان کا لوٹ لیا ان کو اپنا ورثہ گردانا، ان کے اہل بیت کو قید کیا، ہلاک ہو تم اور رحمت خدا سے دوری ہو تمہارے لئے..... وائے ہو تم پر آیا جانتے ہو کس بلا میں گرفتار ہوئے کیسے خون تم نے بہائے؟ کس کی لڑکیوں کو تم نے بے پردہ کیا اور کیسے اموال کو تم نے لوٹ لیا، ایسے شخص کو تم نے مارا جو پیغمبر کے بعد تمام عالم سے بہتر تھا تمہارے دلوں سے رحم اٹھ گیا، (اس کے بعد کئی شعر اس مضمون کے آگے آئے) اور آگے کہا افسوس ہو تم پر، تم نے میرے بھائی کو بے گناہ قتل کیا۔

یہ کس نے کہا؟ حضرت ام کلثوم کا خطبہ، فاطمۃ الزہراء کی بیٹی کا خطبہ او سن رہے ہو؟ میری بات نہ مانو حضرت فاطمہ صغریٰ اور ام کلثوم کی بات تو مانو، مانتے ہو؟ دیکھ رہے ہو، آگے چلیں؟

حضرت زین العابدینؒ کا خطبہ

ہم آگے بڑھتے ہیں، آگے بڑھ کر اس خطبے کا اقرار کرتے ہیں، اس خطبے کا اعلان کرتے ہیں جو خطبہ زین العابدین نے دیا۔

زین العابدین نے کہا کہ اے کوفہ کے لوگو تمہارے سے بڑا ذلیل دنیا میں کوئی نہیں، تم قیامت کے دن میرے نانا کو کیا جواب دو گے قیامت کے دن پیغمبر کے سامنے کیا جواب دو گے؟ اور مکارو! تف ہو تم پر قیامت کے دن جہنم کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ تم نے ہمیں نہیں بلایا تھا؟ تم نے خط نہیں لکھا تھا؟ کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ

پھل پک گئے ہیں تم نے نہیں بلایا؟ پھر تمہارے مردوں نے ہمیں قتل کیا۔

جب کوفہ کی عورتیں خاندان نبوت کے لٹے ہوئے قافلے کو دیکھ کر رونے لگیں تو حضرت ام کلثوم نے یہ خطبہ بھی فرمایا کہ وائے ہو تم پر تم ہم کو روتی ہو، تمہارے مردوں نے ہمیں قتل کیا، تمہارے مردوں نے ہمیں ذبح کیا، اب تم ہمیں روتی ہو؟ تمہارے لئے جہنم کی سزا ہے اور تم جہنم میں جاؤ گی اور یہ فیصلہ قیامت کی صبح کو ہو کر رہے گا۔

اب مجھے بتاؤ کہ یہ خطبہ زین العابدین کا آیا ہے، حضرت زینب کا آیا ہے، ام کلثوم کا آیا ہے، فاطمہ صغریٰ کا آیا ہے اس فیصلے کے بعد اب تم بتاؤ قاتل کون ہے مقتول کون ہے؟ ظالم کون ہے؟ کون قاتل ہے؟

کتاب کس کی ہے؟ شیعہ کی، فیصلہ کس کا ہے؟..... فیصلہ خاندان نبوت کا، فیصلہ کس کا؟ اعلان کس کا؟ فیصلہ لکھنے والا کون؟ خاندان نبوت فیصلہ لکھنے والا ہے میں نے تو نہیں لکھا۔ فیصلہ کر کے بتاؤ،

فیصل آباد کے سنیو، غیرت مند سنیو، چودہ سو سال سے حسین کو قتل کرنے کے بعد پورے ملک میں چوکوں و چوراہوں پر واویلا کرنے والوں کا پردہ آج ستیانہ روڈ کے اس چوک پہ ہم نے اتار دیا۔

للکارے للکارے..... شیر کی للکارے

للکارے للکارے..... شیر کی للکارے

میرے بھائیو! اس اہم دستاویز کے بعد کیا تم اس فیصلے پر نہیں پہنچے ہو کہ نواسۂ رسول کو قتل کرنے والا شیعان علی کا وہ گروہ ہے جو چودہ سو سال سے سینہ پیٹ کر اپنی سزا پوری کر رہا ہے جن کو میری بات سمجھ آتی ہے ہاتھ کھڑا کریں۔ قاتل حسین کون ہے؟ شیعہ! ثابت ہو چکا ہے، میں نے دلائل سے شیعہ کی کتاب پڑھ کر ثابت کیا ہے اور ایک بات کہنا چاہتا ہوں فیصل آباد کی انتظامیہ سے کہ آج نو محرم ہے ہم نے امن قائم رکھنے کے لئے جو معاہدہ تمہارے ساتھ کیا ہے اس کو ہم نے پورا کیا، اور کل دس

محرم کا دن ہے میں پورے فیصل آباد کے سنیوں سے، سپاہ صحابہ کے کارکنوں سے کہتا
چاہتا ہوں کہ کسی جگہ پر کوئی غیر قانونی حرکت نہیں ہونی چاہیے، ٹھیک ہے؟
ہمارے عہد کی پابندی کرو گے؟ انشاءاللہ
امن قائم رکھو گے؟ انشاءاللہ.....
انتظامیہ سے تعاون کرو گے؟ انشاءاللہ!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حضرت فاطمۃ الزہراؓ

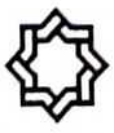


اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَصَلَّ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ ○ اَلْمَبْعُوْثُ اِلَی کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○

وَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ○

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْفَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ مَنْ اٰذٰھَا فَقَدْ اٰذَانِیْ اَوْ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ ○

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○



میرے واجب الاحترام، قابل صد احترام علمائے کرام! حضرت شیخ الحدیث مولانا شفیق الرحمان درخواستی صاحب، حضرت میاں جمیل احمد صاحب، اور دین پور شریف، خان پور کے بزرگو، دوستو اور علاقہ بھر کے آئے ہوئے ساتھیو! مجھے بڑی خوشی ہے کہ آج پاکستان اور ہندوستان کے اس تاریخ ساز علاقے اور بستی میں جو تحریک آزادی کا مرکز رہا ہے..... اور تحریک ریشمی رومال میں دین پور شریف کے جس علاقے نے نمایاں کردار ادا کیا..... اس کے پہلو میں امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ حضرت مولانا میاں غلام محمد صاحب دین پوریؒ میاں عبدالہادی صاحبؒ مولانا عبدالشکور دین پوریؒ اور بیشمار ہستیاں..... جس کے پہلو میں آسودہ خواب ہیں۔ آج اس بستی میں حاضری دے کر اور تقریر کے لیے یہاں پہنچ کر مجھے بڑی خوشی ہے..... اللہ تعالیٰ اس مرکز فیض کو تادیر سلامت رکھے (آمین) یہاں ویسے بھی حضرت مخدوم حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ اور یہاں دوسرے اکابرین کی وجہ سے اس شہر کو ویسے بھی پوری دنیا میں قابل احترام سمجھا جاتا ہے۔ حضرت میاں سراج احمد صاحب دین پوری حضرت میاں مسعود احمد صاحب دین پوری..... یہ اولیاء اللہ ہستیاں اور یہ بزرگ ہستیاں اس علاقے میں مرکز فیض اور مرجع فیض ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول و منظور فرمائے (آمین)

میرے بھائیو! آج کا یہ پروگرام جس کی ترتیب حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب جو ہمارے پاکستان کے مشہور خطیب ہیں ان کے ذوق سے اور ان کی محبت سے اور یہاں کے ساتھیوں سے معرض وجود میں آئی ہے اور یہ بھی بڑی خوشی ہے کہ یہ جلسہ "سیدۃ نساء العالمین" حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے فضائل و مناقب اور ان کی عظمت کے عنوان پر منعقد ہوا..... فاطمۃ الزاہراؓ کے فضائل اور اس عنوان سے اس بات کا اندازہ بھی ہو گا کہ حضرت فاطمہؓ کے صحیح نام لیوا صرف اہل سنت والجماعت ہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نام لے کر پیغمبرؐ کی ساری بیویوں پر تنقید کرنا..... فاطمۃ الزہراء کا نام لے کر سارے صحابہؓ کو برا کہنا..... یہ حقیقت میں فاطمۃ الزاہراؓ سے دشمنی

ہے۔ فاطمۃ الزہراؓ پیغمبرؐ کا جگر گوشہ ہیں، حضرت فاطمۃ الزہرا کے کمالات ان کی عظمتیں، ان کی رفعتیں، ان کی بلندیاں، ان کے مناقب، ان کا کردار، ان کا اسوہ حسنہ، ان کے فضائل .....اور ان کے مصائب پر بہت سے لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں۔ مجموعے چھپے ہیں اور اس پر علماء نے اپنے اپنے انداز میں گفتگو بھی فرمائی ہے۔

حضرت فاطمہؓ کے فضائل پر میں کوشش کروں گا..... کہ اللہ کی توفیق سے اور محض اسی پروردگار کے فضل و کرم سے..... میں کچھ ضروری باتیں رسول اللہ کے اس جگر گوشہ کے لیے اور پیغمبر کے اس لخت جگر کے لیے بطور نذرانہ عقیدت کے پیش کروں..... اور بطور ایک نیاز مند کے اپنی ماں کے حضور اور اپنی مرکز عقیدت کے حضور کچھ عقیدت کے پھول.....ان کی بارگاہ میں پیش کروں..... میں کوشش کروں گا کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے فضائل و مناقب.....ان کے تاریخی کام.....ان کی زندگی کے حالات اور آپ کی اولاد اور آپ کی پیدائش سے لے کر آپ کی وفات تک آپ کے محاسن آپ کی زندہ جاوید عبادت گزاری..... آپ کا زہد، آپ کا تقویٰ..... آپ کی سخاوت..... آپ کی اولوالعزمی..... آپکی خدا ترسی.....اور آپ کی دین کے لیے خدمت..... اور آپ کا نبیؐ کے گھر میں آنا اور آپ کا مصلے پہ ساری ساری رات رونا.....میں اس کا ذکر آپ کے سامنے کروں اور اس سے مشام جاں کو معطر کروں۔

میرے بھائیو! حضرت سیدہ فاطمہؓ کے فضائل پر چار عنوانات سے گفتگو ہو سکتی ہے سب سے پہلا عنوان یہ ہو گا کہ حضرت فاطمہؓ کے حالات زندگی، آپ کی پیدائش آپ کا نبیؐ کے گھر میں آنا اور آپ کا پیغمبر کی خدمت کرنا' نبیؐ سے عشق و محبت کا ہونا' اور اس کے علاوہ حضرت فاطمہؓ کے عنوان پر یہ بات بھی انتہائی قابل ذکر ہے

آپ کی بہنیں کتنی ہیں۔؟.....ان کی اولاد کتنی ہے.....؟ان کے شوہر کونسے تھے؟

اور پیغمبرؐ نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تھا؟ تو گویا کہ رسول اللہؐ کی کل بیٹیاں اور پھر ان کی اولاد.....اس کا ذکر بھی انشاءاللہ اسی عنوان پر ہو گا۔ اور اس کے علاوہ میں انشاء اللہ یہ بھی عرض کرونگا کہ حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ کے گھر کتنا وقت

گزارا؟.....اور پھر حضرت علیؓ کے گھر کتنا وقت گزارا؟ حضرت علیؓ سے جب ان کا نکاح ہوا تو وہ کونسا موقع تھا؟ نکاح کس جگہ پر ہوا تھا۔ کسی ہوٹل میں ہوا.....یا کسی مسجد میں ہوا تھا؟؟

وہ نکاح جب ہوا.....تو اس کے لیے پیغام دینے والا کون تھا؟

مہر دینے والا کون تھا؟.....خرچہ دینے والا کون تھا؟

اور بارات کہاں سے آئی تھی؟.....دولہا کو لے کر کون گیا تھا؟

سواری کس کے ساتھ گئی تھی؟.....جہیز کس نے بنایا تھا؟

تیاری کس نے کی تھی؟.....اور لے کر جانے والا کون تھا؟

مکان دینے والا کون تھا؟.....رہائش کرانے والا کون تھا؟

اور یہ ساری باتیں بیان کرنے کے بعد میں انشاءاللہ یہ بھی عرض کروں گا..... کہ حضرت فاطمہ الزہراءؓ نے باغ فدک کا جو سوال کیا.....اس کی کیا حقیقت ہے۔ پیغمبر کی وراثت کے بارے میں جو رسولؐ کے خاندان کے سلسلے میں شیعہ کے جو اعتراضات ہیں.....ان کا کیا جواب ہے؟

کیا فاطمہ الزہراءؓ نے یہ سوال کیا تھا.....کہ مجھے باغ فدک دیا جائے؟.....اور پھر اس سوال کے لیے فاطمہ کچہریوں میں پھرتی رہی تھی.....عدالتوں میں جاتی رہی تھی.....اس کا بھی ذکر کروں گا اور انشاءاللہ اس کا بھی ذکر کروں گا..... کہ فاطمہ الزہراءؓ کے رسول اللہؐ کی وفات پر کیا جذبات تھے وہ کیسے روئی تھیں؟.....وہ کیسے اشک بار ہوئی تھیں؟ ان کا دکھ کیا تھا؟ ان کی پریشانی کیا تھی؟ اور فاطمہ الزہرا بیمار ہوئیں۔ تیمارداری کرنے کون آیا تھا؟ دوائی دینے کون آیا تھا؟ اور جب فاطمہ فوت ہو گئیں جنازہ تیار کرنے والا کون تھا؟ غسل دینے والا کون تھا؟ کفن پہنانے والا کون تھا؟ اور.....اخر میں جنازہ پڑھانے والا کون تھا؟ اور انشاءاللہ ان ساری باتوں کے بعد یہ بھی بتاؤں گا کہ شیعہ کا نقطہ نظر فاطمہ الزہراءؓ کے بارے میں کیا ہے اور علی المرتضیٰؓ کے بارے میں کیا ہے؟ جو گالی شیعہ نے علیؓ اور فاطمہؓ کو دی ہے آج کوئی انسان اپنے کسی

دشمن کو بھی نہیں دیتا!

حضورؐ کی چار بیٹیاں ہیں

میرے بھائیو! حضرت فاطمہ الزہراءؓ حضورؐ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں اور آپؓ کی والدہ کا نام خدیجہ بنت خویلد تھا اور حضرت فاطمہؓ..... ان کی سب سے چھوٹی صاحبزادی اور حضرت فاطمہؓ سے پہلے ان کی تین اور بہنیں اور پیغمبرؐ کی کل چار بیٹیاں تھیں اور ان چار بیٹیوں کا ذکر اللہ کے قرآن میں ہے اور صرف قرآن میں نہیں..... پیغمبرؐ کی احادیث میں ہے تاریخ کی کتابوں میں ہے اور اس سے بڑھ کر کہتا ہوں..... کہ شیعہ کی کتابوں میں بھی موجود ہے..... کہ نبیؐ کی چار بیٹیاں ہیں لیکن میں ان کی کتابوں کو بطور دلیل کے پیش نہیں کرنا چاہتا۔ میں کافر کی بات کو اسلام کے لیے دلیل نہیں بناتا۔

میرے بھائیو! سب سے بڑی دلیل اللہ کا قرآن ہے۔ قرآن پاک میں اللہ نے اپنے پیغمبر کو خطاب فرمایا اور کیا کہا؟..... کہ

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ..... اے میرے پیغمبرؐ! اے نبیؐ

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ..... اپنی بیویوں سے کہو،

وَبَنٰتِكَ..... اور اپنی بیٹیوں سے کہو

اگر بیٹی ایک ہوتی..... تو قرآن "بنات" کا لفظ نہ بولتا۔ "بنت" کا لفظ بولتا اور یہ کہتا کہ "اے پیغمبرؐ اپنی بیویوں سے کہو، اور اپنی بیٹی سے کہو"

اگر "ازواج" کا لفظ آنے کے بعد بیوی ایک سے زیادہ شمار ہوتی ہیں۔ تو "بنات" کا لفظ آنے کے بعد بیٹی ایک سے زیادہ کیوں شمار نہیں ہوتیں

میرے بھائیو! قرآن نے جو کہا..... یہ پردے کی آیتیں ہیں، اس آیت میں اللہ نے پردے کا حکم دیا ہے عورتوں کو اور اس بات پر غور کریں کہ

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ

اے پیغمبرؐ تو کہہ دے..... اپنی بیویوں سے کہہ دے اور اپنی بیٹیوں سے کہہ دے

کئی آدمی کہہ سکتے تھے کہ "بنات" اللہ کے رسول کو کہا گیا..... کہ اپنی بیٹیوں سے کہہ دو، پوری امت کی عورتیں..... وہ بھی تو نبیؐ کی بیٹیاں ہیں اللہ نے اس کا جواب دے کر آخر میں کہا

وَنِسَاءِ الْمُو مِنِيْنَ

اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو

یعنی مومنوں کی عورتوں کا ذکر علیحدہ کیا۔ اور پیغمبرؐ کی بیٹیوں کا ذکر علیحدہ کیا..... تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ عام عورتیں عام مومنوں کی عورتیں ہیں..... اور پیغمبرؐ کی بیٹیاں نبیؐ کی علیحدہ بیٹیاں ہیں۔ تو پیغمبرؐ کو جو اللہ نے خطاب کیا..... کہ اپنی بیویوں سے کہو اور اپنی بیٹیوں سے کہو اور پوری امت کی عورتوں سے کہو..... کیا کہو؟..... کہ

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَ بِيْبِهِنَّ

کہ جب اپنے گھروں سے باہر نکلا کریں، پردہ کر لیا کریں۔ چادروں کو نیچے کر لیا کریں۔ چادروں کو اپنے چہرے پہ ڈال لیا کریں

یعنی پردے کی آیت میں بتایا..... کہ نبیؐ کی بیٹی ایک نہیں نبیؐ بیٹیاں ایک سے زیادہ ہیں۔ اور پیغمبر کی بیٹی ایک ہوتی تو "بنت" کا لفظ ہوتا۔ "بنات" کا لفظ جمع کا لفظ ہے اور جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے..... تو قرآن کی آیت نے کہا..... کہ بیٹی ایک نہیں۔

اب نبیؐ سے پوچھتے ہیں کہ اے پیغمبرؐ! تو بتا بیٹیاں کتنی ہیں، تو پیغمبرؐ نے فرمایا میری چار بیٹیاں ہیں جن میں پہلی بیٹی زینب ہے دوسری بیٹی رقیہ ہے اور تیسری بیٹی ام کلثوم ہے چوتھی بیٹی فاطمۃ الزہراؓ ہے۔

زینب کا رشتہ میں نے قاسم ابوالعاص ابن ربیع اموی سے کیا۔

اور رقیہ کا نکاح میں نے عثمان غنیؓ سے کیا

رقیہ فوت ہو گئی..... تو پھر اس کی بہن ام کلثوم کا نکاح بھی حضرت عثمانؓ سے کیا

اور اس کے بعد فاطمہؓ کا نکاح علی المرتضیٰ سے کیا

جس طرح فاطمہؓ بیٹی.....اس طرح زینب بیٹی

جس طرح فاطمہؓ بیٹی.....اس طرح رقیہ بیٹی

جس طرح فاطمہؓ بیٹی.....اس طرح ام کلثوم بیٹی

فاطمہؓ بھی نبیؐ کا جگر ہے.....رقیہ بھی نبیؐ کا جگر ہے.....ام کلثوم بھی نبیؐ کا جگر ہے.....زینب بھی نبیؐ کا جگر ہے.....جو فاطمہؓ کو برا کہے.....وہ بھی جہنمی.....جو زینب کو برا کہے.....وہ بھی جہنمی

حضر علیؓ کی دوسری ساس کا تعارف

شیعو! ایک بات کا جواب دو قرآن پر تمہارا ایمان نہیں.....میں قرآن کو دلیل تمہارے لیے نہیں بناتا لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر نبیؐ کی بیٹی ایک ہے.....تو فاطمہ الزھراءؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کی شادی.....جس لڑکی سے ہوئی تھی.....اس کی ماں کا نام کیا ہے؟؟

اگر بیٹی نبیؐ کی ایک ہے.....تو فاطمہ الزھراءؓ کے بعد حضرت علیؓ کے نکاح میں جو عورت آئی.....اس کا نام کیا ہے؟.....

تمہیں نہیں پتہ.....کتابیں بھی تمہاری.....تمہاری کتابوں کی فہرست ہے کہ فاطمہ الزھراءؓ کی وفات کے بعد جو عورت علی کے نکاح میں آئی.....اس عورت کا نام "امامہ" تھا.....اس امامہ کی والدہ کونسی تھی؟ والد کون سا تھا؟ اس امامہ کا نانا کونسا تھا؟ نانی کونسی تھی؟ اس کے ماموں کونسے تھے؟.....یہ تو بتاؤ امامہ کا نام لکھتے ہو یہ نہیں بتاتے ہو کہ یہ لڑکی کس کی ہے۔

میں بتاتا ہوں کہ.....یہ لڑکی حضرت فاطمہؓ کی حقیقی بھانجی ہے۔ بہن اور نہیں تھی.....تو بھانجی کہاں سے آئی؟؟.....یہ تو بتادو۔ حضرت فاطمہ الزھراءؓ جب فوت ہونے لگیں تو حضرت علیؓ کو غمگین دیکھا پوچھا علیؓ! کیوں پریشان ہو فرمایا تیرے جیسی خدمت والی عورت مجھے نہیں ملے گی۔ تو فاطمہ الزھراءؓ نے فرمایا اگر میں مر جاؤں اور میرے جیسی خدمت والی عورت تم چاہتے ہو.....تو پھر میں تمہیں ایک لڑکی کا نام بتاتی

ہوں اس سے شادی کرنا۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کیا نام ہے! فرمایا میری بڑی بہن زینب کی لڑکی امامہ جوان ہو چکی ہے میری وفات کے بعد امامہ سے شادی کرنا۔ جس طرح میں نے تمھاری خدمت کی ہے اسی طرح میری بھانجی امامہ بھی تمھاری خدمت کرے گی۔

چنانچہ حضرت امامہ سے حضرت علیؓ کی شادی ہوئی۔ اور اس شادی سے حضرت یحییٰ بن علیؓ پیدا ہوئے۔ حضرت علیؓ کے لڑکے حضرت یحییٰ حضرت امامہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

شیعو! اگر بیٹی پیغمبر کی ایک تھی..... تو یحییٰ کون تھا؟..... یہ بتاؤ

اور پھر اور بات کہتا ہوں کہ زینب کی بیٹی امامہ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔ تو زینب حضرت علیؓ کی کیا لگی؟..... حضرت زینب حضرت علیؓ کی ساس لگی۔ اور حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ کی کیا لگتی ہے؟..... بیوی، ساس، ماں کے درجے پہ ہوتی ہے۔ بیوی تو بیوی ہے۔ لیکن بیوی کی ماں 'ساس ہے..... جو شوہر کی بھی ماں ہے،

او بد معاشو! تم علی کی بیوی کو یاد رکھتے ہو۔ علیؓ کی ماں کو بھلا دیتے ہو؟ علیؓ کی ماں کو تو یاد رکھو ساس..... ماں ہے۔

خیر اور افضل میں فرق

اور پھر یہ بھی دیکھو کہ حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ اَفْضَلُ النِّسَآء یعنی پوری دنیا کی عورتوں میں افضلیت ہے فاطمہؓ کی اور حضور علیہ السلام نے زینب کے بارے میں فرمایا۔ خَیْرُ النِّسَآء

ایک ہے لفظ "خیر" کا، اور ایک ہے لفظ "افضلیت" کا..... ان دونوں کے معنی میں فرق ہے۔ "افضل" کا معنی کیا ہے؟ "خیر" کا معنی کیا ہے؟ افضل کا معنی..... "افضل" لازمی ہے، اور "خیر" متعدی ہے۔ اس پر غور کریں۔ افضل کا معنی افضلیت ذاتی ہے۔ یعنی فاطمہؓ پوری دُنیا کی عورتوں میں ذاتی طور پر فضیلت رکھتی ہے

اور حضرت زینبؓ کو کہا۔ خَیْرُ النِّسَاء

خیر کا معنی بھلائی، بہتر ہونا۔ اور بہتر ہونا دوسرے کے مقابلے میں ہوتا ہے۔ اور بہتر ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی بہتری صرف اپنے تک محدود نہ رہے، آگے پہنچے۔

حضرت فاطمہؓ میں فضیلت ہے، ذاتی فضیلت ہے۔ لازمی ہے، اور حضرت زینب میں خیریت ہے، بھلائی ہے، اور وہ متعدی ہے، آگے تک بڑھتی ہے۔

تم نے نہیں دیکھا..... کیسے بڑھی ہے۔ کہ زینب کی لڑکی امامہ..... امامہ کی شکل میں زینب کی بھلائی علیؓ کے گھر پہنچی۔

اور زینب کے بڑے لڑکے کا نام بھی علیؓ ہے، یہ علیؓ حضورؐ کے سب سے بڑے نواسے ہیں۔ یہ حضرت حسنؓ سے بھی بڑے، حسینؓ سے بھی بڑے، محسنؓ سے بھی بڑے، یہ سارے خاندان نبوت میں پیغمبر کے سب سے بڑے نواسے کا نام علی ابو العاص ہے۔ اور علی بن ابو العاص..... جو پیغمبر کا سب سے بڑا نواسہ ہے..... وہ زینب کے بطن سے ہے۔ اس کی طرف سے ایک بھلائی پوری امت تک پہنچی..... کہ خانہ کعبہ میں جب حضور علیہ السلام بت گرانے کے لیے آئے..... تو حضور کے کندھے پر جو علی سوار ہوا، اور جس نے بت گرائے..... وہ یہ علی بن ابو العاص، حضرت زینبؓ کا بیٹا تھا۔ اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ یہ طبقات ابن سعد کی روایت ہے۔ جس کو مولانا محمد نافع صاحب نے بڑی وضاحت سے نقل کیا۔ کہ خانہ کعبہ کے بت گرانے والا علیؓ..... سات سال کی عمر میں مدینہ منورہ سے پیغمبر کی سواری پر سوار ہو کر بطور ردیف کے..... مدینہ سے مکہ پہنچا، اور پیغمبر کے کندھے پر بیٹھ کر..... اس نے خانہ کعبہ کے تین سو ساٹھ بت گرائے ہیں۔ اب خانہ کعبہ کے تین سو ساٹھ بت گرانے والا..... یہ علی بن ابو العاصؓ ہے۔ گویا کہ زینب کی جو بھلائی تھی، زینب کی جو خیریت تھی، وہ علیؓ کے واسطے سے پوری امت تک پہنچی۔ کہ علیؓ نے کعبے کے تین سو ساٹھ بت گرا کر امت کو بتا دیا کہ ماں کی طرف سے جو بھلائی، جو عزت، جو عظمت، شرف، عزت

میرے پاس پہنچی ہے، وہ بتوں کو گرا کر..... میں نے پوری امت تک پہنچادی ہے۔

اب اس حضرت زینب کے بطن سے پیغمبر کے نواسے کتنے ہوئے؟ دو۔ دو نواسے اور ایک نواسی۔

حضورؐ کی دوسری بیٹی..... تیسرا نواسہ

حضور علیہ السلام کی بیٹی حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا۔ تو عثمانؓ کے گھر میں رقیہ کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا..... اس لڑکے کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ یہ عبداللہ حضور علیہ السلام کا نواسہ ہے، حضرت عثمانؓ کا بیٹا ہے، اس کا نکاح کس کے ساتھ ہوا؟ اس کے بارے میں دو روایتیں ہیں۔

ایک روایت ہے کہ یہ عبداللہ آٹھ سال کی عمر میں ایک مرغ کا چونچ آنکھ میں لگنے کی وجہ سے بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا۔

پیغمبر کا نواسہ..... معاویہؓ کا داماد

اور دوسری روایت ہے..... کہ ایسا نہیں ہوا۔ یہ بچہ جوان ہوا، اور جب جوان ہوا..... شادی ہوئی اور اس کے بعد جنگ یرموک میں جا کر شہید ہوا۔ یہ بچہ پیغمبر کا تیسرا نواسہ ہے۔ اس کا نکاح حضرت امیر معاویہ کی لڑکی رملہ بنت معاویہ کے ساتھ ہوا۔ تو گویا کہ امیر معاویہ کی پیغمبر علیہ السلام سے اور بھی تین رشتے داریاں ہیں۔ یہ چوتھی رشتہ داری ہے..... کہ معاویہؓ کی لڑکی کا نکاح پیغمبر کے نواسے سے ہوا۔ تو اب رسول اللہ کے تین نواسے اور ایک نواسی ہو گئے۔

رقیہؓ کی وفات کے بعد ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان غنیؓ سے ہوا۔ اور ان کے بطن سے کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔

حضرت فاطمۃ الزہراء کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔ نکاح کیسے ہوا؟..... ہم اس طرف آتے ہیں۔

پیغام لانے والا کون تھا؟..... میں اس کی طرف آتا ہوں

پیغام بتانے والا کون تھا؟..... میں اس کی طرف آتا ہوں

فاطمۃ الزہراؓ کی پیدائش.....اور پہلا دکھ

فاطمۃ الزہراء وہ خاتون ہیں، کہ جس کی پیدائش رسول اللہ کی بعثت سے ایک سال پہلے ہوئی۔ بعض علماء نے کہا۔ کہ پانچ سال پہلے ہوئی۔ حضورؐ نے اعلان نبوت نہیں فرمایا تھا۔ کہ حضرت فاطمۃ الزھراء کی پیدائش ہوئی ہے، اور حضرت فاطمہؓ پیدائش کے تھوڑے سے عرصے بعد خدیجۃ الکبریٰ، اپنی اماں کے پہلو میں رہنے لگیں۔ کچھ تعلیم اپنی اماں کے پاس حاصل کی۔ تقریباً چھ سال کے عرصے کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ بیمار ہو گئیں اور دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ مجھے بتاؤ! کہ ماں جس بچی کی فوت ہو جائے.....اس کا دنیا میں رہ کیا جاتا ہے؟ فاطمۃ الزھراء نے پہلا دکھ یہ اٹھایا۔ کہ اپنی ماں کو دنیا سے رخصت ہوتے دیکھا

دوسرا دکھ

اور دوسرا دکھ یہ اٹھایا کہ رسول اللہ ﷺ اعلان نبوت فرما چکے تھے اور آپ کو دیکھا..... کہ آپ کو شعب بنو ہاشم میں گرفتار کر کے نظر بند کر دیا گیا۔ باپ نظر بند ہو گیا۔ اماں دنیا سے چلی گئی۔ فاطمہ الزھراء زار و قطار روتی رہتی تھیں اپنی بہن ام کلثوم کے ساتھ مل کر روزانہ جنت المعلیٰ کے قبرستان میں جا کر اماں کی قبر پہ رو رو کر کہتی.....اماں! تو دُنیا سے چلی گئی، میرا باپ گرفتار ہو گیا۔

جس بچی کی ماں دُنیا سے چلی جائے.....اس کے لیے دنیا میں اندھیرا ہوتا ہے۔

فاطمہؓ نے دنیا میں دکھ اٹھائے، پریشانیاں اٹھائیں، لیکن فاطمہؓ نے اپنے باپ کی محبت کو نہیں چھوڑا۔ سات آٹھ سال کی عمر میں فاطمہ الزھراء رضی اللہ عنھا نے یہ منظر دیکھا کہ باپ گرفتار ہے، اور ماں کچھ عرصے کے بعد فوت ہو گئی ہے۔

میرے بھائیو! یہ ابتداء کا دکھ تھا، یہ ابتداء کی پریشانی تھی، یہ ابتداء کی مشکلات تھیں یہ بچپن کا درد تھا۔ جو فاطمہ الزھراء کو اٹھانا پڑا ہے۔ اور پھر یہ بھی لوگوں نے دیکھا

کہ حضور علیہ السلام خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے ہیں، پیغمبر سجدے میں ہیں کہ دشمنوں نے پیغمبرؐ کے جسد اطہر پہ اوجھڑی لا کر ڈال دی ہے گندگی ڈال دی ہے..... فاطمہ ابھی بچی ہے۔ بھاگی ہوئی گھر سے آئی اور رو رو کر پیغمبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اوجھڑی ہٹا دیا۔ اور ہٹا کر کہا ظالمو! تمہیں شرم نہیں آتی..... میرے باپ نے تو کبھی تمہیں تکلیف نہیں دی۔ میرے والد نے تو کبھی تمہیں برا نہیں کیا۔ تم میرے والد کو دکھ دیتے ہو..... رسول اللہ گلیوں میں جاتے۔ راستے میں کانٹے بچھائے جاتے، پیغمبر بازاروں میں نکلتے..... لوگ آوازے کستے۔ فاطمہ کبھی دیکھ کر رو پڑتی۔

جب خدیجۃ الکبریٰ فوت ہو گئیں۔ کچھ عرصے بعد فاطمہ تنہائی میں روتی رہتی، اور کبھی پیغمبر کے پہلو میں آکر بیٹھ جاتی۔ اور آکر کہتی ابا جان! کیا بات ہے.....؟ لوگ آپ پر آوازے کیوں کستے ہیں، لوگ آپ کے راستے میں کانٹے کیوں بچھاتے ہیں؟ آپ نے تو کسی کو دکھ نہیں دیا، آپ نے تو کسی کو برا نہیں کہا۔ آپ کا تو چہرہ چمکتا ہے۔ آپ کا اخلاق تو سب سے اعلیٰ ہے۔ ابو جان! بتاؤ تو سہی کیا وجہ ہے۔ رسول اللہ فرماتے کہ بیٹی گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ تیرا پروردگار تیرے باپ کو کبھی خراب نہیں کرے گا۔ تیرا پروردگار کبھی تیرے باپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔

سیدہ فاطمہؓ کی ہجرت اور صدیق اکبرؓ کا ایثار

مسلمانو! فاطمۃ الزہراء نے بچپن سے دکھ اٹھائے۔ بڑی بہن زینبؓ کی شادی ہو گئی۔ رقیہ کی شادی عثمان غنیؓ سے ہو گئی۔ ام کلثومؓ اور فاطمہؓ تیرہ سال مکہ میں تنہا نبی کے گھر میں تھیں..... جب خدیجۃ الکبریٰ فوت ہو گئیں..... مجھے تم بتاؤ، کئی سال گزر گئے، ان سالوں میں گھر میں تربیت کرنے والا کون تھا؟ رہنے والا کون تھا؟ سودہؓ بنت زمعہ تھیں۔ سودہ بنت زمعہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو عمر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چند سال چھوٹی تھیں۔ لیکن ماں تھیں۔ پیغمبر کے گھر میں نو سال کی عمر میں عائشہ صدیقہؓ آئیں۔ اور مدینہ منورہ پہنچ کر آئیں۔ جب مکہ سے ہجرت کر کے پیغمبر علیہ السلام اور سارے صحابی چلے گئے..... چھ مہینے کے بعد رسول اللہ نے فاطمہ

الزھراء ام کلثوم اور پورے خاندان نبوت کو مکہ سے مدینہ بلا لیا۔ مکہ سے مدینہ کیسے چلے..... یہ بھی ایک دکھ کی داستان ہے۔ یہ بھی ایک الم ناک داستان ہے۔ کہ رسول اللہ کی یہ دونوں بیٹیاں، دو سواریوں کے اوپر سوار ہوتی ہیں اور لانے والا کون ہے؟ ابو رافع..... جو غلام تھا، لانے والا کون تھا؟ حارثہ بن نعمان تھا۔ وہ لانے والا تھا۔ پیغمبر نے پیسے دے کر بھیجا تھا۔ وہ پیسے صدیق اکبرؓ سے قرض لیے تھے، اس قرض لینے کا ذکر بھی شیعہ کی کتابوں میں ہے، سنیوں کی کتابوں میں بھی ہے، کہ پیغمبر نے فاطمہؓ کو اور ام کلثوم کو، اور پورے خاندان کو..... مکہ سے لانے کے لیے، جو سواریاں خریدیں..... ان سواریوں کا پیسہ صدیق اکبر نے ادا کیا تھا۔

ایک تو یہ ہے کہ فاطمہؓ علیؓ کے گھر آئیں۔ فاطمہؓ علیؓ کے گھر تو بعد میں آئیں، پہلے مکہ سے مدینہ میں نبیؐ کے گھر میں آئیں۔ اور جب مکہ سے مدینے میں آئیں۔ تو اس وقت بھی خرچہ کرنے والا صدیق اکبرؓ تھا۔

حضور علیہ السلام کی دونوں صاحبزادیاں ایک سواری پہ تھیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ وہ سواری اونٹنی تھی۔ اس کے کجاوے پر پیغمبر کی دونوں بیٹیاں بیٹھی تھیں۔ اور ایک بد معاش، بہت ہی مکار، جس کی اسلام دشمنی آگ کی طرح گرم تھی۔ اس کا نام "حویرث بن نکیف" تھا، تاریخ کی کتابوں میں بڑی تفصیل سے اس کا نام ہے۔ کہ وہ اتنا بڑا دشمن تھا کہ وہ آگے اونٹنی کے کھڑا ہو گیا۔ اور اونٹنی کو ہلایا اور اونٹنی کو بھگا دیا، اونٹنی بھاگ اٹھی، رسول اللہ کی دونوں بچیاں..... چھوٹی چھوٹی دونوں بچیاں کجاوے سے زمین پر گر پڑیں..... لیکن اس بد معاش کو ترس نہیں آیا۔

یہ حویرث بن نکیف جو ہے..... وہ اتنا بڑا بد معاش ہے، کہ جنگ بدر میں جب رسول اللہ نے کچھ دشمنان رسول کے لیے بد دعا کی..... تو یہ حویرث بھی اس میں شامل تھا، اور جنگ بدر میں بڑی بری طرح اس کو ذبح کیا گیا کہ نبیؐ کی بیٹیوں سے دشمنی! اتنی دشمنی..... پیغمبر علیہ السلام کی ذات سے دشمنی کی وجہ سے، نبیؐ کی بیٹیوں سے دشمنی ہوئی۔ کہ رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح سب سے پہلے ابو لہب کے دو بیٹوں، عتبہ اور عتیبہ

سے ہوا تھا، اسلام سے پہلے کی بات تھی، بات پکی ہو چکی تھی۔ جب اسلام کے لیے شرط نہیں تھی نکاح..... تو اس وقت کی بات تھی، رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ ابو جہل نے کہا ابو لہب سے کہ بیٹیوں کو طلاق دلواؤ، اس نے طلاق دلوائی۔ یہ دردناک داستان ہے، کہ دشمن نے نبی کی معصوم بچیوں سے بھی انتقام لینے کی کوشش کی۔ پیغمبر نے بیٹیوں کے دکھ بھی اٹھائے، لیکن اللہ کی توحید کا پیغام نہیں چھوڑا۔

سات سال کا عرصہ گزرنے کے بعد فاطمۃ الزہراء کو اپنی اماں کی وفات کا دکھ اٹھانا پڑا۔ اپنے باپ کے مصائب کو دیکھنا پڑا۔ کہ چہرے سے لہو بہتا ہوا فاطمہؓ نے دیکھا۔ پاؤں میں لہو بہتا ہوا..... فاطمہؓ نے دیکھا..... سارے کپڑے خون آلود تھے۔ فاطمہؓ نے دیکھا اور فاطمۃ الزہراء کبھی اماں کو یاد کر کے روتی تھی۔ کبھی اپنے باپ کے مصائب پہ روتی تھی..... جس وقت مدینہ منورہ پہنچے، تو وہاں خیال یہ تھا کہ مصائب کم ہو جائیں گے، لیکن جنگ احد میں فاطمۃ الزہراء رسول اللہ کے ساتھ گئی تھیں اور وہاں فاطمہؓ نے یہ دیکھا کہ رسول اللہ کے سر اقدس پہ، آپ کی پیشانی مبارک پہ، لوہے کا خول چبھ گیا ہے۔ اور آپؐ کے دندان شہید ہو گئے ہیں۔ جب آپ بے ہوش ہو گئے، تو فاطمہؓ بھاگی ہوئی آگے آئیں اور فاطمۃ الزہراء نے رسول اللہ کا سر اپنی گود میں رکھا، اور اپنے باپ کا سر اور چہرہ دھونا شروع کیا۔ اور فاطمہؓ اپنے والد کا چہرہ بھی دھوتی ہے، اور زار و قطار رو رو کر کہتی ہے اے پروردگار! میرے باپ نے سوائے تیرے پیغام کے..... اور پیغام تو کوئی نہیں دیا۔

سیدہ فاطمہؓ کا حضرت علیؓ سے نکاح

میرے بھائیو! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر پندرہ سال تھی، اور بعض علماء نے لکھا ہے..... کہ عمر تیرہ سال تھی۔ اور حضرت علیؓ کی عمر اکیس سال تھی۔ جب آپ کا نکاح ہوا۔

نکاح کیسے ہوا؟ میرے بھائیو! حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کس بیٹی کا نکاح جبرئیل کی وحی کے بغیر نہیں کیا۔ میں نے کسی بیوی سے رشتہ جبرئیل

کی وحی کے بغیر نہیں کیا۔ میری تمام بیٹیوں کے نکاح اللہ کی وحی سے ہوئے۔ اور خود میرے اپنے نکاح اللہ کی وحی سے ہوئے۔

میرے بھائیو! جنگ بدر پہ حضرت رقیہ فوت ہو گئیں، حضرت عثمان غنیؓ ان کی خدمت پر تھے۔ جب حضور علیہ السلام جنگ بدر سے واپس آئے..... آپ حیران ہوں گے کہ جنگ بدر کا واقعہ رمضان میں پیش آیا۔ رمضان المبارک 2 ہجری کو جنگ بدر کا واقعہ پیش آیا۔ اور جب حضورؐ مدینہ میں واپس پہنچے، تو واپس پہنچتے ہی آپ کو خبر ملی کہ حضرت رقیہ فوت ہو گئی ہیں۔ اور قبرستان میں ان کو دفن کیا جا رہا ہے، حضورؐ سیدھے قبرستان چلے گئے، تو حضرت عثمان غنیؓ حضرت رقیہ کی قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ اور پیغمبرؐ نے رو کر ہاتھ اٹھائے۔ کہ اے اللہ! رقیہ سے میں بھی راضی ہوں، تو بھی راضی ہو جا! تین مہینوں کے بعد، حضور علیہ السلام نے ام کلثوم کا رشتہ بھی حضرت عثمان سے کر دیا۔ کہ یہ جبرئیل امین کی وجہ سے ہے۔ اور علماء کہتے ہیں کہ محرم الحرام میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ حضرت علیؓ کا نکاح محرم میں ہوا۔ اس پر آپ غور فرمائیں۔ کہ ام کلثوم کا نکاح عثمان غنیؓ سے ہو چکا تھا۔ تو حضرت فاطمہ کی باری آئی۔ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خاندان نبوت میں اپنا رشتہ کرنے کے لیے، پیغام بھیجا کہ یا رسول اللہ اگر فاطمۃ الزہراء کا نکاح ہو سکے، تو مجھے بڑی خوشی ہو گی۔ عربوں کے اندر کسی کو نکاح کا پیغام دینا..... کوئی عیب نہیں تھا۔ آج کل تو یہ عیب ہے۔ آج کل تو بغیر نکاح کے کوئی بھگا کر لے جائے..... تو کوئی عیب نہیں۔ اور نکاح کا پیغام دے تو یہ عیب ہے۔ اگر بغیر نکاح کے کوئی آدمی رکھے..... تو کوئی عیب نہیں۔

مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ ہے۔ کہ جس وقت ایوب خان نے عائلی قوانین بنائے..... کہ کوئی آدمی دوسری بیوی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ تو مولانا ہزارویؒ نے ایک وزیر کے بارے میں کہا کہ اس وزیر کی دو بیویاں ہیں وہ وزیر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ پہلی بیوی میری بیوی ہے اور دوسری کے ساتھ میں

نے نکاح نہیں کیا، وہ تو بغیر نکاح کے رکھی ہوئی ہے۔ ایوب خان نے کہا..... پھر ٹھیک ہے۔ پھر کوئی بات نہیں۔ پھر تم پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا۔ یعنی نکاح میں رکھنا اور نکاح کا پیغام دینا..... اسے عیب سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلامی شریعت میں نکاح کرنا..... نکاح کا پیغام دینا..... یہ کوئی عیب نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضورؐ نے خاموشی فرمائی۔ کہ جو حکم اللہ کی طرف سے آئے گا..... وہی ہوگا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے بھی نکاح کا پیغام دیا..... حضورؐ خاموش رہے۔ جب دونوں کو کوئی جواب نہ ملا۔ تو دونوں نے کہا..... ہمیں تو کوئی جواب نہ ملا۔ چلو ہم مل کر علیؓ کے پاس چلتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ علیؓ!..... تم کیوں نہیں فاطمہ کا رشتہ مانگتے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ میں ل بیٹھ کر مشورہ کر کے، حضرت طلحہ ساتھ تھے۔ کہ حضرت علیؓ کو کہیں کہ وہ فاطمہؓ کا رشتہ مانگیں۔ انہوں نے کہا علیؓ کہاں ہے۔ تو پتہ چلا کہ علیؓ اونٹ چرانے کے لیے گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، اور حضرت طلحہؓ..... جہاں وہ اونٹ چرانے گئے تھے..... پیچھے چلے گئے۔ اور جنگل میں پہنچے..... حضرت علیؓ اونٹ چرا رہے تھے۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا علیؓ! ہم ایک بات کرنے آئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ تم فاطمہؓ کا رشتہ رسول اللہ سے کیوں نہیں مانگتے؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا میں رشتہ کیسے مانگوں؟ میرے پاس تو رشتہ کرنے کے بعد فاطمہ کو رکھنے کے لیے کوئی جگہ نہیں؟ شادی کا خرچہ کوئی نہیں، ولیمے کا خرچہ کوئی نہیں؟ کیسے رشتہ مانگوں! تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا رشتہ تم مانگو، شادی کا خرچہ ادا کرنے کے لیے ہم تیار ہیں۔

چنانچہ حضرت علیؓ رسول اللہ کے پاس اسی دن آئے۔ اور آکر کہا یا رسول اللہ! میں آپ کا مہمان بننا چاہتا ہوں۔ میں آپ کے گھر میں رہنا چاہتا ہوں۔ حضورؐ سمجھ گئے، آپ نے جواب میں یہ نہیں فرمایا..... کہ بعد میں بات کریں گے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ "اھلاً و سھلاً و مرحبا" پہلے الفاظ رشتہ دینے کیلئے جو رسول اللہ نے استعمال

کیے..... وہ یہ تھے۔ "اھلاً و سھلاً و مرحبا"

حضرت علی نے جب یہ سنا کہ "اھلاً و سھلاً و مرحبا" حضرت علیؓ واپس آ گئے۔ حضرت عمر فاروق نے پوچھا کیا ہوا۔ فرمایا تم یہ پوچھتے ہو۔ کیا ہوا، میں نے نکاح کی بات کی، رسول اللہ نے "اھلاً و سھلاً و مرحبا" کہا۔ مجھے پتہ نہیں اس کا مطلب رشتہ دینا ہے، یا نہیں دینا۔ تو حضرت عمرؓ اور ابو بکرؓ نے کہا۔ علیؓ! تجھے مبارک ہو، تیرا رشتہ منظور ہو گیا۔

اور سنو..... ابو بکرؓ اور عمرؓ کیوں کہتے ہیں علیؓ تجھے مبارک ہو؟..... اس لیے کہ ابو بکر بھی راز دار نبوت تھا، عمرؓ بھی راز دار نبوت تھا۔ جس شخص نے رشتہ مانگنے میں بھی پہل کی، رشتے کے لیے ترغیب دینے میں پہل کی..... اسے کافر کہتے ہو؟

جو علی المرتضیٰ سے کہتا ہے، نبیؐ سے رشتہ مانگو..... رشتہ مانگ لیا..... نبیؐ نے رشتہ دے دیا اور پیغمبر نے "اھلاً و سھلاً و مرحبا" کہہ کر فرمایا۔ تیرے پاس سامان خریدنے کے لیے کوئی چیز ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کوئی چیز نہیں، ایک ذرہ ہے..... ایک تلوار ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تلوار تو جنگ میں کام آئے گی، ذرہ بیچ دو۔ اب حضرت علیؓ اگلے دن زرہ بیچنے آئے، کہاں ذرہ بیچیں..... مدینہ کے بازار میں آئے۔ عثمان غنیؓ سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے پوچھا علیؓ! کہاں آئے ہو! فرمایا یہ ذرہ بیچنا چاہتا ہوں۔ کیا بات ہے! کس چیز کی ضرورت ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ذرہ بیچ دو، شاید فاطمۃ الزہراء سے شادی کی بات ہے۔ نکاح کا خرچہ کوئی نہیں..... اور سامان کا خرچہ کوئی نہیں..... مہر کا خرچہ کوئی نہیں..... حضرت عثمان نے فرمایا اس طرح کرو، یہ زرہ مجھے دے دو۔ کتنے پیسے کی ہے۔ فرمایا چار سو اسی درہم کی ذرہ ہے۔ حضرت عثمان نے چار سو اسی درہم ادا کر دیے اور زرہ لے لی۔ اور جب حضرت علیؓ چلنے لگے..... تو حضرت عثمان غنیؓ وہ زرہ بھی واپس دے دی۔ حضرت عثمان نے جب زرہ واپس دی، تو شیر خدا نے پوچھا زرہ کیوں واپس دیتے ہو، تو عثمان غنیؓ نے فرمایا، علیؓ! میں چاہتا ہوں، کہ رشتہ پیغمبر کی بیٹی کا ہو، اور خرچہ سارا عثمان غنیؓ کا ہو۔

محرم الحرام میں شادی کا مسئلہ

مسلمانو! توجہ کرو، شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ جمعرات کا دن تھا۔ تاریخ دو محرم کی تھی۔ مسلمانو! یہ کہنے والو..... کہ محرم میں شادی نہیں ہوتی۔ آؤ! فاطمۃ الزہراء کی شادی محرم میں ہوئی، دو محرم کو ہوئی..... شیعہ نے اپنی کتابوں میں لکھا کہ نہیں دو محرم کو نہیں ہوئی..... کبھی کہتے ہیں شوال میں ہوئی، کبھی کہتے ہیں ذیقعدہ میں ہوئی..... کبھی کہتے ہیں جمادی الاوّل میں ہوئی۔ لیکن آؤ! میں چیلنج کرتا ہوں..... کہ فاطمۃ الزہراء کی شادی محرم میں ہوئی اور محرم کی بھی دو تاریخ کو ہوئی اور ہوئی بھی جمعرات کے دن، اور ہوئی بھی مسجد نبویؐ کے صحن میں..... کہ پیغمبر نے جب محرم کا چاند نظر آیا..... تو حضرت بلالؓ کو بلایا، اور بلا کر فرمایا بلالؓ! فاطمہؓ کی شادی میں جمعرات کے دن صبح کے وقت مسجد نبوی میں علیؓ سے کرنا چاہتا ہوں۔ میرے دوستوں کو دعوت دے دو، میرے دوستوں کو بلاؤ۔

میرے بھائیو! کوئی رنگین کارڈ نہیں چھپوایا گیا، بلکہ پیغام بھیجنے والا، حبشے کا بلالؓ تھا۔ جس کو پیغام بھیجا، جو مہمان تھے، جو بارات کے شرکاء تھے، ان کے ناموں میں پہلا نام صدیق اکبرؓ کا تھا..... دوسرا فاروق اعظمؓ کا تھا..... تیسرا عثمان غنیؓ کا تھا..... چوتھا عبدالرحمان بن عوف کا تھا..... طلحہؓ و زبیرؓ کا تھا..... اور باقی صحابہ کا تھا۔

میرے بھائیو! یہ بائیس، تیئیس آدمی۔ مسجد نبویؐ کے صحن میں رسول اللہ نے بلائے۔ بتاؤ! آج شیعہ کہتا ہے صدیق کافر ہے۔ (نعوذ باللہ!) او چلو! صدیقؓ کا ایمان نہیں مانتے..... ساری باتوں کو چھوڑو..... یہ تو دیکھ لیتے صدیقؓ فاطمہ کے نکاح میں باراتی ہے۔ عمرؓ بھی باراتی ہے۔ طلحہؓ بھی باراتی ہے

اور جس نے شادی کرائی ہے..... وہ کافر ہے؟

جو بارات میں آیا..... وہ کافر ہے؟

جو نکاح میں گواہ بنا..... وہ کافر ہے؟

تو فاطمہ کی ڈولی علیؓ کے گھر بھیج کر دکھا۔

نکاح کے گواہ اور جہیز کا سامان لانے والے

جمعرات کا دن، دوپہر کا وقت، مسجد نبوی کا صحن۔ حضرت علیؓ موجود ہیں۔ اور صحابہ موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ! میں تیرے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر رہا ہوں، اور

بِهٰذَيْنِ الشَّهِيْدَيْن

ان دو گواہوں کی موجودگی میں کر رہا ہوں۔ کون گواہ؟ ابو بکرؓ گواہ تھا..... اور فاروق اعظمؓ گواہ تھا۔ ان دو گواہوں کی موجودگی میں، خرچہ عثمان غنیؓ دے، اور یہ بات شیعہ کی کتابوں میں بھی موجود ہے، بلکہ جلاء العیون میں موجود ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے گھر کا سارا سامان۔ جو جہیز میں پیغمبر نے دیا۔ وہ سارا سامان خرید کر گھر لانے والا..... صدیق اکبرؓ تھا۔ کیا سامان تھا؟

ایک مشکیزہ تھا..... ایک لکڑی کا پیالہ تھا..... ایک چٹائی تھی..... اور ایک موزہ تھا..... اور اسی طرح گھر کے برتن تھے، روٹی پکانے والی..... جس طرح یہ توی ہوتی ہے، لوہے کی، جس پر روٹی ڈالی جاتی ہے ایک وہ تھی۔ اور سونے کے لیے ایک بستر تھا..... جو کھجوروں کی چھال کا بھرا ہوا تھا، ایک تکیہ تھا جو کھجوروں کی چھال کا بھرا ہوا تھا۔

یہ سامان خرید کر کون لایا؟ حضرت صدیق اکبرؓ لائے، صدیق اکبرؓ سامان خرید کر لائے اور جس عورت کی شادی ہوتی ہے۔ اس عورت کو نہلایا جاتا ہے، اس کو تیار کیا جاتا ہے، اس کو خوشبودار کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔ حضرت فاطمۃ الزہراء کی شادی ہو رہی ہے، تو گھر میں نہلانے والی کون تھی؟ خوشبو لگانے والی کون تھی؟ سامان تیار کرنے والا کون تھا؟ جو جہیز کا سامان بنایا تھا..... اس کو باندھنے والا کون تھا؟ کپڑے کے جوڑے بنانے والا کون تھا؟ دو عورتیں تھیں! ایک عورت کا نام ام سلمیٰؓ تھا..... دوسری عورت کا نام عائشہ صدیقہؓ تھا۔

سامان خرید کر لانے والا..... صدیق اکبرؓ ہے۔

نکاح کی گواہی دینے والا..... صدیق اکبرؓ ہے۔
نکاح کا گواہ..... فاروق اعظمؓ ہے۔
خرچہ دینے والا..... عثمان غنیؓ ہے۔
سامان تیار کرنے والی..... عائشہ صدیقہؓ ہے۔

شیعو! ابو بکرؓ کو کہتے ہو کہ..... "اس کا ایمان شیطان کے برابر تھا۔" (نعوذ باللہ)
عمرؓ کو کہتے ہو..... وہ کافر ہو گیا تھا۔
عثمانؓ کو کہتے ہو..... بدقماش انسان تھا۔
عائشہؓ کو کہتے ہو..... منافقہ ہو گئی تھی

بتاؤ! دو محرم کو..... جمعرات کے دن..... صدیق اکبرؓ کا ایمان کیسا تھا؟
عمرؓ کا ایمان کیسا تھا؟..... عثمانؓ کا ایمان کیسا تھا؟..... عائشہؓ کا ایمان کیسا تھا؟

بارات مسجد نبوی میں آئی ہے۔ نکاح محمد مصطفیٰ ﷺ نے پڑھایا ہے۔ گواہ صدیقؓ ہے..... گواہ فاروقؓ ہے..... خرچہ عثمانؓ نے کیا ہے..... اور جہیز کا سامان عائشہؓ نے تیار کیا ہے..... تو فاطمۃ الزہراء کو..... علیؓ کے ساتھ بھیج کر، ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بغیر دکھا تو سہی!!

توجہ کریں۔ دوپہر کا وقت ہے، نکاح ہو چکا ہے، پیغمبر علیہ السلام نے چھوارے تقسیم کرائے..... حضرت علیؓ نے چھوارے بانٹے..... پوری محفل میں بانٹے..... چھوارے بانٹنا شادی میں..... یہ پیغمبر کی سنت ہے۔ چھوارے بانٹے گئے، خوشبو لگائی گئی۔ حضرت علی المرتضی کی شادی ہے، کوئی معمولی شادی نہیں۔ تیری بیٹی کی شادی ہوتی ہے، تیرے بیٹے کی شادی ہوتی ہے، تیرا بیٹا کہتا ہے..... کہ جہیز میں کار بھی ہونی چاہیے۔ جہیز میں پلاٹ بھی ہونا چاہیے۔ جہیز میں بینک بیلنس بھی ہونا چاہیے۔ ہوٹل میں شادی ہو..... کسی بڑے شادی ہال میں شادی ہو..... لیکن۔ ساری کائنات کے سردار کی بیٹی کی شادی ہے ساری کائنات کی عورتوں کی سردار کی شادی ہے، اس کو دیکھو۔ کہاں شادی ہوئی؟ مسجد نبویؐ میں شادی ہوئی۔ کتنی سادگی سے شادی ہوئی۔

ایک دو جوڑے کپڑے ہیں..... ایک مشکیزہ ہے۔

تھوڑا سا سامان روٹی پکانے کا ہے..... ایک چٹائی ہے..... ایک بڑی چادر ہے۔

یہ سامان ہے، فاطمۃ الزہراء کو خوشبو لگائی گئی ہے، نماز عصر کا وقت ہے، جب رخصتی کا وقت آیا..... مسلمانو! اس کیفیت پر غور کرو۔ کہ فاطمہؓ کے کپڑوں کو خوشبو لگائی گئی ہے، اچھے کپڑے پہنائے گئے ہیں۔ اب بارات رخصت ہونے لگی ہے۔ دولہا..... حضرت علی المرتضیٰ فاطمۃ الزہراء کو لے جانے کے لیے آئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی لونڈی ام ایمن سے کہا..... کہ تم فاطمہ کے ساتھ جاؤ گی، اور غلام ابو رافع سے کہا..... کہ تم سامان اٹھا کر لے جاؤ گے۔ اور مکان کون سا تھا؟ یہ بھی یاد رکھیں..... کہ پیغمبر کے پڑوس میں ایک مکان تھا، وہ مکان خالی نہیں ہو رہا تھا..... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکان کہاں سے لایا جائے، شیر خدا کے پاس تو مکان کوئی نہیں تھا، ٹھہرایا کہاں جائے..... حضور علیہ السلام سے ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ! آپ حارثہ بن نعمان سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ مکان دے دے۔ حضورؐ نے فرمایا حارثہ نے پہلے بھی دو تین مکان مجھے دیے ہیں۔ مجھے شرم آتی ہے کہ میں دوبارہ اس سے مکان مانگوں! تو یہ بات..... حارثہ کو پتہ چلا۔ حارثہ بھاگا ہوا آیا، کہنے لگا یا رسول اللہ! بیٹی آپ کی ہو، میرا مکان حاضر ہے، میرا مکان نہیں، میری جان بھی تیرے قدموں کے لیے حاضر ہے۔ مکان کی بات ہے۔ یا رسول اللہ! یہ چابیاں لایا ہوں، فاطمہؓ کیلئے جتنے مکان چاہئیں..... اے محمد! تیرے قدموں کیلئے حاضر ہیں۔

حضورؐ کا سیدہ سے پیار

حارثہ بن نعمان کا مکان حضرت علیؓ کی شادی کیلئے خالی ہو گیا۔ اور وہ مکان کہاں تھا؟ پیغمبر کے مکان کے قریب تھا۔ حضورؐ فرماتے تھے لوگو! فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ فاطمہ سے مجھے بڑی محبت ہے، میں ایسی جگہ پہ فاطمہ کو بٹھانا چاہتا ہوں کہ میں جس وقت نماز کے لیے جاؤں..... تو فاطمہ کے گھر سے ہو کر جاؤں۔ میں واپس آؤں تو فاطمہ کے گھر سے ہو کر آؤں۔ میں فاطمہؓ سے بہت پیار کرتا ہوں، میں خدیجۃ الکبریٰ

کی وفات کو فراموش نہیں کر سکتا۔

مسلمانو! حضرت فاطمۃ الزہراء نماز عصر کے بعد حضرت علیؓ کے [illegible] رخصت کر دی گئیں۔ ساتھ جانے والی ام ایمن ہیں اور ابو رافع غلام گھر میں [illegible] پیغمبر کے پہلو میں وہ گھر تھا، نبیؐ کے قرب میں گھر تھا۔ گھر چلے گئے، تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ گھر تشریف لے گئے اور جا کر حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے علیؓ! میں نے اپنے جگر کا ٹکڑا تیری جھولی میں رکھا ہے، اے علیؓ! دیکھنا! فاطمہ کا خیال رکھا، اور فاطمہ الزہراء سے کہا فاطمہ! میں نے تیرا نکاح اپنے خاندان کے اس شخص سے کیا ہے کہ جس کا علم پہاڑوں سے بھی اونچا ہے۔ جس کا علم بلندیوں سے بھی بلند ہے۔

شیعہ کی طرف سے سیدہؓ کی گستاخی

میرے بھائیو! حضور علیہ السلام واپس تشریف لائے، ایسے موقع پر جب کہ پیغمبرؐ نے حضرت فاطمہ کی شادی کر دی، اسی شب زفاف پر اگر کوئی شخص حضرت فاطمہؓ کی توہین کرے..... تو وہ فاطمہ کی محبت کا اظہار کر سکتا ہے؟ نہیں! اگر کوئی ایسے وقت میں کوئی بے غیرتی کی بات کرے..... تو اسے برداشت کیا جا سکتا ہے؟ نہیں! یہ میرے پاس ایک کتاب ہے "جلاء العیون" یہ شیعہ کی کتاب ہے، اس کتاب کے لکھنے والے کا نام "ملا باقر مجلسی" ہے اس کتاب کے ۱۷۹ صفحے پر..... یہ ملعون کفر بکتا ہے..... یہ بدمعاشی کرتا ہے، یہ فاطمۃ الزہراء اور حضرت علیؓ کو گالی دیتا ہے۔

مسلمانو! اتنی بڑی گالی کوئی کسی کو نہیں دے سکتا۔ اتنی بڑی گستاخی کوئی کسی کی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کتنا بڑا ہی دشمن ہو..... اس ملعون نے ۱۷۹ صفحے پر جلاء العیون پہلی جلد میں کہا۔ یہ فارسی کی کتاب ہے۔ میں ترجمہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ کہ جس وقت حضرت فاطمہ اور حضرت علیؓ اپنے گھر میں تھے، نماز عشاء کے کافی دیر بعد رسول اللہ ان کے گھر میں گئے، اور حضورؐ نے فرمایا اے فاطمہ! اے علیؓ! ایک بستر پہ لیٹ جاؤ۔ فاطمہؓ اور علیؓ ایک بستر پر لیٹ گئے اور لیٹنے کے بعد حضور علیہ السلام نے حضرت علیؓ کی ٹانگوں کو سیدھا کیا اور اس کے بعد (یہ ملعون کہتا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا علیؓ! جب

تک میں نہ آؤں کام شروع نہ کرنا۔

مسلمانو! اس تحریر کے بعد میں مان لوں..... کہ شیعہ کا فاطمۃ الزہراء سے کوئی تعلق ہے۔ میں مان لوں؟..... یا شیعہ کا شیر خدا سے کوئی تعلق ہے؟..... میں مان لوں..... نہیں! شیعہ علیؓ کا نام لیتا ہے..... ابو بکرؓ کو گالی دینے کے لیے۔

شیعہ علیؓ کا نام لیتا ہے..... ابو بکرؓ کو گالی دینے کیلئے

شیعہ علیؓ کا نام لیتا ہے..... عمرؓ کو کافر کہنے کیلئے

شیعہ! اس بد معاشی کے بعد..... یہ بد معاشی ہے جو آج پوری دنیا میں کوئی شخص اپنی بیٹی کے لیے نہیں کر سکتا۔ ہائے! جوان لڑکی ہے۔ آج شادی ہوئی ہے اور حقیقی باپ اس کے پاس اس شب زفاف میں، اس کے بستر پر جا کر یہ لفظ بول سکتا ہے، بتاؤ پوری دنیا میں کوئی شخص بات کی تائید نہیں کر سکتا..... جو اس بد معاش نے پیغمبرؐ پر الزام لگا کر کی ہے۔ یہ کتاب ایران سے چھپی ہے..... خمینی کے پیسے سے چھپی..... خمینی کی دولت سے چھپی..... پوری دُنیا میں اسے تقسیم کیا گیا اردو زبان میں چھپی..... فارسی میں چھپی..... عربی میں چھپی..... کئی اور زبانوں میں چھپی.....

مسلمانو! میں اپنی مصلحتوں کو دیکھوں..... یا محمدؐ کی بیٹی کی آبرو کو دیکھوں؟

میں اپنی مجبوریوں کو دیکھوں..... یا رسول اللہ کی عزت کو دیکھوں؟

میں اپنی حکمتوں کو دیکھوں..... یا رسول اللہ کی آبرو کو دیکھوں؟

میری چودھراہٹ..... میری عزت..... میری آبرو..... میرا وقار..... ابو بکرؓ..... عمرؓ..... کی عزت سے وابستہ ہے۔ اور میری ساری عزت محمدؐ کے پاؤں کی جوتی پر قربان ہو۔

مجھے یہ بتاؤ کہ آج امریکہ میں، برطانیہ میں..... فرانس میں..... کتنی بے حیائی ہے نہ زنا کا پتہ ہے، نہ ان کو کسی اور بد معاشی کا فرق ہے۔ لیکن کوئی دنیا کا یہودی، کوئی دنیا کا عیسائی..... کوئی دنیا کا سکھ..... کوئی دنیا کا کافر..... یہ تحریر نہیں کر سکتا..... کہ اپنی بیٹی کی شادی کر کے، اپنے داماد کی ٹانگوں کو سیدھا کرے، اور سیدھا کر کے کہے۔ "جب

تک میں نہ آؤں یہ کام نہ کرنا!"

میری زبان لرزتی ہے، میرا دماغ ماؤف ہو چکا ہے..... میں پاگل ہونا چاہتا ہوں۔ کہ اس تحریر کے بعد، اس بدمعاشی کے بعد..... میں کیسے زندہ؟..... تو کیسے زندہ..... پیرو

مولویو..... چوہدریو..... زمینداروں.....

محمدؐ کی آبرو کو خطرہ..... تجھے کوئی خطرہ نہیں،

ابو بکرؓ کی بیٹی کو خطرہ.....؟ نبیؐ کی بیٹی کو خطرہ.....؟ علیؓ کی بیوی کو خطرہ..... تجھے کوئی خطرہ نہیں۔

کب اٹھے گا..... کب جاگے گا..... کب سر پہ کفن باندھ کر اس کفر کے خلاف سپاہ صحابہ کا ساتھ دے گا؟

مسلمانو! خاندان نبوت کے لیے..... نبیؐ کی بیٹی کیلئے..... پیغمبرؐ کے داماد کے لیے..... ان لفظوں کے بعد شیعہ کے کفر میں کوئی شک ہے؟ نہیں! شیعہ علیؓ کو مانتا ہے؟ نہیں! شیعہ فاطمۃ الزہراء کو مانتا ہے؟ نہیں! شیعہ نبیؐ کو مانتا ہے؟ نہیں!

کیسے مانتا ہے؟..... اتنی بڑی بے غیرتی والی بات! جتنی مرضی کوئی کسی کو گالیاں دے، او ظالمو! یہ لفظ تو کبھی کسی نے نہیں کہا۔ او پیغمبرؐ کو دیکھو، رسول اللہ کو دیکھو، وہ نبیؐ..... جو حیاء کا پیکر ہے۔ وہ نبیؐ..... جو حیاء کا تاجدار ہے۔ اس نبیؐ کے بارے میں یہ لفظ..... یہ تحریر کیے جائیں کتابیں چھپ جائیں؟

سیدہؓ کی سخاوت اور مشقت

فاطمۃ الزہراء..... علی المرتضیٰؓ کے گھر آئیں..... سخاوت کا کیا عالم تھا..... کیسی سخاوت تھی! ایک آدمی نے آکر مسئلہ پوچھا کہ چالیس اونٹوں پر کتنی زکوٰۃ ہے۔ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ زکوٰۃ میں ایک اونٹ دو گے، چالیس اونٹوں پر۔ لیکن اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں..... تو میں تو سارے خیرات کر دوں۔

کھانے کو کچھ نہیں ہوتا تھا..... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اتنی

بے بسی تھی، اتنی بے چارگی تھی، اور اتنی خراب معاشی حالت تھی..... کہ ہمارے پاس ایک ایسا وقت آیا..... کہ کئی کئی دن گزر جاتے..... گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا، کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا۔ اور بستر گھر میں نہیں تھا۔ ایک چمڑا تھا۔ چمڑے کا ایک مصلی تھا۔ اس مصلے پر رات کو ہم سوتے تھے۔ اور صبح کو اسی مصلے پر اپنے جانور کو چارہ ڈالتے تھے۔ غربت کا یہ عالم تھا۔ پریشانی کا یہ عالم تھا..... اور حضرت فاطمہؓ چکی پیستی تھیں، علیؓ فرماتے ہیں، میں نے فاطمہؓ سے زیادہ صابر عورت نہیں دیکھی کہ میں جب گھر میں داخل ہوتا۔ تو دیکھتا فاطمہ چکی پیستی ہے، اللہ کا قرآن پڑھتی ہے۔

عید کے دن حسنؓ و حسینؓ نے کہا امی جان! ہمارے پاس تو کپڑے کوئی نہیں۔ اور سارے شہر میں لوگوں نے اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ فاطمۃ الزہراء کی آنکھوں میں آنسو نکل آئے۔ دُنیا کا سب سے بڑا سردار پیغمبر..... باپ ہے، لیکن فاطمہ کے گھر میں بچوں کو کپڑے دینے کے لیے عید کے دن بھی کوئی پیسہ نہیں اور فاطمہ الزہراء سے بچوں نے کہا اماں! کپڑا کوئی نہیں۔ میلے کپڑے ہیں۔ کوئی اچھا کپڑا ہوتا۔ فاطمہؓ مصلے پر سجدہ ریز ہو گئیں اور اللہ کے سامنے درخواست کی کہ اے اللہ! تیرے سوا خاندان نبوت کے گھر میں آج کوئی مدد کرنے والا نہیں۔ چند لمحے گزرے۔ ایک آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا، اور اماں نے دروازہ کھولا۔ اس نے کہا یہ کچھ کپڑے لایا ہوں، جب وہ کپڑے کی پوٹلی کھولی تو اس کے اندر سے بڑے خوبصورت کپڑے تھے۔ فاطمۃ الزہراء یہ کپڑے لے کر رسول اللہ کے پاس گئیں۔ کہ ابا جان! میں نے دعا مانگی تھی، اور یہ کپڑے آئے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا بیٹی تجھے مبارک ہو! یہ تو جنت کا لباس ہے۔

فاطمۃ الزہراء سے نبیؐ کو کتنی محبت تھی، کتنا پیار تھا۔ مسجد کے لیے نبیؐ جاتے ہیں، حضرت فاطمہؓ کے گھر جاتے ہیں۔ ایک دن حضورؐ تشریف لائے۔ فاطمۃ الزہراء سو رہی ہیں۔ اور حضرت حسنؓ جاگ رہے ہیں، اور رو رہے ہیں۔ حضرت حسنؓ کے قریب پیغمبرؐ آئے اور پیار کیا، اور محسوس یہ کیا کہ یہ بھوک سے روتا ہے۔ بکری صحن میں کھڑی تھی، پیغمبرؐ دودھ دوہنے لگے، دودھ برتن میں ڈالا، فاطمہ سوئی ہوئی ہے،

پیغمبر نے دودھ برتن میں نکال کر حضرت حسنؓ کو پلایا۔ اور دودھ پلا کر لٹا دیا۔ اس کو تھپکی دیتے رہے اور دنیا کو بتا دیا کہ لوگو! فاطمہ سے مجھے بڑی محبت ہے اور جو اس کے بچے ہیں، ان سے بھی بڑی محبت ہے۔

ایک دن رسول اللہؐ نے دیکھا حسینؓ گھر میں رو رہے ہیں، حضورؐ گھر کے قریب سے گزرے۔ اندر سے حسینؓ کے رونے کی آواز آئی۔ پیغمبرؐ جلدی جلدی داخل ہو گئے اور فرمایا فاطمہؓ! حسینؓ کو کیوں رلاتی ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا یا رسول اللہ کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ حسین روتا ہے۔ حضورؐ نے کھانے کو کچھ سامان دیا اور فرمایا فاطمہؓ! حسینؓ کو نہ رلایا کر، جب حسین روتا ہے..... محمدؐ کا دل دکھتا ہے۔

نبیؐ کے نواسوں سے صرف نبیؐ کو محبت نہیں تھی..... صدیق اکبرؓ کو بھی محبت تھی۔ حضرت علیؓ کے ہاتھوں میں حضرت حسنؓ ہیں۔ مدینہ کی گلیوں سے گزر رہے ہیں۔ تو صدیق اکبرؓ نے جلدی جلدی آگے بڑھ کر حسنؓ کو لے لیا۔ ہاتھوں میں لیا، اور ہاتھوں میں لے کر فرمایا علیؓ! یہ بچہ کس کا ہے! تو شیر خدا نے فرمایا یہ میرا بچہ ہے۔ تو حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا یہ تیرا بچہ نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میرا بیٹا ہے۔ صدیق اکبرؓ نے کہا تیرا بیٹا نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میرا بیٹا ہے۔ صدیق اکبرؓ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا نہیں۔ تو حضرت علیؓ نے جوش میں کہا خدا کی قسم! میرا بیٹا ہے تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا یاد رکھو۔

ابنٌ لعلي شِبهاً لنَبِيّ

بیٹا علیؓ کا ہے..... چہرہ مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔

(نعرے) میرا حسینؓ ، تیرا حسینؓ ..... واہ حسینؓ! واہ حسینؓ!

پیارا حسینؓ، پیارا حسینؓ ..... واہ حسینؓ ! واہ حسینؓ!

سنیوں کی آنکھوں کا تارا حسینؓ ..... پیارا حسینؓ، پیارا حسینؓ

نبیؐ کے نواسے بے مثال ہیں۔ شیعہ کا تعلق نہ فاطمۃ الزہراء سے ہے، نہ شیر خدا سے ہے، نہ نواسۂ رسول سے ہے۔ ان کی محبت کسی موڑ پر نظر آتی ہے؟..... نہیں!

فاطمۃ الزہراءؓ..... حضور علیہ السلام کی وفات سے پہلے بھی غربت کا عالم تھا۔ وفات کے بعد بھی غربت کا عالم تھا۔ کتابوں میں موجود ہے..... کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا، حضرت فاطمہ حضورؐ کے سرہانے بیٹھی تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں تھوڑی دیر گزری میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ فاطمہؓ کے کان میں کچھ فرمارہے ہیں۔ تو فاطمہ رونے لگی، تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ فاطمہؓ مسکرانے لگی۔ فاطمۃ الزہراء سے حضرت عائشہ نے پوچھا فاطمہ! تیرے والد نے کیا کہا تھا؟ تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا میں اپنے والد کا راز فاش نہیں کروں گی۔ لیکن جب رسول اللہ دُنیا سے چلے گئے، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا فاطمہؓ! تجھے رسول اللہؐ نے نہیں فرمایا تھا..... کہ میرے بعد عائشہ کا احترام ضرور کرنا۔ عائشہ کی بات ضرور ماننا۔ میں تجھے اپنے ماں ہونے کا واسطہ دے کر کہتی ہوں..... بتا تیرے والد نے تیرے کان میں کیا کہا..... تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا میرے والد نے میرے کان میں کہا تھا..... کہ جس بیماری میں مبتلا ہوں..... اسی بیماری میں میں دنیا سے چلا جاؤں گا، ہر سال جبرئیل ایک بار میرے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتا تھا، لیکن اس سال دو مرتبہ دور کیا ہے۔ اس لیے میرے دل میں یقین ہو چکا ہے۔ کہ میں محمدؐ دنیا سے جانے والا ہوں۔ جب یہ بات سنی..... تو میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اور حضورؐ نے فرمایا فاطمہؓ کیوں روتی ہے میرے خاندان میں سب سے پہلے جو میرے پاس پہنچے گا..... وہ تو ہو گی، تو میں مسکرائی۔

سیدہ عائشہؓ اور سیدہ فاطمہؓ کا مکالمہ

میرے بھائیو! حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کا مکالمہ ہوا۔ جس کا ذکر مولانا رومؒ نے بھی کیا۔ کہ فاطمۃ الزہراء نے فرمایا..... میں نبیؐ کے جگر کا ٹکڑا ہوں۔ میرا مرتبہ زیادہ ہے۔

عائشہؓ نے فرمایا فاطمہ! میں ماں ہوں..... تو بیٹی ہے۔

فاطمہؓ نے فرمایا میں محمدؐ کے جگر کا ٹکڑا ہوں..... تو صدیق اکبرؓ کے جگر کا ٹکڑا ہے۔

تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا فاطمہؓ! میں اور باتیں نہیں جانتی، حضورؐ نے فرمایا کہ ہر عورت قیامت کے دن اپنے خاوند کے ساتھ جنت میں جائے گی، جب قیامت کا دن ہوگا..... تیری انگلی علیؓ کے ہاتھ میں ہوگی، میری انگلی مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ میں ہوگی۔

سیدہ کی فیاضی کے واقعات

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ساری کتابوں میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ بہت فیاض تھیں۔ بہت سخی تھیں، جو سامان آتا..... فوراً تقسیم کر دیتیں۔ اپنے لیے کچھ بھی نہ بچتا۔ نہ زیور بچتا، نہ کوئی سامان بچتا۔ جو سامان کسی کے گھر سے آیا..... تقسیم ہو گیا۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کئی دنوں سے بھوکی ہیں۔ گھر میں کھانے کیلئے کچھ نہیں۔ کھانے کا وقت آیا..... تو کسی کے گھر سے کھانے کا کچھ سامان آیا۔ حضرت فاطمہ لقمہ توڑنے لگیں..... تو دروازہ کھٹکھٹا۔ ایک سائل آیا۔ تو فاطمۃ الزہراء نے سارا سامان اس سائل کو دے دیا۔ خود پھر بھوکی ہیں۔ یہ نبیؐ کا خاندان ہے۔

سیدہ کی بیماری میں تیمارداری

میرے بھائیو! حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جب بیمار ہوئیں۔ تو تیمار داری کرنے کون آیا؟ فاطمہ بیمار ہیں..... فاطمہ کب سے بیمار ہوئیں؟..... رسول اللہ کی وفات کے بعد سے بیمار ہوئیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ فاطمۃ الزہراء نے اپنے ماتھے پر ایک پٹی باندھی تھی نبیؐ کی وفات کے بعد جو فاطمہ کی وفات کے دن تک بندھی ہوئی تھی۔

وفاتِ حسرت آیات

فاطمۃ الزہراء ایک ایسا پھول تھا..... جو مہکتا تھا..... حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ

سخت بیماری میں، میں بستر کے قریب بیٹھتا اور دباتا..... اور ان کے ماتھے پہ سخت بخار کی وجہ سے گیلا کپڑا لگاتا، مجھے نیند آجاتی۔ جب آدھی رات گزرتی۔ اچانک میری آنکھ کھلتی..... تو میں کیا دیکھتا..... فاطمہ مصلے پر رو رہی ہیں۔ میں خدمت کرتا اٹھتا، لیکن فاطمہ روتی رہتی، روتے ہوئے وقت گزار دیتیں۔

فاطمۃ الزہراء نے بیماری کے وقت حضرت علیؓ سے فرمایا، اس وقت اسماء بنت عمیس بھی ان کے پاس تھیں۔ اسماء بنت عمیسؓ صدیق اکبرؓ کی بیوی تھیں۔ فاطمہ کے سرہانے بیٹھی تھیں۔ فاطمۃ الزہراء نے فرمایا علیؓ! میں جب فوت ہو جاؤں..... تو میرا جنازہ رات کے وقت اٹھانا، حضرت علیؓ نے فرمایا فاطمہؓ! تیرا جنازہ دن کو اٹھائیں گے۔ تو دیساتوں کے لوگ بھی تیرے جنازے میں آکر شریک ہو جائیں گے۔ تو فاطمہؓ نے فرمایا کہ علیؓ! میں وہ عورت ہوں..... کہ جس کے چہرے کو یا مصطفےٰ ﷺ نے دیکھا ہے، یا مرتضیٰ نے دیکھا ہے۔ میں چاہتی ہوں، میں مر جاؤں..... میرے کفن پہ بھی غیر کی نظر نہ پڑے۔

آج فاطمۃ الزہراء کا نام لے کر شیعہ عورتیں بازاروں میں بے پردہ پھریں، نام فاطمۃ الزہراء کا لیں..... تمہارا فاطمۃ الزہراء سے کیا تعلق؟

فاطمۃ الزہراء دُنیا سے رخصت ہو گئیں، لیکن رخصتی سے پہلے، وفات سے پہلے، فاطمہ کے سرہانے جو عورت بیٹھی تھی، دوائی دیتی رہی، تیمارداری کرتی رہی، اس عورت کا نام اسماء بنت عمیس ہے، وہ صدیق اکبرؓ کی بیوی ہے۔ صدیق اکبرؓ کی بیوی فاطمۃ الزہراء کی تیمارداری کرتی رہیں، فاطمۃ الزہراء فوت ہو گئیں۔ حضرت فاطمہ نماز مغرب کے بعد فوت ہوئی ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں۔ ۲۹ سال کی عمر میں فوت ہوئی ہیں۔ اور تین رمضان المبارک کو فوت ہوئی ہیں۔ اور جس رات فوت ہوئی ہیں اسی رات آدھی رات کو حضرت فاطمۃ الزہراء کو دفن کر دیا گیا۔ اور ان کا جنازہ رات ہی کو پڑھایا گیا۔

غسل کس نے دیا؟ جنازہ کس نے پڑھایا؟

میرے بھائیو! جنازہ تیار کرنے والا کون تھا؟ فاطمہ جب فوت ہو گئیں۔ تو ان کو غسل دینے کا وقت آیا۔ شیعہ یہ کہتے ہیں کہ ان کو غسل نہیں دیا گیا، اس لیے کہ وفات سے پہلے انہوں نے خود غسل کر لیا تھا، اور اپنی لونڈی ام ایمن سے کہا تھا، مجھے بعد میں غسل نہ دینا۔ لیکن علماء کہتے ہیں کہ غسل دینا شرعی عمل ہے۔ اس لیے غسل فاطمۃ الزہراء کو وفات کے بعد بھی دیا گیا۔ خوشبو لگائی گئی..... غسل دیا گیا..... اور غسل دینے والی عورت صدیق اکبر کی بیوی اسماء بنت عمیس ہے۔ صدیق اکبرؓ کی بیوی نے فاطمہ کی تیمار داری کی، صدیق اکبرؓ کی بیوی نے فاطمہ کو غسل دیا، صدیق کی بیوی نے فاطمہ کا جنازہ تیار کیا۔ اور جب جنازہ تیار کر کے مسجد نبوی میں رکھا گیا..... تو مسجد نبوی میں سارے صحابہ موجود تھے، حضرت ابو بکر نے فرمایا علیؓ! بیٹی پیغمبر کی ہے۔ بیوی آپ کی ہے، جنازہ آپ پڑھائیں۔ تو حضرت علیؓ نے جو جواب دیا، وہ شیعہ کی کتاب "کشف الغمہ" میں، اور مسلمانوں کی کتاب "کنز العمال" میں موجود ہے، کہ حضرت علیؓ نے فرمایا، "اے جانشین پیغمبر! میں فاطمہ کا جنازہ کیسے پڑھاؤں، میرے کانوں میں نبیؐ کا فرمان گونجتا ہے، حضورؐ نے فرمایا تھا۔

لَاینبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْھِمْ اَبَابَکْرٍ اَنْ یُؤَمَّھُمْ غَیْرُہ

جس قوم میں ابو بکرؓ موجود ہوں، کسی اور کے لیے جائز نہیں کہ مصلے پر کھڑا ہو، چنانچہ صدیق اکبرؓ نے فاطمۃ الزہرا کا جنازہ پڑھایا۔ بعض علماء نے لکھا کہ حضرت فاطمۃ الزہرا کا جنازہ حضرت عباسؓ نے پڑھایا، بعض روایتوں میں ہے۔ حضرت علیؓ نے پڑھایا۔

لیکن "کنز العمال" میں "طبقات ابن سعد" میں اور اسی طرح "رحماء بینھم" میں "بنات اربع" میں، اور چالیس کتابوں میں ہے کہ فاطمۃ الزہراء کا جنازہ صدیق اکبرؓ نے پڑھایا۔ کیوں؟ کہ صحابہ کرامؓ کا یہ معمول تھا کہ سلطان وقت، اور امیر وقت کے بغیر کوئی شخص مصلے پر نہیں آسکتا تھا۔

جیسے حضرت فاروق اعظمؓ کے دور میں حضرت عباس فوت ہوئے.....

حضرت حسینؓ موجود تھے، حضرت علیؓ موجود تھے، لیکن جنازہ حضرت عمر فاروقؓ نے پڑھایا۔

حضرت عثمانؓ کے دور میں حضرت نوفل بن عبد المطلب..... جو حضرت عباسؓ کے بھائی ہیں..... وہ فوت ہوئے..... ان کا جنازہ حضرت علیؓ نے نہیں پڑھایا..... ان کا جنازہ عثمان غنیؓ نے پڑھایا۔ جو وقت کا امیر ہو..... اس کے علاوہ کوئی مصلے پر نہیں آ سکتا۔

باغ فدک کی کہانی

شیعہ کا سب سے بڑا اعتراض ہے، وہ کہتے ہیں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صدیق اکبرؓ سے باغ فدک کا حصہ مانگا..... کہ مجھے حصہ دو۔ یہ نبیؐ کا باغ ہے۔ صدیق اکبرؓ نے حصہ نہیں دیا..... فاطمہ ناراض ہو گئیں۔ مجھے یہ بتاؤ! اگر فاطمۃ الزہراء نے حصہ مانگا تھا..... تو صدیق اکبرؓ نے جواب کیا دیا؟ یہ تو بتاؤ، اگر حصہ مانگا تھا۔ تو صدیق اکبرؓ نے یہ فرمایا تھا کہ جتنا بھی مال ہے، یہ فدک کا جو مال ہے، یہ فئے کا مال ہے..... فئے..... اس مال کو کہتے ہیں، کہ جو بیت المال کا حصہ ہے..... بیت المال کا حق ہے، کہ جو مملکت سے آمدنی کے طور پر حاصل ہوتا ہے۔ اسی بیت المال کے حق سے وظیفے دیے جاتے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ اور خاندان نبوت کو اسی مال سے پہلے سے وظیفہ ملتا تھا۔ شیعہ کہتے ہیں بی بی نے حق مانگا، صدیقؓ نے حق نہیں دیا۔ ابو بکرؓ نے کیا جواب دیا؟..... ابو بکرؓ نے فرمایا فاطمہؓ! میں باغ فدک کا حصہ کیسے دوں..... کہ پیغمبرؐ نے فرمایا تھا..... انبیاء کا مال وراثت نہیں ہوتا۔ اب جو مال نبیؐ کے پاس ہے..... نبیؐ چونکہ پوری امت کا باپ ہوتا ہے۔ اس لیے اس مال میں پوری امت کا حق ہے، وہ بیت المال کا حصہ ہے۔ وہ صدقہ ہے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ صدیق اکبرؓ نے فاطمہؓ کو حصہ نہیں دیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ اگر فاطمۃ الزہراء کا یہ حصہ بنتا تھا اور حصہ ضروری تھا..... تو یہ بتایا جائے، کہ جو بیٹیاں پیغمبر کی اور موجود تھیں، ان کو وظیفہ کہاں سے ملتا؟ ان کو وظیفہ کون دیتا؟

اگر ابو بکرؓ نے حصہ نہیں دیا، تو فاطمہؓ کی وفات کے بعد ان کی اولاد زندہ تھی..... وہ اپنی ماں کا حصہ وصول کر لیتی۔

حضرت عمرؓ سے حصہ لے لیتی۔

حضرت عمرؓ نے حصہ نہیں دیا۔ تو عثمان غنیؓ سے حصہ مانگ لیتی۔

حضرت عثمان غنیؓ نے حصہ نہیں دیا..... تو جب حضرت علیؓ خود خلیفہ بنے، تو خود وہ حصہ وصول کر کے اپنے بیٹوں کو دے دیتے۔

لیکن اگر حضرت علی المرتضیٰ نے وہی عمل کیا..... وہی کام کیا..... جو صدیق اکبرؓ نے کیا..... کہ صدیقؓ نے وہ مال بیت المال کے حصے میں دے دیا، عمرؓ نے بیت المال کو دے دیا۔ عثمان غنیؓ نے بیت المال میں دے دیا۔ اور حضرت علی المرتضیٰؓ نے اسی پر عمل کیا۔ تو صدیقؓ کا کون سا قصور ہے؟

حق بنتا تھا..... تو حضرت فاطمہ کی اولاد حضرت علیؓ سے اپنا حق لے لیتی۔ اگر علیؓ نے صدیقؓ کا فیصلہ مان لیا..... تو شیعو! تم چودہ سو سال سے کیوں بھونکتے ہو۔ یہ کوئی سوال نہیں! کہتے ہیں جی فاطمۃ الزہراء کو نعوذ باللہ صدیق اکبرؓ نے دھکا دیا تھا..... جس سے ان کا حمل ساقط ہو گیا تھا..... اتنا بڑا ظلم..... اتنا بڑا بہتان، دھکا دیا تھا۔ حضور علیہ السلام کی مسند پر صدیق اکبر بیٹھے، دو سال تین مہینے دس دن تک بیٹھے رہے، یہ بتاؤ، تو حضرت علی المرتضیٰ نے صدیق اکبرؓ نے پیچھے نمازیں پڑھیں یا نہیں پڑھیں؟..... پڑھیں۔ اور فاطمۃ الزہراء کا جب جنازہ صدیق اکبرؓ نے پڑھایا..... علیؓ نے پیچھے پڑھا یا نہیں پڑھا؟

حسینؓ نے پڑھا..... کہ نہیں پڑھا؟؟

حسنؓ نے پڑھا..... کہ نہیں پڑھا؟؟

یہ تو بتاؤ..... میری ماں کو کوئی دھکا دے..... میں تو ساری زندگی اس کی شکل نہ دیکھوں، اور دھکا فاطمہؓ کو دیا تھا..... حسینؓ نے پیچھے جنازہ کیوں پڑھا تھا؟

دھکا فاطمہ کو دیا تھا..... حسنؓ نے اسی صدیقؓ کو مصلے پہ کیوں کھڑا کیا تھا؟

پھر دو سال تین مہینے دس دن تک اسی صدیق اکبرؓ کے پیچھے علیؓ اور حسینؓ اور حسنؓ نے نماز کیوں پڑھی تھی؟؟

شیعو! نہ تمہارا فاطمہ سے تعلق ہے..... نہ علیؓ سے تعلق ہے..... نہ حسینؓ سے تعلق ہے..... نہ حسنؓ سے تعلق ہے! اس لیے کہ:

فاطمہؓ کو غسل دینے والی..... صدیق کی بیوی

فاطمہؓ کو کفن پہنانے والی..... صدیق کی بیوی

فاطمہؓ کا جنازہ پڑھانے والا..... صدیق اکبرؓ

تم صدیقؓ کو گالی دو دو گے..... تو بتاؤ فاطمہ کے جنازے کا کیا بنے گا؟

علیؓ کی نمازوں کا کیا بنے گا؟..... حسینؓ کی اقتداء کا کیا بنے گا؟

تمہارا تعلق نہ صدیقؓ سے ہے، نہ علیؓ سے ہے۔

سپاہ صحابہ شیعہ کی علیؓ اور اور فاطمہؓ دشمنی کو اجاگر کر کے پوری امت کو اس دجل سے پردہ اٹھانے پر مجبور کرے گی۔ انشاء اللہ ہم نے وزیر اعظم اور صدر کے سامنے شیعہ کا پورا لٹریچر پیش کر دیا۔ اور وہ وقت قریب ہے، شیعو! آج چوکوں اور سڑکوں پر لوگ تجھے کافر کہتے ہیں۔

وہ وقت آئے گا..... کہ پارلیمنٹ بھی تمہیں کافر کہے گی۔

وہ وقت آئے گا..... کہ ہائی کورٹ بھی تمہیں کافر کہے گا۔

وہ وقت آئے گا..... پاکستان کا ڈی سی۔ ایس پی۔ ہر ادارے کا چیئرمین تمہیں کافر کہے گا۔

ہم نے وزیر اعظم کے سامنے وہ کتابیں ایک سال پہلے پیش کیں۔ لیکن بڑا افسوس ہے، کہ آج تک ان کتابوں پر کوئی عمل نہیں ہوا..... اس لٹریچر کو ضبط نہیں کیا گیا۔ جب تک صحابہؓ کے خلاف لٹریچر اور کتابیں..... جن میں ابو بکرؓ اور عمرؓ کو کافر لکھا گیا ہے..... جب تک یہ کتابیں ضبط نہیں ہوتیں، مصنفین کو سزا نہیں دی جاتی۔ ہم آخری دم تک لڑتے رہیں گے..... لڑتے لڑتے ذبح ہو جائیں گے..... شیعہ کے کفر

کے اعلان سے باز نہیں آئیں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حضورؐ کے دو اہم معجزے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَصَلَّ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ ○ اَلْمَبْعُوْثُ اِلٰی کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○

وَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْکَلَامِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ ○ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ○

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ بِسِتٍّ اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسَاجِدًا وَّطُھُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

میرے واجب الاحترام! قابل صد احترام! جامع مسجد مدینہ سٹرلنگ سکاٹ لینڈ کے غیور مسلمانو اور ساتھیو! مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے..... کہ جب میں گزشتہ سال یہاں حاضر ہوا تھا، تو ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ لیکن آج یہ بہت بڑا مرکز بنا ہوا ہے..... اللہ تعالیٰ اسی مسجد کو اسلام کا مرکز بنائے آمین! میں آپ تمام حضرات کو اس مرکز کی تعمیر پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

قیامت کے دن مساجد کی جگہ کا کیا ہوگا؟

اور اس مسجد کے متعلق میں اپنی تقریر سے پہلے آپ کے سامنے ایک حدیث بیان کرتا ہوں..... حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا یارسول اللہ! قیامت کے دن ان مسجدوں کی جگہ کون سی ہوگی، جو یہاں مسجدیں ہیں..... اللہ کا گھر بنا ہوا ہے..... قیامت کے دن یہ کہاں ہوں گے..... مسلمان تو جنت میں جائیں گے۔ یہ مسجدوں کی جگہ کہاں ہوگی۔ ان مسجدوں کی جگہ پر قیامت والے دن کون ہوگا۔

تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ روئے زمین کی جتنی مساجد ہیں..... ان کی جگہوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ اٹھا کر جنت کا حصہ بنا دے گا..... اور ان جگہوں سے کہا جائے گا کہ تمہارے اوپر میری عبادت ہوئی تھی اور تم میرے گھر کی طرح ہو..... میرے گھر ہو..... اور تمہیں جنت کا حصہ بنانے کا میں نے اعلان کیا ہے۔

تو حدیث میں یہ بھی آتا ہے..... حضورؐ نے فرمایا وہ تمام مساجد کی جگہیں جنہیں جنت کا حصہ بنانے کا اعلان قیامت کے دن ہوگا..... وہ جگہیں اللہ کے دربار میں کہیں گی کہ اے اللہ! ہمیں تو جنت کا حصہ بناتا ہے۔ جو پیشانیاں ہماری جگہوں پر تیرے دروازے پر سجدہ ریز ہوئی ہیں..... ان کے بغیر ہم جنت میں نہیں جائیں گے۔ چنانچہ مسجدوں کی جگہوں کی سفارش پر نمازیان بھی جنت میں جائیں گے۔ اس لیے یہ بہت اعزاز ہے..... مسجدیں کہیں گی کہ اے اللہ! جن لوگوں نے سجدہ ہمارے اوپر کیا اور لاکھوں..... کروڑوں روپیہ خرچ کر کے جنہوں نے ان گھروں کو آباد کیا..... ہم ان کے بغیر کیسے جنت کا حصہ بن جائیں۔ جنہوں نے اتنا مال اس گھر کی جگہوں پہ قربان کر

دیا..... وہ یہاں رہ جائیں..... باہر رہ جائیں اور ہم جنت کا حصہ بنیں، اے اللہ! ہماری درخواست پر انہیں جنت میں بھیج دے۔ تو جس نے ایک اینٹ بھی مسجد پر لگائی ہو گی، وہ بھی مسجد کی سفارش پر جنت میں جائے گا..... یہ حضورؐ کا فرمان آپ کو سنا رہا ہوں..... تاکہ آپ کا ایمان تازہ ہو..... میرے ذمے معراج النبی ﷺ کا بیان کرنا لگایا گیا ہے۔

معجزات کی تعداد

میرے بھائیو! معراج النبی حضور علیہ السلام کا ایک معجزہ ہے..... میں آپ کو حضور علیہ السلام کے ایک سے زیادہ معجزات بتانا چاہتا ہوں..... اور ان میں معراج بھی ہے حضورؐ کی زندگی کے ہزاروں معجزات ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ رسول اللہ کے معجزات کی کوئی تعداد نہیں ہے۔ بعض نے آپؐ کے بڑے معجزات ایک سو ننانوے شمار کیے ہیں..... بعض نے نو سو ننانوے شمار کیے ہیں۔ بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ رسول اللہ کے معجزات علیحدہ علیحدہ ہیں..... ہاتھوں کے علیحدہ معجزات ہیں..... پاؤں کے علیحدہ معجزات ہیں..... آپ کی آنکھوں کے علیحدہ معجزات ہیں..... آپ کی پیشانی مبارک کے علیحدہ معجزات ہیں..... آپ کے کپڑوں کے علیحدہ معجزات ہیں آپ کے جسم کے علیحدہ معجزات ہیں..... آپ کی زلفوں کے علیحدہ معجزات ہیں..... زبان نبوت کے علیحدہ معجزات ہیں..... اور آپ کی گفتگو کے علیحدہ معجزات ہیں..... اور آپ کے چلنے کے علیحدہ معجزات ہیں..... جس جگہ پر آپؐ نے قدم رکھا..... اس جگہ کے علیحدہ معجزات ہیں..... جن جنگوں میں آپؐ شریک ہوئے..... ان جنگوں کے علیحدہ معجزات ہیں..... جس سواری پر آپ سوار ہوئے..... اس کے علیحدہ معجزات ہیں۔ مکے کی تیرہ سالہ زندگی کے علیحدہ معجزات ہیں..... مدینہ کی دس سالہ زندگی کے علیحدہ معجزات ہیں۔ نبوت سے پہلے کے علیحدہ معجزات ہیں..... نبوت کے بعد کے علیحدہ معجزات ہیں..... حضورؐ جب بیمار ہوئے تو علیحدہ معجزات ہیں..... حضورؐ نے پانی کے پیالے میں ہاتھ ڈالا اور انگلیوں سے چشمہ نکل آیا..... اس کے علیحدہ معجزات ہیں۔

حضورؐ کے اہم معجزات چاہیں

تو حضورؐ کے معجزات کا کوئی ٹھکانہ نہیں..... کوئی تعداد نہیں۔ پیغمبرؑ کے بے شمار معجزات ہیں' اور حضورؐ کے جتنے بھی معجزات ہیں..... ان میں چار معجزات سب سے بڑے ہیں۔ اور حضورؐ کا سب سے بڑا معجزہ اللہ کا قرآن ہے۔ اور حضورؐ کا دوسرا معجزہ ختم نبوت ہے۔ اور تیسرا معجزہ معراج النبی ہے۔ اور چوتھا معجزہ وجود صحابہ کرامؓ ہے۔ تو میں نبیؐ کے کتنے معجزات آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں؟ چار۔ اور ان چاروں میں انشاءاللہ ساری باتیں آجائیں گی۔ تو پیغمبرؑ کا ہر معجزہ ایک دوسرے سے بڑا ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں معجزہ چھوٹا ہے..... بلکہ بڑا ہے۔ حضورؐ کی ہر چیز بڑی ہے۔

حضورؐ کا مقام و مرتبہ

بعض لوگ کہتے ہیں ..... بلکہ علماء نے یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ معراج کا معنی "چڑھنا" یعنی مرتبے میں بلند ہونا۔ کہ جب حضورؐ کو معراج ہوا تو حضورؐ مرتبے میں بلند ہوئے..... تو اس کا مطلب ہے کہ پہلے آپؐ کا مرتبہ کم تھا..... بعد میں آپؐ کو مرتبہ اونچا ملا..... یہ ایک نکتہ ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے معراج یعنی مرتبہ پہلے سے عطاء کر رکھا ہے۔ یہ جو عروج ہے..... آپؐ کی عظمت کا..... یہ میرے اور تیرے دیکھنے کے لیے ہے کہ دیکھو حضورؐ اوپر جا رہے ہیں..... حالانکہ حضورؐ کو وہ اعزاز جو معراج پر جانے کے وقت ملا..... اس کی عظمت و رفعت آپ کی جھولی میں پہلے سے آئی تھی۔ اور آپ کے دنیا میں آنے سے پہلے آپ کے مقدر میں سارے کمالات آ چکے تھے..... بلکہ اس وقت کی بات نہیں..... رسول اللہ جب دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے تو اس وقت بھی آپ کے مقدر میں وہ چیزیں آچکی تھیں۔ آدم علیہ السلام سے پہلے بھی آپ کے کمالات کا اعلان فرما چکے تھے۔ جس کی میں مثال ایک حدیث کی کتاب سے آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ کہ شمائل رسول ایک کتاب چھپی ہے

بیروت سے..... عربی میں کتاب ہے۔ اس کو لکھا ہے، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کی یہ روایت حدیث کی بڑی کتاب سے نقل کی ہے..... اور اس میں لکھا کہ حضرت شیث علیہ السلام..... حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا..... تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث سے کہا کہ بیٹا! میں دنیا سے جارہا ہوں..... میرے جانے کے بعد اگر تجھے کسی چیز کی ضرورت پڑے..... تو خدا سے مانگنا..... اور اگر تیری دعا قبول نہ ہو تو محمد رسول اللہ پہ درود پڑھ لینا۔

یہ بات کہی ہے حضرت آدم علیہ اسلام نے شیث علیہ السلام سے..... تو حضرت شیث علیہ السلام نے فرمایا کہ ابا جان! میں نے محمدؐ کا نام آج سنا ہے..... آدم علیہ السلام نے آگے سے فرمایا بیٹا! تو نے محمدؐ کا نام آج سنا ہے۔ میں جنت سے ہو کے آیا ہوں..... میں نے جنت کا کوئی درخت ایسا نہیں دیکھا..... جس کے پتے پر محمد ﷺ کا نام نہ لکھا ہو۔

تو اب آپ دیکھیں کے معراج تو کتنا بعد میں ہوا اور معراج سے پہلے ہزاروں نہیں لاکھوں سال پہلے محمد مصطفےٰ ﷺ کو وہ اعزاز مل چکا تھا..... جو کائنات میں کسی کو نہیں ملا۔

میرے بھائیو! حضور علیہ السلام کی عظمت پر کہاں سے آدمی کلام کرے..... کہاں سے بات شروع کی جائے..... جب آدمی حضورؐ کی سیرت پر بات کرتا ہے..... تو آدمی سوچ میں پڑ جاتا ہے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے طالبعلم ہوں اور میں نے بہت ساری کتابیں اس عنوان پر..... اس کوچے میں پڑھی بھی ہیں..... بلکہ میں نے حضور ﷺ کی سیرت پر بارہ سال پہلے ایک کتاب لکھی تھی۔ "رہبر و رہنما" الحمد للہ اب تک وہ دو مرتبہ چھپ چکی ہے۔ پوری دنیا میں وہ عام ہو چکی ہے۔ تو میں نے جب وہ کتاب لکھی..... تو منظر ہی عجیب تھا کہ ڈیڑھ سو کتابوں کا مطالعہ کر کے نبی علیہ السلام پر ایک کتاب لکھی تو اس وقت ایک عجیب و غریب بات میرے سامنے آئی۔ کہ چھ سات

سو سال پہلے بغداد کے ایک عالم نے حضور علیہ السلام کی شان میں کتاب لکھی..... اور وہ ساری کتاب اشعار میں تھی..... حضورؐ کی ساری زندگی کو منظوم کیا تھا عربی میں..... تو اس نے حضورؐ کی شان میں چالیس ہزار اشعار لکھے اور آخری شعر جو اس کا لکھا..... اس نے میں ترجمہ بیان کر کے آپ کا ایمان تازہ کرتا ہوں، تاکہ ہم اپنا موضوع شروع کر سکیں، اور آپ کو پتہ ہو کہ نبیؐ کی سیرت کا احاطہ کرنا کتنا مشکل ہے، اور کہاں سے بات شروع ہوتی ہے..... اور کہاں جا کر ختم ہوتی ہے..... تو اس نے جو آخری شعر عربی میں پڑھا..... اس کا ترجمہ بھی شعر میں ہے، وہ بھی کسی اردو کے عاشق رسولؐ نے کیا ہے۔ کہ اس نے آخری شعر لکھا چالیس ہزار اشعار کے بعد..... اور کیا لکھا..... کہ:

تھکی ہے فکر رسا..... مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا..... مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا..... مدح باقی ہے
اور تمام عمر لکھا..... مدح باقی ہے

اب آپ دیکھیں ایک آدمی حضور علیہ السلام کی شان میں چالیس ہزار شعر لکھتا ہے اور آخر میں یہ لکھتا ہے کہ میرے پاس تو وہ الفاظ ہی نہیں..... میں کن الفاظ میں اپنے حبیب کی یاد بیان کروں۔ تو حضور علیہ السلام کی شان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا..... اور کہاں سے بات شروع ہو..... حضور علیہ السلام کے مدینہ آنے سے پہلے بات شروع کروں..... مکہ میں آنے سے پہلے بات شروع کروں..... ولادت پیغمبرؐ سے پہلے بات شروع کروں..... آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک..... جو حضورؐ کے کمالات کائنات میں پھیلے..... ان سے بات شروع کروں، فرشتوں کی محفل میں حضورؐ کا ذکر ہوتا تھا..... وہاں سے بات شروع کروں۔ اور سمندروں کے فرش میں نبیؐ کا ذکر ہوتا تھا..... وہاں سے بات شروع کروں..... یا کائنات کی اٹھارہ ہزار مخلوقات میں..... ہر مخلوق میں نبیؐ کا ذکر ہوتا تھا..... تو وہاں سے بات شروع کروں..... جنت کے مکینوں میں نبیؐ کا ذکر ہوتا تھا..... وہاں سے بات شروع کروں..... یا میں دنیا کے

کافر جو لوگ تھے انہوں نے نبیؐ کی شان میں کیا کہا..... وہاں سے بات شروع کروں..... سب کی بات چھوڑتا ہوں..... میں قرآن کی بات کرتا ہوں..... کہ قرآن نے نبیؐ کو کیا کہا..... تو جو کچھ قرآن نے کہا..... اس سے بڑی کوئی بات نہیں۔ حضور علیہ السلام کو قرآن نے کیا کہا؟..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اماں! حضورؐ کی شان بیان کریں، تو اماں نے بڑی خوبصورت بات کہی۔ میں حیران ہوتا ہوں..... کہ اس لفظ میں سارا سمندر ایک کوزے میں بند کر دیا گیا..... اماں نے اس کو جواب میں فرمایا..... "قرآن نہیں پڑھتے؟" كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن انہوں نے کہا جی پڑھتے ہیں۔ تو اماں نے کیا فرمایا؟..... قرآن نبیؐ کی..... شان ہے۔

تو معجزات پیغمبرؐ کتنے ہیں بڑے؟..... چار! کتنے معجزات ہیں بڑے؟..... چار! تو ان چار معجزات میں پہلا قرآن ہے۔ ہم بات قرآن سے شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن..... نبیؐ کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔

قرآن بڑا معجزہ ہے۔ ختم نبوت بڑا معجزہ ہے، معراج بڑا معجزہ ہے..... اور ان تینوں کا نچوڑ..... صحابہ کرامؓ..... وہ بڑا معجزہ ہے،

حضورؐ نے جو قرآن میں بتایا..... وہ صحابہؓ کی شکل میں آیا۔

حضورؐ نے جو اعلان ختم نبوت کیا..... وہ صحابہ کی شکل میں آیا۔

حضورؐ نے جو معراج پہ جا کر کہا..... وہ صحابہؓ کی شکل میں آیا۔

تو سارے قرآن کا نچوڑ..... صحابہؓ

ساری نبیؐ کی سیرت کا نچوڑ..... صحابہؓ

پیغمبرؐ کی مکی زندگی کا نچوڑ..... صحابہؓ

نبیؐ کی مدنی زندگی کا نچوڑ..... صحابہؓ

نبیؐ کی گفتگو کا نچوڑ..... صحابہؓ

نبیؐ کے کردار کا نچوڑ..... صحابہؓ

نبیؐ کے اخلاق کا نچوڑ..... صحابہؓ

صحابہؓ حضورؐ کی کمائی ہیں

کیسے صحابہ؟..... یہ بھی ایک بات ہے۔ تمہیدی بات ہے..... آپ غور کریں۔ حضورؐ جنگ بدر میں تشریف لے گئے، تو جنگ بدر ابھی شروع نہیں ہوئی۔ دشمنوں نے ابھی آنا تھا..... ایک ہزار دشمن تھا..... اور حضورؐ کے صحابہؓ کی تعداد تھی تین سو تیرہ۔ اور حضورؐ نے پہلے جا کر کچھ میدان پہ قبضہ کر لیا۔ جس میدان میں جنگ ہونی تھی..... اور حضورؐ نے وہاں پانی کے چشموں پر قبضہ کر لیا..... اور وہاں ایک ٹیلہ تھا..... آپ نے وہاں اپنا پڑاؤ ڈالا..... اور سعد بن ابی وقاصؓ سے فرمایا کہ سعد! یہاں میرا خیمہ لگاؤ۔

حضورؐ کا وہاں پہ خیمہ لگایا گیا خیمہ چھت والا نہیں تھا۔ یعنی اس کے ارد گرد لکڑی کی تختیاں لگا دی جاتی تھیں..... اور درختوں کی ٹہنیاں لگا دی جاتی تھیں۔ اسے عربی زبان میں "عریش" کہتے ہیں۔ عریش خیمے کا نام ہے۔ تو رسول اللہ کے لیے عریش بنایا گیا ایک ٹیلے پر..... آپ ٹیلے پر اس عریش میں داخل ہو گئے۔ اور حضورؐ نے فرمایا سعد! تم اس دروازے پہ بیٹھے رہنا۔ میرے دروازے کے اندر کوئی آدمی بغیر اجازت کے نہیں آسکتا۔ ایک آدمی کے علاوہ۔

حضرت سعد نے پوچھا وہ آدمی کون ہے؟..... حضورؐ نے فرمایا وہ ابو بکر صدیقؓ ہے۔ جو بغیر اجازت کے اندر آسکتا ہے۔ حضورؐ نے حدیث شریف کے بیان کے مطابق نماز عشاء کے بعد سجدہ کیا۔ نماز پڑھی..... سجدہ کیا۔ ابو بکرؓ آدھی رات کے وقت تشریف لائے..... تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ سجدے میں ہیں۔ چاند کی چاندنی تھی۔ حیران ہو گئے..... کہ اتنی دیر ہو گئی رسول اللہ سجدے میں ہیں..... تو جب انہوں نے غور سے دیکھا معلوم ہوا کہ حضورؐ کی پگڑی مبارک اتر کر زمین پر گری ہوئی ہے..... آپ کی زلفیں بکھری ہوئی ہیں..... اور آپؐ نے یوں سجدے میں ہاتھ اللہ کے دروازے پر اٹھا رکھے ہیں..... اور رو رہے ہیں۔ حضورؐ کی آنکھوں کے آنسوؤں سے پتھر بھی تر ہو چکے تھے..... اور روتے ہوئے آپ ایک لفظ فرما رہے ہیں..... اس

لفظ پہ غور کریں..... وہ لفظ اس عنوان کی ایک بہت بڑی تمہید ہے..... حضورؐ نے سجدے میں ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكَ ھٰذِهِ الْعِصَابَةَ لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْض

اے اللہ! یہ تین سو تیرہ میرے صحابہ..... یہ میری کمائی ہیں..... یہ چھوٹی بات نہیں ہے..... ایک آدمی چالیس سال برطانیہ میں رہتا ہے..... اور چالیس سال کے بعد اس کی ساری دولت بینک میں ہے..... اور بینک کرنٹ ہو جائے..... تو وہ روئے گا کہ یہ میری چالیس سالہ کمائی..... وہ چیخے گا..... چلائے گا۔

ساری دنیا کا سردار اللہ کے دروازے پہ پتھر پر سر رکھ کر کہتا ہے۔

اے اللہ! دشمن کی تعداد ہزاروں تک ہے۔ اور میں اپنی کمائی اور اپنی پونجی لے کر تیرے دروازے پر آ گیا ہوں..... یہ بلالؓ میری کمائی ہے..... یہ ابو بکرؓ میری کمائی ہے..... یہ عمرؓ میری کمائی ہے۔

میں نے سجدہ کیا..... انہوں نے میرے اس سجدے کی لاج رکھی۔

میں نے کہا اللہ کا نام بلند کرو..... انہوں نے نیزے پہ تیرا نام بلند کیا۔

تپتے ہوئے صحرا میں میں نے دیکھا کہ بلالؓ کو تپتی ریت پہ لٹایا گیا..... لیکن تیرا نام نہیں چھوڑا۔

ان کو اذیتیں دی گئیں..... انہوں نے تیرا نام نہیں چھوڑا۔

ان کی چمڑی ادھیڑ دی گئی..... تیرا نام نہیں چھوڑا.....

ان کی آنکھیں نکال دی گئیں..... تیرا نام نہیں چھوڑا

میں آج ان کو کیسے چھوڑوں، کہ تین سو تیرہ تو..... یہ میری کمائی ہے۔ میرے لیے ٹکڑے ہونے والے..... بچے یتیم کرانے والے ..... بیویوں کو بیوہ کرانے والے..... آج میں سب کو جمع کر کے تیرے دروازے پہ لایا ہوں۔

اِنْ تُھْلِك

اگر تو نے آج ان کو ہلاک کر ڈالا

لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْض

قیامت کی صبح تک تیری عبادت نہیں ہو گی ---- تیرا نام نہیں ہو گا۔

صحابہ کی بقاء اسلام کی بقاء ہے

یہ چھوٹی سی بات نہیں! حضورؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر تو نے مجھے ہلاک کر دیا، تیرا نام نہیں ہو گا۔ فرمایا، نہیں ---- بلالؓ نہیں ہو گا تو تیرا نام نہیں ہو گا ---- عمرؓ نہیں ہو گا تیرا نام نہیں ہو گا ---- عثمانؓ نہیں ہو گا تو تیرا نام نہیں ہو گا ---- ابو بکرؓ نہیں ہو گا تو تیرا نام نہیں ہو گا ---- معلوم ہوا ---- کہ صحابہ کی بقا میں شریعت کی بقا ہے ---- صحابہ کی بقا میں ---- توحید کی بقا ہے ---- اسلام کی بقا ہے ---- ان گواہوں کو نکال دیں اسلام ہم تک پہنچ نہیں سکتا۔ قرآن، اللہ کا کلام ---- صحابہ اگر نہ ہوتے ---- آگے نہ پہنچاتے ---- تیزے کی انیوں پر نہ چڑھتے ---- دھکتے ہوئے انگاروں پر نہ لیٹتے ---- یہ قرآن ہم تک کون پہنچاتا؟؟ ----

دس لاکھ حدیثیں نبیؐ نے بیان فرمائیں ---- تو نے تو نہیں سنیں ---- میں نے تو نہیں سنیں ---- سنیں تو صحابہؓ نے تھیں ---- ان کو کوئی برا کہے ---- قرآن ہم تک نہیں پہنچا ---- حدیث ہم تک نہیں پہنچتی

تو گویا کہ نبیؐ کے قرآن کا معجزہ ---- نچوڑ صحابہ،

نبیؐ کے معراج کا معجزہ ---- نچوڑ صحابہ،

نبیؐ کی ختم نبوت کا معجزہ ---- نچوڑ صحابہ،

تو معجزہ پیغمبر کا ---- قرآن بھی اعلیٰ ---- معراج بھی اعلیٰ ---- ختم نبوت بھی اعلیٰ ---- صحابہ بھی اعلیٰ

میرے بھائیو! حضورؐ کی سیرت کے ---- حضورؐ کی شان کے ---- بڑے معجزات کتنے ہیں؟ ---- چار! ان معجزات کی تفصیل تو اس وقت میں ایک کی بھی نہیں ہو سکتی۔ لیکن میں ایک ایک واقعہ چاروں کا عرض کر کے بات ختم کروں گا ---- تاکہ سیر ہو جائے نبیؐ کی شان کی!!

سابقہ کتب میں صحابہ کی شان

رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ کون سا ہے؟ قرآن شریف..... اچھا قرآن تو صحابہؓ سے بڑا معجزہ ہے۔ ایک بات کرتا ہوں..... یہ بھی دانشور اور پڑھے لکھے لوگوں کی عقل میں بڑی جلد آجاتی ہے۔ میں نے ایک LESSON (لیسن) دیا تھا، اسلام آباد کے ایک بڑے سیمینار میں وہاں بڑے بڑے سکالرز تھے..... یونیورسٹیوں کے..... جب میں نے یہ بات کی..... تو وہ ورطہ حیرت میں ڈوبے، انہوں نے کہا کہ ہم نے اس موضوع پر کبھی غور نہیں کیا۔

میں نے کہا قرآن جو ہے، اس میں سات سو آیات صحابہ کی شان میں ہیں۔

اور تورات جو ہے تورات..... وہ موسیٰ علیہ السلام پر اتری..... اور اس میں موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کے لیے ہیں چار آیتیں..... اور حضورؐ کے صحابہؓ کے لیے ہیں نو آیتیں۔

انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتری، تو انجیل میں عیسائیوں کے لیے ہیں پانچ آیتیں..... اور حضورؐ کے صحابہ کے لیے ہیں بارہ آیتیں۔

اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اتری، زبور میں حضرت داؤد کے صحابہ کے لیے چھ آیتیں ہیں، اور حضورؐ کے صحابہ کے لیے پندرہ آیتیں ہیں۔

کتابیں پہلے زمانے کی ہیں..... اور ذکر حضورؐ کے صحابہ کا ہے۔ یہ کیسے ہے؟ کہ قرآن نے بتایا۔

ذَالِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ

صحابہ وہ جماعت ہے..... جس کا ذکر میں تورات و انجیل میں کر چکا ہوں۔

آسمانی کتابوں میں صحابہؓ کا ذکر کیوں؟

بھئی نبیوں کا ذکر تو کتابوں میں ہوتا ہے۔ صحابہؓ کا ذکر کیوں ہوا؟..... آج بڑی آسانی سے لوگ کہہ دیتے ہیں..... چھوڑو جی! اللہ، رسولؐ کی بات کرو، صحابہ تو

تیسرے نمبر پر ہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں..... قرآن تو سارا بھرا ہوا ہے صحابہ کے لیے ..... ساڑھے سات سو قرآن کی آیتیں صحابہؓ کے لیے ہیں..... کیوں ہیں؟ صحابہؓ کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی اللہ کو؟

اللہ کو پتہ تھا..... کہ محمد رسول اللہ کے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا..... اور اسلام کی بقا..... اسی جماعت سے وابستہ ہو گی..... اسی لیے جتنا اس کا تقدس مانا جائے گا..... اسلام میں پختگی اور بقا پیدا ہو گی۔

میرے بھائیو! اس نکتے پر غور کریں..... حضورؐ کی ایک حدیث ہے آپ نے فرمایا۔

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ

دنیا میں جو سب سے بہتر زمانہ ہے..... وہ میرا زمانہ ہے۔

حدیث خیر القرون کی تشریح

قرن عربی کا لفظ ہے..... اس کے کئی معنی ہیں..... قرن کا معنی "مشرق"..... قرن کا معنی "مغرب"..... قرن کا معنی "شمال و جنوب"..... اور قرن کا معنی "زمانہ" تو حضورؐ نے فرمایا۔ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ

کہ میرا جو زمانہ ہے وہ دنیا میں سب سے بہتر ہے۔

اس "قرن" کے مشابہ لفظ "قرآن" ہے

قرآن کا ایک حروف "ق" تو صدیقؓ کا آخری حروف بھی "ق" ہے۔

دوسرا حرف ہے "ر" عمرؓ کا آخری حرف بھی ہے "ر"

عثمانؓ کے اندر درمیان میں "الف" ہے، تو یہ درمیان میں "الف" آ گیا اور آگے "ن" ہے..... یہ "الف" اور "ن" ہے جو ہے عثمان غنیؓ سے عبارت ہے۔

بعض علماء نے لکھا کہ جو خلفاء ثلاثہ کا پہلا دور ہے..... یہ قرآن کی اشاعت کا سب سے بڑا دور ہے..... اس لیے یہ نقطہ اس میں بھی موجود ہے۔

اور حضورؐ نے جو فرمایا۔

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ

کہ میرا زمانہ بہتر ہے! میرا زمانہ! قرنی..... تو اس میں چار حرف ہیں۔ قاف ہے..... را ہے..... نون ہے..... ی ہے..... اب دیکھو صدیق کا آخری حرف "ق" ہے..... عمر کا آخری حرف "ر" ہے..... اور عثمان کا آخری حرف "ن" ہے..... اور علی کا آخری حرف "ی" ہے..... تو فرمایا "میرا زمانہ"! یعنی جو لفظ میرے زمانے کا ہے، وہ زمانہ ہے نبی کا، لیکن مراد ابو بکر و عمر..... عثمان و علی رضی اللہ عنھم اجمعین ہیں۔ اس لیے کہ چاروں کے الفاظ اس "قرنی" میں موجود ہیں۔

تو میں عرض کر رہا تھا حضورؐ کے بڑے معجزے ہیں چار..... اور حضورؐ کے بڑے خلفاء بھی چار..... اور آسمانوں کے بڑے فرشتے بھی چار..... اور کعبہ کی دیواریں بھی چار..... اللہ کی سب سی بڑی کتابیں بھی چار..... تو یہ ایک تناسب ہے۔

اسی طرح آپ دیکھیں، ایک ہوتا ہے نبی..... اور ایک ہوتا ہے "رسول" اس میں بھی فرق ہے..... نبی اس کو کہتے ہیں جو پچھلے نبی کی شریعت پر عمل کرے..... اور رسول اس کو کہتے ہیں..... جس پر نئی شریعت آئے۔ یعنی نیا حکم اللہ کی طرف سے آئے، اور یہ فرق ہے نبی اور رسول میں۔

رسولوں کی تعداد کتنی ہے؟ رسولوں کی تعداد ہے ایک سو چودہ یعنی ایک سو چودہ اللہ کے نبی ہیں..... کہ جن پر نئی شریعت آئی۔ رسول جو ہوتا ہے..... اس کو نبیؐ بھی کہا جاتا ہے، اور جو نبی ہوتا ہے..... اس کو رسول نہیں کہا جا سکتا۔

کیونکہ نبی جو ہوتا ہے..... وہ تو پچھلے نبیؐ کی شریعت کو آگے پھیلاتا ہے اور رسول ہوتا ہے نئی شریعت والا۔ تو نئی شریعت والے نبی کتنے ہیں؟..... ایک سو چودہ!

صحابہ کرام کے چار طبقات

اب آپ دیکھیں، کہ قرآن پاک میں اللہ نے حضورؐ کی جو جماعت ہے صحابہ کرامؓ..... اس میں سے چار گروہ بیان کیے ہیں کہ۔

پہلا گروہ مہاجرین کا..... دوسرا گروہ وہ انصاریوں کا..... تیسرا فتح مکہ سے پہلے لوگوں کا..... اور آخری فتح مکہ کے بعد جو مسلمان ہوئے۔ تو گروہ کتنے ہو گئے؟..... چار!

اب ان چار میں جو پہلا گروہ ہے، مہاجرین کا..... ان کی تعداد تھی ایک سو چودہ، اور نئی شریعت والے انبیاء کی تعداد بھی ایک سو چودہ۔ یعنی حضورؐ کے ساتھ مکے ہجرت کر کے مدینے تک جتنے صحابہؓ تھے..... ان کی تعداد ایک سو چودہ تھی۔

قرآن مجید کے بارے میں دلچسپ نکات

اچھا! یہ قرآن پاک کی آپ گتھیوں کو کھولیں تو اس میں اور بہت ساری باتیں نکل آئیں گی۔ لیکن اب میں یہیں سے اپنے موضوع کا آغاز کرتا ہوں..... کہ قرآن پاک جو ہے..... یہ رسول اللہ کا سب سے بڑا معجزہ ہے اور قرآن وہ کتاب ہے..... دنیا میں کتابیں اور بھی بڑی ہیں، لیکن ایسی کتاب کوئی نہیں، کہ جس کتاب کا آغاز اس بات سے ہو۔ الحمد کے بعد..... الم ○ ذالک الکتاب۔

کہ یہ کتاب جو تمہارے ہاتھوں میں ہے..... لَا رَیْبَ فِیْہ

اس میں شک نہیں ہے۔ دنیا میں کتنی کتابیں آپ پڑھتے ہو..... کوئی کتاب یہاں سے شروع نہیں ہوتی۔ کسی نے یہ نہیں کہا..... کہ شروع کرنے سے پہلے یہ اقرار لیا جائے کہ کہو "اس میں شک نہیں"

لیکن اللہ کا کلام شروع کرتے ہوئے..... کھولتے ہی تم سے کہتا ہے کہ پہلے کہو کہ "شک نہیں" پھر پڑھو۔ ایسا نہ ہو کہ پوری کتاب کو پڑھ لو اور بعد میں کہو کہ یہ تو ابو بکرؓ نے بدل دیا تھا۔ یہ تو کافروں نے بدل دیا تھا..... یہ تو بکری پانچ سیپارے کھا گئی تھی۔ یہ تو فلاں ہو گیا تھا۔ اس لیے شروع کرنے سے پہلے کیا پڑھو؟..... ذالک الکتاب

یہ کتاب جو میرے ہاتھ میں ہے..... لاریب فیہ..... اس میں شک نہیں! پہلے اس کا اعلان کر! پھر قرآن کا آغاز کر۔ ایسی کتاب دنیا میں کوئی نہیں جو کہے

ذَالِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

کوئی شک نہیں اس میں۔

حروف مقطعات کا مطلب

اچھا پھر شروع کہاں سے ہو رہا ہے؟..... "الم" سے..... الف، لام، میم..... یہ تین حروف ہیں، یہ حروف مقطعات ہیں..... علماء کہتے ہیں ان کا معنی کسی کو پتہ نہیں۔ قرآن میں بھی ہے کہ اصلی اس کا جو مفہوم ہے، وہ اللہ کو پتہ ہے۔

لیکن علماء نے ان الفاظ سے معنی نکالے ہیں۔ کہ الف ل م..... تین حرف ہیں..... الف پڑھو گے تو دس نیکیاں 'ل پڑھو گے تو دس نیکیاں 'م پڑھو گے تو دس نیکیاں..... یہ اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ دس درجے بلند ہو گئے، دس گناہ معاف ہو گئے..... یہ اپنی جگہ ٹھیک ہے۔

لیکن "الف" سے مراد کیا ہے؟ "ل" سے مراد کیا ہے؟ "میم" سے مراد کیا ہے؟

علماء نے لکھا ہے الف سے مراد ہے "اللہ" "لام" سے مراد ہے "جبرئیل" اور میم سے مراد ہے "محمد" یعنی الٓمٓ جب تم پڑھو گے..... تو کیا ہو گا؟ کہ اللہ بھیجنے والا ہے..... جبرئیل لانے والا ہے، اور محمد پر اترنے والا ہے..... اور اس کے بعد کیا۔

ذَالِكَ الْكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيْهِ

یعنی یہ کتاب ہے..... اس میں کوئی شک نہیں۔ کیوں؟..... اللہ بھیجنے والا ہے..... جبرئیل لانے والا ہے محمد پہ اترنے والا ہے..... تو اگر اس میں شک کرو گے..... تو اللہ پہ شک ہو گا..... نبیؐ پہ شک ہو گا..... جبرئیل پہ شک ہو گا۔

جب ان میں شک نہیں..... تو اس میں شک نہیں۔

اس میں شک نہیں..... تو ان میں شک نہیں۔

وہ بھی لاریب ہیں..... یہ بھی لاریب ہے۔

اب جس آدمی کا قرآن پر ایمان نہ ہو..... حقیقت میں اس کا خدا پر ایمان نہیں..... حقیقت میں اس کا جبرئیل پر ایمان نہیں..... حقیقت میں اس کا محمد ﷺ پر ایمان نہیں۔

قرآنی علوم کی تعداد

پھر دیکھیں قرآن کے اترنے میں..... اور باقی کتابوں کے اترنے میں بڑا فرق ہے کہ قرآن کیسے اترا؟..... اور باقی کتابیں کیسے اتریں۔

میرے بھائیو! یہ ایک فلسفہ ہے۔ قرآن کا..... جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں..... اس کے لیے وقت نہیں ہے، ورنہ صرف قرآن کے بارے میں آپ کو معلومات دیتا..... کہ قرآن کتنے علوم کا مجموعہ ہے..... قرآن میں سائنس کے بارے میں کونسی آیات ہیں۔ قرآن میں علم ریاضی پر کونسی آیات ہیں..... علم الجبراء کے بارے میں کونسی آیات ہیں..... قرآن پاک میں علم فلکیات کے بارے میں کونسی آیات ہیں..... اگر میرے پاس صرف قرآن کا موضوع ہو، تو میں آپ کو یہ آج بتاؤں کہ قرآن اٹھارہ ہزار علوم کا مجموعہ ہے۔

جس طرح اٹھارہ ہزار مخلوقات اللہ نے پیدا کیں، اس طرح قرآن اٹھارہ ہزار مخلوقات کے مقابلے میں..... اٹھارہ ہزار علوم پر مشتمل ہے۔

اس میں یہ دُنیا کا جتنا نظام ہے..... اس سب نظام کا ذکر قرآن میں ہے۔ آج جتنی مشینری..... جتنی سائنس..... جتنی ٹیکنالوجی..... جتنی ترقیات..... جتنی چیزیں..... مثلاً ٹیلی ویژن ہے یہ آپ کی جگہ پر لہریں ہیں ٹیلی فون کی، یہ وائرلیس سیٹ ہے..... ایک ایک چیز قرآن سے ثابت ہوئی ہے اور قرآن میں وہ آیتیں آج بھی موجود ہیں جس سے سائنسدانوں نے مطلب نکالے ہیں..... اور نکال کر سائنس کو ترقی دی ہے۔ اور قرآن ساری کائنات کے علوم کا مجموعہ ہے۔

ساری کائنات ایک طرف..... اللہ کا قرآن ایک طرف!۔

نزول قرآن کی کیفیت

قرآن منبع ہدایت ہے۔ قرآن مرکز ہدایت ہے..... قرآن سرچشمہ ہدایت ہے..... قرآن مرکز علم و فن ہے۔ لیکن یہاں میں ایک بات پھر کرتا ہوں کہ باقی

کتابیں بھی اتریں، قرآن بھی اترا..... باقی کتابیں تورات..... انجیل..... زبور..... وہ کیسے اتریں، قرآن کیسے اترا؟؟ صرف میں کیفیت کا ذکر کرتا ہوں، اور اسی سے آپ کو قرآن اور صاحب قرآن کے اعجاز کا پتہ چلے گا..... کہ قرآن سب سے اعلیٰ ہے۔ کیوں اعلیٰ؟ اس لیے کہ جس نبیؐ پر اترا..... وہ نبیؐ سب سے اعلیٰ..... تو یہ تناسب ہے دونوں کا..... قرآن اور صاحب قرآن!! اس موضوع پر میری علیحدہ ایک کیسٹ موجود ہے..... جو پاکستان میں ملتی ہے کہ قرآن اور صاحب قرآن..... قرآن اور سائنس..... قرآن اور جدید علوم..... قرآن اور معرفت الٰہی..... یہ علیحدہ علیحدہ عنوانات ہیں۔

قرآن اور دیگر کتب سماوی کے طرز نزول میں فرق

میں عرض کر رہا ہوں کہ قرآن کے اترنے میں اور باقی کتابوں کے اترنے میں فرق ہے۔ مثلاً تورات آسمانوں سے اتری..... تو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ طور پہاڑ پہ جاؤ، چالیس دن کا چلہ کرو..... میں وہاں کتاب دوں گا..... موسیٰ علیہ السلام وہاں گئے..... چالیس دن کا چلہ کیا..... پھر تورات ان کو ملی۔

اسی طرح انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اترنے لگی..... تو اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے عبادت خانے میں بیٹھ جاؤ..... جب تک انجیل نہ اترے بیٹھے رہو، وہ بیٹھے رہے۔

اور زبور اترنے کا وقت آیا..... تو حضرت داؤد کو اپنے معبد میں بٹھا دیا، جو ان کا بہت بڑا معبد تھا..... عبادت خانہ تھا۔ ان کو وہاں بٹھا دیا اور وہ عرصہ دراز تک بیٹھے رہے، کئی سال گزر گئے، پھر جا کر زبور ملی۔

یہ تینوں کتابوں کے اترنے کا انداز تھا۔ لیکن قرآن کیسے اترا؟..... کہ قرآن کے لیے ایک مرتبہ بھی رسول اللہ کو اللہ نے نہیں فرمایا کہ تم فلاں جگہ جاؤ..... پھر کتاب ملے گی..... نہیں! بلکہ حضورؐ جب مکے میں آئے، تو قرآن کو مکے میں بھیج دیا..... حضورؐ جب مدینہ پہنچے..... قرآن کو مدینہ بھیج دیا۔

حتیٰ کہ حضورؐ مکے میں..... قرآن مکے میں..... حضورؐ مدینے میں..... قرآن مدینے میں..... حضورؐ بدر میں..... قرآن بھی بدر میں..... حضورؐ احد میں..... قرآن بھی احد میں..... حضورؐ خیبر میں..... قرآن بھی خیبر میں..... حضورؐ تبوک میں..... قرآن بھی تبوک میں..... حضورؐ گلیوں میں..... قرآن بھی گلیوں میں..... حتیٰ کہ حضورؐ عائشہؓ کے بستر پر..... قرآن بھی عائشہ کے بستر پر۔

یہ قرآن کے اترنے کا..... اور باقی کتابوں کے اترنے کا فرق دیکھو..... تو قرآن پیغمبرؐ کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اور قرآن لازوال ہے۔ قرآن بے مثال ہے..... قرآن لاریب ہے۔ قرآن معرفت کا چشمہ ہے۔ قرآن ہدایت کا منبع ہے۔ قرآن اسلام کا مرکز ہے۔

قرآن اسلام کا متن ہے اور نبیؐ اسلام کی تشریح ہے۔

قرآن علم ہے..... نبیؐ عمل ہے۔

قرآن کتاب میں اللہ کا کلام ہے..... اور نبیؐ چلتا پھرتا اللہ کا کلام ہے۔

قرآن بے مثال..... صاحب قرآن بے مثال۔

سماعت قرآن کا لطف

ایک دوسری بات قرآن کے بارے میں کہتا ہوں کہ دُنیا میں جتنی بھی کتابیں آئیں..... کسی کتاب کو پڑھ کر آپ وہ کیفیت نہیں پائیں گے، جو قرآن کی ہے۔ مثلاً آپ نے آج جنگ اخبار پڑھا ہے۔ کل کو آج کا اخبار نہیں پڑھتے۔ آپ صرف نیا اخبار ہیں۔ دو دن کے بعد آپ کہیں گے چھوڑو یار! یہ تو پرانی اخبار ہے۔ اچھا! ایک کتاب آپ کو پاس چھپی ہے۔ تو کہیں گے یار پچھلے سال یہ کتاب میں نے پڑھی ہے۔ نصاب کی کتابیں ہیں..... یونیورسٹی کی..... کالجوں کی کتابیں بچے پڑھتے ہیں..... اگلے سال وہ کوئی بھی نہیں پڑھتا۔ وہ ردی بن جاتی ہے کاغذوں کی۔ ایک مرتبہ کتاب پڑھ لی..... دوبارہ نہیں..... ایک دفعہ اخبار پڑھ لی، دوبارہ نہیں پڑھتے۔ لیکن کبھی آج تک کسی نے کہا کہ چودہ صدیاں بیت گئیں کہ بھئی یہ تراویح کا جو مہینہ رمضان کا ہے، ہم اس میں

قرآن نہیں سنیں گے، کہ پچھلے سال سن لیا تھا؟؟ یا اس سے پچھلے سال سن لیا تھا۔ یہ کوئی نہیں کہے گا۔ بلکہ آپ کہیں گے یار قرآن بڑا اچھا پڑھا، حافظ جی پچھلے سال بڑا اچھا پڑھا..... اس سال اس سے بھی زیادہ اچھا پڑھو..... یعنی قرآن کے سننے میں..... قرآن کے اترنے میں مزہ ہی بے مثال ہے..... یہ قرآن کا سب سے بڑا معجزہ ہے..... کہ جتنا بھی پڑھو گے مزہ علیحدہ۔ میں کہتا ہوں قرآن جو بچہ پڑھ رہا ہے اس بچے سے محبت کرو گے..... علیحدہ ثواب ہے۔ اور جو بچہ قرآن پڑھ رہا ہے..... اس کیلئے ربڑ کی تپائی خرید کر دے دو..... اس کا بھی ثواب ہے۔ اور غلاف کا کپڑا دے دو..... اس کا بھی ثواب ہے۔ اور جو بچہ قرآن پڑھ رہا ہے۔ اس بچے سے پیار کرو..... محبت کرو..... اس کی خدمت کرو..... اس کا علیحدہ ثواب ہے..... تو یہ قرآن کا اعزاز ہے۔

مخالفین کیلئے قرآن کے تین چیلنج

جتنی بھی دوسری کتابیں ہیں۔ کسی کتاب کے لیے ایسا نہیں ہوا..... کہ کسی کتاب کے لیے اللہ نے چیلنج دیے ہوں' قرآن واحد کتاب ہے، جس کے لیے قرآن نے خود تین چیلنج دیے۔ پوری کائنات کو تین چیلنج دیے۔ عیسائیوں کو..... یہودیوں کو..... صابیوں کو..... اپنے دور کے بادشاہوں کو، قیصر و کسریٰ کو، اللہ نے تین چیلنج دیے، اور وہ چیلنج آج بھی برقرار ہیں۔ آپ کہیں گے جی قرآن نے کس طرح چیلنج کیا؟ لوگ کہتے ہیں نا کہ جی فلاں نے چیلنج کیا، فلاں نے چیلنج کیا..... او بھائی چیلنج کا اعلان تو سب سے پہلے قرآن نے کیا قرآن کھولو تو سہی۔ قرآن کا کیا چیلنج ہے؟ قرآن پاک کے چیلنج کو دیکھو۔ قرآن نے پہلا چیلنج کیا۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ

اے میرے پیغمبرؐ! پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جا..... اور پورے عرب میں اعلان کر۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

کہ جاؤ انسانو آؤ!! اس قرآن جیسا کوئی قرآن لاؤ۔

عرب کے لوگ کہتے تھے۔

اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ

یہ تو پرانے لوگوں کے قصے..... کہانیاں ہیں' یہ تو لوگوں کا بنایا ہوا کلام ہے۔

منکرین قرآن کی دو قسمیں

قرآن کے منکر دو قسم پر ہیں۔ ایک منکر ایسا ہے جو کہتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہی نہیں۔ دوسرا کہتا ہے یہ کلام تو ہے، اس کو صحابہؓ نے بدل دیا۔ تو قرآن نے دونوں کی تردید کی..... یہ تو لفظ ہے "ذالك الكتاب لا ريب فيه" یہ دوسرے منکر کی تردید ہے۔ کہ جو کہتا ہے یہ قرآن بدل گیا، اللہ کہتا ہے نہیں! شروع کرتے ہوئے پہلے اقرار کر کہ:

لَا رَيْبَ فِيْهِ

اس میں تو شک نہیں

اور جنہوں نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہی نہیں..... ان کو تین چیلنج ہیں۔ پہلا چیلنج..... وہ کہتے تھے یہ اللہ کا کلام نہیں۔ اللہ نے فرمایا اچھا! نہیں میرا کلام؟ بندوں کا کلام ہے؟..... تو پھر تمہیں چیلنج ہے، کہ

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

اس قرآن جیسا کوئی قرآن تم بنا کر لے آؤ! اگر یہ بندوں کا کلام ہے۔ تم عرب کے فصحاء بلغاء ہو تم ادیب اور فصیح و بلیغ ہو..... امراء القیس جیسے بڑے بڑے ادیب تم میں موجود ہیں، اگر یہ بندوں کا کلام ہے، تو اس قرآن جیسا کوئی قرآن بنا کر لاؤ۔ ایک سال تک یہ چیلنج پوری دُنیا میں گونجتا رہا جب کوئی جواب نہ مل سکا..... تو خدا نے دوسرا چیلنج کیا۔ دوسرا چیلنج کیا تھا؟..... کہ

فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ

اگر تم قرآن نہیں پورا بنا سکتے..... تو کم از کم اس جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ..... اور جب پھر قرآن کا چیلنج نہ قبول کر سکے تھے، تو پھر اللہ نے تیسرا چیلنج دیا کہ:

فَاْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ

ایک "اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ" جیسی سورۃ بنا کر دکھاؤ۔

تو قرآن نے کتنے چیلنج دیے..... تین چیلنج..... آج بھی یہ تین چیلنج پوری دُنیا میں گونج رہے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ ترقی کی عیسائیت نے..... عیسائیت کہاں پہنچ گئی؟ یہودیت کہاں پہنچ گئی؟..... ٹھیک ہے..... مشینری ہے..... دھواں نکل رہا ہے، اور وائرلیس سیٹ بن رہے ہیں، مشینریاں اور آلات جدیدہ بن گئے ہیں۔ پوری کائنات حرکت میں آگئی، سب ٹھیک ہے۔ لیکن پوری دُنیا میں ایک انجیل کا حافظ بھی وہ بنالیں گے..... کتنی بڑی مشینری ہے؟ ایک انجیل کا حافظ پوری دنیا میں۔ لاؤ اگر کہیں ہے، تورات کا حافظ لاؤ۔ لیکن! آؤ میرے پاس..... قرآن کا حافظ ہر مسجد میں موجود ہے۔ ہر علاقے میں موجود ہے..... یہ علیحدہ عنوان ہے۔

میرے بھائیو! قرآن ایک ایسی جامع دنیا کا ذخیرہ ہے..... کہ جس کی جامعیت کا انکار..... دنیا میں کوئی کر نہیں سکا۔ قرآن کے چیلنجوں کا اعلان..... یہ قرآن کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔

اسلام کی بقاء علماء کی وجہ سے ہے

رسول اللہ کے جو معجزات ہیں..... ان میں پہلا معجزہ..... قرآن ہے اور دوسرا آپ کا معجزہ..... ختم نبوت ہے۔ "ختم نبوت" کا کیا معنی؟ نبوت ختم ہو گئی۔

ختم نبوت کے منکروں..... قادیانیوں نے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے انہیں علماء سے متنفر کیا، اور کہا کہ مولویوں کے قریب نہ جانا۔ اور اس وقت قادیانیوں کا حربہ یہ ہے، آپ گھانا اور امریکہ کے ملکوں میں جا کر دیکھیں..... کہ قادنیت پھیلی ہی وہاں ہے جہاں علماء نہیں پہنچے۔ دین کے عالم اور وارث نہیں پہنچے! دین کا جو فروغ ہے، وہ علماء سے وابستہ ہے، میں مانتا ہوں، علماء میں..... مولویوں میں

کمزوریاں بھی ہیں۔ کوئی معصوم تو نہیں ہیں ہم..... معصوم تو پیغمبر کی ذات ہے۔ لیکن کمزوریوں کے باوجود اسلام کی بقاء علماء کی وجہ سے ہے۔ دیکھیں اگر علماء نہ ہوتے تو پاکستان میں قادیانیت اپنا پورا پنجہ پھیلا لیتی تو علماء نے مقابلہ کیا۔ عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے لوگوں نے ناطقہ بند نہیں کیا؟ تو آج پوری دنیا کو پتہ چل گیا کہ مرزا قادیانی کافر تھا..... اسی طرح شیعیت کا فتنہ اُٹھا..... تو کیا مولانا حق نوازؒ عالم دین نہیں تھے؟ جان اپنی دے کر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحابہ کے مشن کو زندہ کر گئے۔

قادیانیوں کی سازشیں

"مولویوں نے کام خراب کر دیا..... مولویوں نے بیڑا غرق کر دیا..... مولوی آپس میں لڑاتے ہیں، مولویوں نے لوگوں کو تباہ کر دیا..... اور مولوی کی تقریر پہ نہ جانا..... یہ آپس میں لڑتے ہیں۔ تم نہیں لڑتے ہو آپس میں؟..... تم نہیں کچھ کرتے ہو.....؟ اگر مولوی لوگوں کا آپس میں اختلاف ہو بھی گیا..... تو تم کیا کرتے ہو..... تم اکٹھے ہو سارے؟..... ایک مجلس میں تم اکٹھے نہیں رہتے ہو..... ایک سوسائٹی میں اکٹھے نہیں رہتے ہو..... ایک کمرے میں تم اکٹھے نہیں رہتے ہو..... ایک مل میں تم اکٹھے نہیں رہتے ہو..... اگر مولوی کا اختلاف ہو گیا..... تو بہت زیادہ پریشان ہو گئے ہو.....؟ اگر مولوی اکٹھے ہوتے..... پاکستان کے اندر انقلاب آ جاتا۔ او اللہ کے بندو مولوی اکٹھے نہیں ہیں؟..... نماز میں اکٹھے نہیں ہیں؟..... جن باتوں میں مولوی اکٹھے ہیں وہ کر لی ہیں ہم نے؟..... مولوی اکٹھے نہیں ہیں جی! مولوی اکٹھے ہوتے تو انقلاب آ جاتا۔

یہ ساری قادنیوں کی سازش ہے، جب بھی کسی بچے سے بات کرے گا..... بڑے سے بات کرے گا..... تو کہے گا جی مولویوں نے بیڑہ غرق کر دیا۔ اس کا کیا نتیجہ ہو گا؟..... جب دین کے وارثوں کے پاس آدمی جائے گا ہی نہیں..... دین کا پتہ کیسے لگے گا؟ علماء کے پاس آپ جائیں گے ہی نہیں..... تو مسئلے کا کیسے پتہ چلے گا..... یہ ہے پہلا حربہ!!

دُوسرا حربہ کیا ہے؟ دُوسرا حربہ ہے کہ قرآن پاک میں لفظ "خاتم النبیین" کا

تو لغت کھولو جی! لغت میں لکھا ہے، خاتم کا معنی مہر! اچھا! خاتم کا معنی ہے "مہر" کہتے ہیں جی ہم مانتے ہیں..... کیا؟..... کہ حضورؐ مہر لگانے والے ہیں کہ جس کے بارے میں حضورؐ چاہتے ہیں مہر لگا دیتے ہیں۔

مہر تو لگ گئی..... دروازہ بند ہو گیا..... تو کھولے گا تیرا باپ!! وہ تو کب کی بات ختم ہو گئی..... اسی طرح لوگوں کو پاگل بنا دیا۔ کہتے ہیں جی! حضورؐ جس کے بارے میں چاہیں مہر لگا دیں۔ بھائی حضورؐ کی چالیس حدیثیں ہیں۔ کہ "میرے بعد کوئی نبیؐ نہیں" "میرے بعد کوئی نبی نہیں"..... قرآن کی آیت کی جو پیغمبر نے احادیث میں تشریح کی ہے، وہ نہیں مانتے۔ کہتا ہے خاتم کا معنی مہر! لہٰذا مہر لگائے جا رہے ہیں، وہ بھی آیا اس کو مہر لگا دی۔ اس کانے دجال کو؟؟..... کوئی دو آنکھوں والا تو ہوتا؟

نبیؐ تو خوبصورت ہوتا ہے۔ پیغمبرؐ تو حسن و جمال میں یکتا ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ! پیغمبروں کی یہ شان نہیں ہوتی..... کہ نبی کے جسم پر کوئی عیب ہو۔ چہرے میں کوئی نقص ہو!! نبی عیب سے پاک ہوتا ہے۔

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرماتے ہیں کہ "نبی بنانے کے لیے رب کو یہ کانا ہی ملا تھا؟ رب نے نبی بنانا ہی تھا..... تو کسی آنکھ والے کو بنا لیتا۔ کہتے ہیں یہ بھی نبی بن گیا۔ حد ہو گئی!

تو لوگوں کو ایک دھوکہ دیتے ہیں کہ علماء کے قریب نہ جائیں، دوسرا دھوکہ..... کہ خاتم کا معنی مہر ہے۔ حالانکہ یہ خاتم کا معنی مہر بھی ہے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِم

مہر لگ گئی دلوں پر۔ اچھا! یہ ٹھیک ہے۔ لیکن ہر جگہ خاتم کا معنی مہر نہیں ہوتا۔ خاتم کا معنی ختم کرنے والا بھی ہے۔ خاتم کا معنی مہر لگانے والا بھی ہے۔ معنی بھی غلط کرتے ہیں۔ تو جب مہر لگ گئی..... تو بات ہی ختم ہو گئی۔ یعنی لفافے پر آپ مہر لگاتے ہیں، کھول سکتا ہے کوئی؟..... نہیں! تو پھر جب ایک مرتبہ مہر لگ گئی تو ہر کوئی مہر لگائے گا کوئی؟ وہ تو ایک ہی لفافے پر مہر لگنی ہے، جو بند کرتا ہے؟ یہ معنی ہی غلط ہے..... اچھا تیسرا حربہ کیا ہے؟..... کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو

گئے۔ لوگ کہیں گے اچھا! وہ فوت ہو گئے۔ تو پھر کہیں گے قرآن میں آیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے آنا ہے دوبارہ، لہٰذا مرزا قادیانی آچکا ہے، وہ عیسیٰ علیہ السلام ہے، جو پہلے عیسیٰ تھے، وہ فوت ہو گئے!! اور قرآن کی یہ آیت پڑھیں گے کہ

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ

کہ دیکھو قرآن کہہ رہا ہے، اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ

کہ میں اے عیسیٰ! تجھے وفات دینے والا ہوں، تو گویا کہ اللہ نے عیسیٰ کو وفات دے دی۔ بات ختم ہو گئی..... حالانکہ اس آیت سے ہی مراد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ لیکن معنی غلط کرتے ہیں۔ کیسے زندہ؟ اس لیے کہ قرآن کہتا ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ

اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دینے والا ہوں! یہ آیت کب اتری؟..... حضورؐ پر اتری نا! عیسیٰ علیہ السلام پر تو نہیں اتری۔ حضورؐ پر اتری..... تو جب حضورؐ پر اتری، اس وقت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر تھے۔ تو اللہ نے پوری امت کے اندر..... ساری کائنات کے لوگوں کو وفات دینی ہے۔ اور صحابہ کو بھی دی، اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء..... تمام کو وفات دے دی تھی، لیکن کسی نبیؑ کی وفات کا ذکر نہیں کیا۔ صرف عیسیٰ کی وفات کا ذکر کیا۔ اس لیے کہ ان کی وفات..... *Out of The Vage* ہے۔

یعنی جو فطرت کا عام طریق ہے..... اس کی طرح وفات نہیں۔ بلکہ مخصوص طریقے سے وفات ہے۔ اس لیے اس کا ذکر بھی مخصوص ہے۔ تو مخصوص طریقہ کیا ہے؟ کہ اتنا عرصہ میں تجھے آسمانوں پر زندہ رکھ کر پھر وفات دوں گا..... تو یہ تخصیص کرنا..... خاص کر دینا..... کسی کی وفات کا..... اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی وفات عام لوگوں کی طرح نہیں ہے۔ ان کو وفات ہو گی، لیکن خاص طریقے سے کہ جب قیامت کے قریب اتریں گے..... پھر ان کی وفات ہو گی۔ مدینہ میں رسولؐ کے روضے کے قریب، جہاں چوتھی قبر کی جگہ ہے، وہاں ان کی قبر بنے گی۔ تو یہ حدیث ہے موجود!!

اس آیت کا مفہوم ہی بدل دیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے!!

مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ بڑے خطیب اور ولی اللہ تھے۔ تو ان سے ایک قادیانی ملتان میں بحث کرنے لگا..... کہتا ہے جی! عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ انہوں نے کہا پھر! کہتا ہے جی مرزا قادیانی نبی ہے۔ تو مولانا نے کہا میں بھی نبی ہوں۔ اس نے کہا تم کیوں؟ تو مولانا نے کہا وہ کیوں؟ اس پر بات ختم ہو گئی۔ جب دلیل ہی کسی بات کی نہیں ہے..... تو پھر ایسے ہی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین! تو یہ قادیانیوں کے تین چکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں چکروں سے امت کو محفوظ رکھے! قادیانی کل بھی کافر تھے..... قادیانی آج بھی کافر ہیں..... اور قادیانیت کے کفر کا جب علماء نے اعلان کیا..... تو اس وقت ہمارے گریجوایٹ بھائی..... کیونکہ دین کا علم کم ہوتا ہے، تو انہوں نے کہا یار مولویوں کا کام تو کافر بنانا رہ گیا۔ دیکھو یار! یہ اچھے بھلے کلمہ پڑھتے ہیں نبی کا..... انہیں بھی کافر کہا۔ تو جب علماء نے نوے سال جدوجہد کی..... عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے قربانیاں دیں۔ ہندوستان میں..... تو اس کے بعد پھر ایسا وقت آیا کہ قومی اسمبلی میں مولانا مفتی محمودؒ نے قادیانیوں کا کفر پیش کیا۔ اس میں شاہ احمد نورانی بھی تھے اور بھی مولوی تھے..... سب علماء تھے، تو انہوں نے متفقہ طور پر یہ کفر پیش کیا۔ تو وہ لوگ..... ولی خان جیسے لادین آدمی..... وہ بھی جو..... ساری زندگی اسلام سے بے بہرہ رہے۔ انہوں نے بھی قادیانیوں کے کفر کو تسلیم کیا۔ یہ بھٹو کا تعلق اس سے کیا تھا! لیکن اس نے بھی کہا قادیانی کافر ہیں۔ تو اس نے پہلے کیا کہا؟..... مولویوں کا کام کافر بنانا رہ گیا؟..... بعد میں خود کافر بن گیا..... کیوں؟..... کہ بات سمجھ میں آگئی۔ جب علماء کے قریب آئے..... بات سمجھ آگئی۔ اور جب نہیں بات سمجھ میں آئی..... علماء کو طعنے دیتے رہے، داخلہ بند ہو گیا فلاں کا جی! قادیانیوں کو خواہ مخواہ کافر کہہ رہے ہیں۔ اب جناب قادیانیوں نے پوری دنیا میں شور برپا کیا ہوا ہے کہ جی بس! مولوی نے بیڑہ غرق کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام آگئے! عیسیٰ علیہ السلام نے آنا ہے دمشق کی جامع مسجد میں۔ دمشق میں آنا ہے، تو یہ کہاں آگیا؟..... قادیان میں؟ کہتے ہیں جی! وہ دمشق اور قادیان میں کوئی اتنا فرق نہیں!!!

یعنی آپ اندازہ لگائیں، حدیث کے اندر اسی نشانیاں موجود ہیں، میں نے اپنی کتاب "ختم نبوت" جو چھاپی ہے۔ یہاں کے دوستوں کے پاس، دو میری کتابیں چھپی ہیں، "قادیانی غیر مسلم کیوں" اور "ختم نبوت" ان میں یہ ساری باتیں میں نے تفصیل سے لکھی ہیں اور اس میں میں نے یہ بات بھی لکھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے، ان کی حضورؐ نے اسی نشانیاں بتائیں۔ اس میں ایک نشانی بھی نہیں ہے..... ہر بات کی تاویل کر رہا ہے، ہر بات کی!!

پہلی یہ کہ حضورؐ نے فرمایا دمشق کی جامع مسجد میں عیسیٰ علیہ اسلام آئیں گے، تو دمشق سے مراد کیا ہے، مشرق کا علاقہ! کیونکہ دمشق میں جو مینارہ ہے، وہ مینارہ مشرق کی طرف ہے۔ اور یہ قادیان بھی مشرقی ملک کی طرف ہے..... لہذا اس سے مراد یہ ہے، اچھا جی! تو پھر انہوں نے کہا جی مرزا صاحب دمشق کے مینارے پر نہیں آئے۔ آئے یہاں..... مراد وہی ہے۔ یعنی بالکل الٹ بات کہی ہے۔ مولانا محمد علی جالندھری فرمایا کرتے تھے کہ یہ کہتا ہے کہ دمشق کے مینارے پر آنا میرا مطلب نہیں تھا..... بلکہ میں نے دمشق میں جانا تھا، اور میں ہو آیا ہوں، یعنی آیا وہاں ہے، ہو کر وہاں سے آگیا۔ تو مولانا جالندھریؒ کہتے ہیں..... اس کی مثال ایک بھنگی کے لوٹے کی ہے، ایک بھنگی ہوتا تھا، اس کا لوٹا تھا، جس کو سوراخ تھا نیچے سے..... جب تک وہ پیشاب سے فارغ ہوتا..... لوٹا سارا بہہ جاتا..... ایک دن اس نے کہا کہ اب تم بہہ کر دکھاؤ، اس نے استنجاء پہلے کر لیا، پیشاب بعد میں کر لیا۔ بالکل اسی طرح ہی مرزا قادیانی کی مثال ہے۔

بس یہ سمجھ آنے کی بات ہے۔ ہمارے وہاں لوگوں کو دین کا، اسلام کا پتہ کوئی نہیں۔ تو وہ ایسی ہی بات کرتے ہیں۔ کہ نماز کی جماعت کھڑی ہو گئی تو مولوی صاحب نے کہا۔ او نماز پڑھو..... نماز پڑھو..... کوئی نہ مسئلہ دین سے سیکھا..... نہ اسلام سے سیکھا..... نہ قرآن سے سیکھا.....

پتہ جلدی جلدی، بھاگے بھاگے مسجد میں چلے گئے، نماز کھڑی ہو گئی، اب تینوں چاروں آدمیوں کو مسئلے کا پتہ نہیں پیچھے کھڑے ہیں۔ تو ایک آدمی نماز کی نیت

باندھ کر دوسرے سے پوچھتا ہے کتنی رکعتیں ہوئیں؟..... دوسرا بولا بھائی نماز میں بولنا ممنوع ہے۔ تیسرا کہنے لگا۔ شکر ہے میں تو نہیں بولا..... ان چاروں کی نماز ہو گئی؟..... نہیں ہوئی۔

تو یہ ہماری لاعلمی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کا علم نصیب کرے۔ آمین! اور ہمیں اس سے فائدہ حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔

تو قادیانیت کا جو فتنہ ہے..... اس سے مسلمانوں کو خبر دار رہنا ضروری ہے۔ دیکھیں نا! اب ہر جگہ علماء تو نہیں ہوتے۔ آپ تمام لوگ اسلام کے مبلغ ہیں۔ دین کے مبلغ ہیں، آپ کو دعوت دینی چاہیے۔ آپ کو ختم نبوت کا پیغام آگے پہنچانا چاہیے۔ جہاں کوئی قادیانی تبلیغ کر رہا ہو..... آپ کا شرعی، اسلامی فرض ہے..... کہ آپ اس تبلیغ کے مقابلے میں خود جا کر تقریر کریں، رسول اللہ کی عزت کی بات کریں۔ خود رسول اللہ کی ختم نبوت کا پیغام پہنچائیں..... حضورؐ کی امت کا ہر شخص اسلام کا مبلغ اور داعی ہے۔ از روئے شریعت آپ کی ذمہ داری ہے۔

میں گذشتہ سال آسٹریلیا گیا، اور وہاں فجی آئی لینڈ مجھے پتہ چلا، کہ ایک قادیانی آیا..... اور چیلنج کر رہا ہے، اور مسجد کی کمیٹی والے کہتے ہیں اگر ہم نے مداخلت کی..... تو گورنمنٹ ہمیں فلاں کر دے گی"!! میں نے کہا مجھے بڑا افسوس ہے، قیامت کے دن تمہارا گریبان ہو گا..... رسول اللہ کا ہاتھ ہو گا!!!

تم اپنے پیسے اور دولت کے لیے کہتے ہو کہ قادیانی تبلیغ کر رہا ہے، ہم اس لیے روکتے نہیں..... کہ حکومت کچھ کہے گی؟؟..... میں نے کہا کہ میں ایسے نہیں چل سکتا۔ میری تقریر سے پہلے انہوں نے کہا اگر آپ نے قادیانیوں کے خلاف تقریر کی..... تو ہمیں نوٹس آجائے گا..... اور نقصان ہو جائے گا۔ میں نے کہ نوٹس ووٹس کو میں نہیں جانتا ہوں..... مجھے تم نے اجازت دی ہے۔ میں قادیانیوں کے خلاف تقریر کروں گا۔ اس نے کہا جی پھر ہم تبلیغ نہیں کرنے دیں گے، میں نے کہا، تمہارا باپ بھی نہیں روک سکتا۔ میں یہاں آگیا ہوں..... اب نہیں رکوں گا۔ میں نے کوئی چندہ

تم سے نہیں مانگا۔ اسلام کی بات ہے۔ جب مجھے پتہ چل گیا کہ یہاں قادیانی تبلیغ کر رہا ہے..... تو میں قادیانی کے خلاف تقریر کرنا..... اپنا ایمان سمجھتا ہوں، تاکہ میں امت کے ایمان کو بچاؤں، میں اسلام کی اس امانت کو آپ کے سپرد کروں۔

چنانچہ پھر ہم وہاں چلے گئے، مسجد میں پہنچے اور میں نے وہاں پر تقریر کی۔ لوگ ڈرتے تھے، ایک دوسرے کی طرف دیکھتے تھے کہ یار یہاں کوئی نہ بول اٹھے!! کہتے تھے یار قادیانی تو یہاں بھی نماز پڑھنے آتے ہیں، تو میں نے کہا تم سب لوگ جتنے بھی یہاں بیٹھے ہو..... چاہے تمہاری ڈاڑھی ہے یا نہیں..... ہر شخص سن لے، میں تبلیغ کر رہا ہوں..... اللہ کا فریضہ تم تک پہنچانا چاہتا ہوں..... میں نے کہا یہ مسجد!..... اس میں مولانا لعل حسین اختر آئے تھے، اور انہوں نے آکر قادیانی سے مسجد چھینی تھی، اب اسی مسجد میں دوبارہ قادیانی آئے ہیں؟ تمہاری غیرت سو گئی ہے؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا اگر تم نے قادیانیت کے خلاف کام نہ کیا، تو آج میں اعلان کرتا ہوں تمہاری کوئی نماز نہیں..... کوئی روزہ نہیں..... کوئی حج نہیں..... کوئی زکوٰۃ نہیں۔ جس کا ایمان کمزور ہے..... جس کا ایمان نہیں..... جس کا عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہیں..... جو رسول اللہ کی عزت و ناموس پر کٹ مرنا نہیں جانتا..... اس کی کوئی عبادت نہیں..... تم جھوٹ بولتے ہو..... تمہارا فراڈ ہے یہ سارا..... کوئی نماز بھی تمہاری میں نہیں مانتا۔

اب جو میں نے تقریر کی..... وہ سارے میرے خلاف ہو گئے، کہنے لگے یار یہ اچھا مولوی آیا۔ یہاں تو کئی اور بھی آتے ہیں تو ہم جس طرح کہتے ہیں، اسی طرح کرتے ہیں، میں نے کہا ایسے نہیں ہو گا..... آپ ہمیں نہیں جانتے..... ہم نے آپ سے کوئی فائدہ نہیں لینا۔ جو دین کی بات ہے، اس بات کو میں ببانگ دہل کروں گا، چاہے اٹھا کر مجھے سمندر میں پھینک دو..... لیکن میں قادیانی کے خلاف بات کروں گا۔ یہ فرض ہے، آپ کا بھی فرض ہے اور قادیانیت یہاں بھی اجتماع کرتے ہیں قادیان میں اور افریقہ کے وہ ممالک..... جہاں علماء بھی نہیں پہنچے، دیندار نہیں پہنچے، وہاں تبلیغ کرتے ہیں۔ لیکن اللہ کا فضل ہے، کہ وہاں اگر کوئی مولوی نہیں پہنچا..... تو تبلیغی

جماعت ضرور پہنچ گئی ہے۔ ماشاء اللہ! اور ان لوگوں نے وہاں تبلیغی جماعت کے ساتھیوں نے ختم نبوت کے پرچم کو بلند کیا ہے۔ اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور یہ ہر مسلمان کا فرض ہے، ایک آدمی کا نہیں۔ سب لوگ مبلغ ہیں، سب لوگوں پر فرض ہے۔

و آخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین o

☆☆☆

نوٹ:۔

یہاں سے آگے حضرت فاروقی شہیدؒ نے ترتیب کے مطابق معراج اور صحابہ کرامؓ کے سارے میں جو تفصیلات بیان کی تھیں۔ وہ علیحدہ تقاریر میں آچکی ہیں، تکرار سے بچنے کیلئے باقی تقریر حذف کی جارہی ہے..... سعد

میرے پیغمبر یتیم پیدا ہوئے، میں یتیموں کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ یتیمی پر ایک واقعہ سنا کر آگے چلتا ہوں، سلیمان ابن ربیع بغداد کے ایک بہت بڑے پیسے والے..... سردار تھے..... بغداد کے ایک گاؤں میں رہتے تھے..... ستر آدمیوں کا ایک قافلہ تیار کیا۔ حج پر جانے کے لیے..... کہ حج پر چلتے ہیں۔ اپنے گھر سے سواریاں تیار کر کے نکلے..... آٹا اور سامان تیار کر کے نکلے..... اور جس وقت بغداد پہنچے تو مسافروں نے کہا کہ کچھ سامان باقی رہ گیا ہے، وہ خرید لیں۔ سلیمان ابن ربیع ان کے امیر تھے..... ایک دن سامان خریدنا تھا، اگلے دن قافلے نے جانا تھا..... ایک جگہ پر قافلے نے پڑاؤ ڈالا، سلیمان ابن ربیع کہتے ہیں کہ میں بغداد کے ایک بازار سے گزر رہا تھا، میں نے کیا دیکھا کہ ایک بازار کے کونے میں ایک مردار پڑا ہوا ہے۔ مردہ جانور! اور ایک جوان عورت اسی مردہ جانور کے جسم سے گوشت کا ٹکڑا کاٹ رہی ہے..... میں اس کو دیکھنے لگا کہ یہ عورت کون ہے، میں دیکھتا رہا، اس نے ایک برتن میں اس کے گوشت کے ٹکڑے ڈالے اور لے کر چل پڑی..... میں سوچتا رہا کہ یہ تو مردار ہے، یہ تو حرام جانور ہے، اس کے گوشت کے ٹکڑے عورت لے کر جا رہی ہے، میں اس عورت کے پیچھے چل پڑا۔ سلیمان ابن ربیع کہتے ہیں کہ بغداد کا شہر ختم ہو گیا..... جنگل میں عورت چلی گئی..... میں پیچھے چلا گیا..... میں کیا دیکھتا ہوں کہ جنگل میں ایک مکان ہے، اس کی چھت نہیں ہے..... اس کے اندر الماریوں کے نشانات ہیں..... بڑی عجیب بات ہوئی کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کیا دیکھا کہ عورت مکان میں داخل ہو گئی اور آگ جلائی اس پہ وہ برتن رکھا، اس میں گوشت ڈالا..... پانی ڈالا..... اور آگ جلنے لگی..... تین چار لڑکیاں اس میں موجود تھیں، جب وہ گوشت لے کر وہاں پہنچی تو لڑکیاں اس کے جسم سے چمٹ گئیں، میں دیکھتا رہا، جب اس عورت نے وہ حرام کا گوشت..... اس برتن میں ڈال کر پکانا شروع کر دیا تو سلیمان کہتے ہیں مجھ سے رہا نہ گیا..... میں نے کہا بہن تجھے کیا ہو گیا، تو کیا کرتی ہے کہ یہ مردار جانور کا گوشت لا کر یہاں پکاتی ہے؟ سلیمان کہتے ہیں اس عورت نے منہ نیچے کر کے پردے کی حالت میں مجھے کہا۔ اے بزرگ تجھے کیا پتہ ہے

ہم کتنی تکلیفوں میں پریشان ہیں..... میں کتنے دکھوں میں ہوں.....؟ سلیمان کہتے ہیں میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ وہ کہنے لگی میں بغداد کی ایک سید زادی ہوں اور میرا خاندان فلاں جنگ میں شہید ہو گیا، اور یہ میری چار یتیم بچیاں ہیں..... انہوں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا، آج جب صبح تڑپ تڑپ کر انہوں نے رو رو کر مجھے پریشان کیا تو میں نے کہا، میں سید زادی ہوں..... میں کسی کے دروازے پہ ہاتھ کیسے پھیلاؤں..... میں بازار میں نکلی اور وہاں جا کر ایک مردار جانور کا گوشت کاٹا اور برتن میں ڈال دیا اور چولہے پہ چڑھا دیا تاکہ ان بچیوں کے پیٹ تو پال سکوں، تم مجھے تنگ کرتے ہو..... میرے پاس تو کھانے کیلئے کچھ نہیں میں یتیم بچیوں کا پیٹ کیسے پالوں؟ سلیمان ابن ربیع کہتے ہیں میری چیخ نکل گئی، میں نے کہا بہن ذرا ٹھہر جا..... وہ ٹھہر گئی، تھوڑی دیر کے بعد میں وہاں سے چلا، میں اپنے قافلے میں آیا..... میں نے قافلے والوں سے کہا کہ میرے حج کے سفر کا سارا سامان نکال دو..... میں نے سارا سامان نکالا، کئی بوریاں گندم کی تھیں، کچھ پیسوں کا سامان بھی تھا، میں نے اپنے بھائی سے کہا۔ ایک سید زادی ہے..... اس کی یتیم بچیاں ہیں میں ان کی کفالت کرنا چاہتا ہوں، بھائی نے کہا روز روز حج نہیں ہوتے، روز روز مدینے کا سفر نہیں ہوتا، روز روز مکے کا سفر نہیں ہوتا، نے کہا یہ سفر میں بعد میں کر لوں گا لیکن میرے محمدؐ کے خاندان کی بچیاں یہاں بغداد کی گلیوں میں یتیم ہوں اور ان کو کھلانے والا کوئی نہ ہو.....؟ بتاؤ میں رسول اللہ کو کیا جواب دوں گا..... اس نے وہ سارے اونٹ اور سارے جانور وہاں سے ہنکائے..... اس جنگل میں لے آیا..... وہاں آٹا گوندھا اور آٹا گوندھ کر ان کو کھانا کھلانا شروع کر دیا۔ کچھ سامان دے دیا، جتنے پیسے بچے وہ پیسے آدھے اس عورت کو دے دیے اور پھر کہا میں فلاں بلڈنگ میں رہتا ہوں..... جب پیسے ختم ہو جائیں تم میرے پاس آ جانا، اس عورت نے کہا میں نہیں آؤں گی..... اس نے کہا اچھا، روزانہ دوسرے تیسرے دن میں تیرے پاس آیا کروں گا، میں تیری نوکری کروں گا، میں تیری چاکری کروں گا، قافلے والوں سے کہا..... اب تم چلے جاؤ..... قافلہ چلا گیا، سلیمان ابن ربیع وہیں بغداد میں رہ گئے،

قافلہ چلا گیا، سلیمان کے ذہن میں خیال آیا کہ اب میں واپس اگر لوٹ جاتا ہوں..... لوگ کہیں گے، تو تو حج کرنے گیا تھا، کہنے لگے..... چلو، دو تین مہینوں کی بات ہے..... لوگ حج کر کے واپس آئیں گے، میں اسی قافلے کے ساتھ واپس چلا جاؤں گا، وہاں بغداد میں ٹھہر گئے، دو مہینے گزر گئے، ان بچیوں کی کفالت کرتے رہے، اور اس کے بعد جب دو مہینے کے بعد حج سے قافلہ واپس پہنچا تو سلیمان ابن ربیع ان کے ساتھ مل گئے، سلیمان ابن ربیع نے ان سے پوچھا قافلے والوں سے پوچھا، حج کیسے کیا؟ کیسے واقعہ پیش آیا..... تو ان لوگوں نے کہا سلیمان تو ہم سے مذاق کرتا ہے، تو انہوں نے کہا کیسے مذاق کرتا ہوں، لوگوں نے کہا تو بھی تو حج میں ہمارے ساتھ تھا..... اس نے کہا میں تو یہاں تھا، انہوں نے کہا نہیں، پیدا کرنے والے رب کی قسم ہے کہ جب کعبے کا ہم نے طواف کیا اس وقت بھی تو ساتھ تھا..... جب ہم مدینہ پہنچے اس وقت بھی تو ساتھ تھا، جب رسول اللہ کے روضے پہ سلام پڑھا، اس وقت بھی تو ساتھ تھا..... اس نے کہا میں تو یہاں تھا..... سب میرے گواہ ہیں..... قافلے کے ستر آدمیوں نے کہا ہم قرآن اٹھا کر کہتے ہیں..... ہر جگہ پر تو ہمارے ساتھ تھا..... تو تو کہتا ہے میں نہیں تھا..... سلیمان کہتے ہیں میں رات کو سو گیا، حضورؐ کی خواب میں زیارت ہوئی، حضورؐ نے فرمایا اے سلیمان! جب میرے خاندان کی یتیم بچیوں کی کفالت تو نے شروع کی اللہ نے تیری شکل کا ایک فرشتہ ان حاجیوں کے ساتھ لگا دیا۔ جس نے جا کر کعبہ کا طواف بھی کیا..... میرے روضے پہ سلام بھی پڑھا..... اور اب قیامت کی صبح تک وہ فرشتہ تیری طرف سے حج کرتا رہے گا۔

وحدة المسلمين

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به
ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات
اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له
ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له ولا نظير له ولا
وزير له ولا مشير له ولا معين له وصل على سيد الرسل
وخاتم الانبياء ○ المبعوث الى كافة للناس بشيرا ونذيرا
وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا ○
وقال الله تبارك وتعالى فى الكلام المجيد والفرقان
الحميد ○ وما ارسلنك الا رحمة للعالمين ○
صدق الله مولانا العظيم وصدق رسوله النبى الكريم
ونحن على ذالك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله
رب العالمين ○

میرے واجب الاحترام قابلِ صد احترام کراچی کے غیور نوجوانو اور دوستو

آج کا یہ عظیم الشان پروگرام جو پیغمبر انقلاب کانفرنس کے نام سے معنون ہے اور آج ۱۱ ربیع الاول کو برنس روڈ کے اس عظیم الشان علاقے میں، منعقد ہو رہا ہے سپاہ صحابہؓ کراچی ڈویژن کی طرف سے یہ تاریخ ساز پروگرام اپنی مثال آپ ہے۔ حضور سرور کائناتؐ کی شان اقدس اور عظمت اس قدر بلند ہے کہ کوئی شخص اس کا حق ادا کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا حضورؐ کی سیرت کا عنوان کہاں سے شروع کیا جائے۔ آپ کی سیرت کے بیشمار پہلو ہیں ایک یہ کہ حضورؐ کی شان میں اپنی طرف سے بیان کروں اور ایک یہ کہ حضورؐ کی شان کوئی امام، کوئی خطیب کوئی پیشوا بیان کرے، میں چاہتا ہوں کہ آج آپ کے سامنے حضورؐ کی وہ شان بیان کروں جو عرش والے خدا نے بیان کی ہے۔

تمام جہانوں کیلئے رحمت

حضورؐ کی شان لامتناہی کمالات رکھتی ہے، حضورؐ کی عظمت اور تقدس لا محدود ہے قرآن پاک میں ہر صفحے پر، ہر سورۃ میں، ہر رکوع میں حضورؐ کی شان کا تذکرہ ہے جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور کی شان کا ،ایک نہایت انوکھا اور نرالہ عنوان بیان کیا ہے قرآن کہتا ہے:۔

وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

"اے پیغمبرؐ ہم نے تجھے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا

ہم نے تجھے ایک علاقے کے لئے نہیں.....ایک بستی کے لئے نہیں.....ایک شہر کے لئے نہیں.....ایک ملک کے لئے نہیں..... ایک قوم کے لئے نہیں.....ایک دور کے لئے نہیں۔

بلکہ فرمایا دنیا میں جتنے جہان ہیں.....ہر جہان کے لئے تو نبی ہے

ہر جہان کے لئے تو رہبر و رہنما ہے

ہر جہان کے لئے تو پیغمبر ہے

ہر جہان کے لئے تو ہدایت ہے

ہر جہان کی عظمت تیرے پاس ہے

ہر جہان کا تقدس تیرے قدموں سے وابستہ ہے

ہر جہان کی کامیابی تیرے ساتھ وابستہ ہے

میرے پیغمبر کو اللہ نے فرمایا:۔..... "وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ "٥

اے پیغمبر تو ایک جہاں کا نہیں، عالم عقبیٰ کے لئے رحمت ہے

عالم دنیا کے لئے تو رحمت ہے .....!

عالم حیوانات کے لئے تو رحمت ہے .....!

عالم جمادات و نباتات کے لئے تو رحمت ہے .....!

عالم انسانیت کے لئے تو رحمت ہے .....!

تحت الثریٰ کے لئے تو رحمت ہے .....!

عرش معلیٰ کے لئے تو رحمت ہے .....!

فرشتوں کے لئے تو رحمت ہے .....!

جوانوں کے لئے تو رحمت ہے .....!

عورتوں کے لئے تو رحمت ہے .....!

لڑکیوں کے لئے تو رحمت ہے .....!

جانوروں کے لئے تو رحمت ہے .....!

ساری کائنات کے ایک ایک ذرے کے لئے،.....ایک ایک علاقے کیلئے.....ایک ایک بستی کے لئے،.....اے پیغمبرؐ تو رحمت ہے۔

تو جہانوں کے لئے ہے کیوں؟ اس لئے کہ جو کتاب تجھے دی گئی وہ بھی جہانوں کے لئے،..... نبی بنا کر تو بھیجا گیا تو بھی جہانوں کے لئے.....اور میں رب ہوں میں بھی جہانوں کے لئے اے پیغمبر میں رب العلمین ہوں،..... قرآن ہدی اللعالمین ہے اور تو رحمت اللعالمین ہے.....نہ کوئی تیری مثال ہے نہ قرآن کی مثال ہے، نہ پروردگار کی

مثال ہے۔

رحمت کے معنی

فرمایا:۔ "وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ "٥

"اے پیغمبرؐ ہم نے تجھے جہانوں کے لئے رحمت بنایا"

دنیا میں جتنے بھی جہان ہیں ہر جہان کے لئے تو رحمت ہے سوال یہ ہے کہ رحمت کا معنی کیا ہے.....؟ رحمت کہتے کس کو ہیں.....؟ رحمت کی تھیوری کیا ہے رحمت کی فلاسفی کیا ہے؟ رحمت کی حقیقت کیا ہے.....؟ رحمت کہتے کس کو ہیں.....؟ رحمت کی اصلیت کیا ہے.....؟ یہ بات قابل غور ہے، عربی لغت کی جتنی بھی کتابیں آج تک چھپی ہیں۔ رحمت کا معنی ایک ہی طرح کا ہے رحمت کا معنی رحمت ہے..... رحمت کا معنی رفعت ہے..... رحمت کا معنی چین ہے..... رحمت کا معنی سکون ہے..... رحمت کا معنی دکھوں میں کسی کا علاج ہے..... رحمت کا معنی جہالت میں علم کی روشنی ہے..... رحمت کا معنی عظمت ہے..... رحمت کا معنی بلندی ہے..... رحمت کا معنی دکھوں میں اچھائی ہے۔

کائنات ساری جب شرک سے اٹ گئی تھی۔ کائنات میں شرک کا اندھیرا تھا اس میں جو روشنی پھیلی اسے رحمت کہا گیا اور جس وقت گناہ ساری دنیا میں پھیل جائے تو گناہ کے مقابلے میں نیکی کا پھیلنا رحمت ہے۔

ظلم ساری دنیا میں پھیل جائے۔ وہاں عدل کا آنا رحمت ہے۔

ساری کائنات میں برائی ہو، وہاں اچھائی کا آنا رحمت ہے۔

ساری دنیا میں ظلم ہو وہاں عدل کا آنا رحمت ہے۔

ساری کائنات اندھیروں میں ڈوب جائے وہاں روشنی کا آنا رحمت ہے۔

مزدور کو حقوق مل جائیں یہ رحمت ہے۔

محنت کش بھوکا مر رہا ہے اسے روٹی مل جائے یہ رحمت ہے۔

ایک آدمی ننگا ہو اس کو کپڑا مل جائے یہ رحمت ہے۔

ایک شخص مریض ہے اس کا علاج ہو جائے یہ رحمت ہے۔
ایک آدمی جاہل ہے اس کو تعلیم مل جائے یہ رحمت ہے۔

میرے بھائیو! یہ ساری چیزیں رحمت کیوں ہیں؟ اس لئے کہ ہر چیز کا علاج محمد مصطفیٰ کے قدموں سے وابستہ ہے..... تعلیم نبی کے قدموں میں،..... علاج نبی کے قدموں میں،..... مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری کا ادا کرنا نبی کے قدموں میں،..... شرک کو دور کر کے توحید کا چراغ جلانا نبی کے قدموں میں،..... رسالت کو عام کرنا نبی کے قدموں میں،..... قرآن کو دنیا میں پھیلانا نبی کے قدموں میں..... دنیا میں ہر دکھ کا علاج میرے نبی کی رحمت ہے..... ہر پریشانی کا علاج میرے نبی کی رحمت ہے..... ہر بے چینی کا علاج میرے نبی کی رحمت ہے..... ہر کفر کا علاج میرے نبی کی رحمت ہے..... شرک ہے تو مقابلے میں رحمت ہے..... کفر ہے تو مقابلے میں رحمت ہے..... دکھ ہے تو مقابلے میں رحمت ہے..... پریشانی ہے تو مقابلے میں رحمت ہے..... پوری کائنات میں جتنی برائیاں ہیں ان کے مقابلے میں جو جو نیکی ہے وہ سب کچھ میرے نبی کی رحمت ہے، اندھیرا پھیل گیا ہو روشنی کی ضرورت ہو تو میں کہوں گا یہ میرے نبی کی رحمت ہے۔

جگن ناتھ آزاد کا خراج تحسین

تجھے یقین نہیں آتا تو آ ایک ہندو شاعر "جگن ناتھ آزاد" کے دروازے سے پوچھیں کہ رحمت کی کیفیت کیا ہے

توجہ کیجئے "جگن ناتھ آزاد" کہتا ہے کہ:۔

وہی یونان کہلاتا تھا جو تہذیب کی دنیا
وہی روئے زمیں پر آج تھا تخریب کی دنیا
یہ تحقیق و تجسس کا جہاں تھا آج ویرانا
فلاطوں کی خرد، سقراط کی دانش تھی افسانہ
غرض دنیا میں چاروں سمت اندھیرا ہی اندھیرا تھا

نشان نور گم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا
کہ دنیا کے افق پر دفعتاً سیلاب نور آیا
جہانِ کفر و باطل میں صداقت کا ظہور آیا
حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا نذیر آیا
شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے وہ فقیر آیا
مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلین آیا
سحاب رحم بن کر رحمۃ اللعالمین آیا

حضورؐ کی آمد سے پہلے کی کیفیت

میرا رسولؐ..... میرا پیغمبرؐ..... میرا مرشد..... مقصود کائنات محمد رسول اللہؐ جب دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے، عورت کی کیا کیفیت تھی؟ مزدور کی کیا حالت تھی؟ کسان کی کیا حالت تھی؟ عورت کو وراثت کا کوئی حصہ نہیں ملتا تھا، عورت کے مخصوص ایام میں وہ گھر میں نہیں رہ سکتی تھی عورت کو جنگلوں میں لوگ باندھ دیتے تھے، عرب کے اندر رواج تھا کہ بچی پیدا ہوتی، اس کو زندہ دفن کیا جاتا تھا اور قیصر اور کسریٰ میں رواج تھا کہ لڑکی جوان ہوتی اسے دکانوں پر شوکیسوں میں کھڑا کر کے بری خواہشات کا نشانہ بنایا جاتا،..... ایسے وقت میں، جب عورت بازار کی جنس رہ گئی تھی ..... ایسے وقت میں کہ بچی پیدا ہوتی ہو اسے زندہ دفن کر دیا جاتا ہو..... ایسے وقت میں جب عورت کو وراثت کا کوئی قانون نہ ملتا ہو عورت کی کوئی حیثیت متعین نہ تھی..... عورت استعمال شدہ کپڑے کی طرح ایک چیز تھی..... عورت جنسی خواہشات کی علامت تھی..... عورت خواہشات نفسانی کا ایک مرکز بن کر رہ گئی تھی اور عورت سے سواء ہوس کے اور اس کا کوئی کام نہ تھا،، آج پوری دنیا یورپ..... مستشرکین یورپ اور پوری کائنات کہتی ہے کہ اسلام نے عورت کو اندر بند کر کے رکھ دیا۔

آؤ میں تمہیں چودہ صدیوں سے بھی پہلے قیصر اور کسریٰ کی کیفیت بتانا چاہتا ہوں کہ بازاروں میں کھڑی کر کے عورت کی بولیاں لگتی تھیں اس کے حسن کو لوگ

دیکھ کر بری خواہشات کا نشانا بنانا چاہتے تھے اور بچی پیدا ہوتی تو عرب میں اسے زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، اندھیرا تھا، عورت کے لئے کوئی زندگی نہ تھی، عورت کے لئے کوئی آسرا نہ تھا، عورت کا دنیا میں سہارا نہ تھا عورت کے لئے کوئی کرن نہ تھی عورت کے لئے سامنے کوئی روشنی نہ تھی عورت کے لئے کوئی چیز بھی دنیا میں نہ تھی۔

عورت کی چار حیثیتیں

میرے بھائیو!..... ایسے وقت میں دنیا کا سب سے بڑا سردار مَحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دنیا میں تشریف لائے میرے رسولؐ نے فرمایا اور دنیا کے لوگو عورت کو عار سمجھنے والو عورت کی چار حیثیتیں ہیں:

(۱) پہلی حیثیت ہے عورت اگر تیری بیٹی ہے تو تیری عزت ہے

(۲) عورت اگر تیری بہن ہے تو تب بھی تیری آبرو ہے

(۳) عورت اگر بیوی ہے تو اس کا خرچہ تیرے ذمہ واجب ہے

(۴) اور عورت اگر تیری ماں ہے تو اس کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔

جنت کی تلاش میں ساری کائنات، ماری ماری پھر رہی ہے۔

۸۰ سال کی عبادت بزرگ کرتا ہے کہ مجھے جنت مل جائے۔

قطب عبادت کرتا ہے کہ مجھے جنت مل جائے۔

ابدال عبادت کرتا ہے کہ مجھے جنت مل جائے۔

لیکن چودہ سو سال پہلے اسی جنت کو ماں کے قدموں کے نیچے میرا پیغمبرؐ قرار دے چکا ہے جو عورت خواہشات نفسانی کی چیز تھی..... اسی عورت کے قدموں کے نیچے جنت بتانے والا وہ میرا پیغمبرؐ ہے جو عورت کے لئے رحمت کا پیامبر بن کر آیا۔

عورت زندہ درگور

میرے بھائیو! توجہ کیجئے..... عربوں میں رواج تھا کہ بچیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا مکے میں بھی رواج تھا..... تاجدار رسالتؐ کی محفل میں ایک شخص آیا اور آکر

کہنے لگا یا رسول اللہ مجھے معافی مل سکتی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا میرا بہت بڑا گناہ ہے..... آسمانوں سے بھی بڑا گناہ..... زمین سے بھی بڑا گناہ..... مجھے معافی مل سکتی ہے؟

حضورؐ نے فرمایا تو نے زنا کیا ہے.....؟ اس نے کہا زنا سے بھی بڑا گناہ۔

حضورؐ نے فرمایا تو نے شراب پی ہے.....؟ اس نے کہا شراب سے بھی بڑا گناہ۔

حضورؐ نے فرمایا تو نے جوا کھیلا.....؟ اس نے کہا اس سے بھی بڑا گناہ۔

حضورؐ نے فرمایا کون سا ایسا گناہ ہے جو آسمانوں سے بھی بڑا ہو زمین سے بھی بڑا ہو کائنات سے بھی بڑا ہو، تو اس شخص نے کہا اے اللہ کے رسولؐ میں ابو جہل کا پیروکار تھا..... میں ابو جہل کا ماننے والا تھا میرے علاقے میں بھی یہ دستور تھا کہ بچی پیدا ہو جاتی تو اسے زندہ دفن کر دیا جاتا۔ میرے گھر میں کوئی اولاد نہ تھی، چودہ سال بیت گئے ، چودہ سال کے بعد ایک بچی پیدا ہوئی..... تو میری بیوی نے کہا یہ اولاد پہلی ہے ہم اس کو زندہ دفن نہیں کریں گے حالانکہ قبیلے کے سردار کا علان تھا، ابو جہل کا علان تھا کہ بچی کو دفن کر دیا جائے کہیں بڑی ہو کہ اس کو کوئی لینے نہ آ جائے..... کوئی ہمارا داماد نہ بن جائے..... کوئی ہمارا ناک کاٹنے والا نہ آ جائے،..... تو میں نے فیصلہ کیا کہ بچی کو زندہ دفن نہیں کروں گا..... دو سال بیت گئے ، تین سال ، چار سال..... بچی بھاگنے دوڑنے لگی بچی ہمیں بہت زیادہ پیاری لگتی تھی..... میں گھر جاتا بچی میرے سینے سے چمٹ جاتی تھی..... میری ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی تھی۔

برنس روڈ کراچی کے مسلمانو جن کے گھروں میں بچیاں جوان ہوتی ہیں ان کو پتا ہے کہ باپ کی بیٹیوں سے کتنی محبت ہے اور بیٹیوں کو ماں باپ سے کتنا پیار ہوتا ہے اسی طرح یہ چار پانچ سال کی بچی روزانہ باپ کے سینے سے چمٹ جاتی ہے لیکن ایک دن مکہ کے چوک میں ابو جہل نے میرا گریبان پکڑ لیا..... اس نے کہا، تیرے گھر میں بچی ہے اور تو اس کو دفن نہیں کرتا..... آج ہی میری پولیس آئے گی اور اسے دفن کر دے گی..... میں نے وعدہ کر لیا میری کل کو کہیں ناک نہ کٹ جائے..... میں گھر آیا میں نے

نیت کرلی ارادہ کرلیا کہ آج میں بچی کو زندہ دفن کرڈالوں گا..... آج میں اس کو تہہ تیغ کردوں گا آج میں اپنی آنکھوں سے جدا کروں گا..... میں نے فیصلہ کیا میں نے اس کی ماں کو نہیں بتایا صرف یہ کہا کہ اس کو تیار کردے اس کے ماموں کے پاس لے جاؤں گا اسے وہاں چھوڑ آؤں گا، ابو جہل کے کہیں جلاد آکر اس کو ذبح نہ کرڈالیں سر اس کی ماں نے تیار کر دیا اسے دوپٹہ پہنایا اس کے کپڑے بدلے، اس کو غسل کرایا اس کی آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ میں جب چلنے لگا تو بچی کو میں نے اپنے ہاتھوں میں اٹھایا اور سینے پر رکھا اٹھا کر لے جانے لگا۔ ایک کدال اور رسی وہ دروازے کے پاس تھی وہ بھی میں نے اٹھائی اس کی ماں کو پتا نہ چلا وہ سمجھتی رہی کہ میرے بھائی کے پاس یعنی اس کے ماموں کے پاس لے جایا جارہا ہے لیکن میرے دل میں برائی تھی میں بچی کو اٹھا کر جنگل میں لے گیا تو بچی کہتی ہے ابا جان اس علاقے میں تو میرے ماموں کا گھر نہیں ہے..... وہ پریشان ہوگئی میں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا وہ خاموش ہوگئی۔ پہاڑ کے دامن میں میں نے اس کی قبر کھودنا شروع کردی میں قبر کھودتا تھا اور وہ بچی کہتی تھی ابا جان کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا خاموش ہو جاؤ وہ خاموش ہوگئی جب میں قبر کھود رہا تھا اس کو نہیں پتا تھا کہ یہ گڑھا میرے لئے کھودا جارہا ہے اس بچی نے اپنے دوپٹے میں وہ مٹی ڈالی اور میرے ساتھ وہ گڑھا کھودنے میں مددگار ہوگئی..... تھوڑی دیر کے بعد اسی بچی کو اٹھا کو جب میں نے اس گڑھے میں رکھا تو وہ بچی رو پڑی اور رو کر کہنے لگی ابا جان اگر اسی طرح مجھے زندہ دفن کرنا تھا گھر میں بتادیتے میں اپنی اماں کو آخری سلام تو کر کے آ جاتی، جب یہاں تک وہ پہنچا تو رسول اللہ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، سارے صحابہ کرامؓ رو پڑے..... کیوں رو پڑے؟ میرا پیغمبر کیوں رویا..... اس لئے کہ

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ"○

میرا پیغمبرؐ تو رحمت کا پیامبر تھا اس کی آنکھوں سے موتیوں کی طرح آنسو بہہ رہے تھے..... وہ آدمی کہتا جارہا تھا کہ اے پیغمبرؐ اس بچی کو اٹھا کر جب میں گڑھے میں رکھنے لگا..... بچی رو پڑی، میں نے اس کی پکار کو نہیں دیکھا..... میں اس کو رکھنے لگا تو

بالآخر وہ بچی کہتی ہے ابا جان مجھے چھوڑ دے میں ساری زندگی تیرے گھر نہیں آؤں گی میں ساری زندگی اس علاقے میں نہیں آؤں گی میں جنگلوں میں وقت گذار کر اپنا گذارہ کر لونگی،..... تیرے گھر میں میرا جرم تو کوئی نہیں میرا قصور تو کوئی نہیں میں نے کبھی تیرے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی،..... وہ چیختی رہی، لیکن میرے دل میں ابو جہل کا ڈر تھا..... میں نے بچی کو قبر میں ڈال دیا اور اس کے سینے پہ ایک ریت کا تودہ رکھا اور اس کی آواز ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی۔

اے دنیا کے سردار اے رحمتِ دو عالم میں آج تیرے دروازے پہ آیا..... ہوں کیا میرا یہ گناہ معاف ہو سکتا ہے..... جس دن سے اس بچی کو میں نے گڑھے میں رکھا اس دن کے بعد روزانہ خواب میں بچی مجھے ملتی ہے اور میرے سامنے کہتی ہے ابا جان قیامت کا دن ہو گا اللہ کی عدالت ہو گی میرا ہاتھ ہو گا تیرا گریبان ہو گا..... اے اللہ کے نبیؐ آج چالیس دن ہو گئے مجھے نیند نہیں آئی..... میرا پیغمبرؐ ان کی باتیں سن کر رو رہا ہے..... صحابہؓ رو رہے ہیں..... نبیؐ کی آنکھوں سے موتیوں کی طرح آنسو جھڑ رہے ہیں میرے رسولؐ نے فرمایا "او نوجوان تو نے بڑا ظلم کیا..... تو نے عرش ہلا دیا..... تو نے زمین ہلا دی..... تو نے پہاڑ ہلا دیئے..... تجھے ترس نہیں آیا..... جب وہ بچی روتی تھی..... تو نے ہاتھ کیوں نہیں روکا جب تو نے اس کو قبر میں اتارا..... وہ رو رہی تھی..... تو نے ہاتھ کیوں نہیں روکا، جب تو نے اس کے سینے پر پتھر رکھا تجھے ترس نہیں آیا..... وہ معصوم جان تڑپتی رہی تو ظلم کرتا رہا..... لیکن یاد رکھ میں رحمۃ اللعلمین ہوں اگر آج سچے دل سے تو توبہ کر کے میرا کلمہ پڑھے گا میں اتنی بڑی رحمت لے کر آیا ہوں کہ وہ رحمت اس گناہ سے بہت بڑی ہے..... اس زیادتی سے بہت بڑی ہے..... اتنی بڑی رحمت لایا ہوں کہ سچے دل سے کلمہ پڑھے گا تو میں اس گناہ پہ بھی معافی کی چادر ڈال دوں گا..... اور یہ یاد رکھ آئندہ قیامت تک کے لئے میری امت میں جو شخص دو بچیوں کی تربیت کر کے جوان کر کے ان کی اچھی طرح شادیاں کرے گا میں محمد اس کیلئے جنت کا اعلان کرتا ہوں اس لئے کہ ان عورتوں اور بچیوں کے لئے جو بے گناہ

تمہاروں میں اتاروی گئیں میں محمدؐ ان کے لئے بھی رحمت کا پیامبر بن کر آیا ہوں"۔

جانوروں کیلئے بھی رحمت

میرے بھائیو!....."وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ"۝

"اے پیغمبر ہم نے تجھے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا"

ایک جہان کے لئے نہیں سارے جہانوں کے لئے۔ کہ میرے رسول کے دروازے پر ایک اونٹ نے آکر سر رکھا، صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ یہ اونٹ کیا کہتا ہے تو حضورؐ نے فرمایا یہ اونٹ اپنے مالک کی شکایت کر رہا ہے یہ کہتا ہے کہ مجھے چارہ تھوڑا ڈالا جاتا ہے کام زیادہ لیتے ہیں تو حضورؐ نے مالک کو بلا کر کہا کہ آئندہ تجھے تھوڑا چارہ ڈالنے کی اجازت نہیں، جتنا کام چارہ اتنا ہی ڈالو.....اب تم بتاؤ، اس جانور کے لئے بھی میرا پیغمبرؐ رحمت کا پیامبر بن کر آیا کہ نہیں آیا.....؟

مزدوروں کے لیے رحمت

میرے رسولؐ کی بعثت کے وقت مزدور کے لئے کوئی قاعدہ قانون نہ تھا لیکن میرا پیغمبرؐ جب دنیا میں آیا میرے رسولؐ نے دنیا میں پیغام اپنا پہنچانا شروع کیا تو میرے رسولؐ نے مزدور کے بارے میں جو اعلان کیا وہ بھی بڑا قابل غور ہے میں نے رات انار کلی بازار لاہور کے جلسے میں بھی کہا یہاں بھی کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی انسان محمد رسول اللہؐ سے زیادہ مزدور کا حامی نہیں محنت کشوں کا حامی نہیں..... فیکٹریوں کے مزدور اور ملوں کے مزدور و اسٹیل مل کے مزدور اور کارخانوں کے مزدور و محنت کشو..... آؤ میں ساری کائنات کے سردار کے دروازے پر تمہیں لے چلوں، کہ میرے رسولؐ کی عدالت میں لوگ مصافحہ کر رہے ہیں، حضورؐ نے ایک شخص سے مصافحہ فرمایا اور آپؐ نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں نشانات ہیں اس کے ہاتھ میں گٹے پڑے ہوئے ہیں، حضورؐ نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور پکڑ کر فرمایا اے نوجوان تیرا نام کیا ہے اس نے کہا، میرا نام سعید انصاری ہے حضورؐ نے فرمایا تیرے ہاتھوں میں نشان کیسے ہیں تو اس نے

کہا میں پتھروں پر ہتھوڑا چلاتا ہوں یعنی پتھر توڑ کر مزدوری کماتا ہوں اور اپنا پیٹ پالتا ہوں، تو میرے رسولؐ نے فرمایا دنیا کے لوگو سب سے بہتر کمائی اسی کی ہے اور یہ کہہ کر میرے پیغمبرؐ نے اس مزدور کا ہاتھ چوم لیا..... میں نے کہا آؤ.....!!! لینن سے پوچھو، انجلس سے پوچھو اور برطانیہ کے چرچل سے پوچھو، شیخ سے پوچھو، روس اور بیدرگ سے پوچھو، مارکس سے پوچھو کتنے بڑے بڑے فرمان اور کتنے بڑے بڑے مصلح مربی رفارمر دنیا میں آئے، لیکن ایسا بھی کوئی شخص آیا جس نے اپنی امت کے ایک مزدور کا ہاتھ چوما ہو؟

وہ پیغمبرؐ معراج کی رات عرش پہ پہنچا وہ پیغمبرؐ جس کے دروازے پر ایک لڑکی قید کر کے لائی گئی قیدی عورتیں آئیں، قیدی مرد آئے، اس کے دروازے پر ایک لڑکی قید کر کے لائی گئی تو میرے رسولؐ نے فرمایا، بلالؓ یہ میری نبوت والی چادر اس لڑکی کے چہرے پر ڈال دے، تو بلال نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! یہ تو کافر کی بیٹی ہے۔ میرے نبیؐ نے فرمایا "بلال بیٹی، بیٹی ہوتی ہے چاہے کافر کی ہو چاہے مسلمان کی ہو، آج تو کافر کی بیٹی کے سر پر کپڑا ڈالے گا قیامت کے دن خدا تیرے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔

میرے رسولؐ کی اس رحمت کو دیکھو ایک مزدور کے ہاتھ کو میرے نبی نے چوما اور یہ فرمایا:

أَعْطُوا الأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجُفَّ عَرَقُهُ (الحدیث)

"مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدور کی مزدوری ادا کردو۔"

یہ اعلان سب سے پہلے دنیا میں کرنے والے رحمۃ اللعالمین ہیں۔

یتیموں کیلئے رحمت

میرا پیغمبرؐ عورتوں کے لیے بھی رحمت ہے..... مزدوروں کے لیے بھی رحمت ہے..... محنت کشوں کے لیے بھی رحمت ہے..... یتیموں کے لیے بھی رحمت ہے۔ میرے بھائیو! حضورؐ عید سے فارغ ہو کر گھر کی طرف تشریف لے جا رہے تھے راستے میں دیکھا کہ کچھ بچے کھیل رہے تھے لیکن ایک بچہ کھیلتا نہیں تھا..... میرا پیغمبرؐ

کھیلنے والوں کو چھوڑ کر اس بچے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور بچے سے سوال کرتے ہیں..... بیٹا تو کیوں نہیں کھیلتا وہ رو پڑا اس نے رسول اللہ کا چہرہ دیکھا کہ پہلی مرتبہ کوئی آدمی مجھ سے پوچھتا ہے کہ تو کیوں نہیں کھیلتا، اس نے کہا۔ او نوجوان! مجھے بتاؤ میں کیسے کھیلوں میرے تو تن پہ کپڑے نہیں، حضورؐ نے فرمایا: ان سارے بچوں نے کپڑے پہنے ہوئے ہیں تو نے کپڑا نہیں پہنا وہ رو پڑا رو کر کہنے لگا میں تمہیں کیا بتاؤں میں یتیم بچہ ہوں میری ماں فوت ہو چکی ہے میرا باپ فوت ہو چکا ہے، پیغمبرؐ نے اس کی بات سنی کھیلنے والوں کو نہیں دیکھا اس بچے کو نبوت نے اپنے ہاتھوں سے اٹھایا، سینے سے لگایا اور حضورؐ گھر لے گئے فرمایا عائشہؓ یہ یتیم بچہ تیرے دروازے پر لایا ہوں آج کے بعد میں محمدؐ اس کا باپ ہوں عائشہؓ اس کی ماں ہے، تو اس یتیم بچے کے لیے میرا نبی رحمۃ اللعالمین بن کے آیا۔

رحمت ہی رحمت

میرا پیغمبرؐ جہانوں کے لیے رحمت ہے..... مزدور کے لیے..... محنت کش کے لیے رحمت ہے..... اور ان جبینوں کے لیے رحمت ہے جو جبینیں ہاتھ کی بنائی ہوئی مورتیوں کے سامنے جھکتی تھیں، ان کو اٹھا کر میرے پیغمبرؐ نے ایک خدا کے دروازے پر جھکا دیا، میرا نبی ان کے لیے بھی رحمت ہے، میرا پیغمبرؐ بچوں کے لیے رحمت..... یتیم بچوں کے لیے..... بیوہ عورتوں کے لیے..... مزدوروں اور محنت کشوں کے لیے..... بے سہارا لوگوں کے لیے..... اور کائنات کے ایک ایک انسان کے لیے..... ایک ایک حیوان کے لیے..... ایک ایک جمادات کے لیے میرا پیغمبرؐ رحمت بن کر آیا..... جب کائنات کی ہر چیز کے لیے میرا نبی رحمت ہے..... اور یہ ساری روشنی اسی کے قدموں کے صدقے ہے۔ آج میرے پاس ایمان ہے تو یہ نبی کی رحمت ہے میں مسلمان ہوں تو یہ نبی کی رحمت ہے۔ اگر چودہ سو سال کے بعد میرا ایمان نبی کی رحمت ہے تیرا اسلام نبی کی رحمت ہے اور تیری خوشحالی نبی کی رحمت ہے تیرے ملک پر رحمت نبی کی رحمت ہے، سعودی عرب میں تیل نکل آیا تو کہتا ہے نبی کی رحمت ہے اور تجھے گھر میں روٹی مل گئی تو کہتا ہے نبی کی رحمت ہے۔ تو پھر مجھے کہنے دو کہ صدیقؓ کی صداقت

بھی نبی کی رحمت ہے عمرؓ کی عدالت بھی نبی کی رحمت ہے۔ عثمانؓ کی شرافت بھی نبی کی رحمت ہے..... علیؓ کی شجاعت بھی نبی کی رحمت ہے.....اور سلیمان فارسیؓ کا تقویٰ بھی نبی کی رحمت ہے.....ابوذر غفاریؓ کا زہد بھی نبی کی رحمت ہے.....ابنِ عباسؓ کی تفسیر بھی نبی کی رحمت ہے ابنِ مسعودؓ کی حدیث بھی نبی کی رحمت ہے..... سارے صحابہؓ کی عظمت بھی نبی کی رحمت ہے بلالؓ تپتی ریت پر لٹایا جارہا ہے اس کا استقلال نبی کی رحمت ہے ..... خبابؓ کو آگ کے انگاروں پہ جلایا جارہا ہے اس کا استقلال نبی کی رحمت ہے.....طارق ابن زیدؒ کو پھانسی کے تختے پر چڑھایا جارہا ہے اس کا استقلال نبی کی رحمت ہے..... حذافہ سہمیؓ کو آگ کے انگاروں پر ڈالا گیا اور ابلتی ہوئی دیگ میں ڈالا گیا اس کا استقلال نبی کی رحمت اور تخت و تاج قیصر و کسریٰ سے صحابہؓ ٹکرائے یہ نبی کی رحمت ہے.....اور اندھیروں میں چراغ جلائے یہ نبی کی رحمت ہے..... صحابہؓ نے چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے نبی کو نہیں چھوڑا یہ نبی کی رحمت ہے، بدوؤں نے قیصر اور کسریٰ کے پرخچے اڑائے یہ سب نبی کی رحمت ہے..... ساری کائنات کے بت پاش کر کے ساری دنیا میں اسلام کا پرچم بلند کیا صحابہؓ نے یہ سب نبی کی رحمت ہے صحابہؓ کی عظمت نبی کی رحمت ہے، صحابہؓ کا علم نبی کی رحمت ہے..... صحابہؓ کا تقویٰ نبی کی رحمت ہے صحابہؓ کی شان نبی کی رحمت ہے..... صحابہؓ کا تدبر نبی کی رحمت ہے اور قرآن میں ساڑھے سات سو جگہ پر اللہ نے صحابہؓ کو جنتی کہا وہ ان کی وجہ سے نہیں یہ سب کچھ نبی کی رحمت ہے۔

میرے بھائیو!

آج کائنات میں ہر اچھائی میرے رسولؐ کی رحمت ہے.....جب میرے نبی دنیا میں تشریف لائے تھے ایک شخص بھی مسلمان نہیں تھا اور دنیا نے دیکھا وہ کعبہ جس میں ۳۶۰ بت تھے وہ بت گرادیئے گئے یہ نبی کی رحمت ہے اور فاران کی چوٹی پہ اسلام کا سورج طلوع ہوا یہ نبی کی رحمت ہے ایک آدمی بھی ساتھ نہ تھا لیکن جب جنازہ پیغمبرؐ کا اٹھا تو ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہؓ نبیؐ کے قدموں میں تھے یہ نبی کی رحمت ہے..... قیصر و کسریٰ کے سارے بت پاش پاش ہوگئے یہ نبی کی رحمت ہے..... مجھے کہنے دو کہ کائنات کا ہر حسن نبی کی رحمت ہے..... ہر خوبصورتی نبی کی رحمت ہے..... کائنات کی ساری رعنائی نبی کی۔ رحمت ہے میرے محمدؐ کی رحمت ہے، یہ جمال صحابہ صباحت یہ نبی

کی رحمت ہے..... یہ حسن ملاحت نبی کی رحمت ہے یہ گلوں کا چہل یہ گلوں کی خوشبو نبی کی رحمت ہے یہ سمندروں کا خروش نبی کی رحمت ہے یہ بلبل کی چہک نبی کی رحمت ہے یہ کائنات کی ساری روشنی نبی کی رحمت ہے..... یہ آسمان کی وسعت نبی کی رحمت ہے یہ زمین کا خروش یہ نبی کی رحمت ہے او میرے بھائی! تیری نماز نبی کی رحمت ہے، تیرا روزہ نبی کی رحمت ہے میرا بولنا نبی کی رحمت ہے تیرا یہاں آنا نبی کی رحمت ہے میں اور آگے بڑھتا ہوں۔

ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہؓ کا کفر سے ٹکرانا نبی کی رحمت ہے..... ابو حنیفہؒ کی فقہ نبی کی رحمت ہے۔

امام مالکؒ کی عظمت نبی کی رحمت ہے،

شافعیؒ کا تقوی نبی کی رحمت ہے،

احمد بن حنبلؒ کا استقلال نبی کی رحمت ہے۔

سعید ابن جبیرؒ تختہ دار پر چڑھ گیا یہ نبی کی رحمت ہے۔

امام غزالیؒ نے حق وصداقت کا پرچم بادشاہوں کے سامنے بلند کیا' نبی کی رحمت ہے

اور ابن تیمیہؒ کا جنازہ جیل سے اٹھا نبی کی رحمت ہے۔

امام رازیؒ نے تفسیر لکھی نبی کی رحمت ہے۔

مجدد الف ثانیؒ نے جہانگیر کے دربار میں حق کا پرچم بلند کیا نبی کی رحمت ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے انگوٹھے کاٹ دیئے گئے لیکن وہ نہیں بدلا نبی کی رحمت ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ نے جرأت کا اعلان کیا نبی کی رحمت ہے۔

شاہ اسماعیلؒ کی شہادت نبی کی رحمت ہے۔

سید احمد شہیدؒ کا ولولہ نبی کی رحمت ہے۔

قاسم نانوتویؒ کی عظمت نبی کی رحمت ہے۔

رشید احمد گنگوہیؒ کا تقویٰ نبی کی رحمت ہے۔

محمود الحسنؒ مالٹا کی جیل میں رہا یہ نبی کی رحمت ہے۔

قرآن کی تفسیر جیلوں میں لکھی یہ نبی کی رحمت ہے۔

عبدالشکور لکھنویؒ کا علم نبی کی رحمت ہے۔

عطاء اللہ شاہؒ کی خطابت نبی کی رحمت ہے۔
مولانا الیاسؒ تبلیغی جماعت کے بانی کی ساری کاوش نبی کی رحمت ہے۔
مفتی کفایت اللہؒ کے فتوے نبی کی رحمت ہے۔
دیوبند کی عظمت نبی کی رحمت ہے۔
ولیوں کی ولایت نبی کی رحمت ہے۔
معین الدین چشتی اجمیریؒ کی عظمت نبی کی رحمت ہے۔
پیران پیر کا وقار نبی کی رحمت ہے۔
اولیاء کی ولایت، پیروں کی پیری، قطبوں کی قطبیت' ساری کائنات کا علم نبی کی رحمت ہے..... اور مجھے آگے بڑھ کر کہنے دے عبدالشکور لکھنویؒ کا سارا علم نبی کی رحمت ہے اور حق نوازؒ کی ساری عظمت نبی کی رحمت ہے.....!!!

میرے بھائیو! آج امریکہ کے جس شہر میں تم جاؤ جو ایشیا کا باشندہ تمہیں نظر آئے گا اس کی گاڑی میں حق نوازؒ کی کیسٹ چل رہی ہے یہ نبی کی رحمت ہے، اور گنبد خضریٰ کے سامنے کیسٹوں کی دوکان پر حق نوازؒ گونج رہا ہے یہ نبی کی رحمت ہے..... اور شہادتیں ہو گئیں لیکن سپاہ صحابہ بڑھ رہی ہے، یہ نبی کی رحمت ہے، خون کے قطروں سے یہ لوگ بڑھ رہے ہیں پھر بھی نبی کی رحمت ہے..... ذرے ذرے ہو گئے لیکن کام بڑھ رہا ہے یہ بھی نبی کی رحمت ہے..... حق نوازؒ قبر میں اتر گیا مشن پھیل رہا ہے یہ نبی کی رحمت ہے، ایثار القاسمیؒ کی بیوی بیوہ ہو گئی لیکن مشن نہیں مٹا ختم نہیں ہوا یہ نبی کی رحمت ہے..... نوجوان، علماء ذبح کر دیئے گئے اور پھر بھی دین نہیں ختم ہوا..... سپاہ صحابہ کا مشن نہیں مٹا یہ نبی کی رحمت ہے..... ایران نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا..... موجودہ حکمرانوں نے ٹانگیں اونچی کر کے اس جماعت کو مٹانا چاہا..... ریڈیو میرے خلاف..... ٹیلیویژن میرے خلاف..... اخبار میرے خلاف..... مولوی کئی میرے خلاف..... جوان میرے خلاف..... اور کراچی میں ایران کے کچھ ٹاوٹ جو سنیت کا لبادہ اوڑھ کر میرا راستہ روکنے کے لیے ہر جگہ پر کھڑے ہیں، لیکن ہر جگہ پر انہیں منہ کی کھانی پڑ رہی ہے یہ نبی کی رحمت ہے۔ میرا نبی رحمت ہی رحمت ہے۔

نوٹ:۔ موضوع سے مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے باقی تقریر حذف کی جا رہی ہے۔

اذا ان سائک شاهدا



الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريک له ولا نظير له ولا وزير له ولا مشير له ولا معين له وصل على سيد الرسل وخاتم الانبياء ○ المبعوث الى كافة للناس بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا ○

وقال الله تبارک وتعالى فى الكلام المجيد والفرقان الحميد ○ لقد من الله على المومنين اذ بعث فيهم رسولا ○ وقال فى موضع آخر ○ قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ○

صدق الله مولانا العظيم وصدق رسوله النبى الكريم ونحن على ذالک لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين ○



وہ آئے جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی
وہ آئے جن کے آنے کے لیے بے چین فطرت تھی
وہ آئے نغمہ داؤد میں جن کا ترانہ تھا
وہ آئے گریۂ یعقوب میں جن کا فسانہ تھا
وہ آئے جن کی خاطر مضطرب تھی وادیٔ بطحہ
وہ آئے جن کے قدموں کے لیے کعبہ ترستا تھا
وہ آئے جن کو حق نے گود کی خلوت میں پالا تھا
وہ آئے جن کے دم سے عرش اعظم پہ اجالا تھا

میرے واجب الاحترام بزرگو اور دوستو! سیرت طیبہ ﷺ کے عنوان پر انجمن تبلیغ قرآن (پشاور) کے زیر اہتمام ربیع الاول کے یہ جلسے حسب روایت منعقد ہو رہے ہیں۔ اسی عنوان پر میں انشاء اللہ اپنی معروضات پیش کروں گا۔ اور کل رات کے جلسے میں بھی انشاء اللہ سیرت مصطفیٰ کے عنوان پر تفصیلی گفتگو ہو گی۔ آج کی تقریر کا عنوان ہے "سیرت مصطفیٰ ﷺ..... توحید کی روشنی میں" اور کل کی تقریر کا عنوان ہو گا "سیرت مصطفیٰ..... صحابہؓ کی روشنی میں"

پیغمبر علیہ السلام کی انفرادیت

میرے دوستو! حضور علیہ السلام کائنات میں سب سے برگزیدہ ہستی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو آسمانوں پہ بلایا اور آپ کو معراج کرایا۔

آپ کا مرتبہ اتنا اونچا تھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں کسی کو اللہ تعالیٰ نے ایسی معراج نہیں کرائی۔

پہلے انبیاء کے معجزات نبیوں کے ساتھ ختم ہو گئے لیکن حضورؐ کا معجزہ قرآن آج تک باقی ہے۔

پہلے انبیاء پر کتابیں اتریں۔ کتاب لینے کے لیے نبیؑ مخصوص جگہ پر گئے۔

..... موسیٰ علیہ السلام طور پہاڑ پر گئے،..... عیسیٰؑ اپنے عبادت خانے میں گئے،.....

داؤد علیہ السلام اپنے معبد میں گئے۔ لیکن جب حضور پر قرآن اترنے کی باری آئی تو حضورؐ کو کہیں نہیں بھیجا گیا۔..... حضورؐ کو پابند نہیں کیا گیا۔ بلکہ۔

حضورؐ اگر مکے میں تھے تو قرآن کو مکے میں بھیج دیا گیا،

حضورؐ مدینے میں تھے تو قرآن کو مدینے میں بھیج دیا۔

حضور پہاڑ پر تھے تو قرآن کو پہاڑ پر بھیج دیا،

حضورؐ بازار میں تھے تو قرآن کو بازار میں بھیج دیا۔

حضورؐ گلی میں تھے تو قرآن کو گلی میں بھیج دیا۔

حضور علیہ السلام بدر میں..... قرآن بدر میں

حضور احد میں..... قرآن احد میں،

حضورؐ خندق میں..... قرآن خندق میں،

حضور خیبر میں..... قرآن خیبر میں،

حتیٰ کہ حضور عائشہ کے بستر پر..... تو قرآن بھی عائشہ کے بستر پر۔

حضور ﷺ کا مقام ساری کائنات سے بلند ہے۔ اس میں کوئی شبہ ہے؟ نہیں۔

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرماتے تھے کہ میں جب حضورؐ کو دیکھتا ہوں تو مجھے نظر آتا ہے کہ حضورؐ سارے نبیوں کے سردار ہیں۔

میں جب حضورؐ کا حسن دیکھتا ہوں..... تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں محمدؐ کو سجدہ کروں۔

میں جب رسول اللہ کی خوبصورتی کو دیکھتا ہوں تو میرا جی چاہتا ہے کہ محمدؐ کو سجدہ کروں۔

جب میں خیبر کے قرآن کو دیکھتا ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں محمد کو سجدہ کروں۔
جب میں نبی کی انگلی کو دیکھتا ہوں کہ اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تو جی چاہتا ہے کہ اس کو سجدہ کروں۔
جب اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کو دیکھتا ہوں کہ اس سے پانی کے چشمے نکل آئے تو جی چاہتا ہے اس کو سجدہ کروں۔
جب پہاڑ کی چوٹی پر اسے توحید بیان کرتے دیکھتا ہوں تو جی چاہتا ہے اس کو سجدہ کروں۔
جب وہ مکے میں وقت گزارتا ہے..... تو جی چاہتا ہے اسے سجدہ کروں،
جب مدینے میں اعلان توحید کرتا ہے..... جی چاہتا ہے کہ اس کو سجدہ کروں،
اس کے چہرے کو دیکھ کر میرا جی چاہتا ہے میں سجدہ کروں،
اس کے معجزات کو دیکھ کر میرا جی چاہتا ہے میں اس کو سجدہ کروں،
اس کے مدینے کو دیکھ کر..... جی چاہتا ہے اس کو سجدہ کروں،
اس کے کمالات کو دیکھ کر..... میرا جی چاہتا ہے کہ اسے سجدہ کروں،
لیکن میں جب اسی محمد کو دیکھتا ہوں کہ وہ خود تو اور کسی کے سامنے سجدہ کر رہا ہے..... وہ تو کسی اور کے سامنے سر جھکا رہا ہے۔..... وہ تو خود کسی اور کے سامنے مانگ رہا ہے، وہ تو اپنا سر پتھر پر رکھ کر کسی اور کے سامنے ہاتھ اٹھا رہا ہے..... جب میں محمدؐ کی ساری زندگی کو دیکھتا ہوں تو جی چاہتا ہے کہ میں اسے سجدہ کروں۔
لیکن جب میں دیکھتا ہوں کہ فاران کی چوٹی پہ کھڑا ہے لیکن وہ کسی اور سے مانگ رہا ہے۔
وہ مدینہ کی سرزمین پر کھڑا ہے کسی اور سے مانگ رہا ہے۔
وہ بدر کے میدان میں سر پتھر پہ رکھ کر..... کسی اور سے مانگ رہا ہے۔
وہ مسجد نبویؐ میں ہاتھ اٹھا کر..... کسی اور سے مانگ رہا ہے۔
غلاف کعبہ پکڑ کر..... وہ کسی اور سے مانگ رہا ہے۔
تو میں نے فیصلہ کیا کہ میں اس سے نہ مانگوں، بلکہ میں بھی اس سے مانگوں جس سے یہ مانگ رہا ہے۔

یہ میرے نبی کی شان ہے۔ کہو یہ میرے نبی کی..... شان ہے۔
میرے نبی کا مقام اعلیٰ ہے، کہو میرے نبی کا مقام..... اعلیٰ ہے۔
دیکھیے قرآن کہتا ہے۔

"اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً"

یہ قران کی آیت ہے، میری تقریر کا عنوان یہی آیت ہے۔ توجہ کیجئے۔ قران نے کہا:

"اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً" اے پیغمبر تو گواہ ہے۔

توجہ کیجئے، کس قسم کا گواہ ہے؟ "اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً"

پاگل قسم کے لوگ، جاہل قسم کے لوگ..... وہ کہتے ہیں کہ گواہ ہر جگہ حاضر ناظر ہوتا ہے۔ گواہ کا ہر جگہ موجود ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ان کو کہو کہ اگر گواہ ہر جگہ حاضر ناظر ہو، تو پھر پاکستان کی عدالتوں کے سارے گواہ حاضر و ناظر ہو جائیں۔ عدالتوں میں جو گواہ ہوتے ہیں وہ حاضر ناظر ہو جائیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔

"اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً"

گواہوں کی قسمیں

اے پیغمبر! تو گواہ ہے، کس چیز کا گواہ ہے؟ گواہ دو قسم پر ہوتا ہے۔ کتنی قسم پر ہوتا ہے؟ دو پر..... گواہ کی ایک قسم یہ ہے کہ ایک گواہ موقع پر موجود ہوتا ہے، ایک گواہ نشانیوں کا ہوتا ہے۔

ایک آدمی خدانخواستہ یہاں قتل ہو جائے تو اس کے دو قسم کے گواہ ہوں گے۔ ایک آدمی گواہی دے گا عدالت میں کہ میں نے فلاں آدمی کو دیکھا کہ اس نے پستول کی گولی سے فلاں کو مارا، میرے سامنے ..... میں نے مرتے بھی دیکھا، مارتے بھی دیکھا..... ایک یہ گواہی۔

دوسرا آدمی ایسا گواہ ہے..... وہ کہتا ہے میں نے گولی کو چلتے نہیں دیکھا نہ اس کو مرتے دیکھا بلکہ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں پستول ہے اور دوسرے کو

دیکھا کہ ایک آدمی کی لاش کو اٹھا کر لوگ لے جا رہے ہیں..... میں نے یہ دیکھا تو گواہ دونوں ہیں، ایک موقع کا گواہ ہے جس نے اسے قتل ہوتے دیکھا' دوسرے نے قتل کی نشانیوں کو دیکھا۔ گواہ دونوں ہیں۔ دیکھئے ایک موقعہ کا گواہ ہے اور ایک نشانیوں کا گواہ ہے اسی طرح جس طرح ہم گواہی دیتے ہیں کہ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ حالانکہ میں نے محمد ﷺ کو نہیں دیکھا..... آپ نے نہیں دیکھا۔ آپ گواہی دے رہے ہیں کہ میں محمدؐ کی گواہی دیتا ہوں۔..... دیکھئے میں نے تو نہیں دیکھا لیکن میں گواہ ہوں،..... آپ نے بھی نہیں دیکھا..... آپ بھی گواہ ہیں۔..... گواہی دے رہے ہیں، لیکن صحابہؓ نے حضورؐ کو آنکھوں سے دیکھا..... صحابہؓ حضورؐ کے عینی گواہ ہیں..... اور ہم حضور کے نشانیوں کے گواہ ہیں،

ایک نشان کا گواہ ہے، ایک موقع کا گواہ ہے،

صحابہ موقع کے گواہ ہیں اور ہم نشانیوں کے گواہ ہیں،

بالکل اسی طرح اللہ مالک ہے، گواہ سارے نبی ہیں،..... اللہ خالق ہے..... گواہ سارے نبی ہیں، اللہ مشکل کشا ہے..... گواہ سارے نبی ہیں،

خدا ہی داتا ہے،..... گواہ سارے نبی ہیں،

خدا ہی غوث ہے،..... گواہ سارے نبی ہیں،

اللہ ہر جگہ موجود ہے،..... گواہ سارے نبی ہیں،

لیکن سارے نبیوں نے خدا کی گواہی دی، خدا کی نشانیوں کو دیکھ کر حضورؐ نے گواہی دی..... خدا کو دیکھ کر۔

ایک موقع کا گواہ ہوتا ہے، ایک نشانیوں کا گواہ ہوتا ہے، صحابہ موقع کے گواہ ہیں' ہم نشانیوں کے گواہ ہیں، باقی نبی نشانیوں کے گواہ ہیں، حضورؐ موقع کے گواہ ہیں،..... ہر ایک نے خدا کی خدائی کی گواہی دی ہے۔

آدمؑ نے خدا کی خدائی کی گواہی دی،..... جنت سے نکل کر۔
نوحؑ نے گواہی دی..... طوفان کی موجوں میں اتر کر،
موسیٰؑ نے گواہی دی..... دریائے نیل کی موجوں میں آ کر،
زکریاؑ نے گواہی دی..... آرے کے نیچے چر کر،
یونسؑ نے گواہی دی..... مچھلی کے پیٹ میں آ کر،
ایوبؑ نے گواہی دی..... آزمائش میں آ کر،
ابراہیمؑ نے گواہی دی..... آتش نمرود میں گر کر،
اسماعیلؑ نے گواہی دی..... چھری کے نیچے آ کر،
یوسفؑ نے گواہی دی..... حسن کا جامہ پہن کر،
یعقوبؑ نے گواہی دی..... چالیس سال رو کر،
عیسیٰؑ نے گواہی دی..... جیل میں جا کر،
اور..... محمدؐ نے گواہی دی عرش پر..... جا کر۔

"اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً"

اے پیغمبر ﷺ! تو گواہ ہے۔

پیغمبرؐ کی عبدیت

اور اس گواہ کو دیکھ کہ اس گواہ کو خدا آسمانوں پر بلا رہا ہے۔ جس وقت اس گواہ کو خدا بلا رہا ہے تو بلانے سے پہلے اس گواہ کی حیثیت کو متعین کر رہا ہے۔ توجہ کیجئے! پشاور کے دوستو! یہ بڑی قابل غور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پیغمبر کو، اس گواہ کو آسمانوں پہ تو بلا رہا ہے لیکن بلانے سے پہلے دنیا کو یہ بتا رہا ہے کہ گواہ کی حیثیت کیا ہے، گواہ کی شخصیت کیا ہے، اس گواہ کی جنس کیا ہے، یہ گواہ خود کیا ہے، تو قرآن کہتا ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً

پاک ہے وہ ذات! جو لے گئی اپنے بندے کو،..... یعنی لے گئی اپنے بندے کو،

مسئلہ صاف کر دیا، عقیدہ صاف کر دیا، شرک پہ چھری چلا دی، شرک کا خاتمہ کر دیا۔ لے جانے والا خدا ہے، جانے والا محمدؐ ہے، حاضر، ناظر اگر محمد ہوتا..... اس کو کوئی لے جا نہ سکتا اس لیے کہ خدا ہر جگہ ہوتا ہے، خدا کو کبھی کوئی نہیں لے گیا، محمدؐ اگر ہر جگہ ہوتا ..... اس کو کوئی لے جانے والا نہ ہوتا۔ مسئلہ حل ہوا یا نہیں ہوا؟ ہوا نا! توجہ کیجئے اس گواہ کو خدا نے عرش پہ بلایا ہے اور عرش پہ بلانے سے پہلے خدا نے، اس کی حیثیت کو، اس کی شخصیت کو متعین کر دیا اور کیا کہا۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً

پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو، لے جانے والا خدا ہے، جانے والا مصطفیٰ ہے۔ اور وہ مصطفیٰ ﷺ کون ہے؟..... بعبدہ!

وہ عبد ہے، وہ نور نہیں ہے،..... وہ ذاتی طور پر نور نہیں ہے، اس کی جنس عبد ہے،..... اس کی شخصیت عبد ہے،..... وہ خود عبد ہے،

اے اللہ! تو بار بار اس کو عبد کیوں کہتا ہے؟ اللہ نے فرمایا کہ میں اس لیے اسے عبد کہتا ہوں تاکہ میں دنیا کو بتاؤں کہ جب میں اس گواہ کو لے جا رہا تھا..... اس وقت یہ عبد تھا، یعنی انسان تھا، بندہ تھا، اب دیکھئے اللہ تعالیٰ کو تو پتہ تھا کہ کچے عقیدے والے بندے دنیا میں آئیں گے اہل بدعت آئیں گے، اہل شرک آئیں گے وہ پیغمبر ﷺ کی حیثیت کو متعین کرنیوالی ان حقیقتوں کو فراموش کر دیں گے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا دیکھو۔

میں نے عزیرؑ کو عزت دی یہودیوں نے کہا یہ خدا کا بیٹا ہے۔

عیسیٰ کو عزت دی، عیسایوں نے کہا یہ خدا کا بیٹا ہے۔

میں نے فرشتوں کو عزت دی اور صابیوں نے کہا یہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔

اللہ فرماتے ہیں میں جس کو عزت دینا چاہتا ہوں اس کو جاہل عقیدے والے لوگ کہیں غلط مطلب پہنا دیتے ہیں۔..... اس کو میرا ٹکڑا بنا دیتے ہیں،..... اس کی جنس ختم کر دیتے ہیں،..... اس کی شخصیت کو مٹا دیتے ہیں، اس لیے مجھے پتہ ہے

یہودیوں کا، مجھے پتہ ہے عیسائیوں کا، مجھے پتہ ہے صابیوں کا، اور مجھے پتہ ہے امت محمدیہ کے ان کچے عقیدے کے لوگوں کا، آج میں اپنے محمدؐ کو عزت دے رہا ہوں، اگر اسے میں عرش پہ بلاتا ہوں تو کچے عقیدے والا کہے گا نہیں خدا اور محمدؐ ایک تھا، وہاں جا کر ایک ہو گیا، اس لیے میں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں اس کو لے جا رہا ہوں اس وقت بھی عبد ہے اور جب معراج سے حضور فارغ ہوئے تو رب نے فرمایا:

فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ

جب میں نے محمدؐ کو دیا تو اس وقت بھی وہ عبد تھا، تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ یہ گواہ ایسا ہے کہ جب گیا تھا تو عبد تھا، جب آیا تھا تو عبد تھا، نہ پہلے نور تھا، نہ بعد میں نور تھا، اس کی حیثیت یہ ہے کہ انسانوں کا یہ پہلے بھی سردار تھا، انسانوں کا بعد میں بھی سردار تھا۔

تو قرآن نے کہا: "اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً"

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں "نبی کی شان توحید کی روشنی میں" یہ بات سمجھ آئی ہے کہ نہیں؟ تو خدا نے گواہ کو کہاں بلایا؟ عرش پر بلایا اور خدا نے جب عرش پہ بلایا..... توجہ کیجئے! تو اللہ کا پیغمبر عرش پہ جاتا ہے، عرش سے واپس آیا، چھٹے آسمان پہ موسیٰ نے فرمایا، کیا لائے ہو؟ فرمایا پچاس نمازیں تحفے میں لایا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے کملی والے میری امت نے تو تین نہیں پڑھیں، تم پچاس لے آئے ہو؟ حضورؐ واپس چلے گئے۔ 45 رہ گئیں، آپ نے واقعہ سن رکھا ہے، بالآخر چار، پانچ، آٹھ مرتبہ جا کر بقایا پانچ رہ گئیں۔ میں خانیوال میں تقریر کر رہا تھا جب میں یہاں پہنچا تو ایک آدمی کھڑا ہو گیا، کہنے لگا اللہ بھلا کرے موسیٰ علیہ السلام کا ایک چکر اور لگوا دیتے بات ساری بن جاتی۔ ایک ہی چکر رہ گیا تھا۔ ذہن دیکھو ہمارے لوگوں کا۔ اب اللہ تعالیٰ نے باقی کتنی رکھیں؟ پانچ! اب اللہ تعالیٰ کو تو پتہ تھا کہ پانچ رہ جائیں گی تو خدا نے پہلے پچاس کیوں دیں؟ اس لیے دیں کہ اللہ تعالیٰ پانچ دے کر پچاس کا ثواب دے سکے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ دیتا بھی پانچ اور ثواب بھی پچاس کا دے دیتا تو اس میں خدا کو کوئی پکڑنے والا

تھا؟ نہیں۔ تو خدا نے پچاس کیوں دیں؟ اور بعد میں پانچ کیوں رکھیں؟ یہ اللہ کی حکمت ہے۔ حکمت کیا ہے کہ جس عرش پر آج تک کوئی نہیں جا سکا، یہ میرا محمدؐ چونکہ میرا یعنی گواہ ہے، یعنی گواہ کو اچھی طرح وہ چیز دیکھ لینی چاہیے اس لیے بار بار محمدؐ کو عرش پر چکر لگوائے ہیں، کبھی محمد آرہا ہے، کبھی جارہا ہے، کبھی آرہا ہے، کبھی جارہا ہے۔ تاکہ جس کی اس نے گواہی دینی ہے، اس کو اچھی طرح سات آٹھ مرتبہ دیکھ لے۔

"اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً"

اے پیغمبر! ہم نے تجھے گواہ بنایا۔

حضورؐ کی گواہی

کس چیز کا گواہ؟..... کہ ہر چیز کا دینے والا اللہ ہے۔ گواہ حضورؐ ہیں، ہر چیز کو عزت دینے والا اللہ ہے، گواہ محمدؐ ہیں۔ حضورؐ نے گواہی دی یا نہیں دی؟ دی۔

حضورؐ نے آدم کی گواہی دی،..... حضور نے عیسیٰ کی گواہی دی، حضور نے موسیٰ کی گواہی دی،..... حضور نے خدا کی گواہی دی، حضور سارے انبیاء کی نبوتوں کے بھی گواہ ہیں،..... حضورؐ خدا کی ربوبیت کے گواہ ہیں،..... حضور خدا کی الوہیت کے گواہ ہیں۔ اس گواہ سے بہتر دنیا میں کوئی گواہ نہیں۔

اب دیکھو خدا کی خدائی کو ماننا ہے، تو محمدؐ کو ماننا پڑے گا۔ کیونکہ حضور گواہ ہیں، حضور نے خدا کا راستہ دکھایا ہے یا نہیں؟ اگر حضور نہ ہوں تو ہمیں خدا کا پتہ کوئی بتاتا؟ (نہیں) حضورؐ نے عرش پہ جا کر گواہی دی، حضور نے آسمانوں پر جا کر گواہی دی۔

اب دیکھو خدا کو پہچاننا ہے تو خدا کے سب سے بڑے گواہ کو مانو!

اب دیکھئے وہ جو سب سے بڑا گواہ ہے اس کی نبوت کے بھی تو کوئی گواہ ہیں اور وہ گواہ ہیں صحابہؓ، اب دیکھئے

خدا کے گواہ ہیں محمدؐ اور محمد کے گواہ صحابہؓ ہیں،

اگر تم محمدؐ کو چھوڑو گے..... خدا نہیں بچے گا،

صحابہؓ کو چھوڑو گے..... مصطفیٰ ﷺ نہیں بچے گا۔

خدا کو ماننا ہے..... تو محمدؐ کو مانو اور محمدؐ کو ماننا ہے تو صحابہؓ کو مانو۔

اس لیے کہ ہمیں چار کتابوں کا کس نے بتایا؟..... محمد مصطفےٰ نے۔ خالق ایک ہے..... بتایا محمدؐ نے، مالک ایک ہے ہے..... بتایا محمدؐ نے۔ تورات اللہ کی کتاب ہے..... بتایا مصطفےٰ نے، اور انجیل اللہ کی کتاب ہے..... بتایا مصطفےٰ نے۔ زبور اللہ کا کلام ہے..... بتایا مصطفےٰ نے، قرآن اللہ کا کلام ہے..... بتایا مصطفےٰ نے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے..... بتایا مصطفےٰ نے، آدم سے لے کر عیسیٰ تک سب نبی برحق تھے..... بتایا مصطفےٰ نے۔ ایک سو ستائیس صحیفے آئے..... بتایا مصطفےٰ نے۔ خدا ہی کا کلمہ حق ہے..... بتایا مصطفےٰ نے۔ خدا کی خدائی کے ایک ایک وصف کا گواہ محمد ہے۔ اس لیے خدا کو ماننا ہے..... تو محمدؐ کو ماننا پڑے گا۔

صحابہ کرامؓ کی گواہی

بالکل اسی طرح "حضور علیہ السلام سب سے بڑے نبی ہیں..... ان کے گواہ صحابہؓ ہیں،

حضور مکے میں آئے..... گواہ صحابہ ہیں،

حضورؐ مدینے میں آئے..... گواہ صحابہؓ ہیں،

حضور نے تیئیس سال نبوت کا اعلان کیا..... گواہ صحابہؓ ہیں۔

حضور بدر میں گئے..... گواہ صحابہ ہیں،

حضور احد میں گئے..... گواہ صحابہؓ ہیں،

حضور حنین میں گئے..... گواہ صحابہ ہیں،

حضور تبوک میں گئے..... گواہ صحابہ،

حضورؐ عشیرہ میں گئے..... گواہ صحابہؓ،

حضور علیہ السلام کی بیٹیاں چار تھیں..... گواہ صحابہؓ،

حضور کی بیویاں گیارہ تھیں، گواہ صحابہ،

حضور فاران کی چوٹی پہ..... گواہ صحابہؓ،

حضور نے قرآن پڑھا..... گواہ صحابہؓ،

حضورؐ نے نمازیں پانچ پڑھیں..... گواہ صحابہ،

حضور نے روزے تیس رکھے..... گواہ صحابہ،

حضور نے اڑھائی فی صد زکوۃ کا حکم دیا..... گواہ صحابہ،

حضور علیہ السلام نے حج کیا..... گواہ صحابہ،

حضورؐ نے عمرہ کیا..... گواہ صحابہؓ،

حضور علیہ السلام کا چہرہ حسین تھا..... گواہ صحابہ،

حضور سب سے بڑے حسین تھے..... گواہ صحابہ،

اگر تم نے خدا کو پانا ہے تو خدا کے گواہ محمد کو پاؤ۔

اور اگر محمد کو پانا ہے تو محمد کے کے گواہ صحابہؓ کو پاؤ،

نہ خدا، نہ محمد مصطفٰے کو چھوڑا جا سکتا ہے، نہ صحابہ کو چھوڑا جا سکتا ہے، اس لیے کہ خدا کا گواہ مصطفٰے ہے، مصطفٰی کے گواہ صحابہ ہیں۔

یہ گواہ بھی لاجواب ہیں۔ وہ گواہ بھی لاجواب ہیں۔

"اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً"

اے پیغمبر ﷺ! ہم نے تجھے گواہ بنایا۔ حضور گواہ ہیں۔

نابینا صحابی کے ہاتھوں شاتم رسولؐ کا قتل

حضور علیہ السلام کی عظمت کو دیکھو، حضورؐ کے مرتبے کو دیکھو، جب حضور کی باری آئی، حضور کا مرتبہ آیا، تو دیکھئے صحابہ کرام نے حضور کے لیے سب کچھ لٹایا۔ حضور مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں، حضور نے فرمایا۔ میرے صحابہ! ہے کوئی تم میں سے جو میرے دشمن کو قتل کر ڈالے..... دشمن کون ہے؟ دشمن کا نام ابو رافع ہے۔ ابو رافع یہودیوں کا سردار ہے، مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر اس کا بڑا محل ہے اور ابو رافع چوکوں میں، گلیوں میں جگہ جگہ حضورؐ کو گالیاں دے رہا ہے، حضورؐ کے خلاف اشعار پڑھ رہا ہے۔ حضور کو پتہ چلا، حضورؐ نے فرمایا ہے کوئی تم میں جو ابو رافع کو قتل کر

کے جنت حاصل کرے۔" سارے صحابہ موجود، ہر صحابی کی خواہش ہے کہ ہم اس کو قتل کر ڈالیں۔ ہر صحابی نے ارادہ کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے لیے جان دینے کو تیار ہیں۔ لیکن اس مسجد میں کونے میں ایک صحابی بیٹھا ہے جس کا نام عبداللہ بن ابی عتیق ہے جو آنکھوں سے نابینا ہے اللہ کے دروازے پہ سجدے میں گر جاتا ہے، ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے اللہ میں جنگ بدر میں نہیں جا سکا، میں احد کی لڑکی میں نہیں جا سکا، خیبر اور حنین میں نہیں جا سکا۔ اے اللہ اس دشمن رسول اللہ کو میرے ہاتھوں سے قتل کرا کے مجھے جنت کا ٹکٹ عطا فرما۔ آنکھوں سے نابینا صحابی ہے، آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آتا۔ بوڑھا ہے، کمزور ہے، لاچار ہے، غریب الدیار ہے، اور اپاہج ہے لیکن کونے میں بیٹھ کر سجدہ ریز ہو چکا ہے کہ اے اللہ محمد کی عزت کا سوال ہے، مجھے قبول فرما، اے اللہ میں تیرے در پہ حاضر ہوں۔ میرے ہاتھوں سے اپنے نبی کے دشمن کو قتل کرا دے۔ وہ دعا پیغمبر علیہ السلام کے صحابی کی عرش چیرتی ہوئی خدا کے پاس پہنچی، دعا قبول ہو گئی صحابی مسجد سے باہر آیا گھر پہنچا، ایک خنجر تیار کیا، خنجر کو قمیض کے نیچے چھپا لیا اور ابو رافع یہودی کا محل تلاش کرتا ہوا ایک میل باہر، اس محل کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دربان کھڑا ہے۔ دربان سے کہنے لگا کہ اے دربان میں ابو رافع سے ملنا چاہتا ہوں، دربان نے دیکھا یہ آنکھوں سے نابینا ہے۔ سوالی ہو گا، کوئی منگتا ہو گا' سوال کرے گا، اس نے دروازہ کھول دیا، اندر ایک کونے میں صحابی بیٹھ گیا، شام کا وقت ہو چکا ہے ابھی سردار نہیں آیا، تو پوچھتا ہے کہ سردار کب آئے گا؟ پتہ چلا رات کو آئیگا۔ عشاء کے وقت سردار آ گیا۔ پوچھا سردار کیا کر رہا ہے، پتہ چلا شطرنج کھیل رہا ہے۔ صحابی مکان کے بالا خانے پر چڑھ گیا، جہاں وہ شطرنج کھیلتا ہے شطرنج کھیلنے کے بعد وہ سردار یہودیوں کا فارغ ہو کر اپنے بالا خانے میں چلا گیا، وہاں جا کر آرام کرنے لگا۔ یہ صحابیؓ آنکھوں سے نابینا ہے، اس کے دروازے پر جا کر بیٹھ گیا۔ کسی نے کہا شاید یہ سوال کرے گا، شاید یہ مانگے گا۔ رات آدھی ہو چکی ہے۔ اندھیرا چھا چکا ہے، لوگ سو چکے ہیں شطرنج ختم ہو چکا ہے۔ اس نے ایک کونے میں بیٹھ کر اندازہ لگایا کہ یہ سردار کہاں

سویا ہے۔ جس کمرے میں سردار نے سونا تھا اس کے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب خراٹوں کی آواز آئی..... اس نے خنجر قمیض کے نیچے سے نکالا، جہاں سے خراٹوں کی آواز آتی ہے، بسم اللہ پڑھا اور خنجر اس کے سینے میں پیوست کر دیا۔ اس کی ایک چیخ نکلی تو دوسرا خنجر مارا، پھر تیسرا خنجر مارا، خون بہتا ہوا اس کے کپڑوں کے قریب آیا، اس نے سوچا وہ مر چکا ہے۔ اس لیے کہ خون بہہ چکا ہے۔ باہر نکلا، باہر نکل کر نیچے اترا اور محل کی دیوار کے اوپر بیٹھ گیا۔ دل میں خیال آیا کہ کہیں نبی کا دشمن زندہ نہ ہو۔ اگر یہ زندہ بچ گیا تو مجھے جنت نہیں ملے گی۔ مجھے پیغمبر کی شفاعت نہیں ملے گی۔ مجھے رسول اللہ کا مدعا اور خوشخبری نہیں ملے گی۔ فصیل پر بیٹھ گیا اور اس نیت سے بیٹھا کہ جب تک محل سے آواز نہ آئے کہ ابو رافع قتل ہو چکا ہے اسی وقت تک میں نیچے چھلانگ نہیں لگاؤں، آدھی رات کا وقت ہے، میرے پشاور کے دوستو! عشق و محبت کی اخیر کو دیکھو..... عشق و محبت کے اس ولولے کو دیکھو..... پیار اور محبت کی اس وادی کو دیکھو اور پیغمبر علیہ السلام کے اس عاشق صادق کو دیکھو جس نے محمدؐ کی نبوت کا گواہ بننا تھا، اس گواہ کو دیکھو، اس کی گواہی کو دیکھو کہ فصیل پر بیٹھا ہے اور ایک آدمی نے تہجد کے وقت اعلان کیا۔

ان سَیِّدِنَا اَبِی رَافِعٍ قد مَات قَدْ قُتِلَ

او دنیا کے لوگو! ہمارا سردار ابو رافع قتل ہو چکا ہے، جب اس نے یہ خبر دی تو اسی وقت دیوار کے اوپر سے اس صحابی نے نیچے چھلانگ لگائی، اور جب نیچے چھلانگ لگائی تو پاؤں پہ زخم آیا، ٹانگ ٹوٹ گئی، لیکن ٹوٹی ہوئی ٹانگ کے ساتھ یہ گھسٹتا ہوا مدینہ کی طرف چل پڑا، آہستہ آہستہ مدینہ کی طرف جا رہا ہے فجر کی اذان ہوئی۔ اذان کے قریب مسجد نبوی میں پہنچ گیا۔ مسجد نبوی میں داخل ہوا، وضو کر کے اسی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا جہاں کل اس نے اسی وقت رو کر خدا سے دعا مانگی تھی۔ اسی کونے میں آ کر بیٹھ گیا اور اللہ کا شکر ادا کیا، دو نفل ادا کیے، کہ اے اللہ! تو نے نبی کے سب سے بڑے دشمن کو میرے ہاتھوں سے قتل کرا دیا ہے، میں تیرا شکر گزار ہوں، کونے میں بیٹھا ہے، پیغمبر

کے سامنے آکر دعوے نہیں کیے، شیخی نہیں بگھاری، ڈینگیں نہیں ماریں، نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہے پیغمبر ﷺ نے جماعت کرائی ہے۔ نماز کے بعد رسول اللہ مصلے پر بیٹھے ہیں، پیغمبر کو کسی نے نہیں بتایا کہ ابو رافع قتل ہو چکا ہے۔ تھوڑی دیر گزری آسمانوں سے جبرائیل امین آئے، پیغمبر پر وحی لے کر آئے اور آ کے فرمایا اے اللہ کے نبی آج رات آپ کا دشمن قتل کر دیا گیا ہے، حضورؐ نے پوچھا جبرائیل کس نے دشمن کو قتل کیا ہے؟ بتایا گیا وہ کونے میں جو نابینا صحابی عبداللہ ابن ابی عتیق بیٹھا ہے اس نے جنت حاصل کر لی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، اولوگو! عبداللہ پر جنت واجب ہو چکی ہے، حضور نے عبداللہ کو بلایا، وہ گھسٹتا ہوا پیغمبر کے پاس آیا، اور حضورؐ نے پوچھا اے عبداللہ بن ابی عتیق تو نے قتل کیا ہے، فرمایا اے اللہ کے نبی جس نے خدا سے دعا کی تھی، وہ قبول ہو چکی ہے۔ فرمایا: یارسول اللہ میری ٹانگ پہ ورم آیا ہے حضورؐ نے فرمایا ٹانگ قریب کرو، حضورؐ نے لعاب نبوت اس کی ٹانگ پہ لگایا عبداللہ بن ابی عتیق کہتے ہیں، جب نبی کا لعاب لگا تو ٹانگیں ایسے ہو گئیں جیسے کبھی ٹوٹی ہی نہیں۔

اِنَّا اَرسَلنٰکَ شَاھِداً

یہ بھی گواہ ہے، کہو یہ بھی گواہ ہے۔ اب مجھے بتاؤ کہ یہ رسول اللہ کی نبوت کی گواہی دے یا نہ دے؟ یہ گواہ ہے کہ نہیں ہے؟ اس نے رسول اللہ کی نبوت کی گواہی دی یا نہ دی؟ ٹانگ توڑوا کر گواہی دی، لیکن پیغمبر نے لعاب لگایا تو نبی نے بھی لعاب لگا کر خدا کی خدائی کی گواہی دی۔

پیغمبرؐ طائف کی گلیوں میں

یہ گواہ بھی عجیب ہے، وہ گواہ بھی عجیب ہے۔ یہ نبی کا عشق ہے۔ دیکھئے یہاں پر رسول اللہ ﷺ کو کوئی آدمی گالی دیتا ہے پیغمبر نے فرمایا جو اس کو قتل کر ڈالے، میں محمدؐ اس کا ضامن ہوں، اس کی جنت کا ضامن ہوں، پیغمبر نے اعلان فرمایا۔ لیکن ایک دوسری طرف دیکھو..... حضور ﷺ طائف کی گلیوں میں کھڑے ہیں، حضور کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا جا رہا ہے۔ ایک وہ منظر ہے کہ رسول اللہ طائف کے بازار میں

گزر رہے ہیں طائف کے چھچھوروں نے پیغمبر علیہ السلام کے گلے میں پھندا ڈالا۔ پیغمبر کو گھسیٹنا شروع کر دیا، پیغمبر علیہ السلام کو پتھر مارے۔ آپ کا سارا چہرہ لہولہان ہو گیا، پیغمبر کے سارے کپڑے خون سے اٹ گئے، پیغمبر علیہ السلام کا جوتا اترتا نہیں تھا۔ حضرت زید فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جس وقت طائف کے باہر تالاب کے کنارے پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کا جوتا مبارک اتارتا ہوں لیکن جوتا اترتا نہیں ہے۔ میں کپڑے اتارتا ہوں، نبی کے کپڑے اترتے نہیں ہیں، سارا چہرہ خون آلود ہے۔ سارے کپڑے خون آلود ہیں، سارا جسم خون آلود ہے۔

میرے دوستو بتاؤ! تھوڑی دیر کے بعد پہاڑوں کا فرشتہ آیا۔ "اے اللہ کے نبی حکم کرو ہم ان دونوں پہاڑوں کو ملا دیں، تاکہ ان طائف والوں کا قیمہ قیمہ ہو جائے، حضورؐ نے نبوت والے ہاتھ اٹھائے، فرمایا

اَللّٰھُم اھْدِقَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْن

اے اللہ یہ محمدؐ کا رتبہ پہچانتے نہیں، ان کو ہدایت عطا فرما۔ شاید ان کی نسلوں میں کوئی محمدؐ کا نام لیوا پیدا ہو جائے۔ حضورؐ نے یہ دعا مانگی۔

میرے دوستو! یہ طائف کی گلیاں ہیں اور اب مدینے کی گلیوں کو دیکھو، رسول اللہ گذر رہے ہیں، راستے میں کانٹے بچھائے گئے ہیں، پیغمبر کے چہرہ اقدس پہ غلاظت کے ڈھیر ڈالے گئے ہیں، رسول اللہ کو گالیاں دی گئی ہیں، پیغمبر کے چہرہ اقدس پہ کوڑا ڈالا گیا ہے۔ نبیؐ کو آوازے کسے گئے ہیں، پیغمبر کے گلے میں رسیاں ڈال کر گھسیٹا گیا ہے۔ میرے دوستو مجھے بتاؤ، مدینہ منورہ میں ایک آدمی نبی کے خلاف شعر پڑھتا ہے، پیغمبر اس کے قتل کا حکم دے دیتے ہیں۔

بتاؤ یہاں پر رسول اللہ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، نبی نے ان کے قتل کا حکم کیوں نہیں دیا؟

پیغمبر کے چہرے پر کوڑا ڈالا گیا، پیغمبر نے اس کے قتل کا حکم کیوں نہیں دیا؟

پیغمبر کو گھسیٹا گیا، اس کے قتل کا حکم کیوں نہیں دیا؟

اس لیے نہیں دیا کہ یہاں پر مدینہ منورہ میں حضورؐ کی نبوت کا سوال تھا۔ اور مکہ مکرمہ میں خدا کی الوہیت کا سوال تھا..... وہاں خدا کی وحدانیت کا سوال تھا وہاں توحید کا سوال تھا، جب توحید کا سوال تھا تو پیغمبر کی یہ خواہش تھی کہ

میرے چہرے پر کوڑا کرکٹ ڈالا جائے، مجھے پرواہ نہیں،

میرے راستے میں کانٹے بچھائے جائیں مجھے پرواہ نہیں،

مجھے گالیاں دی جائیں..... مجھے پرواہ نہیں۔

اس لیے کہ میں اپنے خدا کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہوں، عاشقوں کو گواہی دینے کے لیے سب کچھ لٹانا پڑتا ہے۔ حضور خدا کی خدائی کی گواہی دینا چاہتے تھے، اس لیے پیغمبر نے سب کچھ برداشت کیا، اور یہاں نبوت کی گواہی دینی تھی تو صحابہ کو حکم دیا ، اے صحابیو! تم نے نبوت کی گواہی دینی ہے، اس کے راستے میں میرے دشمن کو قتل کرو، تاکہ میری گواہی پوری ہو جائے اور وہاں خدا کے نبی نے خود تکلیفیں اٹھا کر، خدا کی خدائی کی گواہی دی،

یہ گواہی بھی بے مثال تھی..... وہ گواہی بھی بے مثال تھی

یہ نبی کی شان ہے، یہ آمنہ کا لعل ہے۔

جابرؓ کی نظریں رسولؐ کے چہرے پر

حضرت جابر ابن ثمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ کی دیواروں کے نیچے حضور پاک آرام فرما رہے تھے، چودھویں رات کا چاند چمک رہا تھا۔

کبھی میں چاند کے چہرے کو دیکھتا..... کبھی میں رسول اللہ کے چہرے کو دیکھتا..... کبھی میں عرش کے چاند کو دیکھتا..... کبھی میں فرش کے چاند کو دیکھتا۔

جابر کہتے ہیں مجھے پیدا کرنے والے خدا کی قسم ہے کہ مجھے عرش کے چاند سے محمد کا چہرہ زیادہ خوب صورت نظر آیا۔ یہ حضرت جابر کی روایت ہے۔ لیکن آپ دیکھئے کہ وہ چہرہ جو اتنا حسین ہے کہ جو چہرہ چاند سے خوب صورت ہے لیکن اسی چہرے پر لوگوں نے پتھر مارے، اس چہرے کو (نعوذ باللہ) لوگوں نے بے عزت کرنے کی

کوشش کی۔ اس چہرے پر غلاظت کے ڈھیر ڈالے۔ کیا وجہ تھی کہ ساری دنیا کا کفر
ہے۔

جو چلتا ہے تو قرآن بولتا ہے، جو اٹھتا ہے تو قرآن بولتا ہے۔ جو سجدے میں جاتا ہے قرآن بولتا ہے رکوع کرتا ہے قرآن بولتا ہے، جو دعا کرتا ہے، قرآن بولتا ہے، جو خواہش کا اظہار کرتا ہے، قرآن بولتا ہے، آج مجھے بتا جس کی خواہش پہ قرآن بولے..... جس کے حسن پر قرآن بولے..... جس کے چلنے پہ قرآن بولے..... جس کی مسکراہٹ پہ قرآن بولے ..... جس کے کپڑوں پہ قرآن بولے..... جس کی آنکھوں پہ قرآن بولے..... آج بتا اس عظمت والے پیغمبر کی کیا بات ہے کہ جس پر قرآن کی ایک ایک آیت جس کی عظمت کی گواہی دیتی ہے۔ آج اس نبوت کے چہرے پر لوگوں نے پتھر مارے، لوگوں نے گالیاں دیں، لیکن وہ پتھر سہہ رہا ہے، کانٹوں سے نبی کا چہرہ زخمی ہوا، جس کے لیے پیغمبر کا چہرہ زخمی ہوا، جس کے لیے پیغمبر کو مارا گیا، وہ خدا نہیں بولا۔ جس کے لیے پیغمبر کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، خدا نہیں بولا، وہ چیز کیا ہے، وہ چیز ہے..... خدا کی گواہی دوسرے لفظوں میں وہ چیز ہے مسئلہ توحید، توحید کے لیے پیغمبر کے چہرے پر پتھر پڑے یا نہیں پڑے؟ پڑے۔

تو معلوم ہوا جس کے لیے نبی کے چہرے پر پتھر پڑے، وہ چیز نبیؐ سے بہتر ہے اور وہ چیز ہے مسئلہ توحید! ہم نے جس کو بھلا دیا، ہم نے جس کی بات کو ختم کر دیا۔

پڑھا" لاَ اِلٰہ الا اللّٰہ" جس کے معنی ہے اللہ کے سوا معبود کوئی نہیں، لیکن پیر ان پیر سے کہا کہ کشتی تو بچا!

پڑھا" لاَ اِلٰہ الا اللّٰہ" لیکن بیٹا بیٹی پیر سے مانگا۔

پڑھا لاَ اِلٰہ الا اللّٰہ ، لیکن مشکل کشا علیؓ کو کہا!

پڑھا لاَ اِلٰہ الا اللّٰہ لیکن داتا، علی ہجویری کو کہا۔

پڑھا لاَ اِلٰہ الا اللّٰہ لیکن سجدہ قبر پہ کیا۔

پڑھا لاَ اِلٰہ الا اللّٰہ ، لیکن طواف قبر کا کیا،

مجھے بتا اس سے بڑی گستاخی، اس سے بڑا دین سے مذاق اور کیا ہو سکتا ہے۔

سیّدہ عائشہؓ صدیقہ کی خواہش

رسول اللہ سے بہتر کوئی دنیا میں ہے؟..... نہیں،

حضورؐ کے خاندان سے بہتر کوئی دنیا میں ہے؟ نہیں۔

کیا وہ واقعہ تمہیں یاد نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رسول اللہ کی خدمت میں آئیں، آنکھوں سے آنسو آرہے تھے، حضورؐ نے فرمایا عائشہ کیوں روتی ہے؟ فرمایا اے اللہ کے نبی میں تمہاری کتنی پیاری محبوبہ اور رفیقہ حیات ہوں..... لیکن اے اللہ کے رسول آپ ساری کائنات کے سردار ہیں.....اور میں وہ عورت ہوں عائشہ کہ جو آپ کا لباس ہوں،..... آپ کی عزت ہوں،..... آپ کی آبرو ہوں۔

میرے لیے کیا قرآن کی سترہ آیتیں نہیں اتریں؟ میرے لیے خدا نے صفائی نہیں بھیجی؟

حضورؐ نے فرمایا صفائی بھیجی ہے۔ لیکن اے اللہ کے نبی میرے دامن میں اولاد کوئی نہیں۔ عائشہؓ کی گود اولاد سے خالی ہے، اے اللہ کے نبی اگر مجھے لڑکا کوئی نہیں ملتا تو آپ دعا کر دیں، خدا لڑکی دے دے۔ تو ساری دنیا کے سردار نے فرمایا:

عائشہ! اولاد کا خزانہ محمدؐ کے پاس نہیں ہے۔

مجھے بتاؤ کہ وہ عائشہ، جس کے لیے قرآن کی سترہ آیتیں اتریں،.....وہ عائشہؓ، .....جو نبی کا لباس ہے،..... وہ عائشہؓ، جو پیغمبر کی عزت ہے، وہ عائشہؓ، جو پیغمبر کی طہارت ہے، وہ عائشہ، پیغمبر کی محبوب رفیقۂ حیات ہے، وہ عائشہؓ، جو صدیق کی بیٹی ہے ،.....وہ عائشہؓ، جو نو سال کی عمر میں پیغمبر کے گھر میں آئی۔..... جس نے بلوغت کے بعد سب سے پہلی نظر ڈالی تو محمدؐ کے چہرے پہ ڈالی۔ وہ عائشہ! اتنی برکتوں والی، اتنی عظمتوں والی، دس سال نبی کے گھر میں رہتی ہے۔ لیکن اولاد نہیں ملتی ہے۔ اور پیغمبر سے کہتی ہے اولاد کے لیے دعا کر دو، حضور کہتے ہیں عائشہ! یہ خزانہ محمدؐ کے پاس نہیں، یہ خزانہ خدا کے پاس ہے..... حضور خدا کی خدائی کے گواہ ہیں اور اس گواہ کی عظمت کو

دیکھو کہ وہ گواہ ایسا ہے۔ جو آسمانوں کی طرف انگلی اٹھاتا ہے، چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

اور اس نبی کو دیکھو، وہ پیغمبر اتنا عظیم ہے۔ دیکھئے موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا پتھر پر، پانی کے چشمے نکل آئے۔..... اور پتھر سے تو پانی نکلتا ہے،..... پہاڑوں سے تو چشمے نکلتے ہیں،..... عقل میں بات آتی ہے۔ لیکن آمنہؓ کے لعل کو،..... اس پیغمبر کو دیکھو کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر تین سو چودہ صحابی رسول اللہ کے ساتھ ہیں، میرے دوستو! بعض علماء نے لکھا ہے، دوسری دفعہ جب حضور علیہ السلام بیعت رضوان کے موقع پر آئے تو ساڑھے چودہ سو صحابہ پیغمبر کے ساتھ ہیں۔ اکثر صحابہ پانی پی چکے، تین سو، چار سو صحابہ باقی رہ گئے، پانی ختم ہو گیا، حضورؐ نے فرمایا پانی کا کوئی پیالہ ہے؟ تو صحابہ نے پانی کا پیالہ پیش کیا۔ پیغمبر نے پانی کا پیالہ لے کر اس میں انگلی ڈالی، اور نبی کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔

موسیٰ نے عصا مارا تھا تو پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہوا..... لیکن ایسا گواہ ہے جس نے خدا کی گواہی دی ہے اس کی انگلیوں سے پانی کے چشمے نکل آئے۔

اِنَّا اَرسَلنٰکَ شَاھِداً

یہ میرے پیغمبر کی شان ہے، یہ میرے نبی کا اعزاز ہے اور آمنہ کے لعل سے بہتر کوئی خدا کی خدائی کی گواہی نہیں دے سکتا۔

خشک تنے سے کھجوریں

حضورؐ مدینہ میں موجود ہیں، ابو بکرؓ آئے فرمایا رسول اللہ دو دنوں سے کھایا پیا کچھ نہیں، عمر آئے فرمایا دو دن سے کھایا پیا کچھ نہیں، حضورؐ نے فرمایا..... تم نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا پیا،..... تمہارے پیغمبر نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا پیا،..... تمہارے پیٹ پر ایک پتھر ہے،..... تمہارے نبی کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ابو بکر! ابھی اللہ تعالیٰ انتظام کرتا ہے، تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ کو کسی نے بتایا رسول اللہ مقداد بن اسود کے گھر کے قریب سے میں گزر رہا تھا تو

میں نے دیکھا اس کے مکان کے صحن میں کھجوروں کا ایک ڈھیر لگا ہوا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں، چلو مقداد کے گھر چلتے ہیں، آدھی رات کا وقت ہے، بے تکلفی ہے، حضورؐ نے جا کر مقدار کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت مقداد کی بیٹی سوئی ہوئی اٹھتی ہے اور اس نے سلاخوں کے اندر سے دیکھا کہ ساری دنیا کا سردار ہمارے دروازے پہ کھڑا ہے ، اپنے والد کو جگایا، ابا جان اٹھو! ساری دنیا کی دولت دروازے پر آچکی ہے، حضرت مقدادؓ اٹھے دروازہ کھولا۔ "فِدَاكَ اُمّي وَاَبِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ"

میرے ماں باپ آپ پہ فدا ہو جائیں یارسول اللہ! آپ اتنی دور سے چل کر آئے ہیں۔ ..... مقداد کو حکم کر دیتے۔ مقداد آپ کے دروازے پر حاضر ہو جاتا، حضورؐ نے فرمایا۔ مقداد! آج بے تکلفی سے آئے ہیں۔ اس لیے آئے ہیں کہ ابو بکر نے کچھ کھایا نہیں، عمر نے بھی کچھ کھایا نہیں، تیرے پیغمبر نے بھی کچھ نہیں کھایا، پتہ چلا تیرے گھر میں کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا مقداد اسی لیے تیرے گھر میں آئے ہیں کہ سنا ہے تیرے گھر میں کھجوروں کا ڈھیر ہے، یہ بات سننے کی دیر تھی کہ مقدادؓ ابن اسود کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ حضورؐ نے فرمایا کیوں روتا ہے۔ فرمایا

خبر گرم ہے ان کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

کھجوروں کا ڈھیر ضرور تھا لیکن شام سے پہلے ساری کھجوریں میں نے فقیروں میں بانٹ دی ہیں۔ اس لیے روتا ہوں کہ دنیا کا سردار میرے گھر میں موجود ہو اور میرے گھر میں کھجوں کا ڈھیر موجود نہ ہو۔ مقداد زار و قطار رو رہا ہے، جب مقداد کو پیغمبر نے روتے دیکھا تو رحمت کا دریا جوش میں آیا حضورؐ نے فرمایا مقداد تیرے گھر کے قریب کوئی کھجوروں کا درخت موجود ہے مقداد نے فرمایا کوئی درخت تو نہیں ہے ایک کھجوروں کا خشک تنا میرے دروازے پر کھڑا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ میری نبوت والی چادر لے جاؤ اور اس خشک تنے کے نیچے بچھا دو اور میرا اسلام کہو اور خشک تنے سے کہو کہ محمد ﷺ تجھ سے کھجوریں مانگتا ہے۔ مقداد کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے چادر لے

کر میں خشک تنے کے پاس گیا۔ میں نے اسے پیغمبر کا سلام کہا۔ میں نے جب اسے نبی کا سلام کہا تو جیسے خشک تنے میں بہار آ گئی ہو، وہ ہلنے لگا اور اس کے بعد میں نے چادر نیچے بچھائی اور چادر نیچے بچھا کر کہا اے خشک تنے تجھ سے رسول اللہ کھجوریں مانگتے ہیں۔ یہ کہنے کی دیر تھی، اس خشک تنے سے کھجوریں گرنے لگ گئیں، کھجوریں چادر پہ پڑیں، ساری چادر کھجوروں سے بھر گئی، میں چادر اٹھا کر گھر لے آیا، حضور نے فرمایا مقداد اگر تو چادر نہ اٹھاتا تو صبح تک کھجوریں برستی رہتیں۔

سلمان فارسیؓ کی آزادی کیلئے کھجوروں کا معجزاتی باغ

حضور کی مجلس لگی ہوئی ہے صحابہ بیٹھے ہوئے ہیں، ایک صحابی،..... سلمان فارسیؓ رسول اللہ کی مجلس میں بیٹھے ہیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا سلمانؓ! تم بڑے پریشان رہتے ہو، کبھی کبھی آتے ہو، بتاؤ سلمان تمہیں کوئی تکلیف ہے، سلمان فارسیؓ نے بتایا کہ یارسول اللہ اور تکلیف کوئی نہیں، لیکن میرا مالک یہودی ہے۔..... مجھ سے بڑا کام لیتا ہے اور کہتا ہے اگر تو نے محمد کا کلمہ پڑھ لیا میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یا رسول اللہ مجھ پر روزانہ زیادتی کرتا ہے۔ کئی کئی دن گزر جاتے ہیں، مجھے کھانے کے لیے کچھ نہیں دیتا۔ اللہ کے پیغمبر نے دیکھا، پیغمبر نے سلمان کی یہ باتیں سنیں تو نبی کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ سلمان پھر کئی دنوں کے بعد آیا، حضور نے فرمایا سلمان بڑی دیر کے بعد آئے ہو۔ فرمایا یارسول اللہ میرا یہودی مالک مجھے اجازت نہیں دیتا۔ وہ مجھے مارتا ہے،..... حضورؐ نے فرمایا سلمان جاؤ آج اپنے مالک سے پوچھ کر آؤ کہ کتنے پیسے لے کر تمہیں آزاد کر دے گا؟ سلمان اپنے مالک سے پوچھتے ہیں، تو مالک کہتا ہے اے سلمان اگر تو آزاد ہونا چاہتا ہے، ایک ہزار اشرفیاں دے دو، تین سو کھجوروں کے درخت لگاؤ کھجوروں کے باغ لگاؤ، جب وہ کھجوروں کے درخت بن جائیں گے، باغ لگ جائے گا، تن آور درخت بن جائیں گے، کھجوریں اترنے لگے جائیں گی، اس کے بعد تمہیں آزادی ملے گی۔ سلمان کئی دن تک رسول اللہ کے دروازے پر نہیں آئے۔ نبی کے دربار میں نہیں آئے، کئی دنوں کے بعد آئے حضورؐ نے فرمایا سلمان! تو نے بتایا

نہیں کہ تیرا مالک کیا کہتا ہے۔ فرمایا یارسول اللہ میرے مالک نے اتنی بڑی شرط لگادی، کہ اے کائی کملی والے میں اس شرط کو پورا نہیں کر سکتا۔..... ایک ہزار اشرفیاں کون دے گا۔ چلو ایک ہزار اشرفیاں صحابہ جمع کر لیں گے، لیکن تین سو کھجوروں کا باغ کون لگاتا ہے اور پھر باغ لگ جائے، درخت بڑے ہو جائیں، وہ کھجوریں دینے لگے جائیں اس کے بعد مجھے آزادی ملے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا سلمان! گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سودا بڑا سستا ہے۔..... یہ واقعہ بخاری شریف میں موجود ہے، حضور نے فرمایا سلمان یہ سودا بڑا سستا ہے۔ سلمان فارسیؓ نے فرمایا یارسول اللہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ حضورؐ نے سارے صحابہ کو حکم دیا کہ دعا کرو، سب صحابہ نے دعا کی، حضورؐ نے ایک صحابی کو فرمایا کہ جاؤ مدینہ سے باہر قبیلہ تشیبہ میں ایک یہودی رہتا ہے، اس یہودی کو میرا پیغام دو اور اس سے کہو کہ محمد رسول اللہ، ہمارے جو نبی ہیں، وہ تجھ سے تین سو کھجوروں کی قلمیں مانگتے ہیں، وہ صحابی تین سو کھجوروں کی قلمیں لینے چلے گئے، قلمیں لے کر حضور کی خدمت میں آئے حضور نے فرمایا عمرؓ تم میرے ساتھ چلو، فاروق اعظم کو ساتھ لیا، اور سلمان سے کہا تم اپنے مالک سے پوچھ کر آؤ کس جگہ یہ باغ لگانا ہے۔ کس جگہ پر درخت کھڑے کرنے ہیں، حضور علیہ السلام قلموں کو لے کر، حضرت عمر کو ساتھ لے کر اس جگہ پر چلے گئے جہاں باغ لگانا تھا، جن لوگوں نے حج کیا ہوا ہے انہیں پتہ ہے..... مدنیہ سے مسجد قبا کی طرف جائیں تو راستے میں وہ جگہ آتی ہے جہاں سلمان فارسی کا باغ تھا) رسول اللہ نے اپنے ہاتھوں سے لگایا تھا۔ پیغمبر کے ہاتھ میں قلمیں ہیں، عمر فاروق کے ہاتھ میں پانی کا برتن ہے، حضورؐ نبوت والے ہاتھوں سے قلمیں لگا رہے ہیں، عمرؓ پیچھے پیچھے پانی دیتے جا رہے ہیں۔ بخاری شریف میں واقعہ موجود ہے کہ حضور نے خود قلمیں لگائی ہیں، حضرت عمر پانی لگاتے جا رہے ہیں، اور جس وقت پیغمبر علیہ السلام قلموں سے فارغ ہو گئے، ایک دن گزر گیا، حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں دوسرا دن ہوا..... پیغمبر پھر آئے،..... پیغمبر نے وہاں دعا مانگی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ پیچھے سے جو درخت کی قلمیں لگ چکی ہیں..... وہ درخت بن چکے

ہیں۔..... ایک دن اور گزرا تو ان درختوں پر پھل لگ چکے ہیں۔..... کل پرسوں، جو درخت کالی کملی والے نے لگائے تھے، جو قلمیں لگائیں تھیں، ایک دن قلمیں لگتی ہیں، دوسرے دن وہ درخت بن جاتے ہیں۔..... تیسرے دن ان کو کھجوروں کے خوشے لگے جاتے ہیں۔..... چوتھے دن حضورؐ نے فرمایا سلمان جاؤ اپنے مالک یہودی سے کہو کہ ایک ہزار اشرفیاں اور یہ باغ لے کر مجھے آزاد کر دے، حضورؐ نے صحابہ کو حکم دیا چندہ جمع کرو، سب صحابہ نے چندہ جمع کیا ایک ہزار اشرفیاں بھی جمع کیں اور فرمایا جاؤ، اپنے مالک یہودی سے کہو ایک ہزار اشرفیاں بھی حاضر ہیں اور تین سو کھجوروں کا باغ حاضر ہے، جس وقت سلمان فارسیؓ نے اپنے مالک یہودی کو جا کر کہا، کہ یہ ہزار اشرفیاں ہیں اور وہ دیکھو تمہاری جگہ پر باغ لگ چکا ہے، اس نے کہا تیرا دماغ ٹھیک ہے۔ میں نے پرسوں کہا تھا، ایک دن میں باغ کیسے لگ جائے گا، سلمان نے فرمایا اے میرے مالک یہودی اگر یہ میرا کمال ہوتا تو کبھی پورا نہ ہو سکتا، یہ کمال اس پیغمبر کا ہے، یہ کمال اس آمنہ کے لعل کا ہے، جو انگلی آسمانوں کی طرف کرتا ہے، چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ جاؤ جا کر دیکھو۔ یہودی آیا اس نے آ کر دیکھا جو پرسوں جگہ صاف تھی آج وہ ساری کی ساری جگہ باغ سے بھر چکی ہے، تین سو کھجوروں کے درخت لگ چکے ہیں۔ خشک تنوں پر بہار آ چکی ہے۔ کھجوروں کے خوشے لگ چکے ہیں، کھجوروں کے گچھے لگ چکے ہیں۔ اس نے باغ کو دیکھا، حیرت کی گہرائیوں میں گم ہو گیا۔ زمین اس کے پاؤں کے نیچے سے نکل گئی، کھڑا ہو کر کہتا ہے اے سلمان! جا تو بھی آزاد ہے، یہ باغ اسلام کے لیے وقف ہے، مجھے محمدؐ کا کلمہ پڑھا کے مسلمان کر دے۔..... یہ نبی کی شان ہے۔ اس جیسی شان والا پیغمبر آج تک دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ جو اتنی بڑی شان والا ہو، وہی خدا کا سب سے بڑا گواہ ہے۔..... دیکھئے ایک طرف آمنہ کا لعل کھجوریں لگاتا ہے اور دوسرے دن باغ بن جاتا ہے، ایک طرف نبی کی یہ شان ہے، اور دوسری طرف دیکھو حقیقی صاحبزادہ رسول اللہ کے ہاتھوں میں ہے ابراہیم اور اس کی جان نکل رہی ہے۔ حضور نے فرمایا۔

يَا اِبْرَاهِيْمُ اِنَّا بِفِرَاقِكَ لَمَحْزُوْنُوْن

میرے بیٹے ابراہیم! ہم ترے غم میں بڑے پریشان ہیں،..... لیکن اس بیٹے کی جان نہیں بچتی، تھوڑی دیر کے بعد بیٹا دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے،

مجھے بتاؤ، ایک طرف پیغمبر انگلی اٹھاتا ہے، چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

ایک طرف قلمیں کھجوروں کی لگاتا ہے، دوسرے دن باغ بن جاتا ہے۔

ایک طرف انگلی اپنی پانی کے پیالے میں ڈالی ہے، پانی کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں،

جابرؓ کی ہنڈیہ میں لعاب ڈالتا ہے، سینکڑوں آدمی پیٹ بھر کے کھاتے ہیں۔ کنواں سارا میٹھا ہو جاتا ہے

دوسری طرف وہی پیغمبر! اسکے ہاتھوں میں حقیقی بیٹا جان دے رہا ہے، لیکن محمدؐ اپنے بیٹے کو بچا نہیں سکا۔

معجزے کا معنی و مفہوم

یہاں سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ یہاں سے معلوم یہ ہوا کہ پیغمبر کے معجزات اللہ کا کمال ہیں، اللہ نے جب چاہا، نبی کے ہاتھوں میں معجزہ دے دیا، جب نہیں چاہا، نہیں دیا۔

تو معجزہ کا مطلب ہوتا ہے جو عقل کو عاجز کر دے، انسان کو عاجز کر دے، ان معجزات نے ساری انسانیت کو عاجز کر دیا۔

اگر نبیؐ مختار کل ہوتا.....!

لیکن میرے دوستو! پیغمبر کے ہاتھ سے جو معجزہ صادر ہوتا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ نبی مختار کل ہو گیا،..... نبی ہر چیز پہ قادر ہو گیا،

ہر چیز پہ نبی قادر ہوتا..... تو مجھے بتا اپنے بیٹے کی جان کیوں نہ بچا سکتا؟

مجھے بتا..... ابراہیم کی جان کیوں نہ بچا سکتا؟ طاہر طیب کی جان کیوں نہ بچا سکتا؟ اپنے بیٹے عبداللہ کی جان کیوں نہ بچا سکتا؟

مجھے بتا..... اپنی تین بیٹیوں کی جان یہ پیغمبر کیوں نہ بچا سکتا؟

اگر پیغمبر علیہ السلام مختار کل ہوتے..... مجھے بتا پیغمبر کے دانت کیوں شہید ہو جاتے؟

مجھے بتا احد کے میدان میں فتح شکست میں کیوں بدل جاتی؟

اگر پیغمبر علیہ السلام مشکل کشا، حاجت روا ہوتے..... تو نبی پر تکلیفیں کیوں آتیں؟ پیغمبر پر پریشانیاں کیوں آتیں؟

نبی علیہ السلام کو دکھ کیوں آتے؟

دُکھ اس کو پہنچتے ہیں، جو مشکل کشا نہ ہو..... اور جو مشکل کشا ہو..... اس پر کبھی تکلیف نہیں آتی۔

یہودیوں کے تین سوال

اور پھر پندرہواں پارہ کھولو، یہودیوں کا وفد پیغمبر کے پاس آیا بڑے بڑے مشرکوں کو ساتھ لے کر، اور انہوں نے پیغمبر سے تین سوال کیے۔

(۱) پہلا سوال ہے کہ اے محمدؐ! اگر تم سچے نبی ہو تو بتاؤ روح کسے کہتے ہیں؟

(۲) دوسرا سوال: اگر تم سچے نبی ہو تو بتاؤ ذوالقرنین کون تھا؟

(۳) تیسرا سوال: اگر تم سچے نبی ہو تو بتاؤ، اصحاب کہف کون تھے؟ یہ تین سوال ہیں۔

ان تینوں سوالوں کا ذکر قرآن کے پندرھویں سپارے میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے جب یہ تینوں سوال کیے تو حضورؐ نے فرمایا میں کل ان کا جواب دوں گا۔ وہ کل آگئے، جب وہ کل آئے تو حضور نے فرمایا کل کو بتاؤں گا۔ وہ پھر آگئے، پھر فرمایا کل کو بتاؤں گا۔ وہ پھر آگئے حضور نے فرمایا کل کو بتاؤں گا۔ بخاری شریف میں ہے کہ اسی طرح سولہ دن گزر گئے، سولہ دنوں کے بعد پیغمبر اتنے پریشان ہوئے کہ پہاڑ پر چڑھنے لگے اور ارادہ یہ کیا کہ میں اپنے آپ کو پہاڑ سے نیچے گرالوں گا، یا میں پہاڑ پر زندگی گزاروں گا، میں نیچے نہیں آتا کیونکہ مکہ کے مشرک اور یہودی مجھے نہیں چھوڑتے مجھ سے روزانہ سوال کرتے ہیں اور میں ان کا جواب کیسے دوں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض نہ ہو گیا ہو..... جو وحی نہیں بھیجتا۔ وحی آئے گی تو جواب دوں گا۔ جب

پیغمبر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ رہے ہیں تو اس وقت قرآن کی آیت اتری۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ

اے کملی والے آپ نے جب ان سے کہا تھا کہ کل کو جواب دوں گا، پھر کل آیا تو آپ نے کہا کل کو جواب دوں گا، آپ نے اپنے کلام میں جب کل کہا تھا تو انشاء اللہ کیوں نہیں کہا تھا؟ آپ نے کہا کل کو جواب دوں گا، آپ کو کہنا چاہیے تھا کہ اگر اللہ نے چاہا تو کل کو جواب دوں گا۔ آپ نے انشاء اللہ نہیں کہا اس لیے سولہ دن تک جبرئیل نہیں اترا۔ سولہ دن تک جبرئیل کیوں نہیں اترا؟ اس لیے کہ پیغمبر نے انشاء اللہ نہیں کہا تھا اور جب جبرئیل علیہ السلام اترے تو تینوں سوالوں کا جواب آیا کہ:

قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي

کہہ دیجئے رُوح اللہ کا حکم ہے۔

اور ذوالقرنین ایک بادشاہ کو کہتے ہیں مفصل حالات سورۂ کہف میں موجود ہیں۔ اور اصحاب کہف ایک غار میں رہنے والے کچھ لوگوں کو کہتے ہیں۔

کیا پیغمبرؐ عالم الغیب ہیں؟

تو میرے دوستو! تینوں سوالوں کا جواب پندرھویں سپارے میں موجود ہے۔ لیکن سولہ دن تک وحی کیوں نہیں آئی؟ اس لیے نہیں آئی کہ اللہ کے پیغمبر نے انشاء اللہ نہیں کہا تھا معلوم ہوا کہ خدا نبی کو بتاتا ہے تو نبی آگے بتاتا ہے۔ جو بتائی ہوئی بات کو آگے بتائے..... اس کو عالم الغیب نہیں کہتے۔

آپ کہیں گے کہ فاروقی صاحب لاہور میں بارش ہو رہی ہے؟ اور اگر میں ٹیلی فون کا رسیور اٹھاؤں لاہور کا نمبر ڈائل کروں اور پوچھو کہ لاہور میں بارش ہو رہی ہے؟ پتہ کرنے کے بعد پھر آپ کو بتاؤں لاہور میں بارش ہو رہی ہے تو آپ مجھے عالم الغیب کہو گے؟ (نہیں) اور اگر آپ مجھے کہیں بارش ہو رہی ہے، میں ویسے ہی کہوں بارش ہو رہی ہے، بارش ہو رہی ہو..... آپ کہیں گے یہ عالم الغیب ہے؟ کہیں گے؟ (

نہیں)۔

پیغمبر سے پوچھا کہ تین سوالوں کا جواب بتاؤ، تو نبی اگر خود ہی بتادیتے تو نبی آپ عالم الغیب کہتے، لیکن پیغمبر نے خدا سے ہمکلام ہونا چاہا، پیغمبر نے خدا کو ٹیلی فون کیا،..... لیکن اس ٹیلی فون کا جواب نہ ملا،..... کال کا جواب نہ ملا، تو نہ بتایا،..... جو کال کر کے آگے بات بتائے، وہ عالم الغیب نہیں ہوتا۔

کلمہ نبی کا پڑھتے ہو، بات نبی کی کرتے ہو،..... قرآن نبی کا پڑھتے ہو اور پھر شرک بھی کرتے ہو؟ پھر یہ بھی کہتے ہو کہ اللہ کے علاوہ نبی بھی عالم الغیب ہے،..... ولی بھی عالم الغیب ہے،..... قطب بھی عالم الغیب ہے، اولیاء بھی عالم الغیب ہیں،..... پیر کا کتا بھی عالم الغیب ہے..... کہتے ہیں، جی یہ پہنچی ہوئی سرکار ہے،..... کپڑے اترے ہوئے ہیں..... ایک کچھا نیچے پہنا ہوا ہے، کہتے ہیں یہ آدھا ولی ہے،..... پورے اتر گئے ..... تو پورا ولی ہے۔ سچے ولیوں کے غلام بنو!۔

سچا ولی نبی کی سنت کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ اور جھوٹا ولی سنت پر کبھی عمل نہیں کرتا۔

دیکھ لیں تجربہ کر کے، پاکستان میں ایسے من گھڑت پیروں کی بہت کثرت ہے۔ جنہوں نے اس قوم کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ آپ بازاروں میں جائیں تو جگہ جگہ وہ من گھڑت پیر بیٹھے ہوتے ہیں "جو چاہو' سو پوچھو" یہ لکھا ہوتا ہے۔

بازاروں میں بیٹھے ہوئے عالم الغیب

ایک مولوی صاحب چلے گئے، اس نے کہا جو چاہو' سو پوچھوں، اس نے ہاتھ آگے دکھایا، پیر نے کہا جی آپ کا ہاتھ کہتا ہے، آپ کی شادی نہیں ہو گی۔ اور مولوی صاحب کی شادی ہو چکی اور اولاد بھی ہو گئی تھی۔ تو مولوی صاحب اپنی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے، تیرے باپ کی دو بیویاں ہیں، چار بیٹے ہیں۔ یعنی میری دو بیویاں ہیں اور چار..... بیٹے ہیں۔

اب وہ پریشان ہو گیا، اوپر لکھا ہوا ہے۔ "جو چاہو' سو پوچھو"

نورانی میاں کا نورانی خواب

یہ پچھلے الیکشن میں نورانی صاحب نے کہا کہ مجھے خواب میں پیران پیر نے فرمایا کہ تم الیکشن لڑو، تم جیت جاؤ گے۔ بلکہ آئندہ حکومت تمہاری ہو گی۔ لیکن ماشاء اللہ پانچ ہزار ووٹ ملے۔ اور ایک صندوقچی سے گیارہ ووٹ نکلے۔..... کسی نے کہا گیارہویں ثابت ہو گئی۔ مجھے بتاؤ پیران پیر نے یہ فرمایا، تو اس کے بعد کیا ہوا؟ الیکشن کے بعد بغداد شریف چلے گئے۔ کیا کہنے گئے تھے..... کہ تیرے نام پر چالیس سال قوم کو دھوکا دیا، چالیس سال تیرے نام کی گیارہویاں کھائیں، جھوٹ بولا، اسلام کا مذاق اڑایا، قرآن چھوڑا، من گھڑت مسئلے کیے۔ لیکن تو نے ہمیں سیٹوں سے ہرا دیا۔ ضمانت ضبط ہو گئی، بڑے بڑے کلھوں والے زمین پہ گر پڑے۔ پیر پگاڑا کو دیکھو، اس کے مرید کہتے ہیں وہ پہنچی ہوئی سرکار ہے، حالت یہ ہے کہ اس کی چوری ہو گئی تو سارا سال کتوں کو اسلام آباد میں دوڑایا، تاکہ چوری برآمد ہو، مرید کہتے ہیں پیر سے جو چاہو، سو پوچھو..... اور پیر کتوں سے پوچھ رہا ہے قربان جایئے، اس قوم کا ولی اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم پر رحمت فرمائے اور حضورؐ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

"اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِداً"

یہ پیغمبر کی اللہ کے حق میں گواہی ہے۔ پیغمبر اللہ کے گواہ ہیں۔ اور پیغمبر جو اللہ کے گواہ ہیں، ان کی گواہی سے دنیا میں بہتر گواہی کوئی نہیں۔ ہو سکتی ہے؟ نہیں! حضور کے بارے میں ظہیر کہتا ہے۔

حضور آئے تو سر آفرینش پا گئی دنیا
اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی دنیا
بجھے چہروں کا رنگ اترا، ستے چہروں پہ نور آیا
حضورؐ آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا

ہمارا حال بڑا عجیب ہے، ہم نبی کو مانتے ہیں، ہم نبیؐ کے عاشق ہیں۔ کوئی کام عشق والا نہیں۔

اخبار میں تھا کراچی میں بے نظیر تقریر کر رہی تھی، اذان ہونے لگی تو تقریر بند کر دی، ہم نے کہا اسلام آ گیا ہے۔ ہم تو اتنی بات پہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اذان آئی اور اس نے تقریر بند کر دی تو ہم خوش ہو گئے، اس سے کسی نے یہ بھی کبھی پوچھا کہ وہ نبیؐ جس کی اذان آ رہی ہے، تم چپ کر گئی ہو کیا اس نبی نے یہ نہیں فرمایا کہ جس قوم کی عورت سربراہ ہو، وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی تو نبی کا حکم ہے۔ اللہ اکبر! مرد مرد ہوتا ہے، عورت عورت ہوتی ہے۔ عورت کا یہ کام نہیں ہے، جو ہمارے ہاں ہے،..... بڑے بڑے چوہدری، بڑے بڑے آفیسر سیلوٹ مار رہے ہیں، لڑکی کو، لڑکی کو سیلوٹ مار رہے ہیں، قربان۔ مس صاحبہ! پرائم منسٹر صاحبہ، سیلوٹ مار رہے ہیں۔

فاطمہؓ و عائشہؓ کی عظمت

ہم اس عورت کو مانتے ہیں، جس کا نام فاطمۃ الزاہرؓ ہے، جس نے وفات کے وقت فرمایا علیؓ! میں مر جاؤں تو میرا جنازہ رات کو اٹھے..... حضرت علیؓ نے فرمایا، فاطمہؓ! میرے جنازے میں محلے اور چوک کے لوگ آ کر شریک ہوں گے اگر جنازہ دن کو اٹھائیں،..... رات کو تو اٹھائیں نہیں آئیں گے۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا علیؓ! تیری بات ٹھیک ہے۔ لیکن میں وہ فاطمہؓ ہوں جس کے چہرے کو یا مصطفیٰ نے دیکھا ہے، یا مرتضیٰ نے دیکھا ہے۔..... میں مر جاؤں تو میں چاہتی ہوں کہ میرے کفن پہ بھی کسی غیر کی نظر نہ پڑے۔ ہم اس عائشہؓ کو مانتے ہیں جس عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد، جب فاروق اعظمؓ کی قبر حضرت عائشہؓ کے حجرے میں بنی تو فرمایا، آج کے بعد میں بے پردہ اس حجرے میں داخل نہیں ہو سکتی۔ وہ عائشہؓ! جو قبر سے پردہ کر رہی ہے، ہماری ماں ہے۔ یہ..... اسلام ہے۔

تہذیب جدید کی بے ہودگی

یہ اسلام نہیں ہے ائیر پورٹ پر جاؤ، لیڈی آگے ہے، لیڈا پیچھے جا رہا ہے۔ کہتے ہیں مولانا! یہ تو ترقی ہے۔ میں نے کہا یہ ترقی کہاں سے آئی ہے؟ امریکہ سے آئی ہے۔

کھڑے ہو کے کھانا کھانا..... یہ نبی کی سنت کے خلاف ہے۔ بیٹھ کر کھانا کھانا یہ سنت ہے، یہ کھڑے ہو کر کھا رہے ہیں اور اگر کوئی روکے تو کہتے ہیں کہ تو دقیانوس ہے۔ ہم تو ماڈرن لوگ ہیں، ہم تو ترقی یافتہ ہیں۔..... میں نے کہا اگر کھڑے ہو کر کھانا کھانا ترقی ہے تو پھر تم سے تو بڑا ترقی یافتہ گدھا ہے..... جانور پھر ترقی یافتہ ہو گئے نا!..... جانور ماڈرن ہو گئے۔

کھڑے ہو کر پیشاب کر رہے ہیں، میں نے کہا یار بیٹھ کر پیشاب کر لو، کہتے ہیں یہ ترقی ہے۔ یہ ماڈرن طریقہ ہے۔ میں نے کہا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ماڈرن طریقہ ہے تو پھر تم سے جانور زیادہ ماڈرن ہو گئے۔ گدھا بھی کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا ہے، تم سے زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ تمہیں تو پتلون آگے پیچھے کرنی پڑتی ہے، لیکن یہ بلا تکلف کھڑا ہے۔ یہ کوئی ترقی ہے؟..... قوم کو پاگل بنا دیا، الو بنا دیا، امریکہ اور یورپ کی تہذیب کو اپنا لیا اور آمنہ کے لعل کی سنت کو چھوڑ دیا۔

ربیع الاول کا مہینہ آیا، گلیاں سجائیں، بتیاں لگائیں، جھنڈیاں لگائیں اور جناب والا..... خسروں کے جلوس نکالے اور خوش ہو گئے، ہم نبی کے امتی ہیں، اس نبیؐ کی بات نہیں مانی، بیٹھ کر کھانا کھایا تو ہم نبی کی سنت کے مطابق عمل نہیں کرتے، جھنڈیاں لگانے میں نبی کا عشق نظر آ گیا۔ حضور نے فرمایا، چادر نیچے کرو، پردہ کرو، صحابہ نے پردہ کیا۔ حضور نے فرمایا، چادر اوپر کر، یہ نیچے چادر نہ کرو، ٹخنوں سے نیچے میلی ہو جائے گی، انہوں نے کہا میلی ہو جائے گی تو چادر اور آ جائے گی یا رسول اللہ ﷺ، فرمایا چادر اور آ جائے گی..... میری سنت تو چھوٹ جائے گی۔ وہ گھر جاتا ہے چادر کو اتار کر تنور میں جلا دیتا ہے، کہتا ہے جس چادر سے نبی کی سنت چھوٹ جائے میں وہ چادر پہننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ یہ صحابی ہے اور ہمارے یہاں سارا سال بے ایمانی، جھوٹ اور فریب سے کام لیا۔ شرک اور بدعات سے کام لیا، ربیع الاول کی بارہ تاریخ آئی، جھنڈیاں لگا دیں۔ بتیاں جلا رہے ہیں، خچروں پہ جلوس لے آ رہے ہیں۔ اور نبی کی وفات کا دن ہے بارہ ربیع الاول، نور ربیع الاول ولادت کا دن ہے ولادت کے دن کچھ

نہیں کرتے، وفات کے دن خوشی کرتے ہو؟ تیری ماں مر جائے، تو خوشی کرتا، تیرا باپ مر جائے..... تو خوشی نہیں کرتا۔ تیرا بھائی مر جائے..... تو خوشی کرتا نہیں ہے۔ نبی کا جنازہ اٹھے، نبی کی وفات ہو..... تو خوشی کرتا ہے۔ سوچ تو سہی، کبھی غور کیا۔ اپنا ایک کام بھی تو نبی کی سنت کے مطابق نہیں کر سکتا۔ شادی ہوتی ہے حضورؐ کی سنت ہے بیٹھ کر کھانا کھانا، تو شادی کے لیے کھڑا کر کے کھانا کھلاتا ہے۔ اتنی بھی نبیؐ کی بات نہیں مانتا، اور ربیع الاول کی جھنڈیوں سے تجھے ضرور جنت مل جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضورؐ کی سنت پہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَ آخر دعوانا عن الحمد للّٰہِ رَب العالمین٥

اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَر



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَلَا مُعِيْنَ لَهٗ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ ○ اَلْمَبْعُوْثُ اِلَى كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○

وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْكَلَامِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ ○ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○

وقال النبی ﷺ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ○

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○



میرے واجب الاحترام! پشاور صدر کے غیور نوجوانو اور دوستو! دو روزہ اولیاء اللہ کانفرنس میں آپ حضرات کی تشریف آوری باعث سعادت ہے۔ دو روزہ کی بجائے یہ چار روزہ اولیاء اللہ کانفرنس ہے۔ جس میں آج چوتھا دن ہے۔ اور یہ آخری نشست ہے..... میں نے رات کی تقریر میں آپ کے سامنے سچے اولیاء اللہ کا تذکرہ کیا تھا..... اور اس کے ساتھ ساتھ ان نام نہاد پیروں کا ذکر کیا تھا..... جنہوں نے سچے ولیوں کو بدنام کیا تھا۔ مجھے یہ کہا گیا ہے کہ میں آج آپ کے سامنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ بیان کروں۔

حضور ﷺ کے ذکر سے بہتر کسی کا ذکر نہیں۔ ایک بات ذہن میں رکھیں، جس جگہ حضورؐ کا ذکر ہو رہا ہو..... وہاں اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے..... اور جب حضورؐ کا ذکر آپ سنیں..... حضورؐ کا نام آئے تو ﷺ ضرور کہیں۔ اور جب حضورؐ کی صفت سمجھ میں آئے..... تو سبحان اللہ ضرور کہیں۔

اچھی چیز دیکھو..... تو ماشاءاللہ کہو۔

کوئی بری خبر سنو..... تو استغفر اللہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ، یا انا للہ پڑھو۔

بزرگ کا نام آئے..... رحمتہ اللہ علیہ کہو۔

صحابی کا ذکر آئے..... رضی اللہ تعالیٰ کہو۔

حضور کا ذکر آئے..... صلی اللہ علیہ وسلم کہو۔

یہ اہل سنت کا طریقہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جہاں سیرت طیبہ کا بیان ہو..... وہاں اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں..... تو آج میرا موضوع ہے..... شان رسالت!

حضورؐ کی شان کے مختلف پہلو

حضور علیہ السلام کی شان کے بڑے پہلو ہیں۔ میں نے پچھلی کئی تقریروں میں آپ کے سامنے حضور ﷺ کی شان کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کیا ہے۔ میں آج یہ چاہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام کی شان کا ایک نیا پہلو آپ کے سامنے ذکر کیا جائے۔

حضور علیہ السلام کب آئے۔ یہ سیرت کا علیحدہ موضوع ہے۔

کیوں آئے..... یہ علیحدہ موضوع ہے۔

کیا کرنے آئے..... یہ علیحدہ موضوع ہے۔

آپؐ کی اولاد کونسی تھی..... علیحدہ موضوع ہے۔

حضورؐ کے والدین کیسے تھے..... علیحدہ موضوع ہے۔

حضورؐ کا مکہ کیسا تھا..... علیحدہ موضوع ہے۔

حضورؐ کا مدینہ کیسا تھا..... علیحدہ موضوع ہے۔

نبیؐ کے دوست کیسے تھے..... علیحدہ موضوع ہے۔

نبیؐ کا پسینہ کیسا تھا..... علیحدہ موضوع ہے۔

نبیؐ کا حسن کیسا تھا..... علیحدہ موضوع ہے۔

پیغمبر علیہ السلام دنیا میں کتنی دیر رہے..... علیحدہ موضوع ہے۔

نبی علیہ السلام پہاڑ پر چڑھے..... علیحدہ موضوع ہے۔

نبیؐ بازار میں پھرے..... علیحدہ موضوع ہے۔

پیغمبر علیہ السلام نے کافروں کو کیا سبق دیا..... علیحدہ موضوع ہے۔

نبیؐ نے اپنوں کو سینے سے کیسے لگایا..... علیحدہ موضوع ہے۔

نبیؐ کو قرآن نے کیا کہا..... علیحدہ موضوع ہے۔

پیغمبرؐ نے خود اپنے آپ کو کیا کہا..... علیحدہ موضوع ہے۔

پیغمبرؐ کو غیر مسلموں نے کیا کہا..... علیحدہ موضوع ہے۔

پیغمبرؐ مدینے میں کونسی سلطنت قائم کرتے ہیں..... علیحدہ موضوع ہے۔

نبیؐ نے دُنیا میں فتوحات کیسے قائم کیں..... علیحدہ موضوع ہے۔

پیغمبرؐ بدر میں گئے ..... علیحدہ موضوع ہے۔

احد میں آئے..... علیحدہ موضوع ہے۔

خندق میں گئے..... علیحدہ موضوع ہے۔

ستائیس جنگوں میں گئے..... علیحدہ موضوع ہے۔

پیغمبرؐ نے ابو بکرؓ کو صدیق بنایا..... علیحدہ موضوع ہے۔

عمرؓ کو فاروق بنایا..... علیحدہ موضوع ہے۔

عثمانؓ کو ذوالنورین بنایا..... علیحدہ موضوع ہے۔

علیؓ کو اسد اللہ الغالب بنایا..... علیحدہ موضوع ہے۔

خالدؓ کو سیف اللہ بنایا..... علیحدہ موضوع ہے۔

پیغمبر ﷺ نے ابن عباسؓ کو مفسر بنایا..... علیحدہ موضوع ہے۔

ابن مسعودؓ کو محدث بنایا..... علیحدہ موضوع ہے۔

حنظلہ کو غسیل الملائکہ بنایا..... علیحدہ موضوع ہے۔

بلالؓ کو جنت کا وارث بنایا..... علیحدہ موضوع ہے۔

یہ نبی ﷺ کی سیرت کے علیحدہ علیحدہ موضوعات ہیں۔ کوئی آدمی نبیؐ کی سیرت کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ کسی کو دعوی ہے۔ ایک آدمی..... اس نے پیغمبر علیہ السلام کی شان میں چالیس سال قصیدے لکھے۔ چالیس سال اشعار لکھے..... چالیس سال نبیؐ کی شان بیان کرتا رہا..... پچاس ہزار اشعار اپنے دیوان میں نبیؐ کی شان میں لکھے..... اور اس شاعر نے چالیس سال نبیؐ کی شان بیان کرنے کے بعد آخری شعر جو لکھا..... اس کا ترجمہ کسی اُردو کے شاعر نے کیا۔ وہ عربی کا شاعر تھا۔ اس نے جو آخری شعر لکھا..... اس کا ترجمہ یہ ہے کہ:۔

تھکی ہے فکر رسا..... مدح باقی ہے

یعنی چالیس سال..... پچاس ہزار اشعار نبیؐ کی شان میں لکھ کر آخری شعر لکھتا ہے، کہ

تھکی ہے فکر رسا ..... مدح باقی ہے

قلم ہے آبلہ پا ..... مدح باقی ہے

ورق تمام ہوا ..... مدح باقی ہے

تمام عمر لکھا ..... مدح باقی ہے

یہ نبی علیہ السلام کی شان ہے۔

سورۃ الکوثر کا شانِ نزول

میرے دوستو! قرآن پاک نے کہا۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝

یہ چھوٹی سی سورۃ ہے..... آپ نماز میں پڑھتے ہیں..... ہر آدمی کو یاد ہے..... لیکن اس کے معنے پر ہم نے آج تک غور نہیں کیا۔

انا اعطینك الکوثر کا کیا معنی؟ یہ سورۃ کب اتری؟ مکہ میں؟ مدینہ منورہ میں..... میرے دوستو! اس سورۃ کے بارے میں اختلاف ہے علماء کا..... یہ مکہ مکرمہ میں سورۃ اتری..... اس وقت سورۃ اتری..... جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم بیمار ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام بیماری کے بعد فوت ہو گئے۔ حضور علیہ السلام کو اللہ نے تین صاحبزادے عطا فرمائے۔ چار صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ آپؐ کو پہلا بیٹا قاسم عطا فرمایا..... دُوسرا بیٹا طاہر طیب عطا فرمایا..... تیسرا بیٹا ابراہیم عطا فرمایا۔ قاسم بھی فوت ہو گئے..... طاہر طیب بھی فوت ہو گئے..... اب ابراہیم اللہ نے عطا فرمایا۔ ابراہیم چلنے پھرنے لگا، گھوڑے پر سوار ہونے لگا۔ لیکن بیمار ہو گیا۔ جب ابراہیم بیمار ہو گیا..... مکے کے چوہدریوں نے..... مکے کے مشرکوں نے..... مکے کے سرداروں نے..... دار الندوہ میں میٹنگ بلائی، انہوں نے کہا یہ محمد ﷺ..... اس کا دین مٹ جائے گا..... اس کا نام مٹ جائے گا۔ اس لیے کہ اس کے پہلے دو بیٹے چلے گئے، اب تیسرا بیٹا بیمار ہے۔ جب محمدؐ چلے جائیں گے، اس کی اولاد باقی نہیں رہے گی، جب اولاد باقی نہیں رہے گی..... اس کا نام باقی نہیں رہے گا..... اس کی شریعت باقی نہیں رہے گی، تو تیسرے بیٹے ابراہیم پیغمبر کی جھولی میں ہیں..... بیمار ہیں..... نبی علیہ السلام نے بیٹے ابراہیم کو دیکھا، کہ ابراہیم تڑپ رہا ہے..... حضورؐ نے رو کر فرمایا۔

یَا اِبْرَاهِیْمُ اِنَّا بِفِرَاقِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ

اے میرے ابراہیم! ہم تیرے فراق میں بڑے پریشان ہیں۔ اے اللہ! تو بھی

بڑا عجیب ہے۔ ابو جہل کو بڑے بیٹے دیے..... عتبہ کو بڑی اولاد دی..... شیبہ کو بڑی اولاد دی..... اخنس بن شریک کو اولاد دی..... لیکن یہ ساری دُنیا کا پیغمبر ہے..... ساری انسانیت کا پیغمبر ہے..... اس کو بیٹیاں چار دے دیں۔ بیٹے تین دے دیے..... پہلے ایک اٹھالیا، پھر دُوسرا اٹھالیا..... تیسرا آیا تو تیسرا بھی اٹھالیا۔ جب تیسرے بیٹے کی وفات کی خبر مکے کی گلیوں میں آئی..... پیغمبرؐ رو رہے ہیں..... صحابہؓ پر قیامت ٹوٹی ہے..... اور ابو جہل اپنے گھر میں خوش ہوتا ہے۔ خوش ہو کر کہتا ہے دیکھو تیسرا بیٹا بھی چلا گیا..... اب اس کا نام نہیں رہے گا..... اب اس کی بات نہیں رہے گی..... اب اس کی اولاد نہیں رہے گی..... اب اس کا دین نہیں رہے گا۔

میرے دوستو! پیغمبر جب پریشان ہوئے۔ نبیؐ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے آئے۔ عرش والا خدا عرش پر اپنے پیغمبرؐ کو دیکھتا ہے..... اور میں قربان جاؤں اس نبیؐ کی شان پہ کہ جو فرش پہ پریشان ہوتا ہے۔ خدا عرش پہ محمدؐ کو تسلی دیتا ہے۔

میرے دوستو! پیغمبرؐ کے تیسرے بیٹے کی وفات پر مکے میں پریشانی ہے۔ اس پریشانی کو خدا نے دیکھا کہ میرا نبیؐ پریشان ہے..... اسی وقت قرآن کی یہ چھوٹی سی سورۃ اتری۔ سورۃ کیا ہے..... اک سمندر ہے..... اک خزینہ ہے..... اک گنجینہ ہے..... اک معرفت کا عجیب موجزن بحر بے کراں ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝

کوثر کے معنی

اے پیغمبرؐ! ہم نے تجھے کوثر دے دی..... اس کوثر کے مفسرین نے انتیس (۲۹) معنے لکھے ہیں۔

کوثر کا معنی ..... حوض کوثر

کوثر کا معنی ..... ختم نبوت

کوثر کا معنی ..... رسالت

کوثر کا معنی ..... قیادت

کوثر کا معنی ..... پیغمبر کی عظمت

کوثر کا معنی ..... سرداری ہے

کوثر کا معنی ..... قرآن ہے

کوثر کا معنی ..... اعجاز ہے

کوثر کا معنی ..... جامعیت ہے

کوثر کا معنی ..... ہر جگہ مسجد بنانے کی اجازت ہے

کوثر کا معنی ..... ساری کائنات کی پیغمبری ہے

قرآن کہتا ہے۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَo

اے پیغمبرؐ! ہم نے تجھے کوثر دے دی۔ کسی نے کہا کوثر سے مراد حوض کوثر ہے۔ لیکن ابوالکلام آزادؒ کہتا ہے حوض کوثر نہیں، بلکہ

کوثر کا معنی ..... ہر چیز کی اچھائی

کوثر کا معنی ..... ہر چیز کی بھلائی

کوثر کا معنی..... جو دُنیا میں اچھائی ہے..... جو دُنیا میں بھلائی ہے..... جو دُنیا میں نیکی ہے..... جو دُنیا میں کمال ہے..... جو دُنیا میں عظمت ہے..... جو دُنیا میں رفعت ہے..... جو دُنیا میں بلندی ہے..... جو دُنیا میں اچھائی ہے۔ اے محمدؐ! ہم نے ساری دُنیا میں اچھائیاں اور نیکیاں تیری جھولی میں ڈال دیں۔ یہی ہے معنی

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَo

اے پیغمبر! تو پریشان ہے..... بیٹے کی وفات پہ! ہم نے تجھے کوثر دے دیا، ہم نے تجھے اچھائی دے دی، بھلائی دے دی، اور آگے فرمایا:۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ

اپنے خدا کے لیے نماز پڑھتا..... اپنے خدا کے لیے نیکی کرتا رہ..... اپنے خدا کے دروازے پہ سر جھکاتا رہ..... فرمایا

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْo

اور خدا کے لیے قربانی کر! اللہ نے یہ بھی بتا دیا کہ نماز خدا کے لیے ہوتی

ہے..... نماز پیر کے لیے نہیں ہوتی۔ جس طرح صلوٰۃ غوثیہ آج کا بدعتی مولوی پڑھتا ہے، کہتا ہے غوث اعظم کے لیے صلوٰۃ ہے۔ لیکن نبی کے لیے قرآن کہتا ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝

اے پیغمبرؐ! رب کے لیے نماز پڑھ..... اور قربانی رب کے لیے کر۔ یعنی جانور اللہ کے لیے قربان ہوتے ہیں، پیر کے لیے نہیں، ولی کیلئے نہیں، مشائخ کے لیے نہیں۔ ابدال کے لیے نہیں۔ بلکہ خدا کے لیے۔

اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝

اے پیغمبرؐ! ہم نے تجھے کوثر دے دی..... اور اس کے بعد فرمایا

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝

نماز خدا کے لیے پڑھ..... قربانی خدا کے لئے کر۔ اور آگے فرمایا

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

اے پیغمبرؐ! تیرا جو دشمن ابو جہل ہے..... یہ ابتر ہو گا۔ ابتر عربی زبان میں اس آدمی کو کہتے ہیں..... جس کی اولاد نہ ہو..... جو ابتر ہو چکا ہو۔ ابو جہل کہتا تھا (نعوذ باللہ) یہ محمدؐ ابتر ہے۔ اس کا بیٹا قاسم نہیں بچا، اس کا بیٹا طاہر طیب نہیں بچا۔ اس کا بیٹا ابراہیم نہیں بچا۔ یہ ابتر ہو گیا۔ قرآن کہتا ہے اے پیغمبر! ابتر تو نہیں..... ابتر ابو جہل ہے۔ یہ ابو جہل..... جس کے آٹھ لڑکے ہیں..... یہ ابو جہل..... جس کی کئی لڑکیاں ہیں..... یہ اپنی اولاد پہ فخر کرتا ہے۔ اور تیرا بیٹا کوئی نہیں بچا، ایک وقت دُنیا میں آئے گا..... ساری کائنات میں (ٹھیک ہے تیرا نسبی بیٹا ہم نے نہیں چھوڑا) لیکن اے پیغمبرؐ! تیری رُوحانی اولاد پوری دنیا میں پھیل جائے گی۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

ابتر ابو جہل ہو گا..... ابتر عتبہ ہو گا..... ابتر شیبہ ہو گا..... ساری دُنیا کے مشرک ابتر بن جائیں گے۔ اور تیری اولاد مکے سے لے کر مدینے تک..... تیری اولاد روم میں..... تیری اولاد شام میں..... تیری اولاد پاکستان میں..... تیری اولاد

ہندوستان میں..... اے پیغمبرؐ! پوری دُنیا میں امام آئیں گے..... تجھے اپنا باپ کہیں گے..... فقیہہ باپ کہیں گے..... مفکر تجھے اپنا باپ کہیں گے۔ اے پیغمبرؐ! فقیہوں کا تو باپ ہو گا۔ اماموں کا..... تو باپ ہو گا، محدثوں کا..... تو باپ ہو گا۔ مفسروں کا..... تو باپ ہو گا۔ ایک طرف فقیہہ ہیں۔ ان کا تو باپ ہے، ایک طرف مفکر ہیں..... ان کا تو باپ ہے..... ایک طرف علماء ہیں..... ان کا تو باپ ہے۔ ایک طرف مفسر ہیں..... ان کا تو باپ ہے۔ ساری کائنات میں مشرق سے لے کر مغرب تک..... شمال سے لے کر جنوب تک..... دنیا میں ایک ارب سے زیادہ مسلمان تجھے اپنا رُوحانی باپ کہے گا۔ ہر جگہ تیری اولاد بستی ہو گی۔ ابو جہل کو..... کوئی اپنا باپ نہیں کہے گا۔ ابو جہل کی اولاد..... دُنیا میں کہیں نہیں ہو گی۔ تیری اولاد قیامت کی صبح تک پوری دُنیا میں قائم رہے گی۔

پیغمبرؐ کا اعجاز

یہ میں نے آپ کو ترجمہ اس سورۃ کا بتایا ہے۔ اب ذرا آگے چلتے ہیں۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝

اے پیغمبرؐ! ہم نے تجھے کوثر دے دی۔ تو ایسا عظیم انسان تھا..... گھر میں پیدا ہوا..... یتیم پیدا ہوا..... سر پہ باپ کا سایہ نہ تھا..... یتیم تھا..... ماں بھی بچپن میں فوت ہو گئی۔ علاقے والے بھی تجھے چھوڑ گئے۔ یتیم پیدا ہوا تھا۔ لیکن تجھے مرتبہ اتنا ملا..... یتیم کو مرتبہ اتنا ملا..... آسمانوں کی طرف انگلی کرتا ہے..... چاند دو ٹکڑے ہو کر..... تیری جھولی میں آجاتا ہے۔ یہی ہے معنی.....

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝

ہم نے تجھے سب کچھ دے دیا۔ ہم نے تجھے بہت کچھ دے دیا۔

ابو ہریرہؓ کی ماں کی ہدایت

حضورؐ نے ہاتھ اٹھائے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

اے اللہ! ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔

ابو ھریرہؓ کی ماں کی ہدایت کے لیے نبی نے دُعا مانگی، ابھی پیغمبرؐ کے ہاتھ نیچے پہنچے ہیں۔ ابو ھریرہؓ بھاگے ہوئے جا رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا ابو ھریرہؓ کہاں جاتا ہے۔ فرمایا میں گھر جا کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ پہلے میں گھر پہنچتا ہوں..... یا محمدؐ کی دُعا پہنچتی ہے۔ ابو ھریرہؓ گھر پہنچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ بند ہے۔ ابو ھریرہؓ کی اماں نے تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھولا، پوچھا اماں کیا کرتی ہے۔ فرمایا بیٹا میں غسل کر رہی تھی، میں آئی ہوں، اب تجھے اندر آنے کی اجازت نہیں۔ جلدی کر مجھے بھی اسی محمدؐ کے دربار میں لے جا کر کلمہ پڑھا دے۔ یہی ہے معنی۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝

ابو ہریرہؓ کیلئے دودھ میں برکت

ہاتھ اٹھتے ہیں..... آسمانوں کی طرف انگلی اٹھتی ہے۔ چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ نظر پڑتی ہے..... کافروں کو ہدایت مل جاتی ہے۔

پیغمبر علیہ السلام کی صحبت میں کافر آتا ہے۔ جنت کا وارث بن جاتا ہے۔

اور مرتبہ اتنا اونچا..... مقام اتنا اونچا..... ابو ھریرہؓ مدینہ کے چوک میں زمین پر لیٹے ہوئے ہیں، ابو بکرؓ آئے تو گزر گئے، عمرؓ آئے تو گزر گئے۔ لیکن پیغمبر آئے..... نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو ھریرہؓ کیوں لیٹا ہے۔ ابو ھریرہؓ نے اشارہ کیا کہ تین دن سے کھایا پیا کچھ نہیں۔ پیغمبرؐ نے ابو ھریرہؓ کو اٹھایا انگلی پکڑ کر گھر لے گئے۔ فرمایا عائشہؓ! کھانے کو کچھ ہے عائشہؓ نے فرمایا کچھ نہیں، ایک دودھ کا پیالہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا پھر کام بن گیا۔ ابو ھریرہؓ فرماتے ہیں دودھ کا ایک پیالہ تھا۔ حضورؐ نے فرمایا عائشہؓ! دودھ کا پیالہ بھیج دو۔ اور ابو ھریرہؓ جاؤ مسجد نبوی میں اسی (۸۰) طالبعلم قرآن پڑھنے والے موجود ہیں..... ان کو بھی بلا لاؤ۔ تین دن سے انہوں نے بھی کچھ کھایا پیا نہیں۔ ابو ھریرہؓ کہتے ہیں میں جا رہا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا..... کہ ایک دودھ کا پیالہ ہے..... میں بھی بھوکا ہوں..... کچھ کھایا پیا نہیں۔ اسی طالبعلم ہیں..... کیا بنے گا؟ لیکن حکم پیغمبرؐ کا تھا۔ میں ان بچوں کو بلا لایا۔ پیغمبر نے فرمایا قطار میں بٹھا دے۔ میں

نے سب کو قطار میں بٹھادیا۔ حضورؐ نے فرمایا ابو ھریرہؓ بسم اللہ پڑھ..... ان کو دودھ پلانا شروع کر دے۔ فرمایا میں بسم اللہ پڑھ کے دودھ پلانا شروع کرتا ہوں، اسی طالبعلموں کو دودھ پلایا حضورؐ نے فرمایا۔ ابو ھریرہؓ اب تو پی لے۔ فرمایا میں نے پیٹ بھر کر پی لیا۔ حضورؐ نے فرمایا پھر پی لے، فرمایا میں نے پھر پیا..... حضورؐ نے فرمایا پھر پی لے، فرمایا میں نے پھر پیا..... اس کے بعد حضورؐ نے اپنے نبوت والے ہاتھوں سے میرے ہاتھوں سے پیالہ لے لیا اور خود اپنے منہ سے لگایا۔ ابو ھریرہؓ کہتے ہیں مجھے پیدا کرنے والے کی قسم ہے اگر پیغمبرؐ دودھ کا پیالہ نہ پکڑتا..... تو قیامت تک دودھ ختم نہ ہوتا۔ یہی ہے معنی۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ○

اے پیغمبرؐ! ہم نے تجھے سب کچھ دے دیا۔ تجھے ساری دُنیا کی بھلائیاں دے دیں۔ تجھے ساری کائنات میں سب سے بڑا کمال دے دیا۔

پیغمبرؐ کیلئے اللہ کا طرزِ خطاب

میرے دوستو! جو کمال پیغمبرؐ کو ملا، وہ کمال کسی اور کو نہیں ملا۔ جو کمال ساری دُنیا کے سردار کو ملا، وہ اور کسی کو نہیں ملا۔

اس پیغمبرؐ کے چہرے کا ذکر آتا ہے..... قرآن نے "والضحیٰ" کہا

اس پیغمبرؐ کی زلفوں کا ذکر آیا..... قرآن نے "والیل" کہا

اس پیغمبرؐ کے ہاتھوں کا ذکر آیا..... قرآن نے "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِم" کہا

اس نبی کی آنکھوں کا ذکر آیا..... قرآن نے "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" کہا

اس کے سینے کا ذکر آیا..... قرآن نے "اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ" کہا

اس پیغمبرؐ کے اخلاق کا ذکر آیا..... قرآن نے "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم" کہا

اس کی چادر کا ذکر آیا..... قرآن نے "یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّل" کہا

اس کے کمبل کا ذکر آیا..... قرآن نے "یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّر" کہا

اس پیغمبرؐ کے آنے کا ذکر آیا..... قرآن نے "قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْر" کہا

اس کی رحمت کا ذکر آیا..... قرآن نے "وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْن" کہا

اس کی عالمگیر رسالت کا ذکر آیا..... قرآن نے "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا" کہا

اس کے دانتوں کا ذکر آیا..... قرآن نے "یٰسین" کہا

اس کے زمانے کا ذکر آیا..... قرآن نے "وَالْعَصْر" کہا

اس کے شہر کا ذکر آیا..... قرآن نے "لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَا" کہا

اس کی صفتوں کا ذکر آیا..... قرآن نے "اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا" کہا، مُبَشِّرًا کہا، نَذِيرًا کہا، دَاعِيًا اِلَى اللّٰه کہا، سِرَاجًا مُّنِيْرًا کہا۔

جس اس کی عظمت کا ذکر آیا..... کہیں اس کو رؤف کہا..... کہیں رحیم کہا..... کہیں کریم کہا..... کہیں عزیز کہا..... اور کہیں کہا کہ اے پیغمبر! تیرے سر پہ ہم نے نبوت کا تاج سجایا ہے، سارے نبیؑ ایک طرف اور تیری رسالت ایک طرف..... یہی ہے معنی۔ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝

اے پیغمبرؐ! ہم نے تجھے سب کچھ دے دیا، ہم نے تجھے بہت کچھ دے دیا۔ اتنا دیا کہ اپنی خدائی میں نے اور کسی کو اتنا کچھ نہیں دیا۔

اللہ و رسول میں فرق

آج پاکستان کا مولوی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو خدائی بھی دے دی۔ ہم نے کہا خدائی نہیں..... خدائی کے علاوہ سب کچھ دے دیا۔

علم نبیؐ کو دیا..... اتنا دیا کہ جتنا چاہا

ولایت اتنی دی..... جتنی چاہی

عظمت اتنی دی..... جتنی چاہی

مرتبہ اتنا دیا ..... جتنا چاہا

لیکن سب کچھ لے کر بھی..... مصطفیٰؐ..... مصطفیٰؐ ہے۔ خدا..... خدا ہے۔

میرے دوستو! حضورؐ دُنیا میں تشریف لائے۔ سارے جہان کے لیے میرا نبیؐ رحمت ہے۔ حضورؐ کو سب کچھ ملا۔ حضورؐ کو کائنات کے اندر کیا کچھ نہیں ملا۔

نظام ملا..... پیغمبر آئے دنیا میں۔ فرمایا..... "اُعطُوا الاَجیرَ اَجرَہٗ قبلَ اَن یَجِفَّ عَرَقُہٗ" مزدور کو پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دو،
حضورؐ نے فرمایا۔

مَنْ اَحیٰی اَرضاً مَیتَۃً فَھِیَ لَہٗ

"جو آدمی بنجر زمین کو آباد کرتا ہے..... وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے۔"

حضورؐ نے فرمایا۔ "لوگو غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔"

حضورؐ نے فرمایا۔ "میں۔ رحمت کا پیغامبر بن کے آیا ہوں۔"

کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والا پیغمبرؐ

پیغمبر اتنا عظیم ہے..... اتنی بڑی رحمت لے کر آتا ہے..... کہ مکے کی گلیوں میں ایک بوڑھی کو لوگوں نے دیکھا، کہ سر پر گٹھڑی اٹھا کر جانا چاہتی ہے، ساری دُنیا کا سردار اس بوڑھی عورت کے قریب جاتا ہے، اور جا کر اس بوڑھی عورت کی گٹھڑی پیغمبرؐ نے نبوت والے سر پر رکھی ہے..... اور پیغمبر علیہ السلام جانے لگے۔ جب بوڑھی عورت مکہ سے باہر نکل گئی، حضورؐ نے فرمایا اماں کہاں جاتی ہے۔ بوڑھی عورت کہتی ہے، اے جوان میں مکہ چھوڑ کر بستی میں مکان بنانا چاہتی ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کیوں! کہنے لگی اے نوجوان تو بڑا خوش نصیب معلوم ہوتا ہے۔ مجھے پتہ چلا کہ مکے کے شہر میں (نعوذ باللہ) ایک محمد نامی جادوگر آیا ہوا ہے۔ وہ لوگوں کو کہتا ہے۔ "اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں حاجت روا نہیں۔" میں اس سے جان چھڑا کر مکہ چھوڑ رہی ہوں اور اپنی بستی میں ٹھہرنا چاہتی ہوں۔ حضورؐ خاموش رہے، گٹھڑی سر نبوت پر اٹھائی ہوئی ہے۔ وہ پیغمبر..... جس کے سر پہ قرآن اترتا ہے..... اسی سر پہ بوڑھی عورت کی گٹھڑی اٹھا کر نبیؐ جا رہا ہے۔ پیغمبرؐ نے کچھ نہیں کہا۔ جس وقت حضورؐ اس کی گٹھڑی اس کی بستی میں رکھ کر آنے لگے تو بوڑھی عورت نے بازو پکڑ کے کہا، اے نوجوان! تو بڑا خوش نصیب ہے، ایسا خوش نصیب نوجوان تو مکے میں کوئی نہیں..... جو بوڑھی عورتوں کی گٹھڑی اٹھائے۔ بوڑھی عورتوں کے ساتھ تعاون کرے۔ بوڑھوں کے لیے سہارا بنے۔ بنا

تیرا نام کیا ہے۔ میں مکے میں جب آیا کروں گی..... تیرے پاس ٹھہرا کروں گی۔ اپنا نام تو بتا۔ حضورؐ نے فرمایا میرا نام کیا پوچھتی ہے۔ اے اماں سارے راستہ جس محمدؐ کو تو گالیاں دیتی آئی ہے..... وہ محمدؐ میرا ہی نام ہے!!!۔

اس بوڑھی عورت نے اسی جگہ پر تاجدار رسالت کا کلمہ پڑھ لیا۔ اور کہا اے محمدؐ! تیرا چہرہ جھوٹوں کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ رحمت ہے..... جس کا تاج پیغمبر ﷺ کو پہنایا گیا جس کا معنی ہے۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝

اے پیغمبرؐ! ہم نے تجھے ساری دُنیا کی اچھائیاں دیں۔ ساری دُنیا کی بھلائیاں ہم نے تیری جھولی میں ڈال دیں۔

حکومت تیرے لیے..... قیادت تیرے لیے..... سیادت تیرے لیے..... صداقت تیرے لیے..... عدالت تیرے لیے..... عظمت تیرے لیے..... شجاعت تیرے لیے..... فقاہت تیرے لیے..... خطابت تیرے لیے..... علم تیرے لیے..... علوم تیرے لیے..... معرفت تیرے لیے..... اے پیغمبرؐ! ساری دُنیا میں.....

کسی ولی کو ولایت نہیں مل سکتی..... جب تک تیرے قدموں میں نہ آئے

کسی عالم کو علم نہیں مل سکتا..... جب تک تیرے قدموں میں نہ آئے

کسی فقیہہ کو فقاہت نہیں مل سکتی..... جب تک تیرے قدموں میں نہ آئے

سب کچھ تیرے قدموں سے وابستہ ہے..... انبیاء کو نبوت بھی تیری وجہ سے ملتی ہے..... ولیوں کو ولایت بھی تیری وجہ سے ملتی ہے..... ہر دُنیا کی اچھائی خدا نے تیری جھولی میں ڈال کر تجھے ساری کائنات کا سردار بنادیا۔ یہی ہے معنی

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝

منظوم خراجِ عقیدت

اسی معنی کو حفیظ تائبؔ بیان کرتا ہے۔ حفیظ تائب کہتا ہے

حضورؐ آئے تو سر آفرینش پا گئی دُنیا

اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی دُنیا
بجھے چہروں کا رنگ اترا، ستے چہروں پہ نور آیا
حضورؐ آئے تو انسانوں کو جینے کا شعور آیا
خرد کی شمع افروزی، جنوں کی چارہ فرمائی
زمانے کو اسی امی کے صدقے میں سمجھ آئی
خمیر اس در سے گر نسبت نہ رکھے لوح پیشانی
تو کشکول گدائی ہے، چہ درویشی چہ سلطانی

نبیؐ کی شان میں بڑے لوگوں نے کلام کیا۔ لیکن جو کلام ہندوستان میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے کیا.....اس کی مثال کوئی نہیں۔

امیدیں لاکھ ہیں، مگر بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار!!

امیدیں بڑی ہیں۔ مگر سب سے بڑی امید یہ ہے کہ مدینے کے کتوں میں اے اللہ میرا نام شمار کر دے۔ یہ مولانا نانوتویؒ کا کلام ہے۔ اور ایک کلام آپ کو ایسا سناتا ہوں، جو غیر مطبوعہ ہے، اگر آپ اس کو سمجھیں تو سناتا ہوں۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کا کلام..... بڑا کلام پڑھا، بڑے بڑے شاعروں نے حضورؐ کی شان میں بہت کچھ کہا۔ فانی بدایونی نے کہا۔

بدلا ہوا تھا رنگ، گلوں کا تیرے بغیر
اک خاک سی اڑی ہوئی سارے چمن میں تھی

یہ بھی نبیؐ کی شان ہے۔

مولانا قاسم نانوتویؒ کی نعت

بڑے بڑے لوگوں نے حضورؐ کی شان میں بہت کچھ کہا۔
بڑا کلام کہا۔ لیکن جو کلام مولانا نانوتویؒ نے کہا۔ اس کی مثال کوئی نہیں۔ فرمایا

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمدؐ بنایا گیا

پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی، بزم کون و مکاں کو سجایا گیا
وہ محمدؐ بھی، احمدؐ بھی، محمودؐ بھی، حسن مطلق کا شاہد بھی، مشہود بھی
علم و حکمت میں وہ غیر محدود بھی، ظاہراً امیوں میں اٹھایا گیا
اس کی شفقت ہے بے حد و بے انتہا اس کی رحمت تخیل سے بھی ماوراء
جو بھی عالم جہاں میں بنایا گیا، اس کی رحمت سے اس کو بسایا گیا۔

اور حضورؐ کی شفاعت کا ذکر کرتے ہیں۔

حشر کا ڈر مجھے کس لیے ہو اے قاسمؒ! میرا آقا ہے وہ میرا مولا ہے وہ
جس کے دامن میں جنت بسائی گئی، جس کے ہاتھوں سے کوثر لٹایا گیا

یہ نبیؐ کا عشق تھا۔ یہی ہے معنی..... اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝

جس کی تفسیر ہمارے اکابر نے دنیا کے سامنے رکھی۔ آج ہر آدمی اپنے آپ کو عاشق رسول کہتا ہے۔ عشق رسولؐ کا دعویٰ کرنا آسان ہے۔ لیکن نبیؐ کی محبت اور پیغمبر کی سنت پر چلنا بڑا مشکل ہے۔

حضرت نانوتویؒ کا عشق رسولؐ

عاشق رسولؐ وہ قاسم نانوتویؒ تھا۔ جو رسولؐ کے روضے پہ جاتا ہے۔ مدینہ سے سات میل پہلے اپنا جوتا اتار لیتا ہے۔ کسی نے کہا آپ کے پاؤں میں پتھر چبھیں گے، فرمایا بات پتھروں کی نہیں۔ میں جوتا اس لیے اتارتا ہوں، شاید چودہ سو سال پہلے..... اس جگہ پہ رسول اللہؐ کے نبوت والے قدم آئے ہوں، نانوتویؒ کا جوتا کہیں قدموں کے اوپر نہ آجائے۔

میرے دوستو! پیغمبر کی شان علماء دیوبند نے دنیا کے سامنے واضح کی ہے، میرے دوستو! وہ قاسم نانوتویؒ ہے۔ ساری زندگی نبیؐ کی سنت نہیں چھوڑتا۔ جنگ آزادی کے بعد انگریز گرفتار کرنے آیا۔ مولانا قاسم نانوتویؒ روپوش ہو گئے۔ تین دن بعد باہر نکلے۔ شاگردوں نے کہا آپ کو پھانسی ہو جائے گی۔ فرمایا میں تو تین دن بھی روپوش نہ ہوتا، اگر میرا پیغمبر غار میں تین دن نہ رہتا۔ میں نے تین دن روپوش ہو کر

کہی، نبی کی سنت پہ عمل کیا ہے، وہ قاسم نانوتوی ہے، آپ نے دیا میں اور کسی کو ایسے پیر دیکھے ہوں گے۔ نواب بھوپال کا خط آیا، بھوپال کے نواب کا۔ آپ ہمارے دارالعلوم کلکتہ میں آئیں..... تین سو روپیہ مہینہ آپ کی تنخواہ ہوگی۔ روزانہ ایک گھنٹہ پڑھانا ہوگا۔ مولانا قاسم نانوتویؒ نے جواب دیا کہ "میں دیوبند کے مدرسے میں پڑھاتا ہوں' میری بارہ روپے مہینہ تنخواہ ہے، بارہ روپے میں چار روپے میرا خرچہ ہے..... چار روپے میری والدہ کا خرچہ ہے..... میرے پاس تو باقی چار روپے رکھنے کے لیے جگہ نہیں ہے۔ میں تیرے تین سو روپے کو کیا کروں گا۔

آج پاکستان میں کوئی ایسا پیر ہے، کوئی ایسا ولی ہے..... جو لوگوں کی جیبوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹے..... جو نذرانے کے نام پر..... جمعرات کی روٹی کے نام پر..... تیجے..... ساتے، چالیسویں کے نام پر..... حلوے اور کھیر کے نام پر..... بڑی اور چھوٹی گیارہویں کے نام پر..... مردہ ٹیکس کے نام پر..... جو لوگوں کی جیبوں کو لوٹتا ہے..... جو شیخ کے نذرانے کے نام پر..... جو پیر کو پیسے دینے کے نام پر..... جو جناب عالی کسی پیر کے نام پر..... جو قبر پہ چادر چڑھانے کے نام پر..... جو داتا دربار پہ پھول چڑھانے کے نام پر..... جو وہاں کی دیگ چڑھانے کے نام پر..... جو چاول کھانے اور کھلانے کے نام پر..... جو حلوہ تقسیم کرنے کے نام پر..... قوم کو پاگل بنائے..... لوگوں کی جیبیں خالی کرے..... لوگوں کی جیبوں پہ ڈاکہ ڈالے..... اس کو کہتے ہو یہ پورا پیر ہے۔ اور جو کہے اللہ کے راستے میں دو..... اللہ کے لیے دو..... اللہ کے نام پر دو..... اللہ کیلئے دو..... وہ کہتے ہیں یہ خشک مولوی ہے۔ یہ پورا مولوی نہیں ہے۔

میرے دوستو! آج جو شخص تمہارا سب کچھ لوٹ کر لے جائے..... کہتے ہیں یہ بڑا پہنچا ہوا ہے۔ اور جو کچھ بھی نہ مانگے..... کہتے ہیں یہ خشک پیر ہے..... یہ وہابی معلوم ہوتا ہے یہ مانگتا نہیں۔ یہ لیتا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین؟

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا ایمان

میرے دوستو! عشق رسولؐ کا دعویٰ کرنا آسان ہے۔ لیکن عشق رسولؐ کی

مثال قائم کرنا بڑا مشکل ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے کتب خانے میں کام کر رہے ہیں۔ بھاگا ہوا ایک مسلمان آیا۔ کہنے لگا..... شاہ جی جلدی کریں، اسلام کی ناک کٹ گئی..... شاہ جی کہنے لگے کیا ہوا، کہنے لگا فلاں چوک میں ایک پادری کھڑا ہے، انجیل اس کے پاس ہے..... اس نے چوک میں آگ جلا رکھی ہے، اور وہ کہتا ہے، او مسلمانو! اگر تم سچے ہو تو لاؤ اپنا قرآن لاؤ، یہ آگ جل رہی ہے، میں آگ میں اپنی کتاب انجیل ڈالتا ہوں، تم اپنا قرآن لا کر پھینکو، اگر تمہاری کتاب سچی ہو گی، بچ جائے گی..... ہماری کتاب سچی ہو گی..... ہم بچ جائیں گے۔ شاہ جی جلدی کرو، ہزاروں کا اجتماع دلی کے چاندنی چوک میں موجود ہے۔ اگر آپ نہ گئے..... اسلام کی رسوائی ہو گی۔

شاہ عبدالعزیزؒ نے کام چھوڑا..... اس چوک پہ پہنچ گئے۔ میرے دوستو! دُنیا حیران ہے..... لوگ کہتے ہیں شاہ جی لاؤ قرآن آگ میں پھینکو..... آج فیصلہ ہو جائے گا۔ عیسائی کہتا ہے میں انجیل پھینکتا ہوں..... شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا۔ میں کوئی عیسائی کی طرح پاگل نہیں ہوں کہ اللہ کے قرآن کو اپنے ہاتھوں سے آگ میں پھینکوں۔ او پادری۔ میں ایک فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تو سچا ہے..... تو مان لے..... اس طرح کرتے ہیں، یہ آگ جل رہی ہے، تو بھی اپنے سینے کے ساتھ اس انجیل کو باندھ لے، میں قرآن لا کر قرآن کو سینے کے ساتھ باندھتا ہوں، میں بھی آگ میں چھلانگ لگاتا ہوں، تو بھی آگ میں چھلانگ لگا، تیری کتاب سچی ہو گی..... تجھے بچا لے گی، میری کتاب سچی ہو گی..... مجھے بچا لے گی۔

سب لوگوں نے کہا بات تو صحیح ہے۔ پادری کہنے لگا میں ایسے نہیں کر سکتا۔ لوگوں نے گھیر لیا، کیوں نہیں کرتا، کہنے لگا میں انجیل کو تو مصالحہ لگا کر لایا تھا، اپنے جسم کو تو میں نے مصالحہ نہیں لگایا..... یہ شاہ جی کا عشق رسول ﷺ تھا۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ کا..... یہ وہ مفہوم تھا۔ جس کو ہمارے اکابر نے دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اتنا عظیم انسان ہے۔ جس

کے بارے میں شورش کاشمیری نے کہا کہ

گردش دوراں کی سنگینی سے ٹکراتا رہا
شافع کون و مکاں کی راہ دکھلاتا رہا
گمرہان شرک کو توحید سکھلاتا رہا
پرچم اسلام ابردرخشاں کے روپ میں
بت کدوں کی چار دیواری پہ لہراتا رہا

مولانا گنگوہیؒ کا عشق رسولؐ

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ..... جنہوں نے مولانا قاسم نانوتویؒ کے ساتھ مل کر مدرسہ دیوبند بنایا۔

ہر قدم پہ نبیؐ کی سنت کو یاد کرتے ہیں۔
ہر قدم پہ پیغمبرؐ کی سنت کی بات کرتے ہیں۔

حدیث پڑھا رہے ہیں۔ بارش آگئی..... طالب علم کتابیں اٹھا کر اندر چلے گئے۔ مولانا گنگوہیؒ نے اپنی پگڑی زمین پر بچھائی۔ طالبعلموں کی جوتیاں پگڑی میں ڈالیں، جوتیاں پگڑی میں ڈال کر لے جانے لگے۔ طالبعلموں نے کہا آپ ہماری جوتیاں اٹھاتے ہیں۔ فرمایا۔ "میں تمہاری جوتیاں نہیں اٹھاتا..... میں محمدؐ کے مہمانوں کی جوتیاں اٹھاتا ہوں۔"

میرے دوستو! یہ پیغمبرؐ کا عشق ہے۔ یہ نبیؐ کی محبت ہے..... ایک آدمی مدینے کا رومال لے کر آیا..... حضرت گنگوہیؒ کے سامنے وہ رومال پیش کیا۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اٹھ کر کھڑے ہو گئے..... آنکھوں سے لگایا..... رومال کو چوما..... کسی نے کہا رومال تو کراچی سے بن کر جاتے ہیں۔ فرمایا بنتے جہاں بھی ہوں..... میں تو رومال کو اس لیے چومتا ہوں..... کہ اس رومال کو مدینے کی ہوا لگی ہوئی ہے۔ جو پیغمبر علیہ السلام کا اتنا بڑا عاشق ہو..... جس کی زندگی میں نبیؐ کی سنت ہو، جس کے کردار میں نبیؐ کی سنت ہو، جس کے اٹھنے بیٹھنے میں نبیؐ کی زندگی ہو..... اس کو آج بدعتی مولوی نبیؐ کا گستاخ

کہے..... وہابی کہہ کر بدنام کرنا چاہے..... اس سے بڑی بے ایمانی دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتی۔

مولانا حسین احمد مدنیؒ کا عشق رسول

میں قربان جاؤں اس مولانا حسین احمد مدنی پر چودہ سال نبی ﷺ کے روضے پہ بیٹھ کر حدیث پڑھائی..... آج اس پر کئی لوگ تنقید کرتے ہیں۔

اس کا یہ قصور ہے..... کہ اپنے داڑھی کے بالوں سے رسول اللہ ﷺ کے روضے کی صفائی کرتا رہا۔

اس کا یہ قصور تھا، کہ وہ مدینہ کی گلیوں میں تربوز کے پڑے ہوئے چھلکوں کو اٹھا کر..... ان کو پانی میں بھگو کر..... وہ پانی پی کر کہتا تھا..... یہ پانی میری نجات کے لیے کافی ہے۔

اس کا یہ قصور تھا..... چودہ سال نبیؐ کے روضے پہ پڑھاتا رہا۔

چودہ سال کے بعد جب مالٹا کی جیل میں گرفتاری کا وقت آیا..... مولانا حسین احمد مدنی حضورؐ کے روضے کو خطاب کر کے فرمانے لگے۔

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر
سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوق ابوذر
ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبہ بلالیؓ

شیخ الہندؒ کا عشق رسول

وہ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ ہندوستان کا سب سے بڑا شیخ الحدیث ہے، ریشمی رومال کی تحریک کا بانی ہے..... بڑے بڑے چالیس ہزار علماء کا استاذ ہے..... عبید اللہ سندھیؒ..... مولانا اشرف علی تھانویؒ..... مولانا الیاس دہلویؒ (تبلیغی جماعت کے بانی)

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ ..... مولانا حسین احمد مدنیؒ ..... علامہ انور شاہ کشمیریؒ..... ان تمام علماء کا وہ استاذ ہے۔ نبی کے عشق میں وہ کہاں تک چلا گیا۔ شیخ مولانا اخلاق حسین دہلوی نے لکھا..... کہ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے اک عجیب شعر نبی کی شان میں کہا۔ مولانا محمود حسنؒ نے جنت کو خطاب کر کے کہا کہ .....

تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں، میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
میرے دل کا طواف کر جنت، میرے دل میں حضورؐ رہتے ہیں

یہ نبیؐ کا عشق تھا..... میں کہتا ہوں ساری دنیا کے دیوان ایک طرف رکھ دیئے جائیں، شیخ الہندؒ کا یہ ایک قطعہ ایک طرف کر دیا جائے..... "تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں"..... جنت کو خطاب کیا۔

تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں، میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
میرے دل کا طواف کر جنت، میرے دل میں حضورؐ رہتے ہیں

اس روئے زمین پر کوئی اس شعر کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ شیخ الہند محمود حسنؒ دیوبند کا اک فرزند تھا۔ میرے دوستو! یہ عشق رسولؐ ہمیں دیوبند کے علماء نے سکھایا ہے۔ آج اسی لیے ہر آدمی دیوبند کی تحریک کو اعتدال کی تحریک سمجھتا ہے..... کہ اس تحریک میں تمہیں عشق مصطفیٰؐ بھی ملے گا..... اس تحریک میں تمہیں علم کلام بھی ملے گا..... تفسیر بھی ملے گی..... حدیث بھی ملے گی..... مدرسے بھی ملیں گے..... علماء بھی ملیں گے..... جہاد بھی ملے گا۔

اس تحریک میں عبید اللہ سندھیؒ کا جہاد ملے گا۔
شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا جذبہ حریت ملے گا۔
سید احمد شہیدؒ کا ولولہ ملے گا۔
شاہ ولی اللہؒ کا علم ملے گا۔
ابن تیمیہؒ کی گہرائی ملے گی
احمد بن حنبل کی استقامت ملے گی۔

ابو حنیفہؒ کی فقاہت ملے گی۔
امام شافعی کا علم ملے گا۔
امام مالکؒ کا زہد اور تقویٰ ملے گا۔
صحابہ کرامؓ کی عظمت ملے گی۔
اور پیغمبرؐ کی سنت ملے گی۔

علماءِ دیوبند کا شجرۂ علم

میرے دوستو!! جس آدمی کی نسبت نبیؐ کے ساتھ ہو..... اس سے بڑا ولی کوئی ہو سکتا ہے؟ میں اپنا شجرہ پیش کرتا ہوں اور علماءِ بریلویت کو چیلنج پیش کرتا ہوں کہ وہ بھی اپنا شجرہ پیش کریں، وہ بھی اپنی تاریخ پیش کریں۔ میں بھی اپنا شجرہ پیش کرتا ہوں۔

ان کا شجرہ "ٹالی شاہ" سے "ککر شاہ" پر ختم ہو جائے گا۔
ان کا شجرہ حلوے کی رکابی سے شروع ہو کر کھیر کی پلیٹ پہ ختم ہو جائے گا۔
میرا شجرہ قاسم نانوتویؒ سے گنبد خضریٰ تک پہنچ جائے گا۔

تو بھی اپنا شجرہ پیش کر..... لڑائی کی کوئی بات نہیں۔ جھگڑے کی کوئی بات نہیں۔ فتوے کی کوئی بات نہیں۔ کفر کی تحریکوں کی کوئی بات نہیں۔ اپنا شجرہ پیش کر

تیرا علم مدینے سے آیا ہے، تو تو اہلسنت ہے۔
تیرا تقویٰ مدینے سے آیا..... تو تو اہلسنت ہے،
تیرے ولایت مدینے سے آئی ہے..... تو اہل سنت ہے۔

اور اگر میرا علم گنبد خضراء سے چلا ہے..... میری ولایت گنبد خضریٰ سے چلی ہے..... میرا تقویٰ گنبد خضریٰ سے چلا ہے، میری صداقت گنبد خضریٰ سے چلی ہے، تو پھر ضد چھوڑ دے، جو مسلک علماء دیوبند کا ہے یہی اہل سنت کا مسلک ہے..... یہی اولیاء اللہ کا مسلک ہے۔ تو کہتا ہے پیر ہر جگہ موجود ہوتا ہے..... نبیؐ عالم الغیب ہے۔ کبھی کہتا ہے نبیؐ مختار کل ہے..... کبھی کہتا ہے نبیؐ ہر جگہ موجود ہے..... کبھی کہتا ہے پیر بگڑی بنا

سکتا ہے۔ آج پشاور صدر کے اس چوک میں میں تجھے چیلنج کرتا ہوں۔

پیران پر..... شیخ عبدالقادر جیلانیؒ محبوب سبحانی کی کتاب "غنیۃ الطالبین" لے آ، "فتوح الغیب" لے آ۔

حضرت خواجہ علی ہجویری (داتا صاحب) لاہور والے..... ان کی کتاب "کشف المحجوب" لے آ۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر پاکپتن والوں کے ملفوظات لے آ۔

سلطان العارفین سلطان باہوؒ کا کلام لے آ۔

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی سوانح حیات لے آ۔

سارے کلام..... ساری کتابیں چوراہے میں رکھ دے..... پوری دُنیا کے غیر جانبدار ججوں کو مقرر کر۔ اگر ان کتابوں سے مختار کل نبیؐ ثابت ہو جائے، ہر جگہ موجود..... نبیؐ ثابت ہو جائے..... اگر ان کتابوں سے ولی ہر جگہ موجود ثابت ہو جائے..... تو یہ پیر تیرے ہیں، اگر ثابت نہ ہو..... کسی کتاب سے تیرا مذہب، تیری گیارہویں، تیرا تیجا..... تیرا چالیسواں..... تیری جمعرات کی روٹی اگر کسی کتاب سے ثابت نہ ہو..... تو ضد چھوڑ کر اہل سنت بن کر قاسم نانوتویؒ کے پرچم کے نیچے آجا۔

میں علماء دیوبند کا خادم ہوں۔ ایک بات ذہن میں رکھیں۔ انا اعطینك الکوثر..... اس ایک آیت پر ساری رات بھی گفتگو ہو، تو ایک لفظ کا معنی نہیں ادا ہو سکتا۔

جس کا شجرہ نسب حضورؐ تک پہنچے..... وہ اہلسنت ہے۔ اور جس کا شجرہ حضورؐ تک نہ پہنچے وہ اہلسنت نہیں ہے..... چاہے وہ احمد رضا بریلوی ہو، چاہے مولوی مودودی ہو۔ بات سیدھی ہے۔ میں آپ کو ایک کسوٹی دینا چاہتا ہوں۔ مولوی احمد رضا خان کی کتاب لاؤ، شجرۂ نسب پڑھو..... اگر اس کا شجرہ علم..... کہ اس نے علم کہاں سے سیکھا..... پھر اس کے استاذ نے کہاں سے سیکھا..... پھر اس کے استاذ نے کہاں سے سیکھا..... اگر اس کا شجرۂ مدینے تک پہنچ جائے..... تو اہل سنت وہ.....

مولانا مودودی کی کتاب لاؤ، اگر ان کا علم کا شجرہ..... اپنی طرف سے، اپنا شجرہ مدینے تک پہنچ جائے..... تو وہ سچا۔

اور میں اگر قاسم نانوتویؒ اور رشید احمد گنگوہیؒ کا شجرہ..... گنبد خضریٰ تک پہنچا دوں..... تو قاسم نانوتویؒ سچا..... بڑی دُنیا نے شجرے دیکھے، مگر ایسا شجرہ، ایسا "سلسلۃ الذہب" کسی نے نہیں دیکھا..... کسی نے نہیں سنا۔

مولانا قاسم نانوتویؒ..... علماء دیوبند کے پیشوا، علماء دیوبند کے مقتداء..... جنہوں نے ۱۸۶۶ء میں دار العلوم دیوبند کی بنیاد رکھی..... انہوں نے دیوبند کا مدرسہ بنایا..... اور اس مدرسے میں بیٹھ کر قرآن پڑھایا..... حدیث پڑھائی.....

قرآن سیکھا کہاں سے؟ حدیث سیکھی کہاں سے؟

مولانا قاسم نانوتوی نے قرآن وحدیث کا علم حاصل کیا، شاہ اسحاق سے،

شاہ اسحاق نے..... شاہ عبد الغنیؒ سے

شاہ عبد الغنی نے..... شاہ عبد العزیز سے

شاہ عبد العزیز نے..... شاہ ولی اللہ سے

شاہ ولی اللہ نے..... شیخ ابو طاہر مدنی (مدینہ منورہ) سے

شیخ ابو طاہر مدنی نے..... علامہ محمد بن احمد (صاحب مجمع البحار) سے

علامہ محمد بن احمد نے..... شیخ ربیع ابن سبیع سے

شیخ ربیع ابن سبیع نے..... شیخ حسام الدین (صاحب کنز العمال) سے

شیخ حسام الدین نے..... شیخ محمد بن عارف سے

شیخ محمد بن عارف نے..... دو واسطوں سے امام ابو عیسیٰ ترمذی سے

امام ابو عیسیٰ ترمذی نے..... حضرت عبد اللہ بن مبارک سے

عبد اللہ بن مبارک نے..... امام ابو حنیفہ سے

امام ابو حنیفہ نے..... حضرت حماد سے

حضرت حماد نے..... انس ابن مالک سے

انس ابن مالک نے..... عبداللہ بن مسعودؓ سے

اور عبداللہ بن مسعود نے..... محمد رسول اللہ ﷺ سے

علماءِ دیوبند کا شجرۂ ولایت

ایک مولوی کہنے لگا ٹھیک ہے تمہارا علم مدینے سے آیا..... تمہارا تقویٰ مدینے سے آیا..... لیکن ولایت ہمارے پاس ہے..... پیروں کی گدیاں ہمارے پاس ہیں۔ اور جناب عالیٰ! یہ حلوے مانڈے ہمارے پاس ہیں۔

میں نے کہا، علماء دیوبند نقشبندی بھی ہیں، سہروردی بھی ہیں..... چشتی بھی ہیں..... قادری بھی ہیں۔

علماء دیوبند کو چاروں سلسلوں سے ولایت کا سبق حاصل ہوا۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ہندوستان کا سب سے بڑا ولی ہے، جس کے ہاتھ پر مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بیعت کی ہے، اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی وہ پیر ہے ہندوستان کا..... جس کو بریلوی بھی اپنا پیر سمجھتے ہیں۔ علماء دیوبند بھی اپنا پیر سمجھتے ہیں۔ ولایت حاجی امداد اللہ کی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو ملی۔ مولانا قاسم نانوتویؒ کو ملی۔ ان کے اکتالیس خلفاء تھے۔ اکتالیس خلفاء میں پہلے دو خلیفہ مولانا قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تھے۔ اور آخری خلیفہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی تھے۔ ان اکتالیس خلفاء میں..... کوئی خلیفہ مولانا احمد رضا بریلوی نام کا نہیں تھا۔ اگر ولایت ان کی مدینے تک پہنچتی، تو حضرت حاجی امداد اللہ کے خلیفوں میں، ان کے مریدوں میں مولانا احمد رضا بریلوی کا نام ہوتا۔ لیکن آ، میں تجھے وہ شجرہ دکھاؤں، جو شجرہ مدینے تک پہنچتا ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ولایت کا سبق حاصل کیا، نقشبندیت کا..... چشتیت کا..... قادریت کا..... سہروردیت کا..... حاجی امداد اللہ سے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے..... میاں جی نور محمد سے

میاں جی نور محمد نے..... شیخ عبدالباری سے

شیخ عبدالباری نے..... شیخ عبدالہادی سے

شیخ عبدالہادی نے..... شیخ عزالدین سے

شیخ عزالدین نے..... شیخ عبدالحق کرودہوی سے

شیخ عبدالحق نے..... شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے

شیخ عبدالقدوس گنگوہی نے..... خواجہ جلال الدین تھانیسری سے

خواجہ جلال الدین تھانیسری نے..... خواجہ نظام الدین اولیاء سے

خواجہ نظام الدین اولیاء نے..... خواجہ علاؤالدین صابر کلیری سے

خواجہ علاؤالدین صابر کلیری نے..... حضرت بابا فریدالدین گنج شکر سے

خواجہ فریدالدین گنج شکر نے..... خواجہ سید علی ہجویری سے

خواجہ سید علی ہجویری نے..... خواجہ قطب الدین مودود چشتی سے

خواجہ قطب الدین مودود چشتی نے..... خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے..... شیخ محمد بن احمد سے

شیخ محمد بن احمد نے..... خواجہ سلطان ابن عمیرہ سے

سلطان ابن عمیرہ نے..... خواجہ فضیل ابن عیاض سے

خواجہ فضیل ابن عیاض نے..... حضرت حسن بصریؒ سے

حسن بصری نے..... علی المرتضیٰؓ سے

اور علی المرتضیٰؓ نے..... محمد رسول اللہؐ سے

علماء دیوبند کا علم بھی مدینے سے لے آیا..... علماء دیوبند کی ولایت بھی مدینے سے آئی۔ اور یہ علماء دیوبند کا ایک قافلہ حریت ہے..... جس کو ریاست علی ظفر بجنوری نے کہا۔

اس وادیٔ گل کا ہر ذرہ ، خورشید جہاں کہلایا ہے
جو رند یہاں سے اٹھا ہے ، وہ پیر مغاں کہلایا ہے
اس بزم جنوں کے دیوانے ، ہر راہ سے پہنچے یزداں تک

ہیں عام ہمارے افسانے ، دیوار چمن سے زنداں تک
سو بار سنوارا ہے ہم نے ، اس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہ اہل جنوں بتلائیں گے ، کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

ابوالکلام کی قبر پر شورش کا مرثیہ

اور انہی علماء دیو بند میں ایک مولانا ابوالکلام آزادؒ کی ہستی ہے۔ ابوالکلام آزادؒ..... وہ ہندوستان کا عالم تھا کہ جو شیخ الہندؒ کی تربیت اور ان کے علوم و معارف کا علمبر دار تھا، علوم و معارف کا معتقد تھا..... وہ ابوالکلام آزادؒ جس نے رانچی کی جیل میں پانچ سال کی سزا کاٹی..... جس نے الہلال رسالہ جاری کر کے وائسرائے کی بنیادوں کو ہلا دیا۔ جب اس کی وفات ہوئی ہے۔ شورش کاشمیری ابوالکلام آزاد کی قبر پر ۱۹۵۸ء میں آتا ہے، اس کی قبر پہ شورش کاشمیریؒ نے جو مرثیہ لکھا، اس کی قبر پر جو کلام پڑھا..... اس کلام کی مثال بھی کوئی نہیں۔ یہ بھی دیو بند کا ایک اعجاز ہے۔ کہ مولانا شیخ الہند محمود حسنؒ کا تربیت یافتہ ابوالکلام آزادؒ، انگریز سے ٹکرانے والا ابوالکلام آزاد..... جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے، تو شورش کاشمیری نے اس کی قبر پہ جا کر کہا۔

عجب قیامت کا حادثہ ہے ، کہ اشک ہے آستیں نہیں ہے
زمیں کی رونق چلی گئی ہے ، افق پہ مہر مبیں نہیں ہے
تری جدائی میں مرنے والے ، وہ کون ہے، جو حزیں نہیں ہے
مگر تری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے
یہ کون اٹھا کہ دیر و کعبہ ، شکستہ دل خستہ گام پہنچے
جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم ، خواص پہنچے، عوام پہنچے
تری لحد پر خدا کی رحمت ، تری لحد پہ سلام پہنچے
مگر تری مرگ ناگہاں کا ، مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

شورش نے بڑی عجیب بات کہی، کہ

کئی دماغوں کا ایک انساں ، میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے

قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے ، زباں کا زور بیاں گیا ہے
اتر گئے کئی منزلوں کے چہرے ، میر کیا.....کارواں گیا ہے
مگر تری مرگ ناگہاں کا ، مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

جب یہ شعر عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو آکر سنایا۔ تو شاہ جی رونے لگے، شاہ جی نے کہا، میرا یہ شعر بھی اس میں شامل کرلو کہ:

تو میرے خوابیدہ آنسوؤں کو ، او مرنے والے جگا چکا ہے
زمیں کے تاروں سے ایک تارہ، فلک کے تاروں میں جا چکا ہے
مگر تری مرگ ناگہاں کا ، مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ختم نبوت ﷺ



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نَظِیْرَ لَہٗ وَلَا وَزِیْرَ لَہٗ وَلَا مُشِیْرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنَ لَہٗ وَصَلَّ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ ○ اَلْمَبْعُوْثُ اِلَی کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○

وَقَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ الْکَلَامِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ ○ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ○

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ بِسِتٍّ اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسَاجِدًا وَّطَھُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ ○

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

محمدؐ کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے!
اگر اس میں ہو کچھ خامی' تو سب کچھ نا مکمل ہے
محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی!
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی!

☆☆☆

جس دور پہ نازاں تھی دنیا' اب ہم وہ زمانہ بھول گئے
اوروں کو جگانا یاد رہا' خود ہوش میں آنا بھول گئے
منہ دیکھ لیا آئینے میں' پر داغ نہ دیکھا سینے میں
دل ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے!
آذان تو اب بھی ہوتی ہے۔ مسجد کی فضاء میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے' وہ ضرب لگانا بھول گئے

☆☆☆

یہ دنیا سرائے دھر' مسافر و بخدا یہ کسی کا مکاں نہیں
جو مقیم اس میں تھے کل یہاں کہیں آج ان کا نشاں نہیں
غرور تھا' نمود تھی' ہٹو بچو کی تھی صدا!
پر آج میں تم سے کیا کہوں' کہ لحد کا بھی پتا نہیں
وہ لوگ' جن کے محلوں میں' ہزاروں رنگ کے فانوس تھے
جھاڑ ہیں ان کی قبر پر' نشان کچھ بھی بچا نہیں !!!

☆☆☆

میرے واجب الاحترام' قابل صد احترام' علاقہ مارو فجی آئی لینڈ کے دوستو !بزرگو'اور ساتھیو،اس جامع مسجد میں'..... جو غیر مسلموں کے دیار میں ہے'.....اور اغیار کے دامن میں ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ ہے۔ایسی جگہ پر اللہ کا نام بلند کرنا'اور اللہ کے دین کے لئے جمع ہونا'اور اللہ کے رسول کی محبت کی باتیں کرنا یہ بہت بڑی سعادت ہے'..... مجھے خوشی ہے کہ یہاں آپ کافی تعداد میں اس علاقہ کے مسلمانوں کی آبادی کے حساب سے یہاں تشریف فرما ہیں۔ اور یہاں کے دوستوں کے اصرار پر' سید اسحاق شاہ صاحب'اور حضرت مولانا علامہ نعمانی صاحب کے حکم پر آپ حضرات کے سامنے یہاں حاضری ہوئی ہے'میں نے رات "لقوقہ" کی جامع مسجد میں بھی حضور علیہ السلام کی سیرت طیبہ اور معراج النبی ﷺ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔اور مجھے یہ کہا گیا ہے کہ میں یہاں بھی حضور ﷺ کی سیرت..... حضور ﷺ کی شان'..... حضور ﷺ کی مرتبت اور معراج پیغمبر ﷺ اور ختم نبوت کے عنوان پر آپ کے سامنے کچھ ضروری باتیں عرض کروں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا' آپ مصروف لوگ ہیں'لیکن یہ جو محفل ہے' یہ دین کی باتوں کا.....جو اجتماع ہے' یہ روز روز ایسا نہیں ہوتا۔ ویسے باہر کے ملکوں میں..... میں گیا ہوں،..... بہت کم لوگوں میں جذبہ اور شوق ہوتا ہے۔ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں'مصروف ہیں'مجبور ہیں'..... اتنے پھنسے ہوئے ہیں..... کہ ان کو اپنا مالک بھول گیا ہے'.....اپنا رسولؐ بھول گیا'

کلمہ نبیؐ کا پڑھا'طریقہ انگریزوں کا اپنایا..... کلمہ نبیؐ کا پڑھا اور طریقہ عیسائیوں کا اپنایا'..... کلمہ محمد مصطفیٰؐ کا پڑھا اور تعلیم اور تہذیب انگریزوں اور عیسائیوں' اور یہودیوں کی اپنائی..... سب کچھ بھول گئے۔ کوئی آدمی گندم بو کر کہے کہ میں گنا کاٹوں گا.....ایسا دنیا میں کبھی نہیں ہوا.....اولاد کو پڑھائی غیر مسلموں کی تعلیم اور کہا وہ دیندار بن جائیں'وہ تیرا کہنا مانیں'وہ تیری فرمانبرداری کریں'وہ تیرے حکم پر چلیں..... کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ سوچنے کی بات ہے۔ خیر! یہ علیحدہ موضوع ہے۔

صرف تعریف کرنے سے جنت نہیں ملتی

حضور پاک ﷺ کی شان و مرتبت ہر مسلمان کے دل میں روشن ہے..... حضورؐ کی جو تعریف ہے وہ تو دنیا کے ہر کافر نے بھی کی ہے' جتنے بھی دنیا میں کافر ہیں' کوئی کافر ایسا نہیں ہے' عیسائیوں اور یہودیوں میں' جس نے یہ نہ کہا ہو..... کہ "محمد مصطفےٰ قابل تعریف ہیں"..... لیکن یہ بات یاد رکھیں آپ..... کہ حضور علیہ السلام کی تعریف کرنے سے جنت نہیں ملتی..... یہ مسئلہ یاد رکھیں..... نبی علیہ السلام کی تعریف کرنے سے جنت ملتی تو عیسائیوں کو بھی مل جاتی' یہودیوں کو بھی مل جاتی اور مکے کے کافروں کو بھی مل جاتی۔

ابو طالب کا خوبصورت خراج تحسین

حتیٰ کہ حضور ﷺ کے سگے چچا ابو طالب! جن کو حضور ﷺ نے فرمایا..... کلمہ پڑھو، تو انہوں نے نہیں پڑھا' انہوں نے بھی حضور ﷺ کا چہرہ دیکھ کر کہا تھا۔

وَ اَبْیَضُ یَسْتَسْقَی الغَمَامَ بِوَجْهِهٖ ثَمَالُ الیتٰمٰی عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

کیا عجیب شعر ہے..... کہ محمد تیرا ایسا خوبصورت چہرہ ہے' کہ اس چہرے کی بدولت آسمانوں سے بارش آتی ہے' یہ ابو طالب کا شعر ہے۔

کہ یہ جو تیرا چہرہ ہے..... یہ یتیموں کا آسرا ہے اور بیواؤں کا سہارا ہے'..... لیکن اس کے باوجود ابو طالب نے کلمہ نہیں پڑھا' اور اس تعریف کے باوجود ابو طالب کو جنت نہیں ملی۔

ایک ہندو شاعر ہے ہندوستان کا ..... جگن ناتھ آزاد ..... حضور ﷺ کی تعریف کرتا ہے' حضور ﷺ کے آنے سے پہلے دنیا کی یہ حالت تھی کہ:

وہی یونان کہلاتا تھا جو تہذیب کی دنیا
وہی روئے زمیں پر آج تھا تخریب کی دنیا
یہ تحقیق و تجسس کا جہاں تھا آج ویرانہ

فلاطوں کی خرد سقراط کی دانش تھی افسانہ
غرض دنیا کے چاروں سمت اندھیرا ہی اندھیرا تھا
نشان نور گم تھا اور ظلمت کا بسیرا تھا
کہ دنیا کے افق پر دفعتہً سیلاب نور آیا
جہان کفروباطل پہ صداقت کا ظہور آیا
حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا نذیر آیا،
شہنشاہی بھی جس کے پاؤں چومے وہ فقیر آیا
مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلین آیا
سحاب رحم بن کر رحمۃ للعالمین آیا

حضور ﷺ کی شان ہے۔ لیکن اس پورے شعر سے..... پوری منقبت سے.....اس جگن ناتھ آزاد کو جنت نہیں ملے گی.....

جنت نبی کی تعریف کرنے سے نہیں ملتی..... جنت نبیؐ کا کہنا ماننے سے ملتی ہے۔

نبی کا حکم مانو..... جنت پھر ملے گی۔ سگے چچے نے کہنا نہیں مانا، تعریف کی ہے، جنت نہیں ملی..... حضرت بلال حبشیؓ ہیں، حبشے کے، صرف تعریف نہیں کی' کہنا مانا ہے..... سلمانؓ فارس سے آیا ہے کہنا مانا..... خالدؓ صنعاء سے آئے کہنا مانا ہے۔

اتنا اونچا مرتبہ ملا کہ ٹہلتے مکے کی گلیوں میں ہیں اور قدموں کا کھٹکا جنت میں ہو رہا ہے۔

حضورؐ سے عشق کی دلیل

میرے بھائیو! رسول اللہ کا کہنا ماننا..... حضورؐ سے عشق کی دلیل ہے۔

ایک آدمی دوسرے آدمی کے گھر مہمان ہے..... دوپہر کا وقت ہے، پیاس لگی ہے' مہمان نے کہا..... پیاس لگی ہے۔ گھر والے کھڑے ہو گئے..... باہر نکلے، استقبال کرنے آئے، کہنے لگے بڑی خوشی ہے تمہارے آنے کی..... لیکن جب مہمان گھر میں آئے..... تو کہے مجھے پانی پلاؤ، گرمی ہے..... تو گھر والے کہیں کہ پانی ہم نہیں پلاتے..... تمہارے آنے کی خوشی بڑی ہے!! تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ کہے..... بہت

پیاس لگی ہے۔ پانی پلاؤ..... وہ کہیں نہیں پانی وانی نہیں ہے..... آپ کے آنے کی بڑی خوشی ہے۔ سبحان اللہ،..... جی آیاں نوں،..... اھلاً وسھلاً..... مجھے بھی خوشی ہے..... آپ کو بھی خوشی ہے..... حضورؐ تشریف لائے..... میں بھی خوش ہوں..... آپ بھی خوش ہیں۔ حضور آئے.....

حضورؐ نے فرمایا نماز پڑھو..... نماز نہیں پڑھتے..... آپ کے آنے کی خوشی بڑی ہے۔

حضورؐ نے فرمایا روزہ رکھو..... روزہ نہیں رکھتے..... آپ کے آنے کی خوشی بڑی ہے۔

حضورؐ نے فرمایا..... یہ گوشت حرام ہے..... یہ گوشت تو ہم ضرور کھائیں گے..... آپ کے آنے کی بڑی خوشی ہے۔

تو جب کوئی آدمی کسی کے ہاں مہمان آتا ہے..... تو اس کی خوشی اسی کو کہتے ہیں..... کہ اس کو پانی بھی نہ پلاؤ..... اس کا کہنا بھی نہ مانو..... اس کا مطلب ہے کہ تم مذاق کر رہے ہو..... آپ نے اس سے مذاق کیا۔ رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے..... آپ نے فرمایا' نماز پڑھو..... نماز نہیں پڑھتے آپ کے آنے کی بڑی خوشی ہے۔ نماز پڑھو..... روزہ رکھو..... حج کرو..... زکوٰۃ دو..... خیرات نکالو..... یہ کچھ نہیں مانا..... آپ کے آنے کی بڑی خوشی ہے۔ اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی آمد پر بڑے خوش ہیں۔ کیا ہیں؟ میں نے برطانیہ میں لوگوں کو دھاڑیں مار کر روتے دیکھا ہے۔ دھاڑیں مار مار کر..... کہتے ہیں..... لڑکا بگڑ گیا ہے..... لڑکی بگڑ گئی ہے۔ ایک لڑکا اپنے باپ کو خط لکھتا ہے کہ "ابا جان پرسوں چرچ میں میری شادی ہے..... تمہیں بھی دعوت ہے۔" مسلمانو! مبلغ ہو تم! ہر مسلمان رسول اللہ کا داعی ہے۔ نبی کا نمائندہ ہے۔ یہ ٹھیکہ صرف مولویوں کا نہیں ہے۔ ہر مسلمان رسول اللہ کا پیغامبر ہے۔ اللہ کے رسول کا داعی ہے۔ داعی ایسے ہوتے ہیں کہ دین پر عمل کوئی نہیں..... شریعت پر عمل نہیں، حضور علیہ السلام کی شان بیان کرنا..... عبادت ہے..... ذکر..... عبادت ہے۔

حضور کے اہم معجزات

حضور علیہ السلام کے بے شمار معجزات ہیں اور ان معجزات میں ایک بڑا معجزہ

اللہ کا قرآن ہے۔ یہ قرآن نبی کا معجزہ ہے..... ایک معجزہ ختم نبوت ہے۔ میں نے جو دو مقامات سے آیات کریمہ پڑھی ہیں..... ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کا عجیب و غریب اور اہم معجزہ بیان فرمایا ہے کہ " حضور علیہ السلام آخری رسولؐ ہیں۔ " آپ ساری کائنات کے پیغمبر ہیں۔ دنیائے کائنات..... کے آپ پیغمبرؐ اور خاتم النبیین ہیں..... آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا" اس پر قرآن پاک میں دو سو آیات کریمہ ہیں۔ میں نے برطانیہ میں ختم نبوت کے موضوع پر ایک کتاب لکھی تھی..... جس کا نام ہے "عقیدہ ختم نبوت اور اسلام"..... اس میں یہ دو سو آیات کریمہ میں نے لکھی ہیں۔ کہ ختم نبوت پر دو سو آیات قرآنی اعلان کر رہی ہیں..... کہ حضور علیہ السلام آخری رسول ہیں..... حضور کے بعد قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہو گا! یہ نبی کا معجزہ ہے.....

ختم نبوت اساس دین ہے

ختم نبوت اساس دین ہے۔ یہ دین کی اساس ہے۔ اگر یہ نہ مانا جائے کہ "حضورؐ قیامت تک کے لیے نبی ہیں"..... تو اسلام ختم ہو جاتا ہے۔..... حضورؐ آخری پیغمبر ہیں..... ایک آدمی کہے جی حضورؐ کے بعد بھی فلاں آدمی نبی ہے..... اور چلو جی تم تو اس کو نہ مانو لیکن اب جب تم سے ملنے آئے تو اس سے معانقہ کرو..... اس کو گھر میں بٹھاؤ..... اس کے ساتھ محبت کرو..... تو آپ نے رسول اللہ کا دل دکھایا..... آپ نے اپنے کاروبار کے لیے..... اپنے پڑوس کے لیے..... اپنا منہ ملاحظہ رکھنے کے لیے پیغمبر کا دل دکھایا..... آپ کو رسول اللہ سے محبت نہیں ہے۔

حضور ﷺ کا طرز خطاب

قرآن کہتا ہے کہ:..... قُل..... اے پیغمبر اعلان کرو

یاایھا الناس..... اے دنیا کے لوگو! مشرق مغرب شمال و جنوب کے لوگو.....

دیکھو یہ خطاب دنیا میں کسی بھی نبی نے نہیں کیا..... جو خطاب حضورؐ نے کیا ہے۔ یاایھا الناس..... "الناس" کا معنی..... دنیا کا ہر انسان..... اس کا یہ معنی ہے۔

اے ہر انسان!

نوح علیہ السلام نے کہا..... یقوم..... اے میری قوم!

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا..... یقوم..... اے میری قوم!..... ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا..... یقوم..... اے میری قوم!

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

یقوم..... اے میری قوم!

ہر نبی نے فرمایا "میری قوم" کیوں؟..... ہر نبیؑ اپنی قوم کے لیے تھا..... اور محمد رسول اللہ نے فرمایا..... یآیھا الناس

یہ خود نہیں فرمایا..... قرآن میں اللہ نے فرمایا کہ تو اعلان کر!..... قُل..... کہہ دے..... کہ..... یآیھاالناس..... اے دنیا کے لوگو..... مشرق و مغرب کے لوگو..... شمال و جنوب کے لوگو! قیامت تک آنے والے لوگو! ساری زمین کے لوگو..... کالے اور گورے لوگو..... اور ہر دھرتی پر..... ہر جگہ بسنے والے لوگو!..... یآیھاالناس!..... انی..... میں..... رسول اللہ الیکم جمیعاً

میں تم ہر انسان کے لیے آخری ہدایت..... آخری پیغمبر..... آخری رسول بن کر آیا ہوں..... میرے سوا دنیا میں قیامت تک کوئی پیغمبر اور رسول نہیں۔

حضورؐ کی باقی انبیاء پر فضیلت

اور فرماتے ہیں مجھے چھ باتوں میں تمام انبیاء پر فضیلت ہے۔

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَآءِ بِسِتٍ

چھ باتوں میں مجھے سارے انبیاء پر فضیلت ہے۔

ان میں سے پہلی بات یہ ہے

اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِم

یعنی جامع کلام کا حامل ہوں..... جامع کلام کا

پہلی فضیلت

مثلاً میں آپ کو ایک لفظ حضورؐ کا بتاتا ہوں حضورؐ نے فرمایا۔ اَلْمُؤْمِنُ مَرْاۃُ الْمُؤمِن مومن، دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔

اس لفظ پر غور کریں آئینہ کس کو کہتے ہیں؟..... شیشہ! جس وقت آپ نہاتے ہیں، کنگھا کرتے ہیں تو شیشہ دیکھتے ہیں۔

مومن مومن کا آئینہ ہے

حضورؐ نے فرمایا کہ مومن دوسرے مومن کا شیشہ ہے..... یہ لفظ بظاہر تو ایسا ہے، کہ حضورؐ نے فرمایا مومن، مومن کا شیشہ ہے۔ بس! لیکن اس میں اتنے معنی ہیں کہ اس ایک لفظ پہ علماء نے کتابیں لکھی ہیں۔ کیسے؟ پہلی بات یہ ہے کہ مومن، مومن کا شیشہ ہے۔ یعنی جب آپ شیشہ میں چہرہ دیکھتے ہیں..... تو شیشہ آپ کے چہرے کا عیب بتاتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ تیرے چہرے پر یہ عیب ہے۔ تجھے بتاتا ہے۔ یعنی مومن، مومن کا شیشہ ہے، کہ مومن کو چاہیے، جو تیرا عیب ہے، وہ تجھے بتائے۔

اور جب وہ شیشہ دوسرے آدمی کے پاس جاتا ہے۔ تو پھر اس پہلے کا عیب اسے نہیں بتاتا۔ پھر اس کو پہلے کا عیب نہیں بتاتا، پھر اسی دوسرے کا عیب بتاتا ہے۔

مومن، مومن کا آئینہ ہے۔ یعنی جب مومن تیرے سامنے آئے، تو تیری کمزوری تجھے بتائے گا۔ کہ بھائی یہ کام اس طرح ٹھیک نہیں۔ یہ تیرے چہرے پر نشان ہے۔ لیکن جب وہ شیشہ دوسرے کے پاس جائے گا..... تو پھر اس کو اس کا عیب بتائے گا۔ یعنی مومن، مومن کے پاس جا کر اس کا عیب بتاتا ہے۔ یہ مومن دوسرے کا عیب اس کو کہیں نہیں بتاتا۔ تو اسی لیے فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے کہ:

اَلْمُؤْمِنُ مَرْاۃُ الْمُؤمِن

کہ مومن 'مومن کا آئینہ ہے..... تو یہ مثال ہے۔

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں

اسی طرح ایک اور مثال ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

اَصْحَابِی کَا النُّجُوْم

میرے تمام صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں۔ حضورؐ نے صحابہ کو ستارہ کیوں کہا؟ لفظ تو صرف دو ہیں۔ اَصْحَابِی کَا النُّجُوْم

لیکن اس میں سمندر ہے معنوں کا پنہاں، سمندر۔ اس کو کھولو..... تو موتی ہیں،

اَصْحَابِی کَا النُّجُوْم

میرے تمام صحابہ ستاروں کی طرح ہیں..... کیوں؟..... دیکھئے اس میں معنی بہت ہیں' لفظ ایک ہے۔ معنی بہت ہیں..... یہ ہے جامع الکلم کا معنی! کہ حضورؐ نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ کہ آسمان پر کوئی ستارہ ایسا نہیں کہ جس ستارے میں روشنی نہ ہو..... تو میرے صحابہ میں کوئی صحابی ایسا نہیں جس میں روشنی نہ ہو رات کو لوگ جب سفر کرتے تھے' تو آسمان کے ستاروں سے راستہ تلاش کرتے تھے۔ قرآن کہتا ہے۔

وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

آسمان والے ستارے دنیا کی زمین کا راستہ بتاتے ہیں او میرے صحابہؓ بھی ستارے ہیں..... جنت کا راستہ بتاتے ہیں۔..... اور ستارہ اس لیے بھی کہا کہ کوئی ستارہ زیادہ چمکتا ہے۔ کوئی تھوڑا چمکتا ہے۔

تو صحابہ میں جتنے ابو بکرؓ چمکتے ہیں..... اتنے عمرؓ نہیں چمکتے۔

جتنے عمرؓ چمکتے ہیں..... عثمانؓ نہیں چمکتے۔

جتنے عثمانؓ چمکتے ہیں..... اتنے علیؓ نہیں چمکتے۔

اور جتنے علیؓ چمکتے ہیں..... باقی صحابی نہیں چمکتے۔

کوئی زیادہ چمکتا ہے۔ کوئی تھوڑا چمکتا ہے۔ اسی لیے ستاروں سے تشبیہ دی، اور ستارہ اس لیے بھی کہا کہ ستاروں کی طرف آدمی اگر تھوکے..... تو اس کا تھوک لوٹ کر اسی کے منہ پر آتا ہے۔

تو جو صحابہؓ کی طرف تھوکے گا..... اس کا تھوک بھی لوٹ کر اسی کے منہ پر آئے گا!

اسی لیے فرمایا: اَصْحَابِی کَا النُّجُوْم

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں' یہ

دو حدیثیں صرف میں نے آپ کو بتائی ہیں تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ

اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِم

کا معنی کیا ہے؟ کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے جامع کلام کا حامل بنایا ہے کہ میری کلام تھوڑی ہوگی' لیکن اس کا معنیٰ بہت ہوگا۔ یہ کسی اور نبیؑ میں نہیں۔

دوسری فضیلت

اور دوسرے نمبر پر کیا ہے؟ وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔

اللہ نے مجھے اتنا رعب دیا کہ میرے چہرے جیسا رعب دار چہرہ کسی کو نہیں دیا۔

حضور علیہ السلام درخت کے نیچے آرام فرما رہے ہیں..... کافر نے تلوار لے کر حضور علیہ السلام سے کہا کہ "میری تلوار سے آپ کو کون بچائے گا۔" تو حضورؐ نے فرمایا "اللہ" اللہ کہا تو وہ کانپنے لگا۔ تلوار اس کے ہاتھوں سے گر گئی، اب تلوار حضورؐ نے اٹھالی، فرمایا اب تو بتا کہ "میری تلوار سے تجھے کون بچائے گا۔" تو اس نے کہا کہ مجھے محمدؐ کی رحمت بچائے گی۔ تو دیکھو..... وہ رسول اللہ کے چہرے کو دیکھ کر کانپتا کیوں تھا؟

وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ

تیسری فضیلت

اور تیسرے نمبر پر فرمایا کہ: وَ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضِ مَسَاجِداً وَّ طَهُوْراً

کہ اللہ نے پوری زمین کو میرے لیے (میری امت کے لیے) مسجد اور پاکیزہ بنا دیا ہے۔ پہلی امتوں میں مسجد کے سوا آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا تھا..... لیکن میری امت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ اعزاز رکھا ہے کہ آدمی نماز مسجد کی جگہ کے علاوہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ تو یہ بھی مجھے اعزاز دیا گیا۔

چوتھی فضیلت

وَ اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْق

اور یہ بھی مجھے اعزاز بخشا ہے کہ، کہ میں خلق کا نبی ہوں..... دنیا میں جتنی مخلوق ہے۔ میں اس کا نبی ہوں..... جتنی مخلوق ہے،..... چاہے گوروں کی ہے،..... کالوں کی ہے، جو بھی دنیا میں مسلمان ہے، جو بھی دنیا میں انسان ہے۔

اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْق

میں خلق کا نبیؐ ہوں..... مخلوق کا نبیؐ ہوں..... میں قوم کا نبی نہیں ہوں۔

ہر نبی نے کہا،

یقوم اے قوم! اے علاقے والو! لیکن محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا

اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْق

میں خلق کا نبی ہوں..... ساری دنیا کا نبی ہوں..... ساری مخلوق کا نبی ہوں..... ساری کائنات کا نبی ہوں..... "ارسلت الی الخلق کافة"

پانچویں فضیلت

اور آگے فرمایا وَ خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ

اور میں تمام انبیاء کے آخر میں آیا..... میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور

پیچھے فرمایا ''میرے لیے ہر جگہ مسجد بنائی گئی'' اور میرے لیے پوری زمین کو پاک بنایا پاک! زمین پاک ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخری نبیؐ ہیں، حضور ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا! یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہونا چاہیے! کچھ لوگ اس عقیدے کا انکار کرتے ہیں۔ منکر ہیں..... وہ کہتے ہیں جی حضور ﷺ کے بعد ایک اور آدمی بھی نبی ہے..... جب ہم کہتے ہیں جی وہ کیسے نبی ہے؟ حضور ﷺ تو آخری نبی ہیں..... کہتے ہیں کہ وہ مسیح موعود ہے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام ہے! اچھا جی عیسیٰ علیہ السلام وہ کیسے؟ کہتا ہے جی قرآن پاک میں ہے:

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ

کہ اے عیسیٰ! ہم تجھے وفات دیں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو گئے..... تو جس عیسیٰ نے آنا تھا..... وہ آ چکے ہیں۔ وہ ہمارے عیسیٰ یہ ہیں۔ ان کو عیسیٰ کہو۔

مرزائیوں سے سوالات

اگر کوئی شخص آپ کو قرآن کی یہ آیت پڑھ کر دھوکہ دے، تو آپ نے اس سے ایک بات کرنی ہے..... آپ نے اس سے یہ کہنا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار جو نبی دنیا میں تشریف لائے، وہ زندہ ہیں یا فوت ہو گئے.....؟ وہ کہے گا کہ وہ فوت ہو گئے..... تو وہ بھی فوت ہو گئے۔ اور اس آیت میں بھی خبر ہے کہ ''اے عیسیٰ تجھے وفات ہوگی'' بقول اس کے..... تو باقی نبی بھی فوت ہونے تھے۔ تو صرف عیسیٰ کی وفات کی خبر کیوں دی؟ اور باقی نبیوں کی وفات کی خبر کیوں نہ دی؟ بھائی نبی تو باقی بھی سارے فوت ہو گئے..... ان کے لئے قرآن نے کیوں نہیں کہا کہ اے نبیو! تمہیں وفات ہوگی..... ان کو کیوں نہیں کہا؟..... صرف عیسیٰ کو کیوں کہا؟..... اس آیت میں ہمارا عقیدہ پوشیدہ ہے..... اگر کسی کو پتہ ہو..... یہ آیت بتاتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات عام نبیوں کی وفات کی طرح نہیں..... اس لیے خاص طور پر اس وفات کا ذکر کیا۔ اگر اس کا معنی وفات کا لیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر کہا ہے، کہ عیسیٰ علیہ السلام کو جو پھانسی دینے لگے:

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ

کہ پھانسی دینے لگے..... تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شکل کا ایک آدمی ..... جو اِن کے قید خانے میں تھا..... اسے وہاں چھوڑا اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پہ اٹھا لیا، کیونکہ انہوں نے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! میں آخر الزماں نبی کا امتی ہوتا..... اللہ نے ان کی دعا کو قبول کر کے ان کو آسمانوں پہ اٹھایا..... اور جو ان کی شکل کا خادم وہاں موجود تھا، اس کو اٹھا کر یہودیوں نے پھانسی دے دی۔

وَمَا قَتَلُوْهُ..... نہ قتل کیا ان کو،

وَمَا صَلَبُوْهُ..... نہ ان کو کسی نے سولی دی،

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

بلکہ ہم نے ان کو مشابہت میں ڈال دیا..... ان کو چکر میں ڈال دیا..... یعنی ان کو خلط ملط ہو گیا۔ پتہ نہ چلا کہ کس آدمی کو پھانسی دے دی۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ

اور دیکھیں کوئی آدمی اگر آپ سے کہے کہ دیکھو جی اس کا یہ معنی ہے..... یہ معنی ہے ان کو کہو اس کا جو بھی معنی ہو، وہی بات ہوئی نا کہ ایک لڑکا اپنی ماں کو کہتا ہے کہ اماں گاؤں کا چودھری فوت ہو گیا ہے اب کون چودھری ہو گا؟..... تو اس ماں نے کہا کہ فلاں ہو گا، کہنے لگا وہ فوت ہو گیا تو پھر کون ہو گا..... اس نے کہا پھر فلاں ہو گا..... اس نے کہا بیٹا! سارا گاؤں مر جائے..... تو چوہدری نہیں بنتا۔

اگر کوئی آپ سے کہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے..... ان کو کہو..... وہ فوت ہو گئے ٹھیک ہے۔ اب آگے چلو کیا کہتے ہو! کہتے ہیں جی! مرزا قادیانی نبی ہے۔

ان کو کہو..... کہ جتنے نبی تھے سارے فوت ہو گئے..... عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو گئے..... یہ نبی کوئی نہیں..... اس لیے کہ جس عیسیٰ ابن مریمؑ نے آنا ہے، اس عیسیٰ علیہ السلام کی اسّی (۸۰) نشانیاں حضورؐ کی حدیث میں موجود ہیں۔ ان کو کہو..... معنی اس آیت کا جو مرضی ہو..... لیکن وہ جو اسّی (۸۰) نشانیاں ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی..... وہ اسّی (۸۰) نشانیاں..... ان میں سے ایک نشانی بھی تو ان میں نہیں پائی

جاتی۔ ایک بھی..... مثلاً پہلی نشانی کیا ہے؟..... کہ ان کا نام ''عیسیٰ'' ہوگا اس کا نام ''عیسیٰ'' نہیں ہے..... اور وہ مینارہ جو دمشق کی جامع مسجد کا ہے۔ وہاں اتریں گے..... شام کے ملک میں ہے..... یہ وہاں نہیں اترا..... موٹی موٹی بات ہے..... اور ان کے آنے کے بعد دنیا میں کوئی عیسائی اور یہودی زندہ نہیں بچے گا..... بڑی نشانی ہے..... اور وہ جب فوت ہو جائیں گے..... تو ان کے فوت ہونے سے پہلے دنیا میں عیسائی اور یہودی ختم ہو جائیں گے۔ اب ہو گئے ہیں ختم! وہ تو فوت ہو گئے..... لیکن اب عیسائی اور یہودی دنیا میں اور بھی بڑھ گئے ہیں۔

اور ان کی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے..... قبر ان کی وہاں جا کر بنے گی..... حضور ﷺ کے روضے میں۔ نئی قبر؟..... میں کہتا ہوں آیت کا معنی جو مرضی تم کرو..... اس کو چھوڑو..... ان کو کہو نشانی کونسی پائی گئی ہے؟؟ کہاں ہے نشانی؟

حضور پاک ﷺ کو جو شخص آخری پیغمبر مانتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ وہی مسلمان ہے، عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں پیدا نہیں ہوں گے..... وہ آسمانوں سے آئیں گے۔ وہ پیدا ہو چکے ہیں..... آسمانوں پر ہیں..... کوئی پیغمبر قیامت کی صبح تک دنیا میں پیدا نہیں ہوگا..... دوبارہ جبرائیل امین نہیں آئیں گے..... اور جس آدمی کو یہ لوگ عیسیٰ کہتے ہیں..... اس نے تو اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں محمد ہوں..... محمد لکھا ہے..... اور باقاعدہ ان کی کتابوں میں یہ لفظ موجود ہے..... کہ قرآن پاک میں جو ''محمد رسول اللہ'' کا لفظ آیا ہے..... وہ میرے لیے آیا ہے..... میری شان میں ہے۔ تو عیسیٰ کا ذکر کہاں ہے؟..... خیر! میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن پاک میں اللہ نے فرمایا:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

اے دنیا کے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

میں قیامت کی صبح تک کے لیے نبی ہوں..... اور ساری کائنات کے لیے.....

ساری دنیا کے لیے..... میں ہی رسول ہوں..... مجھ پر ہی وحی آتی ہے..... میرے جانے کے بعد وحی کا سلسلہ ختم..... جبرئیل کا آنا ختم..... نئی کتاب ختم..... نئی شریعت ختم! میرے بعد میرے نام لیوا..... میرے خلفاء ہوں گے..... جو میرے حکم پہ چلیں گے..... جو میری کتاب پہ چلیں گے..... نہ نئی شریعت آئے گی..... نہ نئی کتاب آئے گی..... نہ نیا فرشتہ آئے گا..... کوئی نہیں آئے گا قیامت کی صبح تک..... ہر شخص میرا امتی ہو کر..... میرا نام آگے دنیا تک پہنچائے گا۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا

اے دنیا کے لوگو! ساری کائنات کے لئے میں آخری رسول ہوں، آخری پیغمبر ہوں۔

جھوٹے مدعیان نبوت

میرے بھائیو! حضور علیہ السلام کی زندگی میں کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ تین آدمیوں نے حضورؐ کی زندگی میں دعویٰ نبوت کیا۔

ایک آدمی کا نام تھا طلیحہ اسدی۔

ایک عورت تھی..... جس کا نام تھا سجاح۔

اور ایک آدمی تھا..... جس کا نام تھا مسیلمہ..... یہ تین تھے۔

مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور حضور علیہ السلام کو خط لکھا..... کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کو بھی نبی مانتا ہوں..... آپ بھی نبی ہیں..... لیکن جس علاقے ''یمامہ'' میں میں رہتا ہوں..... اس علاقے کا نبی آپ مجھ کو تسلیم کر لیں۔ اس علاقے کا میں نبی ہوں..... وہ کہنے لگا..... اللہ کے رسول! میں اس علاقے یمامہ کا نبی ہوں۔ حضور علیہ السلام نے اس کا خط پھاڑ دیا..... اور آپؐ نے فرمایا..... میری شریعت میں اگر قاصد کو قتل کرنا جائز ہوتا..... تو میں تیرے قاصد کو قتل کر دیتا۔ میری نبوت میں شرکت؟

چنانچہ کیا ہوا پھر؟..... حضور علیہ السلام کے بعد جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے..... تو ابوبکر صدیقؓ نے جتنی جنگیں لڑی ہیں..... سب سے بڑی جنگ..... شام

کی جنگ کے بعد ختم نبوت کے منکرین سے تھی..... اور وہ جنگ یمامہ ہے..... اور یہ میں آپ کو بتاؤں کہ اس جنگ میں پہلے جو دو لشکر مسلمانوں کے گئے..... ان کو شکست ہوئی۔ تیسری مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر بھیجا..... حضرت خالد ابن ولیدؓ نے جب مسیلمہ سے لڑائی لڑی..... تو صحابہؓ کی فوج کی تعداد بارہ ہزار تھی..... اور مسیلمہ کی فوج کی تعداد پینتیس ہزار تھی۔ اور بارہ ہزار فوج کے لشکر میں ساڑھے سات سو قرآن کے قاری..... اس جنگ میں شہید ہوئے..... ساڑھے سات سو قاری..... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی جنگ ہے۔ آپؐ کے ناموس کی جنگ ہے۔

دیکھو سب سے پہلے منکرین ختم نبوت کے خلاف انہوں نے جہاد کیا۔ اور ایک عورت بھی کہتی تھی..... کہ میں نبی ہوں۔ تو اس عورت کی تو دلیلیں ہی بڑی وزنی تھیں..... اس عورت نے کہا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ''میرے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا'' یہ تو نہیں کہا کہ نبینی (نبیہ) بھی کوئی نہیں آئے گی۔ مردوں میں نبی کوئی نہیں آئے گا..... عورت تو نبی آ سکتی ہے..... یہ اس کی دلیل تھی اور بڑی عجیب وغریب دلیل تھی..... اور حضور علیہ السلام نے بار بار فرمایا..... ایک حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کو سناتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا:

سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ..... اَلَا اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

میرے بعد عنقریب تیس دجال دنیا میں پیدا ہوں گے..... تیس بڑے بڑے جھوٹے..... ہر آدمی ان میں سے کہے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ لیکن یاد رکھو میں آخری نبی ہوں..... میرے بعد کوئی پیغمبر دنیا میں پیدا نہیں ہوگا۔

حضورؐ کا اعلان ہے۔ اس اعلان کے بعد کوئی شک رہ جاتا ہے؟

میرے بھائیو! اس کی دلیل یہ تھی کہ میں نبینی ہوں..... عورت ہوں..... حالانکہ اس پاگل عورت کو یہ نہیں پتہ تھا کہ عورت نبی بنتی نہیں ہے..... عورت نبی بن نہیں سکتی.....

عورت نبی جن سکتی ہے..... عورت نے نبیوں کو جنم دیا ہے..... وہ کہتی ہے میں بھی نبی ہوں..... اس کے ساتھ بھی کئی ہزار آدمی مل گئے۔ اور بعد میں پھر کیا ہوا..... مسیلمہ اور اس عورت کا مقابلہ ہوا ایک جگہ..... وہ کہتی ہے میں نبیہ ہوں..... وہ کہتا ہے میں نبی ہوں۔ ایک لشکر مسیلمہ کا اس طرف میدان میں کھڑا ہوا..... اور سجاح نامی عورت کا لشکر اس طرف کھڑا ہوا..... اور یہ آپس میں مذاکرات کر رہے ہیں..... مذاکرات کرتے ہوئے..... مسیلمہ تھا..... وہ بڑا عیار اور چالاک تھا..... اس نے بڑی خوشبو لگائی اور بڑا بن سنور کر گیا..... اور عورت جو ہے..... خوشبو کے جھانسے میں آ گئی..... فریفتہ ہوگئی اب جناب یہ وہاں ایک دوسرے پر فریفتہ ہو گئے..... اوپر..... اور نیچے امتیں کھڑی ہیں وہ اس انتظار میں ہیں کہ مذاکرات میں کیا ہوتا ہے..... تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی..... دادِ عیش دینے کے بعد یہ باہر نکلے اور اعلان کیا کہ ہم دونوں کا آپس میں نکاح ہو گیا ہے اور ظہر، عصر اور عشاء..... یہ تین نمازیں مہر کے اندر ہم نے معاف کر دیں ہیں امتوں کو..... امتوں کو تین نمازیں مہر میں معاف ہوگئی ہیں۔

یہ ان کے باپ کا دین تھا..... جو گھر بیٹھے آپس میں نکاح کر رہے ہیں اور نمازیں معاف کر رہے ہیں، استغفر اللہ! کیسے لوگ تھے؟

اور اس کے بعد بھی کئی لوگوں نے دعویٰ نبوت کیا۔ ایک علی بن محمد خارجی تھا، اس نے نبوت کا دعویٰ کیا..... تین سو سال اس کا فتنہ دنیا میں رہا۔ تین سو سال بہت بڑا فتنہ تھا، ایسا بڑا فتنہ کوئی نہیں آیا۔ تین سو سال! بالآخر اسے ہارون الرشید کے دور میں ختم کیا گیا۔ تو خیر! یہ ہر دور میں لوگوں کو جھوٹ بول کر..... من گھڑت باتیں کر کے..... قرآن کی آیتوں کا غلط مطلب کر کے..... کہ جی حدیث میں تو آیا ہے کہ منارہ دمشق کی جامع مسجد کا ہوگا، کہتے ہیں جی اس کا معنی یہ ہے کہ وہ شرقی منارہ ہوگا..... تو وہ قادیان میں جو شرقی منارہ ہے..... اس سے مراد وہ ہے۔ بھائی حضور علیہ السلام کے تو روضے میں قبر کی جگہ خالی ہے وہاں کس نے دفن ہونا ہے..... وہاں کون آئے گا؟ اور پھر ان کی اسّی (۸۰) نشانیاں ہیں حدیث میں۔ نمبر ایک..... نمبر دو..... اسی طرح..... ایک نشانی تو بتاؤ..... ایسے لوگوں کو پاگل بنانا..... لوگوں کو دھوکے میں رکھنا..... اور لوگوں کو غلط آیتیں، غلط ترجمہ، غلط مطلب

یہ کر لوگوں کے ایمان کو ختم کرنا کتنی بڑی جہالت اور ضلالت ہے، اور اس پر مجھے بڑا افسوس ہے، بڑے بڑے گریجوایٹ، بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ اس جھانسے اور فتنے میں آئے کیوں کہ دین سے لاعلم تھے..... دین کا پتہ نہیں..... شریعت کا پتہ نہیں..... اور اسلام کا پتہ نہیں..... کچھ پڑھا نہیں..... ساری زندگی گریجوایشن کی..... انگریزی تعلیم حاصل کی..... دین کا علم ہے نہیں..... عیسیٰ علیہ السلام نے آنا ہے جی! بالکل آنا ہے..... وہ تو آ گئے جی! فلاں جگہ پر۔ اچھا جی آ گئے! ان کی کوئی نشانی جو حدیث میں ہے..... قرآن میں ہے..... یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے..... آپ بازار میں ایک لوٹا خریدتے ہو..... پانی پینے والا برتن خریدتے ہو..... اس کو ٹھکا کر دیکھتے ہو..... کہ جناب یہ کہیں ٹوٹا ہوا تو نہیں ہے..... اور تم نبی منوا رہے ہو..... ہم ٹھکائیں گے..... ہم دیکھیں گے کہ یہ کیسا ہے..... ؟ اندر سے کھوکھلا تو نہیں ہے۔ ایک پانی پینے والا برتن ٹھکٹھا کر دیکھتے ہو..... کہ اندر سے اس کو موری تو نہیں ہے..... تم ہمیں نبی منوا رہے ہو، اور کہتے ہو ویسے مان لو' کیسے مان لیں؟ ہم تو ٹھکٹھا کر دیکھیں گے کہ یہ کیسا ہے!!

تو میرے بھائیو! جس شخص کا عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان نہیں ہے..... کروڑ مرتبہ کلمہ پڑھے..... اس کے کلمے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ یاد رکھو ختم نبوت اسلام کی بنیاد ہے کہ حضور علیہ السلام کی کرسی پر ایک آدمی بیٹھنے کی کوشش کرتا ہے اور جو لوگ اس غلط جھانسے میں آئے..... اگر کوئی آدمی میری بات سنتا ہو' یا یہ میری کیسٹ سنے تو میں ان سے کہتا ہوں کہ اپنے عقیدے پر غور کرو..... ہم تمہاری ذات کے دشمن نہیں ہیں..... ہم تمہاری ذات کے مخالف نہیں ہیں..... تمہارے غلط نظریات سے مخالفت ہے۔ برائی سے نفرت ہے، برے آدمی سے نفرت نہیں ہے..... مسلمانوں کا یہ ایمان ہونا چاہئے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا عقیدہ صحیح ہو..... آپ کو دھوکے میں مبتلا کیا گیا ہے' آپ کو قرآن کی آیات کا غلط ترجمہ کر کے..... غلط راستے پر چلایا گیا ہے۔ آپ کو صحیح نظریات سے واقفیت نہیں کرائی گئی..... بھائی جس کو آپ مسیح موعود یا نبی کہتے ہیں..... اس کی وحی تو انگریزی میں ہے اور قرآن کہتا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ

ہر پیغمبر پر وحی ..... اس کی مادری زبان میں آتی ہے۔

اس کی مادری زبان تو پنجابی تھی ..... تو وحی تو پنجابی میں آنی چاہئے تھی انگریزی میں کیوں آئی؟ پہلے اس بات کا جواب دو۔

پھر ایک دعویٰ نہیں ..... یا تو انہوں نے یہ کہا ہو کہ میں صرف مسیح موعود ہوں ..... یہ نہیں ..... پہلے ان کا دعویٰ یہ تھا کہ جناب مہدی! میں مہدی موعود ہوں ..... مہدی! جس مہدی نے آنا ہے ..... وہ میں ہوں۔ اب اس پر بھی غور کرو۔

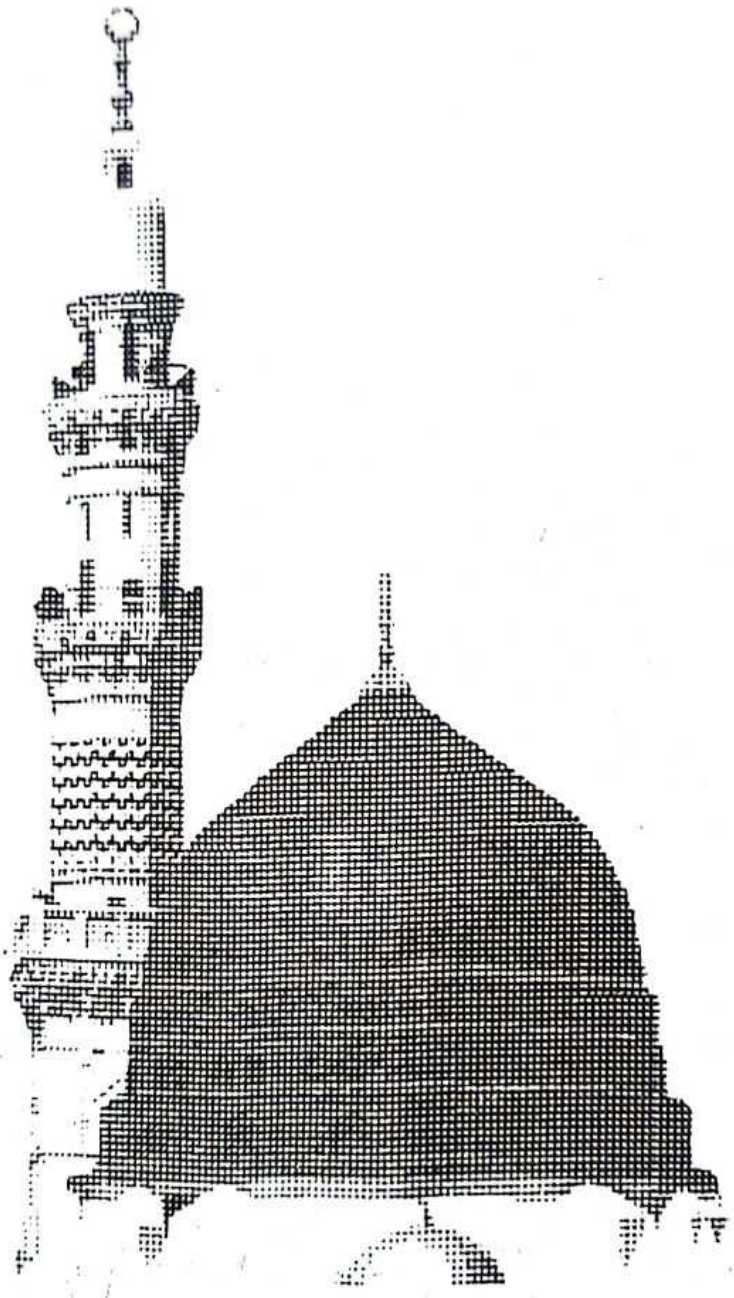
جھوٹے نبی سے نبوت کی دلیل مانگنے والا کافر ہے

ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو شخص دین سے پھر گیا ہے ..... یا دین کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہے ..... اس کی اصلاح ہو ..... گالی مت دو ..... کسی کو گالی نہ دو ..... گالی دینا ہمارا مذہب نہیں ہے ..... ہمارا شعار نہیں ہے ..... ہم ان کو کتا کہیں ..... بلا کہیں ..... گالی دیں ..... یہ ہمارے مذہب کا حصہ نہیں ہے ..... ہم چاہتے ہیں ''اے اللہ! ہدایت کے راستے ان لوگوں کے لیے کھول دے ..... جو اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں'' باقی یہ نہیں ہے کہ میں کہوں جی! مجھے دلیل سے سمجھاؤ میں قائل ہو جاؤں گا! نہیں ..... میں دلیل نہیں مانا کرتا ..... سورج روشن ہو ..... تو کوئی کہے کہ یار یہ سورج جو روشن ہے ..... اس کی دلیل دو ..... یہ بے وقوفی ہے۔ حضور علیہ السلام کی نبوت کا سورج روشن ہے۔ اس میں کوئی دلیل مانگے ..... کہ بعد میں کوئی نبی ہے ..... میرے نزدیک وہ بھی مسلمان نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جو شخص حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے اور تیسرا آدمی آ کر اس سے اپنے نبی ہونے کی دلیل مانگے ..... یہ دلیل مانگنے والا کافر ہے۔ کیوں؟ ..... اس لئے کہ اس کو شک ہے حضورؐ کے آخری نبی ہونے پر ..... یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ تو میرے بھائیو! مسلمان حضور علیہ السلام کی عظمت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

.....☆.....

قرآن اور صاحبِ قرآن



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ o صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ o

☆☆☆

ایک اک آیتِ قرآں کی تلاوت کرنا
جان پر کھیل کر اظہارِ صداقت کرنا
جھنگ والے نے بتایا بزبانِ جرات
زندگی کیا ہے؟ تمنائے شہادت کرنا
اس نے جو لفظ سرِ سینۂ صحراء لکھا
مٹ سکے گا نہ ہواؤں سے کچھ ایسا لکھا
اس نے ایماں سے چمکتی ہوئی پیشانی پر
خون سے اپنے، صحابہؓ کا قصیدہ لکھا

☆☆☆

میرے واجب الاحترام! قابل صد احترام علمائے کرام! جامع مسجد قطب الدین جھنگ صدر کے غیور نوجوانو اور دوستو! آج یہاں ۲۶ رمضان المبارک، ختم قرآن کے موقع پر یہ عظیم الشان تقریب منعقد ہو رہی ہے۔ میں اس پروگرام میں زیادہ لمبی چوڑی گفتگو آپ کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہتا، ختم قرآن کا موقع ہے تو مجھے یہ چاہیے کہ اسی عنوان پر آپ کے سامنے گفتگو کروں، قرآن ایک سمندر ہے، اور میرا جی

چاہتا ہے کہ میں اس سمندر میں غوطہ لگاؤں اور وہاں سے کچھ موتی نکال کر آپ کی جھولی میں ڈال دوں۔ یہ ختم قرآن کا موقع ہے۔

قرآن وصاحب قرآن میں فرق:۔

قرآن اور صاحب قرآن..... یہ دو علیحدہ علیحدہ موضوع ہیں' اگر میں یہ کہوں کہ دونوں ایک ہیں' تو اس میں کلام نہیں ہے کہ قرآن بھی وہی ہے' اور صاحب قرآن بھی وہی ہے' فرق کیا ہے؟ فرق یہ ہے کہ.....

قرآن علم ہے..... نبی عمل ہے.....

قرآن متن ہے..... نبی تشریح ہے.....

قرآن اجمال ہے..... نبی تفصیل ہے.....

قرآن کتاب میں اللہ کا کلام ہے..... محمدؐ چلتا پھرتا اللہ کا کلام ہے.....

قرآن بے مثال ہے' کیوں.....؟ اس لئے کہ جس پیغمبر پہ اترا وہ پیغمبر بھی بے مثال ہے.....

قرآن لازوال ہے..... جس نبیؐ پہ اترا وہ نبیؐ بھی لازوال ہے.....

قرآن کو پڑھ کر کوئی تھکتا نہیں ہے..... محمد کو دیکھ کر کوئی تھکتا نہیں ہے۔

قرآن جتنی مرتبہ پڑھیں اتنا زیادہ لطف:

قرآن پڑھتے جاؤ' دنیا میں جتنی کتابیں پڑھتے ہو' ایم۔اے کی کتاب ہے' بی۔اے کی کتاب ہے' اور اسی طرح پرائمری کا نصاب ہے' ایک آدمی کہتا ہے کہ یہ تیسری جماعت کی کتاب میں نے پڑھی ہوئی ہے۔

ایک آدمی کہتا ہے کہ نہیں' حضورؐ کی سیرت کی کتاب پڑھو۔

دوسرا کہتا ہے نہیں یہ جغرافیہ کی کتاب پڑھو۔

تیسرا کہتا ہے کہ نہیں میں تاریخ اسلام پڑھتا ہوں۔

بوڑھا کہتا ہے کہ نہیں' میں نے تو یہ کتاب پڑھ رکھی ہے۔

ایک کتاب کو تو پڑھتا ہے' دوسری مرتبہ تیرا جی نہیں چاہتا' دوسری مرتبہ پڑھتا ہے تیسری دفعہ اسے لائبریری میں بند کر دیتا ہے' تو لائبریری میں جاتا ہے' کرایہ فرق کرتا ہے' اور کہتا ہے کہ مجھے ایک کتاب چاہیے' جب تو پڑھ لیتا ہے اس کو واپس کر دیتا ہے وہ کتاب دوبارہ نہیں پڑھتا' تیرا جی نہیں چاہتا دنیا کی کوئی کتاب دوبارہ تو نہیں پڑھتا سہ بارہ نہیں پڑھتا لیکن ایک ہی ایسی کتاب ہے جس کا پہلی مرتبہ بھی وہی مزا ہے دوسری مرتبہ بھی وہی مزا ہے' تیسری مرتبہ بھی وہی مزا ہے اور چالیس مرتبہ پڑھے..... پھر بھی مزہ وہی ہے..... ایک رات میں پڑھ لے مزہ وہی ہے ساری رات پڑھے مزہ وہی ہے.....

اور سارا دن پڑھے مزہ وہی ہے..... تراویح میں سنے تو مزہ وہی ہے' نفلوں میں سنے تو مزہ وہی ہے..... منبر پر سنے تو مزہ وہی ہے' اور تسبیح میں سنے تو مزہ وہی ہے..... قاری پڑھے تو مزہ وہی ہے' حافظ پڑھے تو مزہ وہی ہے..... قرآن پڑھتا جا..... مزے میں کوئی تبدیلی نہیں' چالیس مرتبہ بھی پڑھے گا..... تو عرش سے خدا بولے گا' کہ دنیا کی کسی کتاب پر اتنا ثواب نہیں ملتا..... جتنا ثواب اس کتاب پر ہے..... ایک پوری کتاب پڑھے..... کوئی ثواب نہیں' قرآن کا ایک لفظ پڑھے..... دس نیکیاں ملیں گی..... دس گناہ معاف ہوں گے..... دس درجے بلند ہوں گے.....

یہ تو پڑھنے والے کی بات ہے' میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں.....

تو قرآن نہیں پڑھتا ہے' قرآن سنتا ہے..... تو تجھے تب بھی ثواب ہے۔

قرآن دیکھتا ہے' تجھے تب بھی ثواب ہے.....

جو بچہ قرآن پڑھتا ہے' تو اس بچے کو سینے لگائے گا' تجھے تب بھی ثواب ہے.....

اس بچے سے محبت کرے گا' تجھے تب بھی ثواب ہے..... تو بچے کو بھی چھوڑ دے..... جس تپائی پہ قرآن رکھا ہے..... تپائی بنا کر تو بچے کو دے دیگا..... تجھے تب بھی ثواب ہے..... تو غلاف بنائے گا' تب بھی ثواب ہے.....

ارے! قرآن مسجد میں پڑھا جاتا ہے تو مسجد میں قرآن سننے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تب بھی ثواب ہے.....

قرآن پڑھنا بھی ثواب ہے، دیکھنا بھی ثواب ہے!!!

قرآن لاریب کتاب ہے:۔

قران بے مثال ہے، اور ایک اور بات کہتا ہوں قرآن لاریب ہے، اور یہ لاریب میں نے نہیں کہا، خود قرآن نے کہا ہے..... کہ میں لاریب ہوں، قرآن کھولو قرآن نے سب سے پہلے یہ کہا کہ لوگو! مجھے پڑھتے ہو میں بتاؤں میں کون ہوں.....؟ میرا تعارف پوچھنے سے پہلے مجھ سے پوچھو کہ میری حیثیت کیا ہے.....؟

یہ قرآن کہتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ پورا قرآن پڑھ جاؤ، بعد میں پتہ چلے کہ یہ تو بدل دیا گیا تھا.....

بعد میں پتہ چلے کہ اسے تو شرابیوں نے لکھا تھا.....

بعد میں پتہ چلے کہ اس کا تو سارا حصہ بدل دیا گیا.....

بعد میں پتہ چلے کہ اس کے تو کئی حصے نکال دیے گئے.....۔

اس لئے ایک سو چودہ سورتوں میں جو پہلی سورت ہے، پہلا لفظ ہے..... **الم**..... پڑھنے کے بعد قرآن اپنی حیثیت کو متعین کرتا ہے، تاکہ پہلے میری حیثیت کو پڑھ کر، پھر آگے چل، تاکہ شک کوئی باقی نہ رہے، قرآن نے کیا کہا ہے.....؟

الٓمٓ ۝ ذالک الکتاب .....

اور الٓمٓ کیا ہے، الف کیا ہے.....؟ لام کیا ہے.....؟ میم کیا ہے.....؟ اس پر تم غور نہیں کرتے ہو.....

الف سے اللہ ہے..... اللہ نے فرمایا میں بھیج رہا ہوں۔

لام سے جبرئیل ہے..... جبرئیل نے کہا میں لا رہا ہوں۔

میم سے محمدؐ ہے' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں میرے سینے پہ اترا ہے۔

میں اور بھی بڑی باتیں کر سکتا ہوں' لیکن ختم قرآن کی رات ہے' میں اور آپ مل کر آج قرآن کی باتیں کریں' کیونکہ قرآن سے بڑی کوئی بات نہیں۔

الف.....اللہ!'

لام.....جبرئیل!'

میم.....محمدؐ!.....

الٓمٓ Code word ہے۔ Short Short Happend شارٹ شارٹ ہیپنڈ ہے۔ خدا نے کوڈ ورڈ اپنی کتاب کے پہلے صفحہ پر لکھا..... کیوں لکھا.....؟ تا کہ راوی کا بھی پتہ چل جائے۔ بھیجنے والے کا بھی پتہ چل جائے' جس کے پاس بھیجا گیا.....اس کا بھی پتہ چل جائے۔ اور کیا کہا؟

الف۔لام۔میم۔

اگر شک کتاب میں کرنا ہے تو الف میں کر.....اگر شک کتاب میں کرنا ہے.....تو لام میں کر.....اگر شک کتاب میں کرنا ہے.....تو میم پہ شک کر.....

الف پہ شک کرے گا.....دھریہ بن جائے گا

لام پہ شک کرے گا.....کافر بن جائے گا'

میم پہ شک کرے گا.....محمدؐ کا منکر بن جائے گا۔

تو تین شکوک سے گزر کر شک آگے بڑھے گا.....؟

جب شک آگے نہیں بڑھے گا' تو پھر قرآن جیسی بے مثال کتاب کوئی نہیں.....الم..... یہ ایک لفظ ہے' اس لفظ پر سینکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس پر بڑی تحقیق کی گئی ہے۔ صرف الف لام پر ہی میں الحمدللہ بڑی تقریر کر سکتا ہوں' ساری رات گزار سکتا ہوں۔

آپ کو بتا سکتا ہوں راوی کو دیکھو' ایک آدمی کہتا ہے' یہ جو بند ہے' خدانخواستہ

دریا کا پانی ٹوٹ گیا' بند کے پاس آ گیا ہے' بند ٹوٹنے والا ہے' یہ آدمی چوک میں کھڑا ہو کر کہتا ہے' لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ آدمی سچا ہے' یہ آدمی جھوٹا ہے' لوگ کیاں اٹھا کے بند کی طرف بھاگ جاتے ہیں' کیونکہ ایک آدمی نے کہا..... بند ٹوٹ گیا ہے۔ پانی شہر کی طرف آ گیا' ایک عام آدمی کے کہنے پر یقین کرتا ہے' اور الف۔لام۔میم۔ پہ یقین نہیں کرتا.....؟

طبری نے کہا' یہ واقعہ ہوا' ابن ہشام نے کہا یہ واقعہ ہوا۔

شاہ ولی اللہ کا واقعہ کتاب میں ہے' شک نہیں کرتا.....

پیران پیرؒ کا واقعہ کتاب میں ہے' شک نہیں کرتا.....

پیران پیرؒ کا ذکر حدیث میں نہیں' تاریخ نے بتایا ہے' اس میں شک نہیں ہے.....

خواجہ علی ہجویری کا ذکر تاریخ میں ہے' قرآن میں نہیں اس میں کوئی شک نہیں.....

بابا فرید الدین گنج شکر کا ذکر قرآن میں نہیں ہے' صرف تاریخ میں ہے' اس میں کوئی شک نہیں.....

پیروں کا ذکر تاریخ میں ہو' شک کوئی نہیں.....

اولیاء کا ذکر تاریخ میں ہو شک کوئی نہیں.....

بزرگوں کا ذکر تاریخ میں ہو شک کوئی نہیں.....

جس تاریخ کو تو نے لکھا ہے' اس میں کوئی شک نہیں.....؟

جس الف کو خدا نے بھیجا ہے' اس میں شک کرتا ہے.....؟

الف ہے..... لام ہے..... میم ہے..... مجھے کہنے دے کہ اللہ نے محمدؐ اور اپنے درمیان واسطہ جبرائیل کا کیوں رکھا.....؟ اس لئے رکھا ہے کہ جبرائیل فرشتوں کا سردار ہے' اور قرآن نے خود کہا ہے.....

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ

جو شخص جبرائیل کا دشمن ہے' وہ محمدؐ! تیرا بھی دشمن ہے۔ میرا بھی دشمن ہے.....

اللہ نے کتنی وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے.....

الم ذالک الکتاب

اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے۔

اور بھی بڑی کتابیں آئیں، کسی کتاب کا آغاز اس بات سے نہیں ہوا کہ اس میں کوئی شک نہیں، جتنی بھی بڑی کتابیں آئیں، میٹرک کا نصاب ہے، بی۔اے کا نصاب ہے، ایم۔اے کا نصاب ہے، دنیا کی کتابیں ہیں، کوئی کتاب دکھاؤ، جس کتاب کا آغاز اس بات سے ہوا ہو، کہ اس میں کوئی شک نہیں.....؟

کیونکہ شک پوری کتاب پڑھ کر آدمی کو پڑ سکتا ہے، لیکن خدا نے پوری کتاب کا نچوڑ تین لفظوں میں لکھا ہے، الف میں۔لام میں۔میم میں۔..... کہہ دیا راوی اللہ ہے، راوی جبرائیل ہے، راوی محمدؐ ہے.....

اللہ سے سچا کوئی نہیں.....

جبرائیلؑ سے سچا کوئی نہیں.....

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا کوئی نہیں.....

بھیجنے والا تیرا خالق ہو، لانے والا فرشتوں کا سردار ہو، اور جس پہ اترے وہ نبیوں کا سردار ہو، اب جھوٹا کس کو کہے گا.....: خدا کو کہے گا، یا جبرائیل کو کہے گا، یا محمد ﷺ کو کہے گا، جب خدا سچا، جبرائیل سچا، محمد ﷺ سچا، تو پھر مجھے کہنے دے، جو کتاب خدا نے بھیجی، جبرائیل کے ہاتھ سے بھیجی، محمد ﷺ کے سینے پہ اتاری..... وہ سچی ہے، لاشک ہے، اس لئے قرآن نے کہا.....

الٓمٓ ۝ ذَالِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ

اس میں کوئی شک نہیں۔

یہ آغاز کیوں کیا.....؟ خدا کو پتہ تھا کہ پورا قرآن صحابہ کی شان میں ہے، اس کو جھٹلایا جائے گا، اس کو جھوٹا کہا جائے گا، اس کو برا کہا جائے گا، اس کو شرابیوں کی کتاب کہا جائے

گا' اس کو زیروزبر میں تبدیلی کے لئے کہا جائے گا' میں آج عرش پہ فیصلہ کر کے دنیا میں اتاروں کہ اے لوگو!

الٓمّٓ o ذَالِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ

جس طرح مجھ میں شک نہیں.....

جبرائیل میں شک نہیں'.....

محمدؐ میں شک نہیں.....

اسی طرح اس کتاب میں شک نہیں۔

قرآن مخزن علوم ہے:۔

قرآن میں کیا ہے.....؟ قرآن میں اٹھارہ ہزار علوم ہیں' سائنس قرآن میں ہے' جغرافیہ قرآن میں ہے' آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں جغرافیہ کہاں ہے' آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں سائنس کہاں ہے؟!

وانزلنا الحدید فیه باس شدید .....یہ سائنس ہے۔

قل سیرو افی الارض .....یہ جغرافیہ ہے۔

جغرافیہ قرآن میں ہے' سائنس قرآن میں ہے۔

عیسائی کو چیلنج:۔

میں نے برطانیہ میں گلاسگو کے ایک شہر میں' ایک عیسائی مارٹن سے گفتگو کی' مارٹن عیسائی تھا' میں نے اسے چیلنج کیا' میں نے کہا اسلام سائنس کا بانی ہے' بات قابل غور ہے' میری گفتگو کی طرف آپ کی توجہ ہے.....؟ یہ رحمت کی رات ہے' رحمت والی کتاب کا ذکر ہے' آج رحمت کا نزول ہو رہا ہے' میں نے اس عیسائی سے کہا..... میں نے کہا اسلام سائنس کا بانی ہے' اس نے کہا نہیں!.....

مولویو! تم پیچھے رہ گئے ہو' سائنس آگے نکل گئی ہے۔

موٹو یو! تم پیچھے رہ گئے ہو..... سائنس چاند پر پہنچ گئی ہے۔
ستاروں پہ پہنچ گئی ہے..... تم پیچھے رہ گئے ہو۔
کہاں اسلام! اسلام کو کیا پتہ.....؟ اسلام کون سا مذہب ہے ؟
میں نے اس کے سامنے ایک بات کہی' پڑھے لکھے لوگوں کی توجہ کے لئے کہتا ہوں' میں نے اسے کہا کہ سائنس کا بانی اسلام ہے' میں نے کہا آپ کو پتہ ہے سائنس کہتے کس کو ہیں.....؟

سائنس اور سیاست کی تعریف:۔

سائنس..... یہ عربی زبان کا لفظ ہے' انگریزی کا لفظ نہیں ہے۔ سائنس اصل میں سائس ہے' سائس کا معنی توڑنا..... ریسرچ کرنا' ٹھیک کرنا' ساس کا معنی چھان پھٹک کرنا' اسی سے سیاست ہے' سائنس اور سیاست کا مادہ ایک ہے۔
سیاست کا معنی انتظام کرنا' اور لغوی معنی ہے بھیڑوں کی رکھوالی کرنا..... یہ سیاست کا معنی ہے۔
اور سائنس کا معنی توڑنا' پھوڑنا' اور توڑ پھوڑ کر اندر دیکھنا'..... اسے سائنس کہتے ہیں۔
میں نے کہا اس کا بانی اسلام ہے' اور اسلام بھی قرآن ہے.....
اس نے کہا یہ کیسے.....؟
میں نے کہا میں چیلنج کرتا ہوں مجھے بتاؤ! محمدؐ کے آنے سے پہلے تم نے جہاز کیوں نہیں بنائے.....؟
عیسائیت تو حضورؐ سے پہلے بھی تھی.....!
حضورؐ کے آنے سے پہلے ٹیکنالوجی کیوں نہیں تھی.....؟
حضورؐ کے آنے سے پہلے جدید مشینری کیوں نہیں تھی.....؟
حضورؐ کے آنے سے پہلے وائرلیس کیوں نہ تھی.....؟

حضورؐ کے آنے سے پہلے..... ریڈیو ٹیلی ویژن کیوں نہیں تھا.....؟

حضورؐ کے آنے سے پہلے لوہے کو مسخر کیوں نہیں کیا گیا.....؟

حضورؐ کے آنے سے پہلے بحری و ہوائی جہاز کیوں نہیں بنائے گئے.....؟

جواب دو بتاؤ! وہ خاموش ہے مارٹن عیسائی..... نامور پادری..... گلاسگو کا اس کے ساتھ ایک یہودی بیٹھا تھا جیمس (Jamus) مجھے اس نے کہا آپ اگر بتائیں..... ہماری معلومات میں اضافہ ہوگا میں نے کہا اسلام اور قرآن سائنس کا بانی ہے۔ وہ کہتا ہے..... وہ کیسے.....؟ میں نے کہا سائنس کا معنی توڑنا ہے چھان پھٹک کرنا ہے۔ Research کرنا یہ سائنس کا معنی ہے اور جن چیزوں کو تم توڑتے ہو پھوڑتے ہو محمد ﷺ کے آنے سے پہلے لوگ ان کو خدا کہتے تھے پتھر کو توڑنا یہ سائنس ہے۔ پتھر کو تو خدا کہتے تھے توڑا کیسے جائے.....؟ درخت کو خدا کہتے تھے..... توڑا کیسے جائے.....؟

چاند کو سجدہ ہوتا تھا..... Research کیسے کی جائے؟

سورج کو سجدہ ہوتا تھا ریسرچ کیسے کی جائے.....؟

تاروں کو سجدہ کیا جاتا تھا ریسرچ کیسے کی جائے؟

ریسرچ کا معنی توڑنا چھان پھٹک کرنا..... اور جن سے تم نے سائنس بنائی ہے ان کو تو لوگ سجدہ کرتے تھے ان کو توڑا کیسے جائے ان کو پھوڑا کیسے جائے.....؟ سب سے پہلے قرآن اترا قرآن نے آ کر کہا.....

درخت خدا نہیں ہے.....

ستارہ خدا نہیں ہے.....

سورج خدا نہیں ہے.....

اور ستارے یہ خدا نہیں ہیں.....

پتھر خدا نہیں ہے.....

اسلام نے آ کر قرآن نے آ کر ان کی خدائی کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ان کی

خدائی ختم ہوگئی' اب ان کو توڑنا بھی تم نے شروع کیا' پھوڑنا بھی تم نے شروع کیا'

اگر یہ خدا رہتے..... ریسرچ نہ ہوتی

اگر یہ خدا رہتے..... ان پر تحقیق نہ ہوتی

اگر یہ خدا رہتے ان کو توڑا نہ جاتا.....

محمد ﷺ نے آ کر بتایا کہ سجدے کے لئے سورج نہیں ہے' ستارہ نہیں ہے' چاند نہیں ہے' چاند بھی تیرا نوکر ہے' سورج بھی تیرا نوکر ہے' درخت بھی تیرا نوکر ہے' پتھر بھی تیرا نوکر ہے' جب محمد ﷺ نے ساری چیزوں کو تیرا نوکر بنایا' اب تو نے ریسرچ شروع کی.....اور سائنس کا آغاز ہوا.....

میں نے کہا کہ قرآن کہتا ہے.....

الٓمّٓ o ذَالِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ

اس میں کوئی شک نہیں' میں نہیں کہتا.....خدا کہتا ہے۔

قرآن ناطق ہے:۔

اور یہ قرآن ناطق ہے' ناطق کا معنی بولنے والا ہے۔قرآن بولتا ہے' قرآن سے پوچھو اے قرآن ! تو کون ہے.....؟ اے قرآن تو کس پر اترا.....؟ تو قرآن کہتا ہے.....

نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ

میں محمدؐ پر اترا!

قرآن تو بتا تجھے لایا کون ہے.....؟ قرآن کہتا ہے.....

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ

مجھے روح الامین لایا!

اے قرآن تو بتا تیری حفاظت کا ذمہ کس نے لیا.....؟ قرآن نے کہا.....

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ

قرآن کی طرف سے کفار کو تین چیلنج:

اور جھنگ کے لوگو! ایک بات کہتا ہوں..... دنیا میں ایک اللہ کا قرآن ہے جس نے پوری کائنات کے غیر مسلموں کو تین چیلنج کیے' قرآن نے کیا کہا.....؟ قرآن نے کہا..... جب مکے کے مشرکوں نے کہا یہ اپنی بنائی ہوئی کتاب ہے' تو قرآن نے چیلنج کر دیا..... قرآن نے کہا'

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

قرآن نے یہ کہا..... تین چیلنج کیے' پہلا چیلنج کہ قرآن جیسی کتاب لاؤ' امراء القیس جیسا شاعر' عربی کا فصیح و بلیغ شاعر تم میں موجود ہے' اگر تم کہتے ہو یہ انسانوں کا کلام ہے تو لاؤ' اس قرآن جیسی کتاب لاؤ' جب کوئی نہ لا سکا تو قرآن نے چیلنج کیا.....

فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ .....

سارا قرآن نہ لاؤ' دس سورتیں لے آؤ۔

جب دس بھی نہ لے آئے..... تو آخری چیلنج قرآن نے کیا.....

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

ایک سورۃ لے آؤ! انا اعطینک الکوثر جیسی'

اور یہ چیلنج محمد مصطفےٰ نے لکھوا کر' سورۃ کوثر لکھ کر' کعبے کی دیوار پر لگوا دیا' اور یہ سورۃ کئی مہینے تک لٹکی رہی' لیکن کوئی قرآن کے چیلنج کا جواب نہ دے سکا۔

اور میں نے عیسائیوں سے کہا کہ عیسائیو! تم نے ستارے مسخر کیے' چاند پر پہنچے ..... میں نے کہا عیسائیو! بتاؤ..... تم نے جہاز بنائے' تم نے ٹیلی ویژن بنایا' تم نے وائرلیس بنائی' ٹھیک ہے' کارخانے بنائے..... ٹھیک ہے۔

قرآن کے علاوہ کسی کتاب کا حافظ نہیں مل سکتا:۔

تم نے کتنی ریسرچ کی ہے..... بڑی ریسرچ کی ہے' لیکن پوری دنیائے عیسائیت جس کی آبادی ایک ارب ہے' ساری دنیا کو مسخر کیا' لیکن ایک انجیل کا حافظ نہ بنا سکے' میں نے ان کو چیلنج کیا' میں نے کہا یہودیو! تم نے کتنی ترقی کی.....؟ لیکن دنیا پوری میں جاؤ ایک تورات کا حافظ نہیں ہے۔

سبائیو! پوری دنیا میں پھرو! ایک زبور کا حافظ نہیں ہے' لیکن تم میرے ساتھ آؤ' میں تمہیں بتاتا ہوں' تمہارے ملک میں..... میں نے ان کو برطانیہ میں کہا' تمہارے ملک' تمہارے محلے میں' میرے قرآن کے حافظ ہیں' اس نے کہا کہاں ہیں.....؟

میں نے کہا..... یہ مسجد ہے' جاؤ اس مسجد کے اندر پوچھو کہ حافظ قرآن کتنے ہیں' وہ میرے ساتھ گیا' تو پتہ چلا وہاں سترہ قرآن کے حافظ موجود ہیں' برطانیہ کی ایک مسجد میں سترہ قرآن کے قاری اور ان سترقاریوں میں ایک بچہ چھ سال کا بھی تھا..... لاؤ تو سہی ہے کوئی تم میں سے.....؟ میں نے کہا..... انجیل بدل دی گئی..... زبور بدل دی گئی..... تورات بدل دی گئی.....!!!

قرآن نہیں بدلا..... کیونکہ.....

ذَالِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ

نہیں بدلا' میں نے کہا چلو میں تم پر چھوڑتا ہوں۔ چیلنج کے الفاظ پر غور کریں' میں نے انہیں کہا' بائبل انجیل کا خلاصہ' تم نے بائبل کے نام پہ چھاپا۔

جو بائبل امریکہ میں چھپی' وہ لندن میں نہیں.....

جو لندن میں ہے' وہ گلاسگو میں نہیں.....

جو گلاسگو میں ہے' وہ پیرس میں نہیں.....

جو پیرس میں ہے' وہ ہالینڈ میں نہیں.....

جو ہالینڈ میں ہے' وہ پولینڈ میں نہیں..... تمہاری بائبل' تمہاری کتاب.....

اور میرے ساتھ افغانستان کے پہاڑوں پہ جو قرآن ہے' وہ بھی لاؤ'

اور انڈیا کے دیاروں میں جو قرآن ہے' وہ بھی لاؤ'

افریقہ کے جزیروں میں جو قرآن ہے..... وہ بھی لاؤ'

امریکہ کی بستیوں میں جو قرآن ہے..... وہ بھی لاؤ'

گلاسگو میں جو قرآن ہے..... وہ بھی لاؤ'

آؤ! الم سے قرآن شروع ہوگا والناس پہ ختم ہوگا'

یہی قرآن برطانیہ میں'.....

یہی امریکہ میں.....

یہی افریقہ میں.....

یہی انڈیا میں.....

یہی پاکستان میں.....

یہی چالیس عرب ملکوں میں.....

پوری دنیا میں..... میں نے کہا یہ تو قرآن لکھا ہوا ہے' چلو اس کو بھی چھوڑو.....

افغانستان میں آٹھ سال کا بچہ قرآن کا حافظ ہے' اسے ایک جگہ کھڑا کرو.....

برطانیہ میں آٹھ سال کا بچہ قرآن کا حافظ ہے' اسے ایک جگہ کھڑا کرو.....

انڈیا میں آٹھ سال کا بچہ قرآن کا حافظ ہے'..... غرض پوری دنیا میں انٹرنیشنل حافظوں کو جمع کرو' پوری دنیا کے ایک سو اسی ملکوں کے ایک سو اسی قرآن کے قاری جمع کرو' ان کو کھڑا کرو' علیحدہ علیحدہ کر کے سنو!

ایک بچے کو اس کمرے میں کھڑا کرو' دوسرے کو اس کمرے میں کھڑا کر دو'.....

ہر بچہ الم سے شروع کرے گا' والناس تک پڑھتا چلا جائے گا'

اگر کسی ایک رکوع میں تبدیلی ہوگی' تو میں مذہب بدل لوں گا'

ایک سورہ میں تبدیلی ہوگی..... تو میں مذہب بدل لوں گا۔

شیعہ جیسا کافر دنیا میں نہیں ہوسکتا!۔

میں نے تو یہ چیلنج عیسائیت اور یہودیت کی دنیا کو کیا تھا' لیکن رافضیت نے محمد کا قرآن بدل ڈالا'

رافضیت نے محمد کا قرآن بدل ڈالا'

رافضیت نے پیغمبر کے دین کو بدل ڈالا'

اس کا مطلب یہ ہوا' کہ عیسائیت میرے چیلنج کا جواب نہ دے سکی' یہودیت نہ دے سکی' لیکن.....

ذَالِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ

کہ اصلی قرآن کی آیتیں سترہ ہزار ہیں' لیکن اسی قرآن کی آیتیں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں' اسی لئے جو لفظ میرے قائد حق نواز نے کہا تھا کہ شیعہ یہودیوں سے' عیسائیوں سے' سبائیوں سے بڑا کافر ہے' اسی دلیل سے ہے کہ عیسائی تو قرآن کو لازوال کہتا ہے' شیعہ تبدیل شدہ کہتا ہے.....اور قرآن لاریب کتاب ہے' شیعہ سے بڑا کائنات میں کافر کوئی نہیں!۔

جہاں نبی وہاں قرآن!۔

جھنگ کے لوگو! ایک بات کہتا ہوں' توجہ ہے.....؟ اس لفظ پہ غور نہیں کرتے' دیکھیے یہ قرآن ہے' اترنے کو تو انجیل بھی اتری' زبور بھی اتری' تورات بھی اتری' ایک سو ستائیس صحیفے آسمانوں سے اترے' بڑی کتابیں چار اتریں' کیسے اتریں.....؟ قرآن کیسے اترا.....؟

تورات اترنے لگی' تو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ موسیٰ! طور پہاڑ پہ جاؤ' وہاں تمہیں تورات ملے گی.....موسیٰ چل کر تورات لینے گئے'

اور زبور کا وقت آیا' تو داؤد علیہ السلام سے کہا اس عبادت خانے میں بیٹھ جاؤ'

یہاں زبور ملے گی

انجیل کا وقت آیا تو عیسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا کہ اپنے عبادت خانے سے باہر نہیں جانا..... میں انجیل اتار رہا ہوں۔

تورات اتری..... موسیٰ علیہ السلام لینے گئے.....

انجیل اتری..... عیسیٰ علیہ السلام لینے گئے.....

زبور اتری..... داؤد علیہ السلام لینے گئے..... لیکن دیکھو تو سہی.....!!

ذالک الکتاب جب اتری' یہ کتاب جب اتری' تو کون لینے گیا.....؟ اس کے دینے کو تو دیکھو' کہ اس کتاب کو لینے کے لئے محمد ﷺ نہیں گئے' بلکہ.....

پیغمبرؐ مکے میں تھا..... قرآن کو مکے میں بھیج دیا.....

نبیؐ مدینے میں تھا..... قرآن کو مدینے میں بھیج دیا.....

نبی بدر میں..... قرآن بدر میں.....

نبیؐ احد میں..... قرآن احد میں.....

نبیؐ خندق میں..... قرآن خندق میں.....

نبیؐ غزوۂ تبوک میں..... قرآن غزوۂ تبوک میں.....

حتیٰ کہ نبیؐ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بستر پر..... قرآن بھی عائشہؓ کے بستر پر.....

ہمیں دین قرآن نے سکھایا:۔

اور رمضان کا مہینہ قرآن نے بتایا.....

غریبوں سے اچھا سلوک قرآن نے بتایا.....

ہمسائے کا حق قرآن نے بتایا.....

اور مسکرانا قرآن نے سکھایا.....

سلام قرآن نے سکھایا.....

عظمت قرآن نے سکھائی.....

اب اسی قرآن سے پوچھتے ہیں کہ اے قرآن! تو محمد ﷺ کا تعارف پیش کر، تو قرآن کہتا ہے

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی

پیغمبرؐ کی رحمت کا ذکر کر کے قرآن کہتا ہے

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ

جب پیغمبرؐ کی زلفوں کا ذکر آیا.....تو قرآن وَالَّیْل کہتا ہے

نبیؐ کے چہرے کا ذکر آیا.....تو قرآن وَالضُّحٰی کہتا ہے

پیغمبرؐ کے ہونٹوں کا ذکر آیا.....تو قرآن لَا تُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ کہتا ہے

نبیؐ کے دانتوں کا ذکر آیا.....تو قرآن یٰسٓ کہتا ہے

پیغمبرؐ کی آنکھوں کا ذکر آیا.....تو قرآن مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کہتا ہے

پیغمبرؐ کی سنت کا ذکر آتا ہے.....قرآن مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا کہتا ہے

نبیؐ کے زمانے کا ذکر آیا، قرآن وَالْعَصْر کہتا ہے.....

پیغمبرؐ کے شہر کا ذکر آیا، قرآن لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ کہتا ہے.....

پیغمبرؐ کی صفتوں کا ذکر آیا، قرآن اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا کہتا ہے، مُبَشِّرًا کہتا ہے، نَذِیْرًا کہتا ہے، دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ کہتا ہے، بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا کہتا ہے.....

نبیؐ کی ختم نبوت کا ذکر آیا، قرآن مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کہتا ہے.....

نبیؐ کی بیویوں اور بیٹیوں کا ذکر آیا.....قرآن یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ

وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ کہتا ہے

پیغمبرؐ کے صحابہؓ کا ذکر آیا قرآن اولئک هم المفلحون کہتا ہے

اولئک هم الفائزون کہتا ہے

اولئک کتب فی قلوبهم الایمان کہتا ہے

الذی جآء بالصدق وصدق به کہتا ہے

یبشرهم ربهم برحمة منه کہتا ہے

کنتم خیر امة اخرجت للناس کہتا ہے

رضی الله عنهم ورضوا عنه کہتا ہے

اور خالدا فیها ابدا کہتا ہے

ورضوان من الله اکبر کہتا ہے

قرآن صحابہ کی تعریف کرتا ہے.....

نبیؐ چلتا ہے.....قرآن بولتا ہے!

نبیؐ مسکراتا ہے.....قرآن بولتا ہے!

نبیؐ اشارہ کرتا ہے.....قرآن بولتا ہے!

نبی مکے میں آیا.....قرآن بولا!

نبیؐ مدینے میں آیا.....قرآن بولا!

نبیؐ مسکرایا.....قرآن بولا!

نبیؐ نے گفتگو کی.....قرآن بولا!

صدیقؓ قدموں میں آیا.....قرآن بولا!

عمرؓ قدموں میں آیا.....قرآن بولا!

عثمانؓ نے تلاوت کی..... قرآن بولا!

وحیہ قلبی کا حسن چمکا..... قرآن بولا!

نبیؐ نے ستارہ توڑ دیا..... قرآن بولا!

نبیؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے..... قرآن بولا!

پیغمبرؐ مسکرائے..... تو قرآن بولا!

نبیؐ ہاتھ اٹھائے..... تو قرآن بولے!

نبیؐ سجدہ کرے..... تو قرآن بولے!

نبیؐ اٹھ کر کھڑا ہو..... تو قرآن بولے!

حتیٰ کہ نماز میں پیغمبرؐ کے دل میں خیال آئے..... کہ اے اللہ! کعبہ بیت المقدس کی بجائے اگر خانہ کعبہ کو بنا دیا جائے..... تو اے اللہ! مجھے خوشی ہوگی' یہ سوچنے کی دیر تھی' کہ عرش سے قرآن بولے..... فلنولینک قبلۃ ترضھا..... یہ قرآن بولتا ہے' یہ قرآن کی شان ہے۔ قرآن لاریب ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ اور یہودی پادری کا واقعہ:۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے بڑے عالم گزرے ہیں' اتنے بڑے عالم! توجہ کیجئے! کتب خانے میں بیٹھے ہیں' ایک آدمی بھاگا ہوا آیا' اس نے کہا شاہ جی اسلام کی ناک کٹ گئی' کیسے کٹ گئی.....؟ انہوں نے کہا' فنڈر پادری دلی کے چوک میں کھڑا ہے' وہ کہتا ہے..... کہ اوئے مسلمانو! آؤ اگر تم سچے ہو تو میرا مقابلہ کرو' میرے ہاتھ میں بائبل ہے' انجیل ہے' میں اس کو جلتی ہوئی آگ میں پھینکتا ہوں..... اگر تم سچے ہو تو لاؤ اپنا قرآن آگ میں ڈالو! میں اپنی بائبل ڈالتا ہوں تم اپنا قرآن ڈالو!۔

وہ آدمی کہنے لگا شاہ جی چوک میں دنیا کا اجتماع ہے' لوگ بڑے جمع ہیں' اسلام

کی ناک کٹ گئی' ہزاروں کا اجتماع ہے' چوک میں اجتماع ہے' اس نے کہا کہ آگ جل رہی ہے' پٹرول جل رہا ہے' آسمانوں سے شعلے باتیں کر رہے ہیں' میں اپنی بائبل یعنی انجیل اس آگ میں ڈالتا ہوں' تم قرآن ڈالو!.....شاہ جی اٹھ کر چل پڑے' اس نے کہا قرآن تو اپنے ہاتھوں میں لے لو! شاہ عبدالعزیزؒ نے کہا.....بغیر قرآن کے بات بن جائے گی۔ شاہ عبدالعزیزؒ وہاں پہنچے' شاہ صاحب نے فرمایا.....تو کیا کہتا ہے' اس پادری نے کہا چیلنج کرتا ہوں' آگ جل رہی ہے' آگ میں قرآن ڈالو' میں انجیل ڈالتا ہوں۔

شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا اللہ کا قرآن اپنے ہاتھوں سے آگ میں ڈالوں میں.....؟ میں کوئی شیعہ ہوں.....؟ اس نے کہا پھر آپ جھوٹے ہیں۔ آگ میں قرآن ڈالو' ابھی فیصلہ ہوگا' جو سچا ہوگا بچ جائے گا.....جھوٹا ہوگا جل جائے گا!!

شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا میں فیصلہ کرتا ہوں' تم اس طرح کرو' کہ اس انجیل کو سینے سے لگاؤ' میں قرآن کو سینے سے لگاتا ہوں' تم بھی چھلانگ لگاؤ' میں بھی چھلانگ لگاتا ہوں' تمہاری کتاب سچی ہوگی تجھے بچالے گی' میری کتاب سچی ہوگی مجھے بچالے گی! قرآن بے مثال ہے۔

جب شاہ عبدالعزیزؒ نے یہ بات کہی.....تو عیسائی لاجواب ہوگیا' بھاگنے لگا' لوگوں نے پکڑ لیا' کہاں جاتا ہے.....؟ کہنے لگا بائبل پر تو میں نے مسالہ لگایا ہوا تھا' اپنے جسم پر تو کوئی مسالہ نہیں تھا.....

میرے بھائیو! جب تک امتوں نے قرآن کو سینے سے لگایا.....اس وقت تک خود قرآن کہتا ہے'

اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ

یہ قرآن قوموں کو اونچا کرتا ہے' یہ سر بلند کرتا ہے' یہ انسانوں کو اونچا کرتا ہے۔

مدارس عربیہ اور خدمت قرآن:۔

میرا دعویٰ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں سب سے زیادہ قرآن کے قاری

دار العلوم دیو بند نے پیدا کیے۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے..... علمائے بریلوی نے بڑا دین کا کام کیا ہوگا..... علمائے اہلحدیث نے بڑا دین کا کام کیا ہوگا..... اس میں کوئی شک نہیں لیکن آپ مدارس عربیہ کی تعداد دیکھیں' مدارس عربیہ کی تعداد کا میں معائنہ کرانا چاہتا ہوں۔ اس وقت ہندوستان میں اٹھارہ ہزار دینی مدارس ہیں علمائے دیو بند کے' جن اٹھارہ ہزار دینی مدارس میں ساڑھے ۳۲ لاکھ بچے قرآن حفظ کر رہے ہیں۔

یہ قرآن کا اعجاز ہے' پاکستان میں گیارہ ہزار دینی مدارس ہیں' بریلوی علماء کے مدارس' اہلحدیث علماء کے مدارس اس کے علاوہ ہیں' گیارہ ہزار قرآن کے مدارس ہیں' قرآن پڑھا جا رہا ہے' قرآن سیکھا جا رہا ہے' قرآن سنایا جا رہا ہے''

ایسی بھی کوئی سورۃ ہے' سورۃ دخان ہے' جو شخص دس آٹھ دنوں میں ایک مرتبہ سورہ دخان پڑھتا ہے' ستر ہزار فرشتے پورا ہفتہ اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں' لاؤ کوئی ایسی کتاب' یہ قرآن ہے.....

قرآن بے مثال ہے.....

تلاوت بے مثال ہے.....

قراءت بے مثال ہے.....

مفہوم بے مثال ہے۔

ابوحنیفہؒ نے قرآن کیسے پایا؟۔

ابوحنیفہؒ سے پوچھا..... ابوحنیفہؒ تو نے قرآن کو کیسے پایا.....؟ ابوحنیفہؒ نے کہا قرآن پاک سے میں نے نوے ہزار مسائل نکالے ہیں' احمد بن حنبلؒ سے پوچھا..... انہوں نے کہا کہ ہزاروں مسائل پر چار جلدیں مکمل ہو چکی ہیں' لیکن قرآن کا معنی مکمل نہیں ہوا۔

علامہ امام غزالیؒ سے پوچھا گیا کہ قرآن کے بارے میں بتاؤ' قرآن کیا ہے' تو امام غزالی نے ایک بڑی عجیب بات کہی' امام غزالی نے کہا لوگو! قرآن اتنا آسان ہے

کہ آٹھ سال کے بچے کے سینے میں اتر جاتا ہے' مشکل اتنا ہے کہ چودہ سو سال سے علماء اس میں غوطے لگا رہے ہیں' موتیوں کو پا نہیں سکے۔

احمد بن حنبلؒ کو خواب میں خدا کی زیارت:۔

امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا.....امام بتاؤ' قرآن کے بارے میں کوئی بات بتاؤ! تو امام کہتا ہے' کیا بتاؤں.....؟ ایک دن خواب میں اللہ کا دیدار ہوا.....میں نے اللہ سے پوچھا اے اللہ! تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے' تو اللہ نے جواب میں فرمایا قرآن! احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ اے اللہ! قرآن کے بارے میں کیا حکم ہے.....؟

سمجھ کر پڑھوں تب تجھے پسند ہے یا بے سوچے سمجھے پڑھوں تب تجھے پسند ہے' تو جواب میں اللہ نے فرمایا.....

فَهُمًا اَوْ كَانَ بِلَا فَهُمٍ

احمد سمجھ کر پڑھے تب بھی مجھے پسند ہے.....بغیر سمجھ کر پڑھے تب بھی مجھے پسند ہے۔ پڑھو تو سہی!۔

منشی رحمت علی کا واقعہ:۔

منشی رحمت علی ایک بڑے بزرگ تھے' دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا' منشی رحمت علی نانوتہ کی بستی سے روانہ ہو کے دیوبند کی بستی میں آئے۔ راستے میں ایک گاؤں آیا ہے' صبح کا وقت ہے' دس بجے کا وقت ہے' گاؤں میں لوگ جمع ہیں۔ منشی رحمت علی کھڑے ہو گئے' انہوں نے کہا منشی صاحب آپ جنازہ پڑھائیں' منشی صاحب نے کہا میں تو نہیں پڑھاتا' گھر سے پیغام آیا کہ منشی رحمت علی کو بلاؤ' جنازہ وہ پڑھائیں۔

لوگوں نے اس آدمی کی بیوی سے پوچھا کہ منشی رحمت علی کا نام تم نے کیوں لیا.....؟ تو وہ عورت کہتی ہے یہ جو آدمی فوت ہوا' اس آدمی نے فوت ہونے سے پہلے کہا تھا میں مر جاؤں تو میرا جنازہ منشی رحمت علی پڑھائے۔

لوگوں نے کہا کہ آج وہ اتفاق سے آئے ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہماری بات پوری ہوگئی' منشی رحمت علی نے جنازہ پڑھایا' وہ ملازمت پر روزانہ دفتر میں جاتے تھے' ملازم تھے' اللہ کے ولی تھے' تو انہوں نے کہا کہ کچھ وقت اس بزرگ کے پاس گزاروں' بڑا نیک آدمی معلوم ہوتا ہے' جنازہ پڑھایا' قبر میں اتارنے کا وقت آیا' منشی رحمت علی نے اپنے ہاتھوں سے اس میت کو قبر میں اتارا' دفن کر دیا' چلے گئے' دفتر میں پہنچے بڑی عجیب بات ہے' جیب میں دیکھا جو ملازمت کا کارڈ تھا غائب تھا۔

خیال آیا کہ جب میں نے اس بزرگ کو قبر میں اتارا..... تو وہ کارڈ قبر میں اتر گیا' میری زندگی کا سوال ہے' ملازمت کا مسئلہ ہے' اسی وقت واپس آئے' لوگوں کو جمع کیا' اور جمع کر کے کہا' کہ ابھی ان کو دفن کیا ہے' گھنٹہ نہیں گزرا ہوگا' میری زندگی کا مسئلہ ہے' تھوڑا سا قبر کو ہٹاؤ' مٹی کو ہٹاؤ' مٹی کو ہٹانے کے بعد وہ میرا کارڈ یہاں موجود ہے۔

سب لوگ جمع ہو گئے' انہوں نے کہا منشی رحمت علی ولی اللہ ہے' کوئی بات نہیں' ابھی دفن کیا ہے' مٹی کو ہٹایا جب اس کے کفن کے قریب پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں..... اس کی ساری قبر گلاب کے پھولوں سے بھری پڑی ہے۔

منشی رحمت علی کو اپنی ملازمت بھول گئی' سیدھے اس عورت کے گھر گئے' اور جا کر کہا کہ اماں بتاؤ! یہ جو بزرگ تھا' اس کا عمل کیا تھا' ساری زندگی یہ کیا کرتا تھا' تو بوڑھی عورت نے جواب میں بڑی عجیب بات کہی' اس نے کہا یہ تو ان پڑھ تھا' زبانی اس نے چند سورتیں یاد کر رکھی تھیں' لیکن لکھنا نہ آتا تھا' نہ پڑھنا آتا تھا' بھائی قرآن نہیں پڑھتا تھا' تو بوڑھی عورت کیا کہتی ہے..... اس نے کہا قرآن بھی نہیں آتا تھا' تو پھر عمل کیا تھا.....؟

تو اس عورت نے کہا..... پینتالیس سال ہو گئے' مجھے اس کے نکاح میں آئے ہوئے' ایک کام یہ روزانہ کرتا تھا' ایک ناغہ میں نے اس کا پوری زندگی میں نہیں دیکھا تھا' کام کیا تھا کہ جب صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہو جاتا..... تو قرآن سامنے رکھ لیتا' اور قرآن سامنے رکھ کر قرآن کی سطروں کے اوپر انگلی رکھ کر کہتا اے اللہ! تو نے یہ بھی سچ کہا' تو نے

یہ بھی سچ کہا' تو نے یہ بھی سچ کہا' تو نے یہ بھی سچ کہا.....!!!

میرے بھائیو! آؤ تو سہی قرآن کی طرف' قرآن نے کہا.....

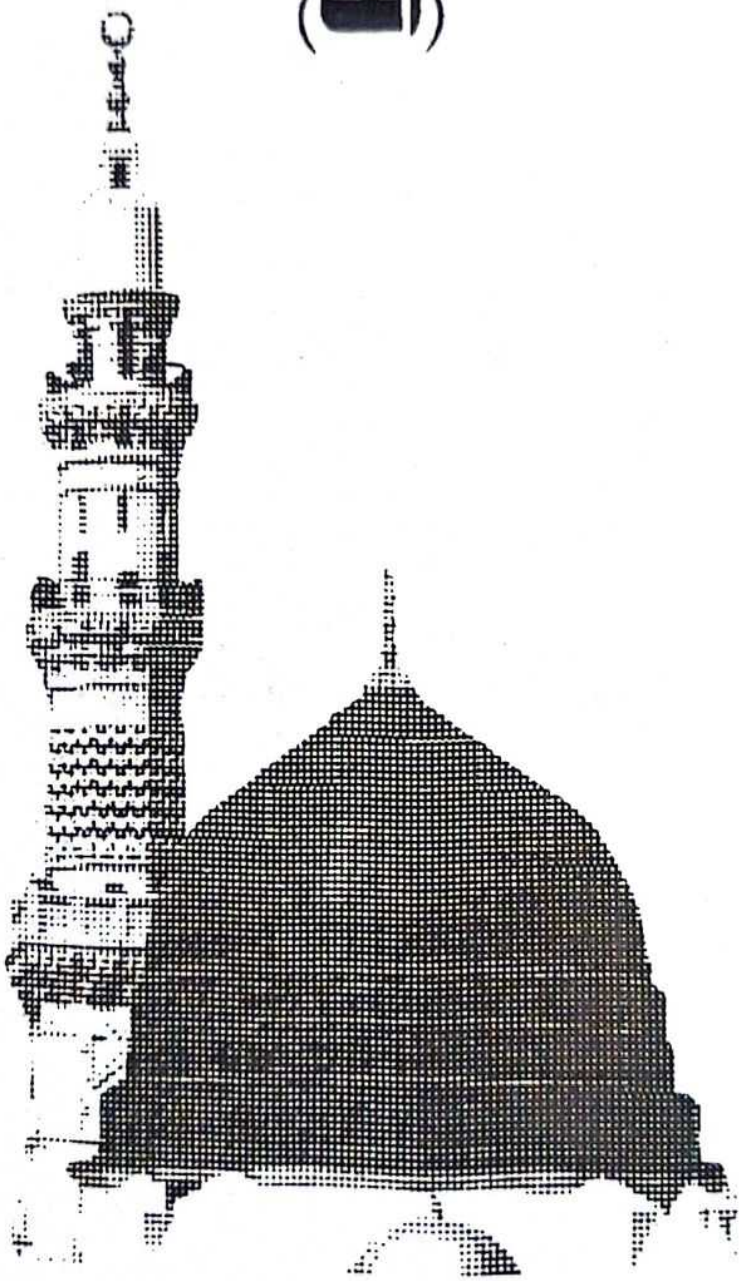
اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ

یہ قرآن وہ کتاب ہے جو گری ہوئی انسانیت کو بلند کرتی ہے' کرتی ہے یا نہیں کرتی.....؟ (کرتی ہے)۔ اللہ پاک ہم سب کو قرآن پاک کی عظمت اور قرآن پاک کی شان سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين

پیغمبرِ انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم

(الف)



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ o

انآ ارسلنک شاهداً ومبشراً ونذيراً وداعياً الى الله
باذنه وسراجاً منيراً o

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ o

پیغمبرِ انقلابؐ

رسول مجتبیٰ کہیے محمد مصطفیٰ ؐ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں۔ پھر اس کے بعد کیا کہیے
شریعت کا یہ ہے اصرار ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہیے
جبین و رخ محمدؐ کے تجلی ہی تجلی ہے
جسے شمس الضحیٰ کہیے جسے بدر الدجیٰ کہیے
جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش بن جائے
جب ان کا نام آئے مرحبا صلِ علیٰ کہیے

تمہید:

میرے واجب الاحترام قابل صد احترام علماء کرام، علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ کے غیور مسلمانو! آج کافی طویل عرصہ کے بعد اس پیغمبرؐ انقلاب کانفرنس میں شرکت کا موقع مل رہا ہے۔ 30 اکتوبر 1994 کا یہ پروگرام جو سیرت طیبہ کے عنوان پر منعقد ہو رہا ہے۔ اس میں بڑے بڑے علماء اکابرین کا بیان آپ نے سنا۔ حضرت مولانا علامہ محمد عارف چشتی صاحب اور مولانا علی شیر حیدری صاحب کے قیمتی بیان آپ نے سماعت فرمائے۔ کانفرنس کا عنوان پیغمبر انقلاب ہے اور حضورؐ کی شان سے بہتر کوئی موضوع نہیں تو میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کے سامنے حضورؐ کی شان بیان کروں۔

جلسے کا عنوان پیغمبر انقلاب ہے، پیغمبر انقلاب ایک ایسا انوکھا اور لازوال

موضوع ہے سیرت طیبہ پر ایک بڑا ہی عجیب عنوان ہے۔

میرے بھائیو! پوری امت کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر برتر، اعلیٰ اور ارفع کائنات میں نہ کوئی شخص، نہ کوئی ہستی پیدا ہوئی ہے اور کارخانہ قدرت نے ان سے بڑی ہستی کو پیدا کیا ہے اور نہ قیامت کی صبح تک کوئی ایسی برگزیدہ ہستی پیدا ہو سکتی ہے۔

انقلاب کا معنی اور مفہوم:

میرے بھائیو! پیغمبرؐ انقلاب کا لغوی معنی کیا ہے؟ انقلاب عربی کا لفظ ہے۔ انقلاب کا معنی ہے ''تبدیلی'' تبدیلی کا پیغام دینے والا پہنچا۔ ایسا رسولؐ جس کے آنے سے تبدیلی آئی۔

ایسا پیغمبر جس کے آنے سے زاویے بدل گئے..... تمدن بدل گئے..... کلچر بدل گئے..... تہذیبیں بدل گئیں..... دانش بدل گئی..... علم بدل گیا..... سلطنتیں بدل گئیں..... سوچیں بدل گئیں..... انسانیت بدل گئی۔

پیغمبرؐ انقلاب کا مفہوم کیا ہے؟ کہ ایسا پیغامبر جس کے پیغام نے.....

انسانوں کو بدلا..... حیوانوں کو بدلا..... جمادات کو بدلا..... نباتات کو بدلا..... زمانے کو بدلا..... ملکوں کو بدلا..... قوموں کو بدلا..... ذہنوں کو بدلا..... بادشاہوں کو بدلا..... غریبوں کو بدلا..... فقیروں کو بدلا..... امیروں کو بدلا..... بیواؤں کو بدلا..... یتیموں کو بدلا۔

تبدیلی والا نبیؐ..... ایسا پیغمبر جس نے تبدیل کیا انسانوں کو اور جب وہ نہیں آیا تھا انسان کیا تھا؟ جب وہ آیا تو کیسا تھا؟

جب وہ نہیں آیا تھا تو عورتیں کیسی تھیں؟ جب وہ آیا تو کیسی تھیں؟

جب وہ آیا تو معاشرہ کیسا تھا؟ جب وہ آیا تو کیا ہوا؟

جب وہ نہیں آیا تھا تو رموز مملکت کیا تھے؟ جب وہ آیا تو کیسے تھے؟

جب وہ نہیں آیا تھا۔ تو انسانوں کے حقوق کیسے تھے؟ جب وہ آیا تو اس نے کیسے ادا کیے۔ یہ کیا ہے؟ (پیغمبر انقلاب) پیغمبر انقلاب کا معنی ہے کہ جو تبدیلی لایا تو ہم نے آج دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے نبیؐ کے آنے سے تبدیلی آئی ہے کہ نہیں.....؟

اگر تبدیلی آئی ہے۔ تو ہمارا پیغمبر کامیاب ہے اگر تبدیلی نہیں آئی ہے تو نعوذ باللہ کامیاب نہیں ہے۔

تبدیلی آئی ہے اور کیا یہ تبدیلی کے بغیر ایسا ہوا ہے؟

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

انقلاب آیا ہے کہ:

انسان فرش سے سر اٹھا کر عرش پر پہنچا ہے۔

پتھروں سے سر اٹھا کر خدا کے دروازے پر پہنچا ہے۔

کفر چھوڑ کر توحید کے پرچم کے نیچے آیا ہے۔

اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آیا ہے۔

انسانیت کفر سے نکلی..... معصیت سے نکلی.....

تکبر سے نکلی..... اور..... عاجزی کے اندر آئی

اور انسانیت جہالت سے نکل کر قرآن کے چراغ کے نیچے آئی۔

انقلاب آیا ہے، اگر بادشاہوں کے ارادے بدل گئے اور ان کے ظلم مٹ گئے تو سمجھ لو کہ انقلاب آیا ہے یہ انقلاب کی بات ہے کہ رنگ کے بغیر ذہن بدل گئے..... علاقے کے بغیر ذہن بدل گئے..... اور بولیوں کے بغیر ذہن بدل گئے

صحابہؓ کا وجود انقلاب کی دلیل:

یہ انقلاب ہے کہ پتھروں کی مورت پر سجدہ کرنے والوں نے یہ بھی کہا، سیدنا فاروق اعظمؓ نے حجر اسود کو کہا۔

,,اے حجر اسود! میں تجھے کبھی نہ چومتا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتا ہوا دیکھا نہ ہوتا"

یہ اس عمرؓ نے کہا تھا جو کچھ عرصہ پہلے بتوں کو سجدہ کرتا تھا..... یہ انقلاب ہے۔

میرے بھائیو!

صحابہ کا وجود یہ انقلاب کی دلیل ہے۔ اگر انقلاب نہ ہوتا تو.....

سارے ہی ابوجہل ہوتے.....

سارے عتبہ اور شیبہ ہوتے.....

سارے ہی اخنس بن شریک ہوتے.....

سارے ہی لات وہبل کے ماننے والے ہوتے.....

ان میں ایک لاکھ چوالیس ہزار انسان پیغمبرؐ پر ایمان لائے، یہی اس بات کی دلیل ہے کہ انقلاب آیا ہے اور یہ انقلاب لایا کون ہے؟ حضورؐ انقلاب لائے ہیں۔

میرے بھائیو! پوری کائنات میں اتنا بڑا انقلاب، اتنا عظیم انقلاب، اتنی بلندیوں والا انقلاب، چشم فلک نے نہیں دیکھا جیسا انقلاب میرے پیغمبرؐ نے برپا کیا ہے۔

شیعوں اور مسلمانوں کا اختلافی نقطہ نظر:

شیعہ کہتے ہیں کہ انقلاب نہیں آیا، یعنی جب حضور تشریف لائے جن لوگوں نے کلمہ پڑھا اوپر اوپر سے پڑھا اندر سے نہیں پڑھا۔ ایمان دل میں نہیں آیا۔ سارے صحابہ نعوذ باللہ مرتد تھے۔

,, ارتد الناس بعد النبی الاثلث....."

تین آدمیوں کے سوا باقی سارے کافر ہو گئے تھے۔

تو یہ کہنا کہ کوئی آدمی دل سے مسلمان نہیں تھا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ انقلاب نہیں آیا۔

لیکن ہمارا نقطہ نظر سنیں انقلاب آیا ہے..... تبدیلی آئی ہے۔

ہٹلر کا انقلاب آیا..... ہٹلر نے ساڑھے نو لاکھ انسان قتل کرائے۔

اور نپولین کا انقلاب آیا اس نے ساڑھے تین لاکھ انسان قتل کرائے

اور رسول اللہ کا انقلاب آیا کہ رسول اللہؐ کے 23 سالہ دور نبوت میں کل 256 مسلمان شہید ہوئے اور مکہ کی بستی بھی نبی کے ساتھ نہیں تھی۔

لیکن جب انقلاب آیا تو پوری دنیا نبیؐ کے ساتھ مل گئی۔ انقلاب آیا ہے۔

یہ انقلاب کی بات ہے کہ ایک لاکھ چوالیس ہزار انسان لات وہبل کو پوجنے والے بتوں کو پوجنے والے..... مورتیوں کو سجدہ کرنے والے..... قیصر و کسریٰ کو ماننے والے..... سورج کو پوجنے والے..... ستاروں کو پوجنے والے..... میرے پیغمبرؐ کے آستانہ عظمت پر سر جھکاتے ہیں اور یہ انقلاب کی دلیل ہے۔

شیعہ کہتا ہے انقلاب نہیں آیا۔ یعنی صحابہ کے دلوں میں ایمان نہیں آیا۔

عرب میں پیغمبرؐ نے تبلیغ کی ایمان نہیں آیا۔

مدینہ میں تبلیغ کی سچے دل سے ایمان نہیں آیا۔

جن لوگوں کے دلوں میں کفر تھا کفر ہی رہا..... دجل تھا دجل ہی رہا..... فریب تھا فریب ہی رہا۔

لیکن قرآن کہتا ہے۔ حدیث کہتی ہے، تاریخ کہتی ہے، واقعات کہتے ہیں کہ ساری کائنات میرے پیغمبر کے آستانہ عالیہ پر آ کر تبدیل ہوگئی۔

کفر اسلام بن گیا..... عزت وحمیت عظمت کہلائی۔

اور سارا حسن صحابہؓ کے قدموں میں آیا۔

پوری انسانیت صحابہ کے قدموں پر جھک گئی۔

انقلاب آیا ہے۔ مجھے آپ فیصلہ کر کے بتائیں کہ کیا انقلاب نہیں آیا ہے؟ کیا اس کو انقلاب نہیں کہتے کہ مکہ مکرمہ میں جب حضورؐ تشریف لائے تھے۔ تو ایک آدمی بھی کلمہ

پڑھنے والا نہیں تھا۔

میرے نبیؐ کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

میرے پیغمبرؐ کے چہرے پر غلاظت کے ڈھیر ڈالے جاتے ہیں۔

پیغمبرؐ کو گالیاں دی جاتی ہیں۔

لیکن وہ پیغمبر جو فاران کی چوٹی پر اعلان توحید کرتا تھا۔ جب 23 سال کے بعد اس کا جنازہ اٹھا تو ایک لاکھ چوالیس ہزار انسان دھاڑیں مار کر رو رہے تھے۔ انقلاب آیا ہے۔

ایک آدمی بھی نبیؐ کے ساتھ نہیں تھا۔ مکہ بھی نبیؐ کے ساتھ نہیں..... مدینہ بھی نبی کیساتھ نہیں اور جب پیغمبر دنیا سے رخصت ہوئے 9 لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا جا چکا تھا۔ شروع میں ایک انچ بھی نبیؐ کے پاس نہیں۔

مکہ سے نبیؐ کو دھکے دیکر نکالا گیا۔

گلیوں سے نکالا گیا۔

بازاروں سے نکالا گیا۔

راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔

مکہ بھی ساتھ نہیں..... مدینہ بھی ساتھ نہیں۔

میرے پیغمبرؐ نے دس سال مدینہ میں محنت کی ہے۔ پیغمبرؐ نے کوشش کی ہے۔ تبلیغ کی ہے، دس سال کے بعد 9 لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا گیا۔ انقلاب آیا ہے۔

خلفاء راشدین کا انقلاب:

سیّدنا ابوبکر کا دور آیا۔ ابوبکر صدیقؓ نے دو سال تین مہینے دس دن تک ساڑھے گیارہ لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا۔ آپ کا پاکستان صرف پونے تین لاکھ مربع میل پر قائم ہے۔ لیکن صدیق اکبرؓ نے صرف سوا دو سال تک گیارہ لاکھ مربع میل سے بھی زیادہ خطے پر اسلام کا پرچم لہرایا چند سال پہلے صحابہ کو گلیوں میں کوئی چلنے نہیں دیتا تھا۔ انہوں نے گیارہ لاکھ مربع میل پر میرے محمدؐ کی نبوت کا پرچم لہرا کر دنیا کو بتایا کہ انقلاب آیا

ہے۔

میرے بھائیو! اس پر غور کریں چند سال پہلے کوئی شخص بھی میرے نبیؐ کے ساتھ نہیں تھا۔ لیکن جب پیغمبرؐ کا آخری وقت آیا ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ نبیؐ پر ایمان لا چکے تھے۔ دُنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں اسلام پہنچ چکا تھا۔ قرآن پاک متر جزیروں میں پہنچ چکا تھا اور اس کے بعد سیّدنا فاروق اعظم کا زمانہ آیا ساڑھے دس سال تک ساڑھے 22 لاکھ مربع میل پر انہوں نے اسلام کا پرچم لہرایا۔

سیّدنا عثمان غنی کا زمانہ آیا تو 12 سال تک 44 لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

سیّدنا علی المرتضٰی کا زمانہ آیا ساڑھے پانچ سال تک 22 لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

حضرت حسن کا زمانہ آیا۔ تو ساڑھے چھ مہینے تک 22 لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

امیر معاویہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے تن تنہا 19 سال تک 64 لاکھ 65 ہزار مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرا کر دنیا کو بتا دیا کہ:

قیصر کے ٹکڑے ہو گئے۔

کسریٰ کے ٹکڑے ہو گئے۔

ہرقل کے ٹکڑے ہو گئے۔

یزدجرد کے ٹکڑے ہو گئے۔

رستم کے ٹکڑے ہو گئے۔

آتش پرست بھاگ گئے..... کفر بھاگ گیا۔

یہودیت دم توڑ گئی۔ عیسائیت میدان چھوڑ گئی۔

مدینہ سے مراکش تک..... مکہ سے پرتگال تک

عرب سے حجاز یمن تک..... حجاز یمن سے ہندوستان تک

چین تک..... روس تک..... افریقہ تک

ہر خطے میں اسلام کا پرچم صحابہؓ نے لہرا کر دنیا کو بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انقلاب آیا ہے اور اگر ہم کہیں کہ صحابہ مسلمان نہیں تھے۔ (نعوذ باللہ) تو انقلاب آ سکتا ہے؟ (نہیں) اگر کوئی آدمی کہے کہ 23 سال تک نبیؐ کے قدموں بیٹھنے والا منافق رہا۔ تو انقلاب آیا کہاں تھا؟

افریقہ کے جزیروں میں صحابہؓ نے دین پہنچایا۔

دھکتے ہوئے انگاروں میں صحابہ نے دین پہنچایا۔

اُبلتی ہوئی دیگوں میں گر کر صحابہؓ نے دین پہنچایا۔

چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے صحابہؓ نے دین پہنچایا اور دنیا کو بتایا کہ انقلاب آیا ہے.....۔

یہ قرآن آج جو میرے پاس پہنچا ہے۔ یہ صحابہ کے ایمان کی دلیل ہے۔

یہ حدیث جو آج ہم تک آئی ہے۔ صحابہ کے ایمان کی دلیل ہے۔

یہ جو ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ ہیں یہ ایمان کی دلیل ہیں کہ مکہ مدینہ میں صرف دس ہزار صحابہ کرام کی قبریں ہیں اور باقی صحابی کہاں تھے؟ صحابہ تو ایک لاکھ چوالیس ہزار ہیں۔ مکہ مدینہ میں صرف دس ہزار صحابہ کرام کی قبریں ہیں۔ باقی ایک لاکھ چونتیس ہزار صحابی کہاں ہیں؟

کوئی چین میں جا سویا.....

کوئی افغانستان میں جا سویا.....

کوئی مصر میں جا سویا.....

کوئی افریقہ میں جا سویا.....

کوئی روس کی بستیوں میں جا سویا.....

کوئی سندھ کے علاقے میں جا سویا.....

کوئی مکران کے ساحل پر جا سویا۔

اللہ کا قرآن لیکر..... نبیؐ کا فرمان لیکر..... صحابہ پوری دنیا کے ایک ایک خطے میں گئے اور دنیا کو بتا دیا کہ محمدؐ کا انقلاب آیا ہے۔

پیغام پیغمبرؐ:

میرے بھائیو! آپ نے جو پیغمبر انقلاب کا عنوان رکھا ہے یہ عنوان بھی نرالا ہے۔ اس عنوان میں دعوت پیغمبرؐ پوشیدہ ہے انقلاب پیغمبرؐ کا پیغام پوشیدہ ہے کہ نبیؐ کا انقلاب آیا ہے انقلاب تو کئی قسم کے ہوئے ہیں۔

ایک انقلاب ہے کہ سلطنتوں کو زیروزبر کر دیا جائے۔

ایک انقلاب ہے کہ علاقے ختم کر دیئے جائیں۔

ایک انقلاب ہے کہ عمارات مسمار کر دی جائیں۔

اور ایک انقلاب یہ ہے کہ انسانوں کے ذہن تبدیل کر دیئے جائیں۔

میرے نبیؐ نے ذہنوں میں انقلاب پیدا کیا ہے۔ یہ انقلاب نہیں تھا کہ رسول اللہ کے چہرے پر پتھر مارنے والے، پیغمبرؐ کے راستے میں کانٹے بچھانے والے بالآخر جب رسول اللہؐ مدینہ میں پہنچے۔ تو مجھے بتاؤ کہ مکہ میں تو ایک آدمی ساتھ نہیں تھا۔ پیغمبرؐ نے دعوت اسلام پیش کی۔ اسی قوم نے پہاڑ سے پتھر اٹھائے اور میرے رسولؐ کے چہرے پر مارے لیکن جب وہ مدینہ میں پہنچے تو بدر کی جنگ ہوئی تو 313 یہ صحابہ تھے۔

پہلے تو کوئی نہیں تھا۔ یہ 313 کون تھے؟۔ 313 میں سے 14 نبیؐ کے قدموں پر شہید ہو گئے یہ صحابہؓ تھے۔

اور جنگ احد ہوئی 750 صحابہ نبیؐ کے ساتھ گئے تھے۔ ستر شہید ہو گئے۔

خندق کی لڑائی ہوئی۔ 3650 صحابہ ساتھ تھے۔ ان میں سے 17 شہید ہو گئے باقی پیغمبرؐ کے ساتھ مل کر لڑتے رہے۔

اور تبوک کی جنگ ہوئی تیس ہزار صحابہ نبی کے ساتھ تھے۔ ان میں تقریباً 22 صحابی شہید ہو

گئے۔ سارے صحابہ لڑتے رہے۔

حنین کا معرکہ ہوا بارہ ہزار صحابہ شریک تھے۔ ان میں 19 صحابی شہید ہو گئے۔

خیبر کا معرکہ تھا۔ خیبر کے معرکے میں 19 ہزار صحابہ کا لشکر تھا 19 ہزار صحابہ میں 18 آدمی شہید ہو گئے۔ باقی سارے لڑتے رہے۔

مجھے یہ تو بتاؤ کہ مکے میں تو ایک آدمی ساتھ نہیں تھا۔ جب اعلان توحید کیا تھا۔ 360 بت کعبے میں رکھے ہوئے تھے۔ ان کو خدا مانا جاتا تھا۔ ان کو پروردگار کہا جاتا تھا۔

لیکن یہ 313 کہاں سے آئے؟

یہ 750 کہاں سے آئے؟

یہ بدر کی جنگ کے شرکاء کہاں سے آئے؟

احد کے پہاڑوں پر نبی کے ساتھ لڑنے والے کہاں سے آئے؟

تبوک میں تیس ہزار کہاں سے آئے؟

حنین میں بارہ ہزار کہاں سے آئے؟

خیبر میں 19 ہزار کہاں سے آئے؟

خندق میں 3 ہزار کہاں سے آئے؟

مجھے بتاؤ تو سہی پوری کائنات میں یہ لوگ چل کر جب پیغمبرؐ کے قدموں پر آ کر ذبح ہو گئے۔ نبیؐ کے قدموں پر آ کر قربان ہو گئے۔ یہ لوگ کہاں سے آئے؟ ان کو لایا کون تھا؟ کون سا انقلاب تھا؟ کون سا ذہن تھا؟ جس نے ان کو رسول اللہ کے قدموں میں ڈال دیا تھا کہ.....

چند سال پہلے تو دشمن تھے..... آج نبیؐ کے حلیف بن گئے۔

چند سال پہلے پیغمبرؐ کے حریف تھے۔ آج پیغمبرؐ پر جان دینے والے بن گئے۔ کیوں؟

یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اس لیے کہ وہ محمد مصطفیٰ جو دنیا کا سب سے بڑا پیغمبر تھا۔ اس کا انقلاب بھی سب سے بڑا انقلاب تھا۔

کوڑا ڈالنے والی عورت کی عیادت!

حضورؐ کے بارے میں آپ نے سنا کہ ایک عورت روزانہ حضورؐ کے چہرہ اقدس پر کوڑے کے ڈھیر ڈالتی تھی۔ چھ مہینے تک گھر کا کوڑا اور غلاظت نبیؐ کے چہرے پر ڈالتی رہی۔ چھ مہینے کے بعد حضورؐ کا گزر ہوا۔ تو ایک دن وہ عورت نہ آئی کوڑا نہ ڈالا، حضورؐ نے پوچھا کہ عورت کہاں ہے؟ تو محلے والوں نے کہا کہ وہ بیمار ہے۔ تو رسول اللہؐ اس کے گھر چلے گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ بیٹا باہر نکلا' کیسے آئے ہو؟ کون ہو؟ حضورؐ نے فرمایا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ سنا ہے کہ میری ماں بیمار ہے، عیادت کرنے آیا ہوں۔ وہ لڑکا رو پڑا کہنے لگا کہ میری اماں تو روز کوڑا ڈالتی تھی اور آپ عیادت کرنے آئے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جو تیری اماں کا کام تھا وہ اس نے کیا جو میرا کام ہے وہ میں نے کیا ہے..... انقلاب آیا ہے۔

دُشمنِ صحابہؓ نبی کی نظر میں:

اب دیکھئے یہ حضورؐ کی ذات کا معاملہ تھا۔ تو وہ رحمۃ للعالمین پیغمبر کوڑا ڈالنے والی عورت کی عیادت کرنے گیا۔ لیکن اس پیغمبر کو دیکھو جب ایک جنازے میں رسول اللہ تشریف لے گئے۔ جنازہ آگے رکھا ہے۔ پیغمبر اپنے اوپر کوڑا ڈالنے والی عورت کی عیادت تو کر گئے لیکن جب اپنے خلیفہ ثالث عثمان غنیؓ کے ساتھ بغض رکھنے والے کی باری آئی۔ تو پیغمبر جنازہ پڑھانے سے پیچھے ہٹ گئے۔

اپنی ذات کا معاملہ آیا تو اس چھ ماہ تک کوڑا پھینکنے والی عورت کو معاف کر دیا۔

لیکن جب عثمانؓ کے دشمن کی بات آئی تو پیغمبر نے جنازہ بھی نہیں پڑھایا۔ معلوم یہ ہوا کہ صحابہ کی گستاخی پر اسلام میں معافی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

پیغمبرؐ کا اعجاز:

چیلنج کا [illegible] کو کہا

تھا کہ آؤ عیسائیو آؤ! تم اپنی بائبل اور انجیل کو لیکر آؤ دیکھو برطانیہ کے چالیس بڑے شہر ہیں۔ چالیس بڑے شہروں میں ہر شہر کی بائبل لاؤ اگر ایک بائبل دوسری سے ملتی ہے ہو تمہارا پیغام سچا ہے اور اگر نہ ملے تو تم ہماری بات مان لو اس نے کہا کہ کیسے مانیں؟ میں نے کہا کہ دیکھو جو پیغام میرا پیغمبرؐ لایا ہے اس پیغام کو دیکھو کہ یہاں برطانیہ کے چالیس بڑے شہر ہیں۔ ان شہروں کو چھوڑ کر پوری دنیا کے ۱۸۰ ملک ہیں۔ ۱۸۰ ملکوں میں ہر ملک سے قرآن پاک کی ایک کتاب لاؤ اور ۱۸۰ ملکوں سے ایک جگہ قرآن جمع کرو اور

امریکہ کا چھپا ہوا قرآن علیحدہ..... پاکستان کا علیحدہ..... ہندوستان کا علیحدہ..... بنگلہ دیش کا علیحدہ..... چین کا علیحدہ..... روس کا علیحدہ

اور الحمد سے والناس تک ایک لفظ میں بھی تبدیلی ہو تو سمجھو کہ انقلاب نہیں آیا اور اگر سمجھو کہ تیری کتاب بائبل ہر شہر میں علیحدہ چھپی اور میرے محمدؐ کا قرآن پوری دنیا میں ایک ہے تو سمجھ لو کہ جو انقلاب مدینے سے چلا تھا وہ ۱۸۰ ملکوں میں پہنچ چکا ہے۔

انقلاب آیا ہے۔

قرآن کا اعجاز:

میں نے گلاسگو میں ایک عیسائی رہنما کو چیلنج کیا کہ چلو آپ کتابوں کو بھی چھوڑو میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ یو۔این۔او میں میں اور آپ چلتے ہیں اور درخواست دیتے ہیں کہ ہم نے ایک فیصلہ کرانا ہے اور اس فیصلے کے لیے آپ ہمیں موقع دیں اس نے کہا کہ کیا فیصلہ؟ اقوام متحدہ کرے گی میں نے کہا کہ چلیں آپ ایک بات کریں کہ قرآن پاک کو چھوڑیں آپ حافظوں کو لائیں۔

دیکھیے میں مانتا ہوں کہ تم چاند پر پہنچے.....

میں مانتا ہوں کہ تم نے زمینوں کو مسخر کیا.....

میں مانتا ہوں کہ تم نے کارخانے اور وائرلیس سیٹ بنائے.....

.....لیکن پوری دنیا عیسائیت مل کر ایک انجیل کا حافظ نہیں بنا سکی۔

لیکن آؤ میرے پاس میں تمہیں بتاتا ہوں کہ انقلاب کسے کہتے ہیں؟ تم کہتے ہو کہ انقلاب نہیں آیا ہے۔ یہ انقلاب ہے کہ آج ۱۸۰ دنیا کے ملک ہیں۔ ۱۸۰ ملکوں سے قرآن نہ لاؤ بلکہ بچے لاؤ اور کسی بچے کی عمر ۱۰ سال سے زیادہ نہ ہو اور وہ بچہ حافظ قرآن ہو دنیا کے ملک اس کا اہتمام کریں میں چیلنج کرتا ہوں ۱۸۰ بچوں کو قطار میں کھڑا کر دیں اور ہر ہر بچہ دوسرے کی شکل سے نہیں ملتا ہر بچے دوسرے کی زبان سے نہیں ملتا ہر بچے کی..... زبان علیحدہ..... علاقہ علیحدہ..... تمدن علیحدہ..... بستر علیحدہ..... کھانا علیحدہ..... خوراک علیحدہ

بنگالی بچہ اور کھائے گا۔

پاکستانی اور کھائے گا۔

امریکن اور کھائے گا۔

شکل علیحدہ..... رنگ علیحدہ..... قد علیحدہ..... لباس علیحدہ..... سب کچھ ہی علیحدہ ہے۔ لیکن بتا کہ قرآن پڑھو تو الحمد سے والناس تک ہر بچہ قرآن پڑھے ایک لفظ میں بھی تبدیلی ہو میں تیری بات مان لوں گا اور اگر تبدیلی آئی ہے تو تُو قبول کرے گا کہ انقلاب آیا ہے۔

پیغمبرؐ انقلاب نے عورت کو عزت دی:

میرے بھائیو! اس معاشرے میں جب عورت جنس بازار بن کر رہ گئی تھی۔ عورتوں کی عزتوں کے سودے ہوں۔ بیوہ عورتوں کو کوئی آدمی گھر میں نہیں رکھتا تھا۔ ایسے وقت میں دنیا کے سب سے بڑے سردار نے گیارہ میں سے دس بیوہ کے ساتھ شادی کی اور بیوہ عورتوں سے شادی کر کے اس کو اعلیٰ مقام بخشا کتنا مقام بخشا؟ کہ صرف شادی کر کے مقام نہیں بلکہ اس عورت کو صرف بیوی نہیں بتایا بلکہ اس عورت کو، جس کو معاشرے نے ٹھوکر سے اڑا دیا تھا اس عورت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکاح میں لیکر پوری امت کی ماں بنا دیا..... تبدیلی آئی ہے۔

اے میری ماں اور بہن.....! تیری آبرو کو تو میرے محمدؐ نے بچایا ہے تیری آ...
پر تو میرے محمدؐ نے چوکیداری کی ہے کہ یہ عورت عزت کا مقام ہے لیکن قوم اور معاشرے نے مجھے بازاروں میں بیچا۔

تیرے جسم کو بیچا..... تیرے نام کو بیچا..... تیرے فوٹو کو بیچا..... تیری آنکھوں کو بیچا..... تیرے رنگ کو بیچا۔

اور پورٹریٹ بنا کر تیرے جسم کو بیچا وہ معاشرہ تیری آزادی کا ضامن ہے اور جس محمدؐ نے تجھے ماں قرار دیکر تیرے قدموں میں ساری دنیا کو بٹھایا۔ تو تُو نہیں مانتی کہ تبدیلی آئی، اس محمدؐ نے تبدیلی پیدا کی ہے۔ تبدیلی آئی ہے اور ہمارا حال تو یہ ہے کہ اکبر کی زبان میں.....

کل جو نظر آئیں بازار میں چند بیبیاں
اکبر تو دیکھ کر غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں کہ عقل پر مردوں کی پڑ گیا

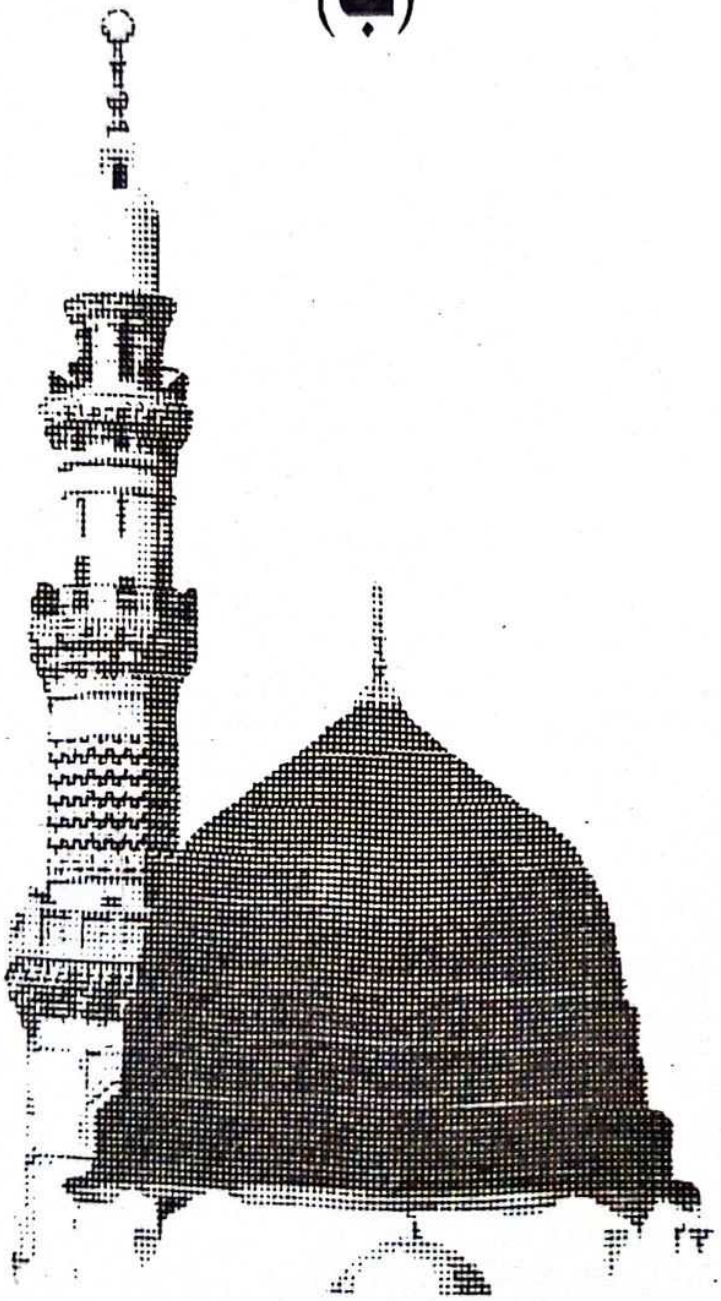
یہ ہمارا معاشرہ ہے ہمارا یہ ماحول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیلی پیدا کی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمینo



پیغمبرِ انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم

(ب)



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ o

انآ ارسلنٰک شاهداً ومبشراً ونذيراً وداعياً الى الله
باذنهٖ وسراجاً منيراً o

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ o

پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم

قابل صد احترام علماء کرام! بالخصوص مخدوم المکرّم سیّد غلام نبی شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور مانسہرہ کے علاقہ کے دور دراز سے آئے ہوئے علماء کرام!

اس عظیم الشان مرکزی جامع مسجد میں آپ کی ہزاروں کی تعداد میں شرکت باعث سعادت ہے۔ آج چودہ اگست ہے اور سولہ ربیع الاوّل ہے۔ یہ کانفرنس پیغمبر انقلاب کانفرنس کے عنوان سے معنون ہے۔ وقت مختصر ہے میں کوشش کروں گا کہ پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے کچھ باتیں عرض کروں۔

انقلاب کا معنی:

میرے بھائیو! کانفرنس کا نام ہے ,,پیغمبر انقلاب کانفرنس'' مقصد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد پوری دنیا میں انقلاب برپا ہوا۔ انقلاب کا معنی کیا ہے؟ انقلاب کا معنی ہے تبدیلی۔ یعنی وہ کیفیت جو پہلے نہ ہو بعد میں ہو جائے۔

حضورؐ کے آنے سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی؟

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد دنیا کی حالت کیا ہوئی؟

کیا انسانیت اسی جگہ رہی یا انسانیت کا سر اونچا ہوا؟

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے عورت کا یہ مقام تھا جو اب ہے؟

مزدور کو جو عزت ملی کیا یہ پہلے بھی تھی؟

معاشرے کا ہر فرد تبدیلی محسوس کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا کی کیا حالت تھی اور اب کیا ہوئی بس میں اتنی بات کروں گا۔

میرے بھائیو! پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے کیا حالت تھی۔ اس کو فانی بدایونی نے یوں بیان کیا ہے۔

بدلا ہوا تھا رنگ گلوں کا تیرے بغیر
اک خاک سی اڑی ہوئی سارے چمن میں تھی

نبی ﷺ کے آنے سے پہلے کیا حالت تھی اور آنے کے بعد کیا ہوئی؟ کیا تبدیلی آئی؟ معنی ہے پیغمبر انقلاب کا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے کیا حالت تھی اور بعد میں کیا ہوئی؟ تین تین سو برس پانی پر لڑنے والے کہ فصل کو پانی لگانا ہے اس پر تین تین سو سال لڑنے والوں میں جب تبدیلی آئی تو قرآن نے کہا۔

رحماء بینھم.....

یہ تبدیلی ہے یہ انقلاب ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برپا کیا۔

ایثار و قربانی کی درخشندہ مثالیں:

اور پھر اتنا اونچا اور اتنا عظیم انقلاب آیا کہ چشم فلک نے دیکھا کہ ایک آدمی تڑپ رہا ہے اور پانی کا مشکیزہ لیکر ایک آدمی پاس سے گزرا تو اس نے کہا کہ مجھے پانی دو۔ وہ اس کے پاس گیا تو دوسرے نے کہا کہ اس کو پلا کر پانی مجھے دو۔ اس کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ اس دوسرے بھائی کو دو۔ دوسرے کے پاس گیا تو تیسرے نے کہا کہ اس کے بعد مجھے دو دوسرے نے کہا کہ پہلے اسے دو تیسرے کے پاس گیا تو وہ شہید ہو چکا تھا۔ دوسرے کے پاس آیا وہ بھی شہید ہو چکا تھا۔ پہلے کے پاس آیا تو وہ بھی شہید ہو چکا تھا اور ایک آدمی بھی پانی نہ پی سکا..... اسے کہتے ہیں پیغمبر انقلاب۔

ایک ایک بات پر تین تین سو برس لڑنے والے جب انقلاب کی بات آئی تو تڑپ تڑپ کر شہید ہو گئے۔ پیالہ سے ایک قطرہ بھی منہ میں نہ ڈالا کہ میری بجائے اسے

دے دو۔اس کا نام ہے پیغمبر انقلاب، اس ایثار کی مثال مشکل ہے۔

گھر میں ایک روٹی ہے۔ایک صحابی نماز عشاء کے وقت ایک مہمان لیکر آتا ہے اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ ہمارا رواج ہے کہ جب مہمان کھانے کے لیے بیٹھے تو ساتھ میزبان بھی بیٹھتا ہے روٹی ایک ہے۔میں روٹی کے لیے ہاتھ اٹھاؤں تو تم چراغ بجھا دینا تا کہ مہمان پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور میں بے شک بھوکا رہ جاؤں.....اسے کہتے ہیں پیغمبر انقلاب۔

میرے بھائیو! اتنی تبدیلی آئی لیکن سگے چچا میں تبدیلی نہ آئی حبشہ کے بلال میں تبدیلی آ گئی۔قرآن نے کہا۔

تبت یدا ابی لهب و تب.....

''ابولہب تو تباہ و برباد ہو جائے۔''

لیکن حبشہ کے بلال میں تبدیلی آئی تو ٹہلتا مکہ کی گلیوں میں ہے اور چلنے کی آواز جنت میں ہے۔انقلاب آیا.....یہ تبدیلی ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ جب پیغمبرؐ نے فاران کی چوٹی پر اعلان نبوت کیا ایک شخص بھی ساتھ نہیں تھا اور جب جنازہ اٹھا تو ایک لاکھ چوالیس ہزار انسان دھاڑیں مار کر رو رہے تھے یہ تبدیلی ہے۔کہو یہ کیا ہے؟ (تبدیلی)

سیّدنا بلال خانہ کعبہ کی چھت پر:

مکہ کی گلیوں میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا گیا۔لیکن وہی مکہ جب فتح ہوا تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بلال کو کہا کہ آج تو خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ جا.....جب وہ جوتا اُتارنے لگا تو فرمایا جوتے سمیت چھت پر چڑھ جاؤ تا کہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لے اس کی حرمت خانہ کعبہ سے بھی زیادہ ہے۔

میرے بھائیو! اسے کہتے ہیں ''پیغمبر انقلاب'' یہ تبدیلی ہے۔معاشرہ بدل گیا.....کلچر بدل

گیا۔ روایتیں بدل گئیں۔ تہذیب بدل گئی۔

زندہ بچیاں قبروں میں:

جہاں بچیوں کو زندہ دفن کیا جاتا ہے۔ بچی زندہ دفن ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسے معاشرے میں جب قیصر و کسریٰ نے عورت کو شوروم میں لا کر کھڑا کر دیا اور لڑکیوں کو بازاری جنس بنا دیا گیا۔ عورتوں کو منڈیوں میں کھڑا کیا گیا ان کی عزتوں کے سودے کیے گئے۔

ایسے معاشرے میں میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کسی لڑکی کی طرف بری نظر سے دیکھے گا اس کی آنکھوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ وہ معاشرہ جہاں عورت کی منڈی لگتی ہے۔ عورت کی عزت نیلام کی جاتی ہے۔ عورت بے حیاء بن کر بے آبرو ہو کر سڑکوں پر آتی ہے۔

اور ایسا وقت بھی آیا جب فاطمہ الزہراؓ کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا ''علی میرا جنازہ رات کو اٹھانا'' علی نے فرمایا تیرے جنازہ میں مختلف جگہوں سے اور دیہات کے لوگ آئیں گے۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ میرا چہرہ یا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے۔ یا مرتضیٰؓ نے دیکھا ہے میں چاہتی ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو میرا کفن بھی کوئی غیر محرم نہ دیکھے۔

سیّدنا فاروق اعظمؓ کی قبر سے پردہ:

یہ معاشرہ تھا۔ جو تبدیل ہوا۔ بازار عورتوں کے لگتے، لیکن عائشہؓ نے کہا کہ جس حجرے میں اب عمرؓ کی قبر ہے میں بے پردہ داخل نہیں ہو سکتی۔ وہ معاشرہ جس میں عورت کی منڈی اور بازار لگتا تھا جب تبدیلی آئی اور شرم و حیاء آیا تو فرشتوں نے رشک کیا۔

یہ تبدیلی ہے یہ انقلاب ہے۔ اس انقلاب کو چشم فلک نے دیکھا ہے..... اس انقلاب کو قیصر و کسریٰ نے دیکھا.....

انقلاب ہٹلر نے بھی برپا کیا، ساڑھے نو لاکھ انسان قتل کرائے.....

انقلاب مسولینی کا بھی آیا ساڑھے سات لاکھ انسان قتل کرائے.....
انقلاب ابراہیم لنکن کا بھی آیا چار لاکھ آدمی امریکہ میں قتل کرائے.....
انقلاب لینن اور مارکس کا بھی آیا کہ ستر لاکھ انسانوں کو ملک سے نکال دیا گیا۔
لیکن ایک انقلاب مکہ میں آیا وہ مدینہ میں آیا جس کو شاعر نے کہا ہے کہ:

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

صحابیہ کا طلاق کا ارادہ.....قوت ایمانی:

تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کہ نمازِ عصر کے بعد تو دُعا کیے بغیر کیوں چلا جاتا ہے؟ وہ خاموش رہا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو کیا کہتے ہو؟
اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج میرا راز فاش ہو جائے گا۔
اللہ کے رسول نے فرمایا تو دعا کیے بغیر کیوں چلا جاتا ہے؟۔
اس نے کہا میرے گھر میں کوئی کپڑا نہیں ہے۔ جن کپڑوں سے میں نماز پڑھتا ہوں۔ انہی کپڑوں میں میری بیوی نماز پڑھتی ہے۔ میرے تن بدن پہ دو چادریں ہیں۔ ہم نے گھر میں ایک گڑھا کھود رکھا ہے۔ جب میں مسجد میں آتا ہوں تو میری بیوی وہ کپڑے اُتار کر مجھے دے دیتی ہے اور خود گڑھے میں کھڑی ہو جاتی ہے اور جب میں جاتا ہوں، تو میں گڑھے میں کھڑا ہو جاتا ہوں اور میری بیوی نماز پڑھتی ہے۔ میں اس لیے چلا جاتا ہوں تاکہ میری بیوی کی نماز قضا نہ ہو جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا اور دیکھا تو اس کی غربت کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر تک روتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اتنے میں مال غنیمت آیا جن میں ایک اونٹ کپڑوں سے بھرا ہوا تھا۔ فرمایا کہ اس اونٹ کو یہاں نہ بٹھاؤ بلکہ فلاں صحابی جو ابھی یہاں اپنا حال بیان کر رہا تھا۔ سارے کا سارا اونٹ اس کے گھر دے آؤ۔ جب اونٹ وہاں پہنچا کپڑا اتارنے لگے تو باہر وہی صحابی آئے۔ کہا کہ کپڑا کس

نے بھیجا؟ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا، بیوی نے بھی اپنے شوہر سے یہی سوال کیا۔ بیوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے کہا کہ ہمارے گھر میں کپڑا نہیں۔ شوہر نے کہا مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا میں نے بتادیا۔

مانسہرہ کے مسلمانو! عورت نے کیا کہا؟ عورت کہتی ہے کہ اگر اسلام میں عورت کو طلاق دینے کا حق ہوتا تو آج میں تجھے طلاق دے دیتی کہ تو نے اپنی حاجت کو غیر کے سامنے کیوں بیان کیا ہے؟

یہ پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انقلاب آ گیا ہے۔ یہ تبدیلی ہے۔

بچیوں کی پرورش پر جنت کی خوشخبری:

چشم فلک نے ایسی تبدیلی کہیں نہیں دیکھی ایسا معاشرہ کہیں نہیں دیکھا۔ یہ تبدیلی تو دیکھو، زندہ بچیوں کو دفن کرنے والا معاشرہ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک عورت آتی ہے۔ اس کے پاس دو بچیاں ہیں۔ ایک بچی گود میں ہے اور ایک بچی کی انگلی پکڑی ہوئی ہے۔ حضرت عائشہؓ سے کہا: اے عائشہ! میرے گھر میں کچھ نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا اے عورت! میں نے ایسی غربت تو کہیں دیکھی نہیں..... تیرے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں اور بچیوں کی حالت بھی کمزور ہے۔ اس نے کہا کہ جنگ موتہ میں جب سے میرا شوہر شہید ہوا ہے۔ ہمارے گھر میں روٹی لانے والا کوئی نہیں۔ ہمارے گھر میں کوئی آسرا نہیں۔ فقر و فاقہ رہتا ہے، حضرت عائشہؓ اندر چلی گئیں اور اندر توشہ دان میں سے دو کھجوریں لائیں ایک کھجور اس عورت کو دی اور ایک کھجور کے دو حصے کر کے کہا یہ دونوں بچیوں کو دے دو، اس عورت نے وہ ایک کھجور، جو اس کے لئے تھی، وہ بھی بچیوں کو دے دی اور خود بھوکی رہی حضرت عائشہؓ پھر اندر گئیں۔ ایک دوسرے توشہ دان سے ایک کھجور لائیں اور کہا یہ صرف تیرے لئے ہے۔ دونوں بچیوں نے جھٹ سے وہ ایک کھجور بھی ماں کے ہاتھ سے لے لی جب وہ عورت چلی گئی تو تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت عائشہؓ نے سارا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے عائشہ! اس عورت کو تلاش کرو اور جہاں تم کو ملے اس کو کہو جنت تم پر واجب ہوگئی ہے۔

ایسے معاشرے میں جب بچیوں کو زندہ دفن کیا جاتا تھا۔ اس عورت کے جذبے کو دیکھو..... اس عورت کے ایمان کو دیکھو..... اس عورت کے ایثار کو دیکھو..... یہ ہے پیغمبر انقلاب.....

جس کے آنے سے کائنات بدل گئی.....

جس کے آنے سے انسانیت کی راہیں بدل گئیں.....

جس کے آنے سے کلچر بدل گئے.....

معاشرے بدل گئے.....

تہذیب بدل گئی.....

اور تمدن بدل گیا،

جس کے آنے سے کائنات کا رنگ و بو بدل گیا.....

جس کے آنے سے کائنات میں روشنی پھیل گئی۔

مردوں کو مسیحا کر دینے کا مطلب:

یہ پیغمبر انقلابؐ ہے پوری کائنات مل کر اس انقلاب کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس انقلاب نے ایسے ایسے انسان پیدا کیے۔

آیا ابو بکرؓ تھا ..... اٹھا تو صدیقؓ تھا۔

آیا تو عمرؓ تھا ..... اٹھا تو فاروق اعظمؓ تھا۔

آیا تو عثمانؓ تھا ..... اٹھا تو ذوالنورینؓ تھا۔

آیا تو علیؓ تھا ..... اٹھا تو اسد اللہ الغالب تھا۔

آیا تو حنظلہؓ تھا ..... اٹھا تو غسیل الملائکہ تھا۔

آیا تو ابن عباسؓ تھا ..... اٹھا تو مفسر قرآن تھا۔

آیا تو ابن مسعودؓ تھا ..... اٹھا تو فقیہ الامت تھا۔

آیا تو ابو عبیدہؓ تھا ..... اٹھا تو امین الامت تھا۔

آیا تو ابوذرؓ تھا ..... اٹھا تو تارک الدنیا تھا۔

آیا تو سلمان فارسیؓ تھا ..... اٹھا تو زاہد الدنیا تھا۔

آیا تو حسینؓ تھا ..... اٹھا تو شہید کربلا تھا۔

آیا تو معاویہؓ تھا ..... اٹھا تو جنت کا وارث بن گیا۔

آئے تو عرب کے عام لوگ تھے۔ اٹھے تو قرآن کی زبان میں جنت ان کو تلاش کرتی تھی۔ یہی ہے اس کا مطلب۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا انقلاب برپا کیا کہ ساری کائنات مل کر اس مشن اور انقلاب کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

مصائب ایمان کی دلیل:

نماز عشاء کے بعد ایک صحابی نے اپنی بیوی سے کہا کہ پانی لاؤ وہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ بیوی پانی لائی۔ جب بیوی نے اس کو پانی دینا چاہا تو وہ سویا ہوا تھا۔ بیوی نے پیالے میں پانی لیا اور ساری رات سرہانے کھڑی رہی۔ جب تہجد کے وقت اس کی آنکھ کھلی تو اس نے کہا تو سوئی نہیں ہے؟ اس نے کہا کہ میں کیسے سوتی آپ کا حکم تھا۔ میں تو ساری رات پانی لیے کھڑی رہی ..... اور میں کیسے سوتی؟ پیغمبر انقلاب کا حکم تھا کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے کہے کہ ایک پہاڑ اٹھا کر دوسرے پہاڑ پر رکھ دو۔ اگرچہ وہ اٹھا کر نہ رکھ سکے مگر تیار ہو جائے ..... اب پانی کا پیالہ تھا اور آپ سو رہے تھے۔ اگر آپ کو رات کے وقت جاگ آتی اور پانی کی ضرورت ہوتی اور میں نہ ہوتی تو کل قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیتی؟ اور آج بھی پیغمبر مجھ سے پوچھیں تو میں کیا جواب

دوں گی؟

اس شخص نے کہا کہ میں نے زندگی بھر ایسی عورت دیکھی ہے نہ سنی ہے۔ آج میں تجھ سے اتنا خوش ہوں کہ آج جو کچھ تو مجھ سے مانگے گی۔ میں تجھ کو دوں گا۔ بیوی نے کہا کہ اللہ کا دیا ہوا اور تمہارا لایا ہوا بہت کچھ ہے۔ کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اس صحابی نے کہا نہیں! تو ضرور مانگ..... آج جو کچھ تو مجھ سے مانگے گی میں تجھ کو دوں گا۔ تو بڑی خدمت گزار اور وفا شعار عورت ہے۔ عورت نے تین مرتبہ کہا کچھ نہیں چاہیے لیکن خاوند نے بہت اصرار کیا تو عورت نے کہا کہ اگر تو دینے پر آیا ہے تو مجھے طلاق دے دے مجھے چاہیے تو کچھ نہیں مگر جب تو دینے ہی پر آیا ہے تو طلاق دے دے۔

وہ حیران ہوا اور اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی کہ ایسی وفادار عورت اور میں طلاق دوں۔ اس نے کہا کہ اچھا میں طلاق تو دے دیتا ہوں۔ لیکن ایک شرط ہے شرط یہ ہے کہ ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں ہی ہیں۔ ابھی ہم چلتے ہیں اور نماز فجر کے بعد ہم دونوں سارا واقعہ سناتے ہیں۔ جو فیصلہ تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں۔ وہ تجھے بھی منظور ہے اور مجھے بھی منظور ہے۔

اس عورت نے کہا ٹھیک ہے۔ ان دونوں میاں بیوی کا مکان مدینہ سے باہر مقام سخ پر تھا۔ نماز فجر کے بعد دونوں میاں بیوی دربار رسالت میں فیصلہ کرانے کے لیے روانہ ہوئے راستے میں میاں کا پاؤں پھسلا اور گڑھے میں گر گئے اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔

اس عورت کے پاس چادر تھی اس نے اس چادر کے ذریعے خاوند کو نکالا اور چادر کا ایک حصہ پھاڑ کر پٹی باندھی، پٹی باندھنے کے بعد خاوند نے کہا میں اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلتا ہوں اور عورت کہتی ہے نہیں اب ہم واپس چلتے ہیں۔ خاوند نے کہا کہ ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے۔ لیکن عورت کہتی ہے نہیں اب واپس جاتے ہیں۔ خاوند کہتا ہے کہ مجھے ٹانگ کا اتنا دُکھ نہیں جتنا تیرے طلاق مانگنے کا ہے۔ عورت نے بڑا عجیب جواب دیا کہ اب مجھے طلاق کی ضرورت نہیں خاوند نے کہا اچھا ذرا یہ بتاؤ پہلے تو طلاق لیتی تھی اور اب نہیں لیتی یہ کیا بات ہوئی؟

مانسہرہ کے نوجوانو! سپاہِ صحابہ کے رضا کارو! اہل سنت کے جوانو! اس عورت کا

جواب سنو! اور دیکھو کہ انقلاب کیسے آیا ہے؟ تبدیلی کیسے آئی ہے؟ اس عورت نے کہا میرے کانوں نے یہ فرمانِ نبویؐ سنا ہے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس آدمی پر زندگی بھر کوئی تکلیف نہ آئی ہو اس کے ایمان میں شک ہے۔

مجھے تیرے نکاح میں آئے ہوئے پندرہ سال ہو گئے میں نے تجھ پر کبھی کوئی تکلیف نہیں دیکھی۔ میں نے کہا کہ اس کے ایمان میں شک ہے۔ اس لیے میں نے طلاق مانگی اب تیرا پاؤں پھسلا اور ٹانگ میں زخم آ گیا۔ اب ایمان مکمل ہو گیا..... یہ انقلاب ہے، یہ تبدیلی ہے۔

مسلمانو! صحابیہ عورت کا ایمان دیکھو! میری اور تمہاری عورتوں کا ایسا ایمان ہے؟ کہ اتنا بڑا فیصلہ کیا اور کہا مجھے طلاق چاہیے۔ خاوند کو چوٹ لگ گئی تو کہا مجھے طلاق نہیں چاہیے۔ یہ انقلاب ہے یہ تبدیلی ہے۔

صحابہ کرام کا دنیا میں آنا انقلاب ہے، تبدیلی ہے.....

اور بھی پیغمبر دنیا میں آئے، بہت آئے، مگر کسی پیغمبر کا صحابی صدیق جیسا نہیں ہے۔

کسی پیغمبر کا صحابی عمرؓ جیسا نہیں ہے۔

کسی پیغمبر کا صحابی عثمانؓ اور علیؓ جیسا نہیں ہے۔

کسی پیغمبر کی صحابیہ صفیہ جیسی نہیں تھی۔

کسی پیغمبر کی صحابیہ حضرت اماں عائشہؓ جیسی نہیں تھی۔

اس لیے مجھے کہنے دو یہ پیغمبر انقلاب ہے، یہ تبدیلی ہے۔

کائنات کے ہر رنگ میں تبدیلی ہے.....

عرش و فرش میں تبدیلی ہے.....

مکے اور مدینے میں تبدیلی ہے.....

اور یہ تبدیلی صرف فاران کی چوٹیوں پر نہیں آئی.....!!

یہ تبدیلی افریقہ کے جزیروں میں بھی آئی.....

افغانستان کے پہاڑوں میں بھی آئی.....

یہ تبدیلی مکران کے ساحل پر بھی آئی ہے.....
یہ تبدیلی مصر کے ریگزاروں پر بھی آئی ہے.....
یہ تبدیلی چین کے دروازے پر بھی آئی ہے.....
یہ تبدیلی سندھ میں بھی آئی ہے.....
یہ تبدیلی پاکستان میں بھی آئی ہے۔
نبی ﷺ کا ایمان پہنچا یا نہیں پہنچا؟
نبی کا دین پہنچا یا نہیں پہنچا؟
یہ تبدیلی پوری کائنات میں آئی ہے۔
یہ تبدیلی ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرام کے قدموں کے طفیل آئی ہے۔

یہ پیغمبر انقلاب ہے کہ جس کے انقلاب نے دنیا کی دو بڑی سلطنتوں قیصر و کسریٰ کو تبدیل کر ڈالا کہ چند عرب کے بدوؤں نے قیصر کا سر کاٹا' کسریٰ کا سر کاٹا اور یزدجرد کے ٹکڑے کیے اور چند لوگوں نے افریقہ کے جزیروں میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین پہنچایا۔ یہ پیغمبر انقلاب ہے۔

فاران کی چوٹیوں سے جو انقلاب پھوٹا تھا وہ یہاں تک پہنچا.....
مانسہرہ کے پہاڑوں تک پہنچا.....
افغانستان کی وادیوں تک بھی پہنچا.....
افریقہ کے جزیروں تک بھی پہنچا.....
مکران کے ساحل تک بھی پہنچا.....!!

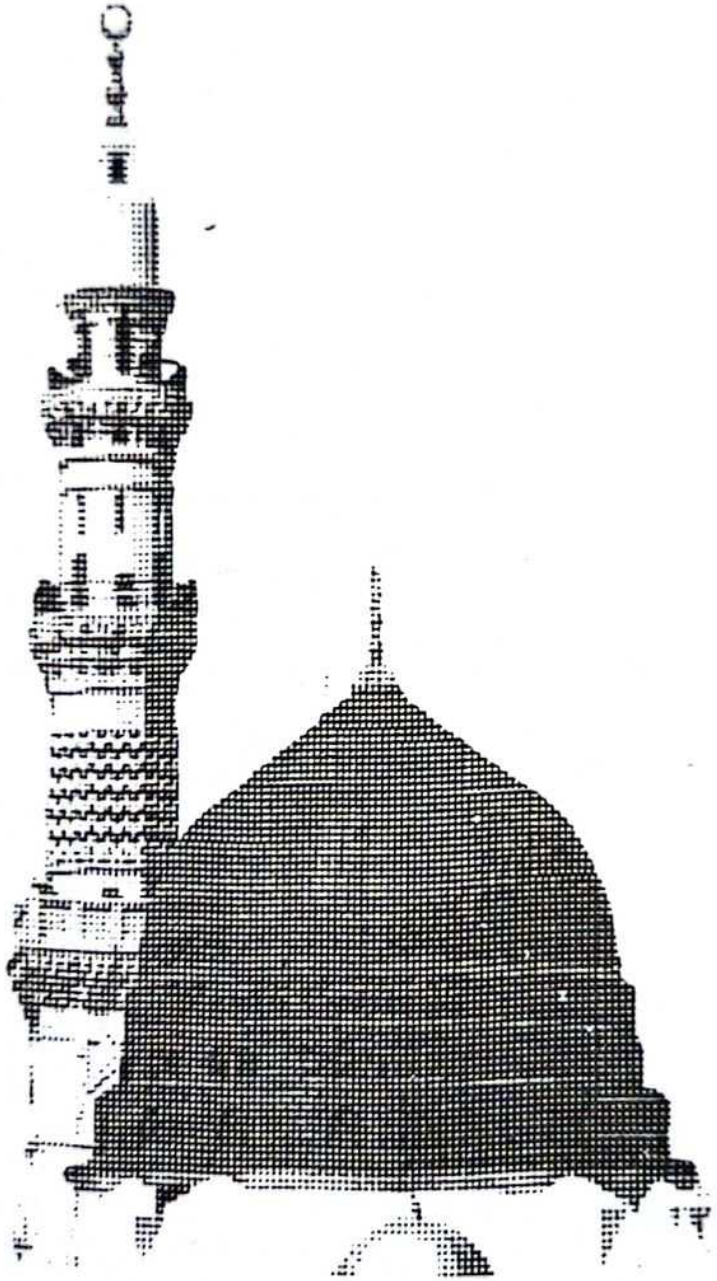
اور ایک ایک بستی میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر اور اللہ کا قرآن لے کر صحابہ کرام ایسے پہنچے کہ.....
بادشاہوں سے ٹکرائے.....
چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے آ کر بھی نبی کا پیغام نہیں چھوڑا.....

اُبلتی ہوئی دیگوں میں گر کر بھی نبی کا پیغام نہیں چھوڑا.....
دہکتے ہوئے انگاروں پر لیٹ کر بھی نبی کا پیغام نہیں چھوڑا.....
چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے اپنا سر کٹا کر بھی نبی کا پیغام نہیں چھوڑا.....
بیویوں کو بیوہ کرا کر بھی نبی کا پیغام نہیں چھوڑا.....
بچے یتیم ہو گئے۔ نبی کا پیغام نہیں چھوڑا.....!!

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین ٥



محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

لقد من الله على المومنين اذ بعث فيهم رسولاً من انفسهم يتلوا عليهم آيٰته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلالٍ مبين o

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ o

محسن انسانیت ﷺ

☆☆☆

سر سے لیکر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
جیسے منہ سے بولتا قرآن وہ تقریر ہے
سوچتی ہے ساری دنیا مصطفیٰؐ کو دیکھ کر
کیسا ہو گا وہ مصور جس کی یہ تصویر ہے

☆☆☆

تمہید:

میرے واجب الاحترام، قابل صد احترام علماء کرام! حضرت مولانا حافظ صدیق صاحب، مولانا اشرف علی صاحب اور علاقہ بھر کے آئے ہوئے علماء کرام، اکابرین، پنڈی گھیپ ضلع اٹک کے غیور مسلمانو!

آج ۱۱ ستمبر ۱۹۹۵ کی یہ رحمت دو عالمؐ کانفرنس جو اس عظیم الشان جامع مسجد میں منعقد ہو رہی ہے جس میں آپ کی شمولیت باعث سعادت ہے۔

کمالاتِ پیغمبرؐ کے لامتناہی سلسلے:

میرے بھائیو! باقی ہر موضوع پر آدمی اپنی مرضی سے عنوان اختیار کر کے گفتگو کر سکتا ہے۔ لیکن جب حضورؐ کی سیرت طیبہ کا عنوان سامنے آتا ہے۔ تو ایک خطیب اور

مقرر کے لیے یہ بات نہایت قابل غور ہوتی ہے کہ وہ حضورؐ کا حسن اور کمالات کا نقطہ کہاں سے شروع کرے؟

میرے بھائیو! حضورؐ کی شان ایک اتھاہ سمندر ہے۔ حضورؐ کی سیرت ایک گہرا اور عمیق دریا ہے۔ حضورؐ کے کمالات لامتناہی ہیں۔ حضورؐ کی شان کے سینکڑوں، ہزاروں پہلو ہیں۔ حضورؐ کی شان کہاں سے بیان کی جائے؟ کسی خطیب..... ادیب..... مفکر..... مقنن..... مدبر..... امام..... پیشوا..... مورخ..... مفسر..... محدث کی زبان سے نبیؐ کی شان بیان کی جائے۔ یہ علیحدہ عنوان ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ آج میں پیغمبرؐ کی شان اپنی زبان میں بیان نہ کروں بلکہ صرف خدا کی زبان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کروں۔ حضورؐ کا حسن بیان کریں یا سیرت بیان کریں یا کمالات بیان کریں پیغمبرؐ کا اعزاز کہاں سے شروع کریں؟ ایسے کمالات کے لامتناہی سلسلے میں ایک انسان کہاں سے بات شروع کرے۔

سیرتِ پیغمبرؐ اور حضرت عائشہ کا فرمان:

میرے بھائیو!

قرآن میں حضورؐ کی شان کے ہزاروں عنوانات ہیں۔

لوگوں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ حضورؐ کی شان بیان کرو۔ تو انہوں نے فرمایا کہ قرآن نہیں پڑھتے؟ لوگوں نے کہا کہ قرآن پڑھتے ہیں۔ تو عائشہؓ نے فرمایا کہ:

کان خلقه القرآن.....

قرآن کھولو قرآن کے ہر صفحے پر حضورؐ کا حسن بکھرا ہوا ہے۔

سیرت کے مختلف پہلو:

میرے بھائیو..... حضورؐ دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے۔ تو سیرت کا یہ علیحدہ ایک عنوان ہے کہ نبی کے آنے سے پہلے کی نبی کی سیرت کیا ہے؟ حضورؐ دنیا میں تشریف

نہیں لائے تھے۔ تو سیرت کا عنوان کیا ہے؟ حضورؐ آئے تو کیا ہے؟ حضورؐ مکے میں ہیں تو مکے کی سیرت کیا ہے؟ حضورؐ مدینے میں تھے تو مدینے کی سیرت کیا ہے؟ حضورؐ بدر میں..... احد میں..... خیبر میں..... حنین میں..... تبوک میں..... ذوالعشیرہ میں کہاں کہاں پہنچے، ہر قدم پر..... ہر علاقے میں..... ہر بستی میں نبی کی شان علیحدہ ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ قرآن پاک سے اللہ تعالیٰ کی وہ حسن نظر خلاق عالم کا انداز جو تاجدار رسالت کے حسن کا نقشہ کھینچنے کے لیے کافی ہے اس کا ذکر کروں گا۔

نیکی کر دریا میں ڈال :

میرے بھائیو! عام طور پر ایک آدمی کہتا ہے کہ کسی پر اگر کوئی احسان کرے تو اسے جتلایا نہ جائے۔ تم کسی پر احسان کرتے ہو تو کیوں جتلاتے ہو؟

نیکی کر دریا میں ڈال

احسان کرو اور چھوڑ دو۔ اس بات کو کوئی آدمی اچھا نہیں سمجھتا کہ بار بار احسان کرے اور جتلائے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھو قرآن پاک سارا بھرا پڑا ہے۔ انسان کے لیے سب سے زیادہ قیمتی چیز کون سی ہے؟

سب سے.....قیمتی چیز:

انسان کے لیے زیادہ قیمتی چیز کون سی ہے؟ اس کی زندگی کی بقا کے لیے۔ آپ بتائیں؟ (ہوا) اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ وہ مفت دے دی۔ اس کا کوئی پتہ نہیں۔ جس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی وہ سب سے زیادہ دے دی۔ اگر اللہ تعالیٰ ہوا کے پیسے لگا دیتا تو کوئی EFFORT کر سکتا تھا؟ وہ ہوا کسی ایک آدمی کے لیے موقوف نہیں۔ ہوا عام کر دی۔ انسان نے اس سے زندہ رہنا ہے اسے عام کر دیا۔

حتیٰ کہ باپ کو بھی اختیار نہیں دیا کہ بیٹے کو ہوا سے روک دے۔ بلکہ باپ

علیحدہ ہوا حاصل کر رہا ہے اور بیٹا علیحدہ ہوا حاصل کر رہا ہے۔ سب سے قیمتی چیز ہوا ہے اور اللہ نے وہ عام کر دی۔

دوسرے نمبر پر پانی ہے وہ بھی عام کر دیا۔ لیکن آپ پورا قرآن کھولیں کہ جس چیز کے بغیر تو ایک قدم بھی نہیں چل سکتا وہ تجھے مفت میں دے دی لیکن کہیں احسان نہیں جتلایا۔

بھولا بھالا انسان:

قرآن پاک کھولو قرآن پاک کہتا ہے کہ میں نے یہ ساری چیزیں، تیرے لیے مسخر کر دیں۔

لیکن انسان اتنا بھولا بھالا ہے اور انسان اتنا نابنجار ہے اور انسان اتنا لاعلم اور جھگڑالو ہے اور انسان کتنا خواہشات کا پیروکار ہے کہ اس پروردگار نے ایک چیز کو انسان کا نوکر بنایا یہ انسان اس کو پوجنے لگ گیا۔

اللہ نے سورج کو انسان کا نوکر بنایا اور قرآن میں کہا کہ سورج تیرا نوکر ہے، لیکن انسان سورج کو سجدے کرنے لگ گیا۔

اللہ نے فرمایا کہ یہ چاند بھی تیرا غلام ہے۔ انسان چاند کو سجدے کرنے لگے گیا۔

اللہ نے فرمایا کہ یہ ستارے بھی تیرے نوکر ہیں۔ تو کبھی ستاروں کو سجدہ کرنے لگ گیا۔

اللہ نے فرمایا کہ یہ پہاڑ بھی تیرے غلام ہیں تو کبھی پتھروں کو سجدہ کرنے لگ گیا۔

اللہ نے فرمایا کہ یہ درخت بھی تیرے غلام ہیں تو کبھی درختوں کو سجدہ کرنے لگ گیا۔

اللہ نے فرمایا کہ یہ گائے اور بھینس بھی تیرے نوکر ہیں۔ تو انسان اتنا بھولا بھالا ہے کہ کبھی گائے کو خدا کہنے لگا اور کبھی گائے کا پیشاب پینے لگ گیا۔

انسان کتنا بھولا بھالا ہے کہ جو چیز تیری غلام بنا کر بھیجی گئی۔ اس چیز کو سجدہ کر رہا ہے۔ اس کو خدا سمجھ رہا ہے۔ یعنی آسمانوں کا جو سورج ہے وہ تیری نوکری کر رہا ہے۔ وہ تیری چاکری کر رہا ہے۔ وہ تیری خدمت پر مامور ہے۔ وہ تیرا طواف کر رہا ہے۔ پوری

دنیا کا، انسانوں کا وہ سورج طواف کر رہا ہے۔ سورج جو طواف دنیا کا کرتا ہے وہ بھی طواف نہیں کرتا، پتھر کا طواف نہیں کرتا۔ اے انسان وہ تیرا طواف کرتا ہے۔

انسان کے نوکر:

چاند تیرا طواف کر رہا ہے۔ ستارے تجھے روشنی بخش رہے ہیں۔ چاند تجھے روشنی بخش رہا ہے کہ جس پروردگار نے چاند کو تیرا نوکر بنایا ہے اور تجھے چاند سے روشنی عطا کی اور تجھے سورج سے روشنی عطا کی۔ اس نے کہیں بھی قرآن پاک میں نہیں کہا کہ یہ دیکھو میں نے تمہیں چاند دیا۔ (احسان نہیں جتلایا۔) تیرے اوپر احسان کیا۔

سورج میں نے تجھے دیا احسان کیا.....

اور ستارے میں نے تیرے نوکر بتائے' احسان کیا.....

اور میں نے پتھر اور پہاڑ بنائے۔ احسان کیا.....

میں نے زمین پانی کے اوپر بنائی احسان کیا.....

میں نے دریا بنائے احسان کیا۔

آپ پورا قرآن کھول جائیں کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے احسان نہیں جتلایا ہے۔

۱۸ ہزار مخلوقات:

حتیٰ کہ اے انسان اللہ نے تجھے پیدا کیا ہے۔ تجھے پیدا کہاں کیا؟ ۱۸ ہزار مخلوقات اللہ نے دنیا میں پیدا کیں اور ۱۸ ہزار مخلوقات کو پیدا کرنے کے بعد قرآن میں فرمایا کہ جانور پیدا کئے..... چرند پیدا کیے۔ جمادات، حیوانات، نباتات ہر چیز کو پیدا کیا، یہ میری مخلوقات ہیں۔

زمین کے نیچے علیحدہ مخلوقات ہیں.....

پانی کے اندر اور مخلوقات ہیں.....

آسمان پر اور مخلوق ہے..... فرشتوں پر اور مخلوق ہے.....

فرشتوں کی اور مخلوقات ہیں.....

درختوں کی مخلوقات ہیں.....

ذروں میں مخلوقات ہیں.....

پہاڑوں میں مخلوقات ہیں.....

ذرے ذرے میں مخلوقات ہیں.....

سمندروں میں مخلوقات ہیں.....

دریاؤں کی تہوں میں مخلوقات ہیں.....

زمین کے ذروں میں مخلوقات ہیں.....

مشرق ومغرب میں مخلوقات ہیں.....

شمال وجنوب میں مخلوقات ہیں اور جہاں سورج طلوع ہوتا ہے وہاں میری مخلوق ہے..... جہاں سورج غروب ہوتا ہے وہ میری مخلوق ہے۔

ساری کائنات میں سورج نوکر بن گیا۔ یہ میری مخلوق ہے۔ ۱۸ ہزار مخلوقات میں نے پیدا کی ہیں۔ لیکن میں نے قرآن میں کہہ دیا۔

وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ

کہ ساری مخلوقات کا سردار، اے انسان میں نے تجھے بنایا۔

انسان مخلوقات کا سردار :

۱۸ ہزار مخلوقات پیدا کر کے تجھے ساری مخلوقات کا سردار بنایا۔ ایک سو اونٹ جا رہا ہے، اونٹ کتنا بڑا جانور ہے اور ایک سات آٹھ سال کا بچہ پہلے اونٹ کی نکیل پکڑ کر سو اونٹوں کو لے جا رہا ہے کبھی تو نے نہیں دیکھا کہ تجھے اللہ نے کتنی عقل بخشی ہے کہ سو اونٹوں کو ایک بچہ ہانک کر لے جا رہا ہے۔ بھینسوں کو ہانک کر بچہ لے جا رہا ہے اور کارخانہ چل رہا ہے تو نے ایک بٹن دبایا روشنی ہوگئی ایک بٹن دبایا کارخانہ چل پڑا۔ یہ تجھے اللہ نے عقل بخشی ہے۔ ۱۸ ہزار مخلوقات پیدا کر کے اللہ نے احسان نہیں جتلایا۔

انبیاء بھیج کر احسان نہیں جتلایا :

تو اس پر غور کر کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو میں نے بھیجا.....

کنعان کی بستی میں نبی بھیجا تم پر احسان نہیں جتلایا۔

بابل کی بستی میں نبی بھیجا تم پر احسان نہیں جتلایا۔

یونس کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا احسان نہیں جتلایا۔

آدم کو اپنا خلیفہ بنایا احسان نہیں جتلایا۔

نوح کو طوفان سے بچایا احسان نہیں جتلایا۔

یعقوب کو ۴۰ سال رلا کر بیٹا لوٹایا احسان نہیں جتلایا۔

یوسف کو کنوئیں سے نکال کر مصر کے تخت شاہی پر بٹھایا احسان نہیں جتلایا۔

ابراہیم کو آگ سے نکالا احسان نہیں جتلایا۔

ابراہیمؑ کو تاج نبوت دیا احسان نہیں جتلایا۔

اسماعیل کے گلے پر چھری نہیں چلی اور اس کو تاج نبوت عطا کیا احسان نہیں جتلایا۔

موسیٰ کو فرعون کے مقابلے میں فتح عطا کی احسان نہیں جتلایا۔

عیسیٰ کو جیل سے نکالا احسان نہیں جتلایا۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں نے تیری ہدایت کے لیے تیرے دروازوں پر بھیجے انہوں نے تیرے دروازے کھٹکھٹائے۔ اے انسان تو بھولا بھالا تھا۔

اے انسان! تو نے میرے پیغمبروں کو دھکے دیئے۔ میں نے پھر بھی تجھے کچھ نہیں کہا۔ تو نے میرے پیغمبروں کو ذبح کیا میں نے پھر بھی تجھے کچھ نہ کہا۔ تو نے میرے پیغمبروں کو مارا میں نے پھر بھی تجھے کچھ نہ کہا۔ پیغمبر تیرے دروازے پر تیری ہدایت کے لیے کاسہ گدائی لیکر پھرتے رہے۔ لیکن پھر بھی میں نے تجھے کچھ نہ کہا۔

تجھے مخلوقات کا سردار بنائے رکھا تجھ پر احسان کیا اور تو دیکھتا نہیں ہے کہ زمین

کے اندر جتنی پیدائش ہو رہی ہے یہ ساری تیرے لیے ہے۔

زمین تیرے لیے..... پھل تیرے لیے..... انگور تیرے لیے..... انار تیرے لیے..... سبزے تیرے لیے۔

تو ننگا پیدا ہوا..... تجھے کپڑا دیا..... احسان نہیں جتلایا۔

تو بھوکا تھا تجھے روٹی دی..... احسان نہیں جتلایا۔

تجھے عقل دی..... احسان نہیں جتلایا۔

تیرا چہرہ حسین وجمیل بنایا..... احسان نہیں جتلایا۔

تجھے گورا اور کالا بنایا..... احسان نہیں جتلایا۔

تجھے ماں، بہن، بیٹی، بیوی عطا کی..... احسان نہیں جتلایا۔

تجھے بچے عطا کیئے..... احسان نہیں جتلایا۔

تو کبھی محل میں رہتا ہے اور کبھی کوٹھی میں رہتا ہے احسان نہیں جتلایا۔ اور تو نے کبھی دیکھا ہے، کیڑے مکوڑوں کو دیکھا ہے کبھی مخلوقات اور دوسری چیزوں کو دیکھا ہے کہ ان کا کوئی مکان نہیں ان کی کوئی سرداری نہیں، ان کی کوئی عظمت نہیں..... لیکن میں نے تجھ پر احسان کر کے احسان نہیں جتلایا۔ تجھے احسان جتلا کر میں نے یہ کہا۔

من قتله قتل الناس جميعاً.....

''ایک انسان کو قتل کرنا ساری انسانیت کو قتل کرنا ہے۔''

ایک آدمی کو زندگی بخشنا ساری انسانیت کو زندگی بخشنا ہے۔ اے انسان میں نے تجھے قدرت میں کتنے احسانات عطا کیئے۔

تجھے اعلیٰ بنایا..... ارفع بنایا..... عظیم بنایا..... نبی تجھ میں بنائے..... ولی تجھ میں بنائے..... قطب تجھ میں بنائے..... ابدال تجھ میں بنائے..... ولایت کے تاجدار تجھ میں بنائے۔

قرآن کہتا ہے کہ سب کچھ میں نے تیرے قدموں میں رکھ دیا اور تجھ پر احسان

نہیں جتلایا۔ یہ میری قدرت ہے۔ یہ میری رحمت ہے..... یہ کائنات میں میرا حسن انتخاب ہے۔ اے انسان تو کبھی غور تو کر! میں نے سب کچھ تجھے عطا کر کے کبھی احسان نہیں جتلایا۔ تو نافرمانی کرتا رہا اور میں احسان کرتا رہا اور لیکن جتلایا نہیں یہ میری نیکی ہے میرا احسان ہے۔ لیکن میں نے کبھی نہیں جتلایا۔

لیکن میری قدرت میں میری الوہیت میں میری ربوبیت اور میری قدوسیت میں ایک ایسا موقع بھی آیا کہ مجھے احسان جتلانا پڑا۔ میری قدرت میں ایک ایسا موقع آیا کہ میں نے آدم سے عیسیٰ تک پیغمبر بھیجے احسان نہیں جتلایا۔ کائنات کا سارا حسن تجھے دیا۔ میں نے احسان نہیں جتلایا۔ تجھے اتنی قدرتیں، رفعتیں اور بلندی بخشی احسان نہیں جتلایا۔ بادشاہ، روساء اور فقیر بنائے احسان نہیں جتلایا۔

دُنیا کا نظام:

یہ میں نے دنیا کا نظام بنایا اس پر غور کرو کہ اگر کوئی آدمی فقیر ہے تو وہ فقیری میں خوش ہے۔

غریب ہے تو غربت میں خوش ہے۔

ایک آدمی جھونپڑی میں بیٹھا ہوا ہے تو وہاں خوش ہے.....

ایک آدمی محل میں بیٹھا ہوا ہے تو وہاں خوش ہے.....

ایک آدمی سائیکل پر جا رہا ہے تو وہاں خوش ہے۔

ایک آدمی کار میں بیٹھا ہوا ہے تو وہاں خوش ہے۔

جو سائیکل پر جا رہا ہے وہ سائیکل اس لیے نہیں پھینکتا کہ مجھے سائیکل دیا اس کو کار کیوں دی؟ ایسے نہیں کہا بلکہ جو آدمی سائیکل پر جا رہا ہے وہ بھی ٹھاٹھ سے جا رہا ہے جو کار پر جا رہا ہے وہ بھی ٹھاٹھ سے جا رہا ہے۔ میں نے تو قرآن میں اصول بنا کر بتا دیا۔

کل حزب بما لدیھم فرحون.

ہر آدمی اپنی اپنی جگہ پر خوش ہے۔ اپنے اپنے حسن پر خوش ہے۔

آدمی ایک کالے رنگ کا ہے وہ اس کالے رنگ میں خوش ہے۔ ایک حسین ہے وہ حسن پر خوش ہے۔ ایک چھوٹا ہے وہ چھوٹا ہونے پر خوش ہے۔ ایک انگریز ہے، وہ انگریز ہونے میں خوش ہے ایک پنجابی، بنگالی چینی جاپانی، روسی ہے۔

غریب ہو کر خوش ہے..... امیر ہو کر خوش ہے..... بڑا ہو کر خوش ہے..... جھونپڑی کا مالک خوش ہے..... کارخانہ دار ہو کر خوش ہے..... کوئی مدرسے میں پڑھا ہوا ہے تو وہ خوش ہے..... کوئی آکسفورڈ میں پڑھا ہے تو وہ خوش ہے کوئی کیمبرج کا فارغ ہے تو وہ خوش ہے..... کوئی سکول میں پڑھتا ہے تو وہ خوش ہے۔

کل حزب بما لدیھم فرحون.

یہ ساری میری قدرتیں ہیں۔ میں نے تمام مخلوقات کو اے انسان تیرا ملازم بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ میں نے ساری چیزوں کو تیرا غلام بنا کر بھی کبھی احسان نہیں جتلایا۔ تجھے کتنا خوش رکھا، تجھے کتنی نعمتیں عطا کیں میں نے کبھی بھی تجھ پر کوئی احسان نہیں جتلایا۔

اللہ کے خزانے کا قیمتی گوہر:

لیکن میرے خزانے میں ایک ایسی چیز تھی۔ جس کو میں نے دنیا میں بھیجا۔ اس عظمت کو میں نے تیرے دروازے پر رکھا اس گوہر کو میں نے تیرے دروازے پر رکھا اور جب تجھے اس کے حسن سے سرفراز کیا گیا تو اس عظمت کو میں نے تیرے دروازے پر بھیجا۔ جب کائنات کی سب سے مقدس چیز کو میں نے تیرے حوالے کیا تو پھر میری قدرت نے بھی کہا کہ اب میرا تجھ پر احسان ہے۔

دیکھو! ہوا سب سے قیمتی چیز تھی۔ تیری زندگی کی بقاء کے لیے وہ تجھے دیکر احسان نہیں جتلایا..... پانی قیمتی تھا..... وہ دیکر احسان نہیں جتلایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کائنات نامکمل:

لیکن میرے خزانے میں ایک ایسی چیز تھی کہ جب میں نے وہ چیز تمہیں عطا کی تو وہ میرے

خزانے میں بھی ایک تھی۔ جب میں نے تیرے درمیان میں اس پیغمبر کو بھیجا تو مجھے احسان جتلانا پڑا اور مجھے کہنا پڑا۔

لقد من اللّٰہ علی المومنین اذبعث فیھم رسولا.

اے اٹھارہ ہزار مخلوقات کے سردار! اے انسان! محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے تجھ میں بھیجا تجھ پر میرا احسان ہے۔

آمنہ کے لال کو تجھ میں بھیج کر احسان جتلایا اور اسی کو شاعر نے کہا۔

بدلا ہوا تھا رنگ گلوں کا ترے بغیر
اک خاک سی اڑی ہوئی سارے چمن میں تھی

آقا کا آنا احسان خداوندی:

لقد من اللّٰہ علی المومنین اذبعث فیھم رسولا.

نبی کا آنا احسان خداوندی ہے۔ نبی کا دنیا میں بھیجنا اللہ کا احسان ہے۔

پیغمبرؐ کا وجود دنیا میں احسان ہے۔ نبیؐ کی عظمت احسان ہے۔ تمہارے اندر اپنا رسولؐ بھیجا اللہ کا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو جنوں میں بھیج سکتا تھا۔ اپنے رسول کو فرشتوں میں بھیج سکتا تھا، لیکن اللہ نے فرمایا کہ نہیں میں نے اے انسان..... تیرے اندر اپنا محمدؐ بھیجا۔ یہ میرا احسان ہے۔ حضورؐ کا آنا انسانیت پر احسان ہے۔ حضورؐ کا مکے میں آنا احسان ہے۔ مدینے میں پہنچنا احسان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لیے نبی:

حضورؐ کا آنا احسان کیوں ہے اس لیے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو میں نے بھیجا۔

کسی نبی کو بستی کے لیے بھیجا.....

کسی کو شہر کے لیے بھیجا.....

حضرت ابراہیم کو کنعان کے لیے بھیجا.....

حضرت یونسؑ کو نینوا کے لیے بھیجا.....

کسی پیغمبر کو بابل کے لیے بھیجا.....

کسی نبی کو بنی اسرائیل کے لیے بھیجا.....

کسی کو دانیال کی قوم کے لیے بھیجا.....

کسی کو قوم ثمود کے لیے بھیجا.....

کسی کو قوم لوط کے لیے بھیجا.....

کسی کو قوم عاد کی طرف بھیجا.....!!!

ہر نبی کے لیے قوم کا اعلان کیا گیا۔ ہر نبی کے لیے بستی اور شہر کا اعلان کیا گیا، لیکن جب میرے محمدؐ کی باری آئی تو میں نے اپنے محمد مصطفیٰؐ کے لیے قوم کا لفظ نہیں بولا، بلکہ جس طرح میں نے اپنے لیے کہا..... برب الناس..... میں لوگوں کا رب ہوں۔ تو میں محمد مصطفیٰؐ کے لیے بھی کہتا ہوں کہ:

یاایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاًo

''اے ساری کائنات کے انسانو! میں تم سب کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''

رب العٰلمین فرماتے ہیں کہ جس طرح میں نے اپنے لیے جہانوں کا لفظ بولا۔ اے محمدؐ! تیرے لیے بھی جہانوں کا لفظ بولتا ہوں۔

جس طرح میں نے کہا کہ میں جہانوں کا رب ہوں۔ میرا نبیؐ تو جہانوں کا نبیؐ ہے۔ میں ساری کائنات کے لیے ہوں۔ میرے نبی تو بھی ساری کائنات کے لیے ہے۔ جس طرح میں ساری کائنات کا خالق ہوں، میرا محمدؐ بھی ساری کائنات کا رسولؐ ہے۔

نام خدا سے ملا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم):

جہاں جہاں میرا نام ہے وہاں وہاں تیرا نام ہے۔

جہاں جہاں میرا ذکر ہے، وہاں وہاں میرے محمد مصطفیٰ کا ذکر ہے۔

تم دیکھو.....!!

شمس وقمر میں میرا ذکر.....شمس وقمر میں تیرا ذکر!

شمال وجنوب میں میرا ذکر.....شمال وجنوب میں تیرا ذکر!

شجر وحجر میں میرا ذکر.....شجر وحجر میں تیرا ذکر!

عرش میں میرا ذکر.....عرش میں تیرا ذکر!

فرشتوں کی تسبیح میں میرا ذکر.....فرشتوں کی تسبیح میں تیرا ذکر!

زمین میں میرا ذکر.....زمین پر تیرا ذکر!

اس لیے حفیظ تائب نے کہا۔

تکبیر میں کلمے میں، نمازوں میں اذان میں
ہے نام الٰہی سے ملا نام محمدؐ
فرماتے تھے یہ آدم کہ مجھے خلدِ بریں میں
لکھا ہوا طوبیٰ پہ ملا نام محمدؐ
اسلام کی لذت تیرے عشاق سے پوچھو
جان آ گئی تن میں جو لیا نام محمدؐ

جہاں میرا نام ہوگا.....وہاں تیرا نام ہوگا۔

جہاں میری خدائی ہے.....وہاں تیری مصطفائی ہے۔

جہاں میری بات ہوگی.....وہاں تیری بات ہوگی۔

پیغمبرؐ کا احسان کس کس کیلئے؟

اس کائنات کے حسن کو دیکھو کہ کائنات کو بتایا۔ محفل کو سجایا گیا.....

واذاخذ الله میثاق النبیّین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمة.....یہ قران ہے۔

حضورؐ کا آنا کائنات کی ہر چیز کیلئے احسان ہے۔

مزدوروں کیلئے احسان ہے۔

کسانوں کیلئے احسان ہے۔

دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا کہ جس نے مزدوروں کیلئے کہا ہو.....

اعطو الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ.....

مزدور کو اس کی مزدوری اس کے پسینے خشک ہونے سے پہلے ادا کردو۔

میرے نبی کا آنا قیدیوں کیلئے احسان ہے۔

عورتوں کے لئے احسان ہے۔

بچوں کیلئے احسان ہے۔

جوانوں کیلئے احسان ہے۔

کائنات کی ہر چیز کیلئے احسان ہے۔

میرے بھائیو!

آپ قرآن پاک کھولو، قرآن میں رسول اللہ کا ایسے انداز میں تعارف ہوا ہے کہ کسی اور نبی کا تعارف کسی کتاب میں نہیں کرایا حضورؐ سے پہلے کتنی کتابیں ہیں ان کتابوں کو بھی دیکھو اور قرآن کو بھی دیکھو آپ معلوم ہوگا۔ کہ حضورؐ کا آنا بہت بڑا احسان ہے۔

آپ تورات کھولیں تورات کس طرح اتری ہے؟ جب تورات اترنے لگی تو موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ موسیٰ طور پہاڑ پر جاؤ وہاں جا کر 40 دن کا چلہ کرو۔ انہوں نے 40 دن کا چلہ کیا پھر کتاب ملی، انجیل اترنے کا وقت آیا عیسیٰ کو فرمایا کہ اپنے معبد خانے میں پابند ہو کر بیٹھو وہاں کتاب ملے گی۔ وہاں کتاب ملی۔

زبور اترنے کا وقت آیا حضرت داؤد کو اللہ نے فرمایا کہ داؤد جاؤ اپنے معبد میں بیٹھو باہر نہیں نکلنا باہر نکلو گے تو کتاب نہیں ملے گی۔ تو

داؤد کو کتاب لینے کیلئے بھیجا گیا۔

موسیٰ کو کتاب لینے کیلئے بھیجا گیا۔

عیسیٰ کو کتاب لینے کیلئے بھیجا گیا۔

لیکن جب میرے محمد مصطفیٰ کی باری آئی تو میرے محمد کو اللہ نے کتاب کے لیے نہیں بھیجا۔

میرا نبی مکے میں تھا.....قرآن مکے میں بھیج دیا۔

میرا نبی مدینے میں تھا.....قران مدینے میں بھیج دیا۔

میرا نبی پہاڑ پر تھا .....قرآن پہاڑ پر بھیج دیا۔

میرا نبی بازار میں تھا.....قرآن بازار میں بھیج دیا۔

میرا نبی غار میں تھا.....قرآن غار میں بھیج دیا۔

میرا نبی بدر میں.....قرآن بدر میں

میرا نبی احد میں.....قرآن احد میں

میرا نبی خیبر میں.....قرآن خیبر میں

میرا نبی تبوک میں.....قرآن تبوک میں

میرا نبی عشیرہ میں.....قرآن عشیرہ میں

حتیٰ کہ میرا نبی عائشہؓ کے بستر پر.....قرآن بھی عائشہؓ کے بستر پر

نبی کا آنا ساری کائنات کیلئے احسان ہے.....انسانیت کیلئے احسان ہے۔

نسبت کی حیثیت:

میرے بھائیو!

نسبت کیا ہے؟ خدا نے ان نسبتوں کو کچھ نہیں مانا۔

نبی کا باپ ہو.....

نبی کا رشتہ دار ہو.....

نبی کا بیٹا ہو.....

نبی کا چچا ہو.....

نبی کا بھتیجا ہو.....

نبی کی برادری ہو.....

نبی کے گھر میں رہتا ہو.....

نبی کے شہر میں رہتا ہو.....

نبی کی زبان جانتا ہو.....

یہ کوئی نسبت نہیں.....

اگر بیٹا ہونے کی نسبت کام آتی تو نوح کا بیٹا کبھی طوفان میں غرق نہ ہوتا اگر باپ ہونے کی نسبت کام آتی تو ابراہیم کا باپ کبھی جہنم میں نہ جاتا اور اگر چچا ہونے کی نسبت کام آتی تو ابولہب کو قرآن کبھی نہ کہتا.....

تبت یدا ابی لھب وتب

''ابولہب تو تباہ و برباد ہو جائے''

حسین و جمیل ہونا کوئی نسبت نہیں ہے۔

نبی کا چچا ہونا کوئی نسبت نہیں ہے۔

نبی کی ولادت پر خوشی کرنا ایمان کے مقابلے میں کوئی نسبت نہیں۔

نسبت کا مفہوم:

نسبت پیغمبر کیا ہے؟ نسبت پیغمبرؐ رشتہ داری نہیں ہے نسبت پیغمبرؐ ولادت کی خوشی نہیں ہے۔ نسبت پیغمبرؐ برادری نہیں۔ حسن و جمال نہیں۔ ولادت کی تعریف نہیں۔

اگر حضرت حسینؓ نبی کے نواسے تو ہوتے لیکن وہ صحابی نہ ہوتے تو کبھی آپ ان کی شان میں جلسے نہ کرتے.....

اگر نواسہ رسول، نواسہ رسول تو ہوتا لیکن پیغمبرؐ کا کلمہ نہ پڑھا ہوتا کبھی ہم ان کی شان میں جلسہ نہ کرتے۔

اگر فاطمۃ الزہراء نبی کی بیٹی تو ہوتی لیکن خدانخواستہ ان کے دل میں ایمان نہ ہوتا تو کبھی آپ بیٹی ہونے کی وجہ سے ان کی عظمت بیان نہ کرتے.....

علی المرتضیٰؓ پیغمبر کا بھائی تو ہوتا اگر خدانخواستہ علی المرتضیٰ صاحب ایمان نہ ہوتے تو کبھی ہم علی المرتضیٰؓ کی شان میں جلسہ نہ کرتے.....

رشتہ داری کوئی نسبت نہیں۔ بیٹا ہونا، باپ ہونا۔ بھتیجا ہونا، بھائی ہونا، شہری ہونا، برادری ہونا، قرابت ہونا کوئی نسبت نہیں ہے۔

آپ دیکھو کہ وہ ابولہب حضورؐ کا سگا چچا ہے۔ حضورؐ کی ولادت جب ہوئی تو سو اونٹ قربان کرنے والا ابولہب تھا۔ سو اونٹوں کو تقسیم کرنے والا ابولہب تھا۔ ولادت رسولؐ پر سب سے زیادہ خوشی کرنے والا ابولہب تھا۔ دیکھو نام ابولہب ہے۔ لیکن یہ خوشی اس کے کسی کام نہیں آئے گی۔

ابولہب کا قریشی ہونا کام نہیں آئے گا۔

میرے بھائیو!

لہب عربی میں شعلے کو کہتے ہیں۔ شعلے کا معنی بہت خوبصورت ''ابولہب خوبصورتی کا باپ'' اتنا خوبصورت کہ جس کے چہرے سے شعلہ نکلتا ہو۔ حسن کی لائٹیں نکلتی ہوں۔ لیکن جس کے چہرے سے حسن کی لائٹ نکل رہی ہے۔ اور وہ ولادت رسول پر خوشی بھی کر رہا ہے۔

پیغمبرؐ کو سینے سے بھی خوشی میں لگایا ہے۔

نبیؐ سے محبت بھی کی ہے۔

نبیؐ کی شان میں اشعار بھی کہے ہیں۔

لیکن وہی ابولہب ہے جس کو خود تیرا قرآن کہتا ہے..... ,,تبت یدآ ابی لھب وتب''

حسن ہونا کام نہ آیا.....

چچا ہونا کام نہ آیا.....

قریشی ہونا کام نہ آیا.....

کعبے کا طواف کام نہ آیا۔.....

مکے کی سرداری کام نہیں آئی' اتنی نسبتیں ہیں ان چیزوں میں سے ایک چیز بھی کام نہ آئی۔

حسین بھی تھا..... یہ کام نہ آیا۔

جمیل بھی تھا ..... یہ کام نہ آیا۔

چچا بھی تھا..... یہ کام نہ آیا۔

کعبے میں رہتا بھی تھا..... یہ کام نہ آیا۔

قریشی بھی تھا..... یہ کام نہ آیا۔

سردار بھی تھا..... یہ کام نہ آیا۔

ولادتِ رسول پر خوشی کرتا ہے..... کام نہ آیا

محمدؐ کو سینے سے لگاتا تھا..... کام نہ آیا۔

یہ پانچ نسبتیں بے جان ہو گئیں.....!!

نسبتِ سیدنا بلالؓ:

لیکن ایک ایسا آدمی ہے کہ جس میں یہ پانچوں نسبتیں نہیں لیکن وہ پیغمبرؐ کے اتنا قریب ہوا کہ دیکھو اس کا رنگ بھی کالا تھا.....

وہ قریشی بھی نہیں تھا.....

وہ عربی بھی نہیں جانتا تھا.....

وہ مکے میں کبھی آیا نہیں تھا.....

وہ نبی کا رشتہ دار بھی نہیں تھا.....

ولادت رسول پر اس نے کبھی خوشی بھی نہیں کی تھی.....

وہ حبشہ سے چل کر آیا تھا۔ اس کو رتبہ کتنا ملتا ہے کہ وہ بلالؓ ٹہلتا مکے کی گلیوں میں ہے اور قدموں کا کھٹکا جنت میں ہو رہا ہے۔

اصل نسبت:

نبیؐ کا آنا احسان ہے..... وہ کون سی چیز ہے۔ جو ان تمام نسبتوں پر حاوی ہے۔

وہ چیز ایک ہے اس کا نام ہے ''نسبت صحابیتؓ'' ابولہب نے نسبت صحابیت حاصل نہیں کی چچا تو رہا، قریشی تو رہا، حسین وجمیل تو رہا، سردار قریش بھی رہا۔ لیکن نسبت صحابیت نہ ملی تو قران نے ابی لہب وتب کہا۔

اصل چیز نبی کا رشتہ دار ہونا نہیں اصل چیز ہے نسبت صحابیت۔ وہ نسبت صحابیت روم کے صہیبؓ کو مل جائے تو جنت کا وارث بن جاتا ہے۔ اور وہ نسبت حبشے کے بلالؓ کو مل جائے تو کہا جاتا ہے۔

جآء سیدنا بلال .....

ہمارا سردار بلال آ گیا۔

وہ نسبت صحابیت خالد بن سعید کو مل جائے تو وہ جنت کا وارث بن جاتا ہے۔

سیدنا بلالؓ اور نسبت صحابیتؓ:

اس نسبت صحابیت کو دیکھو اور میرے رسول کو دیکھو کہ جب یہ نسبت حبشے کے بلالؓ کو ملی تو بلالؓ اتنا اونچا ہو گیا۔ کہ جب خانہ کعبہ فتح ہوا۔ تو حضورﷺ نے فرمایا بلال کعبے کی چھت پر چڑھ جا اور اذان دے۔ عرض کیا۔ اللہ کے رسول! کعبے کی چھت پر؟ فرمایا ہاں کعبے کی چھت پر چڑھ۔ کعبے کی چھت پر نبی کا کوئی رشتہ دار نہیں چڑھا کوئی عام سردار کعبے کی چھت پر نہیں چڑھا۔

کعبے کی چھت پر کالے رنگ کا بلال چڑھا اور جب جوتا اتارنے لگا تو حضورؐ نے فرمایا کہ جوتے سمیت چڑھ جا۔ رنگ کالا ہے، ہونٹ لمبے لمبے ہیں، لیکن اندر کیا ہے؟ نبی کی رشتہ داری نہیں ہے۔ پیغمبرؐ کی برادری نہیں، نبی کی قرابت داری نہیں ہے..... لیکن اندر نسبتِ صحابیت ہے تو رسول اللہ نے فرمایا کہ کعبے کی چھت پر جوتے سمیت چڑھ کر اذان دے۔ اور دنیا کو بتادے کہ جن کے اندر ,,نسبت صحابیت'' ہوتی ہے وہ اتنا اونچا شرف پا جاتا ہے۔ کہ کعبے کی چھت پر کھڑا ہوتا ہے۔ یہ ,, نسبتِ صحابیت'' ہے۔ اور یہ نسبت اتنی بلند ہے کہ کعبے سے بھی بلند ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ نسبت صحابیت'' کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ اور اسی وجہ سے
مجھے کہنا چاہیے کہ حضورؐ کا آنا احسان ہے

حضورؐ کی خدمت میں اونٹ کی شکایت:

بخاری شریف میں ہے کہ نبیؐ کے دروازے پر ایک اونٹ آیا اور سر رکھ کر
شکایت کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے بتایا ہے کہ یہ اونٹ اپنے مالک کی
شکایت کررہا ہے۔ یہ حضورؐ کا معجزہ ہے حضورؐ نے مالک کو بلا کر فرمایا اس کو چارہ کم دیتا ہے
اور کام زیادہ لیتا ہے آئندہ اس کو چارہ زیادہ ڈالا کر اور اس کے مطابق کام لیا کر مجھے بتاؤ
کہ میرے پیغمبرؐ کا آنا اس اونٹ کیلئے احسان ہے یا نہیں؟ (ہے) نبیؐ کا آنا احسان ہے۔

حضورؐ کی آمد عورتوں اور بچیوں پر احسان:

وہ عورت جس کو لوگ بازاری جنس سمجھتے تھے آج عورتیں کہتی ہیں آزادی ملنی
چاہیے۔ کیسی آزادی؟ رسول اللہؐ کے آنے سے پہلے تو تمہیں بازاروں میں فروخت کیا
جاتا تھا' تمہاری منڈیاں لگتی تھیں' روم اور ایران میں عورتوں کی منڈیاں لگتی تھیں۔ محمد مصطفیٰ
ہی وہ پیغمبرؐ تھا جس نے اعلان کیا کہ جو کسی عورت کو بری نظر سے دیکھے گا تو کل قیامت کے
دن اس کی آنکھوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا''۔

اے میری ماں اور بہن! وہ رسولؐ تیری عزت کا رکھوالا بن کر آیا اس لئے مجھے
کہنا چاہیے کہ نبی کا آنا احسان ہے عورتوں پر احسان ہے۔

بچیوں کو زندہ دفن کردیا جاتا تھا پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ''جو شخص دو بچیوں کی تربیت
کرکے، جوان کرکے ان کی شادیاں کردے گا میں محمدؐ اعلان کرتا ہوں کہ اس پر جنت
واجب ہوگئی'' نبی کا آنا احسان ہے۔

معجزۂ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور گھر میں تشریف فرما ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ نے آکر عرض کیا۔ حضرت! کچھ کھایا

پیا نہیں حضور نے فرمایا۔ کہ کیا ہوا؟ صدیقؓ و عمرؓ نے کہا کہ ہمارے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ کئی دن ہو گئے کچھ کھایا نہیں۔ نبیؐ نے فرمایا کہ تمہارے پیٹ پر ایک ایک پتھر ہے تمہارے نبی کے پیٹ پر دو پتھر ہیں۔ ایک صحابی نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں عصر کی نماز کے بعد حضرت مقداد بن اسودؓ کے گھر کے قریب سے گزرا۔ حویلی کا دروازہ کھلا تھا۔ میں نے دیکھا کہ کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا چلو مقداد ابن اسودؓ کے گھر چلتے ہیں۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ مقصد یہ تھا کہ کھجوروں کا ڈھیر ہے صحابہ نے کچھ نہیں کھایا چلو کھجوریں کھاتے ہیں۔

جس صحابی سے بے تکلفی ہوتی رسول اللہ اس کے گھر چلے جاتے۔ پیغمبرؐ نے آدھی رات کے وقت جا کر دروازہ کھٹکھٹایا' تو دروازے کے اندر سوراخوں سے مقدادؓ کی بیٹی نے دیکھا کہ دنیا کا سردار ہمارے دروازے پر ہے۔ پیغمبر کا چہرہ چمک رہا ہے۔ اس نے کہا کہ ابا جان! اٹھو دنیا کی دولت ہمارے دروازے پر آئی ہے تو والد نے پاؤں میں جوتا بھی نہیں پہنا۔ بھاگ کر آئے دروازہ کھولا فرمایا۔

فداک امی و ابی یارسول اللہؐ ..... !!

میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ چل کر آئے۔

حضورؐ نے فرمایا اے مقداد! ہم نے کچھ کھایا پیا نہیں۔ ہم نے کہا چلو مقدادؓ کے گھر کھجوروں کا ڈھیر ہے جا کر کچھ کھائیں گے۔ حضرت مقدادؓ نے جب یہ بات سنی تو آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ حضورؐ نے فرمایا مقدادؓ! کیوں روتے ہو؟ فرمایا کہ اس لئے روتا ہوں کہ آج آپ میرے گھر میں تشریف لائے اور اب میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

خبر گرم ہے آج ان کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

وہ کھجوروں کا ڈھیر تو ضرور تھا۔ نماز سے پہلے میں نے وہ ساری کھجوریں مدینہ کے فقیروں میں بانٹ دی ہیں اب تو میرے گھر میں ایک کھجور بھی نہیں ہے۔ روؤں کیوں

نہ کہ سب سے بڑی دولت میرے دروازے پر آئی ہے اور میرے پاس کھلانے کے لئے کچھ نہیں۔ پیغمبرؐ نے جب مقداد کی آنکھوں کے آنسوؤں کو دیکھا تو دریائے رحمت جوش میں آیا۔

بخاری شریف میں پیغمبرؐ کا یہ معجزہ موجود ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہاں کوئی کھجوروں کا درخت ہے؟ حضرت مقداد ابن اسودؓ نے عرض کیا کہ یہاں کھجور کا درخت تو کوئی نہیں صرف یہ ایک کھجور کا تنا ہے حضورؐ نے فرمایا کہ جاؤ یہ میری نبوت والی چادر اس کے نیچے رکھ کر کہو کہ محمد مصطفیٰ تجھ سے کھجوریں مانگتے ہیں۔

حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پیغمبرؐ کی چادر کو اٹھایا اور اس چادر کو اٹھا کر میں نے اس درخت کے نیچے رکھا اور میں نے حضورؐ کا سلام کہا، اس خشک تنے میں بہار آ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کھجوریں مانگتے ہیں اتنا کہنے کی دیر تھی کہ اس خشک تنے سے کھجوریں جھڑنے لگیں اور تھوڑی دیر کے بعد کھجوروں سے وہ ساری چادر بھر گئی، میں چادر اٹھا کر لے آیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ:

''اگر تو چادر کو نہ اٹھاتا، قیامت کی صبح تک دنیا دیکھتی کہ خشک تنے سے کھجوریں جھڑتی رہتیں۔''

حضورؐ کا آنا احسان ہے.....!!

معجزہ میں براہ راست دخل خدا کا ہوتا ہے

یہ حضورؐ کے معجزات ہیں اور کوئی شخص پیغمبرؐ کے معجزات کا انکار نہیں کر سکتا۔ معجزے میں دخل براہ راست اللہ کی ذات کا ہوتا ہے۔ معجزے میں اللہ کے سوا کسی کا دخل نہیں ہوتا۔ خدا چاہتا ہے تو معجزہ صادر کرا دیتا ہے، نہیں چاہتا تو نہیں کراتا۔ یہ اللہ کی قدرت ہے حضورؐ کا آنا احسان ہے۔

حضورؐ کا وجود اللہ کا احسان اور صحابہ کا وجود نبی کا احسان:

میرے بھائیو!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جو حلقہ قائم ہوا یہ حلقے کا قیام بھی نبیؐ کا احسان ہے۔
حضورؐ کا وجود اللہ کا احسان ہے اور صحابہ کا وجود نبی کا احسان ہے

اور جو کچھ بھی بعد میں قیامت تک ہوگا..... یہ سب رسول اللہؐ کے صدقے سے ہو رہا ہے کیا مطلب؟ میں اور آپ مسلمان ہیں حضورؐ کی وجہ سے ہیں۔ حضورؐ قیامت تک کیلئے ہدایت کا پیغام نہ بتاتے۔ تو میں اور آپ مسلمان ہوتے؟ (نہیں) کائنات میں جہاں اسلام پھیل رہا ہے حضورؐ کا احسان ہے یہ حضور کی وجہ سے ہے۔ حضورؐ کی تعلیمات کے صدقے میں ہے۔

تو میرے بھائیو!

جب اللہ نے حضورؐ کو بھیجا اور احسان جتلایا تو پھر مجھے کہنے دو، حضور کا وجود اللہ کا احسان ہے صحابہؓ کا وجود نبیؐ کا احسان ہے تو پھر یہ بات مان لینی چاہئے کہ حضور کا آنا احسان ہے۔ اور.....

ابوبکرؓ کا صدیقؓ بننا ..... نبیؐ کا احسان ہے۔
عمرؓ کا فاروق بننا..... نبیؐ کا احسان ہے۔
عثمان کا ذوالنورین بننا..... نبیؐ کا احسان ہے۔
علی کا اسد اللہ الغالب بننا..... نبیؐ کا احسان ہے۔
بلالؓ کا سردار بننا ..... نبیؐ کا احسان ہے۔
روم سے خبیبؓ کا آنا..... نبیؐ کا احسان ہے۔
ابن عباسؓ کا مفسرِ قرآن بننا..... نبیؐ کا احسان ہے۔
ابنِ مسعودؓ کا محدث بننا..... نبیؐ کا احسان ہے۔
ابوذر غفاری کا تارک الدنیا ہونا..... نبیؐ کا احسان ہے۔
خالد بن ولید کا سیف اللہ ہونا..... نبیؐ کا احسان ہے۔

اور ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ کا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں آنا نبی کا احسان ہے اور قیامت کی صبح تک.....

ولیوں کی ولایت.....

خطیبوں کی خطابت.....

اماموں کی امامت.....

مفکرین کی فکر.....

محققین کی تحقیق.....

.....یہ سب کچھ میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا پر احسان ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين



جس چیز کو بھی ہوگئی نسبت رسولؐ سے!

یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک آدمی کہے..... کہ نبی کا مقام اعلیٰ ہے..... لیکن نبیؐ کے کپڑے کا مقام اعلیٰ نہیں ہے..... نبیؐ کی چادر کا مقام اعلیٰ نہیں ہے..... نبیؐ کے نعلین کا مقام اعلیٰ نہیں ہے..... نبیؐ کی ٹوپی کا مقام اعلیٰ نہیں ہے..... پیغمبرؐ کے لباس کا مقام اعلیٰ نہیں ہے..... نبی کے مدینے کا مقام اعلیٰ نہیں ہے..... نبیؐ کے پسینے کا مقام اعلیٰ نہیں ہے۔

میرے بھائیو!..... جب نبیؐ کا مقام اعلیٰ ہے..... تو اس نبیؐ کی وجہ سے.....

جس شہر میں نبی آیا..... وہ شہر سب سے اعلیٰ!

جس گلی میں آیا..... وہ گلی سب سے اعلیٰ!

جس رات کو آیا..... وہ رات سب سے اعلیٰ!

جس گود میں آیا..... وہ گود سب سے اعلیٰ!

جس سال میں آیا..... وہ سال سب سے اعلیٰ!

جس خاندان میں آیا..... وہ خاندان سب سے اعلیٰ!

جس والد کے گھر میں آیا..... وہ والد سب سے اعلیٰ!

میرے بھائیو! میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ

میرے محمدؐ نے جس پتھر پر قدم رکھا..... وہ پتھر سب سے اعلیٰ!

جس سواری پر نبی کا وجود آیا..... وہ سواری سب سے اعلیٰ!

جس شہر میں نبیؐ آیا..... وہ شہر سب سے اعلیٰ!

مجھے کہنے دو کہ محمد مصطفیٰ کو دنیا سے رخصت ہوئے چودہ صدیاں بیت گئیں حاجی حج کرنے جاتا ہے حج کر کے واپس آتا ہے' کہتا ہے کہ یہ مدینے کی کھجور لایا ہوں' مدینے کی کھجور میں برکت کیوں ہے؟..... کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے کھجور آئی ہے

نبی کے شہر سے رومال آیا.....اس میں برکت ہے.....!

'نبیؐ کے شہر سے کپڑا آیا.....اس میں برکت ہے.....!

مکہ سے پانی آیا.....اس میں برکت ہے.....!

مدینہ سے خاکِ شفاء آئی.....اس میں برکت ہے.....!

مسلمانو! اس محمد ﷺ کے.....

مدینے میں برکت ہے.....

ہواؤں میں برکت ہے.....

کپڑوں میں برکت ہے.....

پسینے میں برکت ہے.....

خاکِ شفاء میں برکت ہے.....

کھجوروں میں برکت ہے.....

اور جو نبیؐ کے ساتھ سویا ہوا ہے (وہ کون ہے جو) اس میں برکت نہیں مانتا.....؟؟

(۹۲۔۹۔۱۷ کو دھوبی گھاٹ فیصل آباد میں منعقدہ پیغمبر انقلاب کانفرنس سے خطاب)

کونسی نسبت عظیم تر ہے؟

ہماری محبت کا معیار دیکھو، نواسۂ رسول حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی محبت جزو ایمان ہے..... حضرت حسینؓ کی چار نسبتیں ہیں۔

پہلی نسبت یہ ہے کہ حضرت حسینؓ حضرت علیؓ کے بیٹے ہیں اور علیؓ پیغمبرِ خدا صلی اللہ مایہ وسلم کے بھائی ہیں.....

علیؓ فاتح خیبر ہے.....

علیؓ صاحب ذوالفقار ہے.....

علیؓ اسلام کا شیر ہے.....

علیؓ اسد اللہ الغالب ہے.....

علیؓ علم نحو کا بانی ہے.....

علیؓ علم صرف کا بانی ہے.....

علیؓ ولایت کے سلسلوں کا بانی ہے..... اور علیؓ کا خون ہے حسینؓ.....!

دوسری نسبت یہ کہ حسینؓ اس عورت کا لختِ جگر ہے..... جس کے بارے میں میرے رسول کا فرمان ہے.....

الفاطمة بضعة منی .....

فاطمہؓ محمدؐ کے جگر کا ٹکڑا ہے.....

اور حسینؓ اسی فاطمہؓ کے جگر کا ٹکڑا ہے۔

CamScanner

تیسری نسبت کہ اسی فاطمہؓ کی وجہ سے حسینؓ پیغمبر کا نواسہ ہے۔

یہ نسبتیں تین ہو گئیں..... ان تینوں نسبتوں پر آپ اور میں نواسہ رسول کی عظمت کے ترانے گاتے ہیں..... جلسے کرتے ہیں' کانفرنسیں کرتے ہیں' لیکن میں آپ کی معلومات میں ایک بات اور لانا چاہتا ہوں کہ اگر یہ تینوں نسبتیں موجود ہوں اور چوتھی نسبت نہ ہو تو کبھی آپ ان کی شان میں جلسے نہ کریں..... کبھی کانفرنسیں نہ کریں' کبھی کوئی اعزاز نہ بخشیں..... کبھی انکے لئے سیمینار نہ کریں' آپ حیران ہوں گے کہ ان سے بڑی کیا نسبت ہے کہ.....

فاطمہؓ کا بیٹا حسینؓ ہو.....

علیؓ کا بیٹا حسینؓ ہو.....

نبیؐ کا نواسہ حسینؓ ہو.....

اگر یہ تینوں نسبتیں نہ ہوں اور صرف چوتھی نسبت ہو تو حسینؓ کا مقام تب بھی اونچا ہے..... اور اس چوتھی نسبت کا نام ہے ,,صحابیت''..... اگر نواسہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ بھی ہو' علیؓ کا بیٹا بھی ہو' حسینؓ فاطمۃ الزہراءؓ کا لخت جگر بھی ہو..... لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی نہ ہو' نبی کو مانتا نہ ہو' کلمہ پیغمبرؐ کا پڑھا نہ ہو..... تو کبھی آپ اس کے لئے جلسہ نہیں کریں گے۔

یہی وہ نسبت ہے جس نے حسینؓ کا مقام اونچا کر دیا..... اگر رشتہ داری کی نسبت سے بات اونچی ہوتی تو ابولہب کا کوئی قصور نہ تھا..... وہ نبی کا چچا تھا' وہ پیغمبر علیہ السلام سے محبت کرتا تھا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو ابولہب نے اتنی خوشی منائی کہ سو اونٹ قربان کر دیے تھے۔

ابولہب نبیؐ کو سینے سے لگاتا تھا..... ابولہب نبیؐ کا چچا بھی تھا.....

ابولہب قریشی النسل بھی تھا..... ابولہب کعبہ میں پیدا ہوا تھا.....

ابولہب مکے میں پیدا ہوا تھا..... عربی زبان بھی بولتا جانتا تھا.....

نبی کا چہرۂ انور بھی دیکھتا تھا..... کعبہ کا طواف بھی کرتا تھا.....

لیکن کبھی ابولہب کے لئے آپ نے جلسہ نہیں کیا' ابولہب کے لئے کبھی آپ نے کانفرنس اور سیمینار کا انعقاد نہیں کیا..... کیونکہ.....

چچا تو ہے.....!

رشتہ دار تو ہے.....!

پیغمبر علیہ السلام سے محبت تو کرتا ہے.....!

کعبہ میں تو رہتا ہے.....!

قریشی النسل تو ہے.....!

عربی زبان تو جانتا ہے.....!

لیکن صحابیت کا شرف اس کو نہیں ملا..... جب شرف نہیں ملا تو اللہ کے قرآن نے کہا.....

تبت یدآ ابی لھب وتب.....

ابولہب! تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں.....!' تو تباہ ہو جائے.....!

چچا ہونے کے باوجود تو تباہ ہو جائے' مکے میں رہنے کے باوجود تو تباہ ہو جائے' عربی ہونے کے باوجود تو تباہ ہو جائے' اس لیے کہ سارے شرف ایک طرف..... صحابیت کا شرف ایک طرف.....!!

میرے بھائیو! ابوطالب پیغمبر علیہ السلام کا سگا چچا ہے' حضور علیہ السلام چاہتے ہیں کہ شرف صحابیت ملے' لیکن نہیں ملا..... قرآن نے کہا.....

"اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ"

(یہ آیت ابوطالب کے ایمان نہ لانے پر اتری') "کہ اے پیغمبرؐ! ہدایت کی چابیاں تیرے پاس نہیں' میرے پاس ہیں۔"

ابوطالب کون ہے؟ جس نے اپنے بھتیجے کی شان میں یہ شعر کہا ہے' جس کا مطلب یہ ہے

کہ

"اے میرے بھتیجے! تیرا چہرہ اتنا حسین ہے کہ اس چہرے کی بدولت آسمانوں سے بارش آتی ہے' تیرا چہرہ اتنا حسین ہے کہ یہ یتیموں کا آسرا اور بیواؤں کا سہارا ہے۔"

ابو طالب نے یہ بھی کہا کہ میرے بھتیجے کا دین ساری دنیا کے دینوں کا سردار ہے' لیکن ابو طالب کو شرفِ صحابیت نہ ملا..... اس لئے کہ رشتے کی بنیاد پر شرف نہیں ملتا۔

یہاں ایک اور بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ باپ پیغمبر ہے اور بیٹا پیغمبر باپ کے سامنے غرق ہو رہا ہے..... باپ نے کہا.....

اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ .....

اے اللہ! یہ بیٹا تو میرے اہل میں سے ہے.....

تو آواز آئی.....

اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ .....

اس کو ہم نے تیرے اہل سے خارج کر دیا ہے.....

کیونکہ .....!!! اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ.....

اس کے عمل اچھے نہیں ہیں.....

معلوم ہوا کہ جو نبی کا صحابی نہ ہو..... خواہ وہ بیٹا بھی ہو تو باپ کے سامنے غرق کر دیا جاتا ہے۔

اور دیکھیے ایک جگہ پر باپ بت پرست ہے اور بیٹا پیغمبر ہے' ابراہیم کا باپ کفر کی حالت میں مرتا ہے اور بیٹا پیغمبر ہے..... اللہ نے قرآن میں کہا کہ اے ابراہیم! اگر آج کے بعد تو نے باپ کے لیے مغفرت کی دعاء مانگی تو میں تجھ سے ناراض ہو جاؤں گا' تجھے باپ کے لئے مغفرت کی دعاء کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے..... معلوم ہوا کہ

بیٹا ہونے کی وجہ سے شرف نہیں ملتا.....

باپ ہونے کی وجہ سے شرف نہیں ملتا.....

چچا ہونے کی وجہ سے شرف نہیں ملتا.....

نواسہ ہونے کی وجہ سے شرف نہیں ملتا.....

شرف ملتا ہے تو صحابیت کی وجہ سے.....!!

مرتبہ ملتا ہے تو صحابیت کی وجہ سے.....!!

دیکھیں! یہ چار شرف ہیں.....

پہلا شرف کہ ابولہب چچا ہے.....!

دوسرا شرف کہ قریشی النسل ہے.....!

تیسرا شرف کہ عربی ہے.....!

چوتھا شرف کہ کعبہ میں رہتا ہے.....!

پانچواں شرف بھی ہے کہ پیغمبر سے محبت کرتا ہے.....!

لیکن جب اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت پیش کی کہ میرے صحابی بنو تو چچا نے صحابی بننے سے انکار کر دیا.....تو قرآن نے کہا.....

تبت یدآ ابی لھب وتب.....

لیکن ایک اور آدمی ہے.....اس میں یہ پانچوں شرف نہیں ہیں، یعنی.....

اس نے نبی علیہ السلام کی پیدائش پر سو اونٹ بھی قربان نہیں کیے.....

وہ کعبہ میں بھی نہیں رہتا.....

وہ قریشی النسل بھی نہیں ہے.....

وہ عربی زبان بھی نہیں جانتا ہے.....

وہ مکے میں کبھی آیا بھی نہیں ہے.....

اس کا رنگ بھی کالا ہے.....

اس کے ہونٹ بھی لمبے لمبے ہیں.....

وہ نبی علیہ السلام کا رشتہ دار بھی نہیں ہے.....!!

لیکن اس کو صرف شرفِ صحابیت ملا' اس کا نام بلالؓ ہے' حبشہ کا رہنے والا ہے مرتبہ اتنا ملا کہ ٹہلتا مکے کی گلیوں میں ہے اور قدموں کا کھٹکا جنت میں ہو رہا ہے' معلوم یہ ہوا کہ صحابیت کا شرف سب سے بڑا شرف ہے' جو نواسہ رسول کو عطا ہوا' جس کی وجہ سے اللہ نے ان کو وہ اعزاز بخشا جو اور کسی کے نواسے کو نہیں ملا.....!!

میرے بھائیو! یہ جو صحابیتِ نبوت کا شرف ہے' یہ ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کو ملا ہے' سو روزمرّوں انسان ولی بن سکتے ہیں..... قطب بن سکتے ہیں..... ابدال بن سکتے ہیں..... لیکن صحابی اب نہیں بن سکتے..... کیونکہ جس طرح نبیوں کا انتخاب عرش پہ ہوا..... اسی طرح پیغمبر کے دوستوں کا انتخاب بھی عرش پہ ہوا۔

(۱۹۹۵-۶-۱۶ کو جامع مسجد حق نواز شہید جھنگ صدر میں خطاب۔ ماخوذ از ,,صدائے فاروقی'' جلد اول)

چند اقتباسات

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیغمبرؐ! مجھے بھی اپنی کبریائی کی قسم ہے' تو چونکہ جہانوں کے لئے ہے' اس لئے جہاں جہاں میرا ذکر ہوگا' وہاں تیرا ذکر ہوگا' وہاں وہاں تیرا ذکر ہو گا۔

اگر آدم کی مجلس میں میرا ذکر ہوگا..... آدم کی مجلس میں تیرا بھی ذکر ہوگا۔

نوحؑ کی مجلس میں میرا ذکر ہوگا..... نوح کی مجلس میں تیرا بھی ذکر ضرور ہوگا۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں ہر نبی کی مجلس میں جہاں میرا ذکر ہوگا' وہاں تیرا ذکر ہوگا۔

تورات کو اٹھاؤ' تورات میں اے نبی جہاں میرا ذکر آئے گا' وہاں تیرا بھی ذکر آئے گا۔

انجیل میں جہاں میرا ذکر آئے گا ..... وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا۔

زبور میں جہاں میرا ذکر ہوگا..... وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا۔

اور اس طرح قرآن میں جہاں میرا ذکر ہوگا..... وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا۔

اور تو اور اذان میں جہاں میرا ذکر ہوگا..... وہاں تیرا ذکر بھی ہوگا۔

تکبیر میں جہاں میرا ذکر ہوگا..... وہاں تیرا ذکر بھی ہوگا۔

نماز میں جہاں میرا ذکر ہوگا..... وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا۔

جنگلوں میں جہاں میرا ذکر ہوگا..... وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا۔

اس لئے کہ اے پیغمبر! مجھ پر خدائی ختم ہے۔ تجھ پر مصطفائی ختم ہے۔

فرمایا ..... **وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین**

اے نبی! میں نے تجھے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنایا ہے۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جنگل میں کھڑے ہیں۔ شیر حملہ کرنے کے لئے آتا ہے، تو حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا'

ایھا الاسد.....اے شیر!

الم تستحیی.....کیا تجھے حیاء نہیں آتا؟

انا من اصحابِ رسول اللہ ﷺ ..... میں محمد ﷺ کا غلام ہوں۔

شیر حملہ کرنے والا گردن پیچھے کر دیتا ہے۔ دم ہلانے لگتا ہے، صحابی اس کی پشت پر سوار ہو جاتا ہے اور وہ شیر اسی صحابی کو پشت پہ سوار کر کے مدینہ لے آتا ہے۔ پیغمبر کی مجلس ہے، سفینہ رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کیا کہ اے کملی والے! اس نے اس طرح دم ہلائی اور سر نیچے کر کے کچھ کہتا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے جبرئیل نے بتایا ہے کہ جب تو نے کہا تھا کہ اے شیر! تجھے شرم نہیں آتی، میں تو محمدؐ کا غلام ہوں تو شیر نے گردن جھکا کر کہا تھا کہ اے صحابی! اگر تو محمدؐ کا غلام ہے تو میں محمدؐ کے غلاموں کا غلام ہوں۔ فرمایا.....

وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین

اے پیغمبر! ہم نے تجھے رحمت جہانوں کے لئے بنایا ہے۔ تو تو جہانوں کے لئے رحمت ہے۔

☆☆☆

مجھے بتاؤ کیا اس بھوکے کے لئے پیغمبر رحمت نہیں ہے کہ جو مدینہ منورہ کے ایک چوک کے اندر لیٹا ہوا ہے اور بھوک سے کراہ رہا ہے، تین دن گزر گئے ہیں، وہ چل پھر نہیں سکتا ہے، اس کا نام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے، ابوبکرؓ گزرے ہیں گزر گئے ہیں، عمرؓ گزرے ہیں تو گزر گئے ہیں، لیکن جب کملی والے کا گزر ہوتا ہے تو حضورؐ نے فرمایا ابو ہریرہ معلوم ہوتا ہے تم بھوکے ہو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ! جاؤ مسجد نبوی میں جو اسی (۸۰) طالبعلم ہیں' قرآن پڑھنے والے بچے ہیں' ان کو بھی بلاؤ' انہوں نے بھی تین دن سے کچھ کھایا پیا نہیں ہے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں مسجد میں جا رہا ہوں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ایک دودھ کا پیالہ ہے' میں بھی بھوکا ہوں' بچے بھی بھوکے ہیں' کیا بنے گا؟ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں جب آیا بچوں کو قطار میں بٹھا دیا' پیغمبرؐ نے فرمایا: ابو ہریرہ! یہ پیالہ لے لے اور پیالہ پکڑ کے پلانا شروع کر دے' فرمایا میں نے بسم اللہ پڑھی اور پیالہ پلانا شروع کر دیا' ابو ہریرہ کہتے ہیں' اسی (۸۰) طالبعلموں کو میں نے پیالہ پلا دیا' پیالہ پی لیا' اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! اب تو پی لے' پھر میں نے پینا شروع کیا' فرمایا اور پی لے میں نے پھر پیا' اور اس کے بعد کملی والے نے وہ پیالہ لیا اور اپنے منہ سے لگایا اور دودھ ختم ہو گیا۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اگر وہ پیالہ کملی والا اپنے منہ سے نہ لگاتا تو قیامت تک پیالہ ختم نہ ہوتا.....

تو فرمایا.....

وماارسلنک الا رحمة اللعالمین!

او بھوکے کے لئے رحمت ہے یا نہیں ہے؟ اب پتہ چلا رحمت کا کیا معنی ہے؟ کہ پیغمبر بھوکے کے لئے بھی رحمت ہے۔

☆☆☆

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بہت مارا ان کی ماں نے' اس جرم میں مارا ہے کہ ابو ہریرہ! تو بکریاں نہیں چراتا تو سارے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا رہتا ہے' تو محمد ﷺ کے پاس کیوں جاتا ہے؟ تو بکریاں کیوں نہیں چراتا' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ زخموں سے نڈھال ہیں' اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہیں۔ آج اماں نے بڑا مارا ہے' کہ بکریاں نہیں چرائی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا آج اس طرح کرو وہ بکریاں میرے دربار

میں لے آ' ابو ہریرہ بکریاں پیغمبر کے دربار میں لے گئے اور ابو ہریرہؓ کہتے ہیں بکریاں حضورؐ کے پاس آئیں تو پیغمبر نے نبوت والے ہاتھ بکری کے تھنوں کو لگا دیئے اب جو میں بکریاں لے کر گیا ہوں' تو اماں دودھ دوہتی ہے' ہائے! دودھ ختم نہیں ہوتا۔ برتن ختم ہو گئے ہیں' جب برتن ختم ہو گئے' دودھ جاری ہے تو ابو ہریرہ کی اماں کہتی ہے کہ ابو ہریرہ! تجھے کل مار پڑی تھی' اب تو اچھے میدان میں چرا کے لایا ہے' اچھا گھاس کھلا کے لایا ہے' ابو ہریرہ نے فرمایا اے اماں میں آج کسی میدان میں نہیں لے گیا' میں آج اسی کے دربار میں لے گیا ہوں' ان تھنوں پہ اس نبیؐ کا ہاتھ لگا ہے جس نبیؐ کو روزانہ تو گالیاں دیتی ہے۔

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے پیغمبر علیہ السلام سے دعا کرائی ہے' جا کر میں نے کہا ہے اے اللہ کے نبی میری اماں کے لئے دعا کر دیں' ابو ہریرہ کہتے ہیں حضورؐ نے نبوت والے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا.....

اللّٰھم اھد ام ابی ھریرہؓ

اے اللہ! ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔

یہ دعا کرانے کے بعد ابو ہریرہ گھر کی طرف بھاگے جا رہے ہیں' ابو ہریرہ کو کسی نے پکڑ لیا' پوچھا اے ابو ہریرہؓ! کہاں جاتے ہو' کہنے لگے میں گھر جا کے دیکھتا ہوں کہ میں پہلے پہنچتا ہوں یا محمدؐ کی دعا پہنچتی ہے' فرمایا.....

وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین .....

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جس وقت میں گھر میں گیا' دروازہ بند ہے' تھوڑی دیر کے عبد دروازہ کھلا تو اماں کو میں نے دیکھا کہ اماں غسل کر کے آئی ہیں' اماں نے کہا اے ابو ہریرہ! جلدی کرا نہی قدموں واپس لوٹ چلتے ہیں' اسی محمدؐ کے دربار میں لے جا کر مجھے بھی کلمہ پڑھا دے۔ فرمایا.....

وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمینؐ .....

میرا پیغمبر تمام جہانوں کیلئے رحمت ہے۔

یہ وہی پیغمبر ہے' یہ وہی رسول ہے' یہ وہی عالمگیر پیغمبر ہے جو جہانوں کے لئے ہے' ہر جہان کے لئے ہے' ہر بستی کے لئے' ہر علاقے کے لئے ہے۔

☆☆☆

علماء دیوبند اور عشقِ رسالتمآب ﷺ:

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے عاشق رسول ہیں' اسی پیغمبر کے دروازے پہ جاتے ہیں' مدینہ منورہ سے سات میل پہلے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے جوتا اتار دیا ہے' کسی نے کہا حضرت آپ کے پاؤں میں پتھر چبھیں گے' فرمایا بات پتھروں کی نہیں ہے' میں جوتا اس لئے اتارتا ہوں کہ شاید ان پتھروں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت والے قدم آئے ہوں اور نانوتوی کا جوتا کہیں ان قدموں کے اوپر نہ آ جائے۔ یہ عشق رسولؐ ہے۔ کہو یہ عشق رسولؐ ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی مدینے کی کھجوریں لے کر گیا' حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کھجوریں پوری مجلس میں تقسیم کر دیں' اور فرمایا کوئی آدمی ان کی گٹھلیاں زمین پر نہ گرنے دے۔ گٹھلیوں کو جمع کیا' ان کو ہاون دستے سے پیس لیا' ان کا برادہ بنا لیا' صبح کو اٹھ کر روزانہ ایک چٹکی برادے کی منہ میں رکھ لیتے' کسی نے کہا یا شیخ آپ اس برادے کو کیوں چاٹتے ہیں؟ فرمایا تم برادے کی بات کرتے ہو' میرا عقیدہ ہے کہ محمدؐ کے مدینہ کی مٹی میں بھی شفا ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حدیث پڑھاتے ہیں۔ بارش آ گئی' طالبعلم کتابیں اٹھا کر اندر چلے گئے' حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے پگڑی زمین پہ بچھائی' طالبعلموں کی جوتیاں پگڑی میں ڈالیں' طالبعلموں نے کہا' آپ ہماری جوتیاں اٹھاتے ہیں؟ فرمایا نہیں! تمہاری جوتیاں نہیں اٹھاتا محمدؐ کے مہمانوں کی جوتیاں اٹھاتا ہوں' تم حدیث کے طالبعلم ہو' تم نبیؐ کے مہمان ہو' یہ نبیؐ کا عشق ہے' یہ محبت ہے۔

وہ مولانا قاسم نانوتویؒ جو نبیؐ کے روضے پہ جاتا ہے اور پیغمبرؐ کے روضے پہ جا کر

سلام پڑھتا ہے' پیغمبرؐ کے روضے پہ کھڑے ہو کر روتا ہے' کسی نے کہا حضرت اندر نہیں گئے؟ اندر حجرے میں داخل نہیں ہوئے؟ فرمایا ابھی اندر جانے کی اجازت نہیں ہے' جب حضرت نانوتوی اندر گئے اور مسکراتے ہوئے باہر نکلے تو کسی نے پوچھا کیسے بنی؟ فرمایا.....

آقاؐ کا مجھ پہ تو اتنا کرم ہے
بھرا میرا دامن پھیلانے سے پہلے
یہ اتنا کرم کیوں؟ یہ کیا سلسلہ ہے
نشہ رنگ لایا پلانے سے پہلے

وہ حضرت نانوتویؒ مدینہ منورہ سے آتے ہیں' اور فرماتے ہیں.....

امیدیں لاکھ ہیں' لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

کہ بڑی امیدیں ہیں' مگر اے اللہ کے نبی مدینے کے کتوں میں میرا نام شمار کر دے' یہ عشق رسولؐ ہے۔

مولانا قاسم نانوتویؒ سے ایک عیسائی نے کہا حضرت! ہمارے نبی عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے' تمہارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مردوں کو کبھی زندہ نہیں کیا' حضرت نانوتویؒ عاشق رسولؐ تھے' فرمایا ایک آدمی مر جاتا ہے' اس مرے ہوئے آدمی کو زندہ کرنا کیا کمال ہے' آدمی تو ہے' صرف روح نکل گئی ہے' اسی کو زندہ کیا عیسیٰ علیہ السلام نے کیا کمال کیا؟ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو' ہمارے نبیؐ نے پتھروں کو زندہ کر دیا' درختوں کو زندہ کر دیا۔

اس نے کہا چلو یہ تو بات ہوئی' مگر یہ بتائیں ہمارے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی ماں مریم علیہا السلام کے بارے میں قرآن کہتا ہے'

عیسیٰ کی ماں مریمؑ پاک دامن تھی۔

دیکھو ہمارے پیغمبر کی والدہ مریم ہے' اس کی صداقت قرآن بیان کرتا ہے' قرآن کہتا ہے پاکدامن' لیکن تمہارے پیغمبر حضور علیہ السلام کی ماں آمنہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تو قرآن نے کچھ نہیں کہا' حضرت نانوتویؒ نے فرمایا او پاگل! تمہارے نبیؐ کی ماں پر لوگوں کو شک پڑ گیا تھا' وہ شک تو ہمارے قرآن نے دور کیا' اور ہمارے نبیؐ کی ماں پر تو کسی کو کبھی شک بھی نہیں پڑا..... یہ عشق رسولؐ تھا' کہو یہ عشق رسولؐ تھا۔

ایسا عاشق رسول کوئی پیدا کر کے تو دکھائیں' باتیں کرنی تو بڑی آسان ہیں' کسی کی پگڑی اچھالنا بڑی آسان ہے' علمائے دیوبند کو گالیاں دینا بڑی آسان ہیں۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے سے جب آنے لگے' ان کو مالٹا کی جیل میں گرفتار کر کے بھیجا جانے لگا تو حضورؐ کے روضے کو خطاب کر کے کہا'

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر
سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطا ہو وہ شوقِ ابوذرؓ
ہمیں بھی عطا ہو وہ جذبِ بلالیؓ

یہ عشق رسولؐ تھا..... یہ کیا تھا.....؟ عشق رسولؐ تھا۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ ان کے والد ہیں مولانا اخلاق حسین دہلوی جواب بھی دلی میں موجود ہیں' انہوں نے دو شعر حضرت شیخ الہند کی طرف منسوب کیے ہیں' حضورؐ کی شان میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن ۳۲ بتیس ہزار دیوبند کے علماء جس سے پیغمبر کی حدیث پڑھ چکے تھے' وہ شیخ الہند محمود حسن..... جس نے ریشمی رومال کی تحریک چلائی' وہ شیخ الہند محمود حسنؒ..... یہ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان ہی کے شاگرد ہیں' مفتی کفایت اللہ دہلوی' مولانا شبیر احمد عثمانی

اسی شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں..... وہ شیخ الہند محمود حسنؒ حضورؐ کے عشق میں، حضورؐ کی محبت میں، دو شعر کہتا ہے، اتنے اعلیٰ شعر میں نے پوری زندگی میں بڑے بڑے دیوان پڑھے، بڑی بڑی کتابیں پڑھیں، لیکن ایسے اشعار ہماری آنکھوں سے نہیں گزرے، حضرت شیخ الہندؒ نے حضورؐ کے عشق میں جنت کو خطاب کیا ہے، اور جنت کو خطاب کر کے کہا کہ۔

تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں

حور حور کو کہتے ہیں، قصور قصر کی جمع ہے، اس کا معنی محلات ہیں، قصور قصر کی جمع ہے، اس کا کیا معنی.....؟ محلات! فرمایا، جنت کو خطاب کر کے.....

تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں
میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
میرے دل کا طواف کر جنت
میرے دل میں حضورؐ رہتے ہیں

(قصبہ تاندلیانوالہ میں رحمۃ اللعالمین ﷺ کے موضوع پر خطاب)

اللہ تعالیٰ کی منعقد کردہ توحید ورسالت کانفرنسیں

اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی' اور کائنات بنانے سے پہلے دو جلسے کیے' اللہ نے دو کانفرنسیں کیں' اللہ تعالیٰ کی کانفرنس میں یہ بڑا فائدہ' کہ نہ لاؤڈ سپیکر کی اجازت کی ضرورت' نہ ٹیوب لائٹ لگانے کی ضرورت' اور نہ شامیانے لگانے کی ضرورت.....!!

اللہ تعالیٰ نے دو جلسے کیے اور یہ یہ دو جلسے کرنا اللہ کی سنت ہے۔

ایک جلسے کا نام ہے.....توحید کانفرنس!

اور دوسرے جلسے کا نام ہے.....رسالت کانفرنس!

ان دونوں کانفرنسوں کا ذکر ہے قرآن میں۔

ان جلسوں میں.....سامعین بھی نرالے تھے.....!

مقرر بھی نرالا تھا.....!

صدر بھی نرالا تھا.....!

موضوع بھی نرالا تھا.....!

جو توحید کانفرنس ہوئی' اس میں سامعین ساری کائنات تھی' جس جس شخص نے کائنات میں آنا تھا' اللہ نے ان کی ارواح کو ایک جگہ جمع کر کے کانفرنس کی ہے.....

خطاب کرنے والا بھی اللہ.....!

صدارت کرنے والا بھی اللہ.....!

اور پیغام پہنچانے والا بھی اللہ.....!

اور اس کانفرنس کی جھلکیاں اللہ نے اپنی مقدس کتاب قرآن میں پیش کر دیں پوری دنیا کو بتا دیا' دیکھو یہ میری توحید کانفرنس تھی'.....اس توحید کانفرنس میں جو تم نے اقرار کیا تھا' ایک تم نے وعدہ کیا تھا' تم نے اللہ کی الوہیت کی قرارداد پر دستخط کیے تھے۔ رپورٹ کیا ہے.....؟ اس کانفرنس کی جھلکیاں کیا ہیں.....؟

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کو ایک جگہ جمع کر کے' خطاب فرماتے ہیں.....

الست بربکم.....؟

یہ توحید کانفرنس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا خطاب ہے' جو توحید کانفرنس میں ہوا' ہمارے ہاں یہ بھی ہوتا ہے کہ مقرر کو پندرہ منٹ کا ٹائم ملتا ہے' دو گھنٹے لگا دیتا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ اس اپنی تقریر میں یہ سبق دے رہے ہیں کہ تقریر تھوڑی کرو' مطلب زیادہ ہو.....!!

اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو مخاطب کر کے فرمایا.....

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ .....؟

تو ساری کائنات نے جواب دیا ..... بَلٰی.....!

ہاں تو ہمارا رب ہے.....

اور جلسہ ختم ہو گیا.....!!

مجمع اتنا زیادہ تھا ورنہ کئی مقرر آ جاتے ہیں مجمع زیادہ دیکھ کر.....لوگ ان کو پکڑتا چاہتے ہیں کہ انکو اسٹیج سے ہٹائیں' لیکن وہ کہتے ہیں کہ اتنا مجمع دیکھ کر اسٹیج سے کون ہٹتا ہے' لیکن کائنات میں سب سے بڑا مجمع اللہ کی توحید کانفرنس میں تھا' اور سب سے مختصر تقریر بھی پروردگار کی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا.....

الست بربکم.....؟ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں.....؟

جواب میں ساری روحوں نے کہا.....

بلیٰ.....! ہاں! تو ہمارا رب ہے۔

جلسہ ختم ہو گیا۔

لوگوں نے بھی مختصر جواب دیا' لوگ یہ نہیں کہتے کہ اللہ میاں! تو نے کر لی تقریر اب ہماری باری ہے' بلکہ اللہ نے مختصر خطاب کیا اور لوگوں نے مختصر جواب دیا' یہ ہے توحید کانفرنس! اور قرآن پاک میں اس کا ذکر ہے' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کانفرنس کی جھلکیاں قرآن میں پیش کیں' جس کا نام ہے رسالت کانفرنس!

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ.....

"اے پیغمبرؐ! اگر تو نہ ہوتا تو کائنات میں کچھ بھی نہ ہوتا' زمین و آسمان نہ ہوتے"

شاہ صاحبؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے الفاظ ضعیف ہیں' لیکن اس آیت ..... "واذ اخذ الله ميثاق النبيين" کے مطابق اس کا معنی صحیح ہے کہ حضور علیہ السلام مقصودِ کائنات ہیں.....

حضورؐ نے نہ آنا ہوتا تو شمس و قمر نہ ہوتے.....!

حضورؐ نے آنا نہ ہوتا تو آسمان و زمین نہ ہوتے.....!

حضورؐ نے نہ آنا ہوتا شجر و حجر نہ ہوتے.....!

حضورؐ نے آنا نہ ہوتا تو کائنات میں کچھ بھی نہ ہوتا.....!

حضورؐ کو لانے کے لیے.....

محفل کو سجایا گیا.....

بزم کو آراستہ کیا گیا.....

کائنات کو بنایا گیا.....

دنیا کو لایا گیا.....

مرسلین بنائے گئے.....

پیغمبرؑ لائے گئے.....

رسولؐ بنائے گئے.....

عبادت خانے سجائے گئے.....

عرش کو سجایا گیا.....

فرش کو سجایا گیا.....

حضورؐ کے لیے اللہ نے قرآن پاک میں اس کانفرنس کی جھلکیاں پیش کیں..... جو کانفرنس پروردگار نے کی ہے۔

وَاِذْ اَخَذَاللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّ حِكْمَةٍ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ ..... اے میرے محمدؐ! اس کانفرنس کی جھلکیوں کو یاد کر..... اس کانفرنس کو یاد کر..... کہ اللہ تعالیٰ نے جب وعدہ لیا تھا۔

مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ..... پیغمبروں سے وعدہ لیا..... کس چیز کا وعدہ.....؟ کہ

لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ ..... کتاب بھی دوں گا.....!

وَحِكْمَةٍ..... اور نبوت بھی دوں گا.....

لیکن شرط یہ ہے کہ.....

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ ..... کہ تمہارے بعد آخر الزمان نبی ایک آنے والا ہے۔

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ ..... وہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر الزمان آئے گا۔ وہ تمہاری تصدیق کرے گا۔

وہ کہے گا کہ مجھ سے پہلے سارے پیغمبر جو آئے..... وہ سچے تھے۔

اس کانفرنس میں سامعین سارے پیغمبر تھے، موضوع شانِ مصطفیٰؐ تھا، صدارت بھی خدا کی تھی، مقرر بھی خدا تھا اور یہ اس کانفرنس کی جھلکیاں ہیں۔

لمآ اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جآء کم رسول .....

اے پیغمبرو! میں تمہیں کتاب اور نبوت دوں گا' پھر تمہارے بعد ایک آخر الزمان نبی آنے والا ہے.....

مُصَدِقًا لِّمَا مَعَكُمْ ..... وہ تمہاری تصدیق کرے گا۔

لیکن آج تمہارے کے لئے کیا حکم ہے.....؟

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ ولتنصُرُنه..... کہ تم اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی نصرت کرو گے۔

یہ ہے قرارداد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی..... تم اس پر دستخط کرو۔

لتومنن بہٖ ولتنصرنه.....

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کی قرارداد پہ دستخط کرو..... اور ولتنصرنه' ..... کا مطلب ہے کہ تم اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرو..... مدد کا مطلب ہے کہ اے نبیو! جب تم اپنے اپنے علاقوں میں جاؤ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا کرو' اور پیغمبروں نے جب ایمان کا اقرار کیا تو اللہ نے فرمایا.....

قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ.....؟ کیا تم نے اقرار کیا ہے.....؟

وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذَالِكُمْ اِصْرِىْ..... کیا تم میری بات پہ پکے ہو.....؟

تو تمام پیغمبروں نے جواب دیا.....

اقررنا..... ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا.....

قال فاشهدوا وانا معكم من الشاهدين.....

اے نبیو! تم گواہ ہو جاؤ میں بھی گواہ ہوں کہ محمد تمہارا بھی نبی ہے' ساری کائنات کا نبی ہے۔

اس آیت نے' اس سیرت کانفرنس نے' جو خلاقِ عالم نے کی ہے..... سبق کیا دیا؟ کہ.....

اصل میں محمدؐ نے آنا تھا.....!

اصل میں کملی والے نے آنا تھا.....!

شمائل رسولؐ میں علامہ یوسف بن اسماعیل لعانی" نے لکھا..... کہ آدم علیہ السلام کا جب آخری وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو وصیت کی بیٹا میں دنیا سے جا رہا ہوں' میرے جانے کے بعد اگر تجھے کسی چیز کی ضرورت پڑے تو خدا سے مانگا کر' اگر دعا قبول نہ ہو تو محمدؐ پر درود پڑھ دیا کر۔

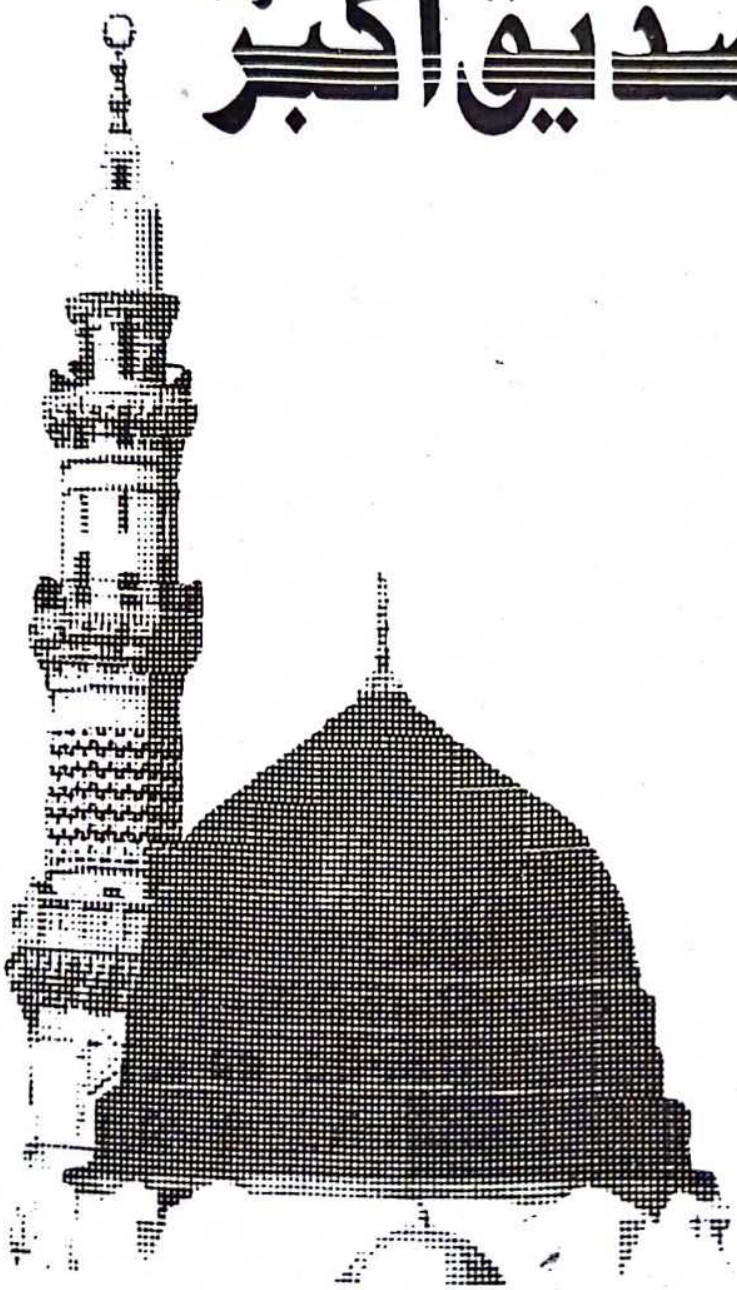
حضرت شیث علیہ السلام نے عرض کی..... ابا جان! میں نے تو محمدؐ کا نام آج سنا ہے' تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹا! تم نے محمدؐ کا نام آج سنا ہے' میں جنت سے ہو کے آیا ہوں..... میں نے جنت کا کوئی درخت ایسا نہیں دیکھا جس کے پتے پہ محمدؐ کا نام نہ لکھا ہو۔

میرے بھائیو! قرآن کی اس آیت نے ہمیں کیا سبق دیا؟ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقصودِ کائنات ہیں۔

(۱۹۹۵-۱۰-۱۲ کو چناب نگر (ربوہ) میں منعقدہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب)

مصدقِ پیغمبرؐ

صدیق اکبرؓ



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

انآ ارسلنک شاهداً ومبشراً ونذيراً وداعياً الى الله باذنه وسراجاً منيراً o

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ o

مصدقِ پیغمبرؐ

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لیے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلۂ رسمِ سیاست کا فسوں
اک فقط نام محمدؐ سے محبت کی ہے

☆☆☆

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے
وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے
وہ ہیں بے شک بشر لیکن تشہد میں اذانوں میں
جہاں دیکھو خدا کے نام کے ساتھ ان کا نام آئے

☆☆☆

زندگی کی پہلی تقریر:

میرے واجب الاحترام قابل صد احترام علماء کرام، ملتان شہر کے غیور نوجوانو اور دوستو! دہلی گیٹ کے اس عظیم الشان اجتماع میں جو خاتم المعصومین کانفرنس کے نام سے معنون ہے شرکت کر کے مجھے از حد مسرت ہوئی کہ آپ حضرات بہت بڑی تعداد میں یہاں تشریف فرما ہیں۔ آج جب میں اس پر رونق علاقے میں کھڑا ہوں تو آج سے بیس سال پہلے کا وہ دن یاد آیا جب میں نے اپنی زندگی کی پہلی تقریر اسی چوک پر کی تھی۔

انا ارسلنک شاھداً:

میرے ساتھیو! اللہ نے قرآن میں بڑی خوبصورت بات بیان فرمائی ہے۔ اپنے پیغمبر کو خطاب کر کے فرمایا ہے۔

انا ارسلنک شاھدا.

اے پیغمبر تو گواہ ہے۔

کس چیز کا گواہ ہے؟ اللہ نے فرمایا اے پیغمبر تو میری الوہیت و ربوبیت کا گواہ ہے۔ ایک لاکھ 24 ہزار انبیاء خدا کے گواہ ہیں۔ حضور بھی خدا کے گواہ ہیں اور میں اور آپ بھی خدا کے گواہ ہیں ان گواہوں میں آپ کو تفریق کرنی پڑے گی۔

ایک خدا کا گواہ ہے..... ایک مصطفیٰ کا گواہ ہے۔

ایک اللہ کا گواہ ہے..... ایک محمدؐ کا گواہ ہے۔

جو خدا کا گواہ ہے..... اس کو مانو گے تو خدا ملے گا۔

جو مصطفیٰ کا گواہ ہے..... اس کو مانو گے تو مصطفیٰ ملے گا۔

خدا کے گواہ کو چھوڑو خدا نہیں ملتا..... مصطفیٰؐ کے گواہ کو چھوڑو مصطفیٰؐ نہیں ملتا۔

میں آج کی تقریر میں دو گواہ ہوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک خدا کا گواہ ہے اور ایک مصطفیٰ ﷺ کا گواہ!

خدا کا گواہ بھی بے مثال ہے..... مصطفیٰؐ کا گواہ بھی بے مثال ہے۔

گواہوں کی گواہی:

گواہ کون ہے؟ میں نماز میں پڑھتا ہوں۔ اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ تو بھی پڑھتا ہے۔

لیکن نہ تو نے محمدؐ کو دیکھا نہ میں نے محمدؐ کو دیکھا۔ ایک یہ گواہی ہے.....

اور ایک گواہی صدیقؓ کی ہے..... ایک گواہی فاروقؓ کی ہے..... ایک گواہی عثمانؓ کی ہے..... ایک گواہی علیؓ کی ہے ان گواہوں کو تو دیکھو؟

بلالؓ نے گواہی دی تپتی ریت پر لیٹ کر.....

سمیہؓ نے گواہی دی ٹکڑے ہو کر.....

لبینہؓ نے گواہی دی چمڑی ادھڑوا کر.....

زنیرہؓ نے گواہی دی آنکھیں نکلوا کر.....

عمرؓ نے گواہی دی کعبے میں آ کر.....

عثمانؓ نے گواہی دی تلاوت کر کے.....

علیؓ نے گواہی دی رکوع اور سجدہ کر کے.....

صدیقؓ نے گواہی دی غار میں اتر کر۔

گواہوں میں فرق:

ایک موقع کا گواہ ہے اور ایک نشانیوں کا گواہ ہے۔

موقع کا گواہ سب سے بڑا ہوتا ہے۔ نشانیوں کا گواہ دوسرے نمبر پر ہوتا ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء موقع کے گواہ نہیں ہیں بلکہ نشانیوں کے گواہ ہیں۔ ہر ایک نے نشانیاں دیکھ کر گواہی دی۔

شمس وقمر دیکھے..... گواہی دے دی۔

شجر وحجر دیکھے..... گواہی دے دی۔

پہاڑ دیکھے..... گواہی دے دی۔

آسمان دیکھا..... گواہی دے دی۔

آگ میں گرے..... گواہی دے دی۔

چھری دیکھی..... گواہی دے دی۔

دریا میں اترے..... گواہی دے دی۔

عمر پائی..... گواہی دے دی۔

کنعان کے کنوئیں میں گرے..... گواہی دے دی۔

ان کی گواہیاں اپنی ہیں۔ لیکن اس گواہ کو دیکھو کہ جس کے بارے میں کہا گیا اے محمدؐ تو بھی

گواہ ہے۔اس لئے کہ:

سارے نبی نشانیوں کے گواہ.....محمدؐ موقع کا گواہ

سارے نبی فرش کے گواہ.....محمدؐ عرش کا گواہ

سارے نبی یہاں کے گواہ.....محمدؐ وہاں کا گواہ

سارے نبیوں نے نشانیاں دیکھ کر خدا کو مانا.....محمدؐ نے موقع پر جا کر خدا کو مانا۔

گواہ اوّل صدیق اکبرؓ:

اب دیکھئے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ چونتیس ہزار یا ایک لاکھ چوالیس ہزار پیغمبرؐ کے صحابہ ہیں، انہوں نے پیغمبر کو دیکھا گواہی دی۔

انہوں نے نبی کو چلتے دیکھا.....گواہی دی۔

نبیؐ کو آتے دیکھا.....گواہی دی۔

نبیؐ کو بیٹھتے دیکھا.....گواہی دی۔

پیغمبر کو اُٹھتے دیکھا.....گواہی دی۔

پیغمبر کی بیٹیاں چار تھیں.....گواہی دی۔

نبیؐ کے بیٹے تین تھے.....گواہی دی۔

نبی کی زلفیں ایسی تھیں.....گواہی دی۔

نبوت کے بعد محمدؐ تیرہ سال مکے میں رہے.....گواہی دی۔

دس سال نبیؐ مدینے میں رہے.....گواہی دی۔

پیغمبرؐ کا جنازہ اٹھا.....گواہی دی۔

پیغمبر کی عمر 63 سال ہے.....گواہی دی۔

اب سارے صحابہ کرامؓ نے گواہی دی لیکن اس کی گواہی میں کتنا کمال ہے۔اس کی بلندی میں کتنا کمال ہے۔اس کی عظمت میں کتنا کمال ہے۔

جو اتنا بڑا گواہ ہے کہ جس کی گواہی دے رہا ہے۔عمر جتنی اس کی ہے.....عمر اتنی ہی

اس کی ہے۔

وفات جس دن اس کی ہوئی.....وفات اسی دن اس کی ہوئی۔

گواہی کو دیکھئے۔ جس کو قرآن نے کہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسولؐ ہیں۔

گواہ کون ہے؟ فرمایا والذین معہٗ.....گواہ وہ ہے جو ہر وقت محمدؐ کے ساتھ ہے۔

اٹھنے میں ساتھ ہے.....بیٹھنے میں ساتھ ہے

اور اتنا بڑا گواہ ہے۔

نبیؐ کی عمر بیس سال تھی.....اس گواہ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

نبیؐ کی شادی خدیجہ سے ہوئی.....اس نے گواہی دی۔

بیٹی زینبؓ پیدا ہوئی.....اس نے گواہی دی۔

فاطمہؓ پیدا ہوئی.....اس نے گواہی دی۔

قاسمؓ پیدا ہوا.....اس نے گواہی دی۔

طاہرؓ طیب پیدا ہوا.....اس نے گواہی دی۔

ابراہیمؓ پیدا ہوا.....اس نے گواہی دی۔

ام کلثومؓ پیدا ہوئی.....اس نے گواہی دی۔

رقیہؓ پیدا ہوئی.....اس نے گواہی دی۔

وحی آئی.....اس نے گواہی دی۔

محمدؐ غارِ حرا میں آئے.....اس نے گواہی دی۔

پیغمبرؐ مکہ میں تیرہ سال رہے.....اس نے گواہی دی۔

نبیؐ مدینہ میں دس سال رہے.....اس نے گواہی دی۔

صرف گواہی نہیں دی۔ بلکہ جہاں محمدؐ ہے.....وہاں وہ گواہ بھی ہے۔ اور اس گواہ اوّل کا نام صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔

خدا کو تلاش کرنا چاہتے ہو تو خدا کے گواہ کو ڈھونڈو! مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا

چاہتے ہو تو مصطفیٰ کے گواہ کو ڈھونڈو!

خدا کا سب سے بڑا گواہ محمدؐ ہے۔ محمدؐ کا سب سے بڑا گواہ صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔

خدا کو پانا ہے..... مصطفیٰ کو پاؤ۔

مصطفیٰ کو پانا ہے..... صدیق کو پاؤ۔

مصطفیٰ نہیں ملے گا..... خدا نہیں ملے گا۔

صدیق نہیں ملے گا..... مصطفیٰ نہیں ملے گا۔

گواہوں میں عجیب مماثلت:

یہ گواہ تو بڑا عجیب ہے.....

حضورؐ کی عمر 63 سال..... گواہ کی عمر بھی 63 سال

حضورؐ کی وفات سوموار کے دن..... گواہ کی وفات بھی سوموار کے دن.....

حضورؐ کی وفات کے وقت عائشہؓ حضورؐ کے سرہانے بیٹھی ہے۔

گواہ کی وفات کے وقت بھی عائشہؓ گواہ کے سرہانے بیٹھی ہے۔

حضورؐ نے وفات کے وقت مسواک مانگی..... گواہ نے وفات کے وقت مسواک مانگی۔

حضورؐ کی مسواک کو بھی عائشہؓ نے چبایا..... صدیقؓ کی مسواک کو بھی عائشہؓ نے چبایا۔

یہ نبیؐ کا گواہ ہے اس نبیؐ کے گواہ کو تو دیکھئے.....!!

حضورؐ کی وفات مدینے میں..... صدیقؓ کی وفات بھی مدینے میں.....

وفات سے دو سال پہلے حضور کو زہر دیا گیا..... وفات سے دو سال پہلے صدیقؓ کو بھی زہر دیا گیا۔

حضورؐ کو زہر یہودیوں نے دیا..... صدیقؓ کو بھی زہر یہودیوں نے دیا۔

حضورؐ کو زہر کھانے میں رکھ کر دیا گیا..... صدیقؓ کو بھی زہر کھانے میں دیا گیا۔

حضورؐ کو زہر گوشت میں دیا گیا..... صدیقؓ کو بھی زہر گوشت میں دیا گیا۔

حضور کے ساتھ ایک صحابی شریک تھا وہ شہید ہو گیا (زہر کی وجہ سے) حضور کو خدا نے بچا

لیا۔ جو صدیقؓ کے ساتھ شریک تھا وہ بھی شہید ہو گیا صدیق کو خدا نے بچا لیا۔

سہیل اقبال کا قطعہ:

یہ گواہ ہے
قرآن نے اسی کو کہا۔

محمد رسول اللہ

(محمد اللہ کے رسول ہیں)

وَ الَّذِیْنَ مَعہ

اور وہ (گواہ) صدیقؓ ہر وقت نبیؐ کے ساتھ ہے۔

اس لیے اقبال کو کہنا پڑا۔

صدیقؓ یارو یاور محبوب کردگار
صدیقؓ ہی سے رسمِ محبت ہے استوار
صدیق جب تلک کسی دل میں نہ آئیں گے
اس دل میں نہ آئیں گے نبوت کے تاجدار

یہ صدیقؓ ہے اس صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کو دیکھئے۔

حضورؐ کو وفات سے پندرہ دن پہلے بخار آیا۔
صدیق کو بھی وفات سے پندرہ دن پہلے بخار آیا۔
حضورؐ نے بھی چار دن پہلے مصلی چھوڑا۔
صدیقؓ نے بھی چار دن پہلے مصلی چھوڑا۔
حضورؐ نے مصلے پر اس کو کھڑا کیا جس نے بعد میں خلیفہ بننا تھا۔
صدیقؓ نے بھی مصلے پر اس کو کھڑا کیا جس نے بعد میں خلیفہ بننا تھا۔
حضورؐ کے دو داماد عشرہ مبشرہ میں.....!

صدیق کے بھی دو داماد عشرہ مبشرہ میں.....!

حضورؐ کی بیٹی فاطمۃ الزاہرا نے چکی پیسی.....!

صدیق کی بیٹی اسماء نے بھی چکی پیسی.....!

حضورؐ کی بیٹی زینبؓ کو دھکا دیا گیا.....!

صدیق کی بیٹی اسماء کو بھی دھکا دیا گیا.....!

حضورؐ کے نواسے حضرت حسینؓ شہید کئے گئے.....!

صدیق کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر بھی شہید کیے گئے.....!

حضورؐ کے نواسے کا سر کاٹا گیا.....!

صدیق کے نواسے کا بھی سر کاٹا گیا.....!

حضورؐ کے نواسے کو خلافت کے معاملے میں شہید کیا گیا.....!

صدیق کے نواسے کو بھی خلافت کے مسئلے میں شہید کیا گیا.....!

حضورؐ کے نواسے کو ظلماً مارا گیا.....!

صدیق کے نواسے کو بھی ظلماً مارا گیا.....!

حضورؐ کے نواسے سے کوفیوں نے دھوکہ کیا.....!

صدیق کے نواسے سے شامیوں نے دھوکہ کیا.....!

حضور اور صدیق کا ساتھ کتنا عجیب ہے.....!

حضورؐ نے وفات کے وقت فرمایا الصلوٰۃ الصلوٰۃ..... گواہ نے بھی وفات کے وقت فرمایا الصلوٰۃ الصلوٰۃ .....!

حضورؐ کے آخری الفاظ یہ ہیں اللھم فی الرفیق الاعلیٰ۔ گواہ کے بھی آخری الفاظ ہیں اللھم فی الرفیق الاعلیٰ.....!

وفات کے بعد جس چارپائی پر حضورؐ کا جنازہ آیا۔ گواہ کا جنازہ بھی اسی چارپائی پر آیا۔

جو چادر حضورؐ کے چہرے پر آئی..... گواہ کے چہرے پر بھی وہی چادر آئی۔

جس حجرے میں حضورؐ کی قبر بنی..... گواہ کی قبر بھی اسی حجرے میں بنی۔

اور قیامت کے دن.....

جس طرف نبیؐ جائے گا.....اسی طرف گواہ جائے گا۔

جس پرچم کے نیچے نبیؐ ہوگا.....اسی پرچم کے نیچے گواہ ہوگا۔

مقام محمود پر نبیؐ ہوگا.....اسی مقام محمود پر گواہ ہوگا۔

تا کہ دُنیا کو پتہ چلے.....!!

ایسا نبی کوئی نہیں.....ایسا گواہ کوئی نہیں.....!

ایسا گواہ کسی نے دیکھا؟ کہ جو گواہ مکے سے شروع ہوا۔

پتھروں سے شروع ہوا..... پہاڑوں سے شروع ہوا۔

ام معبد کے خیمے سے شروع ہوا.....غار سے شروع ہوا۔

بدر میں آیا.....احد میں آیا۔

خیبر میں آیا.....خندق میں آیا۔

حنین میں آیا.....تبوک میں آیا

ہر گھڑی میں ساتھ رہے.....وفات کے بعد بھی ساتھ رہے.....اور.....

صدیقؓ کی انفرادیت:

صدیقؓ نے محمدؐ کا چہرہ کتنے سال دیکھا؟ جب حضورؐ کے گھر حضرت علی آئے۔ عمر دو سال تھی۔ کلمہ نبی کا پڑھا علیؓ کی عمر چھ سال تھی۔ حضورؐ کی وفات ہوئی علیؓ کی عمر 29 سال تھی۔

.....گویا کہ علی المرتضیٰ نے نبیؐ کا چہرہ دیکھا ستائیس سال تک.....

.....اور صدیق جب نبیؐ کا دوست بنا صدیق کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ حضورؐ کی عمر بیس سال تھی اور جب حضورؐ کی وفات ہوگئی صدیق کی عمر اکسٹھ سال تھی، اور پیغمبر کی عمر 63 سال تھی۔ تو صدیق نے محمدؐ کا چہرہ دیکھا 18 سال سے 61 سال تک، تو گویا کہ صدیق نے محمدؐ

کو 43 سال دیکھا اور کائنات انسانی میں کوئی آنکھ ایسی نہیں جس نے ایمان کی حالت میں اتنا عرصہ محمدؐ کے جمال کا مظاہرہ کیا ہو۔

حسن صدیقؓ نے دیکھا..... صدیقؓ نے رات کو دیکھا..... دن کو دیکھا دوپہر کو دیکھا..... مکے کے تیرہ سال دیکھے..... مدینے کے دس سال دیکھے..... شادی سے پہلے دیکھا..... شادی کے بعد دیکھا..... مسکراتے دیکھا..... چلتے دیکھا..... اٹھتے دیکھا..... بیٹھتے دیکھا۔ کیوں دیکھا؟ اس لیے کہ صدیق اکبرؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا گواہ ہے اور یہ گواہ اتنا بڑا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات مدینے میں..... گواہ کی وفات بھی مدینے میں! قیامت کی صبح کو بھی ساتھ ہوگا۔ اس سے بڑا گواہ دنیا میں کوئی نہیں۔

گواہی ایسی ہونی چاہیے۔ گواہی اتنی عجیب ہے کہ نبیؐ کی زندگی میں دو راتیں بڑی عجیب ہیں۔

ایک رات نبیؐ نے عرش کا سفر کیا.....!

ایک رات نبی نے ہجرت (فرش) کا سفر کیا.....!

ایک رات نبیوں کے بعد سب سے بڑا انسانوں کا جو سردار ہے وہ ساتھی ہے اور ایک رات فرشتوں کا سردار ساتھی ہے۔

فرشتوں کا سردار کب ساتھی ہوا.....؟ جب معراج پہ گئے۔

انسانوں کا سردار نبیؐ کا کب ساتھی ہوا.....؟ جب ہجرت میں گئے۔

لیکن ان دونوں میں فرق کو سمجھئے کہ گواہ کو مرتبہ خدا نے اتنا اونچا دیا۔ محمدؐ کے گواہ کو اتنا اونچا مرتبہ دیا کہ جب ہجرت کی رات جس نے ساتھ جانا تھا۔ پہلے اس طرف دیکھئے کہ جس نے معراج کی رات ساتھ جانا تھا۔ وہ نبی کو جگانے آیا..... اور جس نے ہجرت کی رات جانا تھا اس کو نبیؐ جگانے آیا۔ یہ گواہ ہے۔ کیوں؟ کیا ضرورت تھی جگانے کی؟ اس لیے کہ گواہ ساتھ رہے۔ اور پھر معراج کی رات سواری کی ضرورت پڑی تو جبرئیل براق لینے چلا گیا۔ لیکن جب ہجرت کی رات سواری کی ضرورت پڑی تو ابوبکر

براق لینے نہیں گیا خود نبیؐ کی سواری بن گیا اور دنیا کو بتا دیا کہ جس سواری پر نبی سوار ہوتا ہے وہ سواری کسی سے پیچھے نہیں رہتی۔

وہ سواری حلیمہ سعدیہ کی ہو تو ساری سواریوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے چلی جاتی ہے وہ سواری صدیق کی ہو تو سارے صحابہ کو چھوڑ کر آگے چلی جاتی ہے..... یہ گواہ ہے۔

قرآن نے کیا کہا.....؟

انا ارسلنک شاهداً.....

اے پیغمبرؐ تو گواہ ہے.....

اور جب صدیقؓ کی باری آئی تو قرآن نے کہا والذین معہٗ۔ محمدؐ کا گواہ وہ ہے جو ہر وقت نبی کے ساتھ ہے۔

نہ انا ارسلنک شاهداً کو بھلا سکتے ہو اور نہ محمد رسول الله والذین معہ کو بھلا سکتے ہو۔

خدا کو پانا ہے مصطفیٰ کو پاؤ..... مصطفیٰ کو پانا ہے صدیق کو پاؤ۔

صدیق کو نکال کر محمدؐ کو نہیں پا سکتے..... وہ صدیقؓ آج بھی روضہ اقدس میں آرام کر رہا ہے ..... وہ صدیق جو غار کا بھی ساتھی ہے۔ مزار کا بھی ساتھی ہے۔

سیّدنا صدیق کی امامت وخلافت:

وہ صدیقؓ جس کے بارے میں پیغمبرؐ نے فرمایا تھا۔ وفات کے وقت.....

مروا ابابکر فلیصل بالناس.....

صدیق کو بلاؤ آ کر میرے مصلے پر نماز پڑھائے.....

حضرت عائشہؓ نے جواب دیا۔

اِن ابانی قد سقیم.....

میرے باپ بیمار ہیں، آپؐ عمرؓ کو کہہ دیں کہ نماز پڑھائے۔

حضورؐ نے فرمایا اے عائشہ! میں کیا کروں، میرا خدا ابوبکر کے علاوہ کسی اور کو میرے مصلے پر کھڑے کرنے کے لیے راضی نہیں ہوتا ہے۔ چنانچہ صدیق اکبرؓ نے پیغمبر کی زندگی میں ۲۱ نمازیں نبیؐ کے مصلے پر پڑھائیں۔

وہ صدیق آج تک نبیؐ کے ساتھ سویا ہوا ہے.....

وہ صدیق جس نے نبیؐ کو بیٹی دی.....

وہ صدیقؓ جو نبیؐ کے مصلے کا وارث بنا.....

وہ صدیق جو اسلام کی عظمت کا ستارہ تھا.....

وہ صدیق جس نے 43 سال محمدؐ کا چہرہ دیکھا۔

وہ صدیق جس نے کلمہ پڑھا 40 ہزار درہم کا مالک تھا۔ جس وقت اس کی وفات ہوئی تو ٹاکیوں والا لباس اس کے تن پر تھا اور تبوک کے موقع پر ایسا وقت آیا کہ ٹاکیوں والا لباس پہن کر نبی کی محفل میں بیٹھا ہے۔ جبرائیل آئے۔ فرمایا کہ اے پیغمبرؐ! ابوبکر کو اللہ نے سلام بھیجا ہے اور اللہ پوچھتے ہیں کہ اے ابوبکرؓ جب تو نے کلمہ پڑھا تھا۔ لاکھوں درہم کا مالک تھا۔ آج اتنا لاچار ہو گیا۔ کہ تیرے کپڑے پر ٹاکیاں لگی ہیں۔ کیا اس حال میں بھی تو خدا سے راضی ہے یا نہیں۔ تو صدیق نے جب یہ سنا تو صدیق کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ ابوبکر کی چیخیں نکل گئیں۔

فرمایا کملی والے..... خدا کو بتا دے، خدا کو میری نیت کا پتہ ہے۔ لیکن یہ بتا دے کہ ابوبکرؓ کے جسم پر اب ٹاکیوں کا لباس ہے۔ اگر ابوبکر کی چمڑی ادھڑ جائے اور چمڑی کو بھی ٹاکیاں لگ جائیں تو صدیق تب بھی۔

خدا سے بھی راضی ہے..... مصطفیٰ سے بھی راضی ہے

اللہ پاک ہم کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت اور طاقت نصیب فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین○

☆☆☆

منکر خلافت کا انجام:

دیکھیے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کا نام ہے آدم!

اور رسول اللہؐ کے خلیفہ کا نام ہے ابوبکرؓ!

تو اللہ کے خلیفہ بنانے میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بنانے میں بڑی مشابہت ہے۔

بالکل اسی طرح اللہ کے خلیفہ کے منکر میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے منکر میں بھی بڑی مشابہت ہے۔ آپ اس گہرائی تک نہ جائیں، لیکن آپ یہ دیکھیں کہ اللہ نے اعلان کیا کہ.....

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً

کہ زمین میں میں اپنا خلیفہ بناؤں گا تو آدم کو خلیفہ بنا دیا۔

یہ اعلان خدا کا کافی تھا یا نہیں تھا؟ (تھا) اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آدم کو آگے کیا اور فرشتوں سے کہا اس کے پیچھے سجدہ کرو۔ یعنی خلافت منوانے کا اللہ نے طریقہ بھی بتا دیا کہ جس کی خلافت منوائی جاتی ہے اسے پیچھے کیا جاتا ہے۔ جس کی خلافت ماننی ہے اس کو آگے کیا جاتا ہے

تو یہ اللہ کے خلیفہ کی بات ہے۔

تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے انتخاب کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ کے انتخاب کی سنت کو پورا کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیا اور پوری امت کو کہا کہ پیچھے نماز پڑھو۔

جو طریقہ اللہ نے اختیار کیا وہی طریقہ رسول اللہ ﷺ نے اختیار کیا۔

اور اب آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب فرشتے تھے عبودیت میں تو اللہ

نے اپنے زیادہ قریبی کو خلیفہ نہیں بنایا اور خلافت کے لیے قریبی کو نہیں دیکھا صلاحیت کو دیکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی رشتہ داری میں زیادہ قریب حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے تو حضور علیہ السلام نے بھی زیادہ قریبی کو نہیں دیکھا۔ صلاحیت کو دیکھا۔

آپس میں بڑی مشابہت ہے۔

میں نے کہا بالکل اسی طرح اللہ کے خلیفہ کا جس نے انکار کیا وہ بھی ''ش'' سے شروع ہوا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کا جس نے انکار کیا وہ بھی ''ش'' سے شروع ہوا۔

ہوا یا نہیں ہوا.....؟ (ہوا!) کس سے شروع ہوا.....؟ (ش سے)

میں کہنا چاہتا ہوں کہ جس نے اللہ کے خلیفہ کا انکار کیا' اس کو دنیا میں یہ سزا ملی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو پتھر مارو۔ حاجی لوگ جا کر ان کو پتھر مارتے ہیں یا نہیں مارتے؟ کنکریاں شیطان کو مارتے ہیں یا نہیں؟ (مارتے ہیں) کس جرم میں مارتے ہیں .....؟ اس جرم میں کہ اس نے اللہ کے خلیفہ کا انکار کیا۔

تو جس نے اللہ کا خلیفہ کا انکار کیا اسے سزا ملی پتھروں کی۔

اور جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کا انکار کیا اس کو سزا ملی چھریوں کی۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کا جس نے انکار کیا اس کو سزا مل رہی ہے پتھروں کی اور پتھر لوگ مار رہے ہیں۔ ہر سال حاجی جاتے ہیں' ایک حاجی ۲۱ کنکریاں مارتا ہے۔ کتنی کنکریاں؟ (اکیس) سات سات کر کے تین شیطانوں کو۔ کتنی کنکریاں؟ اکیس۔ اکیس کنکریاں ایک حاجی مارے اور ۲۵ لاکھ حاجی کنکریاں ماریں تو شیطان کے حصے میں بہت سارے پتھر آ گئے..... کس جرم میں.....؟ کہ اللہ کے خلیفہ کا انکار کیا.....!

تو جس نے نبی علیہ السلام کے خلیفہ کا انکار کیا اس کو سزا ملی چھریوں کی۔

اب پتھر تو آپ مار رہے ہیں شیطان کو' چھریاں بھی آپ ماریں تو آپ پر پرچہ ہو جائے گا۔ آپ پر تو ۶۵' ۲۰' ۱۳ لگ جائے گی۔ آپ تو جیل میں چلے جائیں گے اور سزا اللہ نے ضرور دینی ہے۔ تو نظام کیسا ہوا کہ ایک کو سزا ملی پتھروں کی اور وہ آپ

لوگ مار رہے ہیں۔ دوسرے کو سزا ملی چھریوں کی تو اب سوال یہ ہے کہ چھریاں مارے کون؟ یہ ہے سوال! اگر آپ ماریں آپ پر پرچہ ہو جائے۔ سپاہ صحابہ والوں پر تو پہلے بہت پرچے ہیں۔ تو اگر آپ ابوبکرؓ کے منکر کو چھریاں مارنے لگ جائیں تو کتنے پرچے ہو جائیں..... سزا اللہ نے ضرور دینی ہے۔ تو اے اللہ! سزا تو نے مقرر کی چھریوں کی، تو اس کا طریقہ کیا ہے تو اللہ نے فرمایا تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ میں نے ایسا انتظام کیا ہے کہ چھریاں بھی اپنی ہوں گی سینہ بھی اپنا ہوگا۔

تو ماریں گے کیسے.....؟ اللہ نے فرمایا میں نے ایسا انتظام کیا ہے کہ یہ خود درخواست لکھیں گے.....

"بخدمت جناب ڈپٹی کمشنر صاحب!" "ہم نے دس محرم کو فلاں چوک میں فلاں جگہ پر اپنے آپ کو چھریاں مارنی ہیں لہٰذا ہمیں باقاعدہ اجازت دی جائے اور نہ صرف اجازت بلکہ ہمیں خطرہ ہے کہ لوگ چھریوں سے روک نہ دیں۔ اس لئے پولیس کا بھی پہرہ لگایا جائے"۔

چنانچہ آپ نے دیکھا کہ ساری پولیس محرم کے لیے حرکت میں آ رہی ہے۔ میٹنگیں ہو رہی ہیں۔ امن کمیٹیاں قائم ہو رہی ہیں۔ حکومت کمشنروں اور ڈی آئی جی کو ایک لیٹر جاری کر رہی ہے کہ جناب محرم کو امن سے گزارا جائے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کو چھریاں مارنے میں کوئی دقت پیدا نہ ہو۔ یہ چھریاں ٹھیک ٹھاک اپنے نشانے پر لگا لیں۔ میری بات غلط ہے یا صحیح ہے (صحیح ہے) اور پھر چھریاں دیکھو بھائی۔ چھریاں ٹانگوں پر بھی ماری جا سکتی ہیں منہ پر بھی ماری جا سکتی ہیں لیکن یہ ٹانگوں پر نہ منہ پر تو اللہ نے فرمایا کہ۔ یہ چھریاں سینے پر پڑیں گی۔ اس لئے کہ اسی سینے میں ابوبکرؓ کا بغض ہے اسی سینے میں ابوبکرؓ اور عمرؓ کا بغض ہے تو چھریاں بھی یہاں پڑ رہی ہیں..... تو اب دیکھو باقاعدہ اجازت مل رہی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ جن جن علماء سے خطرہ تھا کہ وہ چھریوں سے روک دیں گے اللہ تعالیٰ ان کا داخلہ بھی بند کرا رہا ہے۔

یہ دا غلے پتہ ہے کیوں بند ہوتے ہیں؟ تا کہ ان کو چھریوں سے کوئی نہ روکے اور اب آپ دیکھیں کہ ان کو ایک سزا ملی۔ چھریوں کی اور دوسری سزا وہ یہ ملی کہ کالے کپڑے پہنیں دوسری سزا کیا ہے کہ کالے کپڑے تو آپ یہ کہیں گے کہ فاروقی صاحب یہ کالے کپڑے کونسی سزا ہے کسی نے سفید پہن لیے' کسی نے کالے پہن لیے' یہ کوئی سزا ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ سزا ہے۔ اس لئے کہ شیعوں کی تمام کتابوں میں لکھا ہے کہ کالا لباس جہنمیوں کا لباس ہے۔ یہ شیعہ کی کتاب میں ہے ہماری کتابوں میں نہیں۔ شیعہ کی کتابوں میں لکھا ہے.....

اِنَّهٗ لِبَاسُ فِرْعَوْنَ..... فرعون کا یہی لباس تھا.....

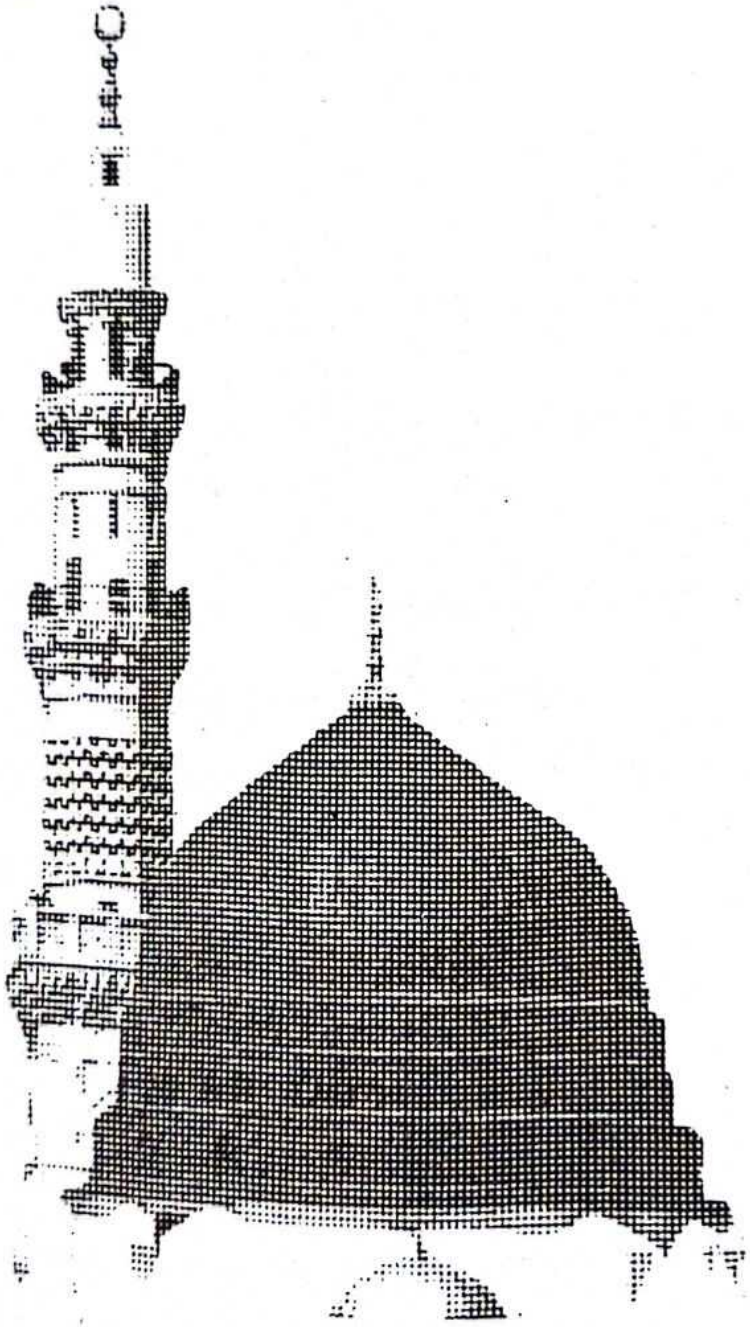
اِنَّهٗ لِبَاسُ اَهْلِ النَّارِ ..... یہ دوزخیوں کا بھی لباس ہے۔

اب آپ یہ کہیں گے کہ چلو جی مریں گے تو جہنم میں جائیں گے یا نہیں جائیں گے؟

اگر کسی نے آج کالے کپڑے پہن لیے تو اس میں کیا حرج ہے؟ تو یہ بات یوں ہوگی کہ آپ مجھ سے پوچھیں کہ فاروقی صاحب صبح کو آپ نے کہاں جانا ہے تو میں کہوں ملتان جانا ہے' آپ کہیں یہ تو نہیں ہوسکتا۔ رات ۲ بجے تک تقریر کرتے رہے اور صبح ۹ بجے ملتان کیسے پہنچیں گے۔ لیکن اگر آپ صبح صبح میرے پاس آئیں تو میں صبح ساڑھے پانچ چھ بجے بریف کیس ہاتھ میں لے کر غسل کر کے اور کپڑے تبدیل کر کے تیار ہو کر بیٹھا ہوں تو آپ کہیں گے کہ پہلے شک تھا کہ جائے گا یا نہیں جائے گا۔ لیکن اب تو یقین ہوگیا ہے کہ یہ ضرور جائے گا۔ اس لئے جہنم میں تو آدمی نے جانا ہے پتہ نہیں کہ کب جانا ہے' لیکن جب یہ کالے کپڑے پہن کر بیٹھ گئے تو یقین ہوگیا کہ یہ جا رہے ہیں..... یہ سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے۔ میرے بھائیو! یہ سزا کس چیز کی مل رہی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے انکار کی' فاروق اعظمؓ کے خلاف تبراء کی اور عثمان غنیؓ کو شہید کرنے کی۔ عثمان غنیؓ کو شہید کرنے والے بھی یہی لوگ ہیں۔

(جامع مسجد حق نواز شہیدؒ جھنگ صدر میں خطاب سے اقتباس)

حضورؐ کی
تیرہ سالہ مکی زندگی



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

لقد جآء كم رسولٌ من انفسكم عزيزٌ عليه ما عنتم حريصٌ عليكم باالمومنين رء وفٌ رحيم o

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ o

میرے واجب الاحترام، قابل صد احترام ساتھیو! گذشتہ جمعہ آپ حضرات کے سامنے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے ابتدائی چالیس سالوں کا بیان آپ کے سامنے آ چکا ہے، جس میں حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت، آپ ﷺ کی رضاعت، آپ ﷺ کا بچپن، آپ ﷺ کا لڑکپن، اور آپ ﷺ کی جوانی کے واقعات شامل ہیں۔ اور غارِ حرا میں جو ابتدائی وقت آپ ﷺ نے گزارا، اس کا ذکر بھی پچھلے جمعہ کو ہو چکا ہے۔ اور آج کے بیان میں حضور ﷺ کی ۱۳ سالہ مکی زندگی کا انشاء اللہ ذکر ہوگا۔ حضور ﷺ کی ۱۳ سالہ مکی زندگی بہت طویل موضوع ہے۔ لیکن میں کوشش کروں گا کہ آج ہی اس کی تفصیلات آپ کے سامنے پیش کر دی جائیں۔

پہلی وحی کا نزول اور آپ ﷺ کی کیفیت:

میں نے جو آیات کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی تبلیغی زندگی کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کو حکم دیا ہے کہ اے پیغمبر ﷺ میرے دین کی تبلیغ کرو، میرا پیغام آگے پہنچاؤ، میری توحید کی دعوت کو عام کرو، یہ اللہ کا حکم ہے۔ پیغمبر ﷺ پر غارِ حرا میں جب قرآن پاک کی پہلی آیات نازل ہوئیں اور آپ ﷺ کے سر پر نبوت کا تاج رکھا گیا۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ کئی کئی دن کا کھانا وغیرہ لے کر غارِ حرا چلے جایا کرتے تھے، وہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر غور و فکر فرماتے۔ تو ایک دن جبرئیل امین آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو غار میں فرمایا..... اقراء! اے محمد ﷺ پڑھو! آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا، ''ما انا بقاریء'' میں پڑھا ہوا نہیں ہوں..... غالباً تین مرتبہ آپ دونوں میں یہی مکالمہ ہوا۔ پھر جبرئیل نے فرمایا.....

اقراء باسم ربک الذی خلق

چنانچہ اس آیت کے پڑھتے ہی آپؐ کے سر پر تاج نبوت رکھ دیا گیا' اس آیت کا پڑھانا گویا آپ کو نبی بنانا تھا۔ آپ کو باضابطہ نبوت عطا کر دی گئی۔ اس موقع پر سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں۔

لیکن اللہ کے کلام کا اتنا بوجھ تھا کہ آپؐ پر کپکپی طاری ہو گئی۔ اس حالت میں آپؐ گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجہؓ سے فرمایا ,,زملونی'' ۔,,زملونی'' ۔ اے خدیجہؓ! مجھے کمبل اوڑھا دو! تو خدیجہؓ نے آپؐ کو کمبل اوڑھا دیا۔ آپؐ کپکپی کے عالم میں لیٹے رہے۔ لیکن آپؐ کی کپکپاہٹ دیکھ کر خدیجہ پریشان ہو گئیں! کہ میرا خاوند جو بڑا ہی حسین وجمیل۔ بڑا ہی وجیہہ اور بڑا ہی عظمتوں والا ہے۔ کیوں کانپ رہا ہے؟

ورقہ بن نوفل کی آرزو اور سیدہ خدیجہؓ کا اعزاز:

پھر انہوں نے آپؐ سے واقعہ کی تفصیل سنی اور کچھ غور وفکر کے بعد وہ آپ کو لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں! جو تورات کا بہت بڑا عالم تھا۔ یہاں پر آپ یہ بھی یاد رکھیں کہ حضرت خدیجہ کو یہ مقام اور مرتبہ حاصل ہے کہ خدیجۃ الکبریٰؓ دنیا میں وہ پہلی خاتون ہے۔ جس نے محمدؐ کو رسول بننے کے بعد سب سے پہلے دیکھا۔ یعنی خدیجہؓ کے پاس وہ آنکھ ہے جس آنکھ نے نبوت کے بعد رسول اللہ کو سب سے پہلے دیکھا۔ یہ آنکھ صرف خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ہے۔ اور خدیجۃ الکبریٰ کے پاس ہی وہ کان ہیں جنہوں نے قرآن کی سب سے پہلی آیات کو نبیؐ کے بعد نبیؐ سے ہی سنا' یہ خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔ تو خدیجۃ الکبریٰ ورقہ بن نوفل کے پاس رسول اللہ کو لے کر گئیں اور جا کر کہنے لگیں بھائی! دیکھو یہ میرا شوہر ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا' اور اب ان پر کپکپی طاری ہے۔ ورقہ بن نوفل جس کی عمر سو سال یا اس سے بھی زیادہ تھی' اور وہ بستر علالت پر پڑا تھا۔ ضعف اس پر طاری تھا۔ اور اس کی آنکھوں کے پپوٹے (ابرو) اوپر کو نہیں اٹھتے تھے' (بڑھاپے کی وجہ سے) جب اس نے حضرت خدیجہ کی بات سنی کہ یہ میرا شوہر ہے' اس کا نام محمدؐ ہے' یہ غار حرا میں گیا تھا۔ جہاں یہ کئی کئی

دن گزارتا ہے' اور اب اس کے بقول ایک فرشتے نے آ کر اسے دبوچ لیا' اور پڑھنے کا حکم دیا' اور یہ پانچ جملے کہے..... آپ بتائیں یہ کیا مسئلہ ہے؟ ورقہ بن نوفل نے جب اپنی چچازاد بہن خدیجہؓ کی یہ بات سنی' تو اس نے کہا مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔ اسے اٹھا کر بٹھایا گیا' اس نے کہا میری آنکھوں سے ابرو اٹھاؤ۔ اٹھا دیئے گئے' اس نے رسول اللہ کا چہرہ دیکھا اور بے ساختہ کہنے لگا خدیجہ! تجھے مبارک ہو' خدیجہ نے پوچھا بھائی کیسی مبارک؟ ورقہ نے کہا تمہارا شوہر اللہ کا نبیؐ بن چکا ہے۔ اور تو صرف محمدؐ کی بیوی نہیں بلکہ رسول اللہ کی بیوی بن چکی ہے۔ تیری آنکھیں اب نبوت کا دیدار کر رہی ہیں۔ یہ کہہ کر ورقہ بن نوفل رو پڑا۔ خدیجہ نے پوچھا بھائی کیوں روتے ہو؟ ورقہ نے کہا اس لئے روتا ہوں کہ میری عمر بہت زیادہ ہو گئی۔ اب میں زندگی کے آخری دنوں سے گزر رہا ہوں۔ میں اس لیے روتا ہوں کہ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا' جب اس محمدؐ کی نبوت کا آفتاب چمکے گا' اور مکہ کے لوگ اسے دھکے دے کر مکہ سے نکال دیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس وقت کھلم کھلا اس کا ساتھ دوں۔ اور چوک میں کھڑے ہو کر تیرے شوہر کی چوکیداری کروں۔

خدیجہؓ کہتی ہیں ورقہ بن نوفل روتا رہا' اور پھر کہنے لگا خدیجہ! اس محمدؐ کو لے جاؤ!

اس کو کچھ نہیں ہو گا' یہ تو نبیوں کا سردار ہے! تورات میں جو نشانیاں میں نے آخری نبیؐ کی پڑھی ہیں' وہ ساری کی ساری اس میں پائی جاتی ہیں۔ انجیل میں جو نشانیاں پڑھی ہیں' وہ اس کے چہرے میں موجود ہیں۔ زبور میں جو کچھ لکھا ہے' وہ اس محمدؐ پر صادق آ رہا ہے۔

دعوت توحید کا حکم تین سال بعد ہوا:

میرے بھائیو! خدیجۃ الکبریٰ واپس آئیں' اور اس کے بعد کیا ہوا؟ اگلی آیت یہ اتری.....

وانذر عشیرتک الاقربین ٥

لیکن یہ آیت تقریباً تین سال بعد اتری۔

جس دن آپ کو نبوت ملی، اسی دن آپ کو تبلیغ کا حکم نہیں ہوا۔ بلکہ تین سال بعد جب یہ آیت اتری تب آپ کو حکم ہوا کہ اپنے قریبی اعزہ واقربا، کو دعوت توحید دیں۔ پہلی وحی سے اس آیت کے اترنے تک کا جو زمانہ ہے، اسے عربی میں ,,فترتِ وحی'' کا زمانہ کہا جاتا ہے یعنی وہ زمانہ جس میں وحی نہیں آئی اور تین سال کے بعد یہ آیت اتری.....

وانذر عشیرتک الاقربین o

نبوت آپ کو پورے چالیس سال کے بعد ملی، اور آغازِ تبلیغ آپؐ نے کب کیا؟ ۴۳ سال کے بعد..... درمیانی عرصہ فترتِ وحی کا تھا۔ پھر آپ کو حکم ہوا.....

وانذر عشیرتک الاقربین o

اے محمدؐ! اپنے رشتہ داروں کو میرے عذاب سے ڈراؤ!

پہلی دعوت میں حضورؐ نے ذاتی کردار کو معیار بنا کر پیش کیا:

اب تبلیغ کا آغاز ہوتا ہے۔ رشتہ داروں کو سب سے پہلے تبلیغ کرو، اپنے گھر والوں کو بلاؤ، اپنی دعوت پہلے گھر والوں کو پیش کرو، تبلیغ گھر والوں میں پیش کرو۔ تو پیغمبر علیہ السلام نے اس آیت کے بعد مکے کے قریشیوں کو، چوہدریوں کو پہاڑ کی چوٹی پر بلایا اور بلا کر کہا کہ تم مجھ کو کیسا سمجھتے ہو؟ پروگرام میں سب سے پہلے کتاب زندگی پیش کی۔ اپنی زندگی کی کتاب ان کے سامنے کھولی..... اور کہا:

هل وجدتمونی صادقاً او کاذباً ' لقد لبثت فیکم عمراً من قبله

او قریشیو! او چوہدریو!..... چالیس سال کا عرصہ پیغمبرؐ نے تمہارے اندر گزارا، مجھے تم نے کیسا پایا؟ مجھے تم نے سچا پایا جھوٹا پایا؟

جب حضورؐ نے فرمایا.....

لقد لبثت فیکم عمراً من قبله .....

چالیس سال تم نے میرے گزارے، بتاؤ مجھے تم نے کیسا پایا؟

تو سب لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا.....

,,ماوجدنک الا صدقا "

اے پیغمبرؐ! تیری صداقت والی چادر پر کوئی داغ نہیں۔

تیری صداقت والی چادر پہ کوئی داغ نہیں ہے' تو صادق اور امین ہے' تو سچا ہے' تو فرمایا اگر میں کہوں اس پہاڑ کے دامن میں ایک لشکر آ رہا ہے' اور وہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے' تو کیا تم میری بات مان لو گے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں مانیں گے۔ تو تو وہ سچا ہے کہ تیرا مخالف بھی کہے گا کہ محمدؐ سے سچا کوئی نہیں۔ اے محمدؐ تو گلیوں میں سے گزرتا ہے تو چھوٹے چھوٹے بچے کہتے ہیں یہ سچا آ گیا' یہ صادق آ گیا' یہ امین آ گیا ..... تیرا ایسا کردار ہے ..... یہ تیری عظمت ہے کہ گلیوں کے بچے بھی تیری گواہی دے رہے ہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ میری بات سنو! ایک قیامت کا دن آنے والا ہے' جس دن حساب و کتاب ہوگا۔ تمہیں اللہ کی عدالت میں پیش ہونا ہوگا۔ اس قیامت کے حساب سے پہلے اگر تم چاہتے ہو کہ ہم اس سے سرخرو ہوں۔ تو اللہ کی توحید کا اقرار کرو۔ اقرار کرو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں۔ کوئی حاجت روا نہیں' کوئی بگڑی بنانے والا نہیں۔ اور میں اس کا رسول ہوں۔

یآ ایھا الناس قولوا لآ الٰہ الا اللہ تفلحون .....

اے لوگو کہو! اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں.....

,,وانی رسول اللہ "

میں اللہ کا رسول ہوں!.....

..... یہ کہو گے ..... تفلحون! کامیاب ہو جاؤ گے۔

پہلی ہی دعوت سے مصائب کا آغاز:

جب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات پہاڑ کی چوٹی پر کہی تو وہ قریشی' وہ سردار' مکہ کے وہ چوہدری جو وہاں کھڑے تھے کہنے لگے.....

الھٰذا جمعتنا یا محمد؟ .....

اے محمدؐ! کیا تو نے ہمیں اسی لئے بلایا تھا کہ ہمارے تین سو ساٹھ خداؤں کی خدائی کا ناتہ کرے! یہ کہے کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں، کوئی حاجت روا نہیں اسی لئے بلایا تھا؟.....

تباً لک یا محمد! (نعوذباللہ)

اے محمدؐ! تو ہلاک ہو جائے.....

..... یہ قریشیوں نے کہا، چوہدریوں نے کہا، سرداروں نے کہا "نہیں نہیں..... بلکہ سگے چچا نے کہا، حضورؐ پریشان ہو گئے، اور (انہوں نے) یہی کہنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ پتھر مار کر حضورؐ کا چہرہ لہولہان کر دیا۔ پیغمبرؐ کا چہرہ خون آلود کر دیا، رسول اللہؐ کا سارا لباس خون سے رنگین ہو گیا اور رسول اللہؐ فرماتے تھے لوگو! اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں، کوئی حاجت روا نہیں، کوئی بگڑی بنانے والا نہیں! کوئی نفع نقصان کا مالک نہیں، کوئی کچھ نہیں دے سکتا۔

قولوا لا الٰہ الا اللہ .....

کوئی خدا نہیں اللہ کے سوا، یہ تین سو ساٹھ جھوٹے خدا تمہیں کچھ نہیں دے سکتے۔ تمہاری حاجت روائی نہیں کر سکتے! پتھر کی مورتی اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو پھر اسے سجدہ کرتے ہو؟ اپنے ہاتھوں سے جس کو بنایا اسے مشکل کشا کہتے ہو؟ یہ تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتے ..... لوگو آؤ! ایک خدا کے دروازے پہ جھک جاؤ! ساری کائنات کے سردارؐ نے جب اعلانِ توحید کیا تو ان کے چہرے پہ پتھر مارے گئے۔

دینی معاملات میں نرمی اور گرمی کا مسئلہ:

آج کل بعض لوگ کہتے ہیں، مولوی جی! ایسی بات نہ کرنا، جس سے کسی کا دل دکھے! مجھے بتاؤ! جب پیغمبرؐ نے پہاڑ کی چوٹی پر یہ کہا تھا کہ تین سو ساٹھ خدا کچھ نہیں کر سکتے، تو ان چوہدریوں کا..... قریشیوں کا دل دکھا تھا یا خوش ہوا تھا؟

اگر آج کل کے نصیحت کرنے والے وہاں ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کہتے کہ "حضرت جی! کسی کا دل نہ دکھائیں!....."

یہ مشورے اپنے پاس رکھو! دل دکھانا یا خوش کرنا' اسلام میں اس بات کی کوئی اہمیت نہیں' اسلام میں اہمیت اس بات کی ہے کہ جو سچ ہے وہ منہ پر کہہ دو!

مجھے بتاؤ کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کہا تھا؟

اذ قال لابیه وقومه ما هٰذه التماثیل التی انتم لها عاکفون o

اے ابا جان! اے میری قوم! جن مورتوں کو سجدہ کرتے ہو' وہ تمہیں کچھ نہیں دے سکتے!

انہوں نے کہا ابراہیم! تجھے کیا ہو گیا؟ تو تو اپنے آباء واجداد کے راستے سے بھٹک گیا' قوم نے کہا.....

بل وجدنا آبائنا لها عابدین o

ہم نے اپنے باپ دادا کو انہی بتوں کی پوجہ کرتے ہوئے پایا ہے۔

تو پیغمبرؑ نے بلا جھجک کہا.....

انتم واٰباء وکم فی ضلالٍ مبین o

تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلی گمراہی میں ہو۔

تم بھی گمراہ ہو..... تمہارے باپ دادا بھی گمراہ ہیں..... یہ کس نے کہا؟ کیا پیغمبرؑ نے نہیں کہا؟ کیا یہ لفظ رسول نے نہیں بولے؟ تم رسول سے بھی زیادہ سمجھدار بنتے ہو؟ نصیحتیں کرتے ہو؟ کہ ایسی بات نہ کرو' جس سے کسی کا دل دکھے! پیغمبرؑ نے تو حق بات باپ کے سامنے کہہ چھوڑی! جس کے گھر میں پرورش پائی' اسی کے بتوں کا بیڑہ غرق کر دیا۔ بتوں کی خدائی کا خاتمہ کر دیا۔ بات وہ کرو جو سچی ہو' چاہے اس سے کسی کا دل دکھے نہ دکھے' اسلام نے تو یہ سبق دیا ہے۔ اور جو کہتی ہو کسی کا دل نہ دکھے' وہ اور بات ہے۔ وہ مسئلہ ہی اور ہے۔ مثلاً تمہارا کوئی پڑوسی ہے۔ پڑوسی کی ہوا بند نہ کرو' اور اسے یہ کہنے پر مجبور نہ کرو کہ یہ بداخلاق ہے۔ بدتمیز ہے' مجھے رات کو سونے نہیں دیتا..... تمہاری ذات کو کسی نے گالی دی' تم معاف کر دو' یہ اور بات ہے۔ لیکن جب دین کا معاملہ آئے گا تو کوئی نرمی

نہیں! شریعت کا معاملہ آئے گا کوئی نرمی نہیں! ایک آدمی نے تمہارے بھائی کو قتل کر دیا' اُسے معاف کر دو ثواب ہے۔.....لیکن ایک شخص نے تیرے پیغمبر کو گالی دی' تو کہے میں نرمی کروں گا' یہ نرمی نہیں ہے یہ لعنت ہے۔ رسول اللہ کو جو شخص گالی دے تمہیں اختیار ہی نہیں اسے معاف کرنے کا' کوئی شخص صحابہ کرامؓ کو گالی دے اور تم اسے معاف کر دو؟ تمہیں اختیار ہی نہیں معاف کرنے کا' تمہیں کس نے کہا معاف کر دو؟ دین کا مذاق اڑایا ایک شخص نے' شریعت کا مذاق اڑایا' قرآن کا مذاق اڑایا' دین کا مذاق اڑایا' اس کے بارے میں کوئی نرمی نہیں! اگر نرمی ہے تو مجھے بتاؤ قرآن نے یہ کیوں کہا.....؟

فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ.....

جس نے سود کھایا' اس نے اللہ و رسولؐ کے ساتھ اعلان جنگ کیا۔

اعلان جنگ کرنا یہ نرمی ہے یا سختی؟.....اب کہاں گئی نرمی؟

دین کے معاملے میں کوئی نرمی نہیں! نرمی اور معافی اپنی ذات کے لئے ہے۔

تمہیں کسی نے برا کہا.....معاف کر دو! ٹھیک ہے۔

تمہیں کسی نے گالی دی' معاف کر دو! ٹھیک ہے۔

ایک آدمی نے سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو طوائف لکھ دیا' تم مجھے کہتے ہو معاف کر دوں؟

.....اسلام نہیں ہے بے غیرتی ہے۔ کوئی معافی نہیں ہو سکتی اس مسئلہ میں! مجھے یہ بتاؤ کہ جس وقت صدیق اکبرؓ کا دور خلافت تھا.....منکرین زکوٰۃ کا فتنہ کھڑا ہوا تھا.....صدیق اکبرؓ نے نرمی کی یا سختی؟

منکرین ختم نبوت کھڑے ہوئے' صدیق اکبرؓ نے نرمی کی یا سختی؟

آپ حیران ہوں گے حالانکہ صدیق اکبرؓ کے دور میں قرآن نہیں اترا۔

رسول اللہ کے دور میں قرآن اترا۔ کملی والے تیرے جانے کے بعد ایک جماعت ہو گی اسلام سے پھر جائے گی اور تیری طرف سے ایک گروہ کھڑا ہو کر اس سے جنگ کرے گا۔ جو گروہ اس سے جنگ کرے گا میں خدا اعلان کرتا ہوں کہ مجھے اس سے محبت ہے۔

یٰۤ ایھاالذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہٗ اذلۃٍ علی المومنین اعزۃٍ علی الکافرین ۝

دین میں کوئی نرمی نہیں۔اس وقت منکرین زکوٰۃ کھڑے ہو گئے۔آپ کو پتہ ہو گا۔ہم زکوٰۃ نہیں دیتے۔حضرت عمر فاروق جیسا شخص کہنے لگا کہ ابوبکر اسلام کا لشکر تو سارا شام کو گیا ہوا ہے۔ایک لشکر یمامہ میں جا رہا ہے۔اور تم مدینہ کے مضافات میں ان لوگوں سے جنہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ان سے لڑنے پر تل گئے ہو؟

ابوبکر صدیقؓ کھڑے ہو گئے منبر رسولؐ پر عصا مبارک ہاتھوں میں لے کر صدیقؓ نے کہا۔

یاعمرؓ!

اے عمر

انت جبار فی الجاھلیۃ وغوارٌ فی الاسلام.

تو جہالت میں تیز تھا اسلام میں آ کر نرم ہو گیا؟

آپ دیکھیں کہ ابوبکرؓ کے بارے میں عام رائے یہی تھی کہ وہ نرم مزاج آدمی ہیں۔لیکن جب دین کا معاملہ آیا تو کتنے سخت ہو گئے؟ دین کے معاملے میں کوئی نرمی نہیں۔

چنانچہ ابوبکرؓ صدیق مسجد نبویؐ میں آئے۔منبر پر بیٹھ کر عصا مبارک ہاتھ میں لے کر خطبہ دیا اور فرمایا اے مدینہ کے لوگو!

اینقص الدین وانا حیٌّ؟

محمدؐ کا دین کمزور ہو جائے.....میری زندگی میں؟.....ایسا نہیں ہو سکتا۔

یاد رکھو! جو شخص رسول اللہؐ کے دور میں بکری کے گلے کی رسی بھی زکوٰۃ میں دیتا تھا..... آج اگر کوئی شخص بکری زکوٰۃ میں دے اور رسی نہ دے.....میں وہ رسی لینے کے لئے بھی جنگ کروں گا.....کیوں؟ آج اگر میں نے وہ رسی نہ لی تو زکوٰۃ میں کمی ہو جائے گی۔اور ابھی سے لوگوں نے زکوٰۃ سے تھوڑا تھوڑا مال بچانا شروع کر دیا تو مستحقین کا حق مارا جائے گا۔اور بعد میں آنے والے لوگ زکوٰۃ روک لیں گے میں محمدؐ کے دین کو کمزور ہوتا نہیں

دیکھ سکتا۔

مدینہ کے لوگو! میں جنگل میں نکل جاؤں گا..... اکیلا نکل جاؤں گا۔ یہ کہہ کر تلوار ہاتھ میں لے کر منبر سے نیچے اتر آئے۔ کہ میں اکیلا جا کر جنگ لڑوں گا۔ زکوٰۃ وصول کروں گا۔ میری لاش کو جنگل کے جانور اور درندے نوچ جائیں..... کوئی پرواہ نہیں۔ جو زکوٰۃ کی رسی روکے گا میں اس سے بھی جنگ لڑوں گا..... دین کے معاملے میں کوئی کمزوری نہیں۔

دو کام پیغمبرؐ نے کیے!

.....اب دیکھو، حضور علیہ السلام سے بڑا دنیا میں کوئی ہو سکتا ہے؟

رسول اللہؐ فاران کی چوٹی پر کھڑے ہیں۔ اور فرمایا.....

قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحون .....

لوگو! ایک اللہ کو عبادت کے لائق مانو۔ اسے ہی مشکل کشا، حاجت روا مانو کامیاب ہو جاؤ گے..... لیکن ان لوگوں نے پتھر اٹھائے اور رسول اللہؐ کے چہرے پر مارے۔ حضورؐ کا چہرہ خون آلود ہو لیا..... کس لیے؟..... توحید کے لئے!

اور سنو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جسے دعوتِ توحید کے جرم میں گھر سے نہ نکالا گیا ہو۔

دو صفتیں ہر نبی میں موجود رہیں۔

(۱)..... ہر پیغمبرؑ کو دین بیان کرنے کے جرم میں گھر سے نکالا گیا۔ دھکے دے کر۔

(۲)..... ہر پیغمبرؑ نے بکریاں چرائیں!!

بخاری شریف میں ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں..... اس میں بڑی حکمتیں ہیں۔ علماء نے وہ حکمتیں لکھی ہیں۔

پیغمبرؐ کے مصائب میں ابوبکرؓ کا ایثار:

: ب آپؐ نے پہلی مرتبہ خانہ کعبہ میں اعلان توحید کیا..... تو سارے لوگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کے لئے دوڑے۔ آپ پر تشدد شروع کر دیا۔ اتنے لوگوں کے ہجوم میں جو شخص رسول اللہ کو بچانے آیا وہ ابوبکر صدیقؓ تھا۔ رسول اللہؐ نیچے تھے ابوبکر اوپر گر گئے ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا:

اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ .

او مکہ کے لوگو! اس شخص کو قتل کرتے ہو، جس کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میرا رب صرف اللہ ہے۔ اس جرم میں مارتے ہو؟

چنانچہ ابوبکر صدیقؓ کو تکالیف آئیں۔ انہیں زخمی کر دیا گیا۔ اور علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہ کو نیچے سے صحابہ کرامؓ نے نکال لیا۔ ابوبکرؓ پڑے رہے، انہیں لوگ مارتے رہے۔ اتنا مارا کہ ابوبکرؓ بے ہوش ہو گئے۔ اور مارا کیسے؟ آپ حیران ہوں گے۔ جوتے اٹھا کر، لاٹھیاں اٹھا کر، کسی نے صدیقؓ کے چہرے پر مارا، آپ لہولہان ہو گئے منہ سے خون نکلنے لگا۔ ابوبکر زخمی حالت میں پڑے رہے، بے ہوشی میں۔ ابوبکر صدیقؓ کے پورے خاندان میں کسی نے نبیؐ کا کلمہ ابھی تک نہیں پڑھا۔ صرف ابوبکر مسلمان ہو گئے، سارے مخالف تھے۔ سب قریش مکہ کے ساتھ تھے۔ ابوبکر صدیقؓ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔ کپڑے کا سب سے بڑا تاجر تھا۔ سارا کپڑا مکہ مکرمہ میں ابوبکر کے خاندان کے ذریعے ملک شام سے آتا تھا۔ بہت بڑے امیر تھے۔ بہت بڑا پیسہ تھا۔ لیکن سارا خاندان یہ کہتا تھا۔ ابوبکر کیوں مار کھاتا ہے محمدؐ کے لیے۔ چلو پیچھے کوئی آتا ہو، کوئی بات نہیں۔ لیکن صدیق اکبرؓ کا کیا کردار تھا؟ بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر گھر لے گئے۔ ابوبکر کو شام کو ہوش آیا۔ تو ابوبکرؓ کی والدہ جس کا نام زینب تھا۔ وہ دودھ کا پیالہ لے کر ابوبکرؓ کے سرہانے کھڑی تھی۔ اور ایک شہد کا چمچ تھا۔ ابوبکرؓ کو ہوش آیا تو دودھ کا پیالہ ابوبکرؓ کے قریب کیا۔ اور کہا بیٹا یہ دودھ تم پیو۔ تاکہ تمہاری صحت ٹھیک ہو جائے۔ سارے جسم سے لہو بہہ رہا ہے۔ تو ابوبکرؓ نے ہوش میں آتے ہی کہا کہ اماں! دودھ اس وقت تک نہیں پیتا، جب تک مجھے یہ پتہ نہ چلے کہ میرے پیغمبرؐ کا کیا حال ہے۔ والدہ نے دودھ رکھ دیا۔ رشتے داروں

نے کہا تمہیں کیا ہو گیا۔ تمہیں ہم نے نہیں کہا تھا کہ ہر وقت محمدؐ کے ساتھ نہ رہو۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نبیؐ کے ساتھ نہ رہوں تو اور کہاں رہوں؟ کیا کروں؟ میری زندگی اس کے ساتھ ہے، دودھ نہیں پیتا۔

پہلا تبلیغی مرکز.....دارِارقم:

ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔ اپنی والدہ سے کہا کہ ایک عورت محلے میں رہتی ہے اس کا نام ہے ام جمیل۔ ام جمیل سے پوچھ کر آؤ کہ رسول اللہؐ کہاں ہیں؟ ام جمیل سے جب والدہ پوچھنے گئیں تو اس نے کہا میں تجھے نہیں بتا سکتی۔ اس لئے کہ تو نے نبیؐ کا کلمہ نہیں پڑھا۔ انہوں نے کہا میرا بیٹا ابوبکرؓ پوچھ رہا ہے۔ تو کہنے لگیں چلو میں ابوبکر کے پاس چلتی ہوں۔ تو ام جمیل ابوبکرؓ کے پاس آ گئی اور ابوبکرؓ کے کان میں کہا کہ رسول اللہؐ دارارقم میں ہیں۔ حضرت زید بن ارقمؓ کی حویلی میں ہیں۔ ابوبکرؓ نے فرمایا چلو چلتے ہیں۔ آدھی رات کا وقت ہے۔ کوئی بجلی نہیں۔ روشنی کا انتظام نہیں۔ راستے میں پتھر ہیں، کانٹے ہیں، گلیاں ہیں۔ ابوبکرؓ نے ایک ہاتھ ام جمیل کے کندھے پر رکھا اور ایک ہاتھ اپنی والدہ کے کندھے پر رکھا۔ اور دارارقم کی طرف چل پڑے۔ میں ابوبکرؓ کے قدموں پر قربان جاؤں کہ زخموں کی حالت میں چہرے سے خون بہہ رہا ہے۔ سارا جسم خون آلود ہے اور پیغمبرؐ کی تلاش میں مکے کی اندھیری گلیوں میں ابوبکر جا رہا ہے۔ اور جس وقت رسول اللہؐ کے گھر پہنچے۔ دارارقم میں پہنچے۔ چراغ جل رہا تھا۔ ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہؐ کا چہرہ دیکھا۔ پیغمبر علیہ السلام نیچے جھک گئے۔ نیچے جھک کر رسول اللہؐ نے ابوبکر صدیقؓ کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ ابوبکر صدیقؓ نے جب رسول اللہ کا یہ عشق اور محبت سنا، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ابوبکرؓ! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تیرے زخموں کی وجہ سے میرا دل بڑا پریشان ہے۔ صدیقؓ نے فرمایا کملی والے! میں نے جب آپ کا چہرہ دیکھا کہ آپ ٹھیک ہیں، میرے سارے زخم ختم ہو گئے۔ پیغمبر علیہ السلام سے اتنی محبت تھی کہ صدیق اکبرؓ اپنی جان رسول اللہؐ کیلئے وقف کر چکے تھے۔ تو اس کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ مکہ مکرمہ میں تبلیغ کا کہ آپ

نے خانہ کعبہ میں اعلان توحید کیا۔ آپ کو تکالیف آئیں' مشکلیں آئیں' دارارقم میں گئے۔ آپ تبلیغ کرنے لگے۔ وہیں رہنے لگے۔ وہیں لوگ آپ کے پاس آتے رہے۔ آہستہ آہستہ لوگ کلمہ پڑھنے لگے۔ اور پھر ایسا وقت بھی آیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں قرآن پڑھتے تھے۔ رات کا وقت ہے۔ ابوجہل قریب سے گزرا۔ ابوجہل نے دیکھا کہ رسول اللہ قرآن پڑھ رہے ہیں۔ کھڑا ہو گیا۔ اخنس بن شریک آیا' اس نے دیکھا کہ رسول اللہ قرآن پڑھ رہے ہیں کھڑا ہو گیا۔ اور راستے میں صبح کے وقت چلنے لگے تو تینوں کی ملاقات ہو گئی۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا تو کیوں آیا تھا؟ اس نے کہا تو کیوں آیا تھا؟ تیسرے نے کہا تو کیوں آیا تھا؟ کہنے لگے قسم کھاؤ۔ لات وعزیٰ کی کہ کل کو کوئی نہیں آئے گا۔ جب اگلا دن ہوا۔ تو ابوجہل نے سوچا کہ عتبہ کو تو پتہ نہیں ہو گا۔ پھر آ گئے۔ جب آپس میں پھر ملے کہنے لگے سچی بات یہ ہے کہ جیسا قرآن محمدؐ پڑھتا ہے' اس طرح کلام دنیا میں کوئی پڑھ نہیں سکتا۔

مشرکینِ مکہ کی ریشہ دوانیاں:

میرے بھائیو! مکہ مکرمہ میں دارارقم میں تبلیغ کا سلسلہ جاری تھا۔ مکہ مکرمہ کی تیرہ سالہ زندگی میں ایک سو چودہ آدمیوں نے رسول اللہؐ کا کلمہ پڑھا اور کچھ عرصے کے بعد وہ وقت بھی آیا کہ جب دارارقم میں پیغمبر موجود ہیں۔ دارالندوۃ میں میٹنگ ہوئی۔ سارے سردار جمع ہوئے۔ قریشی جمع ہوئے۔ اور سوچ و بچار کرنے لگے کہ محمدؐ کا راستہ روکو۔ اگر تمہیں مکہ میں سرداری کرنی ہے تو اس کو روکو۔ اگر اس کو نہیں روکو گے تو سردار نہیں بن سکو گے۔ وہ کیسے روکے۔ عتبہ بن ابی معید ایک بڈھا کھوسٹ تھا۔ وہ بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ محمد رسول اللہؐ کو جب تک قتل نہیں کر دیا جاتا۔ اس وقت تک بات نہیں بنتی۔ تو دوسرے نے کہا کہ قتل کون کرے گا۔ تیسرے نے کہا کہ قتل کریں گے تو اس کی برادری کے لوگ بدلہ لینے آ جائیں گے۔ تو انہوں نے کہا پھر اس کو گرفتار کر کے باہر بھیج دو۔ کسی نے کہا کہ جب محمدؐ اپنا کلام پڑھتا ہے تو لوگ پاگل ہو جاتے ہیں۔ عتبہ بیٹھا

ہوا تھا کسی نے کہا کہ یار! مکہ میں مشہور کر دو کہ محمدؐ (نعوذ باللہ) دیوانہ ہو گیا ہے۔ اس کا دماغ ٹھیک نہیں رہا۔ کسی نے کہا کہ یوں نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ وہ رشتے داروں کو ایک دوسرے سے جدا کر رہا ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ کہو کہ یہ جادوگر ہے۔ کسی نے کہا یوں کہو شعبدہ باز ہے۔ عتبہ بن ابی معید بوڑھا تھا۔ کہنے لگا پاگلو! بات وہ کرو جو لوگ مانیں۔ محمدؐ کا شعبدہ بازی سے کیا تعلق؟ وہ تو بڑا صاف ستھرا انسان ہے۔ تم اسے جادوگر کہتے ہو دنیا تمہاری بات کیسے مانے گی؟ لوگ تمہیں پاگل کہیں گے، محمدؐ تو اتنا نفیس آدمی ہے، جب تم اسے پاگل کہو گے، لوگ کہیں گے تم خود پاگل ہو..... وہ بوڑھا بڑا سمجھدار آدمی تھا، اس نے کچھ سچی باتیں کہہ دیں۔ حاضرین نے کہا پھر کیا کریں؟ عتبہ نے کہا بس ایک ہی علاج ہے کہ قتل کر دو..... کون قتل کرے؟ کوئی تیار نہیں ہوا.....

شکاری خود شکار ہو گئے:

ابوجہل نے اعلان کر دیا کہ جو محمدؐ کا سر لائے گا ۱۰۰ اونٹ انعام پائے گا۔ پھر بھی کوئی تیار نہیں ہوا..... لیکن ایک شخص تیار ہو گیا..... اس شخص کا نام عمر بن خطاب تھا۔ اس نے ننگی تلوار سنبھالی، اور نعوذ باللہ محمدؐ کا سر لینے چل پڑا۔

فاروق اعظمؓ جو ابھی عمر بن خطاب تھے، رسول اللہ کا سر لینے جا رہے ہیں۔ راستے میں ابونعیمؓ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے تیور بدلے دیکھے تو پوچھا کدھر جا رہے ہو؟..... فرمایا میں محمدؐ کا سر لینے جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا محمدؐ کا سر بعد میں لینا، پہلے اپنے گھر کی خبر لو، اپنے بہنوئی سے پوچھو۔ تمہاری بہن فاطمہؓ بنت خطاب محمدؐ کا کلمہ پڑھ چکی ہے۔ تمہارا بہنوئی سعیدؓ ابن زید محمدؐ کا کلمہ پڑھ چکا ہے۔ عمر نے کہا اچھا.....! ٹھیک ہے پہلے میں ان کی خبر لیتا ہوں۔ عمرؓ پیچھے ہٹے اور بہنوئی کے گھر کی طرف چل دیئے۔ دروازے پہ پہنچے، دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔

عمر فاروقؓ حیران رہ گئے۔ دروازہ کھلا، اندر پہنچے، اور اپنی بہن کو مارنا شروع کر دیا اور اتنا مارا کہ لہولہان کر دیا۔ بہنوئی کو بھی خوب مارا۔ بہن نے کہا عمرؓ! جس باپ کا خون

تیری رگوں میں ہے' میری رگوں میں بھی اسی باپ کا خون ہے۔ تو مار مار کر تھک جائے گا لیکن مجھ سے 'نہ' کا کلمہ نہیں چھڑوا سکتا۔ عمرؓ نے یہ جملہ سنا' بہن کا خون آلود چہرہ دیکھا۔ اچانک عمر کی حالت میں تبدیلی آنے لگی۔ عمر کو ترس آ گیا۔ کہنے لگا لاؤ جو کتاب تم پڑھ رہی تھیں' میں بھی پڑھتا ہوں۔ فاطمہؓ نے کہا عمر تم ناپاک ہو' ہماری کتاب پاک ہے۔ اسے ناپاک نہیں چھو سکتا۔ عمر نے یہ بات سنی تو اور حیران ہوا۔ عمر غسل کرنے چلا گیا۔ واپس آیا' بہن سے کہا اب سناؤ! بہن نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔

طٰهٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰى ○ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ○ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ○ الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ○

عمر قرآن سنتے گئے۔ قرآن دل میں گھر بناتا گیا۔ عمر بے چین ہو گئے۔ کہنے لگے فاطمہؓ! جلدی کر مجھے محمدؐ کے پاس لے چل۔ فاطمہؓ نے کہا میں نہیں لے جا سکتی۔ سعیدؓ ابن زید نے کہا تم چلے جاؤ۔ عمر بن خطاب جو تھوڑی دیر پہلے حضورؐ کا سر لینے جا رہا تھا' وہی اب محمدؐ کو سر دینے جا رہا ہے۔

سودے کے لیے جب سرِ بازار گئے ہم
ہاتھ اس کے بکے' جس کے خریدار گئے ہم

میرے بھائیو! یہ تبلیغ کا وہ انداز تھا جو رسول اللہؐ کے صحابہ کے واسطے سے امت تک پہنچا۔ عمر بن خطاب حضورؐ کے دامن میں پناہ لینے دار ارقم کی طرف رواں دواں ہے۔ دور سے رسول اللہؐ کے صحابہ نے دیکھا عمر آ رہا ہے' پریشان ہو گئے۔ حضورؐ کو بتایا۔ آپؐ نے فرمایا کوئی بات نہیں' رسول اللہؐ کو اس بات کی خبر ہو چکی تھی کہ دار الندوہ میں میرے خلاف میٹنگ ہوئی ہے۔ پیغمبرؐ رات کی تاریکی میں خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے تھے اور کعبہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی تھی۔

اللّٰهم اعز الاسلام بعمر ابن الخطاب او بعمر ابن الهشام

اے اللہ! اگر اسلام کو عزت دینا چاہتا ہے تو عمر بن خطاب دے دے یا عمر بن ہشام دے دے۔

میرے بھائیو! پیغمبرؐ دعا کر چکے تھے۔ اب رسول اللہؐ کو بتایا گیا کہ عمر آ رہا ہے تو رسول اللہؐ فرمانے لگے محمدؐ کی دعا آ رہی ہے۔ عمر قریب آئے سر جھکا دیا۔ رسول اللہؐ نے پوچھا عمر کیسے آئے ہو؟ کہا آقا کلمہ پڑھنے آیا ہوں۔ فاروق اعظمؓ نے کلمہ پڑھا۔ صحابہ کرام نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اللہ کے نام سے مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ نماز کا وقت ہوا۔ صحابہ نماز کی تیاریوں میں لگے۔ اذان کی تیاری ہونے لگی۔

عمرؓ نے کہا آقا اب میں نے کلمہ پڑھ لیا ہے۔ اب یہ آذان جو دار ارقم میں ہوتی ہے' یہ اذان اب دار ارقم میں نہیں ہوگی' اب یہ کعبہ میں ہوگی۔

منصورؒ نے فرمایا' عمر تیری قوم میرے صحابہؓ کو مارتی ہے۔ برا کہتی ہے' تکلیفیں پہنچاتی ہے' عمرؓ نے فرمایا اب میں نے کلمہ پڑھ لیا ہے۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ عمر کلمہ پڑھ لے اور آذان بھی چھپ کر دی جائے' یہ نہیں ہوگا۔ اذان اب کعبہ میں ہوگی۔ اسی لئے تو ابن حجرؒ نے کہا۔

"اول من اسلم علانیةً فهو عمرؓ ....."

دنیا میں ایک انسان' پیغمبرؐ کی زندگی میں ایسا ہے جس کا نام عمر بن خطاب ہے جس نے اعلانیہ طور پر نبیؐ کا سب سے پہلے کلمہ پڑھا۔

چنانچہ فاروق اعظمؓ کے کلمہ پڑھنے کے بعد اللہ کا نام کعبہ میں بلند ہوا۔

سر پر کوڑا ڈالنے والی عورت کی عیادت:

پیغمبر علیہ السلام مکہ کی گلیوں میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ اعلان توحید کر رہے ہیں۔ اور میرے بھائیو! رسول اللہؐ کے پیچھے ابوجہل جا رہا ہے۔ اور کہتا ہے او لوگو! محمدؐ کی بات نہ سننا۔ یہ دیوانہ ہے۔ یہ مجنون ہے۔ پیغمبرؐ آگے آگے جا رہے اور لوگوں کو کلمہ توحید کی دعوت دے رہے ہیں۔

سمندری کے لوگو! انسان تصور نہیں کر سکتا کہ جس پیغمبر کو خدا نے عرش کی سیر کرائی تھی۔ وہ مکہ کی گلیوں میں چلتا ہے۔ تو اس کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں۔ عورتیں مکان کی چھتوں پر کھڑی ہو جاتی ہیں اور کوڑا کرکٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر پھینک دیتی ہیں۔ وہ پیغمبرؐ جس کے چہرے کو قرآن والضحیٰ کہتا ہے۔ دعوتِ توحید کے جرم میں اس کے مقدس چہرے پر کوڑا ڈالا گیا۔ جو عورت کوڑا ڈالتی ہے' چار پانچ دس دن گزر گئے۔ ایک دن اس عورت نے کوڑا نہیں ڈالا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ جو عورت کوڑا ڈالتی تھی وہ آج کہاں ہے۔ بتایا گیا وہ آج بیمار ہے۔ رسول اللہؐ اس کا دروازہ کھٹکھٹا کر اس کی تیمارداری کرنے چلے گئے۔ اس کی تیمارداری کے لئے جب گئے تو پیغمبرؐ اس کے سرہانے کھڑے ہیں۔ اس کا بیٹا بیٹھا ہوا ہے۔

اس نے کہا اماں محمدؐ آئے ہیں۔

کیا کرنے آیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اماں میں نے سنا ہے کہ تو بیمار ہے' میں تیری عیادت کرنے آیا ہوں۔

تو بوڑھی عورت نے جب رسول اللہ کا یہ اخلاق دیکھا تو علماء کہتے ہیں اسی جگہ پر اس نے رسول اللہؐ کا کلمہ پڑھ لیا۔

ابوجہل کی چھچھوری حرکتیں:

پیغمبرؐ گلیوں میں پھرتے ہیں۔ مشرکین مکہ رسول اللہؐ کو گالیاں دیتے ہیں۔ حضورؐ بازار عکاظ میں گئے' عکاظ میں ایک میلہ لگتا تھا۔ رسول اللہؐ اکیلے اس بازار میں چلے گئے۔ اور فرماتے تھے لوگو! اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی خالق و مالک نہیں۔ ابوجہل پیچھے پیچھے پھرتا۔ اور کہتا لوگو! اس کی بات نہ سننا۔ یہ دیوانہ ہے۔ یہ مجنون ہو گیا۔ اس کی بات سنو گے تو آپس میں لڑ پڑو گے۔ اس کی بات سنو گے تو ماں باپ سے علیحدہ ہو جاؤ گے۔ لیکن ساری کائنات کا سردارؐ جب اللہ کا یہ حکم پاتا ہے۔

"یآ ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک"

اے اللہ کے رسول! جو کچھ تم پر اتارا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچادو۔

اللہ کا رسولؐ ایک ایک بات کو گھر گھر تک پہنچانے گلیوں میں پھرتا ہے۔ بازاروں میں پھرتا ہے۔ لوگ پتھر مارتے ہیں۔ پھر بھی اللہ کی توحید کے پیغام سے باز نہیں آتا۔

میرے بھائیو! اور ایک ایسا وقت بھی آیا کہ رسول اللہؐ نے اتنی تکلیفیں اور مشقتیں اٹھائیں کہ قرآن کو پھر یہ کہنا پڑا.....

لعلک باخعٌ نفسک الا تکونوا مومنین ٥

اے پیغمبرؐ! تم اتنی تکلیف نہ اٹھاؤ۔ کہ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو۔

ایسا وقت..... لیکن پیغمبر گلیوں میں پھر رہے ہیں۔

میرے بھائیو! اتنے سال گزر گئے۔ گلیوں میں پتھر' بازاروں میں پتھر' چوکوں میں پتھر' مذاق گلی میں۔ رسول اللہؐ جا رہے ہیں' چند نوجوان چوک پر کھڑے ہیں' کہتے ہیں دیکھو یہ دیوانہ نبی بن گیا ہے۔

مسلمانو! تم بتاؤ۔ ایک آدمی محلے کا معزز آدمی ہو۔ کوئی لڑکا اسے آوازہ کس دے۔ تھانے میں پہنچ جائے گا۔ ہتک عزت کا دعویٰ کر دے گا۔ لیکن جو ساری کائنات کا پیغمبرؐ ہے' چوکوں میں' چوراہوں میں' اللہ کا پیغام سناتا ہے۔ لوگ اس کا مذاق اڑا رہے ہیں لیکن اس کے اخلاق میں فرق نہیں آتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں:

رسول اللہؐ طائف تشریف لے گئے۔ آپ کا ایک غلام زید آپ کے ساتھ تھا۔ زید کہتے ہیں کہ جب ہم طائف پہنچے تو لوگوں نے کہا ہم یہاں آپ کو بات نہیں کرنے دیں گے۔ جب تک ہمارے سردار نہ کہیں۔ طائف کے تین سردار تھے۔ ایک کا نام عبد یالیل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبد یالیل کے پاس گئے' اور فرمایا کہ عبد یالیل میں

تیرے پاس آیا ہوں' میں اللہ کا آخری رسول ہوں۔ عبد یالیل نے کہا اے محمدؐ! تیرے سوا اللہ کو کوئی آدمی رسول بنانے کے لئے نہیں ملا تھا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے سردار کے پاس گئے' اسے جا کر دعوت دی۔ اس نے کہا تم نبی ہو؟ نبی در در نہیں پھرا کرتے! واپس چلے جاؤ۔

تیسرے کے پاس گئے اس نے کہا اے محمدؐ! اگر تم اللہ کے سچے نبی ہو تو پھر میرے دل میں خود بخود تمہاری بات آنی چاہئے۔ تمہیں کہنا نہیں چاہئے۔ اور اگر تم سچے نبی نہیں ہو تو پھر میرے پاس آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہو کر باہر کو چلے۔ قریب ہی ایک انگوروں کا باغ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھک ہار کر چور ہو کر' اس باغ میں گئے۔ تو باغ کا ایک ملازم تھا' اس نے دیکھا کہ ایک مسافر ہے' بڑا حسین و جمیل اور خوبصورت جوان ہے۔

اس نے تھوڑے سے انگور توڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان انگوروں کو کھانے لگے تو آپ نے بسم اللہ پڑھی۔ تو اس ملازم نے کہا اے مسافر! تم کون ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام محمدؐ ہے۔ میں اللہ کا آخری رسولؐ ہوں۔ اس نوجوان نے کہا' تم نے بسم اللہ کیوں پڑھی؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے اللہ کا نام ہے۔ وہ حیران ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کون ہو؟ کہنے لگا میں نینوا کی بستی کا باشندہ ہوں۔ اس باغ کے مالک کا غلام ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نینوا کی وہ بستی' جس میں میرا ایک بھائی آیا تھا؟ اس نے کہا کون سا تمہارا بھائی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یونس بن متی علیہ السلام میرا بھائی تھا۔ جب حضور علیہ السلام نے حضرت یونس علیہ السلام کا نام لیا' تو اس غلام نے آگے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چوم لیا۔ اور کہنے لگا اے محمدؐ! مجھے کلمہ

پڑھا دو۔ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ سرداروں کو توفیق نہ ملی۔ ایک غلام نمبر لے گیا۔ ا

جب وہ نوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ چوم رہا تھا سردار نے اسے دیکھ لیا اور اسے بلایا۔ اور بلا کر کہا تجھے کیا ہو گیا تھا کہ تو اس مسافر کے ہاتھ چوم رہا تھا۔ تو اس نے کہا اے سردار! یہ محمدؐ روئے زمین کا سب سے عظیم انسان ہے۔ جو بات اس نے کہی ہے وہ پیغمبر کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اس نے یونس علیہ السلام کا نام لیا ہے۔

میرے بھائیو! حضرت زیدؓ کہتے ہیں جب ہم طائف کی گلیوں میں گئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گلیوں میں اعلان توحید کرتے تھے۔ لوگ پتھر مارتے تھے۔ چوکوں میں پتھر مارتے تھے۔ بازاروں میں پتھر مارتے تھے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں چادریں ڈال کر آپؐ کو گلیوں میں گھسیٹتے تھے۔ لوگوں نے آپؐ کو اتنا مارا کہ آپؐ کے سارے کپڑے خون آلود ہو گئے۔ جوتا خون سے چپک گیا۔ رسول اللہؐ پریشان ہو گئے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھام کر ایک تالاب کے کنارے لایا' یہ کہتے ہوئے حضرت زیدؓ رو پڑے۔ اور کہنے لگے لوگو! تمہیں کیا بتاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال تھا؟ میں آپ کا جوتا اتارتا تھا لیکن خون کی وجہ سے جوتا اتنا چپک گیا تھا کہ اترتا نہیں تھا۔ کپڑے اترتے نہیں تھے۔

اتنے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک فرشتہ آیا' اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ ان دو پہاڑوں کے درمیان میں طائف کا شہر ہے۔ آپؐ اگر حکم کریں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ملا دوں۔ اور طائف والوں کا قیمہ قیمہ کر دوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم خود آئے ہو یا پروردگار نے بھیجا ہے؟ فرشتے نے کہا میں خود آیا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پروردگار کی توحید کا پیغام پہنچا رہا ہوں۔ اگر وہ اس بات پر راضی ہے کہ لوگ میرے چہرے پہ پتھر ماریں' مجھے رات میں گھسیٹیں' میرا چہرہ خون آلود ہو جائے' تو محمد بھی اس بات پہ راضی ہے۔ ایک اور فرشتہ آیا اس نے کہا کملی والے! آپ طائف والوں کے لیے بددعا کر دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت والے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔

اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون o

اے اللہ! طائف کے لوگوں کو ہدایت دے' یہ میرا رتبہ نہیں پہچانتے۔ شاید ان کی نسلوں میں کوئی محمدؐ کا نام لیوا پیدا ہو جائے۔

ہجرت حبشہ کا واقعہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ واپس تشریف لائے' مکہ میں حالات انتہائی خراب ہو چکے تھے۔ مکہ کے لوگوں کا ایک قافلہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گیا تھا۔ ستر آدمی اس قافلے میں شامل تھے۔ یہ لوگ کشتیوں کے ذریعے سفر کر کے حبشہ پہنچے۔ تو پیچھے ابوجہل نے اپنے آدمی بھیج دیے۔ جنہوں نے جا کر نجاشی بادشاہ سے کہا,, یہ ہمارے بھگوڑے مکہ سے آئے ہیں' انہیں نکال دو'' بادشاہ نے کہا میں تمہارے کہنے پر انہیں اپنے ملک سے نہیں نکال سکتا۔

بادشاہ نے دربار سجایا' بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا۔ ایک طرف ستر صحابہؓ تھے' جن کے قائد حضرت جعفر طیارؓ تھے۔ ان میں حضرت عثمان اور ان کی بیوی' حضرت رقیہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھیں۔ دوسری طرف مشرکینِ مکہ کا وفد تھا۔ بادشاہ نے کہا مکہ کے سردارو! قریشیو! بتاؤ ان لوگوں پر تمہارا کیا اعتراض ہے؟ مشرکین مکہ کے نمائندے نے کہا یہ لوگ مکہ کے رہائشی ہیں۔ وہاں کے بھگوڑے ہیں' انہیں یہاں سے نکالو۔ بادشاہ نے کہا جعفر طیارؓ! بتاؤ' تم یہاں کیا لینے آئے ہو؟ جعفر طیار کھڑے ہوئے' بادشاہ عیسائی تھا۔ وہ تورات اور انجیل پڑھ چکا تھا۔

حضرت جعفر نے خطبہ پڑھا اور خطبہ پڑھ کر کہا اے نجاشی بادشاہ! ہم برائیوں میں مبتلا تھے' ہم پتھر کی مورتیوں کو سجدہ کیا کرتے تھے' ہم اپنے بنائے ہوئے بتوں کے آگے سر جھکاتے تھے۔ ہماری دنیا میں کوئی عزت نہ تھی۔ کوئی قانون نہ تھا۔ کوئی غیرت نہ تھی' کہ اللہ نے ہم میں سے اپنا آخرالزمان پیغمبر پیدا کیا۔ جس کا نام محمدؐ ہے۔ اس پر اللہ کا

قرآن نازل ہوا۔ اس قرآن میں ایک سورۃ مریم بھی ہے۔ وہ مریم جس کو تم بھی مانتے ہو۔

یہ کہہ کر حضرت جعفر طیارؓ نے سورۃ مریم کی تلاوت شروع کی۔ نجاشی بادشاہ نے جب قرآن کے الفاظ میں حضرت مریم کا ذکر سنا' تو اس کے آنسو نکل آئے۔ جعفر طیارؓ سورہ مریم پڑھ رہے تھے۔ نجاشی رو رہا تھا۔ جعفر طیارؓ نے کہا اے بادشاہ! ہم کفر میں مبتلا تھے۔ جہالت میں مبتلا تھے۔ اللہ کے آخری پیغمبرؐ نے آ کر ہماری پیشانیوں کو پتھروں سے ہٹایا اور ایک خدا کے سامنے جھکا دیا۔ ہمیں بتوں سے ہٹایا اور پروردگار کے سامنے جھکا دیا۔ جب اس نے بتوں کی خدائی کے خاتمے کا اعلان کیا تو یہ لوگ ہمارے دشمن ہو گئے۔ انہوں نے ہمارے پیغمبرؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں۔ ان پر تشدد کیا۔ ہم دکھوں میں مبتلا تھے۔ آخر ہم دکھوں کی بستی کو چھوڑ کر تمہارے ملک میں چلے آئے۔ آپ بتائیں ہمارا کیا قصور ہے؟ ہم اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کر جنگلوں میں بھٹک رہے ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے ہمارے بچوں کو مارا' جوانوں کو مارا..... ہمارے پیغمبرؐ کا چہرہ خون آلود کیا۔ آج ہم ہجرت کر کے تمہارے پاس آئے ہیں۔ تو انہیں چین نہیں آ رہا۔ یہ ہمارے پیچھے چلے آئے ہیں۔

بادشاہ نے یہ بات سن کر کہا' اے مکہ کے سردارو! میں ان لوگوں کو اپنے ملک سے نہیں نکال سکتا۔ البتہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ نجاشی نے حضرت جعفر طیارؓ کا خطبہ سن کر رسول اللہؐ کا کلمہ پڑھ لیا تھا۔ اور اس نے مسلمان ہونے کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک محفل کرائی۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی گئی۔ اور جب نجاشی بادشاہ نے یہ اعلان کیا کہ میں رسول اللہؐ کی زیارت کے لئے مدینہ جاؤں گا' اس وقت رسول اللہؐ مکہ سے مدینہ پہنچ چکے تھے۔ لیکن اس اعلان سے چند دن بعد وہ (نجاشی) فوت ہو گیا۔ جبرئیل امینؑ نے رسول اللہؐ کو خبر دی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی اے اللہ! میرے لیے کیا حکم ہے؟ اللہ کی طرف سے حکم ملا کہ تم نجاشی کا جنازہ پڑھو۔ اے

اللہ! کیسے جنازہ پڑھوں؟ وہ تو حبشے میں ہے۔

چنانچہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ مدینہ سے حبشہ کے درمیان جتنے فاصلے تھے، جتنی عمارتیں تھیں، جتنے درخت تھے، جتنے پہاڑ تھے سب اللہ نے ہٹا دیے۔ اور نجاشی کی میت کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جنازہ پڑھا۔ حضور علیہ السلام نجاشی بادشاہ کی بہت تعریف کرتے تھے۔ کہ اس نے میرے صحابہ کو سہارا دیا۔

میرے بھائیو! مکہ کی زندگی میں دو ہجرتیں ہوئیں۔ ایک ہجرت صحابہ نے مکہ سے حبشہ کی طرف کی، اور ایک ہجرت مکہ سے مدینہ کی طرف ہوئی۔ حضرت عثمان غنیؓ دونوں ہجرتوں والے تھے۔ ان کو ذوالنورین بھی کہتے ہیں، ذوالہجرتین بھی کہتے ہیں۔ انہوں نے ایک ہجرت مکہ سے حبشہ کی طرف کی، اس ہجرت میں ان کی اہلیہ حضرت رقیہؓ بھی ہمراہ تھیں۔ اور دوسری ہجرت انہوں نے باقی صحابہ کرام کی طرح مکہ سے مدینہ کی طرف کی۔

پیغمبرؐ نے بڑھیا کی گٹھڑی اٹھالی:

میرے بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مکہ والوں کا پروپیگنڈہ کتنا تھا؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا برا بھلا کہا گیا؟ کتنا ستایا گیا، جب کہ آپ کا کردار کیا تھا؟ کہ آپ مکہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے۔ ایک بوڑھی عورت کو دیکھا کہ اس کے سر پر گٹھڑی ہے، بڑھیا گٹھڑی کو اٹھا نہیں سکتی۔ اور بڑی تکلیف میں ہے۔ گٹھڑی بہت بھاری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اماں! گٹھڑی میرے سر پر رکھ دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس گٹھڑی کو لے کر بڑھیا کے ساتھ ساتھ جا رہے ہیں۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتالیس، چھیالیس سال تھی۔ آپؐ نبی اور رسولؐ بن چکے تھے۔

آپ نے بڑھیا سے پوچھا کہ اماں کہاں جانا ہے؟

اس نے بتایا کہ میں مکہ چھوڑ کر باہر جا رہی ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا مکہ کیوں چھوڑ کر جا رہی ہے؟

کہنے لگی میں نے سنا ہے کہ یہاں محمدؐ نام کا ایک جادوگر آیا ہوا ہے۔ (نعوذ باللہ) وہ لوگوں کا ایمان خراب کر رہا ہے۔ مجھے ابوجہل نے کہا ہے کہ مکہ چھوڑ کر چلی جاؤ۔ میں مکہ سے باہر جا رہی ہوں' تا کہ اس کے جادو سے بچ جاؤں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ چلتے رہے۔ بالآخر ایک جگہ پر بڑھیا نے کہا بیٹا! میرا سامان یہاں رکھ دو' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان رکھ دیا' بڑھیا دعائیں دینے لگی' ''اللہ تجھے اس جادوگر سے بچائے۔''

بڑھیا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بیٹا تمہارا نام کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اماں تو جس محمدؐ کے خوف سے مکہ چھوڑ کر یہاں آئی ہے' میں وہی محمدؐ ہوں۔ بڑھیا حیران رہ گئی' اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اور وہ کہنے لگی اے محمدؐ! اگر تو وہی محمد ہے تو تیرا یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ جلدی کر تو مجھے اپنا کلمہ پڑھا دے۔

رسول اللہؐ پر مشکل ترین گھڑیاں

یہ تھا وہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار' جس کی وجہ سے آپ کا دین پھیلتا چلا گیا۔ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں ایک سو چودہ آدمیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا۔ اور اس دوران آپ پر بڑی اذیتیں آئیں۔ ایک سال ایسا بھی آیا' جس میں خدیجۃ الکبریٰ فوت ہو گئیں۔ آپؐ کے چچا ابوطالب بھی فوت ہو گئے۔ اسی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بیٹا بھی فوت ہو گیا۔ اس سال کو عام الحزن کہا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ! آپ پر ساری زندگی میں زیادہ تکلیفیں کس وقت آئیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سال جب ابوطالب بھی فوت ہو گئے' خدیجۃ الکبریٰ بھی چلی گئیں' اور میرا ایک بیٹا بھی چلا گیا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا اس سے زیادہ تکلیف بھی آپ پر کبھی آئی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس

سے زیادہ مجھے تکلیف اس دن آئی' جب میں طائف کی گلیوں میں لوگوں کو اللہ کی توحید کی دعوت دیتا تھا اور وہ مجھے پتھر مارتے تھے۔ انہوں نے میرے گلے میں رسیاں ڈالیں' اور مجھے گھسیٹا۔ میرا چہرہ خون آلود تھا۔ لیکن کسی کو ترس نہیں آتا تھا۔

پیغمبروں کے وجود سے بھی قیمتی چیز:

میرے بھائیو! اتنی تکلیف کس جرم میں اٹھائی؟ صرف اور صرف توحید کے جرم میں! وہ رسولؐ جو قیامت تک آنے والی انسانیت کا رسولؐ ہے' وہ رسول کہ جبرئیلؑ جس کے دروازے کا نوکر بن چکا تھا۔ وہ رسولؐ جس کے چہرے کا ذکر قرآن میں آیا ہے' اسی پیغمبر کو پتھر مارے گئے۔ گالیاں دی گئیں' لہولہان کر دیا گیا' معلوم ہوا کوئی ایسی چیز ہے جو اس رسولؐ سے بھی بڑی ہے۔ اور وہ چیز کون سی ہے؟ جس کی وجہ سے اللہ کے آخری پیغمبر کو زخمی کر دیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ دیکھتا رہا۔ وہ چیز کون سی ہے.....؟ وہ ہے کلمہ توحید!

کلمہ توحید بڑا ہے..... جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زخمی ہوا اور آج ہم نے اس توحید کو چھوڑ دیا' اس پیغام کو ہم نے چھوڑ دیا' اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں' کوئی حاجت روا نہیں' کوئی بگڑی بنانے والا نہیں' کوئی نفع نقصان دینے والا نہیں۔ صرف اللہ ہے' یہ وہ پیغام تھا کہ جس کی وجہ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو اذیتوں میں مبتلا کیا گیا۔

معلوم ہوا کہ جس چیز کی وجہ سے ان پیغمبروں کو تکلیف گوارا کر لی گئی' وہ ان سے بھی زیادہ اہم ہے۔ اور وہ ہے اللہ کی توحید۔ آج ہم توحید کے تقاضوں کو بھول گئے۔ تیرہ سال پیغمبرؐ کی تبلیغ کا زمانہ..... اس میں اور بھی بڑے واقعات پیش آئے' صحابہ نے بڑی ماریں کھائیں' بلالؓ کو تپتی ریت پہ لٹایا گیا۔ سمیہ کے ٹکڑے کلمے کیلئے ہوئے۔ زنیرہؓ کی آنکھیں نکال دی گئیں۔ لبینہؓ کی چمڑی ادھیڑ دی گئی۔ ان تیرہ سالوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی اذیتیں دی گئیں کہ آپ پریشان ہو گئے۔ اتنی پریشانیاں آئیں کہ صحابہ کو کہنا پڑا'

متیٰ نصر اللہ.....؟

اللہ کی مدد کب آئے گی؟

اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی ان تیرہ سالہ قربانیوں کا اپنی مقدس کتاب میں واضح اقرار لیا۔

الذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی .....

یہ وہ صحابہ ہیں، جنہیں میرے راستے میں اذیتیں دی گئیں۔ گھروں سے نکال دیا گیا لیکن کسی نے بھی میرے نبیؐ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

افسوس کہ اس ملک میں ان کے خلاف کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ انکو برا بھلا کہا جاتا ہے۔

(نوٹ: موضوع کی مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے بقیہ تقریر حذف کی جارہی ہے۔)

ہجرت اور رفیقِ ہجرت

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

ثانی اثنین اذهما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا o

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ o

☆☆☆

چاند یثرب کا نہ جب تک میرے دل میں چمکا
دل و جان مطلعِ انوار نہ ہونے پائے
حق نے محبوب سے پردے میں جو باتیں کیں
جبرئیل بھی ان سے خبردار نہ ہونے پائے
شافع محشر تو شفاعت کے لئے آ بھی پہنچے
ہم ابھی خواب سے بیدار نہ ہونے پائے
مجھ سے ناخوش ہے زمانہ تو کوئی بات نہیں
مجھ سے ناخوش میری سرکار نہ ہونے پائے

☆☆☆

میرے واجب الاحترام! جھنگ کے غیور نوجوانو اور دوستو! اس سے قبل بھی آپ کے اس جھنگ میں حاضری کا اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں ۱۰ محرم الحرام کے دن بھی احرار پارک میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کے سلسلے میں مجھے یہاں آنے کا موقع ملا۔ اور آج پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

میرے دوستو! ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ.....

ہمارا تعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے.....!

ہمارا تعلق عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے.....!

ہمارا تعلق عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے.....!

ہمارا تعلق علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے.....!

ہمارا تعلق معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے.....!

ہمارا تعلق حسنین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہے.....!!!

نسبتِ پیغمبرؐ کی وجہ سے صحابہؓ کی عظمت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو عظمت حاصل ہے' اور ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کو نہیں سمجھتے..... بات تو ہم کرتے ہیں کہ صحابہ کا مقام بہت اونچا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں..... یہ جو صحابہ کو اتنا اونچا مقام ملا ہے تو کیوں ملا ہے؟..... جنگ بدر میں صحابہ گئے تھے' اس میں کوئی شک نہیں..... جنگ احد میں صحابہ گئے تھے..... صحابہ کرام کو عظمت اس وجہ سے نہیں ملی کہ وہ حضورؐ کے ساتھ ۲۷ جنگوں میں گئے..... صحابہ کرام کو عظمت اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ صحابہ کرام مکے میں رہے یا مدینے میں رہے۔ یا پیغمبرؐ کے ساتھ جنگوں میں گئے۔ نہیں! صحابہ کرام کی عظمت صرف اس وجہ سے ہے کہ صحابہ کی نسبت رسول اللہ کے ساتھ ہے۔

اس مسجد کو بنے ہوئے پچاس سال ہو گئے ہوں گے' آج سے ۵۰ سال پہلے اس جگہ پر جہاں آج مسجد ہے' عام آدمی جوتا پہن کر گزر سکتا تھا۔ لیکن ایک سال بعد آدمی گزرنے لگا تو اس کو یہاں جوتا پہن کر گزرنے سے منع کر دیا گیا کہ یہ مسجد بن رہی ہے۔ اور اس سے پہلے ایک وقت آیا تھا کہ جوتوں سمیت یہاں آیا کرتے تھے اور اب ایک وقت آیا ہے کہ میں بے شک یہاں تقریر کرنے کے لئے آیا ہوں۔ مجھے بھی جوتا وہاں اتارنا پڑا اور آپ کو بھی اتارنا پڑا..... اور کوئی قطب آئے تو وہ بھی جوتا اتار کر آئے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس جگہ کی نسبت کچھ سال پہلے کسی کے ساتھ نہیں تھی۔ آپ جوتا لا سکتے تھے۔ اب اس کی نسبت خدا کے گھر کے ساتھ ہے۔ اب مولوی بھی جوتا نہیں لا سکتا۔ اس لیے کہ نسبت بدل گئی ہے۔

اگر ابوبکر صرف ابوبکر ہوتا تو آپ اس کو برا کہہ دیتے۔ جب سے ابوبکر کی

نسبت نبوت کے ساتھ ہو گئی ہے۔ قطب اور اولیاء اللہ کو بھی ابوبکر کی عزت کرنی پڑے گی۔ جب تک نسبت نہیں بدلی آپ مسجد کی جگہ پر جوتوں سمیت آ جائیں اور جب نسبت بدل جاتی ہے' جب اللہ کے گھر کے ساتھ نسبت ہو جائے..... تو مولوی بھی جوتا اتار کر مسجد میں آئے گا۔ ابوبکر کی نسبت جب نہیں بدلی تھی..... ابوبکر جب ابوبکر تھا..... عمر جب عمر تھا..... عثمان جب عثمان تھا..... علی جب علی تھا (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) آپ ان کو جو مرضی کہتے۔

لیکن ابوبکر جب نبیؐ کے ساتھ مل کر..... صدیق اکبرؓ بن گیا۔

عمرؓ جب نبیؐ کے ساتھ مل کر..... فاروق اعظمؓ بن گیا۔

عثمانؓ جب نبیؐ کے ساتھ مل کر..... ذوالنورین بن گیا۔

علیؓ جب نبیؐ کے ساتھ مل کر..... اسداللہ الغالب بن گیا۔

حنظلہؓ جب..... غسیل الملائکہ بن گیا۔

ابن عباسؓ جب ..... مفسر قرآن بن گیا۔

عبداللہ ابن مسعودؓ جب..... محدث بن گیا۔

بلال حبشیؓ جب ..... جنت کا وارث بن گیا.....!!!

..... تو اب دنیا کے کسی آدمی کو صحابہ کی توہین کی اجازت نہیں ہے۔ اس لیے کہ صحابہ کی نسبت اب بدل گئی ہے۔

اب اگر نسبت بدلنے کے بعد صحابہ کو برا کہو گے..... تو یہ برا صحابہ کو نہیں کہا جائے گا' یہ برائی پیغمبر علیہ السلام کے لیے ہو جائے گی۔ پیغمبر علیہ السلام کو برا کہنا ہو جائے گا۔ اس لیے کہ جب نسبت نبیؐ کے ساتھ ہو گئی..... تو اب ان کو برا کہنے سے نبیؐ کی عظمت پر داغ لگے گا اور پیغمبرؐ پر انگلی اٹھانے والا مسلمان نہیں ہے۔

رسول اللہ کے شہر سے نسبت:

فیصل آباد میں ایک آدمی آیا' لوگ اس کے ہاتھ چومنے لگے۔ ایک آدمی نے

پاؤں پکڑ لیا۔ ہم بھی وہاں موجود تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ جس کے تم ہاتھ چومتے ہو یہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہ وہ مولوی صاحب ہیں جو تین سال پہلے مدینہ منورہ گئے تھے اور مدینہ کی مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں اور ان کو تیسرا سال ہے ان کے ہاتھ نہ چومیں تو کیا کریں!

میں نے کہا کہ یہ اگر مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتا ہے تو پھر کیا ہے؟..... اس آدمی نے کہا کہ تجھے حضورؐ کا ادب نہیں ہے؟ وہ مسئلہ سمجھا گیا آدمی اس نے کہا کہ تمہیں حضورؐ کا ادب نہیں ہے؟ میں نے کہا کہ ادب ہے..... اس نے کہا کہ حضورؐ مدینے میں موجود ہیں اور جو مدینے میں پڑھ کر آئے اس کا ادب ہونا چاہئے۔

ایک آدمی صحابہ کا دشمن تھا' وہ بھی اس کو سلام کر رہا تھا۔ میں نے اس کو مسئلہ سمجھانے کے لیے کہا' میں نے کہا کہ اس کی عزت کرتے ہو اس نے کہا بالکل' اس لیے کہ یہ مدینے سے آیا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ مدینہ میں کہاں پڑھتا ہے۔ جواب دیا کہ مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے مدینہ یونیورسٹی اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اور وہ یونیورسٹی روضہ رسولؐ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے' اور اس یونیورسٹی میں حضورؐ بھی موجود نہیں ہیں۔ حضورؐ بھی نہیں پڑھاتے۔ حضورؐ بھی خود درس نہیں دیتے' اور یہ جو طالب علم ہے جس کے تم ہاتھ چومتے ہو' یہ حضورؐ کا براہ راست شاگرد بھی نہیں ہے' اس نے حضورؐ سے پڑھا بھی نہیں ہے' میں نے کہا کہ چودہ سو سال کے بعد وہ مدینہ یونیورسٹی.....

جہاں کا استاد نبیؐ نہیں ہے.....!

جہاں کا استاد پیغمبر نہیں ہے.....!

جہاں کا استاد رسولؐ نہیں ہے.....!!

.....اس مدینہ یونیورسٹی میں چودہ سو سال کے بعد جو آدمی چلا جائے' حالانکہ وہ پیغمبرؐ کے روضے سے بھی دور ہے..... اس کے ہاتھ چومتے ہو اور جن ایک لاکھ چوبیس ہزار

شاگردوں کو' جنہوں نے محمدی یونیورسٹی میں پیغمبرؐ کے سامنے بیٹھ کر علم حاصل کیا' ان شاگردوں کا حال کتنا بلند ہوگا؟ ان کی عظمت کیا ہوگی؟ بات تو نسبت کی ہے۔ جب صحابہ کی نسبت نبیؐ کے ساتھ ہوگئی تو ان کی کیا قدر و منزلت ہوگی؟؟

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا:

جب آپ فیصل آباد سے آئیں جھنگ کی طرف..... تو راستے میں پہلے بڑی نہر آتی ہے' پھر چھوٹی نہر آتی ہے۔ آپ کو یہ معلوم ہے کہ یہ جو نہر ہے' یہ دریائے چناب سے نکل کر آتی ہے' مجھے بھی معلوم ہے فلاں بڑی نہر فلاں جگہ سے نکلتی ہے۔ اگر آپ کو کوئی آدمی یہ بتائے کہ یہ جو دریائے چناب ہے اس دریائے چناب کا پانی پیلا ہے۔ اور پانی ٹھیک نہیں ہے۔ اس میں غلاظت ہے اور چار پانچ دریاؤں اور نہروں سے ہو کر جو ندی آپ کے جھنگ میں آئے گی اس کا پانی پاک ہوسکتا ہے؟ (نہیں) جب دریا کا پانی پیلا ہے تو ندی کا پانی پاک نہیں ہوسکتا۔

اسلام کا ایک سمندر مدینے سے چلا ہے۔ ایک سمندر ہے تاجدارِ مدینہ کا

.....اس سمندر سے.....

ایک بحر نکلا ہے ابوبکرؓ کا.....

ایک بحر نکلا ہے عمرؓ کا.....

ایک بحر نکلا ہے عثمانؓ کا.....

ایک بحر نکلا ہے علیؓ کا.....

ایک لاکھ ۴۴ ہزار دریا نکلے ہیں' ان دریاؤں کا پانی کوئی ہندوستان میں پہنچا ہے' کوئی پاکستان میں پہنچا ہے' اگر وہ دریا مدینے والا پاک نہیں ہے تو پھر جھنگ والی یہ نہر اسلام والی پاک کیسے ہوسکتی ہے؟ بات تو دریا کی ہے۔ صحابہ والا دریا اگر پاک ہے تو اسلام والی نہریں ٹھیک ہیں ورنہ ان کے پانی میں بھی شک پڑ جائے گا..... صحابہ کا مقام بہت اونچا ہے۔

امامت صدیقؓ:

لوگ آج ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں' وہ ابوبکر..... جس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا.....

یا عائشہ! مروا ابابکر فلیصل بالناس .....

اے عائشہ اپنے باپ ابوبکرؓ کو بلاؤ کہ وہ میرے مصلے پر آ کر نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' جمع الفوائد میں ابن عساکرؒ کی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا.....

یارسول اللہ! ان ابانی قد سقیم .....

اے اللہ کے رسول! میرے باپ ابوبکر بیمار ہیں.....

آپ عمرؓ کو کہہ دیں کہ عمرؓ آ کر نماز پڑھائیں.....

حضورؐ نے فرمایا.....

یا عائشہ! مروا ابابکرِ فلیصل بالناس .....

اے عائشہ! ابوبکر ہی کو بلاؤ کہ وہی آ کر میرے مصلے پر نماز پڑھائیں۔

تین دفعہ جب حضورؐ نے فرمایا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تین دفعہ ایک ہی جواب دیا۔ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا عائشہ! میں کیا کروں.....؟

لا یابی اللہ الا ابابکر.....

اللہ تعالیٰ ابوبکر کے علاوہ اور کسی کو میرے مصلے پر کھڑا کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

منکرینِ صدیقؓ کا سوال اور حضرت علیؓ کا جواب:

حضرت علی المرتضیٰ رضے اللہ عنہ کو لوگوں نے قم کی جامع مسجد میں پکڑ لیا اور کہا

کہ اے علیؓ! آپ نے تقیہ کئے رکھا..... آپ نے ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی؟ ابوبکرؓ کو امام کیوں مانا؟ ابوبکر کو خلیفہ کیوں مانا؟ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں حضرت علیؓ کا جواب سنو! حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا کہ تم ابوبکر کی امارت' خلافت' بیعت کا طعنہ دیتے ہو..... میں نے حضورؐ کی زندگی میں دیکھا کہ ہم آپس میں خلافت کی باتیں کر رہے تھے..... ہماری باتوں کے دوران..... ہماری بحث کے دوران..... ہماری گفتگو کے دوران..... تاجدارِ مدینہ نے فرمایا اولوگو! جاؤ ابوبکر کو بلا لاؤ' وہ مسلمانوں کو آ کر جماعت کرائے۔ جب ہم نے دیکھا کہ اسلام کا سب سے بڑا فریضہ نماز ہے اور اسلام کے اس بڑے فریضے کے لیے جب پیغمبرؐ نے ابوبکر کو ہمارا قائد بنا دیا۔ اور حکومت تو دنیا کا دوسرا فریضہ ہے۔ جس دین کے فریضے کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبیؐ نے ہمارا قائد بنا دیا' اور حضورؐ کی وفات کے بعد اسی ابوبکر کو ہم نے دنیا کے لیے قائد بنالیا۔

حضورؐ نے جس کو دین کے لئے قائد بنایا' اسی ابوبکر کو ہم نے دنیا کے لیے قائد بنالیا..... یہی بڑی عظمت کی بات ہے۔

نبیؐ و صدیقؓ کی امامت:

میرے دوستو! وہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' حضورؐ کی زندگی میں ۱۷ نمازیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کے مصلے پر پڑھائیں۔ ان سترہ نمازوں میں پندرہ نمازیں ایسی ہیں کہ جو بلا واسطہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پڑھائیں اور دو نمازیں ایسی ہیں کہ ابوبکر مصلے پر کھڑے ہیں اور جماعت کرا رہے ہیں۔ اتنے میں حضورؐ تشریف لے آئے۔ حضورؐ کا اشارہ پا کر آپ کی آہٹ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے مصلے پر پیچھے ہٹتے ہیں۔ آنحضرت ہاتھ کے اشارے سے ان کو مصلے پر ہی کھڑا رہنے کو کہتے ہیں۔ جب ابوبکر صدیق زور سے پیچھے ہٹے' حضورؐ نے اشارہ کر کے ابوبکر کو اپنے ساتھ کھڑا کر لیا..... یوں تصور کریں یہ مصلی ہے..... یہاں مسلمانوں کی جماعت ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس مصلے پر کھڑے ہیں۔ حضورؐ تشریف لے آئے ہیں'

جب اس مصلے کے قریب پہنچے تو ابو بکر پیچھے ہٹنے لگے۔ حضورؐ نے روکا' لیکن ابو بکر جب پیچھے ہٹ گئے تو حضورؐ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیچھے لوگوں کے ساتھ کھڑا نہیں کیا بلکہ اپنے ساتھ ہی مصلے پر کھڑا کر لیا۔ حضورؐ ابو بکرؓ کو جماعت کرا رہے ہیں اور ابو بکرؓ پوری امت کو جماعت کرا رہے ہیں اور دنیا کو بتایا جا رہا ہے کہ اولوگو! میری اقتدا ابو بکرؓ کی ہے' اور ابو بکر کی اقتداء پوری امت کر رہی ہے۔

مشکل کشا کون؟

کہتے ہیں کہ ہجرت والی رات حضرت علی رضی اللہ عنہ حضورؐ کے بستر پر لیٹ گئے..... بستر پر سونا آسان ہے' پہاڑوں پر کندھے پر اٹھا کر چڑھنا مشکل ہے..... حضورؐ گھر میں موجود ہیں..... حضور گھر میں تشریف فرما ہیں..... علی المرتضیٰ بھی موجود ہیں۔ ..... حاجیوں کو پتہ ہے کہ حضورؐ کا جہاں گھر تھا۔ وہ گھر چھتہ بازار میں تھا۔ جہاں آج بہت بڑا مکتبہ' کتب خانہ بنا ہوا ہے۔ اور درمیان میں خانہ کعبہ آتا ہے۔ خانہ کعبہ سے گزر کر آگے محلہ مصفلہ میں جا کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکان آتا ہے..... اوپر والی جگہ پر حضورؐ کا مکان ہے اور علیؓ اندر موجود ہیں..... باہر ۱۹ سرداروں کی تلواریں چمک رہی ہیں۔ حضورؐ موجود ہیں' علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ موجود ہیں..... حضور کو معلوم ہوا کہ ۱۹ سردار آج میرے قتل کے درپے ہیں..... حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور بلا کر کہا کہ علیؓ! یہ لوگوں کی امانتیں تیرے سپرد ہیں' تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ..... علی کو بستر پر لٹا دیا اور خود ان تلواروں کے نیچے سے گزرنے کے لیے حضورؐ اکیلے ہی آ گئے۔

اب جو کہتا ہے کہ علی المرتضیٰ بستر پر لیٹ گئے اور حضورؐ تلواروں کے نیچے سے اکیلے کیوں گزرے؟ علی ساتھ کیوں نہیں تھے؟ اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ سمجھانا چاہتے تھے کہ آج اگر تلواروں کے نیچے سے گزرنے کے لیے علیؓ نبیؐ کے ساتھ ہوتا تو رافضی کہتا کہ علی مشکل کشا ہے۔ رافضی کہتے کہ علی وہ ہے جس نے نبی کو تلواروں سے بچایا ہے۔ لیکن اللہ نے حضورؐ کو حکم دیا کہ اے کملی والے! اپنے بستر پر علیؓ کو لٹا دو اور تم اکیلے تلواروں سے گزرو تا کہ

دنیا کو پتہ چل جائے کہ مشکل کشا علی نہیں ہے..... مشکل کشا، وہ ہے جو علی کو بستر پر بچاتا ہے اور نبی کو تلواروں کے نیچے سے بچاتا ہے۔

نبوت صداقت کے دروازے پر:

حضورؐ اپنے گھر سے باہر نکلے..... اپنے گھر سے نکل کر خانہ کعبہ کے راستے سے آئے..... علی بستر پر ہے، علی کے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں..... اور حضور خانہ کعبہ سے گزر کر ابوبکر کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں..... ابن حجر کہتے ہیں کہ صدیق کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ ابن حجر کہتا ہے کہ خانہ کعبہ سے گزر کر حضورؐ گئے ابوبکر کے گھر۔ حضورؐ تو روزانہ خانہ کعبہ ہی میں آیا کرتے تھے۔ آج خانہ کعبہ سے بھی گزر کر آگے چلے گئے اور ابوبکر کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور دروازہ کھٹکھٹانے سے پہلے اگر خدا چاہتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر بتا دیتا کہ میرا نبی آ رہا ہے۔ دروازہ کھول کر رکھو، لیکن اتنا نہیں کیا گیا۔ تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ وہ دیکھو نبوت صداقت کے دروازے پر دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے، دروازہ کھٹکھٹانے کا پتہ کیسے چلے گا؟ اگر دروازہ پہلے کھلا ہو، نبوت دروازہ کھٹکھٹا رہی ہے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آواز لگاتے ہیں.....

من دق الباب.....؟

کون ہے دروازہ کھٹکھٹانے والا.....؟

آواز آئی.....

انا محمد رسول الله .....

میں محمد رسول اللہ ہوں!

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جوتا نہیں پہنا، اسی حالت میں آئے، دروازہ کھولا اور فرمایا۔

فداک ابی و امی یا رسول الله .....!

میرے ماں باپ آپ کے قدموں پر قربان ہو جائیں۔

آپ مجھے حکم دیتے تو نوکر سر کے بل چل کر آ جاتا' آپ میرے دروازے پر چل کر آئے ہیں..... کملی والے نے فرمایا کہ ابوبکر! میں وہ پیغمبر ہوں جس کے دروازے پر قیصر چل آیا..... کسریٰ چل کر آیا..... نبیؑ چل کر آئے..... قطب چل کر آئے..... اولیا، چل کر آئے..... میں وہ ہوں جس کے دروازے پر جبرئیل چل کر آیا..... لیکن! اے ابوبکر! آج میں خود تیرے دروازے پر چل کر آیا ہوں۔ تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ آج پیغمبر اس کے دروازے پر چل کر گیا ہے کہ جس کو پیغمبر کے بعد پہلا خلیفہ بننا ہے۔

دو راتیں دو رفیق:

میرے دوستو! اسلام میں راتیں دو ہیں' ایک ہجرت والی رات اور ایک معراج والی رات۔ ایک ہجرت والی رات کا رفیق ہے اور ایک معراج والی رات کا رفیق ہے۔ یاری دو قسم پر ہے..... ایک توڑ کی یاری اور ایک موڑ کی یاری..... معراج کی رات جو یار بنا وہ یار موڑ پر جا کر نبیؑ کا ساتھ چھوڑ گیا..... اور ایک یاری ہجرت والی رات کی ہے وہ موڑ کی نہیں ہے' وہ توڑ کی ہے..... موڑ غار پر ختم ہو گیا اور وہ آج تک توڑ میں نبیؑ کے ساتھ سویا ہوا ہے۔ قرآن کہتا ہے.....

الذی جآء بالصدق و صدق به.....

اے نبیؑ! تیری تصدیق کرنے کیلئے میں نے صدیق کو بھیج دیا۔

ہجرت کا آغاز:

میں ابن حجر عسقلانیؒ کے نکتے کھول رہا ہوں..... ابن حجر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوبکر آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا حکم ہے؟

حضورؐ نے فرمایا ابوبکر! چلنا ہے۔

کہاں چلنا ہے.....؟ یہ ابوبکر نے نہیں پوچھا' ابوبکر اگر پوچھتا کہاں چلنا ہے تو

معلوم ہوتا کہ اس نے سوچ کر ساتھ دیا۔ اس لیے پوچھ رہا ہے کہاں چلنا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا چلنا ہے۔ ابوبکرؓ نے فرمایا ٹھیک ہے چلو! او صدیق اکبرؓ کو گالیاں دینے والو! وہ دیکھو مکہ محلہ مصفلہ میں نبوت ابوبکر کو لے کر جا رہی ہے۔ اور ابوبکر نبوت کو لے کر جا رہا ہے۔ اگر تجھ میں طاقت ہے' تو روک سکتا ہے تو روک کر دکھا۔ چلے..... گھر سے نکلے ہیں۔ چند قدم چلے' ابوبکر سے رہا نہ گیا۔ ابوبکر نے فرمایا اللہ کے نبیؐ! یہ پہاڑ آ گئے ہیں' یہ پتھر آ گئے ہیں۔ یہ سنگ ریزے آ گئے ہیں' میرا جی چاہتا ہے کہ آپ میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں۔

نبوت صداقت کے کندھے پر:

کیا عجیب بات کہی ہے ابن تیمیہ نے..... ابن تیمیہؒ کہتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ میرے کندھے پر سوار ہو جائیں۔ نبی علیہ السلام کو پوری زندگی کسی نے نہیں کہا کہ میرے کندھے پر چڑھ جائیں۔ اس لیے کہ نبیؐ کا بوجھ کوئی اٹھا نہیں سکتا تھا ..... ایک ابوبکر تھا جو نبیؐ کا دنیا میں جسم کا بوجھ اٹھاتا ہے اور حضورؐ کی وفات کے بعد آپ کی خلافت کا بوجھ اٹھاتا ہے۔

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ابوبکر تم کیا کہتے ہو؟ فرمایا کہ آپ میرے کندھے پر سوار ہو جائیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کو اپنے کندھے پر سوار کیا۔ ابن حجر کہتا ہے..... کہ دیکھو کتنا اچھا منظر ہے کہ ابوبکر کا کندھا ہے اور نبوت کا وجود ہے۔

جھنگ کے دوستو! ذرا تصور کرنا' عشق و محبت کا یہ معیار ہے۔ یہ عشق و محبت ہے۔ رات کی تاریکی ہے' ہاتھ کو ہاتھ نظر نہیں آتا۔ تلواریں چمک رہی ہیں۔ ۱۹ سردار پیغمبرؐ کے خون کے پیاسے ہیں۔ گلی گلی میں دشمنی ہے۔ چاروں طرف اندھیرا ہے' اگر ابوبکرؓ پیغمبر کا محرم راز نہ ہوتا۔ تو آج اس ہجرت والی رات نبیؐ اپنے اس راز کو ابوبکر کے سامنے کبھی نہ کھولتا۔

میرے دوستو! راستے میں حضورؐ تیار ہو گئے کہ میں ابوبکر کے کندھے پر سوار

ہو جاؤں۔ حضورؐ ابوبکر کے کندھے پر سوار ہو گئے۔ واہ کتنی عجیب بات ہے کہ نبوت ابوبکر کے کندھے پر' ابن حجر لکھتا ہے..... کہ تم نے آج تک یہ سنا ہوگا کہ رسول اللہ کے کندھے پر مہر نبوت ہے۔ حضورؐ کے کندھے پر مہر نبوت ہے لیکن ابوبکر تیری عظمت پر قربان جاؤں کہ تیرے کندھے پر وجود نبوت ہے۔ اور اس نبوت کو ابوبکر لے کر جا رہا ہے۔ ابوبکر کے حصے میں نبوت آئی ہے۔ ابوبکر تیرا انتخاب اچھا ہے۔

پروانے کو شمع ' بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس

نبوت وصداقت غار ثور میں:

حضرت ابوبکر صدیق حضورؐ کے وجود مسعود سمیت غار ثور کے سامنے پہنچے۔ اور ابوبکر صدیق نے حضورؐ کو اتارا اور اتار کر یہ نہیں فرمایا کہ میں آپ کو اٹھا کر لایا ہوں۔ میں تھک گیا ہوں۔ تھوڑی دیر آرام کرتے ہیں۔ باہر ہی بیٹھتے ہیں۔ ابوبکر حقیقت میں پہریدار تھا۔ پیغمبر کو اپنا کپڑا بچھا کر نیچے بٹھا دیا اور ابوبکر صدیق نیچے غار میں اتر گئے۔ میرے دوستو! رات کی تاریکی ہو..... پہاڑ کی چڑھائی ہو..... اندھیرا ہو..... دشمن ہو اور غار میں پہلے کوئی اترا نہ ہو..... غار کو دیکھا نہ ہو..... غار کو پہچانا نہ ہو..... اسے کہتے ہیں۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق

اگر ابراہیم کو آگ کا خطرہ نہیں ہے تو ابوبکر تجھے سانپوں کا خطرہ نہیں ہے..... تجھے کالے ناگ کا خطرہ نہیں ہے..... کیونکہ کالے رنگ والے ابوبکر کو ڈنک مارا ہی کرتے ہیں..... اور اس وقت سے مار رہے ہیں..... اور اس غار میں بھی مارا تھا اور آج تک مارتے آتے ہیں..... اور کالے ناگ نے جب غار میں ڈنک مارا تھا تو اس زہر کو ختم کرنے کے لیے نبوت نے لعاب کا مرہم لگا دیا تھا..... اور قیامت تک ابوبکر کو دنیا کا کالے رنگ والا ناگ ڈنک مارے گا تو قیامت تک حضورؐ اسی طرح مرہم لگاتے جائیں گے۔

میرے دوستو! حضورؐ باہر تشریف فرما ہیں۔ ابوبکر غار میں اترے اور ابوبکر صدیق نے غار میں اتر کر بلوں میں کپڑا دے دیا۔ ایک بل بچ گیا اس پر اپنی ایڑی دے دی۔ یہ امتحان تھا۔

یہ بھی تو ہوسکتا تھا کہ سانپ ہی نہ آتا۔

یہ بھی ہوسکتا تھا کہ بل ہی نہ ہوتی۔

یہ بھی ہوسکتا تھا کہ کپڑا پورا ہو جاتا۔

یہ بھی ہوسکتا تھا کہ ابوبکرؓ کے جسم میں زہر اثر نہ کرتا۔

یہ بھی ہوسکتا تھا کہ سانپ ڈنک ہی نہ لگاتا۔

لیکن سانپ نے ڈنک لگانا تھا..... سانپ کا زہر آنا تھا اور ابوبکر کے آنسوؤں کے قطرے نکلنے تھے..... اور وہ موتی جھڑنے تھے..... اور جھڑ کر رسول اللہ کے چہرے پر پڑنے تھے..... اور اس سے رسول اللہ کی جاگ ہو جانی تھی..... حضورؐ کی آنکھ کھل جانی تھی ..... اور عشق و محبت کا امتحان ہونا تھا..... یہ امتحان تھا غار میں۔ سارے بلوں میں ابوبکر نے کپڑا دے دیا اور آخری بل پر ایڑی دے دی۔ اور پھر اس کے بعد فرمایا یارسول اللہ! تشریف لائیے..... حضورؐ تشریف لے گئے۔

نبوت صداقت کی گود میں :

ابن حجر کہتا ہے کہ تشریف لے جانے کے بعد ابوبکر نے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ کے نبی! ہم دونوں آرام کرتے ہیں..... ابوبکر تو تھکے ہوئے ہیں..... لیکن جمال جہاں آراء نبوت کا دیدار کر کے ابوبکر کو تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جمال کو دیکھا ہے۔ اس جمال کو دیکھا ہے کہ جس کے بارے میں ممیّز کہتا ہے۔

اک نام محمدؐ ہی تسکینِ دل و جاں ہے
ہر غم کا مداوا ہے، ہر درد کا درماں ہے

یہ عشق و محبت ہے۔ یہ حسن و جمال ہے۔ وہ جمال صباحت کی رنگینی ہے۔ وہ جمال

صباحت کی نارنگی ہے' وہ حسن و جمال کا چرچہ ہے' وہ دل نشینی ہے۔

میرے دوستو! ابن حجر نے لکھا ہے کہ غار میں حضور تشریف فرما ہیں۔ اور ابو صدیق بھی موجود ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ اے اللہ کے نبیؐ! رات کا وقت ہے۔ آپ آرام فرمائیں۔ میں اپنی گود کو وا کرتا ہوں۔ اس گود کو کھولتا ہوں' آپ اپنا نبوت والا سر میری گود میں رکھیں۔ حضورؐ نے اپنا نبوت والا وہ سر جو عرش پر گیا تھا۔

وہ سر جس کے بالوں کی قسم قرآن نے کھائی ہے۔

وہ سر جس کے بارے میں جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ چودھویں رات کا چاند چمک رہا تھا۔ میں کبھی پیغمبر کے چہرے کو دیکھتا کبھی چاند کو دیکھتا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے پیدا کرنے والے کی قسم ہے۔ مجھے عرش سے زیادہ فرش کا چاند خوبصورت نظر آیا۔ وہ حسن و جمال والا جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے۔

چاند سے تشبیہ دینا ' یہ بھی کوئی انصاف ہے؟
اس کے منہ پر چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

وہ نبوت والا سر ابوبکر صدیق کی گود میں ہے۔ ابن حجر کہتا ہے کہ جب پیغمبر کا نبوت والا سر ابوبکر کی گود میں آیا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے رحل پر اللہ کا قرآن پڑا ہوا ہے۔

غار میں صداقت اور نبوت تنہا:

اور ابوبکر صدیق حضورؐ کے چہرے کو دیکھ رہے ہیں۔ کیا عجب کہہ گیا ابن تیمیہ ..... وہ کہتا ہے کہ دیکھو کتنا اچھا منظر ہوگا کہ غار میں صداقت اور نبوت تنہا ہے۔ نبوت ہے یا صداقت ہے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اور ابوبکر! تجھے اتنا موقع ملا نبوت کا دیدار کرنے کا کہ تنہا تو ہے اور نبوت ہے تیسری کوئی چیز نہیں ہے۔ ابوبکر تو دیدار کر رہا ہے اور ابوبکر کی گود ہے۔ غار میں کوئی شریک نہیں ہے' جو نظارے ابوبکر نے اٹھائے ہیں۔ اور جب سانپ نے ڈنک مارا اور پھر اس کے بعد ابوبکر کے جسم میں زہر اثر کر گیا..... لیکن اس زہر سے بھی ابوبکر نے حرکت نہ کی۔

حرکت نہ کی کہ گود میں مدنی کی ذات ہے

اس لیے ابوبکر نے حرکت نہ کی کہ گود میں مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

امام مالک کا عشق رسول:

ہم لوگ تمہیں بیان کرتے ہیں کہ امام مالکؒ کے حدیث کے درس میں ۱۷ مرتبہ بچھو نے ڈنک مارا اور انہوں نے حرکت نہیں کی۔ امام مالکؒ حدیث کا کبھی ادب نہ کرتا' اگر ابوبکر پیغمبرؐ کے چہرے کا ادب نہ کرتا۔ یہ سبق ابوبکر دے کر گیا ہے کہ نبیؐ کا جب سر گود میں ہو' ابوبکر تیرا ایک جسم ہے' تیرے کروڑوں جسموں پر پھر جائیں' مجھے حرکت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ نبوت ہے کہ جو نبوت کا پاس ابوبکر نے کیا ہے۔

قیمتی قطرہ:

اور جب ابوبکر صدیق کے آنسوؤں کا قطرہ جذبات کی روانی کا پیکر بن کر نبوت کے چہرے پر گرتا ہے تو نبوت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ ذرا تصور کرنا حضورؐ کے چہرہ اقدس پر ابوبکر کے آنسوؤں کا قطرہ گرا۔

وہ آنسو کا قطرہ زمین پر گر سکتا تھا۔

وہ آنسو کا قطرہ غار کے پتھروں میں جذب ہو سکتا تھا۔

وہ آنسوؤں کا قطرہ پتھروں میں جا سکتا تھا۔

وہ آنسوؤں کا قطرہ غار میں نہیں گیا۔ پتھروں میں نہیں گیا وہ آنسوؤں کا قطرہ پیغمبرؐ کے چہرے پر گرا ..... اس لیے کہ وہ قطرہ بڑا قیمتی تھا۔ اور قیمتی قطروں کے لیے زمین بھی قیمتی ہوا کرتی ہے ..... جو قطرے قیمتی ہوتے ہیں ..... ان کے لیے زمین بھی قیمتی ہوتی ہے۔ جب ابوبکر صدیقؓ کے آنسو کا قطرہ نبوت کے چہرے پر گرا تو دنیا کو بتا دیا گیا کہ او لوگو! دنیا میں دو ہی قطرے ہیں ..... ایک ابوبکر کے آنسوؤں کا قطرہ جو اتنا پسند خدا کو آیا کہ اس کے لئے زمین اللہ نے نبیؐ کا چہرہ پسند کیا گیا اور ایک عثمانؓ کے خون کا قطرہ کہ

اس کے خون کا قطرہ گرا تو قرآن کے صفحات پر گرایا گیا۔

دو قطرے اور دو راتیں خدا کو پسند ہیں:

دو قطرے ہیں اور دو راتیں ہیں۔ بات یہاں ختم نہیں ہو گئی۔ ہم ذرا آگے چلتے ہیں۔ بات آگے آتی ہے۔ دو راتیں خدا کو پسند ہیں۔ اور دو قطرے خدا کو پسند ہیں۔

ایک رات میں ابو بکر نبی کا رفیق ہے۔

اور ایک رات میں جبرئیل نبی کا رفیق ہے۔

جبرئیل کی یاری عارضی ہے..... اور ابو بکر کی یاری توڑ تک ہے۔

اگلی بات جو ابن حجر نے لکھی ہے وہ کہتا ہے..... کہ جب ابو بکر کے آنسو کا قطرہ نبوت کے چہرے پر گرا تو نبوت کی آنکھ کھل گئی اور نبوت کی آنکھ جب اس وقت غار میں کھلی تو اس نے پیار والی نگاہ ابو بکر کی طرف اٹھائی۔

آج تک تو تم نے یہ سنا ہو گا کہ جو نبوت کو دیکھے وہ صحابی ہے اور جس کو نبوت دیکھے؟..... جس کو نبوت پیار سے دیکھے..... جس کو نبوت محبت سے دیکھے..... جس کو نبوت عشق سے دیکھے..... جس کو نبوت ملاحت سے دیکھے..... جس کو نبوت رعنائی سے دیکھے ..... جس کو نبوت صباحت سے دیکھے..... اسے صدیقؓ کہتے ہیں۔ جس کو نبوت دیکھے وہ صدیق ہے اور جو نبوت کو دیکھے وہ صحابی ہے۔

میرے دوستو! بات ایک رفاقت کی نہیں ہے' اس سے بڑی رفاقت دنیا میں کوئی پیش نہیں کر سکتا۔

چندے کی اپیل اور صحابیات کا ولولہ:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے۔ آپ نے یہ تو سنا ہو گا کہ غزوہ تبوک میں حضورؐ نے چندے کی اپیل فرمائی۔ ایک عورت تین مہینے کا بچہ لے کر آ گئی۔ اور ایک عورت سر کے بال اتار کر لے آئی۔

ایک آدمی نے حضورؐ کی اپیل سنی..... بازار میں جا رہا تھا۔ حضورؐ کی اپیل سن کر

رونے لگا۔ کسی نے کہا کہ کیوں روتا ہے؟ کہنے لگا کہ میرے پاس تو اس تہبند کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کیا دوں گا؟ ساری رات مدینے کے محلے میں آوازیں لگاتا رہا۔ کہ کوئی مجھ سے مزدوری کرائے۔ ایک یہودی کی گری ہوئی دیوار کو ٹھیک کر دیا۔ اور صبح کو دو سیر چھوارے اس مزدوری کے بدلے میں لے آیا۔ ادھر سے جبرئیل آ گیا۔ فرمایا کملی والے! یہ چھوارے برکت والے ہیں..... یہ عشق تھا۔

غزوۂ تبوک میں صدیق اکبرؓ کی اعانت:

میرے دوستو! تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ اسی غزوۂ تبوک میں ابوبکر گھر کا سارا سامان لے کر آئے۔ اسی غزوہ تبوک میں جب سارا سامان نبیؐ کے قدموں پر ڈال دیا اور واپس چلے گئے۔ گھر گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اس دن میں اپنے والد کے گھر میں تھی۔ تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرا باپ ابوبکر رات کے وقت آیا اور اس طرح دیوار کے اوپر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ میں نے کہا ابا جان کیا ہوا ہے؟ فرماتے تھے کہ کپڑا سینے والی ایک سوئی ادھر رہ گئی ہے..... سب کچھ قدموں میں ڈال آیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ سوئی بھی ابوبکر کے گھر نہ رہے..... سوئی مل گئی۔ وہ بھی نبیؐ کے قدموں میں لا کر پیش کر دی۔

سیدنا صدیق کا عشق رسولؐ:

اور جب پیغمبرؐ نے دوبارہ اپیل فرمائی کہ اڑھائی لاکھ رومیوں سے مقابلہ ہے اور تیس ہزار صحابہ کے لئے ابھی تن وتوش کا چارہ پورا نہیں ہوا ہے۔ ابھی تو روٹی کا خرچہ پورا نہیں ہوا۔ تو ابوبکر صدیق نے اپنے آپ کو خطاب کر کے کہا کہ ابوبکر! تو اچھے کپڑے پہنتا ہے اور تیرے محبوب کو ابھی چندے کی ضرورت ہے۔ ۳۲ درہم کا کپڑا ابوبکر نے پہنا ہوا ہے۔ لیکن مدینے کے بازار میں ابوبکر گئے۔ ۳۲ درہم کا کپڑا اتار کر وہ کپڑا مدینے کے بازار میں بیچ دیا۔ ٹاٹ کا لباس پہنا اور ٹاٹ کا لباس پہن کر ابوبکر رسول اللہ کے پاس تشریف لائے اور وہ جو پیسے بچ گئے تھے وہ پیسے بھی نبیؐ کے قدموں میں ڈال دیئے۔ اور

خود ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا ہے۔

تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ جب ٹاٹ کا لباس پہن کر ابوبکرؓ نبیؐ کے پاس آئے تو کیا عجیب منظر تھا کہ نبوت موجود ہے۔ صداقت موجود ہے اور صداقت کے جسم پر ٹاٹ کا لباس ہے۔

حضورؐ نے مسجد نبوی کے دروازے پر دیکھا حضورؐ حیران ہو گئے کہ دروازے پر جبرئیل کھڑا ہے۔ حضورؐ نے غور سے دیکھا کہ جبرئیل بھی ٹاٹ کا لباس پہن کر کھڑا ہے۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جبرئیل تو کیسے آیا ہے؟ جبرئیل نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! جب تیرے عشق میں ..... جب تیری محبت میں ..... جب تیرے پیار میں ..... تیرے ایک عاشق صادق نے مدینے کے بازار میں اپنے کپڑے بیچ دیئے اور اپنے کپڑے بیچ کر ٹاٹ کا لباس پہن لیا اور ٹاٹ کا لباس پہن کر آ گیا۔ تو خدا کی رحمت جوش میں آئی۔ فرمایا جبرئیل! جلدی کر..... میرے نبیؐ کے پاس جاؤ اور ابوبکر کی سنت پر عمل کر کے ستر ہزار فرشتوں کو ٹاٹ کا لباس پہنا دو۔ اور مدینے میں جا کر میرے نبیؐ کو مبارکباد دو کہ اے اللہ کے نبیؐ!..... جب تک تیری امت میں ابوبکر جیسے عاشق موجود ہیں ..... دنیا کی کوئی طاقت تجھے شکست نہیں دے سکتی ہے۔ یہ ابوبکر کا عشق ہے..... اور تمام صحابہ کا یہی عشق تھا۔

حضرت معاویہؓ کا عشق رسولؐ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں حضرت عائشہ کے پاس تشریف لائے۔ اور اماں کے پاس بیٹھ کر کہنے لگے کہ اماں جی مجھے نبیؐ کے کپڑے تو دکھاؤ۔ حضورؐ کے کپڑے دیکھے اور حضرت معاویہ حضور کے کپڑوں کو آنکھوں سے لگاتے تھے۔ پانی میں بھگو کر پانی جسم پر ملتے تھے۔ اور پانی کا گھونٹ پیتے تھے اور کہتے تھے کہ میری نجات کے لیے یہ کافی ہے۔

سیدنا معاویہؓ کے عشق رسولؐ کا دوسرا واقعہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کسی نے کہ کعب ابن ربیعہ ایک صحابی مصر میں رہتا ہے۔ اس کا چہرہ رسول اللہ کے چہرے سے ملتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت تیز رفتار قاصد بھیجا۔ کہ اس کو سواری پر سوار کر کے لاؤ۔ جب وہ قاصد اس کو سوار کرا کر لایا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تخت سے نیچے اتر آئے اور باہر نکل کر اس کا استقبال کیا۔ جب وہ قریب آیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے ماتھے پر بوسہ دے دیا۔ اور فرمایا کعب! مجھے تیری ذات سے محبت نہیں ہے۔ تیرے چہرے سے محبت ہے۔ اس لیے کہ تیرا چہرہ رسول اللہ کے چہرے سے ملتا ہے۔ یہ حضرت معاویہ کا عشق تھا رسول اللہ کے ساتھ۔

انبیاءؑ رسل اور صحابہ کرامؓ کی تعداد:

ایک لاکھ ۴۴ ہزار کم وبیش صحابہ آئے ہیں اور آپ حیران ہوں گے کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ ۴۴ ہزار ہے کم وبیش۔ اور بعض روایات کے مطابق ایک لاکھ ۲۴ ہزار ہے اور صحابہ کی تعداد بھی ایک لاکھ ۲۴ ہزار یا ایک لاکھ ۴۴ ہزار ہے۔

نبی اور رسول میں فرق:

ایک نبی ہوتا ہے اور ایک رسول ہوتا ہے۔ نبی اس کو کہتے ہیں کہ جو نئی شریعت لے کر نہ آئے۔ اور رسول اسے کہتے ہیں کہ جسے نئی شریعت ملے۔ جتنے رسول ہیں.....ان کی تعداد ۳۱۴ ہے۔ اور مکہ مکرمہ کی طرف سے جتنے صحابی ہجرت کر کے مدینہ کی طرف آئے ان کی تعداد بھی ایک سو چودہ ہے۔ خانہ کعبہ کی دیواریں بھی چار..... بڑی کتابیں بھی چار .....اور بڑے فرشتے بھی چار.....اور میرے محمدؐ کے دوست بھی بڑے چار۔

سب سے بہترین زمانہ:

حضورؐ نے فرمایا.....

خیر القرون قرنی .....

میرا زمانہ سب سے بہتر ہے۔

عربی میں میرے زمانے کا لفظ ہے قرنی۔قرن عربی میں زمانے کو کہتے ہیں۔اس قرنی کے چار لفظ ہیں۔ق،ر،ن،ی.....اور چار یاروں کے اسماء گرامی کے آخری حروف بھی یہی ہیں۔

خیر القرون قرنی .....

میرا زمانہ .....

قرنی میں پہلا حرف ,,ق'' ہے اور صدیق کا آخری حرف ,,ق'' ہے.....

قرنی میں دوسرا حرف ,,ر'' ہے اور عمر میں آخری حرف ,,ر'' ہے۔

قرنی میں تیسرا حرف ,,ن'' ہے اور عثمان کا آخری حرف ,,ن'' ہے۔

قرنی میں چوتھا حرف ,,ی'' ہے اور علی رضی اللہ عنہ کے نام کا آخری حرف ,,ی'' ہے۔

حضورؐ نے فرمایا خیر القرون قرنی.....میرا زمانہ سب سے بہتر ہے۔میرا زمانہ کون سا؟ یہ چار یاروں کا زمانہ ہے۔یہ میرا زمانہ ہے۔

دشمن صحابہ کا تعارف:

اس زمانہ کی محبت جزو ایمان ہے۔اور دشمن صحابہ کے متعلق حضورؐ نے فرمایا کہ قرب قیامت میں ایک قوم آئے گی۔جو میرے صحابہ کو برا کہے گی۔میں تمہیں حکم دیتا ہوں.....

نہ ان کے جنازوں میں جاؤ.....

نہ ان کے پاس بیٹھ کر کھانا کھاؤ.....

نہ ان کے ساتھ تعلق رکھو.....

جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا عاشق ہے۔اس کو صحابہ کے دشمنوں کے ساتھ تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆

رات ایک آدمی دو!

جس کو صدیقؓ ذاتِ خدا نے کہا
اور صدیق ہی مصطفیٰ نے کہا
جس کو صدیق شیرِ خدا نے کہا
یونہی صدیق سب اولیاء نے کہا
میں بھی کہتا ہوں صدیق صدیق ہے
جو نہ صدیق مانے وہ زندیق ہے

میرے دوستو! حضور علیہ السلام نے صدیق پر اعتماد کا اظہار کیا۔ ایک آدمی کہنے لگا اعتماد کا اچھا اظہار کیا کہ بستر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دے دیا' جس کو بستر ملے..... جس کو نبیؐ کا سامان ملے..... جس کو لوگوں کی امانتیں ملیں ..... اس کو تم کہتے ہو کہ وہ چوتھے نمبر پر خلیفہ' جس کو نبیؐ کا سامان مل گیا' نبیؐ کا بستر مل گیا اس کو تو پہلا خلیفہ ہونا چاہئے!

میں نے کہا کہ جس کو بستر ملا اگر وہ پہلا خلیفہ ہے تو وہ کون ہے جس کو بستر والا ملا؟

ایک کو بستر ملا ایک کو بستر والا ملا'

ہجرت کی رات نے بڑے فیصلے کیے ہیں..... ہجرت کی رات ہم دیکھتے ہیں کہ رات ایک ہے..... اس ایک رات میں ایک آدمی سوتا رہا..... اور دوسرا آدمی جاگتا رہا۔

ایک آرام کرتا رہا دوسرا نبیؐ کے ساتھ چلتا رہا۔

ایک آدمی آرام کرتا رہا دوسرا پہاڑوں کی چڑھائی چڑھتا رہا۔

ایک آرام کرتا رہا' دوسرا پتھروں پر چڑھتا رہا۔

ایک آرام کرتا رہا دوسرا غار میں اترتا رہا۔

ایک بستر کے مزے لوٹتا رہا' دوسرا بستر والے کے مزے لوٹتا رہا۔

میرے دوستو! آپ توجہ فرمائیں۔ ہجرت کی ایک رات ہے۔ اس میں سردار لوگ پیغمبر علیہ السلام کو شہید کرنے کے لئے اردگرد کھڑے ہیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ہجرت کا یہ واقعہ جس میں نبیؐ نے ہجرت فرمائی ہے بعد میں پیش آیا اور معراج کا واقعہ پہلے پیش آیا۔ معراج کے ایک سال کے بعد ہجرت ہوئی۔ یہ معراج پہلے کیوں ہوا؟ معراج نبیؐ کو پہلے کیوں کرایا گیا؟ ہجرت بعد میں کیوں کرائی گئی؟

معراج کا سفر آسمانوں کا سفر تھا۔ ایک آسمانوں میں نبیؐ کے ساتھ گیا ایک مدینے میں نبیؐ کے ساتھ گیا۔

اللہ نے دنیا کو دکھلانا تھا اولوگو! نبیؐ کے اس سفر کو بھی دیکھو..... اور نبیؐ کے اس سفر کو بھی دیکھو۔

نبیؐ کے اس سفر کے ساتھی کو دیکھو..... نبیؐ کے اس سفر کے ساتھی کو بھی دیکھو۔

اس سفر کے ساتھی کی وفا کو بھی دیکھو..... اس سفر کے ساتھی کی وفا کو بھی دیکھو۔

نبیؐ کے اس رفیق جبرئیلؑ کو بھی دیکھو..... نبیؐ کے اس رفیق صدیقؓ کو بھی دیکھو۔

اس کی رفاقت کو بھی دیکھو..... اس کی رفاقت کو بھی دیکھو۔

اس کی یاری کو بھی دیکھو..... اس کی یاری کو بھی دیکھو۔

اس کی اداؤں کو بھی دیکھو..... اس کی اداؤں کو بھی دیکھو۔

اس کی ادا موڑ پر ختم ہوگئی..... اس کی ادا قبر تک جاری رہی ہے۔

اپنی اپنی ادا ہے..... اپنی اپنی وفا ہے!!

دنیا کے لوگو! جبرئیلؑ اور ابوبکرؓ میں بڑا فرق ہے۔ راتیں دو ہیں۔ ایک معراج کی رات ایک ہجرت کی رات اور رفیق نبیؐ کے دو ہیں۔

ایک رفیق وہ ہے جو فرشتوں کا سردار ہے۔

ایک رفیق وہ ہے جو نبیوں کے بعد تمام انسانوں کا سردار ہے۔ مرتبہ نبیؐ نے کھول دیا۔

جو معراج کی رات نبیؐ کا ساتھی بنا وہ نبیؐ کو جگانے آیا اور جو ہجرت کی رات نبیؐ کا ساتھی بنا اس کو نبیؐ جگانے آیا..... فرق ہے یا نہیں؟

اور معراج کی رات جب سواری کی ضرورت ہوئی تو جبرئیل براق لایا لیکن ہجرت کے سفر میں جب سواری کی ضرورت پڑی تو ابوبکرؓ براق لینے نہیں گیا۔ خود محمدؐ کی سواری بن گیا اور صدیق نے اس رات دنیا کو فیصلہ سنا دیا تھا کہ پیغمبرؐ میرے کاندھوں پر سوار ہوتا ہے اور جس کندھے پر اور جس سواری پر پیغمبرؐ سوار ہو جائے بھلا وہ بھی کسی سے پیچھے رہی ہے؟..... لوگو سواریوں کے فیصلے تو نبیؐ نے بچپن میں کر دیئے تھے۔ جب مائی حلیمہ کی سواری پر نبیؐ سوار ہوتا ہے وہ سواری پیچھے نہیں رہا کرتی' نبیؐ صدیقؓ کے کندھوں پر سوار ہوتا ہے اور صدیقؓ بھی سب سے آگے نکل گیا۔

راتیں دو ہیں' رفیق دو ہیں..... وفائیں دو ہیں' ادائیں دو ہیں..... الفت دو کی ہے۔ ایک موڑ کی یاری ہوتی ہے ایک توڑ کی یاری ہوتی ہے۔ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کہتے ہیں کہ موڑ پر جبرئیل پہنچا تو موڑ پر کہا کہ.....

اگر موئے یکسر بر تر پرم

فروغِ تجلّی بسوزد پرم

ایک پر بھی اوپر اٹھتا ہوں تو اللہ کی تجلی میرے پروں کو جلا دیتی ہے۔ یعنی جبرئیل ایسا ساتھی ہے کہ موڑ پر اپنے پروں کو بچانے کے لیے پیچھے ہٹ گیا۔

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت اس جگہ ہوتا صدیقؓ نبیؐ کے ساتھ..... اس کے پر نہیں جسم بھی جل جاتا تو محمدؐ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑتا۔ یہ صدیقؓ کی وفا تھی۔

میرے دوستو! صدیق نے یاری نبیؐ سے نبھائی ہے اور اس ہجرت کے رفیق کی وفاؤں کو دیکھو کہ جبرئیل تو موڑ پر نبیؐ کا ساتھ چھوڑ گیا اور نبیؐ کو تنہا چھوڑ دیا۔ لیکن صدیق نے نبیؐ کو کبھی تنہا نہ چھوڑا۔ دیکھو لوگو! صدیق نبیؐ کو کیسے تنہا چھوڑتا۔

پیغمبرؐ مکہ کی گلیوں میں' صدیق نبی کے ساتھ ہے۔

نبی پتھر کھا رہا ہے۔ صدیق نبیؐ کے ساتھ ہے۔

نبیؐ کا چہرہ زخمی ہے' صدیق نبی کے ساتھ ہے۔

پہاڑ کی چوٹی پر ہے صدیق نبیؐ کے ساتھ ہے۔
نبیؐ غار میں اترتا ہے صدیق نبیؐ کے ساتھ ہے۔
پیغمبرام معبد کے خیمہ میں جاتا ہے صدیق نبی کے ساتھ ہے۔
نبی دودھ دوہتا ہے صدیق نبیؐ کے ساتھ ہے۔
پیغمبرؐ سواری پر سوار ہے صدیق نبیؐ کے ساتھ ہے۔
پیغمبرؐ ابوایوب کی جھونپڑی میں ہے صدیق نبیؐ کے ساتھ ہے۔
نبی بدر میں.....صدیق بدر میں۔
نبی احد میں.....صدیق احد میں۔
نبی خیبر میں.....صدیق خیبر میں۔
نبی خندق میں.....صدیق خندق میں۔
نبی تبوک میں.....صدیق تبوک میں۔
نبی صلح حدیبیہ میں.....صدیق صلح حدیبیہ میں۔
پیغمبر فتح مکہ میں صدیق فتح مکہ میں۔
نبی مزدلفہ میں صدیق مزدلفہ میں۔
نبی صفا مروہ پر صدیق صفا مروہ پر۔
نبی عمرہ میں صدیق عمرہ میں۔
نبی حج پہ صدیق حج پہ۔
نبی مسکرانے میں صدیق مسکرانے میں۔
پیغمبرؐ رشتہ لینے میں صدیق رشتہ دینے میں!!

چودہ سو سال ہو گئے صدیق قبر میں آج بھی محمدؐ کے ساتھ ہے۔ تم کہتے ہو کہ بستر علیؓ کو دیا فرمایا اے علی! یہ میرا بستر ہے اس پر تم نے سونا ہے انیس سردار تلواریں لے کر باہر کھڑے ہیں نبی کو شہید کرنے کا پروگرام ہے پیغمبرؐ اندر ہے دشمن باہر ہے۔

پہاڑ کی چوٹی پر ہے صدیق نبیؐ کے ساتھ ہے۔
نبیؐ غار میں اترتا ہے صدیق نبیؐ کے ساتھ ہے۔
پیغمبرام معبد کے خیمہ میں جاتا ہے صدیق نبی کے ساتھ ہے۔
نبی دودھ دوہتا ہے صدیق نبیؐ کے ساتھ ہے۔
پیغمبرؐ سواری پر سوار ہے صدیق نبیؐ کے ساتھ ہے۔
پیغمبرؐ ابوایوب کی جھونپڑی میں ہے صدیق نبیؐ کے ساتھ ہے۔
نبی بدر میں..... صدیق بدر میں۔
نبی احد میں..... صدیق احد میں۔
نبی خیبر میں..... صدیق خیبر میں۔
نبی خندق میں..... صدیق خندق میں۔
نبی تبوک میں..... صدیق تبوک میں۔
نبی صلح حدیبیہ میں..... صدیق صلح حدیبیہ میں۔
پیغمبر فتح مکہ میں صدیق فتح مکہ میں۔
نبی مزدلفہ میں صدیق مزدلفہ میں۔
نبی صفا مروہ پر صدیق صفا مروہ پر۔
نبی عمرہ میں صدیق عمرہ میں۔
نبی حج پہ صدیق حج پہ۔
نبی مسکرانے میں صدیق مسکرانے میں۔
پیغمبرؐ رشتہ لینے میں صدیق رشتہ دینے میں!!

چودہ سو سال ہو گئے صدیق قبر میں آج بھی محمدؐ کے ساتھ ہے۔ تم کہتے ہو کہ بستر علیؓ کو دیا فرمایا اے علی! یہ میرا بستر ہے اس پر تم نے سونا ہے انیس سردار تلواریں لے کر باہر کھڑے ہیں نبی کو شہید کرنے کا پروگرام ہے پیغمبرؐ اندر ہے دشمن باہر ہے۔

ایک بات توجہ سے ذہن میں رکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبیؐ نے اپنے بستر پر لٹایا نبیؐ کے شبہ میں حضرت علی کو شہید بھی کیا جا سکتا تھا' ٹھیک ہے نا! اگر علیؓ نے نبیؐ کے بعد پہلا خلیفہ بننا ہوتا تو جس کو شہید کئے جانے کا شبہ تھا اس کو نبیؐ شبہ میں شہید کیے جانے کے لیے سلا کر جاتے کہ میرے شبہ میں بے شک شہید کر دیا جائے اور جس نے خلیفہ بعد میں بننا تھا اس کو نبی مکہ میں چھوڑ نہیں گئے بلکہ ساتھ لے گئے تا کہ میرے ساتھ رہے۔

میرے دوستو! حضرت علی سے فرمایا میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔ علیؓ تو بستر پر لیٹ گئے' نبی تلواروں کے نیچے سے گزرنا چاہتے ہیں۔ اکیلا کیا یہ بات بظاہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غیرت کے خلاف نہ تھی کہ انیس تلواریں چمک رہی ہیں اور نبیؐ سے کہہ دیا ٹھیک ہے میں سوتا ہوں آپ چلے جائیں۔ پیغمبرؐ کو تنہا چھوڑ دیا کہ نبیؐ اکیلے ہی تلواروں کے نیچے سے گزر جائیں۔ کوئی پرواہ نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چاہئے تھا یہ کہتے اے پیغمبرؐ! جہاں آپ نے جانا ہے میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں بعد میں آ کر سو جاؤں گا۔ بظاہر یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غیرت کے خلاف تھی کہ نبی کو تنہا چھوڑ دیا لیکن اللہ کی مشیت میں یہ بات تھی کہ علیؓ بستر پر لیٹ جائے اور نبیؐ اکیلا ہی گزر جائے کیوں؟ اللہ کو پتہ تھا کہ اگر آج کی رات علیؓ نبیؐ کے ساتھ ہوا تو چودھویں صدی کا ملنگ یہ کہتا کہ علیؓ نبیؐ کا مشکل کشا تھا۔ جبھی تو علیؓ نے مشرکوں کا مقابلہ کر کے نبیؐ کو تلواروں سے بچایا تھا۔

یہ فیصلہ بھی اللہ نے ہجرت کی رات حل کر دیا کہ اے نبی حضرت علی کو بستر پر سلا دو اور خود تلواروں کے نیچے سے گزر جاؤ تا کہ چودھویں صدی کے ذاکر' ملنگ کو یہ پتہ چل جائے کہ مشکل کشا نہ علیؓ ہے نہ نبیؐ ہے بلکہ مشکل کشا وہ اللہ ہے جو علی کو بستر پہ سلا کر بچاتا ہے اور نبیؐ کو دشمنوں کی تلواروں کے نیچے سے بچاتا ہے۔

رات ایک ہے آدمی دو ہیں.....

ایک علیؓ ہے.....ایک صدیق ہے!

ایک سویا ہے..... ایک جاگتا ہے!

سونے والے سے پوچھو تو سویا کیوں؟

جاگنے والے سے پوچھو تو جاگا کیوں؟

ایک سے سونے کا راز معلوم کرو' ایک سے جاگنے کا راز معلوم کرو۔ خلافت کا مسئلہ آج ہی حل ہو جاتا ہے۔ توجہ کریں۔

علی سوتا رہا' صدیق جاگتا رہا۔ علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ اس لئے سو گیا کہ میرے پاس امانتیں تھیں لوگوں کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! یہ امانت ہے' یہ کپڑا ہے' یہ جو کی بوری ہے' یہ ستو کا توڑا ہے' یہ چاندی کی بالی ہے' یہ کچھ برتن ہیں' یہ کچھ زیورات ہیں' لوگوں نے مجھے امانت دی ہے۔ اے علیؓ! یہ امانتیں اپنے پاس رکھو اور صبح کو امانتیں لوگوں کو واپس دے دینا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ امانتیں جو نبی نے مجھے دی تھیں یہ امانتیں بہت سستی تھیں' اتنی ان کی قیمت نہ تھی۔ اس لئے میں بے فکر ہو کر سو گیا۔ میں یہاں کسی مولوی کے پاس آؤں۔ میں مولانا سے یہ کہوں جناب یہ ایک لاکھ روپیہ امانت کے طور پر رکھ لیں میں دوسرے دن آپ سے جاتا ہوا لے لوں گا۔ مولانا فرمائیں گے جناب اتنی بڑی رقم میں کبھی گھر میں نہیں رکھ سکتا اور جب میں یہ امانت ان کو زور دے کر دے دوں گا تو وہ یہ امانت اپنے گھر لے جائیں گے اور گھر کے اندر پیٹی کھول کر اس کے نیچے برتن اٹھا کر اس کے نیچے پیسے رکھیں گے۔ پھر برتن رکھیں گے پھر کپڑے رکھیں گے' پھر پیٹی کو بند کر کے اس کو تالہ لگائیں گے۔ پھر بھی نہ ان کو نیند آئے گی نہ ان کی گھر والی کو۔ کیوں؟ اس لیے کہ امانت بڑی مہنگی ہے۔ امانت مہنگی ہوتی ہے تو نیند نہیں آیا کرتی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اے دنیا کے لوگو! میں اس لیے سو گیا تھا کہ جو امانتیں نبیؐ نے مجھے دی تھیں ان کی قیمت زیادہ نہ تھی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نیند اس لئے نہ آئی کہ جو امانت میری گود میں تھے اس کی قیمت ہی کوئی نہ تھی یعنی وہ تو انمول دولت تھی۔

(اقتباس۔ از خطاب جامع مسجد شیخ لاہوری' جھنگ صدر۔ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۸۸ء)

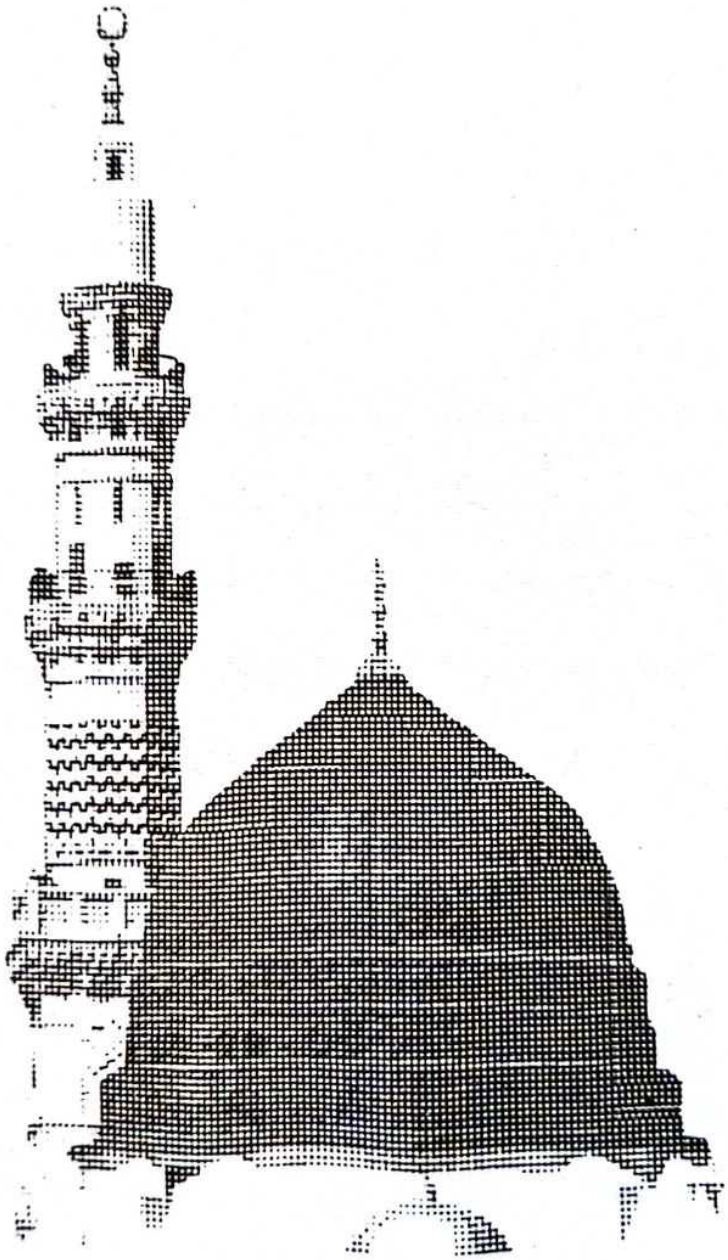
☆☆☆

صدیق اکبرؓ رشتے میں پیغمبرؐ کے باپ' اور علیؓ بیٹے کی جگہ پر ہیں۔

کئی سال پہلے کراچی یونیورسٹی میں' میں نے ایک لیکچر دیا..... ایک آدمی نے مجھ سے پوچھا..... وہ لیکچرار تھا..... شیعہ تھا..... اس نے کہا علی المرتضیٰؓ کا حق تھا پہلے خلیفہ ہونے کا۔ میں نے کہا کہ کس دلیل سے؟ کہنے لگا کہ علیؓ نبیؐ کے چچازاد بھائی تھے۔ میں نے کہا اگر چچازاد بھائی ہونے کی وجہ سے خلافت اول ان کا حق ہے تو پھر چچا کا کیا قصور؟ حضرت عباسؓ حضورؐ کے سگے چچا تو موجود تھے..... اگر چچا کے لڑکے کو خلافت ملتی ہے تو زیادہ حق چچا کا ہے..... پھر حضرت عباسؓ کا جرم بتاؤ کہ کیا جرم تھا کہ انہیں خلافت نہیں ملی؟ اس نے کہا کہ حضرت علیؓ تو حضورؐ کے داماد بھی تھے۔ میں نے کہا کہ حضرت علیؓ کے گھر نبیؐ کی ایک بیٹی تھی اور حضرت عثمان غنیؓ کے گھر نبیؐ کی دو بیٹیاں تھیں..... پھر خلافت عثمان غنیؓ کا حق تھا۔ اس نے کہا جناب یہ عمومی رشتہ داری تھی۔ میں نے کہا یہ جو جنرلی ریلیشن (عمومی رشتے داری) کی جو بات کرتے ہو' یہ کوئی بات نہیں۔ اس لئے کہ ابوبکر صدیقؓ نے پیغمبرؐ کو بیٹی دی ہے..... اور علیؓ نے نبیؐ سے بیٹی لی ہے۔ جو بیٹی لیتا ہے اس کو جتنا بھی بڑھاؤ گے وہ بیٹے کی جگہ پر رہے گا..... اور جو بیٹی دیتا ہے اس کو جتنا بھی گھٹاؤ گے وہ باپ کی جگہ پر رہے گا۔ تم علیؓ کو جتنا بڑھاؤ گے علیؓ نبیؐ کے بیٹے کی جگہ پر رہے گا' اور صدیقؓ کو جتنا بھی گھٹاؤ گے صدیقؓ پیغمبرؐ کے باپ کی جگہ پر رہے گا۔ میں نے کہا اس سے آگے چلو۔ رشتے داری کی بنیاد پر خلافت نہیں ملتی۔ خلافت اور پیغمبرؐ کی جانشینی صحبتِ پیغمبرؐ سے ملتی ہے۔ آؤ دیکھتے ہیں کہ صحبتِ پیغمبرؐ میں صدیق اکبرؓ نے کتنا مقام پایا اور باقی لوگوں نے کتنا مقام پایا۔ جب حضرت علیؓ نبیؐ کے گھر آئے تو حضرت علیؓ کی عمر دو سال تھی..... اور جب حضورؐ کی وفات ہوئی تو حضرت علیؓ کی عمر انتیس (۲۹) سال تھی۔ تو حضرت علیؓ نے

پیغمبرؐ کو ستائیس (۲۷) سال تک دیکھا۔ اور جب ابوبکرؓ نبیؐ کے دوست بنے تو صدیق اکبرؓ کی عمر اٹھارہ (۱۸) سال تھی اور رسول اللہؐ کی عمر بیس (۲۰) سال تھی۔ تو ابوبکرؓ نے پیغمبرؐ کو دیکھا اٹھارہ سال سے اکسٹھ (۶۱) سال کی عمر تک..... اور علیؓ نے نبیؐ کو دیکھا دو سال کی عمر سے انتیس (۲۹) سال کی عمر تک..... اگر ستائیس (۲۷) کا ہندسہ زیادہ ہے تو درجہ علیؓ کا زیادہ ہے اگر تینتالیس (۴۳) سال کا ہندسہ زیادہ ہے تو صدیق اکبرؓ کا زیادہ درجہ ہے۔ اور پھر یہ بھی دیکھیں کہ حضورؐ کی جب وفات ہوئی تو ابوبکرؓ صدیق کی عمر ہے اکسٹھ سال اور حضرت علیؓ کی عمر ہے انتیس سال۔ آپ انتیس اور اکسٹھ سال کے دو آدمیوں کو ایک جگہ کھڑا کریں تو دیکھنے والا کہے گا کہ ایک باپ ہے اور ایک بیٹا ہے۔ تو باپ اور بیٹے کی عمر کا بھی تمہیں پتہ نہ چلا؟ اس فرق کا بھی احساس نہ ہوا؟

عمرؓ مرادِ رسولؐ



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

محمد رسول الله والذين معهٗ اشدّآء على الكفار رحمآء بينهم ترٰهم ركعاً سجداً (الخ)

قال النبى صلى الله عليه وسلم ان الله جعل الحق علىٰ لسان عمر وبقلبه o صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمِ o

☆☆☆

رہبر عمرؓ، آقا عمرؓ، مرشد عمرؓ، مولا عمرؓ
برتر عمرؓ، بالا عمرؓ، اعلیٰ عمرؓ، اولیٰ عمرؓ
ذاتِ نبی پاکؐ پر سو جان سے شیدا عمرؓ
ایمان میں، ایقان میں، احسان میں یکتا عمرؓ
روحِ صفا، موجِ سخا، جانِ وفا، وقفِ رضا
اک ہستی دیبا عمرؓ، اک پیکرِ رعنا عمرؓ
بادِ بہاری کی طرح، گزرا عراق و روم سے
ابرِ کرم بن کر اٹھا، ایران پر برسا عمرؓ
مابعد ختم المرسلینؐ، کوئی نبی اٹھنا نہیں
یہ سلسلہ چلتا اگر، تو اک نبی ہوتا عمرؓ
آقا مرے صدیقؓ بھی، آقا مرے عثمانؓ بھی
اک طرف مولا علیؓ ہیں، اک طرف مولا عمرؓ

☆☆☆

میرے واجب الاحترام، پشاور کے غیور نوجوانو، دوستو! گوجرانوالہ کے قریب فلائنگ کوچ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے میں تاخیر کے ساتھ آپ کے سامنے پہنچا ہوں۔ رات میں چیچہ وطنی میں تھا۔ ہماری قسمت ایسی ہے کہ وہاں بھی ہماری تقریر نہیں ہونے دی گئی اور وہاں کے لوگ منتظمین جو ہیں، انہوں نے انتظامیہ کو لکھ دیا کہ ہم ضیاء الرحمان ..... کی

تقریر نہیں کراتے۔

ہمارا حال یہی ہے' یہاں آ ئیں' تو ہم پر پابندی ہے' پنجاب میں جائیں تو پابندی ہے' سندھ میں پابندی' بلوچستان میں پابندی..... تخریب کاروں پہ' الذوالفقار والوں پر' ڈاکوؤں پر' ڈرامہ نگاروں پر کوئی پابندی نہیں۔

جو آدمی کفر کے چہرے سے پردہ اٹھائے' جو آدمی فاروق اعظمؓ اور صدیق اکبرؓ کی عظمت کا ترانہ گائے' جو آدمی رفض کی طنابیں توڑے' اس کا داخلہ بند ہے' زبان بند ہے' اس کے آنے جانے پر پابندی ہے' ہم پر تو پابندی ہوگی' جو آدمی آج کل ہمیں بُلائے' حکومت اس پر بھی پابندی لگا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حکومت کو ہدایت دے۔ آمین! ہم تو ہدایت کی دعا کر سکتے ہیں۔

آپ دیکھیے ..... جب میں پچھلے دنوں یہاں سے گیا' مولانا حق نواز صاحب جھنگوی کی رہائی کا پروانہ ملا۔ جمعرات کے دن شام سوا آٹھ بجے ان کو ملتان سنٹرل جیل سے ہم نے رہا کرایا۔ ملتان سے جھنگ کا دو ڈھائی گھنٹے کا سفر ہے۔ لیکن یہ سفر پانچ گھنٹے میں طے ہوا۔ اس کی وجہ یہ کہ راستے میں ہر جگہ پہ ہزاروں لوگوں نے ان کا استقبال کیا۔ تقریباً ایک بجے ہم جھنگ پہنچے۔ وہاں بہت بڑا تاریخی جلسہ ہوا' رات ایک بجے! حکومت اور شیعہ اس جلسہ سے گھبرا گئے تھے۔ دوسرا دن جمعہ کا دن تھا۔ مولانا حق نواز صاحب کو وہاں جھنگ میں دس سال ہو گئے' اتنا مجمع کبھی نہیں ہوا' جتنا اس دن جمعہ پہ ہوا' کہ مسجد بہت بڑی ہے' لیکن مسجد بھرنے کی بعد تین چار گلیاں گزرنے کے بعد آگے تک صفیں بچھالی گئی تھیں' اور جو تیسری گلی تھی وہاں بریلوی حضرات کی مسجد تھی' وہاں انہوں نے حضرت قاسم نانوتوی' رشید احمد گنگوہی کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ اور کافر کافر دیوبندی کافر کا نعرہ لگانا شروع کر دیا۔ اس لئے کہ ان کے پیچھے شیعہ کا ہاتھ تھا۔ شیعہ کے ایجنٹ وہاں موجود تھے۔ وہ یہ بات نہیں چاہتے تھے کہ مولانا حق نواز دوبارہ سپاہِ صحابہؓ کا کام شروع کر دیں۔ انجمن سپاہ صحابہ اور بریلوی حضرات میں پتھراؤ شروع ہوا۔ اس

پتھراؤ سے فائدہ اٹھا کر ایک شیعہ نے چھت کے اوپر سے گولی چلائی۔ بریلوی حضرات کے دو آدمی قتل ہو گئے اور مولانا حق نواز جمعہ کی جماعت کرا کے فارغ ہوئے۔ شیعہ کی گولی سے دو آدمی مرے۔ اس دن رات کو بارہ بجے تک مولانا حق نواز کو کسی نے کچھ نہیں کہا' لیکن وزیر اعلیٰ کے آرڈر سے رات ایک بجے مولانا حق نواز صاحب کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور بڑا صدمہ ہے' ایک سازش ہے۔

میرے دوستو! آج سات محرم ہے۔ چونکہ یہ جلسے شہادت کے عنوان پر ہیں' اور حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی شہادت یکم محرم کو پیش آئی۔ اور یہ پورا ہفتہ حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کا چل رہا ہے۔ اور ۹' ۱۰ کی تاریخوں میں حضرت حسینؓ کی شہادت بیان کی جاتی ہے۔

فاروق اعظمؓ کا شمار.....دنیا کے بڑے آدمیوں میں:

میرے دوستو! جو کام فاروق اعظمؓ نے کیا' اس کی مثال کوئی پیش نہیں کر سکتا' امریکہ کے ایک عیسائی نے کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے The Hundred (دی ہنڈرڈ) ,,سو بڑے آدمی'' اس کتاب میں پہلے نمبر پر اس نے حضور علیہ السلام کا نام لکھا ہے' اور تیسرے نمبر پر فاروق اعظمؓ کا نام لکھا ہے' اس نے لکھا ہے کہ روئے زمین پر جو سب سے بڑے آدمی ہیں ان میں تیسرا نمبر عمر فاروقؓ کا ہے.....یعنی ایک عیسائی مورخ' ایک غیر مسلم' عمر فاروقؓ کی عظمت کا ترانہ گاتا ہے۔

غیر مسلم کو عمرؓ کا عدل نظر آتا ہے.....!

غیر مسلم کو عمرؓ کی کہانی نظر آتی ہے.....!

غیر مسلم کو عمرؓ کا کردار نظر آتا ہے.....!

غیر مسلم کو عمرؓ کی برتری نظر آتی ہے.....!

ایک آدمی اسلام کا نعرہ لگاتا ہے' جبکہ اسلام کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اسلام کا نعرہ لگا کر ایران میں انقلاب برپا کرتا ہے' اور وہ کتاب میں عمر فاروقؓ کو کافر قرار

دیتا ہے۔

ہر درد کا علاج..... نظام خلافت راشدہ:

ایک عیسائی عمر فاروقؓ کی عظمت کا ترانہ گائے' اور ایک اسلام کا ٹھیکیدار' جس کا ریڈیو..... جس کا ٹیلی ویژن..... اسلام اسلام پکار کر پوری امت کو قادیانیوں کی طرح دھوکہ دیتا ہے۔ وہ عمرؓ کو بھی کافر کہے..... صدیق اکبرؓ کو بھی کافر کہے..... عثمان غنیؓ کو بھی کافر کہے' میرے نزدیک اس سے بڑا مرتد اور کافر کائنات میں کوئی نہیں ہے۔

میرے دوستو! آج انسان کے ہر درد اور دکھ کا علاج خلافتِ راشدہ کے نظام میں مضمر ہے۔ اگر خلافتِ راشدہ کا نظام اس ملک میں نافذ ہو جاتا' تو آج کوئی تکلیف نہ ہوتی' کوئی پریشانی نہ ہوتی۔

عبادت' عبادت گاہوں میں ہونی چاہئے:

کہتے ہیں جناب..... یہ سُنی..... یہ انجمن سپاہ صحابہؓ..... یہ انجمن تبلیغ قرآن و سنت..... یہ تخریب کاری کرتے ہیں۔ ان کی وجہ سے خطرہ ہے..... حکومت کو خطرہ ہے۔ مجھے بتایئے گیارہ مہینے اہلسنت کے ہیں ایک مہینہ شیعہ کا ہوتا ہے عام طور پر' بلکہ دس دن شیعہ اپنی مجالس قائم کرتے ہیں' یعنی گیارہ مہینے بیس دن تک اہلسنت کے جو مہینے ہیں حکومت کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ جب دس دن شیعہ اپنی عبادت کا لیتا ہے' تو ضیاء الحق کو اپنی کرسی کا خطرہ ہو جاتا ہے' وزیر اعظم کو خطرہ..... وزراءِ اعلیٰ کو خطرہ..... فوج کو خطرہ..... پولیس کو خطرہ۔ جس کے پاس دس دن عبادت کے آئیں..... ان دس دنوں کی وجہ سے پوری حکومت کو خطرہ ہو' تو معلوم ہوا تخریب کار وہ نہیں گیارہ مہینے بیس دن تک جن کے پاس ہیں' ان کی وجہ سے تو آپ کو کوئی خطرہ نہیں..... اور جن کے پاس صرف دس دن ہیں' ان کی وجہ سے پابندیاں ہیں' داخلہ بندیاں' گرفتاریاں' جیلیں..... حکومت پریشان..... وزیر پریشان..... اس کا مطلب ہے شیعہ جو دس دن تک ڈھونگ رچاتا ہے۔ کبھی ماتم کا..... کبھی عزاداری کا..... یہی سب سے بڑا خطرے کا باعث ہے۔ اور یہ جو دس دن تک

شیعہ کبھی جلوس نکالتا ہے..... کبھی مہندی نکالتا ہے' اگر یہ عبادت ہے..... تو عبادت امام باڑوں تک محدود ہونی چاہئے۔ اور اگر یہ عبادت نہیں۔ بلکہ شرارت ہے تو اس شرارت کو بند ہونا چاہئے۔ اگر عبادت ہے تو عبادت امام باڑوں تک رہے..... اگر شرارت ہے تو شرارت بند ہونی چاہئے.....!

قبل از وقت رونے کی حقیقت:

اور میرے دوستو! ایک بات یاد رکھیں۔ حضرت حسینؓ کس تاریخ کو شہید ہوئے.....؟ دس محرم کو! یہ دس کو نہیں روتے..... یہ یکم کو رونا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یکم کو حضرت حسینؓ شہید نہیں ہوئے۔ دو' تین' چار' پانچ' چھ' سات' آٹھ' نو کو شہید نہیں ہوئے۔ دس کو ظہر کے بعد وہ شہید ہوئے۔ اور یہ دس کو رونا بند کر دیتے ہیں۔ یعنی جب وہ شہید ہوئے' یہ رونا بند کر دیتے ہیں..... جب تک شہید نہیں ہوئے یہ روتے ہیں۔ کیا مطلب ہے اس کا کہ جب حضرت حسینؓ شہید نہیں ہوئے' یہ روتے ہیں۔ جب شہید ہو گئے..... یہ رونا بند کر دیتے ہیں..... دنیا کا کوئی شیعہ میری اس بات کا جواب نہیں دے سکتا کہ دس سے لے کر تیس تک حضرت حسینؓ کی لاش کی بے حرمتی ہوئی..... بقول شیعہ کے ان کے سر کو نیزے پر لٹکایا گیا..... ان کی بے حرمتی ہوئی..... دس تاریخ کے بعد جب اُن کی لاشوں کی بے حرمتی ہوئی ہے' یہ روتے نہیں! ماتم نہیں کرتے' یہ جناب چیختے چلاتے نہیں!

جب تک وہ شہید نہیں ہوئے یہ روتے ہیں۔

جب وہ شہید ہو جاتے ہیں یہ رونا بند کر دیتے ہیں۔

دنیا میں ایسی قوم بھی کوئی دیکھی؟ کہ جس اولاد کا باپ ابھی مرا نہ ہو' اولاد سرہانے بیٹھ کر روتی رہے اور تیس دن' چالیس دن گزر جائیں' اولاد روتی رہے۔ چالیس دنوں کے بعد باپ مر جائے اولاد چپ کر جائے..... اگر ایسے ہو تو لوگ کہیں گے جناب اولاد باپ سے تنگ تھی' کہ باپ کے مرنے سے پہلے تو نہیں روئی' باپ کے مرنے سے

پہلے تو انہوں نے چپ نہیں کی' اب باپ مرگیا تو یہ چپ کر کے گھروں کو آ گئے یعنی مرنے تک روئے ہیں' مرنے کے بعد چپ کر گئے۔ اسکا مطلب ہے کہ یہ اولاد اپنے باپ سے تنگ تھی..... میں سمجھتا ہوں کہ شیعہ دس محرم تک اس لیے نہیں روتا کہ حضرت حسینؓ کی شہادت کا غم ہے..... اس لئے روتا ہے کہ ابھی تک شہید کیوں نہیں ہوئے۔ شہید کرانے کے لئے روتا ہے۔

اگر شہادت کے غم میں رونا ہے' تو دس سے بیس تک روئے۔

اور اگر شہید کرانے کے لئے رونا ہے تو پھر ٹھیک ہے کہ یکم سے دس تک روئے۔

جب وہ شہید ہو گئے یہ رونا بند کر دیتے ہیں..... چارپائیاں سیدھی کر کے گھروں کو آ جاتے ہیں..... آپ کسی شیعہ کو پوچھو کہ دس کے بعد ان کی لاشوں کی بے حرمتی ہوئی..... تم نہیں روتے! جب تک وہ شہید نہیں ہوئے تم روتے ہو! اس کا مطلب ہے کہ شہید کرانے میں تمہارا دخل ہے..... قتل کرانے میں تمہارا دخل ہے۔

قتلِ حسینؓ کی ذمہ داری کس پر؟

اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر حضرت حسینؓ مکہ میں شہید ہوتے..... تو ذمہ دار سُنی ہوتے! مدینے میں شہید ہوتے..... ذمہ دار سُنی ہوتے۔ اس لیے کہ مکہ بھی سنیوں کا مرکز ہے..... مدینہ بھی سنیوں کا مرکز ہے۔

اگر حضرت حسین شام کے ملک میں شہید ہوتے..... تو شام کی حکومت ذمہ دار ہوتی۔ حضرت حسینؓ شہید ہوتے ہیں کربلا میں..... کربلا کوفہ کے علاقہ میں ہے..... کوفہ شیعہ کا مرکز ہے' شیعہ کے مرکز میں نبیؐ کا نواسہ شہید ہو تو ذمہ دار شیعہ ہے۔

حسینؓ اگر شہید سنیوں کے مرکز میں ہوتے..... سُنی ذمہ دار ہوتے۔

حسینؓ شہید ہوئے شیعہ کے شہر میں' چودہ سو سال کی تاریخ بتاتی ہے کہ حسینؓ کے قاتل شیعہ ہیں..... بلا کر شہید کر دیا..... ۱۲۰۰ آدمی بلاتے ہیں' اور ۱۲۰۰ میں سے ایک بھی نبیؐ

کے نواسے کے ساتھ شہید نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ بلا کر مروانے والا شیعہ ہے اور آج چودہ سو سالوں میں ماتم شیعہ کرتا ہے۔ کیوں؟ کہ اپنے کیے کی ان کو سزا مل رہی ہے۔ اور یہ سزا قیامت کی صبح تک ملتی رہے گی۔

توجہ کریں! ایک بات عرض کر کے میں حضرت فاروق اعظمؓ کی بات کرتا ہوں۔

تاریخ میں دو توّابین اور ان کی سزا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نافرمانوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کی' بعد میں اس قوم نے توبہ کی' اور کہا کہ ہم بچھڑے کی عبادت سے توبہ کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں ان لوگوں کو توابین کہا گیا' کہ جو بچھڑے کو پوجتے تھے بعد میں انہوں نے توبہ کی۔ ان کو کہا گیا توابین ..... اور ان کی سزا بھی قرآن پاک میں مقرر ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ فاقتلوا انفسکم .....اپنے آپ کو مارو۔ اس لئے کہ تم نے بچھڑے کی پوجا کی۔ اس لیے سزا یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو مارو!..... شیعہ حضرت حسینؓ کو شہید کر چکے ہیں' اس کے بعد یہ توبہ کرتے ہیں' اللہ نے ان کی سزا مقرر کی فاقتلوا انفسکم .....اپنے آپ کو مارو! جس طرح وہ توابین اس وقت توبہ کرتے تھے' اپنے آپ کو مارتے تھے۔ اسی طرح یہ اس دور کے توابین ہیں۔ اپنے آپ کو مارتے ہیں۔ چودہ سو سال سے اپنے آپ کو مارتے جا رہے ہیں۔ اور قیامت تک اپنے آپ کو مارتے رہیں گے۔ انشاءاللہ!

اللہ نے فرمایا مجھے بھی خدا نہ کہنا اگر ان کی سزا ان کے ہاتھوں سے مقرر نہ ہو۔ یہ اپنے منہ پر بھی ہاتھ مار سکتے تھے..... یہ ٹانگوں کو بھی مار سکتے تھے..... لیکن اللہ نے ایسی سزا نہیں دلوائی..... سزا ایسی دلوائی کہ سینے پہ ماریں۔ کیوں؟..... اس سینے میں ابوبکرؓ کا بغض ہے..... اس سینے میں عمرؓ کا بغض ہے..... اللہ نے فرمایا اُسی سینے کو ماریں جہاں بغض ہے..... اور کوئی نہ مارے خود اپنے ہاتھوں سے ماریں..... اور ایک دن نہ ماریں ہر سال ماریں..... اور ایک جماعت نہ مارے اکٹھے ہو کر ماریں..... اور لوگ انہیں اس طرح مارتے ہوئے دیکھیں..... اور اگر کوئی ان کو روکے تو ان سے لڑیں۔ کہ تم کیوں نہیں ہمیں

اپنے آپ کو مارنے دیتے؟..... سینہ اپنا..... ہاتھ اپنا..... خنجر اپنے..... چاقو اپنے..... ماریں بھی اپنے آپ کو!..... اور پھر مار بھی ایسی کہ پولیس کے پہرے میں..... فوج کے پہرے میں..... تیاری ہو رہی ہے یکم سے دس تک! او سنیو! کچھ نہ کہنا' او مولوی صاحب تو تقریر نہ کر' کیوں؟ ان کا ماتم بند نہ ہو جائے۔ مولوی صاحب تو یہاں داخل نہیں ہو سکتا۔ تیری تقریر سے ان کا ماتم بند نہ ہو جائے۔ اللہ تیری قدرت پہ قربان جاؤں تو نے کیسا بندوبست کیا ان کے مارنے کا..... مولویوں کو کہہ دیا ان کو ماتم سے نہ روکو!..... اگر ہم روکیں کہ ماتم نہ کرو ہم سے لڑتے ہیں..... اللہ نے فرمایا جس طرح میں نے خانہ کعبہ پہ اہل بدعت کا انتظام کیا..... کہ جب بدعتی سر جھکاتا ہے لاٹھی پیچھے سے پڑتی ہے..... اور قیامت تک ایسے ہوتا رہے گا..... اسی طرح ان کا انتظام میں نے یہاں کیا کہ اپنے آپ کو ماریں مگر تم اس کو روکو تو تم پر پابندی لگ جائے..... اور ان کا اپنے آپ کو مارنا بند نہ ہو!۔

نعرہ ہائے تکبیر..... اللہ اکبر!

اپنے آپ کو مارنا بند ہوا ہے؟ نہیں! مار رہے ہیں۔ اور مارتے جائیں گے۔ میں لاہور سے آیا تو میں نے راستے میں کئی جگہ پر اپنے آپ کو مارتے ہوئے انہیں دیکھا ہے۔ پولیس پہرہ دے رہی تھی۔ پولیس کیوں پہرہ دیتی ہے کہ کوئی ان کو روکے نہ! یہ مارتے رہیں..... یہ اللہ کی قدرت ہے۔ اللہ تعالیٰ اہلسنت کو ترقی دے اور اِن کو ذلیل ورسوا کرے۔ آمین!

اور پھر ماریں بھی کیسے کہ لباس پہنا یا دوزخیوں کا..... کالا لباس ہے جہنمیوں کا..... اللہ نے فرمایا ماریں گے بھی اپنے آپ کو' لباس جہنم کا پہن کر!..... دنیا میں جہنم .....عذاب ہے کہ نہیں؟

اسلام کو عمرؓ کی ضرورت ہے:

میرے دوستو! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ فاروق اعظمؓ کا مقام جو اسلام کی تاریخ

میں ہے، صرف اسلام کی تاریخ میں، پوری دنیا کی تاریخ میں عمرؓ کا مقام اونچا ہے..... اور عمرؓ وہ عظیم انسان ہے کہ جس کو نبیؐ نے مانگا۔

تجھے اسلام کی ضرورت ہے.....!

مجھے اسلام کی ضرورت ہے.....!

پیروں کو اسلام کی ضرورت ہے.....!

ولیوں کو اسلام کی ضرورت ہے.....!

صحابہ کو اسلام کی ضرورت ہے.....!!!

لیکن اسلام کو عمرؓ کی ضرورت ہے..... عمرؓ کو نبیؐ نے مانگا۔

توجہ کریں! ہر نبی نے خدا سے کچھ نہ کچھ مانگا۔ اللہ نے اگر چاہا تو دے دیا۔ نہیں چاہا تو نہیں دیا..... نبی کے لئے مفید ہوا تو دے دیا..... نبی کے لئے کوئی چیز مفید نہیں ہوئی تو نہیں دی!

عمرؓ مراد رسولؐ ہیں!

نوحؑ نے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا اے اللہ! میرے بیٹے کو ہدایت دے..... اللہ نے فرمایا ہدایت نہیں مل سکتی، نبی کے ہاتھ خالی آ گئے!

ابراہیمؑ نے ہاتھ اُٹھائے فرمایا اے اللہ! میرے باپ کو ہدایت دے..... اللہ نے نبی کے ہاتھ خالی موڑ دیئے!

حضورؐ نے ہاتھ اُٹھائے فرمایا اے اللہ! میرے چچا کو ہدایت دے۔ اللہ نے فرمایا نہیں آپؐ کو چچا نہیں مل سکتا۔

چچا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبیؐ کے لیے مفید نہیں تھا.....!

اور بیٹا نوح علیہ السلام کا نبی کیلئے مفید نہیں تھا.....!

باپ ابراہیم پیغمبر علیہ السلام کا نبی کے لئے مفید نہیں تھا۔ نہیں ملا!.....!

.....لیکن جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا کے بجائے خانہ کعبہ کی دیواروں کے

نیچے عمرؓ کے لیے ہاتھ اٹھائے' تو عمرؓ دوسرے دن ہی محمدؐ کی جھولی میں آ گیا..... اگر عمرؓ اسلام کے لئے مفید نہ ہوتا..... عمرؓ بھی اسلام کے دامن میں نہ آتا۔

عمرؓ نے فاطمہؓ کا باغ چھیننا ہوتا..... عمرؓ نے اہل بیت پہ ظلم کرنا ہوتا..... جس طرح شیعہ کہتے ہیں تو آج عمرؓ نبیؐ کے دروازے پر نہ آتا۔

سارے صحابہؓ نبیؐ کے مرید ہیں' عمرؓ محمدؐ کی مراد ہے!

عمرؓ کو مانگا گیا ہے.....۔

عمرؓ وہ عظیم انسان ہے' کہ جس کے کلمہ پڑھنے سے خانہ کعبہ کا دروازہ کھلا..... جس کے کلمہ پڑھنے سے کعبہ میں اذان بلند ہوئی۔

عمرؓ اسلام کی تاریخ کا وہ عظیم انسان ہے کہ جو دو قبلوں کا فاتح ہے۔

کلمہ علیؓ نے بھی نبیؐ کا پڑھا تھا..... کلمہ ابوبکرؓ نے بھی نبیؐ کا پڑھا تھا۔

کلمہ عثمانؓ نے بھی نبیؐ کا پڑھا تھا..... لیکن کعبے میں آذان اس وقت ہوئی جب عمرؓ محمدؐ کی جھولی میں آیا۔

نعرہ ہائے تکبیر..... اللہ اکبر

گلی گلی نگر نگر..... عمرؓ عمرؓ' عمرؓ عمرؓ

عمرؓ کی ادائیں:

کلمہ نبیؐ کا عمرؓ نے پڑھ لیا' اذان ہونے لگی تھی دار ارقم میں! فاروق اعظمؓ نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا کہ عمرؓ اسلام لے آئے اور آذان پھر بھی گھر میں ہو! آج آذان کعبہ کی چھت پر ہوگی۔ اور جس وقت میرے دوستو! حضورؐ نے ہجرت کا اعلان کیا۔

صدیقؓ نے ہجرت نبیؐ کے ساتھ کی۔

علیؓ نے ہجرت نبیؐ کے حکم پر کی۔

عثمانؓ نے بھی ہجرت کی..... سب صحابہ نے ہجرت کی..... ہجرت خفیہ کی..... کسی نے ہجرت رات کو کی..... کسی نے صبح صبح کی..... کسی نے دوپہر کو ہجرت کی جب کوئی

دیکھنا نہ تھا۔ لیکن تاریخ کہتی ہے۔

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ عَلَانِیَةً فَهُوَ عُمَرؓ ..... !

اَوَّلَ مَنْ هَاجَرَ عَلَانِیَةً فَهُوَ عُمَرؓ ..... !

اَوَّلَ مَنْ اَذَنَ فِیْ دَارِ الْکَعْبَةِ فَهُوَ عُمَرؓ .....!

جس نے پہلے پہل علی الاعلان نبی کا کلمہ پڑھا' وہ عمرؓ تھا.....!

جس نے علی الاعلان ہجرت کی' وہ عمرؓ تھا.....!

جس نے پہلے پہل علی الاعلان کعبے میں اللہ کا نام بلند کیا وہ عمرؓ تھا.....!

جب عمرؓ ہجرت کرنے لگا' تو عمرؓ کعبے کے سامنے آیا' اور کہا او ابوجہل! میں اپنے نبیؐ کے حکم پہ ہجرت کر رہا ہوں' اگر تو روک سکتا ہے روک کر دکھا..... اگر بچوں کو یتیم کرانا ہے..... اگر بیویوں کو بیوہ کرانا ہے..... آ عمرؓ کا راستہ روک لے' میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔

نعرۂ تکبیر..... اللہ اکبر!

تاج وتخت ختم نبوت..... زندہ باد

گلی گلی نگر نگر..... عمر عمر عمرؓ

عمرؓ..... معیت نبویؐ میں:

عمرؓ ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔

نبیؐ نے ہجرت کی..... عمرؓ نے ہجرت کی۔

پیغمبرؐ بدر میں..... عمرؓ بدر میں۔

نبیؐ اُحد میں..... عمرؓ اُحد میں۔

پیغمبرؐ خندق میں..... عمرؓ خندق میں۔

نبیؐ حنین میں..... عمرؓ حنین میں۔

نبیؐ خیبر میں..... عمرؓ خیبر میں۔

نبیؐ تبوک میں..... عمرؓ تبوک میں۔

نبیؐ مدینے میں..... عمرؓ مدینے میں۔

نبیؐ مکہ میں..... عمرؓ مکے میں۔

نبیؐ مسجد نبویؐ میں..... عمرؓ مسجد نبویؐ میں۔

نبیؐ عائشہؓ کے حجرے میں..... عمرؓ بھی عائشہؓ کے حجرے میں۔

عمرؓ ہر وقت نبیؐ کے ساتھ ہے۔

اگر عمر کی وفا نہ ہو.....!

اور عمرؓ کا نام کتنا پیارا ہے، جو عمرؓ کو نہ مانے قبر میں چلا جائے۔

عمرؓ تو وہ ہے جسے کافر بھی مانے گا، اور کافر کو ماننا پڑے گا عمر کو۔

ایک شیعہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے پاس آیا، کہنے لگا شاہ جی میرا بچہ فوت ہو جاتا ہے، جب بھی بچہ پیدا ہوتا ہے، مر جاتا ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ بچہ دے اور بچہ باقی رہے..... عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ہاتھ اٹھائے، اللہ تعالیٰ نے بچہ دیا۔ بچے کو اللہ نے عمر عطا فرمائی۔ چند دنوں کے بعد وہ شیعہ آیا..... کہنے لگا شاہ جی! علیؓ کا کرم ہوا بچہ بچ گیا..... عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا، اگر اس بچے کی عمر نہ ہوتی کبھی نہ بچتا۔ اگر عمر کی وفا نہ ہوتی تو بچہ کبھی نہ بچتا۔ عمر کی وفا نہ ہو تو کوئی آدمی بچ نہیں سکتا۔

عمرؓ دو قبلوں کا فاتح:

ایک بات یاد رکھیں، عمرؓ دو قبلوں کا فتح ہے۔

خانہ کعبہ میں اللہ کا نام سب سے پہلے عمرؓ نے بلند کیا۔

بیت المقدس کو آزاد عمرؓ نے کرایا۔

بیت المقدس بھی کعبہ ہے، بیت الحرام بھی کعبہ ہے۔

اس کعبے میں اللہ کا نام عمرؓ نے بلند کیا..... وہاں جا کر بھی اللہ کا نام عمرؓ نے بلند کیا۔

عمرؓ کی آنی پیش گوئیوں کی صداقت کا مظہر:

عمرؓ اتنا عظیم انسان ہے کہ دس سال چھ مہینے خلیفہ رہتا ہے۔ قیصر و کسریٰ کا جنازہ پڑھتا ہے۔

عمرؓ دس سال خلیفہ رہتا ہے، قرآن کے اندر یہ پیشین گوئیاں ہیں۔

الٓمّٓ o غلبت الروم .....

روم فتح ہو جائے گا.....

قرآن کہتا ہے.....

ان الارض یرثھا من عبادی الصّٰلحون o

قرآن کہتا ہے.....

وعداللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوالصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کماا ستخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ' ولیبدلنھم من بعدِ خوفھم امناً o

اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین پر خلافت دینے کا وعدہ کر رکھا ہے۔

قرآن کہتا ہے.....

ھوالذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ودینِ الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ

اے پیغمبرؐ! ہم نے تمہیں اس لیے بھیجا تا کہ تیرا دین پوری دنیا کے دینوں پر غالب آجائے۔

ہم تاریخ کے اوراق پہ دیکھتے ہیں حضورؐ کی وفات ہوئی، اسلام پوری دنیا کے دینوں پر غالب ہونے کے لئے آیا تھا..... اسلام دلیل کے طور پر تو غالب تھا لیکن ابھی عملی طور پر غالب نہیں تھا۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرب کو فتح کیا تھا۔

لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ

سارے دینوں پر اسلام غالب آ جائے۔

یہ کام نہیں ہوا تھا۔ اللہ نے یہ کام کس سے لیا' حضرت عمرؓ کے دور کو نکال دیں تو ,,لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ'' کا مفہوم پورا نہیں ہوتا۔ اللہ نے دین کو غالب کرنا ہے' یہ نبی کا فریضہ ہے' یہ نبی کا کام ہے' روم کو فتح کرنا ہے' یہ نبی کا کام ہے' کس کے دور میں ہوا؟ عمرؓ کو نکال دیں' صدیقؓ کو نکال دیں نہ روم پر غلبہ ہو سکتا ہے' نہ دین ساری دنیا کے دینوں پر غالب آ سکتا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں ,,لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ'' کا مفہوم یہ ہے کہ دین ساری دنیا کے دینوں پر غالب آ جائے: یہ چاہیے تھا کہ نبیؐ کے دور میں ایسا ہوتا۔ اللہ نے یہ کام خلافتِ راشدہ کے دور میں پورا کیا کہ سب سے بڑی دنیا کی طاقت قیصر کی تھی' دوسری کسریٰ کی تھی..... قیصر کے نیچے عیسائی تھے' یہودی تھے' پوری دنیا کے اہل کتاب تھے .....اور کسریٰ کے نیچے مشرک تھے' آتش پرست تھے' بت پرست تھے..... اللہ تعالیٰ نے صورت ایسی بنا دی کہ فاروق اعظمؓ کی فوجیں پہلے قیصر کے دروازے پر گئیں' قیصر کو تہس نہس کر دیا' قیصر کی سلطنت فتح کر کے روم کے اوپر اسلام کا پرچم لہرا دیا' پھر کسریٰ کا جنازہ نکالا۔ کسریٰ پر اسلام کا پرچم لہرایا' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی۔

لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ.....

کہ اسلام اس لئے آیا کہ پورے دنیا کے دینوں پر غالب آ جائے۔

ساری دنیا کے دینوں پر اسلام کو غالب کرنے والا 'فاروق اعظمؓ ہے.....

کہ فاروق اعظمؓ نے قیصر پر اسلام کا پرچم لہرایا..... کسریٰ پر اسلام کا پرچم لہرایا

روم بھی اسلام کے قدموں میں.....

عراق بھی اسلام کے قدموں میں.....

افریقہ بھی اسلام کے قدموں میں.....

شام بھی اسلام کے قدموں میں

ایران بھی اسلام کے قدموں میں.....

کابل بھی اسلام کے قدموں میں.....

ساری دنیا کی ایک ایک ریاست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلام بن گئی' فاروق اعظمؓ کے قدموں کے صدقے۔

نعرۂ تکبیر.....اللہ اکبر

فضیلتِ عمرؓ.....بزبانِ پیغمبرؐ:

عمرؓ وہ عظیم انسان ہے.....عمرؓ کو کافر بھی نہیں بھلا سکتا.....عمرؓ کو دشمن بھی نہیں بھلا سکتا.....اس لئے کہ جو کام عمرؓ نے کیا' روئے زمین پر وہ کام کسی نے نہیں کیا نبیؐ کے بعد۔! حضورؐ نے فرمایا.....

ان اللہ جعل الحق علیٰ لسان عمرؓ !

اے عمر! اللہ نے تیری زبان پر حق کو جاری کر دیا ہے۔

عمرؓ فرش پہ بولتا ہے.....خدا عرش پر بولتا ہے۔

جو رائے عمرؓ فرش پر پیش کرتا ہے.....وہی رائے عرش سے اللہ کا قرآن بن کر آ جاتی ہے۔

میرے دوستو! رسول اللہؐ نے فرمایا.....

لو کان بعدی نبیٌ لکان عمرؓ.....

لوگو! اگر میرے بعد کسی نے نبی بننا ہوتا۔ عمرؓ کا سر اس لائق تھا کہ اس پر نبوت کا تاج رکھا جاتا۔

حضورؐ نے فرمایا عمرؓ! تو ایسا عظیم انسان ہے' جس گلی سے تو گزرتا ہے' اس گلی سے شیطان نہیں گزرتا۔

ایک حدیث میں حضورؐ نے فرمایا.....,,انا مدینۃ العلم" میں علمِ نبوت کا شہر ہوں.....,,وابوبکرٍ اساسھا".....ابوبکرؓ اس شہر کی بنیاد ہے۔

,,انا مدینة العلم''.....میں علم نبوت کا شہر ہوں' ,,وعمر جدارھا''اور عمرؓ اس شہر کی دیواریں ہے۔عمرؓ کو دیوار کیوں کہا؟اس لئے کہ دیوار مضبوط ہونی چاہئے۔ تا کہ کوئی شگاف نہ لگا سکے۔تا کہ کوئی سند نہ لگا سکے.....تا کہ کوئی موری نہ بنا سکے۔

عمرؓ مدینے کی دیوار ہے۔

عمرؓ نبوت کے شہر کی دیوار ہے۔

شیطان اور بغضِ عمرؓ!

عمرؓ ایسی مضبوط دیوار ہے کہ جس گلی سے عمرؓ گزر جائے' شیطان نہیں گزر سکتا۔ آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں۔

اس دور کا شیطان ,,عمرؓ'' کے راستے پر نہیں آتا تھا

آج کے دور کا شیطان ایسا ہے.....عمرؓ کے نام کا بینر لکھوا کر ,,بابِ عمرؓ'' لکھ کر کسی چوک پر لٹکا دیں' آج کا شیطان اس کتبے کے نیچے سے نہیں گزرے گا۔

آپ کسی چوک پر عمرؓ کا نام لکھیں' آج بھی شیطان نہیں گزرے گا۔

عمرؓ! تیرے نام میں اتنی وجاہت ہے.....عمرؓ تیرے نام میں اتنا رعب ہے.....

عمرؓ! تیرے نام میں اتنا دبدبہ ہے.....کہ جس چوک میں آج تیرے نام کا کتبہ ہو' آج کا شیطان اس دروازے کے نیچے سے نہیں گزرے گا۔

گلی گلی نگر نگر.....عمر عمرؓ' عمر عمرؓ

پاکستان کے مقتدر طبقہ کی عمرؓ فراموشی:

عمرؓ کتنا عظیم انسان ہے' سب کہو رضی اللہ عنہ!

چاہیے یہ تھا کہ آج پاکستان میں یکم محرم سے لے کر نو محرم تک فاروقِ اعظمؓ کے ترانے ریڈیو میں گائے جاتے۔ ٹیلی ویژن پہ گائے جاتے' اخبارات میں عمرؓ کا ذکر ہوتا' اخبارات میں فاروقِ اعظمؓ کے تدبر کا ذکر ہوتا' فاروق اعظمؓ کی کہانی کا ذکر ہوتا۔

عمرؓ کا نام یکم محرم کو تھوڑا سا لے کر باقی پورے نو دن حضرت حسینؓ کی شہادت کا

کر کرتے ہو۔

عمرؓ کی عدالت کہاں گئی.....؟

عمرؓ کی عظمت کہاں گئی.....؟

عمرؓ کا تدبر کہاں گیا.....؟

عمرؓ کا دور.....سخاوت کا دور ہے!

عمرؓ کا دور.....عدالت کا دور ہے!

عمرؓ کے دور کو کافر بھی جانے .....عمرؓ کے دور کو غیر مسلم بھی جانے .....اور تم مسلمان ہو کر عمرؓ کو بھلانا چاہتے ہو؟ عمرؓ کے خلاف کتابیں پاکستان میں چھپیں .....بکتی رہیں، مفت تقسیم ہوتی رہیں، تمہیں غیرت نہ آئے؟ تمہیں شرم نہ آئے؟ تمہاری غیرت کا جنازہ نہ نکلے.....؟ تم فاروق اعظمؓ کی عظمت پر داغ لگانے کی کوشش کرو، یاد رکھو! جب تک پاکستان میں دیوبند کا ایک فرزند بھی موجود ہے، یہاں نہ خمینیت چل سکتی ہے نہ رافضیت چل سکتی ہے۔

نعرۂ تکبیر.....اللہ اکبر

سر بکف سر بلند.....دیوبند دیوبند!

بہت جلد وہ وقت آ رہا ہے کہ پاکستان کی ہر گلی میں عمرؓ کا نام روشن ہوگا۔ ہر چوک میں عمرؓ کا نام روشن ہوگا، ہر شہر میں عمرؓ کا نام روشن ہوگا۔

ریڈیو پر.....عمرؓ کا نام آئے گا!

ٹی وی پر.....عمرؓ کا نام آئے گا!

انجمن سپاہ صحابہ پورے پاکستان میں ایک ایسا لائحہ عمل تیار کر رہی ہے کہ اگر خلفاء راشدین کے ایام ہائے وفات پر ان کا ذکر.....ان کے کارنامے ریڈیو اور ٹی وی پر بیان نہ کئے جائیں تو ریڈیو اور ٹی وی کے مراکز کو الٹ دینا ہمارے پروگرام میں شامل ہے۔ ریڈیو ٹی وی پاکستان کے عوام کی ملکیت ہے، اور پاکستان کے عوام کی اکثریت

ہلاست کی ہے۔ یہ شیعہ کا پاکستان نہیں ہے۔

دورِ فاروقؓ کے چند درخشندہ واقعات:

میرے دوستو! فاروق اعظمؓ کے عدل کو دیکھو' مکہ مکرمہ میں فاروق اعظمؓ کی کچہری لگی ہوئی ہے۔ (میں چند درخشندہ واقعات فاروق اعظمؓ کے دور کے سنانا چاہتا ہوں) فاروق اعظمؓ کے بارے میں کسی نے بڑی عجیب بات کہی ہے۔ کہ

متاعِ عام نہیں خسروی و درویشی
کب ایک شخص میں ہوتے ہیں دو ہنر پیدا
جلال کا پیکر بنا ' قبا کا ہر پیوند!
عمرؓ کے بعد ہوا ہے کہاں عمرؓ پیدا؟

واقعہ(۱):

میرے دوستو! عمرؓ کتنا عظیم انسان ہے' دس سال کی خلافتِ راشدہ کے دور میں ہر سال فاروق اعظمؓ مکہ مکرمہ میں حج کے موقعہ پر کھلی کچہری لگایا کرتے تھے۔ پاکستان میں بھی کھلی کچہریاں لگتی ہیں' ٹاؤٹوں کو اندر آنے کی اجازت ہے اور کسی کو نہیں! صدر صاحب آرہے ہیں کھلی کچہری لگے گی' جو درباری ہے اندر آسکتا ہے' جو درباری نہیں اندر نہیں آسکتا۔ یہ ہے کھلی کچہری!.....ایک تھی فاروق اعظمؓ کی کھلی کچہری.....لاکھوں کا اجتماع ہوتا تھا۔ فاروق اعظمؓ کھلی کچہری میں بیٹھے ہیں۔ ایک آدمی نے اٹھ کر کہا اے امیر المومنین! آپ نے ایک قانون بنایا تھا' کہ کوئی گورنر اپنے دروازے پر چوکیدار مقرر نہیں کرسکتا' آپ نے قانون بنایا تھا کہ کوئی گورنر باریک لباس نہیں پہن سکتا؟

عمر فاروقؓ نے فرمایا ہاں!

اس آدمی نے کہا مصر کا گورنر عیاض بن غنم ہے۔ آپ کی طرف سے گورنر ہے۔ اس کے دروازے پر چوکیدار ہے۔ اس نے باریک کپڑے بھی پہنے ہوئے ہیں"

فاروق اعظمؓ نے اسی وقت پولیس کے سربراہ آئی جی پولیس حضرت محمدؓ بن مسلمہ کو بھیجا۔ جاؤ اس گورنر کو کان سے پکڑ کر میرے دربار میں لے آؤ..... پیش کرو! گورنر مصر کو دربار میں پیش کرنے کے لئے محمدؓ بن مسلمہ گئے انہوں نے جا کر دیکھا کہ دربان بھی مقرر ہے چوکیدار بھی مقرر ہے بار یک کپڑے بھی پہنے ہوئے ہیں..... وہ (محمد بن مسلمہ) گورنر مصر کو گرفتار کر کے لائے۔ فاروق اعظمؓ کی عدالت میں..... عمر فاروقؓ نے فرمایا..... اے عیاض! تیرے باپ کا نام غنم تھا۔ غنم کا معنی ہے بکریاں چرانا! تیرا باپ بکریاں چرایا کرتا تھا' تو اپنی اوقات سے نکل گیا؟

تیرا باپ بکریاں چراتا تھا اور تو نے گورنر بن کر غریبوں کیلئے چوکیدار مقرر کر رکھا ہے؟ تا کہ غریب تیرے دروازے پر سیدھے نہ آ جائیں۔ تیرا دماغ خراب ہو گیا؟ میں تجھے گورنری سے ہٹاتا ہوں' اور بیت المال کی دو سو بکریاں دیتا ہوں کہ جاؤ تم بھی اپنے باپ کی طرح ان پہاڑوں پر بکریاں چراؤ''۔

گورنر کو کہا گورنری ختم! چھ مہینے تک بیت المال کی بکریاں پہاڑوں پر چراؤ' جب تمہارا دماغ ٹھیک ہو جائے گا تو پھر میرے پاس آنا۔

نعرۂ تکبیر.....اللہ اکبر

تاج وتخت ختم نبوت.....زندہ باد

گلی گلی نگر نگر.....عمرؓ عمرؓ' عمرؓ

واقعہ (۲):

عمرؓ کتنا عظیم انسان ہے' ایران کے سرکاری دورے میں ایک گرجا گھر (عیسائیوں کی عبادت گاہ۔ چرچ) فاروق اعظمؓ کو نظر آیا..... عمر فاروقؓ سرکاری دورہ کر رہے تھے۔ چرچ کے پادری نے کہا آیئے..... فاروق اعظمؓ اندر گئے چرچ دیکھنے' چرچ دیکھتے ہوئے نمازِ عصر کا وقت آ گیا۔ تو فاروق اعظمؓ وہاں نماز پڑھنے لگے' تھوڑی دیر کے بعد کہا' نہیں! میں یہاں نماز نہیں پڑھتا۔ پادری نے کہا کیوں نہیں پڑھتے؟ ہمارے چرچ

کے باہر پاک جگہ ہے' یہاں نماز پڑھو! فاروق اعظمؓ نے فرمایا میں اس لئے نماز نہیں چرچ کے دروازے پر نہیں پڑھتا کہ میرے بعد آنے والا کوئی اسلامی حکمران کہیں اس وجہ سے تیرے چرچ پر قبضہ نہ کر لے' کہ یہاں عمرؓ نے نماز پڑھی تھی' اس لئے میں چرچ میں عصر کی نماز نہیں پڑھتا۔

واقعہ (۳):

عمرو بن العاصؓ گورنر حمص تھے۔ (حمص ایک علاقہ ہے عراق میں) حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا وہاں کے غیر مسلموں سے جزیہ وصول کرو' جزیہ وصول کیا' کچھ دنوں کے بعد مسلمانوں کی فوج کو حمص سے نکلنا پڑا۔ جزیے کا مطلب ہوتا ہے کہ ہم پورا سال تمھاری حفاظت کریں گے' لیکن جب تین مہینے کے بعد مسلمانوں کی فوجیں وہاں سے نکلنے لگیں' عمر فاروقؓ کو عمرو بن العاصؓ نے بتایا کہ ہم نے جزیہ پورے سال کی حفاظت کا وصول کیا ہے۔ اور تین مہینے کے بعد ہم حمص چھوڑ رہے ہیں۔ فاروق اعظمؓ نے حکم دیا کہ باقی نو مہینوں کا جزیہ ان غیر مسلموں کے دروازوں پہ جا کر ان کو واپس دے دو۔ جب عیسائیوں کے دروازوں پر گورنر مصر وہ جزیہ واپس کرنے گئے' اور کہا کہ ہم مسلمان اب باقی نو مہینے یہاں نہیں رہ سکتے' تو عیسائی دھاڑیں مار مار کر روتے تھے' اور کہتے تھے عمرؓ! تیرے عدل کی وجہ سے زمین قائم ہے۔ ایسا انصاف تو اگر پادریوں کی حکومت ہوتی تو وہ بھی ہم پر نہ کر سکتے۔

نعرۂ تکبیر.....اللہ اکبر

شانِ فاروق اعظمؓ .....زندہ باد

واقعہ (۴):

فاروق اعظمؓ رات کو گھر میں سوئے ہوئے ہیں' ایک آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا' اور بتایا کہ مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر اسلامی فوجوں نے پڑاؤ ڈال رکھا ہے' اور ملک شام سے فوجیں آئی ہیں اور یمن جانا چاہتی ہیں' فاروق اعظمؓ اسی وقت اٹھے' اپنے وزیر

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کو اپنے ساتھ لیا' اور ان فوجوں کے پاس پہنچے' ایک آدمی پہرہ دے رہا تھا' عمر فاروقؓ نے اس سے کہا بھائی تم سو جاؤ ہم مدینہ سے نئے پہرے دار آئے ہیں۔ ہم نئے چوکیدار آئے ہیں' عمرؓ نے اس چوکیدار کو سلا دیا' اور خود اس لشکر پر پہرہ دینے لگے۔ صبح کو اس چوکیدار کو پتہ چلا کہ یہ عمر فاروقؓ ہیں' وہ ہاتھ جوڑنے لگا۔ فاروق اعظمؓ نے کہا' میں خلیفہ بعد میں ہوں تمہارا غلام پہلے ہوں۔

واقعہ (۵):

میرے دوستو! صبح کا وقت ہوا' سالار سے فاروق اعظمؓ نے پوچھا کسی چیز کی کمی تو نہیں؟ اس نے کہا سالن کی کمی ہے' ترکاری کی کمی ہے' زیتون کا تیل نہیں ہے' عمر فاروقؓ نے اسی وقت مدینہ سے سالن منگوایا' گوشت منگوایا' دالیں منگوائیں' پکانا شروع کر دیں' جب سالن پک گیا' عمر فاروقؓ سالن تقسیم کرنے کے لئے خود دیگ پر بیٹھ گئے۔ اور چمچہ لے کر برتنوں میں سالن ڈالنے لگے۔ قطاروں میں لوگ بیٹھ گئے۔ لوگ حیران تھے کہ یہ خلیفہ جس کے نام سے دنیا کانپتی ہے' کتنا عظیم خلیفہ ہے کہ خود سالن تقسیم کر رہا ہے' ایک آدمی کو عمر فاروقؓ نے دیکھا کہ وہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے کی بجائے بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے' فاروق اعظمؓ اس کے پاس چلے گئے اور جا کر کہا بھائی تجھے پتہ نہیں کہ دائیں ہاتھ سے کھانا حضورؐ کی سنت ہے' تو بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے' اس نے عمرؓ کی طرف دیکھا اور کہا امیر المومنین! آپ کو پتہ نہیں یہ میرا ہاتھ غزوۂ موتہ میں جب حضورؐ نے مجھے بھیجا تھا' اس غزوہ میں کٹ گیا تھا۔ اس وجہ سے میں بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا ہوں۔ عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ مولانا شبلی کہتے ہیں عمر فاروقؓ نے ہاتھ جوڑ کر کہا: اے بزرگ! مجھے معاف کر دے' میں تیری بات کا جواب قیامت کے دن نہیں دے سکتا' اس نے کہا کیا بات ہے؟ عمر فاروقؓ نے کہا اگر میرے نبیؐ نے پوچھ لیا کہ تیری فوج میں میرا ایک صحابی تھا' جس کا ہاتھ کٹا ہوا تھا۔ وہ کپڑے کیسے دھوتا ہوگا' وہ غسل کیسے کرتا ہو گا' وہ کھانا کیسے کھاتا ہوگا؟ عمرؓ تو نے اس کے لئے کوئی غلام مقرر کیوں نہ کیا؟ عمرؓ کے پاس

اس کا جواب کوئی نہیں! اے نوجوان! مجھے معاف کر دے' عمرؓ قیامت کی رسوائی سے بچنا چاہتا ہے۔

واقعہ(۶):

روئے زمین پر ایسا کوئی عمر پیش کرو' عمرؓ نے دنیا کو طرزِ حکومت سکھایا' عمرؓ نے دستورِ حکومت سکھایا۔

قیصرِ روم نے ایک آدمی کو بھیجا اور کہا کہ یہ ایک زہر کی شیشی ہے۔ عمرؓ فاروق کو دینا کہ جہاں سے دشمن نے آنا ہو' یہ وہاں چھڑک دو' دشمن مر جائے گا۔ یہ خوشبو کی شیشی ہے' جہاں ڈالو گے کئی کئی سال تک خوشبو نہیں جائے گی (ختم نہیں ہوگی) یہ ایک لونڈی ہے بڑی خوبصورت' میں ہدیہ کے طور پر عمرؓ کو بھیجتا ہوں' وہ غلام آیا' وہ قاصد آیا مدینہ میں .....آ کر پوچھتا ہے

,,این سیدکم"

تمہارا سردار کہاں ہے؟

انہوں نے کہا.....

,,لیس سیدنا"

ہمارا سردار نہیں ہوتا۔

بل امیرنا .....

بلکہ ہمارا امیر ہوتا ہے۔

پوچھا کہ امیر کہاں ہے؟ بتایا گیا مسجد نبوی میں ہے۔

مسجد نبوی کی تعمیر شروع تھی' فاروق اعظمؓ تعمیر کرا رہے تھے' وہ قریب آیا' تو کسی سے پوچھتا ہے عمرؓ کہاں ہے؟ تو کسی نے بتایا کہ یہ جو آدمی گارے میں کھڑا ہو کر برتنوں میں گارا ڈال رہا ہے' یہ عمر فاروقؓ ہے.....وہ حیران ہو گیا' اس نے کہا امیر المومنین! یہ میرے پاس زہر کی شیشی ہے' فاروق اعظمؓ نے زہر کی شیشی پکڑی۔ یہ بات ایک عیسائی مورخ ایڈورڈ

گبن نے اپنی انگریزی تاریخ (Hestory of Islam) میں لکھی ہے..... کہ فاروق اعظمؓ نے بسم اللہ پڑھی' اور زہر کی ساری شیشی پی چھوڑی اور کہا کہ تو کہتا ہے کہ اس میں اتنی سخت زہر ہے کہ دشمن اس کو سونگھے تو مر جاتا ہے۔ عمرؓ نے بسم اللہ پڑھ کے زہر کی ساری بوتل پی لی..... فاروق اعظمؓ کو کچھ نہ ہوا..... وہ کافر بے ہوش ہو گیا..... اس کو ہوش آیا..... اس نے کہا عمرؓ! تم نے اس پر دم کر دیا تھا۔ فاروق اعظمؓ نے فرمایا او بتوں کو پوجنے والے' تجھے بتوں نے سکھایا ہے کہ زہر مارتی ہے' مجھے میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے کہ جب تک خدا نہ مارے' دنیا کی کوئی طاقت مار نہیں سکتی۔

فاروق اعظمؓ نے وہ خوشبو کی بوتل پکڑی' اور مسجد نبویؐ کی اس مٹی میں ڈال دی' جس سے وہ مسجد تعمیر ہو رہی تھی..... بوتل ختم ہو گئی۔

قاصد نے کہا یہ ایک لڑکی ہے' تحفے کے طور پر لایا ہوں' فاروق اعظمؓ نے ان مزدوروں سے کہا جو مٹی ڈھو رہے تھے' کہ تم میں سے کس کی شادی نہیں ہوئی؟..... ایک کی قسمت جاگ اٹھی..... ایک کہنے لگا میری شادی نہیں ہوئی..... فاروق اعظمؓ نے اسی وقت وہ لونڈی اس کے سپرد کر دی' اس کا نکاح ہو گیا۔

میرے دوستو! کتنی عظمت ہے فاروق اعظمؓ میں..... اس قاصد نے جا کر کہا قیصرِ روم سے! کہ تم عمرؓ کا مقابلہ نہیں کر سکتے..... میں نے عمرؓ کی فوجوں کو دیکھا ہے' رات کو مصلّے پہ روتے ہیں دن کو گھوڑے کی پشت پہ ہوتے ہیں..... قیصر نے کہا کوئی صورت تو بتاؤ کہ عمرؓ کو ہم شکست دے دیں۔ اس نے کہا صورت یہ ہے کہ نوجوان خوبرو ایرانی لڑکیوں کو قطار میں کھڑا کر دیا جائے' جہاں سے مسلمانوں کی فوج گزرے' لڑکیاں حسن و جمال لے کر کھڑی ہوں۔ مسلمانوں کی فوج گزرے گی' ان کا ایمان ضائع ہو جائے گا..... اللہ کی نصرت بند ہو جائے گی..... چنانچہ قادسیہ کے بعد یرموک کی لڑائی میں جب مسلمانوں کی فوجیں ایران میں جانا چاہتی ہیں..... قیصر روم اور کسریٰ ایران کے آرڈر سے پانچ میل لمبی نوجوان خوبصورت لڑکیوں کی قطار لگائی گئی..... فاروق اعظمؓ کو بتا دیا گیا

کہ لڑکیوں کی قطار لگ گئی ہے..... عمر فاروقؓ نے فوج کو جمع کر کے کہا.....

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم .....

اے پیغمبر! مومنوں سے کہہ دو اپنی نظروں کو نیچا کر کے چلیں۔

عمر فاروقؓ نے یہ پیغام الٰہی فوجوں کو سنایا' جس وقت وہ فوجیں قادسیہ کے علاقے سے گزریں' پانچ میل تک لمبی لڑکیوں کی قطار موجود تھی۔ تیس ہزار صحابہ کرامؓ کی فوج ان لڑکیوں کے درمیان سے گزر گئی۔ ایک آدمی نے بھی نظریں اٹھا کر نہ دیکھا۔ عیسائی مورخ ایڈورڈ گبن کہتا ہے.....

کانھا علیٰ رء وسھم الطیر .....

وہ لوگ ایسے تھے جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

ایک آدمی نے بھی سر اٹھا کر نہ دیکھا۔ تو لڑکیوں نے جوش سے کہا:

ماھٰذا بشراً ان ھٰذا الا ملک کریم

خدا کی قسم! یہ دنیا کے انسان نہیں یہ تو آسمانوں کے فرشتے ہیں۔

میرے دوستو! وقت چونکہ کافی ہو چکا ہے۔ میں بھی تاخیر سے آیا ہوں۔ ایک بات یاد رکھیں تمام نوجوانوں سے ..... بزرگوں سے ..... بوڑھوں سے ..... میں درخواست کروں گا کہ دین کے کاموں میں مصروف ہوں۔ فاروق اعظمؓ کا نام گلی گلی میں پہنچائیں۔ ان کے ترانے گائیں۔ ان کا نام دیواروں پر لکھیں۔

گلی گلی نگر نگر..... عمرؓ عمرؓ' عمرؓ عمرؓ

اس نعرے کو ہر بچے کی زبان پہ گونجنا چاہیے۔ ہر بڑے کی زبان پہ آنا چاہئے عمرؓ اگر نہیں ہوگا تو اسلام کے دامن میں کیا چیز رہ جاتی ہے؟ صحابہ کرامؓ کا کام جو اس [illegible] کرتا ہے' میرے نزدیک وہ اس دور کی سب سے بڑی عبادت کرتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ٥

(آئندہ چند صفحات میں سیدنا فاروق اعظمؓ کے موضوع پر قارئین کو مزید معلومات فراہم کرنے کے لئے حضرت فاروقی شہیدؒ کی ایک اور تقریر سے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔ یہ تقریر شہید موصوفؒ نے غالباً ۱۹۹۴ء کے محرم الحرام کی ۱۰ تاریخ کو جامع مسجد حق نواز شہیدؒ جھنگ صدر میں کی تھی.....! (مرتب)

☆☆☆

فاروق اعظمؓ کی سیرت پر سات ہزار کتابیں:

میرے بھائیو! گذشتہ سال جرمنی میں ایک نمائش ہوئی ہے..... کتابوں کی نمائش..... یہ وہ تاریخی واقعہ ہے جو امریکہ کے ایک ویکلی رسالے نیوز ویک میں چھپا ہے..... کہ جرمنی میں ایک جرمن اطالوی لڑکی کتابوں کی نمائش میں آئی..... اور اس نے ایک شخصیت پر سات ہزار کتابیں پیش کیں..... مسز ولیم لڑکی کا نام ہے..... اس نے تین گولڈ میڈل آکسفورڈ اور کینیڈا یونیورسٹی سے حاصل کر رکھے ہیں..... اس لڑکی سے وائس آف امریکہ نے انٹرویو لیا کہ یہ سات ہزار کتابیں جس شخصیت پر تم یہاں لائی ہو تم اس سے کیسے متاثر ہوئی ہو؟ تم یہودی ہو اور یہ مسلمان ہے؟ تو اس لڑکی نے جو کچھ کہا وہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں..... وہ سات ہزار کتابیں جس شخصیت پر لائی تھی اس کا نام فاروق اعظمؓ تھا..... میں آپ کے سامنے ایک حیران کن واقعہ عرض کر رہا ہوں..... اور میں آپ کے سامنے شیکسپیر..... ویدرک..... روسو..... گاندھی..... ابراہام لنکن..... ہٹلر اور مسولینی کے وہ تاریخی حوالے کوڈ کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا کی تاریخ ششدر رہ جاتی ہے۔ جب عمرؓ جیسے خلیفہ کو بدوؤں کی گلیوں میں اور گاؤں میں پہرہ دیتے ہوئے دیکھتی ہے۔

میرے بھائیو! فاروق اعظمؓ کی کہانی پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے..... لیکن میں آپ کے سامنے ایران کی فتح کا وہ تاریخی واقعہ نقل کرنا چاہتا ہوں جو شہنشاہ ایران کے دور میں پیش آیا..... جس کو دیکھ کر ہزاروں عیسائیوں نے نبی کا کلمہ پڑھ لیا تھا..... وہ فاروق اعظمؓ کی ہستی تھی..... اس جرمن لڑکی نے کہا کہ اس وقت دنیا کے اندر جتنے سیکولر لوگ ہیں

.....ان کا ایک ہی نعرہ ہے کہ کوئی مذہب نہیں .....کوئی دنیا کے اندر ریلیجز کانسیپوشن نہیں' کوئی قانون نہیں .....ایک چیز ہے.....اور وہ ہے لبرل ازم.....کیا مطلب؟ آزادی ..... ہر آدمی آزاد ہے..... مذہبی آزادی اور پوری دنیا میں انسانوں کی فلاح و بہبود کی آزادی.....اس لڑکی نے انٹرویو دیتے ہوئے کہا.....جو وائس آف امریکہ میں آیا..... اس نے کہا کہ عمرؓ میرا آئیڈیل ہے.....اور میں نے عمر فاروقؓ پر سات ہزار کتابیں اپنی لائبریری میں جمع کر رکھی ہیں.....جو دنیا کی مختلف زبانوں میں چھپیں۔

انسانی حقوق کے بارے میں فاروقیؓ نظریہ و کردار:

وائس آف امریکا کے نمائندے نے پوچھا کہ عمرؓ کی کس چیز نے تمہیں متاثر کیا؟ تو اس لڑکی نے کہا کہ عمرؓ کے مائنڈ نے کہ وہ آزادی کے علمبردار تھے کہ ,,انسان آزاد ہے وہ غلام پیدا نہیں ہوا''.....عمرؓ کی اس سوچ نے مجھے متاثر کیا۔

وائس آف امریکہ کے نمائندے نے کہا کہ اس انٹرنیشنل نمائش میں تو نے سات ہزار کتابیں عمرؓ کی پیش کیں تو سب سے بڑی بات عمرؓ کی کون سی پسند آئی؟

اس نے کہا کہ فاروق اعظمؓ نے حج کے موقعہ پر مکہ میں اعلان کیا تھا کہ میں ہر سال حج کے موقعہ پر کھلی کچہری لگایا کروں گا اور میری اس کھلی کچہری میں لوگ گورنروں ' قاضیوں اور وزراء کے خلاف شکایات پیش کریں گے.....تیسرے سال فاروق اعظمؓ کی کھلی کچہری ہوئی تو ایک آدمی کھڑا ہو گیا.....کہنے لگا میں بدو ہوں.....میں مصر میں گیا تو مجھے گورنر مصر کے لڑکے نے پشت پر کوڑے مارے اور مجھے ذلیل و رسوا کر دیا.....تو عمرؓ نے اسی وقت اس گورنر کے لڑکے کی گرفتاری کے لئے محمد ابن مسلمہؓ کو بھیجا.....اور فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ اس کے باپ گورنر مصر عمرو بن حارثؓ کو بھی ساتھ لے کر آؤ.....میں اس سے پوچھوں کہ تیرا لڑکا بے لگام کیوں ہو گیا ہے؟..... جب گورنر اور اس لڑکے کو فاروق اعظمؓ کی کھلی کچہری میں پیش کیا گیا تو عمر فاروقؓ نے اس لڑکے سے کہا کہ تو نے بدو کو کوڑا کیوں مارا؟ اس نے کہا مجھ سے غلطی ہو گئی.....فاروق اعظمؓ نے فرمایا نہیں جس طرح

تو نے کوڑا مارا ہے۔اسی طرح تجھے کوڑا مارا جائے گا..... چنانچہ اس کھلی کچہری میں گورنر کے بیٹے کی پشت پر کوڑے مارے گئے..... وہ چیختا رہا..... اس کے بعد گورنر مصر کی باری آئی تو اس آدمی نے معاف کر دیا..... اس لڑکے کے سامنے کھڑے ہو کر فاروق اعظمؓ نے ایک بات کہی تھی..... وہ مسز ولیم ایک لڑکی کہتی ہے کہ عمرؓ کی جو سب سے زیادہ چیز مجھے پسند آئی ..... وہ گورنر کے سامنے ان کے ریمارکس سے میں متاثر ہوئی ہوں جو ریمارکس فاروق اعظمؓ نے اس گورنر کے لڑکے کو سامنے رکھ کر ایک لاکھ انسانوں کے سامنے دیئے۔

اعلان سنو! جھنگ کے لوگو! ایک لاکھ انسانوں کے سامنے گورنر بحیثیت ملزم کے کھڑا ہے اور بیٹا بھی بحیثیت ملزم کے کھڑا ہے..... یہودی لڑکی کہتی ہے کہ عمرؓ نے ایک لاکھ انسانوں کے اجتماع میں اس لڑکے کو خطاب کر کے کہا کہ.....

"لڑکے! تم نے کب سے عرب کی قوم کو غلام بنا رکھا ہے۔ جبکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا ہے"۔

اس لڑکی نے کہا کہ یہ تصور دنیا میں سب سے پہلے عمرؓ نے دیا کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو آزاد ہوتا ہے..... اس پر کوئی پابندی نہیں ہوتی۔

ایک یہودی لڑکی فاروق اعظمؓ کو یہ آزادی دینے پہ خراج تحسین پیش کرتی ہے۔

☆☆☆

قرآن پاک کی آیت ہے کہ.....

ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل .....

عمرؓ کا ذکر تورات میں بھی آ چکا ہے..... انجیل میں بھی آ چکا ہے..... مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی..... لیکن جب میں نے شاہ ولی اللہؒ کی کتاب..... "ازالۃ الخفاء" پڑھی تو میں ششدر رہ گیا..... شاہ ولی اللہؒ نے کہا کہ یہ آیت فاروق اعظمؓ کے لیے اتری..... کس وقت اتری؟ ..... فاروق اعظمؓ کے پاس بیت المقدس کا ایک قاصد آیا..... آپ نے واقعہ سن رکھا ہے بیت المقدس کا..... میں وہ واقعہ پورا نہیں دہراتا..... ایک بات نقل کرنا

چاہتا ہوں کہ۔

ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل .....

کا مطلب کیا ہے..... فاروق اعظمؓ کے پاس قاصد آیا کہ عیسائی کہتے ہیں کہ ہماری کتاب انجیل میں لکھا ہے کہ ایک آخرالزماں پیغمبرؐ کا دوسرا خلیفہ ہوگا..... اگر وہ تمہارے پاس آئے تو بغیر لڑے بیت المقدس کی چابیاں دے دینا..... اے عمرؓ!..... اب تیری ڈھیل ہے..... جب تو جائے گا چابیاں مل جائیں گی..... جب تیاری کا وقت آیا فاروق اعظمؓ نے کپڑے وہی بوسیدہ اور سترہ پیوند والے پہنے..... حضرت عائشہؓ نے ایک قاصد بھیجا کہ کپڑے تبدیل کرو..... عمرؓ نے کپڑے تبدیل کر لئے..... جب چند قدم آگے چلے تو واپس آ گئے اور کہنے لگے کہ اچھے کپڑوں میں عزت نہیں ہے..... عزت تو اسلام میں ہے ..... اور اماں عائشہؓ سے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ میں پرانے کپڑے پہنوں، نئے کپڑوں میں پسینہ زیادہ جذب نہیں ہوتا..... یہ واقعہ بڑا لمبا ہے۔ میں اس طرف جانا نہیں چاہتا۔

ایک غلام کا نام اسلم تھا..... اس سے کہا جاؤ سواری لاؤ..... غلام سواری لایا اور خود سواری پر سوار ہو گئے..... غلام کو کہا چل..... کوئی پروٹوکول نہیں..... یہاں تو صدر پاکستان امریکہ گئے اور دس کروڑ روپیہ خرچ کر آئے لیکن یہ پاکستان جیسے کتنے بڑے پاکستان کا وارث تھا اور ایک غلام مہار پکڑ کے آگے چلتا ہے..... غلام کہتا ہے کہ کچھ دور جا کر عمرؓ نے کہا کہ سواری ٹھہراؤ..... غلام کہتا ہے کہ میں نے سوچا شاید عمرؓ کو قضائے حاجت ہے۔ اس لئے کہتے ہیں سواری روکو..... عمرؓ نیچے آ گئے..... نیچے آ کر کہا اسلم! تم سوار ہو جاؤ..... نوکر کہنے لگا..... امیر المومنین! یہ تو کسی حکمران کی روایت ہی نہیں ہے کہ غلام سوار ہو اور آقا چلے..... عمرؓ نے کہا کہ ہم ساری روایتیں توڑ چکے ہیں یہ نئی روایت ہے..... غلام سواری پہ سوار ہو گیا اور آنکھوں میں آنسو تھے..... ایک منزل چلتے اور عمرؓ اوپر آ جاتے اور وہ غلام نیچے آ جاتا..... بیت المقدس جب سامنے آیا تو اتفاق ایسا ہوا کہ فاروق اعظمؓ کی نیچے چلنے کی باری تھی اور غلام کے سوار ہونے کی باری تھی..... غلام رو کر ہاتھ جوڑنے لگا

کہ یہ سودی کیا کہیں گے ..... کہ یہ غلام پاگل ہو گیا ہے۔ اس کو احساس نہیں اپنے آقا کا
..... لیکن عمرؓ کہنے لگے اسلم! ..... میں اب تو تیری بات مان لوں گا لیکن اپنے اللہ کو کیا جواب
دوں گا ..... یہ کہہ کر عمر نیچے جانے لگے ..... غلام کہتا ہے کہ مجھے اس وقت زیادہ رونا آیا
جب میں نے دیکھا کہ عمرؓ کا ایک جوتا ٹوٹ گیا اور عمرؓ وہ ٹوٹا ہوا جوتا ایک ہاتھ میں پکڑے
ہوئے ہیں اور ایک ہاتھ میں مہار پکڑی ہوئی ہے اور عمرؓ بیت المقدس کے قریب پہنچ گئے
..... عیسائی انجیل کھول کر بیٹھے ہیں۔ کسی نے کہا کہ پیدل چلنے والا آقا ہے ..... کسی نے کہا
کہ سوار آقا ہے ..... لیکن سب نے اتفاق کیا کہ جو پیدل ہے نشانیاں اس کے اندر ہیں کہ
وہی خلیفہ وقت ہے ..... عمرؓ اندر داخل ہوئے تو بڑے بڑے پادری آگے اور انہوں نے
مل کر چابیاں عمرؓ کو دے دیں ..... فاروق اعظمؓ نے چابیاں لیں اور اللہ کا شکر ادا کیا .....
آپ ابھی اس مجمعے میں بیٹھے ہیں کہ ایک آدمی بھاگا ہوا آیا ..... وہ بڑا بوڑھا آدمی تھا .....
اس کی آنکھوں پہ سفید بال تھے ..... داڑھی سفید تھی ..... وہ قریب آیا اور ایک پرچی عمر
فاروقؓ کو دے دی ..... فاروق اعظمؓ نے وہ پرچی پکڑی اور پڑھ کر کہا چلے جاؤ یہ میری
زمین نہیں ہے ..... میں اس کا مالک نہیں ہوں ..... بات ختم ہو گئی ..... ہزاروں کا مجمع تھا
..... عیسائی بھی تھے ..... کچھ اس علاقے کے مسلمان بھی تھے ..... وہ حیران ہو گئے کہ یہ
بوڑھا آدمی کون ہے؟ فاروق اعظمؓ جب باہر نکلے تو کچھ مسلمان جو اس علاقے کے تھے
..... انہوں نے عمرؓ کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ باقی حال تو بعد میں پوچھیں گے پہلے یہ بتاؤ .....
یہ بوڑھا کون تھا؟ ..... یہ پرچی کون سی تھی؟ ..... آپ نے اس سے کیا کہا؟ ..... فاروق
اعظمؓ نے فرمایا کہ آج سے پینتیس چالیس سال پہلے کی بات ہے کہ میں اس علاقے میں
آتا تھا ..... میرا باپ مجھے لے کر آتا ..... اس وقت میری عمر دس بارہ سال تھی ..... بیت
المقدس کے اس علاقے میں، میں بکریاں چرایا کرتا تھا ..... اور جب میں تھک جاتا تو اسی
بیت المقدس کی دیوار کے نیچے سائے کی وجہ سے لیٹ جاتا ..... ایک دن میں سائے میں
لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک آدمی میری پنڈلی سے کپڑا ہٹا رہا ہے اور کپڑا

ہٹا کر دیکھتے ہی مجھے کہتا ہے۔

تیرا نام کیا ہے ؟ میں نے کہا کہ میرا نام عمرؓ ہے۔

اس نے کہا تیرے باپ کا نام خطاب تو نہیں؟ میں نے کہا جی میرے باپ کا نام خطاب ہے۔

تو جلدی سے اس نے کاغذ آگے کر دیا اور کہا کہ اس کاغذ پر لکھ دے کہ اس علاقے پر جب میری حکومت ہوگی تو اس علاقے کا جزیہ تجھے معاف ہوگا..... اس علاقے کی زمین تیرے لئے معاف ہوگی..... بیعانہ نہیں لیا جائے گا..... کوئی ٹیکس نہیں ہوگا..... میں نے کہا چلا جا..... میں کب مالک بنوں گا..... میں کب حکمران بنوں گا..... لیکن عمرؓ کو کیا پتہ تھا کہ.....

ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل .....

عمرؓ کہنے لگے کہ جب اس نے زیادہ زور لگایا تو مجھ سے رہا نہ گیا..... اور میں نے جان چھڑانے کیلئے لکھ دیا کہ جب میری حکومت ہوگی تو یہ زمین تیری ہوگی..... آج جب میں یہاں اندر آیا تو وہی بوڑھا آدمی وہی پرچی لے کر آیا جس پر میرے دستخط تھے..... تو میں نے کہا کہ یہ میری جگہ نہیں ہے..... یہ مسلمانوں کی زمین ہے..... قرآن نے اسی کو تو کہا۔

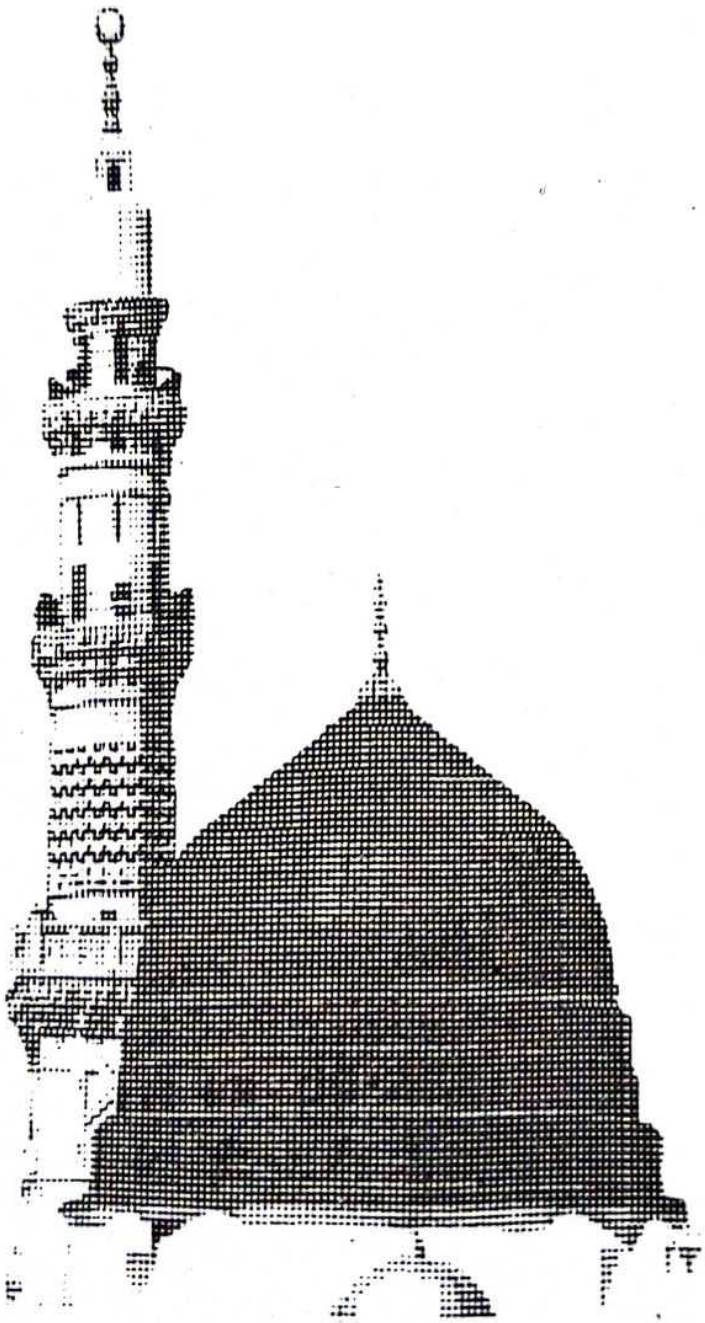
ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل .....

☆☆☆

تقاضا ہے کہ پھر دنیا میں شانِ حق ہویدا ہو
عرب کے ریگزاروں سے کوئی فاروق پیدا ہو
مساوات وعدالت کا زمانے بھر میں چرچا ہو
وہی برقِ تجلی پھر افق پہ آشکارا ہو
بڑا غوغا ہے پھر سارے جہاں میں اہل باطل کا
کوئی فاروق پھر اٹھے تو حق کا بول بالا ہو

☆☆☆

سیدنا عثمان ذوالنورینؓ



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

لقد رضى الله عن المومنين اذ يبايعونک تحت الشجرة فعلم ما فى قلوبهم فانزل السكينة عليهم واثابهم فتحاً قريباً o صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمِ o

میرے واجب الاحترام، قابل صد احترام بزرگو اور ساتھیو! گذشتہ جمعہ آپ کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کے فضائل و مناقب پر خطاب جمعہ کا آغاز ہوا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ اسلامی تاریخ کے وہ جلیل القدر انسان ہیں، جن کی مثال دنیا میں کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کی فضیلت اسلام میں مسلّم ہے۔ میں نے گذشتہ جمعہ حضرت عثمانؓ کی زندگی کے ابتدائی واقعات بیان کیے تھے اور وعدہ کیا تھا کہ بیعتِ رضوان کا واقعہ آئندہ جمعہ بیان ہوگا۔ گذشتہ جمعہ جو آیت کریمہ پڑھی تھی اس میں حضرت عثمان غنیؓ کے فضائل و مناقب اور ان کے بارے میں اسلام کی ایک بے مثال روایت اور حضور علیہ السلام کی طرف سے ان کے ساتھ والہانہ محبت اور اخوت کا اعلان تھا۔

میرے بھائیو! آپ حضرات کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کی یہ دونوں فضیلتیں کہ آپ کے گھر میں حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں، جن کی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے، اور اسی طرح آپؓ کو ذوالہجرتین بھی کہا گیا۔ یہ ایسے فضائل ہیں جن کی بناء پر حضرت عثمانؓ کی امتیازی حیثیت نمایاں ہوتی ہے..... ان باتوں میں دنیا کا کوئی شخص آپ کا شریک نہیں۔

میرے بھائیو! اسلامی تاریخ کا یہ شاندار واقعہ جس کا نام بیعتِ رضوان ہے تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ آج بیان ہوگا۔ اور قرآن پاک کی روشنی میں ان حقائق سے میں انشاء اللہ پردہ ہٹاؤں گا، جو عام طور پر بیعتِ رضوان کے عنوان سے بھی بیان نہیں کیے جاتے۔ حضرت عثمانؓ غنی نے سخاوت کے دریا بہا دیئے۔ دولت اسلام کے لئے اتنی کمائی کہ اللہ کے رسول کو یہ فرمانا پڑا غزوۂ تبوک میں کہ عثمانؓ آج کے بعد اگر کوئی غلطی بھی کرے گا تو وہ غلطی عثمان غنیؓ کے نامۂ اعمال پر کوئی اثر نہیں کرے گی۔

.....یہ اعزاز بھی کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔

تلاوت کردہ آیات کا مفہوم:

میں نے جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے' اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

,,لقد رضی اللہ''.....اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا۔

,,عن المومنین''.....ان صحابہ کے ساتھ' جنہوں نے

,,اذ یبایعونک تحت الشجرۃ''.....حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے اے پیغمبر! آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

,,فعلم ما فی قلوبہم''.....اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو جانتا ہے' کہ ان کے دلوں میں عثمان غنیؓ سے کتنی محبت ہے۔

,,فانزل السکینۃ علیہم''.....اللہ تعالیٰ نے ان پر سکون نازل کیا۔ ان کی گھبراہٹ اور دل کے خوف کو اللہ نے ختم کر ڈالا۔

,,واثابہم فتحاً قریباً''.....اور ان کے لئے بہت جلد بڑی فتح کا فیصلہ کر دیا۔

,,فعجل لکم ھٰذہٖ فکف ایدی الناس عنکم ولتکون اٰیۃً للمومنین ویھدیکم صراطاً مستقیماً''

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اے صحابہ کرام! میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ دنیا کا مال تمہیں دوں گا' اور تمہاری غریبی دور ہو جائے گی۔ (چنانچہ بہت بڑی کامیابیاں اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائیں انہیں).....اور آگے فرمایا۔

واخریٰ لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا.....

آج تم جن پر قابض نہیں ہو' وہ اللہ تعالیٰ تمہارے قدموں میں ڈال دے گا۔

.....یہ سب کچھ کیوں ہوگا؟.....اس لیے کہ تم نے محمد رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اللہ کو راضی کر لیا.....

.....یہ ہے' ان آیاتِ کریمہ کا مفہوم! جن کا خلاصہ میں نے آپ کے سامنے نقل کیا۔

میرے بھائیو! ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک تاریخ ساز واقعہ نقل کیا ہے۔

پیغمبر کا خواب وحی ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام کو مدینہ منورہ میں گئے ہوئے چھ سال ہو گئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ تیرہ سال آپؐ نے مکہ میں تبلیغ فرمائی۔ صحابہ نے آپ کو پریشانیوں اور مشکلات میں دیکھا۔ اور مشرکین مکہ نے آپ کو اتنی تکالیف دیں' کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گیا کہ اے پیغمبر! ہجرت کر کے مدینہ کی طرف چلے جاؤ! اس حکم کی تعمیل میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے ہوئے چھ سال گزر گئے۔ حضورؐ کے دل میں بڑی تڑپ تھی' کہ میں کعبہ کی زیارت کروں' میں خانہ کعبہ میں عمرہ کروں۔ طواف کروں..... لیکن مکہ کافروں کے قبضہ میں تھا۔ مشرکین مکہ کی ایک قوت اور حکومت تھی..... پہلے ابوجہل ان کا سردار تھا' پھر ابوسفیان سردار ہوا..... حضورؐ کے دل کی وہ خواہش دل میں رہی..... چھ سال جب گزر گئے' تو ایک رات حضورؐ نے خواب میں دیکھا کہ میں مدینہ منورہ سے عمرہ کی نیت کر کے مکہ کی طرف جا رہا ہوں' اور ساڑھے چودہ سو صحابہؓ کا قافلہ میرے ساتھ ہے..... یہ خواب پیغمبرؐ نے دیکھا' اور آپ کو معلوم رہے کہ نبیؐ کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ رات کو خواب آیا ۔صبح حضورؐ نے اعلان فرما دیا کہ صحابیو! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مدینہ سے مکہ پہنچوں' اور عمرہ کروں۔ کعبۃ اللہ کا طواف کروں..... صحابہ کو یہ اعلان سنتے ہی جوش وخروش پیدا ہو گیا..... چھ سال گزر گئے تھے کعبہ کو دیکھے ہوئے..... ہر آدمی خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا ..... ہر ہر آدمی نے کپڑے سنبھالے..... سواریاں تیار کیں..... احرام بنائے..... اور ساڑھے چودہ سو صحابہ کی جماعت پیغمبرؐ کے ساتھ عمرے کی نیت سے چل پڑی..... مدینہ سے باہر نکل کر ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا اور احرام باندھ لیے۔

عالم الغیب فقط اللہ:

اب آپ یہ بتائیں کہ اتنے لوگ جہاں تشریف فرما ہوں' اس وقت جب احرام باندھا گیا' حضورؐ کو پتہ تھا کہ میں خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکوں گا۔ پتہ تھا کہ نہیں؟

حضورؐ تو اس نیت سے جا رہے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کی زیارت کروں گا..... طواف اور عمرہ کروں گا..... لیکن آپ آگے نہیں جا سکے' خانہ کعبہ کا طواف اسی سفر میں نہیں کر سکے۔ لیکن نیت کیا تھی؟

اگر پیغمبرؐ عالم الغیب ہوتے تو آج یہاں سے سفر کرنے کی کیا ضرورت تھی..... اور احرام باندھنے کی کیا ضرورت تھی ..... احرام تو حرم کعبہ میں داخلے کے لئے باندھا جاتا ہے۔ آپؐ کو تو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ آپؐ مکہ میں داخل نہیں ہو سکیں گے..... تو معلوم یہ ہوا کہ غیب کے سارے خزانے پروردگار عالم کے پاس ہیں۔ غیب بھی اللہ جانتا ہے' اور ہر چیز دینے والا بھی اللہ ہے۔

حضورؐ کی صحابہ کرامؓ سے مشاورت اور فاروق اعظمؓ کا مشورہ:

میرے بھائیو! ساڑھے چودہ سو صحابہ کے ہمراہ آپؐ نے احرام باندھا اور عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے..... کئی دنوں کا سفر کیا اور مکہ مکرمہ سے آٹھ دس میل پہلے ایک جگہ آتی ہے جس کا نام ہے حدیبیہ' وہاں پر پڑاؤ ڈالا..... اور صحابہ کرام سے مشورہ کیا' کہ مکہ میں داخل کس طرح ہوا جائے..... وہاں حکومت ابوسفیان کی تھی جو امیر معاویہؓ کے والد ہیں۔ اور خود ابوسفیان بھی بعد میں پیغمبرؐ کے صحابی بنے اور آپؐ ہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ لیکن اس وقت بیعتِ رضوان کے موقع پر مسلمان نہیں ہوئے تھے..... حضورؐ نے لشکر کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا میری رائے یہ ہے کہ ایک وفد' ایک سفیر کی قیادت میں مکہ بھیجوں اور ابوسفیان سے عمرہ کی اجازت حاصل کروں..... حضور علیہ السلام نے جب صحابہؓ سے مشورہ کیا تو فرمایا عمرؓ! میری رائے یہ ہے کہ تمہیں اپنا سفیر بنا کر بھیجوں۔

فاروق اعظمؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے مکہ جانے سے انکار نہیں ہے لیکن میں بڑا سخت آدمی مشہور ہوں' میں نے مشرکین مکہ سے بڑی لڑائیاں لڑی ہیں۔ میں جب وہاں پہنچوں گا تو میرے کئی دشمن کھڑے ہو جائیں گے۔ اور اگر آپ کو اجازت ملنی بھی ہوئی تو میری وجہ سے اجازت نہیں ملے گی۔ بہتر ہے کہ آپ کسی اور کو بھیجیں.....

حضورؐ نے فرمایا کس کو بھیجوں؟

فاروقِ اعظمؓ نے عرض کیا میں ایک ایسا آدمی بتاتا ہوں آپؐ اسے سفیر بنا کر بھیجیں کہ دشمن بھی جس کی تعریف کرتا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا وہ کون شخص ہے؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ عثمان غنیؓ ہے.....

حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو بلایا اور بلا کر فرمایا عثمان! تم میرے سفیر ہو.....!!

عثمانؓ سفیرِ نبوت ہے۔

کوئی پاکستان کا سفیر ہوگا.....!

کوئی امریکہ کا سفیر ہوگا.....!

کوئی انڈیا کا سفیر ہوگا.....!

اور وہ سفیر کسی حکومت سے معاہدہ کرے، حکومت اسے تسلیم کرتی ہے۔ آج کل ملکوں کے سفیروں کی بہت اہمیت ہے۔..... لیکن عثمان غنیؓ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفیر ہے..... پیغمبرؐ کا سفیر ہے..... دنیا کے سب سے بڑے سردار کا سفیر ہے..... کائنات کے رسولؐ کا سفیر ہے..... حضورؐ نے فرمایا عثمان! تم میرے سفیر بن کر جاؤ، عثمان غنیؓ سفیر بن کر وہاں پہنچے۔ سردار مکہ ابوسفیان سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ابوسفیان نے کہا عثمان! تم بڑے شریف آدمی ہو۔ بڑے اچھے آدمی ہو، تمہاری شرافت پر کسی کو کوئی کلام نہیں ہے۔ لیکن اے عثمان! تمہارے پیغمبرؐ کو میں مکہ میں داخل ہو کر خانہ کعبہ کے طواف کی اجازت نہیں دے سکتا۔ البتہ تمہیں اجازت ہے، جتنا جی چاہے طواف کرو، جتنے چاہو عمرے کرلو..... حضرت عثمانؓ نے فرمایا عمرہ اور طواف بہت بڑی عبادت ہے، سعادت ہے، لیکن میں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے بغیر یہ عبادت نہیں کرسکتا..... یہاں سے یہ ثابت ہوا کہ عبادت بھی وہی ہوتی ہے جس میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی شامل ہو۔

قبلہ نما موجود نہ ہو تو عبادت بے فائدہ ہے:

میرے اور آپ کے عمرہ اور طواف میں حضورؐ کی مرضی نہ ہو تو عمرہ اور طواف فضول ہے فضول! نبیؐ کی مرضی شرط ہے عبادت میں..... پیغمبرؐ کی مرضی نہیں تھی..... عثمان غنیؓ نے عمرہ نہیں کیا..... قبلہ تو ہے مگر قبلہ نما موجود نہیں..... جس نے قبلے کا راستہ بتانا اور سمجھانا ہے جب وہی پیغمبرؐ موجود نہیں تو میں کعبے کا طواف نہیں کر سکتا..... حضرت عثمان غنیؓ سے ابوسفیان نے اصرار کیا کہ آپ طواف کر لیں..... لیکن عثمان غنیؓ نے صاف انکار کر دیا..... چنانچہ اس نے حضرت عثمان غنیؓ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ حضرت عثمان غنیؓ گرفتار ہو گئے۔ جس حکومت کا سفیر گرفتار ہو جائے' اس سے بڑی کوئی بات نہیں ہوتی۔ نبیؐ کا سفیر مکہ میں گرفتار ہو گیا۔ باقی ساتھی گرفتار ہوئے۔ لیکن چھوٹ گئے..... صرف عثمان غنیؓ گرفتار رہے۔

حضورؐ 'عثمان غنیؓ کا قصاص لینے پر تیار ہو گئے:

اور ادھر حدیبیہ میں غلط خبر مشہور ہو گئی کہ عثمان غنیؓ شہید ہو گئے' یہ خبر غلط تھی یا صحیح تھی؟ اگر نبیؐ عالم الغیب ہوتا تو یہاں بھی پیغمبرؐ فرماتے کہ یہ خبر غلط ہے..... لیکن نبیؐ نے یہ نہیں فرمایا..... جب حضور علیہ السلام کو پتہ چلا کہ عثمان غنیؓ شہید کر دیئے گئے' حدیث میں آتا ہے کہ نبیؐ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا..... پیغمبرؐ پریشان ہو گئے اور پریشانی کی حالت میں حضورؐ نے فرمایا کہ میں محمد مصطفیٰ اپنے سفیر عثمان غنیؓ کے قتل کا بدلہ لئے بغیر واپس نہیں جاؤں گا..... میں بدلہ لوں گا..... مدینہ کے لوگو' صحابیو!,, میں عثمانؓ کا بدلہ لوں گا'' ..... یہ کوئی معمولی بات نہیں' یہ بہت بڑی سعادت ہے جو عثمانؓ کے حصے میں آئی کہ پیغمبرؐ نے یہ عزم کر لیا کہ بدلے لئے بغیر واپس نہیں ہوؤں گا..... حالانکہ حضرت عثمانؓ شہید نہیں ہوئے تھے۔

بیعتِ رضوان کا آغاز:

سمندری کے لوگو! تم جانتے ہو کہ بدلہ لینے میں آدمی خود بھی شہید ہو سکتا ہے' اب حضور علیہ السلام نے فرمایا..... میں بدلہ لوں گا۔ بالفاظِ دیگر کیا کہا کہ میں عثمان کے لئے خود شہید ہو جاؤں گا۔

نبیؐ کہے کہ عثمانؓ کے لئے میں شہید ہو جاؤں گا.....

ابو بکر کھڑے ہو گئے' فرمایا میں بھی شہید ہو جاؤں گا۔

عمرؓ کھڑے ہو گئے فرمایا میں بھی شہید ہو جاؤں گا۔

علیؓ کھڑے ہو گئے فرمایا میں بھی شہید ہو جاؤں گا۔

حضورؐ نے فرمایا کون کون آدمی عثمان کا بدلہ لینا چاہتا ہے؟.....ساڑھے چودہ سو صحابہؓ نے ہاتھ بلند کر دیئے کہ ہم عثمانؓ کا بدلہ لیں گے.....حضورؐ نے فرمایا اچھا! سب کے سب عثمان کا بدلہ لو گے.....صحابہ نے کہا بات عثمان کی نہیں ہے' بات ہے اے پیغمبرؐ! آپ کے سفیر کی! عثمانؓ آپ کے سفیر.....آپؐ کے نمائندہ اور آپؐ کے ترجمان تھے..... حضورؐ نے فرمایا پھر ٹھیک ہے.....اس مجمع میں جو جو آدمی عثمانؓ کا بدلہ لینا چاہتا ہے.....وہ آئے اور میرے ہاتھ پر بیعت کر کے' وہ میرے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر یہ عہد کرے کہ ,,عثمانؓ کا بدلہ لوں گا..... چاہے عثمان کے لئے مجھے اپنی جان قربان کرنی پڑے''.....ساڑھے چودہ سو صحابہؓ نے قطار بنالی' پیغمبرؐ درخت کے نیچے بیٹھے ہیں' ایک ایک صحابی پیغمبرؐ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کہتا تھا کہ ,,میں عثمانؓ کا بدلہ لوں گا' میں عثمانؓ کے لئے خود کو ذبح کرادوں گا۔ یہ لفظ کہہ کر آگے بڑھتے جاتے تھے۔

میرے بھائیو! یہاں سے عثمان غنیؓ کی شان' عظمت' رفعت اور مرتبت کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا وہ رسول.....کائنات کا وہ پیغمبر.....جس کے پاؤں کی خاک پہ پوری دنیا کو نثار کر دیا جائے.....جس کے قدموں کی دھول پہ ساری کائنات کے انسانوں کی جانیں لٹا دی جائیں'

وہ محمدؐ! عثمان غنیؓ کے لئے اپنی جان دینے کو تیار ہے۔

وہ پیغمبرؐ! جس کے چہرے کی قسم قرآن نے کھائی.....!

وہ پیغمبرؐ! جس کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے.....

نماز اچھی ' روزہ اچھا ' حج اچھا ' زکوٰۃ اچھی

مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

وہ پیغمبرؐ جس کے لئے قیامت تک آنے والا مسلمان اپنی جان کٹانا باعث سمجھتا ہے..... وہ پیغمبرؐ عثمان غنیؓ کے لئے جان کا نذرانہ دینے کو تیار نظر آتا ہے۔

دینی کارکن کی قدر و قیمت:

میرے بھائیو! ساڑھے چودہ سو صحابہؓ نے حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ایک ہی موقف دہرایا کہ ہم عثمانؓ کا بدلہ لیں گے' اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تو فرما سکتے تھے کہ اے میرے صحابیو! تم جاؤ عثمانؓ کا بدلہ لو' میری دعائیں اور اللہ کی نصرت تمہارے ساتھ ہے..... لیکن نہیں' یہاں تو پیغمبرؐ حضرت عثمانؓ کے لئے اپنی جان نچھاور کرنے کو تیار نظر آتے ہیں..... یہ ہے عثمان غنیؓ کی رفعت' مرتبہ اور مقام..... یہاں سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ کسی دینی جماعت کا کوئی کارکن شہید ہو جائے تو اس جماعت کے قائد کو چاہئے کہ اس کا انتقام لے..... تاکہ کارکن کی جان بے توقیر اور بے وقار نہ ہو..... یہ کارکن کی اہمیت ہے اسلام میں..... یہ کارکن کی قیمت ہے..... یہ کارکن کی اہمیت ہے..... کارکن بے کار نہیں ہوتا..... بے قیمت نہیں ہوتا بلکہ انمول ہوتا ہے..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کارکن کیلئے اپنی جان دینے کو تیار نظر آتے ہیں۔

پیغمبرؐ نے عثمانؓ کا خون معاف کیوں نہیں کیا؟

وہ نبیؐ جس نے اپنے چچا کے قاتلوں کو معاف کر دیا' وہ عثمانؓ کے قاتلوں کو معاف کرنے کو تیار نہیں ہیں..... میرے پیغمبرؐ کے سگے چچا حضرت حمزہؓ کی لاش کے بارہ ٹکڑے ہوئے..... لیکن وہی قاتل جو پیغمبرؐ کے چچا کا قاتل تھا..... جب کلمہ پڑھنے کو آیا تو نبیؐ نے اسے معاف کر دیا..... اور فرمایا وحشیؓ بن حرب!..... میں تمہیں معاف تو کرتا ہوں

لیکن تم میری نگاہوں کے سامنے نہ بیٹھا کرو..... تمہیں دیکھ کر مجھے میرا چچا یاد آ جاتا ہے..... تم سامنے بیٹھتے ہو تو مجھے چچا کی لاش کے ٹکڑے یاد آ جاتے ہیں..... اس نبی کو دیکھو جو اپنے چچا کے قاتل کو معاف کر رہا ہے' وہ عثمانؓ کے قاتلوں سے لڑ جانے پر ساڑھے چودہ سو صحابہ سے موت کی بیعت لے رہا ہے۔

پیغمبرؐ عثمانؓ کا خون معاف کیوں نہیں کر دیتے.....؟ لوگو! مجھے بتاؤ' پیغمبرؐ نے عثمانؓ کا خون معاف کیوں نہیں کیا؟..... حالانکہ ابھی عثمان شہید نہیں ہوئے تھے..... غلط خبر ملی تھی..... پیغمبرؐ نے موت کی بیعت کیوں لے لی؟..... سنو سنو!! پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اسلام میں عثمان غنیؓ کی اہمیت بتانا چاہتے ہیں کہ آج نہ سہی کل کو اگر عثمانؓ کو کسی موقع پر شہید کر دیا گیا' ایسا اگر پیغمبرؐ کی حیات میں ہوا' تب بھی..... اور اگر بعد میں کسی موقع پر ہوا تب بھی..... کم از کم ساڑھے چودہ سو آدمی عثمان غنیؓ کا بدلہ لینے کے لئے اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار رہے..... اگر یہ بات نہ ہوتی تو بعد میں جب عثمانؓ کے قتل کی خبر جھوٹی ثابت ہوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس بیعت کو منسوخ کرنے کا اعلان فرما دیتے..... لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیعت جو کہ قتال اور شہادت کی بیعت تھی منسوخ نہیں فرمائی۔

بیعت کرنے والوں نے بیعت نبھا کے دکھائی!

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ کو تو پتہ تھا کہ آج عثمان غنیؓ شہید نہیں ہوئے..... کل کو جب شہید ہوں گے تو آج کی بیعت کل کو بدلہ لینے کے لئے کام آئے گی..... چنانچہ جب عثمان غنیؓ شہید ہو گئے تو ان کا بدلہ لینے کیلئے حضرت عائشہؓ نے لشکر تیار کیا۔ اور جنگ جمل ہوئی۔ اگرچہ حضرت ام المومنین جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ فقط طالبِ قصاص بن کر گئیں' لیکن جب حضرت علیؓ کے لشکر میں گھسے ہوئے منافقین اور قاتلانِ عثمان نے افہام وتفہیم کو ناکام بنا کر جنگ کا ماحول پیدا کر دیا تو چشمِ فلک نے دیکھا کہ بیعتِ رضوان والے صحابہ کرامؓ قاتلینِ عثمانؓ سے قصاص لینے کے لئے ٹوٹ پڑے' اور خون کی ندیاں بہہ گئیں..... میرے بھائیو! اس جنگ کو جنگِ جمل اس لئے کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہؓ اونٹ

پر سوار تھیں..... عربی میں اونٹ کو جمل کہا جاتا ہے..... یہ جنگ چونکہ حضرت عثمان غنیؓ کا بدلہ لینے کے لئے تھی۔ اور اس جنگ میں وہی لوگ شریک ہوئے جنہوں نے بیعت رضوان کے موقع پر حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی کہ ہم عثمانؓ کا بدلہ ضرور لیں گے..... تو یہ بیعت اس وقت کام آئی۔ اور چونکہ اس نے کام آنا تھا اس لئے اللہ نے اسے برقرار رکھا.....!

عثمانؓ کے ہاتھ کو پیغمبرؐ نے اپنا ہاتھ کیوں کہا؟

میرے بھائیو! حضورؐ کو اللہ نے بتا دیا تھا کہ عثمان غنیؓ زندہ ہیں..... جب یہ پتہ چلا کہ عثمان زندہ ہیں..... اب آپ دیکھیں..... دائیں ہاتھ پر حضورؐ بیعت لے رہے ہیں۔ یہ ہے ہاتھ' اس ہاتھ پر صحابہ کرام اپنا ہاتھ رکھتے جا رہے ہیں..... جب پتہ چلا کہ عثمان زندہ ہیں تو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا عثمان کو بھی میرے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہئے ..... عثمان کو بھی اقرار کرنا چاہئے کہ اگر وہ شہید ہو جائیں تو اس کے شہید ہو جانے کے بعد اس کے خون کا بدلہ لینے میں اس کی اپنی مرضی بھی شامل ہو..... اس لیے عثمانؓ کو بھی بیعت کرنی چاہیے..... اب عثمان کیسے بیعت کریں؟..... وہ تو وہاں موجود ہی نہیں۔ تو حضورؐ نے کیا فرمایا دیکھو..... یہ میرا ہاتھ ہے' اب تم فرض کرو کہ یہ عثمان غنیؓ کا ہاتھ ہے..... اب اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پہ رکھ کے کہا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے..... اب سوچیں کہ عثمانؓ کے ہاتھ کو نبیؐ نے اپنا ہاتھ کیوں کہا؟ اس لئے کہ اللہ کو پتہ تھا کہ عثمان غنیؓ وہ شخص ہے کہ جس نے اپنے ہاتھ سے قرآن لکھا ہے..... کاتب وحی ہیں تو اللہ کو پتہ تھا کہ کل کو ایسے لوگ آئیں گے دنیا میں' جو کہیں گے کہ عثمان نے قرآن کو بدل دیا تھا۔ (شیعہ کہتے ہیں نا کہ عثمان نے اللہ کا قرآن بدل دیا) تو اللہ نے چودہ سو سال پہلے دنیا کو بتا دیا کہ اس ہاتھ نے قرآن لکھا..... اور یہ ہاتھ اتنا دیانت دار ہے کہ اللہ کے نبیؐ نے اسے اپنا ہاتھ قرار دیا..... جس ہاتھ کو نبیؐ اپنا ہاتھ قرار دیں وہ قرآن کو تبدیل نہیں کر سکتا۔

میرے بھائیو! یہ ہے وہ عظمت..... یہ ہے وہ بلندی کہ پیغمبرؐ کے ہاتھ پر صحابہ

بیعت کر رہے ہیں..... حالانکہ عثمانؓ ابھی زندہ ہیں..... لیکن اللہ کو عرش پر صحابہ کرامؓ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ نے عرش پر اعلان کر دیا۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

درخت کے نیچے عثمان غنیؓ کا بدلہ لینے کے لئے جن لوگوں نے بیعت کی ہے' میں خدا عرش سے ان کے لئے رضا مندی کا اعلان کرتا ہوں' کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں پہ راضی ہو گئے' اور اعلان فرما دیا۔

,,یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ"

کہ جن لوگوں نے نبیؐ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا' ان ہاتھوں کے اوپر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ہاتھ رکھا۔

,,یداللہ فوق ایدیھم"

دیکھو! نیچے نبیؐ کا ہاتھ..... اس پر ساڑھے چودہ سو صحابہ کا ہاتھ..... اور ان سب کے اوپر اللہ کا ہاتھ!..... اللہ نے فرمایا ,,یداللہ فوق ایدیھم'' ان سب ہاتھوں پہ میرا ہاتھ!

جس ہاتھ کو اللہ نے تھام لیا' وہ کبھی نہیں چھوٹ سکتا:

..... اب آپ بتائیں جن ہاتھوں پہ اللہ کا ہاتھ ہو..... وہ ہاتھ چھوٹ سکتے ہیں؟ ایک آدمی بازار جائے اور اس کے بچے کی انگلی اس کے ہاتھ میں ہو' وہ بچہ چھوٹ سکتا ہے؟ گم ہو سکتا ہے؟

بازار میں بچے کی انگلی تیرے ہاتھ میں ہو تو بچہ نہیں چھوٹ سکتا! نہیں گم ہو سکتا۔ اور جن صحابہ کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں ہوں' وہ کیسے چھوٹ سکتے ہیں؟ کیسے گم ہو سکتے ہیں؟ کیسے گمراہ ہو سکتے ہیں؟ وہ اللہ کے ہاتھ میں آ گئے۔

نیچے نبیؐ کا ہاتھ.....

اوپر صحابہؓ کا ہاتھ.....

ان سب ہاتھوں پر پروردگار کا ہاتھ!

اور یہ سب کچھ کس وجہ سے؟.....عثمان غنیؓ کی وجہ سے.....عثمان غنیؓ تو ابھی زندہ ہیں' اگر عثمان غنی کی شہادت کی خبر نہ ملی ہوتی' اور یہ بیعت نہ ہوئی ہوتی تو یہ قرآن کی آیت کیوں نازل ہوتی؟

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اے پیغمبرؐ اللہ ان صحابہ کرامؓ سے راضی ہوگیا۔ کیونکہ ان کے دل میں عثمانؓ کی محبت ہے۔

عثمانؓ سے بغض رکھنے والے کا جنازہ پڑھانے سے حضورؐ کا انکار

میرے بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں تشریف لے گئے۔ صحابہؓ نے عرض کی' جنازہ آپؐ پڑھائیں..... جنازہ تو حضورؐ نے پڑھانا ہی تھا..... جب جنازے کے پاس حضورؐ پہنچے' اور جنازہ کی نیت فرمانے لگے.....اچانک آپؐ نے پوچھ لیا کہ یہ کس کا جنازہ ہے.....؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں آدمی کا جنازہ ہے.....حضورؐ مصلے سے واپس ہٹ گئے.....صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ جنازہ کیوں نہیں پڑھاتے؟ فرمایا میں جنازہ اس لیے نہیں پڑھاتا۔

,,انهٗ کان یبغض عثمان"

اس شخص کے دل میں عثمان غنیؓ کا بغض تھا۔

جس کے دل میں عثمانؓ کا بغض ہے۔ پیغمبرؐ نے فرمادیا کہ میں اس کا جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔ یعنی عثمان کی محبت سے خدا اتنا خوش ہے کہ اس نے اپنی رضامندی کا اعلان کردیا..... نبیؐ اتنا خوش ہے کہ رضامندی کا اعلان کردیا.....اور جس کے دل میں بغض ہے عثمانؓ کا ..... نبیؐ اس سے اتنے ناراض ہیں کہ ,,رحمۃ اللعالمینؐ" ہونے کے باوجود اس کا جنازہ نہیں پڑھایا۔

عثمانِ غنیؓ کی قرآن سے پانچ نسبتیں!

.....ایک اور بات آپ کو بتاؤں' آپ نے سنا ہوگا کہ شیعہ حافظِ قرآن نہیں ہوتا'

اور یہ حقیقت ہے کہ کوئی حافظ شیعہ نہیں ہوتا۔

کیوں.....؟

علماء کہتے ہیں کہ قرآن پاک کو لکھا عثمانِ غنیؓ نے.....

عثمان غنیؓ کاتبِ قرآن ہیں۔

عثمان غنی حافظ قرآن ہیں.....

عثمان غنیؓ جامع القرآن ہیں۔

عثمان غنیؓ عالم قرآن ہیں'

عثمان غنیؓ عامل قرآن ہیں۔

اور عثمان غنیؓ شہید قرآن ہیں..... کہ جب شہید ہونے لگے تو ان کے خون کا پہلا قطرہ قرآن پر گرا.....اور یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ دن رات میں مکمل قرآن تلاوت کیا کرتے تھے.....سات سال تک کوئی رات ایسی نہیں گزری' جس رات عثمان غنیؓ نے اللہ کا قرآن ختم نہ کیا ہو

جس دل میں عثمان نہیں.....اس میں قرآن نہیں۔

.....اب آپ دیکھیں۔

عثمانِ غنیؓ کاتبِ قرآن بھی ہوا.....!

عثمان غنی عالمِ قرآن بھی ہوا.....!

عثمان غنیؓ عاملِ قرآن بھی ہوا.....!!!

.....اور جب یہ تینوں باتیں مکمل ہوگئیں! پھر.....

عثمان غنیؓ شہیدِ قرآن بھی ہوا.....!!!!

.....تو جب عثمان غنیؓ قرآن پر شہید بھی ہوگیا' تو اللہ نے قرآن کی محبت کی وجہ سے یہ ضابطہ بنادیا کہ.....

جس دل میں عثمان نہ ہو.....اس دل میں قرآن نہ ہو!

اور.....جس دل میں عثمان ہو.....اسی دل میں قرآن ہو!!

چنانچہ آپ دیکھیں کہ جن لوگوں کے دل میں عثمان غنیؓ کا بغض ہے.....وہ لوگ قرآن کے حافظ نہیں ہو سکتے.....کوئی قرآن کا حافظ شیعہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ عثمان غنیؓ کا بغض دل میں ہے۔

بیعتِ رضوان کے شرکاء کے لئے ۵ انعامات:

میرے بھائیو! بیعت رضوان میں شریک ساڑھے چودہ سو صحابہ کرامؓ کو اللہ نے پانچ انعام دیئے! عثمان غنیؓ کی محبت کی وجہ سے!

(۱)..... پہلا انعام رضا مندی کا.....اللہ نے فرمایا میں ان سے راضی ہو گیا ہوں، یعنی میں نے ان پر جنت واجب کر دی.....جنہوں نے عثمان کا بدلہ لینے کے لئے نبیؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔.....عثمان غنیؓ کی وجہ سے ساڑھے چودہ سو صحابہ کو جنت کا ٹکٹ ملا۔

(۲)..... دوسرا انعام ,,فانزل السکینۃ علیہم'' ان کے دلوں میں خوف تھا کہ مشرکین مکہ نے ہمیں عمرہ اور طواف نہیں کرنے دیا کہیں ہم پر حملہ نہ کر دیں.....ان کے دلوں میں خوف تھا اللہ فرماتے ہیں اس بیعت کی وجہ سے میں نے ان کے دلوں سے خوف اتار کر ان کے دلوں میں سکون نازل کر دیا۔

(۳).....تیسرا انعام ,,واثابہم فتحاً قریباً'' اس بیعت کے بعد اللہ نے فتح مکہ کی خوشخبری دے دی، کہ آج بے شک تم مکہ میں داخل نہیں ہو رہے۔ لیکن اس بیعت کی وجہ سے وہ وقت بہت جلد آئے گا کہ مکہ فتح ہوگا۔ اور خانہ کعبہ پر اسلام کا پرچم لہرائے گا۔

تو عثمان غنیؓ کی وجہ سے رضا مندی بھی صحابہؓ کو ملی.....!

عثمان غنیؓ کی وجہ سے سکون بھی صحابہ کو ملا.....!

عثمان غنی کی وجہ سے فتح مکہ کی خوشخبری بھی اللہ نے عطا فرمائی.....!!

(۴)..... چوتھا انعام ,,وعدکم اللہ مغانم کثیرۃً'' کہ اے صحابیو! آج تم بہت تنگ دستی میں ہو، بڑے غریب ہو، لیکن عنقریب اللہ تعالیٰ فتوحات کے دروازے کھول کر، مالِ غنیمت کے

دروازے کھول دے گا..... اتنا مالِ غنیمت آئے گا کہ تم نے کبھی دیکھا نہیں ہوگا۔ ,,مغانم کثیرۃً '' علماء فرماتے ہیں اس سے مراد جنگ حنین ہے کہ جس میں ہزاروں بکریاں اور سامان اتنا صحابہ کو ملا' کہ پہلے کبھی نہیں ملا..... ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ صحابہ سے راضی ہو گیا تھا۔ اور راضی ہونے کے بعد پہلے سکون کی خوشخبری دی۔

سکون کے بعد فتح مکہ کی خوشخبری دی۔

چوتھی خوشخبری غنیمت کے مال کی دی۔ کہ جنگ حنین کے بعد تمہارے دروازوں پر غنیمت کے ڈھیر لگا دیئے جائیں گے..... آج صحابہ پیٹ پر پتھر باندھتے ہیں..... وہ وقت بہت جلد آئے گا کہ مدینہ کی گلیوں میں زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں ہوگا..... کوئی تنگ دست اور فاقہ کش نہیں ہوگا۔

(۵)..... پانچواں انعام۔ میں سمجھتا ہوں یہ بہت بڑا انعام ہے۔ اور وہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے..... ,,واخریٰ لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا و کان اللہ علیٰ کل شی ءٍ قدیراً '' علماء کہتے ہیں اس سے مراد بہت بڑی فتح ہے یہ کہ اے صحابیو! آج تم اس پوزیشن میں نہیں ہو کہ دنیا پر غلبہ پا سکو..... ابھی تم اس پر قادر نہیں ہو کہ دنیا کی دو بڑی سلطنتیں (جس طرح آج امریکہ اور روس کی سلطنتیں ہیں اس وقت قیصر و کسریٰ دو بڑی سلطنتیں تھیں) اللہ نے فرمایا اے میرے پیغمبرؐ کے صحابیو! آج تم اس قوت میں نہیں ہو کہ قیصر و کسریٰ کو الٹ سکو' لیکن اس بیعتِ رضوان کی وجہ سے میں خدا عرش پہ اعلان کرتا ہوں کہ.....

واخریٰ لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا.....

آج تم قیصر و کسریٰ کو فتح نہیں کر سکتے ہو' لیکن بہت جلد قیصر بھی تمہارے قدموں میں ہو گا۔ کسریٰ بھی تمہارے قدموں میں ہوگا۔ اور ایران اور روم کے بازاروں میں اسلام کا پرچم لہرا دیا جائے گا۔ اور پوری دنیا میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا غلبہ ہوگا اور یہ غلبہ عثمانِ غنیؓ کے قدموں کے صدقے میں ہوگا۔

واخریٰ لم تقدروا علیھا قد احاط اللہ بھا.....

مسلمانو! اس سے بڑی عظمت کیا ہو سکتی ہے کہ ایک پیغمبر کا صحابی اللہ کا اتنا پسندیدہ ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ نے پانچ انعامات سے نواز دیا۔ وہ انعام جو کسی اور کی وجہ سے نہیں ملے۔

حُبِّ عثمانؓ.....جزوِ ایمان ہے!

ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ تھے۔ ان کی محبت ایک طرف! ان کی عظمت ایک طرف! ان کی بلندیاں ایک طرف! ان کا مقام ایک طرف! لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ کس صحابیؓ کی جان اتنی قیمتی تھی کہ جس کے لئے.....

قیصر بھی تمہارے قدموں پہ.....کسریٰ بھی تمہارے قدموں پہ!
مکہ کی فتح بھی تمہارے قدموں پہ۔
غنیمت کا مال بھی تمہارے قدموں پہ!
رضامندی کا اعلان بھی تمہارے قدموں پہ!

یہ سب کچھ حضورؐ کے تیسرے خلیفہ مظلوم مدینہ عثمان غنیؓ کی وجہ سے پوری امت کو نعمت عطا فرمائی گئی۔

میرے بھائیو! ان آیات سے معلوم ہوا کہ عثمان غنیؓ کی محبت جزو ایمان ہے۔ ایمان کا حصہ ہے۔ لیکن میرے بھائیو! بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایسے لوگ بھی اس دھرتی پر موجود ہیں' کہ جن کا دل عثمان غنیؓ کے بغض سے بھرا ہوا ہے۔ خمینی نے اپنی کتاب کشف اسرار کے صفحہ نمبر ۱۰۷ پر لکھا کہ ,,اللہ تعالیٰ کی ہر بات عدل کے مطابق ہے' لیکن ایک بات عدل کے مطابق نہیں۔ کہتا ہے ,,میں ایسے رب کو رب تسلیم ہی نہیں کرتا' جس نے عثمان غنیؓ جیسے بدقماش کو (معاذ اللہ) خلیفہ بنا دیا''۔

یہ خمینی کی کتاب کشفِ اسرار ہے اور اس کے صفحہ ۱۰۷ پر یہ عبارت موجود ہے۔

مسلمانو! تم مجھے بتاؤ کہ قرآن کی اس آیت کی روشنی میں عثمانِ غنیؓ سے محبت

واجب ہے یا نہیں؟..... خمینی نے اس عثمانؓ کو بدقماش لکھا ہے.....

بدقماش آدمی کی تعریف میں اللہ کے قرآن کی آیتیں اتر سکتی ہیں؟

بدقماش آدمی کو پیغمبرؐ کی بیٹی کا رشتہ مل سکتا ہے؟

.....جس کو تم اپنی بیٹیوں کے رشتے دیتے ہو اسے شریف کہتے ہو..... ,,ہمارا داماد بڑا شریف ہے'' ,,ہمارا بہنوئی بڑا شریف ہے'' ..... کہتے ہو یا نہیں؟..... لیکن جس شخص کو پیغمبرؐ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیاں نکاح میں دیں..... وہ بدقماش ٹھہرا؟

لعنت خمینی پر..... اور ہر اس شخص پر جو یہ سوچ رکھتا ہے.....!!

☆☆☆

(نوٹ: موضوع میں جامعیت پیدا کرنے کے لئے حضرت عثمان غنیؓ کی سیرت اور شہادت پر حضرت فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جامع مسجد حق نواز شہیدؒ جھنگ صدر میں کی گئی تقریر کے ضروری اقتباسات پیش خدمت ہیں۔)

☆☆☆

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حضورؐ سے چار رشتہ داریاں:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک دو باتیں آپ یاد رکھیں بلکہ میں آپ سے کہتا ہوں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ داری تھی۔ آپ بتا سکتے ہیں کہ کتنی رشتہ داریاں تھیں۔ اس مجمع میں کوئی آدمی بتائے کہ عثمان غنی رضے اللہ عنہ کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ داریاں کتنی ہیں۔ بتا سکتا ہے کوئی آپ بڑے مطالعے والے لوگ ہیں، پڑھا لکھا مجمع ہے اور ساری زندگی یہاں علماء کی تقریریں سنی ہیں یہ بڑا آسان سا میں نے سوال کیا ہے، لیکن میں اس کا جواب خود ہی آپ کو دیتا ہوں اس لئے کہ عام طور پر بات ذہن میں نہیں ہوتی۔ پڑھی ہوئی ہوتی ہے، لیکن ذہن میں نہیں رہتی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چار رشتہ داریاں ہیں۔

(۱).....پہلی رشتہ داری یہ ہے کہ چھٹے نمبر پر عرب کے سرداروں میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ہیں وہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دادا ہیں۔ پہلی رشتہ داری۔

(۲).....دوسری رشتہ داری یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہے عروہ۔ عروہ والدہ کا نام ہے اور نانی کا نام ہے ام حکیم البیضاء۔ یہ ام حکیم البیضاء حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سگی نانی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی ہیں۔ تو حضرت عثمان غنیؓ کی سگی نانی رسول اللہ کی سگی پھوپھی کیسے کہ یہ ام حکیم البیضاء حضور علیہ السلام کے والد حضرت عبداللہ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھیں۔ جب یہ جڑواں پیدا ہوئی تھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ کی سگی پھوپھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عروہ کی والدہ ہے تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سگی نانی بنی۔ عثمان غنیؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ دوسرا رشتہ ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے رشتہ میں بڑے قریب ہیں۔

(۳).....تیسری رشتہ داری یہ ہے کہ عثمان غنیؓ کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں تھیں۔ یہ بات آپ سن چکے ہیں تو یہ اعزاز اتنا بڑا ہے کہ ابن عساکر اور ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ عثمان غنیؓ پوری امت محمدیہؐ میں ایک ایسا شخص ہے، بلکہ پوری دنیا میں یہ خصوصیت کسی اور کو حاصل نہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں کوئی نبی ایسا نہیں جس کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے کسی ایک شخص کے نکاح میں آئی ہوں۔ سوائے عثمان غنیؓ کے۔ یہ اعزاز ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا۔

(۴).....چوتھی رشتہ داری یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی کا نام رقیہ رضی اللہ عنہا ہے.....اور رقیہؓ کا ایک بیٹا ہے۔ یہ عثمان غنیؓ کا صاحبزادہ ہوا تو یہ جو عبداللہ ہے اس کے بارے میں دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت ہے کہ آٹھ سال کی عمر میں مرغ کی ایک چونچ اس کی آنکھ میں لگی اور یہ فوت ہو گیا، لیکن دوسری روایت یہ ہے کہ یہ لڑکا فوت نہیں ہوا بلکہ بچ گیا تھا اور بعد میں جنگ یرموک میں جا کر شہید ہوا۔ فاروق اعظمؓ کے دور میں۔

اور اس سے پہلے عبداللہ بن عثمان کا نکاح ہوا تھا حضرت امیر معاویہ کی لڑکی رملہ بنت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ اور یہ رملہ کس کی لڑکی تھی؟ توجہ کیجئے امیر معاویہؓ کی۔ لیکن امیر معاویہ رضے اللہ عنہ کی تین بیویاں تھیں اور تین بیویوں میں اس بیوی کی یہ لڑکی تھی، جس بیوی کا نام قریبۃ الصغریٰ تھا۔ اور قریبۃ الصغریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی ہے۔ تو گویا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی قریبۃ الصغریٰ ہے۔ اس کی لڑکی کا نکاح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کے ساتھ ہوا۔ تو یہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کتنی رشتہ داریاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں؟ چار! میں کہتا ہوں کہ چار رشتہ داریاں نہ بھی ہوں، صرف ایک رشتہ داری ہوتی، ایک تعلق ہوتا، صرف حضرت عثمانؓ نبی کا صحابی ہوتا تو تب بھی عثمان غنی رضے اللہ عنہ کا مقام دنیا میں بہت بلند ہوتا۔ ۸۲ سال کی عمر میں چہرے پر چیچک کے چار پانچ داغ ہیں، رنگ بڑا خوبصورت ہے۔ متوازن قد ہے۔ زندگی بھر متواتر ایک دن روزہ رکھا ایک دن افطار کیا۔ پوری زندگی، اور عثمان غنیؓ عرب کا سب سے مالدار ہے۔

مدینہ میں قحط اور عثمان غنیؓ کا ایثار:

توجہ کیجئے، لیکن وہی عثمان غنیؓ خلافت کے آخری سالوں میں کہتا ہے کہ میرے پاس ایک بکری اور ایک اونٹ کے سوا کچھ نہیں بچا۔ میں نے سارا مال اللہ کے دین پر لٹا دیا۔ میرے بھائیو! میری بات پر غور فرمائیں۔ میں شہادت کے واقعہ کی طرف آ رہا ہوں۔ عثمان غنیؓ کتنا بڑا سخی تھا۔ آپ کو معلوم ہے بئیر رومہ خرید کے دیا۔ یہ بھی پتہ ہے۔ اونٹوں کی قطاریں دیدیں یہ بھی پتہ ہے، لیکن ایک واقعہ جو ابھی میں دہرانا چاہتا ہوں۔ شاید اس کا علم نہ ہو۔ البدایہ والنہایہ میں حافظ عماد الدین ابن کثیر نے لکھا ہے کہ عثمان غنی ابوبکر صدیق کے دور میں صدیق اکبر کے وزیر اور مشیر تھے۔ قحط پڑا مدینے میں، اتنا قحط پڑا مدینے میں کہ لوگوں نے کہا ہم مدینہ چھوڑتے ہیں۔ صدیق اکبر نے ہاتھ اٹھائے۔ اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! تیرے نبی کا شہر ہے۔ اس قحط کو دور کر دے۔ دعا قبول ہوگئی۔

نماز جمعہ کے بعد صحابہ کرام نے سلام پھیرا تو ملک شام کی طرف دیکھا کہ اونٹوں کے پاؤں کی خاک اڑتی ہوئی نظر آئی اور تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ گیارہ بارہ سو اونٹ غلے کے لدے لدائے مدینہ میں داخل ہوئے اور لوگ خوش ہو گئے کہ قحط دور ہو گیا۔ غلہ آ گیا لیکن یہ پتہ نہ چلا کہ غلہ کس کا ہے۔ شام کو پتہ چلا کہ یہ سارا غلہ عثمان غنیؓ کا ہے۔ گیارہ سو اونٹ غلے کے لدے لدائے تو سارے بیوپاری جمع ہو کر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور جا کر کہا اے عثمانؓ! یہ جو اونٹ ہیں ہم اکٹھے خریدنا چاہتے ہیں۔ اور اکٹھے لے کر مدینہ کے لوگوں کو صبح بیچ دیں گے۔ سستے داموں بیچ دیں گے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کتنا منافع دو گے؟ تو انہوں نے کہا کہ شام کی خریداری پر دس روپے منافع دیں گے۔ مثلاً چالیس روپے من کے حساب سے گندم آئی ہے تو ہم دس روپے منافع دیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے۔ انہوں نے کہا بیس روپے دے دیں گے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تیس روپے دے دیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے۔ تو تاجروں نے کہا کہ مدینہ کے بیوپاری تو ہم ہیں تم کس کو بیچ رہے ہو؟ جو اتنا منافع دے رہا ہے تو عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میں جس تاجر کے ہاتھ یہ غلہ بیچ رہا ہوں وہ تاجر دس گنا دنیا میں دے رہا ہے اور ستر گنا آخرت میں دے رہا ہے۔ فرمایا اے لوگو! گواہ ہو جاؤ سارا غلہ میں نے مدینہ کے فقیروں میں تقسیم کر دیا۔

یہ واقعہ بڑا حیرت انگیز ہے، لیکن اس سے اگلی بات اس سے بھی حیرت انگیز ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جس دن یہ خیرات کی حضرت حسن فرماتے ہیں، البدایہ والنہایہ میں ان کا یہ خواب موجود ہے کہ رات کو خواب میں اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے اپنے نانا کو ساری زندگی خوش اتنا کبھی نہیں دیکھا تھا کہ ایک ترکی گھوڑے پر آپ سوار ہیں اور بڑی جلدی میں جا رہے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ نانا جی! آپ آج ٹھہرتے نہیں ہیں اتنی جلدی میں ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا حسنؓ! تجھے نہیں پتا آج عثمانؓ غنی نے فرش پر اتنی بڑی خیرات کی ہے کہ سارے عرش پر چرچا ہو گیا اور آج عثمان غنی کی خیرات پر اللہ تعالیٰ نے ایک حور کا نکاح عثمان غنیؓ کے ساتھ کرنا ہے اور میں اس نکاح کی محفل عروسی میں شرکت کے لیے جا رہا ہوں۔

حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت کے واقعات:

اتنا عظیم انسان اتنی دولت لٹانے والا..... بے ضرر انسان لیکن مسجد نبویؐ کے منبر پہ کھڑا ہے، باغی مسجد میں داخل ہو گئے، حج کا موقع تھا انہوں نے سوچا کہ سارے آدمی حج پہ چلے گئے۔ سو ڈیڑھ سو آدمی مدینہ میں رہ گیا تو سات سو باغی مدینہ میں داخل ہو گئے۔ حضرت عثمان غنیؓ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو ۲۰۰ باغی مسجد میں آ گئے۔ ۳۰۰ آ گئے۔ پھر ۴۰۰ آ گئے اور ایک باغی مجمع میں کھڑا ہو گیا۔ سو آدمی کھڑا ہو گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خطبہ جاری رکھا۔ ایک باغی آگے بڑھا اس نے حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا عصاء پکڑ لیا اور عصاء توڑ کر باہر پھینک دیا۔ اس بے ایمان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ یہ عصاء وہی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں ہوا کرتا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عصاء پھینک دیا۔ حضرت عثمانؓ نے خطبہ جاری رکھا۔ ایک اور باغی آگے بڑھا اس نے حضرت عثمان غنیؓ کے چہرے پہ پتھر مارے، چھوٹی چھوٹی کنکریاں حضرت عثمانؓ کے چہرے پر ماریں۔ حضرت عثمانؓ کا چہرہ خون آلود ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اور پتھر پڑے، اتنے پتھر پڑے کہ یہ پیغمبر علیہ السلام کا دوہرا داماد بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ تھوڑی دیر گزر گئی۔ حضرت عثمانؓ کے منہ میں شہد ڈالا گیا۔ دودھ ڈالا گیا۔ حضرت عثمانؓ کو ہوش آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سرہانے کھڑے ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا ہوش آنے کے بعد، علیؓ! بتاؤ اہل مدینہ کا کیا حال ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا امیر المومنین! لوگ آپ کا حال پوچھنے آئے ہیں۔ آپ اہل مدینہ کا حال پوچھتے ہیں تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا علیؓ! تجھے نہیں پتہ یہ محمدؐ کا مدینہ ہے۔ یہ نبی کا شہر ہے۔ اگر اسی حالت میں میں اسے چھوڑ جاؤں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں گا۔

باغیوں نے مدینہ میں اعلان کر دیا۔ آج کے بعد عثمانؓ مسجد نبویؐ میں نماز نہیں پڑھا سکتا۔ آج کے بعد عثمان مسجد نبویؐ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ باغیوں کا مطالبہ یہ تھا کہ عثمان غنیؓ خلافت چھوڑ دے۔ مدینہ کے باغی عبداللہ ابن سبا شیعہ مذہب کے بانی کے بھیجے ہوئے تھے۔ وہ مصر میں بیٹھا سازش کر رہا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کا حکم ہے' اللہ کے پیغمبر کا حکم ہے' نبی علیہ السلام کا حکم ہے اور نبی کا حکم خدا کا حکم ہوتا ہے کہ عثمانؓ! اللہ تعالیٰ تجھے خلافت کی ایک قمیص پہنائے گا باغی کہیں گے یہ قمیض اتار دے۔ اگر تو نے لوگوں کے کہنے پر یہ قمیض اتاری تو اے عثمانؓ! تو قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا۔ باغیو میں تمہارے کہنے پر خلافت نہیں چھوڑ سکتا۔ باغیوں نے محاصرہ کر لیا' اعلان کر دیا خبردار! عثمانؓ کے گھر کوئی پانی نہیں پہنچا سکتا۔ روٹی نہیں پہنچا سکتا۔ پانچ دن گزر گئے' دس دن گزر گئے' مدینہ کا یہ مظلوم جس نے ساری زندگی اپنے دشمن کو بھی گالی نہیں دی تھی اپنے گھرؓ کے ملازم کو بھی اف نہیں کہا تھا۔ آج ۸۲ سال کا یہ بوڑھا انسان قرآن کی تلاوت کر رہا ہے' لیکن اس کو پانی پینے کی اجازت نہیں ہے' اس کو کھانا کھانے کی اجازت نہیں ہے۔ ۸۲ سال کا بوڑھا ہے' سفید داڑھی ہے روتا ہے اور قرآن پڑھتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کا مدینہ چھوڑنے سے انکار:

میرے بھائیو! دس دن گزر گئے' بیس دن گزر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ فرمایا امیر المومنین! ہمیں حکم کر دیں ہم باغیوں کا مقابلہ کریں۔ ان کو مدینہ سے نکال دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا علیؓ! میں ایسا خلیفہ نہیں بننا چاہتا کہ جس کے دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں قتل عام ہو۔ میں ذبح ہوسکتا ہوں' ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتا ہوں' لیکن مدینہ کے شہر میں لڑائی کا آغاز نہیں کرسکتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ اگر تم میرے ساتھ محبت کرتے ہو تو آرام سے گھر میں بیٹھ جاؤ۔ مغیرہ آئے' امیر المومنین! ہم آپ کو ملک شام بھیج دیتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہؓ کے پاس..... ہم مکہ بھیج دیتے ہیں آپ حج کرآئیں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا مغیرہ! میں دکھوں کی گھڑی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔

عثمان غنیؓ کی بھوک اور پیاس:

میرے بھائیو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پچیس دن کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا امیر المومنین! بھوک لگتی ہے کیا کرتے ہو؟ پیاس لگتی ہے کیا کرتے ہو؟ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا علیؓ! مجھے بھوک لگتی ہے قرآن پڑھتا ہوں، پیاس لگتی ہے نماز پڑھتا ہوں۔

مدینے کا مظلوم ہے، قرآن کی تلاوت کر رہا ہے، نماز پڑھ رہا ہے، تیمّم کر رہا ہے، پچیس دن، تیس دن گزر گئے، ۳۵ دن گزر گئے۔ مدینہ میں کہرام مچا ہوا ہے۔ باغی مکانوں کی چھتوں پر، مکانوں کے دروازوں پر، گلیوں میں کھڑے ہیں۔ محاصرہ جاری ہے بغیر جرم کے، بغیر قصور کے، بغیر خطا کے۔

عثمان غنیؓ کا باغیوں سے خطاب:

۳۷ دنوں کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکان کی چھت پر کھڑے ہو گئے۔ فرمایا باغیو! میری بات غور سے سنو! سب باغی جمع ہو گئے۔ باغیو! تم مجھے نہیں پہچانتے ہو کہ میں کون ہوں؟

کیا میں وہ عثمان نہیں ہوں، جس کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیاں تھیں؟

کیا میں وہ عثمانؓ نہیں ہوں، جس نے میٹھا کنواں پانی کا خرید کر وقف کیا تھا؟

میں تم سے بھیک نہیں مانگتا، جو کنواں میں نے خرید کر وقف کیا تھا آج اسی کنویں سے تم مجھے دو قطرے پانی کے پینے کی اجازت کیوں نہیں دیتے؟ جو میں نے مسجد نبویؐ کی جگہ خرید کر وقف کی تھی، اس مسجد کی میری خریدی ہوئی جگہ پر تم مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے ہو؟ باغیو! میں وہ عثمانؓ ہوں، جس کا نام لے کر چھ

مرتبہ پیغمبر علیہ السلام نے جنتی کہا۔

باغیوں نے کہا عثمانؓ! ,,خلافت چھوڑ دو''۔

حضرات حسنینؓ پہرے پر:

حضرت عثمانؓ مایوس ہو کر پریشان ہو کر مکان کی چھت سے نیچے اتر آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا انہوں نے اپنے بیٹے حسنؓ و حسینؓ کو بلایا۔ اے بیٹو! جاؤ اپنے چچا عثمان رضے اللہ عنہ کے دروازے پر پہرہ دو' مجھے شک ہے کہ باغی کہیں دروازہ توڑ کر اندر نہ چلے جائیں اور تمہارے چچا کو شہید نہ کر ڈالیں۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ تلواریں لے کر حضرت عثمان رضے اللہ عنہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔

حضرت عثمان غنی کا آخری خواب:

میرے بھائیو! حسینؓ نے کربلا کے میدان میں پیاسا رہ کر قرآن پڑھا ہے۔ یہ سبق تو آج چچا کے دروازے سے سیکھ رہا تھا۔ ۳۷ دن گزر گئے ۳۸ دن گزر گئے ۳۹ دن گزر گئے۔ حضرت نائیلہ فرماتی ہیں جس دن حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کی رات تھی۔ آخری رات تہجد کا وقت ہے۔ حضرت عثمانؓ تہجد کے وقت اٹھ بیٹھے۔ فرمایا نائیلہ! میری شہادت کا وقت قریب آ چکا ہے۔ نائیلہ کہتی ہیں میری چیخیں نکل گئیں۔ میں نے کہا امیر المومنین! آپ کے دشمن آپ کا بال بھی بگاڑ نہیں سکتے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا نائلہ! ابھی رات کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمانؓ جو روزہ تم نے چالیس دن سے رکھا ہوا ہے آج اس کی افطاری کا وقت قریب آ چکا ہے۔ حوض کوثر پر اس کی افطاری کا انتظام ہو چکا ہے۔

باغیوں کا حملہ اور مظلوم مدینہ کی شہادت:

نائیلہ کہتی ہیں میں روتی رہی۔ عثمان غنیؓ نے کہا میرا پاجامہ لاؤ۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ میرے کپڑے تیار کرو۔ حضرت عثمانؓ نے پاجامہ پہنا' خوشبو لگائی' نماز تہجد

پڑھی فجر کی نماز پڑھی' قرآن کی تلاوت میں مصروف ہو گئے۔ جمعہ کا دن ہے۔ صبح کا وقت ہے۔ چالیس دن گزر گئے۔ باغی آ گئے' دروازے پر آئے' حضرات حسنؓ و حسینؓ نے مزاحمت کی تو انہوں نے دروازہ کھولا۔ حضرت عثمانؓ غنی گھر میں قرآن پڑھ رہے ہیں۔ باغی مکان کی پچھلی دیوار سے آگے آئے دیوار پھلانگ کر چلے گئے ایک باغی آگے بڑھا اس نے حضرت عثمان غنیؓ کی داڑھی پکڑ لی۔ مدینہ کا مظلوم قرآن پڑھ رہا ہے اس نے داڑھی پکڑ لی۔ حضرت عثمانؓ نے اس کے چہرے کو دیکھا وہ پانی پانی ہو گیا۔ داڑھی چھوڑ دی ایک اور باغی آگے آیا اس نے عثمان غنیؓ کے چہرے پر تھوک دیا اور تھوک کر پیچھے ہٹ گیا۔ حضرت عثمانؓ نے اس کے چہرے کو دیکھا فرمایا میں نے تیرا کچھ نہیں بگاڑا۔ میں نے تجھے برا نہیں کہا' میں نے تجھے گالی نہیں دی' کس جرم میں میرے منہ پر تھوکتا ہے۔ میں قرآن پڑھ رہا ہوں۔ میری سفید داڑھی کو دیکھو..... وہ بے شرم تھا۔ گالیاں دینے لگا ایک اور باغی آگے آیا اس نے ایک لوہے کی لٹھ لے کر عثمان غنیؓ کے سر اقدس پہ ماری۔ سر پر لوہے کی لٹھ ماری ہے کہ خون کا فوارہ نکلا' سارے قرآن کے صفحات خون سے آلودہ ہو گئے۔

کربلا کا میدان کربلا کے شہیدوں کی گواہی دے گا۔

اُحد کا پہاڑ احد کے شہیدوں کی گواہی دے گا۔

میرے بھائیو! یہ قرآن اللہ کی عدالت میں آ کر قیامت کی صبح کو عثمانؓ کے خون کی گواہی دے گا.....! مسجد نبویؐ کے شہید کو دیکھو' مسجد نبویؐ کا شہید ہے۔ صرف مسجد نبویؐ کا نہیں' مصلے رسولؐ کا ہے۔ مصلیٰ رسول کا نہیں محراب رسولؐ کا۔ محرابِ رسولؐ کا نہیں فجر کی نماز کا۔ علماء کہتے ہیں کہ قیامت کے دن مسجد نبویؐ کا مصلی اللہ کی عدالت میں آئے گا۔ کہے گا کہ اے اللہ! میں تیرے نبیؐ کے سجدوں کا بھی گواہ ہوں' میں فاروق اعظمؓ کے خون کے قطروں کا بھی گواہ ہوں۔ وہ گواہ بھی بڑا بے مثال ہے۔ قرآن بھی بے مثال ہے کہ قرآن کے سارے صفحات خون آلود ہو گئے۔ عثمان غنیؓ کو دفعتاً ہوش آیا' ایک اور باغی آگے بڑھا'

اس بدمعاش نے حضرت عثمانؓ کے سینے پر خنجر مارنا چاہا اور وہ خنجر مارنا چاہتا تھا۔ حضرت نائیلہ کی انگلیاں کٹ کر زمین پر گر پڑیں۔ عثمانؓ غنی نے دفعتاً دیکھا' آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اے اللہ! میری ناموس پر حملہ ہو گیا ہے۔ میری عزت کو آج تیرے سوا بچانے والا کوئی نہیں۔ عثمانؓ نے کلمہ شہادت پڑھا۔ جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ ایک اور باغی آگے آیا' اس نے عثمان غنیؓ کے بازو پکڑے۔ بوڑھے انسان کو' ۸۲ سال کے بوڑھے انسان کو' مدینے کے مظلوم کو' جس نے دشمن کو کبھی گالی نہیں دی تھی۔ حدیث میں آتا ہے روایت موجود ہے۔ عثمانؓ وہ حیاء والا انسان ہے کہ جس نے ۸۲ سال تک غسل خانے کے اندر بھی کپڑے اتار کر غسل نہیں کیا تھا۔ ہائے! آج اپنے گھر میں قرآن کے اوپر شہید ہو کر گر پڑا ہے۔ اس کے بازوؤں کو پکڑ کر مکان کے اندر گھسیٹا گیا۔ اور مکان کے صحن میں کوڑا کرکٹ پر لا کر اس کی لاش کو پھینک دیا گیا۔

بے گور و کفن لاشہ:

باغیوں نے کہا کہ خبردار! عثمانؓ کا جنازہ کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ عثمانؓ کو کفن کوئی نہیں پہنا سکتا۔ عثمانؓ کی قبر کوئی تیار نہیں کر سکتا۔

میرے بھائیو! ایسا ظلم دنیا میں کبھی نہ ہوا ہو گا۔ نائیلہ کہتی ہیں میں مظلومِ مدینہ کی لاش پہ بیٹھی ہوں کہ چہرے پہ کپڑا ڈال دوں۔..... میں نے مکان میں دیکھا کپڑا کوئی نہ بچا تھا ..... سارے کپڑوں کو آگ لگ گئی تھی..... سارا سامان جلا دیا گیا تھا..... میں نے سر کا دوپٹہ اتارا' عثمانؓ مظلومِ مدینہ کے چہرے پہ ڈال دیا۔..... آج سارا دن گزر گیا..... مسجد نبویؐ سے اذان کی آواز نہیں آئی..... مسجد نبویؐ سے نماز کی آواز نہیں آئی..... حضرت نائیلہ ساری رات بیٹھی رہیں۔ چوبیس گھنٹے گزر گئے۔

میرے بھائیو! جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کا بھائی آتا ہے' اس کا بیٹا آتا ہے اور اس کا باپ آتا ہے' سر پہ ہاتھ رکھتا ہے۔ بیٹی کوئی بات نہیں' تیرا سہاگ اجڑ گیا تو کوئی بات نہیں' ہم تیرے وارث موجود ہیں' بہن کوئی بات نہیں تیرے وارث

سو گئے ہیں..... لیکن نائیلہ ۲۴ گھنٹے عثمان غنیؓ کی لاش پہ روتی رہی' اس کو تسلی دینے کے لیے مدینے کی گلی سے کوئی نہیں آیا۔

میرے بھائیو! حضرت عثمان غنیؓ کی لاش پہ نائیلہ بیٹھی ہے۔ صبح کا وقت ہے۔ چوبیس گھنٹے گزر گئے ہیں۔ حضرت نائیلہ فرماتی ہیں دفعتاً ایک آدمی نے دروازہ کھولا۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ میں نے کہا کہ یہ عثمان غنیؓ کا غمگسار ہو گا جو دکھ بٹانے آیا ہو گا۔ میرے ساتھ غمگساری کرے گا' لیکن قریب آ کر اس بے ایمان نے عثمانؓ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور ایک زوردار طمانچہ عثمانؓ شہید کے چہرے پر مار دیا۔ طمانچہ مار کر تھوک کر چلا گیا۔ نائیلہ کہتی ہیں میں چیختی رہی' اللہ کی طرف منہ کر کے کہا اے اللہ! عثمانؓ کا کوئی قصور نہیں تھا۔ یہ تو قرآن کا شہید ہے' یہ تو شہیدِ قرآن ہے۔ اے رب العالمین! اس کی ناموس کو تیرے سوا بچانے والا کوئی نہیں۔..... چوبیس گھنٹے اور گزر گئے۔

سیدہ ام حبیبہؓ کا باغیوں سے خطاب:

میرے بھائیو! یہ تین دن گزر گئے' مدینہ کی گلیوں میں کہرام ہے' سکتہ کا عالم ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں..... آج آسمان پھٹ جاتا تو حق تھا۔

آج زمین پھٹ جاتی تو حق ہوتا۔

آج سمندروں کا پانی اچھل جاتا تو حق ہوتا۔

آج کائنات تبدیل ہو جاتی تو حق ہوتا۔

آج قیامت برپا ہو جاتی تو حق ہوتا۔

آج تین دن گزر جانے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن' پیغمبر علیہ السلام کی بیوی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نہ رہا گیا۔ ام حبیبہؓ عثمان غنیؓ کی سگی چچا زاد بہن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے۔ امیر معاویہؓ کی بہن ہے۔ اس سے رہا نہ گیا' روتی ہوئی مسجد نبوی کی سیڑھیوں پر چڑھ گئی اور سیڑھیوں پر چڑھ کر کہا او باغیو! آج تم نے عثمانؓ کا جنازہ نہ اٹھانے دیا تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوہ سر سے دوپٹہ اتار

کر مدینہ کی گلیوں میں آ جاؤں گی اور روؤں گی' میں چلاؤں گی اور عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ تنہا اٹھا کر لے جاؤں گی۔

باغیوں نے سوچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بازار میں آئے گی۔ نبی علیہ السلام کی بیوہ شہر میں آئے گی۔ آسمان سے پتھر برسیں گے۔ زمین پھٹ جائے گی۔

باغی دہل گئے۔ باغیوں نے کہا ام حبیبہؓ ! چار آدمیوں کو لے جا کر عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھا سکتی ہو۔

شام کا وقت ہے۔ نماز عشاء کے بعد ام حبیبہؓ آتی ہیں۔ جنازہ تیار ہوتا ہے' جنازہ کو اٹھانے کے لئے حضرت علی رضے اللہ عنہ ہیں' حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہیں..... چار آدمی جنازہ اٹھانے کے لئے آ رہے ہیں۔ جنازہ کیا اٹھنا ہے..... نماز عشاء کے بعد کا وقت ہے..... کفن پہنایا گیا ہے..... نائیلہ اپنی کٹی ہوئی انگلیوں کے ساتھ چراغ لے کر آگے جا رہی ہے..... چار آدمیوں سے زیادہ جنازہ کوئی نہیں اٹھا سکتا۔

میرے بھائیو! جب جنازہ اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے قریب پہنچا۔ پیغمبر علیہ السلام کی قبر کے قریب جنازہ گیا۔ صبر کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔ صحابہ کی چیخیں نکل گئیں۔ عورتیں مرد گھروں میں بیٹھے رو رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے سامنے جنازہ پہنچا۔ غیب سے آواز آئی کہ ٹھہر جاؤ..... جنازہ رکھ دیا گیا۔ جنازہ رکھنے کی دیر تھی۔ کعب ابن مالکؓ نے اپنے مرثیہ میں لکھا جنازہ رکھا گیا تو غیب سے آواز آئی اے روضہ میں سونے والے پیغمبرؐ! ذرا قبر سے چہرہ اٹھا کر اس مدینے کے مظلوم کو تو دیکھ لے! کعبؓ نے چیخ کر کہا کہ او کعب ابن مالکؓ! تو اپنے باپ مالک کی وفات پر روتا ہے..... عثمانؓ کی شہادت پر آنسو کیوں نہیں بہاتا.....؟

جس کی شہادت سے پہاڑوں میں زلزلہ آیا.....!

جس کی شہادت سے زمین و آسمان روئے.....!

جس کی شہادت پہ قیامت برپا ہوگئی.....!!!

میرے بھائیو! حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا کہ جس دن عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسی دن حضرت حسنؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نانا کو دیکھا کہ پیغمبر علیہ السلام کھڑے ہیں۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے' پھر میں نے دیکھا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے اور اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پہ آئے۔ فرمایا یا رسول اللہ! ان ظالموں سے یہ تو پوچھو کہ کس جرم میں مجھے ذبح کیا گیا۔ حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عرش الٰہی ہلنے لگا اور آسمان سے زمین کی طرف خون کے دو نالے بہا دیئے گئے اور آواز آئی کہ اب قیامت تک لوگوں کا خون اسی طرح بہتا رہے گا کہ اتنے مظلوم کو تم نے ذبح کیا۔

قاتلینِ عثمان غنیؓ کا انجام:

عبداللہ ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں ملک شام میں گیا..... میں دیکھتا ہوں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کی جامع مسجد میں خطبہ دے رہے ہیں..... اور ان کے ہاتھ میں حضرت نائیلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون آلود کرتہ ہے..... ساٹھ ہزار سفید داڑھیوں والے شیوخ مسجد میں بیٹھے ہیں..... لوگو! تم یہاں سوئے بیٹھے ہو' تمہارے خلیفہ کو مدینہ کی گلیوں میں اس طرح ذبح کر ڈالا جس طرح گائے کو ذبح کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں میں نے دیکھا ساٹھ ہزار آدمی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور انہوں نے کہا اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے جب تک عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ نہ لے لیں گے' سر پر تیل نہیں لگائیں گے۔ چارپائی پر نہیں سوئیں گے۔ کنگھا نہیں کریں گے۔ جب تک مدینے کے مظلوم کا بدلہ نہ لے لیں گے۔ باہر نکلا تو دیکھا کہ جامع مسجد کے باہر ایک آدمی پڑا ہے اس کا ہاتھ کوئی نہیں' اس کے پاؤں

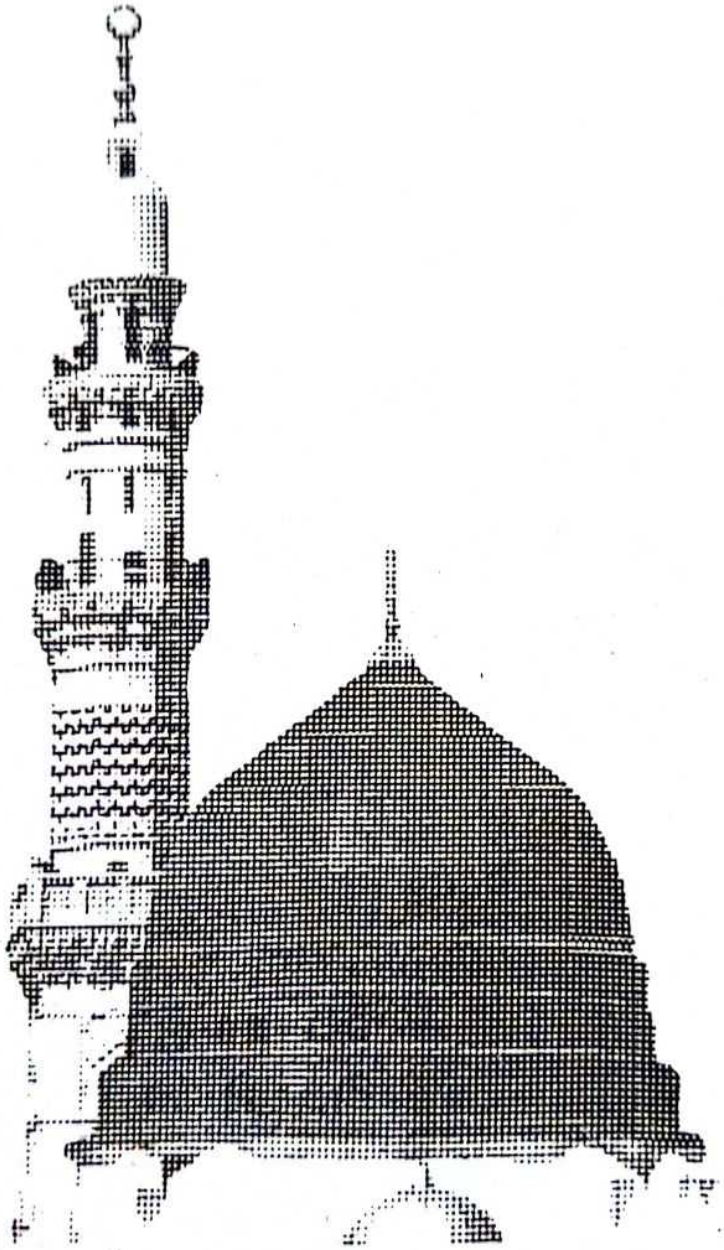
کوئی نہیں' کیڑے پڑے ہوئے ہیں۔ میں قریب ہوا۔ اس نے کہا ابوموسیٰ پیچھے ہٹ جاؤ' میں بدنصیب انسان ہوں۔ حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا اے ابوموسیٰ میں وہ بدنصیب انسان ہوں' جس نے عثمان غنیؓ کو قتل کیا تھا۔ دیکھو میرے ہاتھ ٹوٹ چکے ہیں۔ میرے پاؤں ٹوٹ چکے ہیں۔

عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں کعبۃ اللہ میں طواف کر رہا تھا کہ میں نے دیکھا ایک آدمی طواف کر رہا ہے۔ طواف کرنے کے بعد وہ غلاف کعبہ پکڑ کر رو رہا ہے' میں نے قریب ہو کر سنا کہ وہ کیا کہتا ہے' وہ کہتا ہے اے اللہ! مجھے معافی دے' مجھے پتہ تو ہے تو مجھے معاف نہیں کرے گا۔ میں نے اسے کہا بھائی تو کون ہے؟ اس نے کہنا شروع کیا..... میں وہ عمرو بن حمق بدنصیب ہوں جس نے عثمانؓ کے سر پر لٹھ ماری تھی۔ جس ہاتھ نے لٹھ ماری تھی' دیکھو عبداللہؓ یہ ہاتھ میرا لکڑی بن چکا ہے۔ چالیس سال سے میں رو رہا ہوں۔ میری شنوائی کوئی نہیں ہوتی۔ عبداللہ نے اسے پاؤں کا ٹھڈا باہر آ کر مارا اور کہا دفعہ ہو جا زمین میں تیرے سے برا کوئی نہیں۔

عثمان رضی اللہ عنہ آج بھی پاکستان میں مظلوم ہے۔ مظلوم ہے یا نہیں؟ (مظلوم ہے!)

اس مظلوم کے بارے میں خمینی اپنی کتاب کشف اسرار ۱۰۷ صفحہ پر لکھتا ہے کہ میں ایسے رب کو تسلیم نہیں کرتا جس نے عثمان (رضی اللہ عنہ) جیسے بدقماش لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ معاذ اللہ! میں نے اس مرتبہ یہ پہلا موقع تھا کہ پاکستان کی حکومت کو' عوام کو اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے تمام ڈائریکٹرز کو اور اخبارات کے ایڈیٹروں کو ایک مراسلہ بھیجا کہ ۱۸ ذی الحجہ کو شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دن ہے۔ جس ریڈیو اسٹیشن سے اور ٹیلی ویژن سنٹر سے اس دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر خصوصی پروگرام نشر نہ کیا گیا..... سپاہ صحابہ اس کے سامنے مظاہرہ کرے گی۔ اور اس کے سامنے احتجاج کرے گی۔ یہ مراسلہ درست تھا اللہ کا فضل ہوا کہ ٹیلی ویژن نے تین دن تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پروگرام نشر کیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ریڈیو میں پروگرام نشر کیے گئے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

محمد رسول الله والذين معهٗ اشدّآء على الكفار رحمآء بينهم ترٰهم ركعاً سجداً (الخ)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ o

میرے واجب الاحترام! جھنگ شہر کے غیور نوجوانو اور دوستو۔ آج کا پروگرام انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ مجھ سے پہلے میرے انتہائی مخدوم اور فاضل دوست اور بھائی حضرت مولانا حق نواز صاحب نے بڑے اچھے انداز میں آپ کے سامنے صحابہؓ کے بارے میں گفتگو فرمائی ہے۔ میں بڑا لمبا سفر کر کے کافی دیر کے بعد آپ حضرات کے سامنے پہنچا ہوں۔ طاہر جھنگوی صاحب میرے دوست ہیں اور ان کا شدید اصرار تھا کہ ولادت علی رضی اللہ عنہ کانفرنس میں آپ ضرور شریک ہوں۔ تو بہر حال صورت حال ہمارے آنے کی ایسی تھی کہ طوفان اور بارش کی موجودگی میں ہم یہاں پہنچے ہیں' اس لئے تا کہ یہاں حاضری ہو جائے اور ساری زندگی کا طاہر صاحب کا گلہ بھی ہمارے سر نہ رہے۔ میں انشاء اللہ آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ تھوڑے سے وقت میں پیغمبر علیہ السلام کے اس جلیل القدر بھائی اور داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انشاء اللہ ذکر ہوگا۔

حضرت علیؓ کے بارے میں دو گمراہ فرقے:

میرے دوستو! آپ کو معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسلام میں بہت بڑی فضیلت ہے۔ یہ بات ذرا ذہن میں رکھیے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کے بعد کائنات میں سب سے اونچا درجہ علیؓ کا ہے اور یہی صحیح معیار ہے۔ ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی اگر وہ بات آپ کے اور دنیا کے ذہن میں ہو تو کوئی دنیا کا فرقہ گمراہ نہیں ہو سکتا۔ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؓ اے علیؓ! تیری مثال عیسیٰ ابن مریم کی ہوگی۔ صحابہؓ حیران ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کی مثال عیسیٰ بن مریم کی فرمائی۔

فرمایا اے علیؓ! تیری مثال عیسیٰ بن مریم کی ہوگی کہ جس کے ساتھ ایک طبقہ نے بغض رکھا اور ایک طبقہ نے عیسیٰ کو خدا بنا دیا۔ یہودیوں نے عیسیٰ کو دنیا میں نعوذ باللہ ذلیل انسان تک لکھا' لیکن دوسری طرف عیسائیوں کو دیکھو کہ عیسیٰ کو اتنا بڑھا دیا کہ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ یہودی جنت میں جائے گا' نہ عیسائی جنت میں جائے گا جو خدا کا بیٹا عیسیٰ کو بناتا ہے۔ اے علی! تیری مثال میری امت میں یہی ہوگی۔

آج دنیا کے اندر ایک فرقہ تبت اور بلتستان میں رہتا ہے جو علی کا نام جوتے کے نیچے لکھنا فخر سمجھتا ہے۔

اور ایک طبقہ وہ ہے جو تاریخ کی روشنی میں علی رضی اللہ عنہ کو بزدل بناتا ہے' علی رضی اللہ عنہ کو برا کہتا ہے۔ ایک طبقہ علیؓ کا نام جوتے میں رکھتا ہے اور دوسرا طبقہ علی کو مشکل کشا کہتا ہے۔ علی کو حاجت روا کہتا ہے' علی کو معصوم عن الخطاء کہتا ہے۔ علی کو خدا کی مسند پر بٹھاتا ہے۔ علی کو نبوت کی مسند پر بٹھاتا ہے۔ علی کو اس کے اپنے مرتبہ سے اونچا کر کے دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؓ! تیری وجہ سے دو فرقے گمراہ ہوں گے۔

جو تجھے بڑھائے گا ضرورت سے زیادہ وہ بھی جہنم میں جائے گا۔

اور جو تجھے ضرورت سے زیادہ گھٹائے گا وہ بھی جہنم میں جائے گا۔

حضرت علیؓ کے بارے میں اہلسنت کا عقیدہ:

آج تجزیہ کر کے دیکھو ایک شیعہ کا فرقہ ہے جو علی کو خدا بناتا ہے۔ مشکل کشا کہتا ہے۔

ایک خارجیوں کا فتنہ ہے۔ جو علیؓ کا نام جوتوں میں لکھتا ہے۔

لیکن درمیان میں ایک طبقہ اہل سنت کا ہے جو علیؓ کو نہ خدا بناتا ہے اور نہ برا کہتا ہے۔ علیؓ کو چوتھے نمبر پر رکھتا ہے۔ علیؓ کا دنیا میں اونچا مقام بتاتا ہے۔ علی کی عظمت کو دنیا میں بلند کرتا ہے اور وہ طبقہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ علیؓ مشکل کشا نہیں، حاجت روا نہیں، علیؓ معصوم عن الخطاء نہیں۔

لیکن علیؓ شہرِ علم کا تاجدار ہے۔

علیؓ اقلیمِ زہد کا شہریار ہے۔

علیؓ سلطنتِ فقر کا بادشاہ ہے۔

علیؓ علم صرف اور نحو کا بانی ہے۔

علیؓ چاروں نقشبندی، سہروردی، قادری اور چشتی سلسلوں کا بانی ہے۔

علیؓ اسلام کی تاریخ کا وہ درخشندہ ستارہ ہے کہ جس سے بہتر فیصلہ کرنے والا مدینہ میں کوئی نہیں تھا۔

علیؓ وہ انسان ہے جس کو پیغمبر علیہ السلام نے اپنی بیٹی عطاء فرمائی۔

علیؓ وہ انسان ہے جس نے بچپن میں سب سے پہلے نبیؐ کا کلمہ پڑھا۔

علیؓ وہ انسان ہے کہ جو ۲۷ جنگوں میں ایک جنگ، جنگ تبوک کے علاوہ ہر جنگ میں پیغمبر علیہ السلام کے ہم رکاب رہا ہے۔

علیؓ وہ انسان ہے ..... جس نے غزوہ خندق میں عمرو بن عبدود کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

علیؓ وہ انسان ہے کہ جس نے خیبر کے اندر ایک قلعہ فتح کر کے دنیا کو بتا دیا کہ ۴۰ آدمی جو دروازہ اکھاڑ نہ سکتے تھے، علیؓ نے اس کو اکیلے اکھاڑ کر ہاتھوں پہ اٹھالیا اور دنیا نے یہ کہا یہ علی ہے اور علیؓ سے بہادر اس وقت کوئی نہیں۔

علیؓ وہ انسان ہے کہ جس نے خیبر کے اندر مرحب کا سر اڑا دیا۔

علیؓ وہ عظیم انسان ہے کہ جو مرحب کے ساتھ میدان میں اترتا ہے۔

علیؓ وہ انسان ہے کہ جو مرحب کے ساتھ پہلوانی پہ آتا ہے تو میرے دوستو جب علیؓ اور مرحب کی پہلوانی ہوتی ہے دنیا نے دیکھا کہ مرحب کہتا ہے کہ میں اتنا بڑا پہلوان ہوں۔ میری پچاس سال کی عمر ہے تو کل کا بچہ میرا کیا مقابلہ کرے گا.....؟ تو علیؓ نے جواب دیا.....او مرحب! یاد رکھ میں وہ علی ہوں جس کی ماں نے جس کا نام حیدر رکھا ہے۔ میں وہ علی ہوں کہ جس طرح ایک جھاڑی کے اندر سے شیر نکل کر حملہ آور ہوتا ہے۔ اس طرح حملہ آور ہوں گا اور تیرے قدموں کو کاٹ دونگا۔ تیری بہادری کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا اور جس وقت علی نے اس مرحب کو گرایا تو اس مرحب نے بڑی عجیب بات کہی' اس نے کہا:

یہ شکستِ فاش مجھ کو آج پہلی بار ہے
معلوم ہوتا ہے کہ تو ہی حیدرِ کرارؓ ہے

حضرت علیؓ کی ولادت اور ابتدائی بنیادی معلومات:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں میرے دوستو ایک بات تصدیق تک پہنچی ہے۔ اس پر بعض لوگوں نے کلام کیا ہے' لیکن عام طور پر مورخین اور محدثین نے اس بات کو قبول کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

کہاں پیدا ہوئے.....؟

خانہ کعبہ میں.....!!

حضرت علی رضی اللہ عنہ کل چار بھائی ہیں۔ ابوطالب ان کے والد ہیں۔ ابوطالب کا نام عبد مناف ہے۔ علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی کا نام ہے طالب جو فوت ہو گئے تھے۔ دوسرے بھائی ہیں جعفر' تیسرے بھائی ہیں عقیل اور چوتھے خود علیؓ ہیں۔ علی سب سے چھوٹے ہیں۔ علی کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی ہے اور خانہ کعبہ میں ان دنوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی ہے کہ جس وقت خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بتوں کی پرستش ہوتی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے۔ فاطمہ بنت اسد کسی

کام کی غرض سے وہاں گئی ہوں گی اور وہاں بچہ پیدا ہو گیا تو خانہ کعبہ میں پیدائش یہ ایک اتفاقی بات ہے۔

خانہ کعبہ میں ولادت ایک اتفاقی امر ہے:

بعض لوگ مبالغہ کرتے ہیں جس طرح وہ مبالغہ کر کے علی کو مشکل کشا بنا دیتے ہیں، علی کو حاجت روا کہتے ہیں اسی طرح وہ حضرت علی کی اس بات کو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اس بات کو بہانہ بنا کر کہتے ہیں جی شیرِ خدا خانہ کعبہ میں پیدا ہوا۔ جو خانہ کعبہ میں پیدا ہو خلیفہ اول وہی ہوتا ہے۔ ان پاگلوں کو یہ پتہ نہیں کہ کعبہ میں پیدا ہونا فضیلت نہیں ہے۔ کعبہ میں پیدا ہونا ایک اتفاقی بات ہے۔

کعبہ میں پیدا ہونا اگر فضیلت کی بات ہوتی تو خدا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کعبہ میں پیدا کرتا۔

خدا اپنے نبی کو بھی کعبہ میں پیدا کرتا۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کعبہ میں ہی پیدا ہوتے۔

اگر کعبہ میں پیدا ہونا عظمت کی دلیل ہوتی تو آمنہ کا دریتیم اپنے گھر میں پیدا نہ ہوتا وہ بھی کعبہ میں پیدا ہوتا۔

آمنہ بھی کعبہ میں آتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں پیدا ہوتے۔ بھئی!

کعبہ کے اندر پیدا ہونا ایک اتفاقی بات ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ کعبہ کوئی میٹرنٹی ہوم تو نہیں تھا۔ کعبہ کوئی ولادت خانہ تو نہیں تھا۔ کعبہ تو عبادت خانہ تھا تو عبادت خانہ میں ایک عورت اگر کسی کام کے لیے آتی ہے۔ یہاں بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو اس کو آپ فضیلت کی بات سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اصل میں یہ انہی لوگوں کا ڈھکوسلہ ہے کہ جن کے نزدیک علیؓ کا درجہ نبی سے بھی بلند ہے، جو علیؓ کا درجہ نبیؐ سے اونچا کرنا چاہتے ہیں وہ یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ دیکھو بھئی نبی تو کعبہ میں پیدا نہیں ہوئے اور علیؓ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ اس لئے علی کا مقام نبی سے بھی زیادہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے فرما چکے ہیں۔

علیؓ تیری وجہ سے وہ فرقہ بھی گمراہ ہوگا جو مبالغہ کرے گا محبت میں۔
وہ بھی گمراہ ہوگا جو مبالغہ کرے گا تیرے اختلاف میں۔

میرے دوستو! پیغمبر علیہ السلام نے اسی وقت اس فرقہ کو گمراہ ثابت کر دیا تھا اس لئے کہ ولادت کی بات کو کوئی خلافت پر قیاس کرے..... ولادت کی بات کو کوئی علی رضی اللہ عنہ کے پہلے نمبر پر قیاس کرے اس سے بڑا دھوکہ اور اس سے بڑا جھوٹ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

یہ بات صحیح ہوگی کہ علیؓ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ ٹھیک ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۱۳ رجب کو ہوئی۔ کس تاریخ کو.....؟ ۱۳ رجب کو۔ ۱۳ رجب حضور علیہ السلام کی بعثت سے یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ فرمایا اس سے چھ سال پہلے۔ ایک روایت میں ہے کہ آٹھ سال پہلے۔ علامہ سیوطی نے یہاں تک لکھا ہے کہ سات سال پہلے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اس سے سات سال پہلے اور آٹھ سال پہلے یا چھ سال پہلے صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے چھ سال پہلے پیدا ہوئے۔ یعنی جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اس وقت علی رضی اللہ عنہ کی عمر چھ سال تھی۔

حضرت علیؓ کا قبولِ اسلام:

حضرت علی چھ سال کے بچے تھے اور چھ سال کے بچے کے سامنے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ کی بات آئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے فرمایا کہ میں اپنے والد سے پوچھوں گا..... والد نے کہا تیری مرضی ہے۔ اچھی بات ہے اگر ماننا چاہتا ہے مان لے۔ نہیں ماننا چاہتا تو کوئی مجھے عذر نہیں ہے۔ مجھے کوئی عذر، کوئی اختلاف نہیں ہے۔ گویا کہ ایمان لانے میں اس بچے کی عمر چھ سال ہے۔ اس نے اپنے والد سے پوچھ لیا۔ ٹھیک ہے بھئی! بچے نے سب سے پہلے کلمہ پڑھ لیا پہلے بھی مان لیتے ہیں، لیکن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چھ سال کی عمر کا کلمہ یہ تو تمہیں یاد آتا ہے کہ علی نے چھ سال کی عمر

میں کلمہ پڑھ لیا اور علیؓ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا کلمہ پڑھنے والا تھا' لیکن ایک بات پر تم نے غور تو کیا ہوتا کہ علیؓ کی عمر تو چھ سال ہے اور چھ سال کا بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے کھاتا پیتا ہے۔ جس کے گھر سے کھاتا پیتا ہے۔ اس کا اگر وہ کلمہ پڑھ لے گا کوئی بڑی بات بھی نہیں بنتی۔ اس لئے کہ جس نے بڑی بات کا دنیا کے سامنے اظہار کیا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ جس کی عمر ۳۸ سال ہے اور کپڑے کا سب سے بڑا تاجر ہے۔ اس کے کلمہ پڑھنے پر تمہیں تعجب نہیں ہوتا۔ علیؓ کے چھ سال کے عمر میں کلمہ پڑھنے پر تعجب ہوتا ہے۔

اور جس کے گھر سے کھاتا ہے اس کا کلمہ پڑھا کیا کمال ہے؟

مرتبہ اپنی جگہ موجود ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ علی نے چھ سال کی عمر میں نبی کا کلمہ پڑھا لیکن علی کے چھ سال کی عمر میں کلمہ پڑھنے سے تعجب نہیں۔ اس لئے نہیں ہوتا کہ جس کے گھر سے کھاتے ہیں اسی کا کلمہ پڑھا اور پھر ایک بات ہے۔ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات نہیں' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھی بات ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے نبی کا کلمہ پڑھا تو بیوی نے شوہر کا کلمہ پڑھ لیا کوئی بڑی بات نہ ہوئی۔

ام ایمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ ہیں۔ والدہ نے بیٹے کا کلمہ پڑھ لیا کوئی بڑی بات نہ ہوئی۔

زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ غلام نے آقا کا کلمہ پڑھ لیا کوئی بڑی بات نہ ہوئی۔

بچہ کلمہ پڑھے بڑی بات نہیں..... بیوی کلمہ پڑھے بڑی بات نہیں..... غلام کلمہ پڑھے بڑی بات نہیں..... ماں بیٹے کا کلمہ پڑھے بڑی بات نہیں..... اس لئے ابوجہل کو ان کے کلمہ پڑھنے پہ تکلیف نہیں ہوئی..... عتبہ کو تکلیف نہیں ہوئی..... شیبہ کو تکلیف نہیں

ہوئی لیکن جس وقت ایک کپڑے کا تاجر ابوبکر رضی اللہ عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں آتا ہے تو مکہ کی گلیوں میں کہرام مچ جاتا ہے۔

حدیثِ فاطمہؓ کا شانِ ورود اور چند غلط فہمیوں کا ازالہ:

میرے دوستو! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اپنی جگہ.....! میں تقریر شروع کرنے سے پہلے ایک بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ہی انشاء اللہ میں اس تھوڑے وقت میں بیان کروں گا' لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہمارے لوگوں میں ہیں' مثلاً ایک یہ غلط فہمی ہے پیدائش کے بارے میں کہ پیدائش کو بنیاد بنا کر خلافت کی بات کرتے ہیں۔ یہ بھی پرلے درجے کی جہالت ہے۔ اور اس کے علاوہ ایک اور بات ہے توجہ کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْفَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ.....

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔' جس نے فاطمہ کو تنگ کیا اس نے محمد مصطفیٰ کو تنگ کیا۔

ایک رافضی مجھے کہنے لگا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تنگ کرنا ہے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے پہلے ہی فرمادیا کہ جس نے فاطمہ کو تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا۔

میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علیحدہ حدیث بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ابوبکر تو ہر وقت نبی کے ساتھ تھے' حضور ویسے ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرما دیتے۔ ابوبکر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دیکھنا میری بیٹی کو کچھ نہ کہنا۔ ویسے ہی فرمادیتے۔ حضورؐ کو یہ فرمانے کی کیا ضرورت تھی' لیکن لوگوں کی جہالت کی حد ہوگئی۔

اَلْفَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ.....

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے فاطمہ کو تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا۔

یہ حدیث فرمائی کس لئے لیکن فٹ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کر دی گئی..... آپ کو پتہ ہے کہ یہ حدیث حضور علیہ السلام نے کس موقع پر فرمائی کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حضرت فاطمہ ناراض ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چلی آئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا فاطمہؓ! کیوں ناراض ہے۔

تو فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہ یا رسول اللہ! اے ابا جان! جس گھر میں میں رہتی ہوں اسی گھر میں اگر آپ کے دشمن کی بیٹی رہے تو پھر کیا میرا گزارا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے.....؟ فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہ یا رسول اللہ! جس گھر میں میں رہتی ہوں اس گھر میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابوجہل کی لڑکی کو لانا چاہتے ہیں۔

اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے..... آپ کے چچازاد بھائی نے..... ابوجہل کی لڑکی سے منگنی کر لی، منگنی ہو چکی ہے نکاح کی بات ہو چکی ہے اور جس گھر میں میں ہوں اس گھر میں ابوجہل کی لڑکی آئے گی تو کیا بنے گا؟

جس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمائی۔ اسی وقت حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا۔ اے علی! تجھے پتہ نہیں؟

الفاطمة بضعة منی من أذاها فقد أذانی.....

کہ فاطمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا۔

جب حضور علیہ السلام کی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنی تو فوراً شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔

چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پوری زندگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی اور بیوی سے نکاح نہیں کیا۔ یہ بھی حضرت علی کا اعزاز ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر علیؓ نے عمل کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت تو یہ بنے گی کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر عمل کیا۔ نبیؐ کے حکم پر عمل کیا۔ نبیؐ کو ناراض نہیں کیا۔ اپنی خواہش کو قربان کر دیا۔ لیکن پیغمبر علیہ السلام کی خواہش پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا۔ لیکن حدیث غلط مستعمل ہوتی ہے۔

چار باتوں میں حضرت علیؓ کی فضیلت:

اور اس کے علاوہ میرے دوستو! ایک بات ذہن میں آپ کے رہنی چاہیئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام چار باتوں میں تمام صحابہ سے بلند ہے۔

1: ایک بات کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بچپن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پرورش پاتے رہے۔ یہ اعزاز کسی اور کو نہیں ملا کہ کسی نے نبی علیہ السلام کے گھر پرورش پائی ہو۔

2: دوسری فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ حضرت علیؓ سے اچھا فقیہہ، حضرت علیؓ سے اچھا فیصلہ کرنے والا اور کوئی نہیں تھا، کئی مسئلے ایسے تھے کہ حضورؐ کے پاس فیصلہ آتا تو حضورؐ فرماتے ان کا فیصلہ علیؓ کرے گا۔ کئی ایسے مسئلے ہوتے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں کوئی مسئلہ درپیش آتا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے فیصلہ علیؓ کرے گا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں کئی ایسے مسئلے پیش آتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فیصلے کے لئے کہتے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا اعزاز ہے کہ آپ سب سے بڑے فیصلہ کرنے والے تھے۔

3: تیسری بات جو سب سے اہم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے، حضور علیہ السلام نے فرمایا.....

اما ترضیٰ یا علی ان تکون منی بمنزلت ھارون من

موسیٰ!

اے علی! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو میرے لئے اس طرح ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔

یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کا بھائی ہارون علیہ السلام تھا' اسی طرح میرے لیے تو ہے۔ یہ اعزاز اور کسی کو نہیں ملا کہ حضور علیہ السلام نے کسی نبی کا ذکر کر کے اس کے ساتھ مشابہت فرمائی ہو' یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پیغمبر علیہ السلام نے مشابہت فرمائی ہے کہ علیؓ تو میرے لئے اس طرح ہے جس طرح موسیٰ کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔

لیکن اس حدیث سے لوگوں نے مطلب غلط لیا کہ دیکھو موسیٰ کے بعد چونکہ ہارون کا درجہ تھا..... اس لئے حضور علیہ السلام کے بعد درجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہونا چاہیئے۔ اس حدیث کی بنیاد پر۔ لیکن اگر میں آپ کو یہ بتاؤں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی حضرت ہارون علیہ السلام فوت ہو گئے' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد پھر ہارون آئے تو درجہ کیسے بعد میں ہو گیا۔

حدیث کی تحقیق:

اور آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ یہ حدیث حضور علیہ السلام نے کس موقع پر فرمائی؟ حضور علیہ السلام نے جنگِ تبوک کے موقع پر فرمایا علیؓ! مدینہ منورہ میں جنگِ تبوک کے موقع پر تو میرا جانشین ہے' میرا قائم مقام ہے..... علیؓ مدینہ میں رہ گئے۔ جب وہ لشکر چلا گیا جنگِ تبوک والا۔ جس کی تعداد ۳۰ ہزار تھی۔ اڑھائی لاکھ رومیوں کے ساتھ جس کا مقابلہ تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مدینہ کی عورتوں نے کہا کہ اے علیؓ! آپ اتنے بہادر ہیں۔ آپ کو پیغمبر علیہ السلام یہاں عورتوں میں چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ بات بہادری کے خلاف ہے۔ آپ کی جرات کے خلاف ہے..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اتنا جوش دلا دیا جہاد کا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ چھوڑ دیا۔ مدینہ چھوڑ کر لشکر کے پیچھے چل

پڑے۔ مقام جرب پر پہنچے' حضور علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی' حضورؐ نے فرمایا اے علیؓ! میں تمہیں مدینہ میں اپنا قائم مقام بنا کر آیا تھا تو میرے پیچھے چلا آیا.....تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا (یہ لفظ طبری میں موجود ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا.....

"اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بچوں اور عورتوں میں مجھے چھوڑ کر آ گئے۔"

اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا.....

اما ترضیٰ یا علی ان تکون منی بمنزلت ھارون من موسیٰ!

اے علیؓ! کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہوتا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر گئے اور اپنے بھائی ہارون کو بھائی سمجھ کر پیچھے چھوڑ کر آ گئے تو اسی طرح میں تبوک میں آیا تو تجھے اپنا بھائی سمجھ کر مدینہ میں چھوڑ کر آیا.....

تو یہاں سے خلافت اول کیسے ثابت ہوگئی؟

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہیں سے واپس چلے آئے۔ یہ تین اعزاز ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے۔

4: چوتھا اعزاز وہ سب سے بڑا ہے۔ وہ کائنات میں کسی اور کو ملا ہی نہیں ہے۔ توجہ کریں! حضور علیہ السلام کے ۲۳ سالہ دورِ نبوت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ۲۶ جنگوں میں شرکت کی۔

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بدر میں آئے تو ۹ دشمنانِ رسول کو قتل کیا۔

احد کے میدان میں ۷ نبی کے دشمن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیے۔

خیبر کے معرکے میں جس میں دس بارہ بڑے بڑے قلعے تھے' ان بارہ قلعوں میں گیارہ قلعے فتح ہو گئے ایک قلعہ تھا اس کو تمام صحابہؓ جا کر فتح کرنے لگے وہ قلعہ فتح نہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل کو میں ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں اسلام کا پرچم دوں گا کہ جس کے ہاتھ پر قلعہ فتح ہو جائے گا.....دوسرا دن ہوا تمام صحابہؓ آ گئے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ آئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا علیؓ کہاں ہے۔ پتہ چلا کہ حضرت علیؓ کی

آنکھوں میں تکلیف ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا علیؓ کو بلاؤ۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا علیؓ! تم کیوں نہیں آئے۔ فرمایا میری آنکھوں میں تکلیف ہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے نبوت والا لعاب اس علیؓ کی آنکھوں میں لگا دیا۔

وہی لعاب لگایا جو کسی وقت صدیق اکبرؓ کی ایڑی پہ لگایا گیا تھا۔

وہی لعاب لگایا جو جابر ابن عبداللہ کی ہنڈیا میں ڈالا گیا تھا۔

وہی لعاب پیغمبر نے علی المرتضیٰ کی آنکھوں میں لگایا۔

علیؓ فرماتے ہیں کہ جب نبیؐ کا لعاب لگا۔ آنکھیں ایسی ہو گئیں کہ جیسے زندگی میں کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

اور یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ مختار کل نہیں ہیں۔

علی رضی اللہ عنہ معصوم عن الخطاء نہیں ہیں۔

علی مشکل کشا نہیں ہیں۔

جب علی رضی اللہ عنہ کو مشکل آئی، علی کی آنکھ میں تکلیف آئی تو مشکل کشائی علی اپنی خود تو کر نہیں سکے، بلکہ معجزہ پیغمبر علیہ السلام کا صادر ہوا کہ نبیؐ کا لعاب علیؓ کی آنکھوں پہ لگا۔ یہیں سے پتہ چل گیا کہ مشکل کشا اللہ کے سوا دنیا میں کوئی نہیں۔

میرے دوستو! یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدر میں بہادری کے جوہر دکھائے.....

احد میں بہادری کے جوہر دکھائے.....

خندق میں بہادری کے جوہر دکھائے.....

ذوالعشیرہ میں بہادری کے جوہر دکھائے.....

جگِ موتہ میں علیؓ نے جوہر دکھائے.....

غزوۂ خیبر میں علیؓ بہادری کے جوہر دکھاتا ہے.....

غزوہ حنین میں علیؓ بہادری کے جوہر دکھاتا ہے.....

صلح حدیبیہ میں علیؓ بہادری کے جوہر دکھاتا ہے۔
فتح مکہ میں علیؓ جرات و بسالت کے سبق دنیا کو پڑھاتا ہے.....
اور یہ ۲۶ جنگوں میں علی المرتضیٰ براہِ راست شریک ہیں اور ہر موقعہ پر علیؓ کی بہادری کے نقش پوری دنیا کے سامنے روشن ہو گئے ہیں۔ یہ علیؓ کا اعزاز ہے کہ ۲۷ جنگوں میں سے ۲۶ جنگوں میں علیؓ شریک ہے۔

حضرت علیؓ دورِ خلفاء ثلاثہ میں:

اور اس کے بعد جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دو سال تین مہینے دس دن تک خلیفہ رہے اور اس پوری مدت میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیکرٹریٹ کے نگران ہیں۔ ابوبکر صدیق کے پرائم منسٹر ہاؤس کے نگران ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سیکرٹریٹ کے نگران ہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشیر ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وزیر ہے گویا جو اصلاحات صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ہوئیں ان اصلاحات میں بھی شیرِ خدا علیؓ کا حصہ ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ دس سال کی مدت میں جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۳۶۰۰ علاقوں کو فتح کر لیا تو ان ۳۶۰۰ علاقوں کی فتوحات کے اندر بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حصہ ہے۔ کیونکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی وزیر اور مشیر رہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب ۶۴ لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرا دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ۴۶۰۰۰ علاقوں کو جب فتح کر لیا تو اس موقع پر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وزیر ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے مشیر ہیں۔

گویا کہ یہ اتنا بڑا اعزاز ہے کہ علیؓ نبوت کے ۲۳ سالوں میں بہادری کے جوہر دکھاتا ہے۔

صدیق کے دو سالوں میں علی وزارت کا قلمدان اٹھاتا ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دس سالوں میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مشیر ہونے کی حیثیت سے پوری دنیا کی فتوحات میں حصہ ڈالتا ہے۔

اور عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں بارہ سال تک عظمت و بسالت اور جرات و شجاعت کے اندر حصہ ڈال کر دنیا میں اپنی عظمت کا لوہا منواتا ہے۔

یہ اعزاز علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی کو نہیں ملا کہ علیؓ ۲۳ سال محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے۔ ۲ سال میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقتدی ہے اور مشیر ہے اور دس سال میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مشیر ہے۔ بارہ سال تک عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مشیر ہے۔ یہ اعزاز ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہؓ میں کسی اور کو نہیں ملا۔

علی کو تلاش کرنا ہے، علی آپ کو ملنگوں کے گھروندوں میں نہیں ملے گا۔

علیؓ آپ کو کسی ایمان بگاڑے میں نہیں ملے گا۔ علیؓ آپ کو مسجد میں ملے گا۔

ہمیں نظر آتا ہے کہ علیؓ صدیقؓ کے پاس ملے گا۔

حضرت علیؓ کی صدیق اکبرؓ سے رشتہ داری:

ہمیں نظر آتا ہے کہ علی المرتضیٰ نے صدیق اکبر سے جو رشتہ داری کی ہے۔ اس رشتہ داری کی مثال کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ صرف ایک بات پر کوئی آدمی انگلی نہیں رکھ سکتا۔

حضرت علیؓ کی نو بیویاں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی بیوی ہیں حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تین لڑکے تین لڑکیاں ان سے ہیں۔

دوسری بیوی کا نام ہے امامہ بنت زینبؓ۔ یہ حضرت علی کی دوسری بیوی امامہ کون تھی؟ اگر حضورؐ کی بیٹی ایک تھی تو امامہ کون تھی؟ کبھی اس پر بھی غور کیا؟ حضرت فاطمہؓ کی وفات کا وقت آیا تو علی رونے لگے۔ کتابوں میں موجود ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا علیؓ! کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا تیری وفات کے بعد، تیرے جانے کے بعد مجھی تیرے جیسی خدمت والی عورت نہیں ملے گی۔ تو حضرت فاطمہ نے فرمایا اے علی! اگر

میرے جیسی عورت کو تلاش کرنا چاہتے ہو تو میری بڑی بہن زینب کی لڑکی امامہ جوان ہو چکی ہے وہ میری بھانجی ہے۔ میری وفات کے بعد ان کے ساتھ شادی کرنا۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیرِ خدا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد امامہ کے ساتھ شادی کی۔ اب دیکھو امامہ کے ساتھ جب علی شادی کرتا ہے تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک نبی کی بیٹی فاطمہ تھی۔ ایک نبی کی نواسی امامہ آ گئی۔ اب دیکھو جب علی کے گھر میں امامہ آئی تو وہ زینبؓ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی ہے وہ علی المرتضیٰ کی ساس بنی۔ وہ حضور علیہ السلام کی بیٹی ہے اور علی کی ساس بنی اور تمہیں پتہ ہے کہ ساس ماں کے درجہ میں ہوتی ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کی دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹی فاطمہ علی کی بیوی ہے۔ ایک بیٹی ساس ہے' علی کی گویا کہ جو ساس ہے' وہ تو علی کی ماں کہلائی۔ یار! لوگوں نے علی المرتضیٰ کی بیوی کو تو یاد رکھا' علی کی ماں کو بھلا دیا۔ یہ بھی بڑی عجیب بات ہے کہ زینبؓ علی کی ساس ہے۔ اس ساس کو بھلاتے ہو بیوی کو یاد رکھتے ہو؟ اس سے بڑا ظلم کیا ہے۔ اگر یہ زینب ساس نہیں تو مجھے بتاؤ امامہ کس کی لڑکی ہے؟

ایک ہار گم ہوا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے وہ ہار اٹھایا اور کہا صحابہؓ سے کہ یہ میری بیٹی کا ہار ہے۔ صحابہ نے حیرانی کا اظہار کیا۔ حضور علیہ السلام نے وہی ہار لے کر زینب کی بیٹی امامہ کے گلے میں ڈال دیا۔ مجھے بتاؤ کہ امامہ کو اتنا مرتبہ حاصل ہے کہ امامہ علی المرتضیٰ کی بیوی بنتی ہے ار پھر اسی امامہ کے بطن سے علی کے دو بچے پیدا ہوئے۔ کتنے بچے پیدا ہوئے.....؟ (دو) ایک بچے کا نام زید ابن علی اور ایک کا نام یحییٰ ابن علی کس کے لڑکے ہیں؟ کس کے نواسے ہیں؟ حضور علیہ السلام کی ایک صاحبزادی فاطمہ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہے ایک صاحبزادی زینبؓ علی المرتضیٰ کی ساس ہے۔

حضرت علیؓ کی ازواج واولاد:

توجہ کریں! ایک حضرت علی رضی تعالیٰ عنہ کی بیوی کا نام ہے فاطمہ بنت محمدؐ۔ دوسری بیوی کا نام ہے امامہ بنت زینب۔ تیسری بیوی کا نام ہے ام البنین بنت حرام۔

چوتھی بیوی کا نام ہے لیلیٰ بنت مسعود' پانچویں بیوی کا نام امامہ بنت امراء القیس' چھٹی بیوی کا نام ہے مسیاز بنت امراء القیس۔ ساتویں بیوی کا نام ہے ام حبیبہ بنت ربیعہ۔ آٹھویں بیوی کا نام ہے جودہ اور نویں بیوی کا نام ہے رملہ۔ یہ حضرت علی رضی اللہ کی ۹ بیویاں ہیں۔ ان نو بیویوں کی اولاد ہے۔ ان نو بیویوں کے لڑکے ہیں ۹۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کل لڑکے ۱۵ ہیں' لیکن ان نو بیویوں کے نو لڑکے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اٹھارہ لڑکیاں ہیں۔ باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چھ لڑکے کس سے ہیں؟ باندیوں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ۱۵ لڑکے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اٹھارہ لڑکیاں ہیں۔ ان پندرہ لڑکوں میں ایک ایک لڑکے کا نام علیحدہ لمبی تفصیل ہے۔ ایک لڑکے کا نام عمر ہے اور ایک نام عبیداللہ ہے۔ ایک نام عثمان ہے اور ایک تاریخ میں میں نے یہ بھی پڑھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک لڑکے کا نام معاویہ ہے۔ ایک لڑکے کا نام طلحہ ہے۔ ایک لڑکے کا نام زبیر بھی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لڑکے ہیں۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک لڑکی کا نام زینب ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک لڑکی کا نام عائشہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک لڑکی کا نام حفصہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک لڑکی کا نام میمونہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک لڑکی کا نام ام ہانی ہے۔

..... یہ علی رضی اللہ عنہ کی بچیاں ہیں۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کے یہ نام رکھے.....

اگر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اختلاف تھا۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اختلاف تھا۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے نعوذ باللہ علی رضی اللہ عنہ کا حق چھین لیا تھا..... تو علی نے

اپنے بچوں کا نام دشمن کے ناموں پر کیوں رکھا؟

ایک رافضی مجھے کہنے لگا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دشمنوں کے نام پر بچوں کا نام اس لیے رکھا تا کہ دشمن ہر وقت سامنے رہیں۔ میں نے کہا تم پھر اس طرح کرو کہ آج کے بعد اپنے کسی بیٹے کا نام شمر رکھو۔ کسی بیٹے کا نام یزید رکھو۔ کسی کا نام ابن زیاد رکھو۔ تا کہ تمہارے دشمن ہر وقت تمہارے سامنے رہیں۔ اور صبح سے لے کر شام تک ان کی پٹائی بھی کرتے رہو۔ یہ کوئی بات ہے؟

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک ایک بات پر میں دنیائے رفض کو چیلنج کر سکتا ہوں کہ بتاؤ دنیا کا کونسا کام ہے کہ جس میں علی رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک نہیں تھا.....؟؟

ایک بات تو بتاؤ۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے۔ (تمہارے بقول) علی رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جب وفات ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔ جنازہ تیار کر کے مسجد نبوی سے باہر رکھا گیا۔ حضرت ابوبکر کی خلافت کا زمانہ ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا علیؓ یہ بیوی آپ کی ہے۔ اس کا جنازہ آپ پڑھائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ (شیعہ کی کتابوں میں بھی ہے اور سنیوں کی کتاب ترمذی شریف میں موجود ہے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس قوم میں ابوبکر موجود ہو..... کسی اور کے لئے جائز نہیں کہ مصلے پر کھڑا ہو' چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے حضرت فاطمہؓ کا جنازہ پڑھا۔ حضرت حسنؓ نے بھی پڑھا' حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی پیچھے جنازہ پڑھا۔ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے علی رضی اللہ عنہ کو اختلاف تھا' دشمنی تھی' جنازہ پیچھے کیوں پڑھا؟ امامت قبول کیوں کی؟ اقتداء قبول کیوں کی؟ خلیفہ

کیوں مانا اور جب دو سال تک صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ رہے تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے پیچھے مسجد نبوی میں نمازیں کیوں پڑھیں؟ ان کو اپنا امام کیوں مانا؟

اگر نمازیں نہیں پڑھیں تو بتاؤ علی رضی اللہ عنہ نے اور کوئی مسجد بنائی ہے تو وہ دکھاؤ۔

اگر اور کوئی مسجد علی رضی اللہ عنہ نے نہیں بنائی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا امام مانا تو تمہیں کیا تکلیف ہوتی ہے کہ علی صدیق کو امام مانے اور تم صدیق کو گالیاں دیتے ہو۔

ایک بات اور ذہن میں رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کی ویسے رشتہ داری بھی بڑی قریبی ہے۔ رشتہ داری اتنی قریبی ہے کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شہنشاہ ایران کی دو لڑکیاں قید ہو کر عمر فاروقؓ کے دربار میں لائی گئیں۔ ایک لڑکی کا نام شاہجہاں اور ایک لڑکی کا نام نفیسہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لڑکیاں شہزادیاں ہیں۔ ان شہزادیوں کے لئے مجھے دو شہزادوں کی تلاش ہے' تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دو شہزادے کون سے تلاش کیے؟ شاہ جہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ اور نفیسہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد کو دے دی۔

اب دیکھیے یہ دونوں بہنیں ہیں۔ یہ شاہ جہاں کے نام والی وہی لڑکی ہے جو بعد میں شہر بانو کے نام سے مشہور ہوتی ہے۔ یہ دونوں بہنیں ہیں۔ ان دونوں بہنوں کی اولاد آگے پیدا ہوئی۔ یعنی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے گھر میں جب یہ شاہ جہان آئی تو اس شاہ جہان کے بطن سے زین العابدین پیدا ہوئے۔ یہ زین العابدین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے بنے اور جب محمد بن ابی بکر کے گھر میں یہ نفیسہ آئی تو محمد کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام قاسم رکھا گیا۔ وہ قاسم ابوبکر کا پوتا لگا۔ یعنی علی المرتضیٰ اور ابوبکرؓ کے دونوں پوتے آپس میں خالہ زاد بھائی بھی ہیں۔ رشتہ داری اتنی قریبی ہے کہ ان کی اولاد کا آپس میں تعلق ہے' ان کی تو اولاد کا آپس میں پیار ہے۔

اور میرے دوستو! علی المرتضیٰ نے ابوبکر کی وفات پر جو خطبہ دیا ہے اس خطبہ جیسا خطبہ آج تک میرے کانوں نے نہیں سنا۔ میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اتنی شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیان فرمائی ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ علی المرتضیٰ فصاحت کا بادشاہ ہے۔ علی علم بدیع' اور بیان کا بادشاہ ہے۔ علی المرتضیٰ ایسا لفظ بولتا ہے۔ جس طرح قرآن کے کلام میں اعجاز ہے اسی طرح علی کے کلام میں بھی اعجاز ہے۔

فاروق اعظم کے بارے میں فرمانِ علی المرتضیٰ:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ حضرت فاروق اعظم کا جنازہ جس چارپائی پر پڑا تھا تو علی المرتضیٰ نے کہا اولوگو! روئے زمین پر اس چارپائی والے سے بہتر کوئی نہیں۔ علی المرتضیٰ جس کو آج رافضی اپنا امام کہتا ہے۔ اپنا امیر المومنین کہتا ہے اپنا مقتداء کہتا ہے۔ وہ عمرؓ کے بارے میں یہ کہے کہ اس سے بہتر روئے زمین پہ کوئی نہیں اور ایران کا آدم خور اس عمرؓ کو کافر لکھتا ہے تو میں کیوں نہ کہوں کہ جس طرح وہ عمرؓ کا دشمن ہے..... اس سے بڑا وہ علی المرتضیٰ کا دشمن ہے۔ ان کو علی رضی اللہ عنہ سے کتنا تعلق ہے۔ ان کا علی سے کتنا پیار ہے؟ ان کا شیر خدا سے کیا تعلق ہے؟

علی المرتضیٰ کی قوت فیصلہ کی عجیب مثال:

حضرت علی المرتضیٰؓ شیرِ خدا اتنا بڑا فقیہہ ہے۔ مدینہ کی سپریم کورٹ کا علی المرتضیٰ چیف جسٹس ہے۔ ذرا توجہ کریں! مدینہ منورہ کے ایک بازار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور ہے۔ ایک آدمی کو پولیس گرفتار کر کے لے جا رہی ہے۔ اس نے حضرت علیؓ سے کہا اے علیؓ! میں بے گناہ ہوں اور پولیس مجھ بے گناہ کو سنگسار کرنے کے لیے لیے جا رہی ہے۔ اور قتل کرنے جا رہی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بھئی تیرا قصور ہوگا۔

اس نے کہا میرا قصور کوئی نہیں۔

انہوں نے پولیس والوں سے پوچھا بھئی تم اس کو کہاں لے جاتے ہو؟

تو پولیس والوں نے کہا ہم اسے قتل کرنے لے جا رہے ہیں۔ قصاص لینے جا رہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں؟

پولیس نے کہا جی اس نے اپنے مالک کو قتل کیا ہے۔

حضرت علیؓ نے پوچھا بھئی! تو نے اپنے مالک کو قتل کیا ہے؟

اس نے کہا ہاں جی! میں نے قتل کیا ہے۔

تو فرمانے لگے پھر تو بے گناہ کیسے ہے؟

اس نے کہا کہ میں نے اپنے مالک کو قتل کیا ہے۔ لیکن بے گناہ ہوں۔

بڑی عجیب بات کہی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور کی عدالت نے فیصلہ اس کے قتل کا کر دیا۔ اور علی المرتضیٰ شیر خدا سے اس لڑکے نے کہا آپ میرے قتل کی دوبارہ تفتیش کرائیں۔ میں بے گناہ ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے اپنے مالک کو قتل کیا ہے اور تو مانتا ہے کہ میں نے اپنے مالک کو قتل کیا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔ قتل بھی مالک کو میں نے کیا ہے، لیکن میں بے گناہ ہوں۔ بڑی عجیب بات ہوگئی۔

حضرت علی رضی اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا اس قتل کی تفتیش مجھے کرنے کی اجازت دیجئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا علیؓ! تم سے بہتر فیصلہ کون کر سکتا ہے؟ تم فیصلہ کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فیصلہ کرنے لگے۔ توجہ کریں! حضرت علی نے اس لڑکے سے پوچھا کہ تو نے اپنے مالک کو قتل کیا ہے.....؟ اس نے کہا کہ قتل کیا ہے.....

کیوں قتل کیا ہے؟ کہنے لگا کہ میرا مالک مجھ سے برائی کا ارادہ کرتا ہے۔ میں نوعمر ہوں۔ وہ بدفعلی کرنا چاہتا تھا۔ برائی کرنا چاہتا تھا۔ تو میں نے اپنی عزت بچانے کے لیے اس کو قتل کیا ہے۔ اس کے لئے کوئی حد نہیں' اے علیؓ! میں نے تو اپنی عزت کو بچانے کے لئے قتل کیا تو میں بے گناہ ہوں۔ اگر میں نے اس کو مارا ہے تو عزت کو بچایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہے؟ کہ اس نے تیرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا۔ کہنے لگا گواہ کوئی نہیں۔ جو فیصلہ اس عدالت نے کیا تھا۔ گواہ نہ ہونے کی بنیاد پر کیا تھا۔ وہ فیصلہ اپنی جگہ صحیح تھا۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذہانت اور ان کی عقدہ کشائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مادہ تفہیم حضرت علیؓ کی تعمق نظری کو آپ دیکھیں۔ فرمایا تیرا مالک کیسا تھا؟ کہنے لگا میرا مالک قوم لوط کا فعل کرتا تھا اور بہت بدطینت آدمی تھا۔ اور اس کی عادت یہی تھی کہ وہ لڑکوں سے برائی کرتا تھا۔ صبح شام اس کا یہ کام تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تیرے پاس کوئی گواہ اس نے کہا گواہ کوئی نہیں۔ اب دیکھیے بھئی وہ کب تو نے قتل کیا؟ کل قتل کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تین دن ٹھہر جاؤ۔ تین دن ٹھہر گئے۔ تین دن کے بعد اس مقتول کے وارثوں کو حضرت علیؓ نے بلایا اور بلا کر کہا کہ بھئی جو تمہارا آدمی قتل کیا گیا اس کی قبر کہاں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس لڑکے کو' پولیس کو' اور وارثوں کو لے کر قبرستان چلے گئے۔ انہوں نے بتایا یہ قبر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قبر کھودو' قبر کھودی گئی تو اس آدمی کی لاش غائب تھی۔ آپ نے فرمایا قبر کو بند کر دو۔ قبر بند ہو گئی۔ حضرت علیؓ نے آ کر حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ یہ لڑکا بے گناہ ہے۔

بھئی یہ لڑکا کیسے بے گناہ ہے.....؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان فرمائی۔ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو آدمی قوم لوط کے فعل سے تعلق رکھتا ہوگا وہ جب مر جائے گا لواطت کی بیماری والا قبر میں جانے کے ساتھ تین دن کے اندر اندر اس کی لاش کو قبر سے نکال کر قوم لوط کے قبرستان میں پہنچا دیا جائے گا۔ تین دن کے بعد قبر کو کھودا وہ قبر میں نہیں تھا۔ اس کا

مطلب ہے کہ واقعی وہ برائی کا ارادہ کرتا تھا اور اس میں یہ بیماری تھی۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے فرمایا.....

لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ.....

اگر آج علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔ یہ فیصلے کی بات ہے۔

میرے دوستو! اسی طرح حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ..... لولا معاذ لهلک عمر..... کہ جس وقت حضرت معاذ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین جس عورت پر تم حد لگانا چاہتے ہو یہ عورت تو حاملہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک حمل وضع نہ ہو جائے۔ جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے حد نہیں لگتی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا.....

لَوْلَا مُعَاذٌ لَهَلَکَ عُمَرُ.....

اگر آج معاذ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔

حضرت علیؓ کا ایک اور یادگار فیصلہ:

ایک لڑکا مدینہ کی گلیوں میں حضرت علیؓ کو بلانے لگا اور کہنے لگا کہ مجھ پر ناجائز طور پر حد قذف جاری کی جانے والی ہے۔ اے علیؓ! میں بے گناہ ہوں مجھے بچائیں۔ حضرت علیؓ تشریف لائے فرمایا بھئی کیا بات ہے؟ کہنے لگا جی میں بے گناہ ہوں۔ پولیس سے کہا بھئی کیا بات ہے کیا جرم ہے؟ پولیس نے کہا کہ اس لڑکے نے وہ سامنے عورت ہے اس پر تہمت لگائی ہے اور تہمت کے جرم میں اس کو اسی کوڑوں کی سزا دینے کے لئے پولیس لے جا رہی ہے۔ بڑی عجیب بات ہو گئی۔ اس لڑکے نے کہا اے علیؓ! اصل یہ بات نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ عورت جو ہے وہ میری ماں ہے۔ اب جب اس عورت نے سنا کہ یہ لڑکا مجھے اپنی ماں کہتا ہے عورت چیخ کر کہتی ہے..... علیؓ! نہیں میں اس کی ماں نہیں ہوں۔ اس عورت کا بھائی ساتھ تھا۔ اس بھائی نے کہا اے علی! ہماری

بہن کی تو ابھی شادی نہیں ہوئی۔ یہ لڑکا اس کا کیسے لڑکا بن گیا؟ تہمت کیا تھی؟..... کہ لڑکا کہتا ہے کہ میں اس عورت کا بیٹا ہوں۔ بھائی اس کے کہتے ہیں ہم نے ابھی بہن کی شادی نہیں کی۔ اب تہمت تو ہوگئی نہ؟ اسی تہمت کا جرم تھا۔ بڑی عجیب بات ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کی تفتیش مجھے کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تفتیش گئی۔ (آج بھی تفتیش ہوتی ہے۔ جہاں زیادہ پیسہ چلا جائے' اس کی تفتیش گول ہو جاتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں جی فلاں تفتیشی افسر بڑا اچھا ہے..... کیا اچھائی ہے اس میں.....؟ وہ جی پیسے نہیں لیتا..... میں نے ایک تفتیشی افسر کے بارے میں سنا کہ وہ پیسے نہیں لیتا۔ لیکن بعد میں پتہ چلا وہ پیسے نہیں لیتا۔ بڑا اچھا ہے۔ کسی نے کوٹھی لے کر دے دی۔ قتل چھوڑ دیا۔ کوٹھی لے لی۔ پلاٹ لے لیا۔ پیسے نہیں لیتا۔ بیس ہزار کا خوبصورت ایرانی قالین لے لیا۔ ویسے کہتے ہیں پیسہ کوئی نہیں لیتا بڑا اچھا ہے۔ کسی نے کوٹھی لے لی۔ قتل چھوڑ دیا' کوٹھی لے لی' پلاٹ لے لیا۔ پیسہ نہیں لیتا۔ قسم ہے جو پیسہ لیا ہو۔ ایسے بھی تفتیشی افسر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لعنت برستی ہے۔ لیکن) آج ایک ایسے تفتیشی افسر کی بات عرض کرتا ہوں کہ دنیا میں اس سے بڑی عقل والا کوئی نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ خلافت کے کاموں میں مصروف ہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ذہن رسا کے ساتھ تفتیش کرتے ہیں۔ اب وہ لڑکا کہتا ہے یہ میری ماں ہے۔ عورت کہتی ہے میری شادی نہیں ہوئی۔ مسئلہ عجیب ہوگیا کہ نہیں ہوگیا؟ (ہوگیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا علیؓ! آپ اس کی تفتیش کریں۔ اب تفتیش ہونے لگی۔ حضرت علیؓ دونوں کو مسجد میں لے آئے۔ مسجد میں لا کر دونوں سے کہا کہ اس کاغذ پر لکھ دو کہ جو فیصلہ علیؓ کرے گا وہ ہمیں منظور ہے۔ انہوں نے لکھ دیا۔ جو فیصلہ علیؓ کرے وہ ہمیں منظور ہے۔

اب جناب عالی!

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیرِ خدا اس لڑکی سے پوچھتے ہیں واقعی تیری شادی نہیں ہوئی؟

اس نے کہا نہیں جی میری شادی نہیں ہوئی۔

اس لڑکے سے کہا واقعی تو اس کا لڑکا ہے؟

اس نے کہا ہاں میں اسی عورت کا لڑکا ہوں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تیرے پاس کوئی گواہ ہے؟

اس نے کہا گواہ کوئی نہیں۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے پاس کون سا گواہ ہے۔ گواہ کوئی نہیں لیکن میں ہوں اس کا لڑکا.....

اب وہ عورت کہتی ہے۔ میری شادی ابھی تک نہیں ہوئی۔ مسئلہ حل ہی نہیں ہوتا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اچھا تیری شادی نہیں ہوئی؟ نہیں جی!

حضرت علیؓ نے اس لڑکے کا بازو پکڑا اور اس عورت کہا کہ ان دو گواہوں کے سامنے میں نے اے عورت! تیرا نکاح ۵۰۰ درہم کے بدلے میں اسی لڑکے سے کر دیا..... ہائے ہائے! بڑی عجیب بات کہی۔ جب حضرت علیؓ نے اس عورت کا ہاتھ اس لڑکے کو پکڑایا اور وہ بازو پکڑ کر لڑکا اس عورت کو لے جانے لگا تو عورت چیخ کر کہتی ہے .....اے علیؓ! بیٹے کا نکاح ماں کے ساتھ کیسے ہوسکتا ہے؟ بڑی عجیب بات کہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ سنا۔ دنیا دنگ رہ جاتی ہے۔ علیؓ کے ذہن میں تھا کہ کوئی اور ایسا طریقہ نہیں جو اس کیس کی تفتیش کرے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا اس عورت سے بتا یہ تو تیرا اکلوتا بیٹا ہے، تجھے اس پر فخر کرنا چاہئے۔ تو کہتی ہے میری شادی نہیں ہوئی۔ کہنے لگی میرا خاوند فوت ہوگیا۔ یہ ایک لڑکا تھا بچہ اور کسی جگہ رہتا تھا۔ میرے بھائیوں نے کہا کہ اس خاوند کی بڑی جائیداد ہے۔ وہ جائیداد کو قابو کرنا چاہتے تھے۔ اگر یہ لڑکا میں مان لوں تو جائیداد ساری یہ لڑکا لے جاتا ہے اور میری شادی کسی اور جگہ کرنا چاہتے تھے۔ تو میں اپنے بھائیوں کے چکر میں آ گئی۔ حضرت عمرؓ کو جب اس واقعہ کا پتہ چلا کہ شیرِ خدا نے یہ فیصلہ کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ..... لولا علی لھلک عمرؓ .....

فاروق اعظمؓ دامادِ علی المرتضیٰؓ:

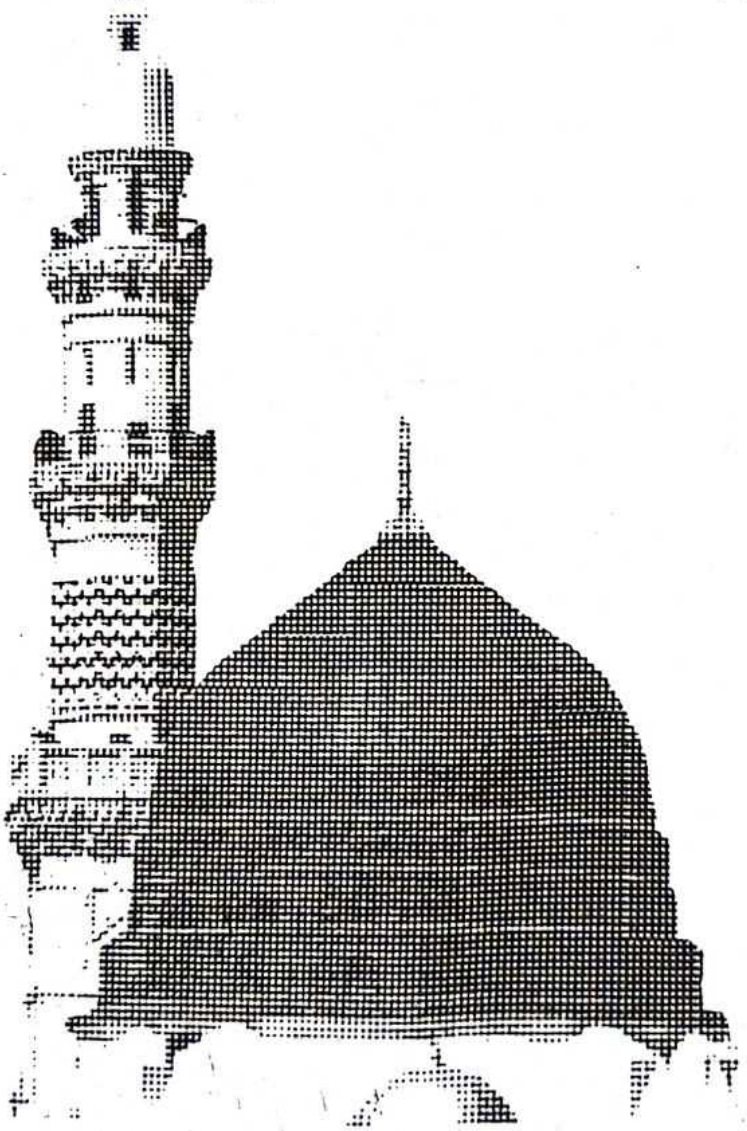
میرے دوستو! حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ کا تعلق تھا۔ ایک بات عرض کر کے ختم کرتا ہوں۔ حضرت ام کلثوم حضرت علی المرتضیٰ کی صاحبزادی ہیں۔ ان کا نکاح حضرت فاروق اعظم سے ہوا۔ یہ بھی ان کی محبت کی دلیل ہے۔ لڑائی کی دلیل نہیں۔ جھگڑے کی دلیل نہیں۔ ادھر کہتے ہیں علی مشکل کشا تھا۔ ادھر کہتے ہیں زبردستی نکاح لڑکی کا ہوگیا۔ زبردستی بھی لڑکیوں کے ساتھ نکاح ہوتا ہے؟ یہ بڑی جہالت کی بات ہے۔

میرے دوستو! مجھے بڑا افسوس ہے، مجھے بڑا دکھ ہے کہ بہت لمبا سارا وقت ہمارے سفر میں ضائع ہوگیا۔ اس لیے انہی چند گزارشات پر میں ختم کرتا ہوں اور میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں طاہر صاحب اور ان کے بھائی خالد صاحب کو اور ان کے معاونین کو کہ جنہوں نے ولادتِ علیؓ کے عنوان پر عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

ام المومنین

سیدہ عائشہ صدیقہؓ



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

ان الذين جآء وا بالافک عصبةٌ منکم لاتحسبوه شراً لکم بل هو خيرٌ لکم (الخ)صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ o

مخدوم ومکرم جانشین حضرت الشیخ بہلویؒ ' حضرت خواجہ عبدالحئی دامت برکاتہم العالیہ! آج ۲۴ مارچ ۱۹۹۲ء کو نمازِ ظہر کے بعد جامعہ بہلویہ میں یہ پروگرام منعقد ہو رہا ہے۔ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ میرا تعلق بھی حضرت شیخ بہلویؒ کے ساتھ ہے۔ میں اور مولانا حق نواز شہیدؒ ایک ہی دن حضرت شیخؒ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے تھے' اور میں نے ویسے یہاں ایک عرصے میں دورہ تفسیر بھی حضرت شیخ بہلویؒ سے پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حاضری کو یہاں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین!

جیسا کہ مولانا زبیر احمد صاحب نے اعلان فرمایا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے عنوان پر گفتگو ہو' تو میں چاہتا ہوں کہ چلئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے موضوع پر ہی میں آج آپ سے بات کروں۔ کیونکہ رمضان المبارک قریب گزرا ہے' اور رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یوم وفات ہے۔ اس مناسبت سے ہم اپنی مقدس ماں کا ذکر کریں گے اور اس اجتماع کا آغاز جس نشست سے ہو رہا ہے گویا کہ ہم اپنی ماں سے آغاز کر رہے ہیں۔

سیدہ عائشہؓ کا امتیاز:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب اتنے زیادہ ہیں کہ بقول حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے ,,عائشہؓ سے زیادہ فضیلت دنیائے اسلام کی تاریخ میں کسی عورت کو نہیں ملی''۔

اس وجہ سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں قرآن پاک کی ۱۷ آیتیں اتریں۔ اور یہ اعزاز دنیا کی کسی عورت کو حاصل نہیں کہ اللہ کی کتاب اتری ہو اس

کی شان میں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پوری امت کی ماں ہیں اور یہ بات بھی قرآن میں موجود ہے۔قرآن کہتا ہے.....

وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ.....

کہ نبیؐ کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔

قرآن جس عورت کو ہماری ماں کہہ رہا ہے' اس کا مرتبہ کتنا بلند ہوگا؟ عائشہؓ کی بڑی فضیلت ہے۔(رضی اللہ عنہا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عنوان پر جب بھی بات ہوگی' تو بہت ساری باتیں سامنے آئیں گی۔حضور علیہ السلام کی گیارہ بیویاں تھیں۔گیارہ بیویوں میں دس بیویاں بیوہ تھیں۔اور بیوگی کی حالت میں پیغمبرؐ کے نکاح میں آئیں۔اور ایک عورت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو بیوہ نہیں تھیں۔بلکہ کنواری تھیں۔پیغمبر کے نکاح میں آئیں یہ اعزاز حاصل ہے۔

اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ عائشہؓ کا نکاح پیغمبرؐ سے ہوتا ہے سات سال کی عمر میں.....اور رخصتی ہوتی ہے ۹ سال کی عمر میں اور عرب میں ۹ سال کی لڑکی بالغ ہو جاتی تھی عرب کی آب و ہوا کی وجہ سے.....آج کل بھی کئی ملکوں میں ۹ سال کی عمر میں لڑکیاں بالغ ہو جاتی ہیں۔اور اخبارات میں یہ بات موجود ہے ۹ سال کی عمر میں عائشہ بالغ ہوئی۔جس دن پیغمبر کے گھر میں عائشہؓ گئی اسی دن بالغ ہوئی۔

ام المومنین حضرت خدیجہؓ کا اعزاز اور عظمت:

ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ عائشہؓ نے بلوغت کے بعد جب پہلی نظر اٹھائی تو وہ اپنے شوہر پہ پڑی۔محمد رسول اللہؐ پر.....بلوغت کے بعد عائشہؓ کی پہلی نظر اس شخص پر پڑی جو اس کا شوہر ہے.....اور پوری امت کا امام ہے.....اور پیغمبر ہے.....یہ اعزاز کسی اور کو نہیں ملا۔جس طرح مورخین کہتے ہیں کہ ایک اعزاز حضرت خدیجہؓ کو ملا اور وہ اعزاز یہ

ہے کہ محمد رسول اللہ کو رسول بننے کے بعد سب سے پہلے جس نے دیکھا وہ خدیجۃ الکبریٰ ہے۔ اور قرآن پاک کے الفاظ جب اللہ سے جبرائیل لے کر آئے پیغمبرؐ پر..... اور نبی کی زبان سے سب سے پہلے قرآن کا لفظ جس کان نے سنا وہ کان خدیجۃ الکبریٰ کا تھا۔ یہ اعزاز ہے..... خدیجہ اور عائشہ رضی اللہ عنہن کا موازنہ کیا ہے؟ مرتبہ کیا ہے؟ یہ موضوع علیحدہ ہے۔ اس پر گفتگو ہو تو باتیں ہوں گی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ خاتون ہیں کہ کبھی کبھی حضور علیہ السلام رات حضرت عائشہؓ کے پاس جب ان کی فضیلت بیان کرتے تو اماں کہتی ہیں کہ مجھے رشک آتا کہ کاش میں خدیجہ کی جگہ پر ہوتی..... اور حضور کبھی کبھی ان کا ذکر کرتے ہوئے رو پڑتے۔ اور میں کہتی یا رسول اللہ! وہ تو بیوہ عورت تھی..... تو حضور علیہ السلام نے فرمایا عائشہؓ! یاد رکھ کہ ساری کائنات نے جب تیرے رسول کو چھوڑ دیا تھا۔ خدیجہ نے مجھے سینے سے لگایا تھا..... سارے لوگ مجھے بازاروں میں جھوٹا کہتے تھے اور خدیجہ مجھے سچا کہتی تھی..... سارے لوگ کہتے تھے کہ اس کو نکال دو۔ خدیجہ کہتی تھی میں اپنے گھر کا مالک بنا دوں گی..... سارے لوگوں نے کہا کہ اس فقیر کا کیا ہوگا۔ خدیجہ نے کہا کہ میں اپنی ساری دولت محمدؐ کے قدموں پر قربان کر دوں گی.....!

اگر ہم صحابہؓ کے دشمن کو مسلمان کہہ دیں:

میرے بھائیو! دکھ میں کسی کا ساتھ کوئی دے تو اگر انسان ہو تو بھول نہیں سکتا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دکھ میں حضورؐ کا ساتھ دیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپؐ جیسا صاحبِ خلقِ عظیم انہیں بھول جائے؟ صحابہؓ نے دکھ میں حضورؐ کا ساتھ دیا..... مشکل میں نبیؐ کا ساتھ دیا..... پریشانیوں میں نبیؐ کا ساتھ دیا..... تپتے ہوئے صحراؤں پر لیٹ کر اسلام کی عمارت پر پہرہ دیا..... ابلتی ہوئی دیگوں میں گر کر نبیؐ کا ساتھ دیا..... دین کا پہرہ دیا..... اسلام کی چوکھٹ پر جان قربان کر دی..... لیکن دینِ محمدیؐ کو نہیں چھوڑا۔

..... یہ صحابہ کا اعزاز ہے۔

صحابہؓ کی تعریف سپاہِ صحابہ کیوں کرتی ہے؟ اس لیے نہیں کرتی کہ ہماری کوئی ان

سے رشتے داری ہے۔ یا صحابہ کرامؓ کی فضیلت بیان کرنا ان کے اوپر احسان ہے۔ یہ بات نہیں..... صحابہ کرام کی فضیلت ہم اپنا ایمان بچانے کے لئے بیان کرتے ہیں۔ اور صحابہ کرام کے دشمن کو کافر خود مسلمان رہنے کے لئے کہتے ہیں..... اگر ہم صحابہ کرامؓ کے دشمن کو مسلمان کہہ دیں تو ہم مسلمان نہیں رہ سکتے..... ہم اپنے آپ کو مسلمان رکھنے کے لئے صحابہ کرامؓ کی تکفیر کرنے والے کو کافر کہتے ہیں تا کہ ہم کہیں کافر نہ ہو جائیں۔

تین کامل عورتیں:

میرے بھائیو! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بڑے فضائل ہیں۔ اب جب کہ مختصر وقت میں کہ عصر کا وقت قریب آ رہا ہے۔ ساری باتیں نہیں ہو سکتیں۔ میں انشاء اللہ اختصار کے ساتھ اماں کی بات کروں گا۔ اماں کا تذکرہ اور ذکر عبادت ہے۔ اس لئے کہ عورتیں دنیا میں اور بھی بڑی آئیں۔ لیکن حضورؐ نے فرمایا تین عورتیں کامل آئی ہیں۔ مرد دنیا میں کامل بہت گزرے ہیں..... لیکن عورتیں صرف تین کامل گزری ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا ایک فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم کامل گزری ہے۔

ایک مریم بنتِ عمران، حضرت عیسیٰ کی والدہ کامل گزری ہے۔

اور میری امت میں عائشہ صدیقہؓ کامل گزری ہے۔

صدیق اکبرؓ کا ایثار اور صدیقہ کائنات کا نکاح:

میرے بھائیو! حضرت عائشہؓ کے بڑے فضائل ہیں۔ حضرت عائشہؓ کا نکاح جو پیغمبرؐ سے ہوا۔ یہ ایک الگ داستان ہے کہ حضرت خدیجہؓ اور حضرت سودہؓ بنت زمعہ کی جب وفات ہو گئی۔ تو پیغمبرؐ پریشان رہنے لگے..... گھر میں کوئی مونس و غمخوار نہ ہو، آدمی پریشان ہو جاتا ہے..... حضور علیہ السلام دکھوں میں مبتلا تھے..... لیکن یہ دکھ دیکھ کر ایک آدمی رہ نہ سکا..... وہ پیغمبرؐ کو صبح بھی دیکھتا ہے کہ نبیؐ پریشان ہیں..... شام کو بھی دیکھتا ہے کہ پریشان ہیں..... بالآخر اس کی زبان کی مہر ٹوٹ گئی۔ اس نے آ کر ہاتھ جوڑ کر کہا اے میرے پیغمبر! آپ پریشان کیوں ہیں؟ فرمایا خدیجہ مجھے روزانہ یاد آتی ہے۔ اور گھر

ہیں اور کوئی بیوی نہیں ہے۔ غمگسار بیوی چلی گئی..... تو اس آدمی نے دیکھا کہ اس کے گھر میں جوان عورت کوئی ایسی نہ تھی جسے پیغمبر کی خدمت میں بیوی بنا کر پیش کر دیتا..... اس کی ایک بڑی لڑکی تھی جس کا نکاح ایک آدمی سے ہو چکا تھا۔ اور ایک چھوٹی سی بچی تھی۔ اور اس کی عمر صرف سات سال تھی..... اس نے دیکھا کہ میرا پیغمبرؐ بیوی نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہے..... اس کو یہ خیال تھا کہ میرے رسولؐ کی عمر اکاون سال ہے۔ اور میری بیٹی کی عمر سات سال ہے۔ وہ اس لئے پریشان تھا کہ طبعی عمر اس دور میں ساٹھ ستر سال ہوتی ہے۔ یہ بھی خیال تھا کہ آج میں اپنی سات سال کی لڑکی پیغمبرؐ کے نکاح میں دے دوں 'دس سال کے بعد میری جوان لڑکی بیوہ ہو جائے۔ میں اپنی جوان لڑکی کی بیوگی کا دکھ اٹھاؤں' کیسے ہوگا؟..... اس نے ساری باتوں پہ غور کیا کہ میری بیٹی جوانی میں بیوہ ہو جائے یہ دکھ بہت بڑا ہے۔ لیکن میں یہ دکھ اٹھا سکتا ہوں۔ اپنے نبیؐ کو پریشان نہیں دیکھ سکتا..... اس شخص نے بالآخر کہہ دیا..... یارسول اللہ! میرے گھر میں میری بیٹی عائشہؓ ہے۔ اور وہ عائشہؓ آپ کے قدموں پہ قربان ہے..... یہ بات اتنے افسوس سے کہی گئی ..... اتنے دکھ سے کہی گئی..... اتنے وجد سے کہی گئی..... اور اتنی دل کی گہرائی سے کہی گئی کہ یہ بات ابوبکرؓ نے زمین پہ کہی تھی اور اسی بات کو اللہ نے عرش پہ بیان کر دیا۔

میرے بھائیو! خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بچی دکھائی گئی۔ کپڑے کا ایک خوبصورت گدیلا تھا۔ اس میں ایک بچی کا چہرہ تھا۔ پیغمبرؐ کو خواب میں دکھایا گیا اور القاء یہ کیا گیا کہ یہ بچی آپؐ کے نکاح میں آئے گی۔ وہ بچی کون تھی؟ وہ عائشہ صدیقہؓ تھی۔

میرے بھائیو! حضورؐ کو بتایا گیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! عائشہؓ کے ساتھ آپ کا نکاح عرش پہ ہو چکا ہے۔ بخاری شریف پڑھو عائشہؓ کے ساتھ آپ کا نکاح عرش پہ ہو چکا ہے۔

نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر اور اس پر اعتراض کا جواب:

عائشہ کی عمر سات سال تھی۔ میرے بھائیو! جب ۹ سال کی عمر ہوئی تو ۹ سال کی عمر میں عائشہؓ کی رخصتی ہوئی۔ ۹ سال کی عمر میں عائشہ بالغ ہوگئی۔ رخصتی ہوگئی۔ لوگوں نے بڑی باتیں کہی ہیں..... مستشرقین یورپ نے..... یورپ کے عیسائی مورخین نے..... یہودیوں نے حضور علیہ السلام پر اعتراض کیا..... اسلام پر سب سے بڑا اعتراض یہودیوں کی طرف سے پیغمبرؐ کی بیویوں کے ضمن میں آتا ہے۔ اور اس میں سے بھی سب سے بڑا اعتراض عائشہ صدیقہؓ کے نکاح کے موقع پر آتا ہے..... لیکن میں نے برطانیہ میں جا کر ایک اخبار میں پڑھا کہ وہاں آٹھ سال کی لڑکی حاملہ ہو چکی ہے۔ ساڑھے آٹھ سال کی لڑکیوں کی وہاں شادیاں ہو چکی ہیں..... تو مجھے ایک مستشرق مارٹن ملا..... میں نے اس سے کہا تمہارا اعتراض سب سے بڑا ہے کہ عائشہؓ کا نکاح پیغمبرؐ کے ساتھ ہوا تھوڑی عمر میں۔ ۹ سال کی عمر میں عائشہؓ کیسے نبی کے گھر چلی گئی۔ میں نے کہا وہ تو ۹ سال کی عمر میں چلی گئی۔ اللہ کی وحی کا معاملہ تھا..... یہ ساڑھے آٹھ سال کی لڑکی' یہ انگریزی اخبار ہے ,, انڈی پینڈنٹ''۔ اس اخبار کے اندر لکھا ہے۔ ساڑھے آٹھ سال کی لڑکی کا فلاں آدمی کے ساتھ نکاح ہو گیا..... میں نے کہا کہ تم چودہ سو سال سے ہزار سال سے میرے نبیؐ پر اعتراض کر رہے ہو۔ آج تمہارے گھر سے اس اعتراض کا جواب مل گیا۔

کم عمری میں سیدہؓ کے نکاح میں حکمت:

میرے بھائیو! یہ ایک علیحدہ موضوع ہے۔ لیکن حضرت عائشہؓ میرے رسولؐ کے گھر میں آئی۔ نو سال کی عمر میں آئی۔ اس میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ بہت بڑی باتیں ہیں۔ اکابر نے ایک ایک حکمت کو لکھا ہے۔ میرے بھائیو! علماء یہ کہتے ہیں کہ آدھا دین صحابہ کرامؓ سے دنیا تک پہنچا۔ آدھا دین عائشہؓ صدیقہ سے دنیا تک پہنچا۔

عائشہؓ سے آدھا دین کیسے پہنچا؟ عائشہؓ سے آدھی زندگی کیسے آئی؟ کیونکر آئی؟.....

میرے بھائیو! توجہ کریں' دس عورتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بیوہ آئی ہیں..... بیوہ عورت دکھوں والی ہوتی ہے..... پریشانیوں والی ہوتی ہے..... اگر وہ ذہین

بھی ہو تو اس کی ذہانت پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ دس عورتیں بیوہ ہیں نبیؐ کے گھر میں گئیں۔

پیغمبرؐ کی زندگی کو پوری کائنات کے لئے کتاب بننا تھا۔

نبیؐ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قوم کی امانت تھا۔

نبیؐ کی راتوں کی تاریکی قوم کی امانت تھی.....

پیغمبرؐ کا سویرا قوم کی امانت تھا.....

نبیؐ کی آہِ سحر گاہی قوم کی امانت تھی.....

نبیؐ کے سجدے قوم کی امانت تھے.....

نبیؐ کا رونا قوم کی امانت تھا.....

پیغمبرؐ کی حدیثیں قوم کی امانت تھیں.....

نبیؐ سوتے کیسے تھے.....؟ یہ قوم کی امانت تھی!

نبیؐ جاگتے کیسے تھے.....؟ یہ باتیں قوم کی امانت تھیں!

..... یہ سب باتیں بیک وقت کوئی بیوہ عورت نہیں یاد کر سکتی تھی..... کوئی دکھوں والی عورت یاد نہیں کر سکتی تھی..... اللہ کی مشیت میں ایک ایسی لڑکی کو رکھا گیا جو بیوہ نہ ہو، بلکہ تر و تازہ ہو، ذہین ہو! تازگی والی ہو..... اس کو نبیؐ کے گھر بھیجا جائے۔ تاکہ وہ پیغمبرؐ کی ساری زندگی کو اپنے سینے کے ٹیپ میں محفوظ کر لے..... ریکارڈ کر کے قیامت کی صبح تک آنے والی ماؤں کے لئے خزانہ دے دے..... بیٹیوں کے لئے خزانہ دیدے..... بہنوں کے لئے خزانہ دیدے۔

چنانچہ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آدھا دین صحابہؓ سے آیا..... آدھا دین عائشہ صدیقہؓ سے آیا۔

نعرہ ہائے تکبیر..... اللہ اکبر

روئے زمین کی سب سے بڑی عالمہ:

میرے بھائیو! اسی لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام میں اپنے تختِ خلافت پر ایک دن کسی لڑکے سے پوچھا کہ بتاؤ روئے زمین کا سب سے بڑا عالم کون ہے؟..... تو اس نے کہا آپ ہیں..... امیر معاویہؓ نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا کہ تو میری خوشامد کرتا ہے..... اس نے کہا اگر سچی بات پوچھتے ہو تو روئے زمین کی سب سے بڑی عالمہ عائشہ صدیقہؓ ہے..... امیر معاویہؓ نے کہا تو نے اب سچ کہا۔ صدقت!..... عائشہ صدیقہؓ بڑی عالمہ ہے..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کے واقعات' فقہ کے واقعات' اصول کے واقعات' احادیث کے فہم کے واقعات بے شمار ہیں۔ سید سلیمان ندویؒ نے ,,سیدہ عائشہؓ'' جو کتاب لکھی ہے' اس میں باقاعدہ چالیس صفحات حضرت عائشہؓ کے فقہ کے' حدیث فہمی کے' اور ان کے تفسیری نکات پر لکھے ہیں۔

سیدہ عائشہؓ کی عبادت کا منظر:

میرے بھائیو! پوری زندگی حضرت عائشہؓ کی کیسے گزری ہے؟ ۹ سال کی عمر میں عائشہ نبیؐ کے نکاح میں آئیں' ۱۹ سال کی عمر میں عائشہ بیوہ ہو گئیں۔ پیغمبرؐ دنیا سے چلے گئے۔ اور انیس سال کے بعد ۴۸ سال تک عائشہؓ امت میں مقیم رہیں۔ ۴۸ سال میری ماں عائشہؓ نے بیوگی کا وقت پایا۔ یہ بیوگی کا وقت کیسے پایا؟ عائشہ صدیقہؓ کی پوری زندگی کی کتاب کو دیکھو..... حضرت عائشہؓ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رات کی تاریکی میں اپنی خالہ کے پاس جاتا..... میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری خالہ سجدے میں پڑی ہیں..... کبھی میں تہجد کے وقت جاتا تو میری خالہ سجدے میں پڑی ہیں ..... ایک دن آدھی رات کے وقت میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری خالہ قیام میں ہے ..... میں نے کوئی بات کرنی تھی..... میں تھوڑی دیر کے بعد آیا..... دیکھا تو خالہ رکوع میں ہیں..... تھوڑی دیر کے بعد پھر آیا تو سجدے میں ہیں..... سجدے میں اتنا وقت گزارا' تہجد کا وقت ہو گیا..... تھوڑی دیر اور گزری' خالہ نے سلام پھیرا..... میں قریب آیا میں نے کہا خالہ کیا کرتی ہیں؟ ساری رات مصلے پہ گزارتی ہیں تو میری خالہ نے رو کر کہا اے میرے

بھانجے! تو نے رسول اللہ کو نہیں دیکھا کہ پیغمبرؐ ساری رات رویا کرتے تھے..... ساری رات مصلے پر ہوتے تھے..... میں نے ایک دفعہ رسول اللہ سے کہا تھا کہ اے اللہ کے رسولؐ! آپ تو آخری پیغمبر ہیں..... آپ تو تاجدارِ رسالت ہیں..... آپؐ کے پاؤں پہ کیوں ورم آ گیا؟..... ساری رات آپ کھڑے رہتے ہیں..... تو میرے رسولؐ نے فرمایا تھا' عائشہؓ! تیری بات ٹھیک ہے میں بخشا ہوا ہوں۔ لیکن.....

اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْداً شَکُوْراً .....

کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

کیا میں اس خدا کا شکر ادا نہ کروں؟ جس نے یتیم کو خاتم الانبیاء بنا دیا۔

ام المومنینؓ کی سخاوت:

میرے بھائیو! عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ میری خالہ کے گھر میں کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ لیکن میری خالہ اتنی فیاض ہیں کہ سورج غروب ہونے سے پہلے ساری کھجوریں فقیروں میں بانٹ دیں۔ کوئی چیز گھر میں نہ رکھی..... جب روزے کی افطاری کا وقت آیا' تو اپنے غلام سے کہا کہ افطاری کے لئے کچھ کھجوریں بچائی ہیں؟ اس نے کہا یہ تو مجھے یاد نہیں رہا تھا..... تو گھر میں کھجوریں افطاری کی موجود نہیں ہیں' سارا سامان خیرات کر دیا ہے..... چھ چھ سو بکریاں عائشہؓ نے ایک دن میں خیرات کی ہیں۔ ساری ساری رات مصلے پہ وقت گزارا' علم اتنا ہے کہ پہاڑوں سے بلند..... عمل اتنا ہے کہ دریاؤں سے زیادہ وسعت والا۔ عائشہؓ ساری رات روئے..... عائشہؓ سارا دن اللہ کے حضور روئے..... ۴۸ سال تک علم و فضل کے دریا بہا دیئے..... فاروق اعظمؓ کہتے ہیں کہ جب کوئی مسئلہ کسی کو نہیں آتا تھا' سب لوگ مل کر عائشہؓ کے دروازے پہ جاتے' چند لمحوں میں عائشہؓ مسئلہ حل کر دیتیں۔

میرے بھائیو! اماں کی مثال کوئی نہیں' اماں فرماتی ہیں کہ لوگو! پوری دنیا کی عورتوں میں دس باتوں میں مجھے فضیلت حاصل ہے۔ جو دس باتیں میرے اندر اللہ نے

رکھی ہیں وہ دنیا میں کسی عورت کو نہیں دیں..... دس باتوں میں پوری کائنات کی عورتوں میں فضیلت رکھتی تھیں۔

کائنات نسوانی پر ام المومنینؓ کی دس فضیلتیں:

(۱) اماں فرماتی ہیں کہ میں وہ عورت ہوں کہ کنواری حالت میں رسول اللہؐ کے گھر آئی۔ یہ فضیلت کسی اور کو نہیں ملی۔

(۲) اماں فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ کو مجھ سے اتنی محبت تھی کہ میں جب پانی پیتی کسی برتن میں، تو میں جس جگہ منہ لگاتی رسول اللہؐ اسی جگہ پر منہ لگا کر پانی پیتے!

(۳) اماں فرماتی ہیں کہ میں وہ عورت ہوں کہ رسول اللہؐ نے آخری وقت میں مسواک مانگی، اور فرمایا عائشہؓ مسواک چبا کر دو، میں نے مسواک چبائی۔ میری نرم کی ہوئی مسواک کو رسول اللہؐ نے چبایا۔

(۴) اماں فرماتی ہیں کہ میں وہ عورت ہوں کہ جس کے دوپٹے کو جنگِ بدر میں اسلام کا پرچم بنایا گیا۔

(۵) اماں فرماتی ہیں کہ میں وہ عورت ہوں کہ جس کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ اے اللہ! میری گیارہ بیویاں ہیں، گیارہ بیویوں میں سب عورتوں کے ساتھ میں مساوی سلوک کرتا ہوں۔ لیکن طبعی طور پر مجھے عائشہؓ سے محبت ہے۔ میں اس محبت کے بارے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تو اللہ نے فرمایا تھا اے پیغمبرؐ! جو چیز تیرے اختیار میں نہیں ہے، اس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔ تو عائشہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہؐ کو طبعی طور پر محبت زیادہ تھی۔

(۶) اماں فرماتی ہیں کہ بیماری کے دنوں میں رسول اللہؐ میرے حجرے میں آئے، سب سے زیادہ قیام میرے حجرے میں کیا۔

(۷) اماں فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ کی وفات میرے حجرے میں ہوئی۔

(۸) اماں فرماتی ہیں آج تک رسول اللہؐ میرے حجرے میں موجود ہیں۔

(۹) اماں فرماتی ہیں کہ میں وہ عورت ہوں' جس عورت کی وجہ سے تیمم کی آیتیں اتریں۔

(۱۰) اماں فرماتی ہیں کہ میں وہ عورت ہوں کہ جس پر تہمت لگی تو میری صفائی میں سترہ آیات قرآن کی اتریں۔

نعرہ ہائے تکبیر.....اللہ اکبر

شان عائشہ صدیقہ.....زندہ باد

ماں اور بیٹی کا مکالمہ:

میرے بھائیو! عائشہ عائشہؓ ہے۔ عائشہؓ ماں ہے.....توجہ کریں! حضرت فاطمہؓ اور حضرت عائشہؓ کا آپس میں مکالمہ ہوا۔ مولانا جلال الدین رومیؒ نے مثنوی میں نقل کیا ہے' وہ مکالمہ بڑا عجیب ہے' میں اس کی تفصیل تو بیان نہیں کرسکتا۔ لیکن اس مکالمے کو دیکھیں کہ حضرت عائشہؓ حضرت فاطمہؓ سے چھ سال عمر میں چھوٹی تھیں۔ فاطمہؓ چھ سال بڑی تھیں..... فاطمہؓ کی حیثیت بیٹی کی تھی' عائشہؓ کی حیثیت ماں کی تھی.....عمر میں چھوٹی ہوں یا بڑی' لیکن آپس میں بے تکلفی تھی۔

ایک دن حضرت فاطمہؓ نے کہا اے عائشہؓ! بے شک تو میری ماں ہے' لیکن یہ یاد رکھو کہ میں نبیؐ کے جسم کا ٹکڑا ہوں..... میں پیغمبرؐ کا جگر گوشہ ہوں.....میری رگوں میں نبیؐ کا خون گردش کر رہا ہے.....تو اماں نے فرمایا فاطمہؓ! بات تیری ٹھیک ہے کہ تیری رگوں میں نبیؐ کا خون گردش کر رہا ہے' اور میری رگوں میں خون ابوبکرؓ کا گردش کر رہا ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے۔ مرتبہ تیرا اونچا ہوگا۔ تیرے لئے احادیث آئی ہیں۔ فضیلتیں آئی ہیں۔ تو پیغمبرؐ کا جگر گوشہ بھی ہے۔ تیرے لئے حضورؐ نے یہ بھی فرمایا.....

الفاطمة بضعة مِنّیْ من اٰذاها فقد اٰذانی

لیکن! فاطمہؓ! میری فضیلت بھی کم نہیں ہے.....تو نہیں جانتی کہ قرآن کی آیات میری شان میں اتری ہیں.....توجہ کریں۔ حضرت فاطمہؓ کہنے لگیں کہ میں تو نبیؐ کے جسم کا ٹکڑا

ہوں تم نہیں جانتیں؟ کہ لوگ کہتے ہیں فاطمہؓ چلتی ہیں تو رسول اللہؐ یاد آ جاتے ہیں..... فاطمہؓ کے گھر رسول اللہؐ آتے تھے..... فاطمہؓ نبیؐ کے دروازے پر آتی تھی تو رسول اللہؐ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے..... پیغمبرؐ اپنی چادر پہ فاطمہؓ کو بٹھاتے..... عائشہ فرماتی ہیں کہ فاطمہؓ! تیری رگوں میں خون نبیؐ کا گردش کر رہا ہے' اماں نے فرمایا باتیں ساری ٹھیک ہیں' لیکن اسی پیغمبرؐ نے..... آپ کے والد نے' کائنات کے والی نے یہ فرمایا تھا کہ قیامت کا دن ہو گا ہر عورت اپنے خاوند کے ساتھ جنت میں جائے گی۔ اے فاطمہؓ! قیامت کا دن ہو گا.....۔

تیری انگلی علیؓ کے ہاتھ میں ہو گی.....!
میری انگلی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہو گی!!
نعرۂ تکبیر..... اللہ اکبر

علم حدیث میں ام المومنینؓ کا مقام:

میرے بھائیو! حضرت عائشہؓ سے تین ہزار کے قریب احادیث مروی ہیں اور حضرت عائشہؓ سے جو مسائل اخذ کئے گئے۔ ان کی تعداد ۵۰ ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ جن کو مسانید میں نقل کیا گیا ہے۔ بہت ساری باتیں ہیں۔ ایک ایک بات نقل نہیں ہو سکتی' لیکن میں آپ کے سامنے عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ.....

تقوے میں عائشہؓ بے مثال ہے۔
طہارت میں عائشہؓ بے مثال ہے۔
عظمت میں عائشہؓ بے مثال ہے۔
بلندی میں عائشہؓ بے مثال ہے۔
علم میں عائشہؓ بے مثال ہے۔
عمل میں عائشہؓ بے مثال ہے۔
تہجد میں عائشہؓ بے مثال ہے۔

CamScanner

ورع میں عائشہؓ بے مثال ہے۔
للّٰہیت میں بے مثال ہے۔
عائشہؓ تقدس میں بے مثال ہے.....!

عائشہؓ پیغمبرؐ کا لباس!

میں کہتا ہوں ساری باتوں کو ایک طرف رکھیں۔ عائشہؓ میرے نبیؐ کا لباس ہے! ساری باتیں ایک طرف! نماز تو اور لوگ بھی پڑھتے ہیں..... روزہ تو اور بھی رکھتے ہیں ..... سخاوت تو اور بھی کرتے ہیں..... اور حیا تو ہر جگہ موجود ہے..... لیکن مجھے بتاؤ کہ یہ باتیں کسی اور میں تو نہیں ہیں کہ عائشہؓ میرے نبیؐ کا لباس ہے..... عائشہؓ میرے پیغمبرؐ کی طہارت ہے..... اور آپ کو ایک اور بات بتاؤں کہ سوائے عائشہؓ صدیقہ کے بستر کے کسی اور بیوی کے بستر پر وحی نہیں آئی..... عائشہؓ کے بستر پر وحی آئی۔ اور کسی بیوی کے بستر پر وحی نہیں آئی۔ یہ بڑا اعزاز ہے..... اس کی وجوہات کیا ہیں؟..... وہ آپ جانتے ہیں کہ عائشہؓ کنواری حالت میں نبیؐ کے گھر آئیں۔ عائشہؓ کا جو بستر تھا وہ کسی اور کا بستر کبھی نہیں رہا۔ اس لئے عائشہؓ کے بستر پر وحی آئی۔

غزوۂ ذات الرقاع اور ام المومنین کی برکت سے تیمّم کی سہولت:

میرے بھائیو! حضرت عائشہؓ کے بے شمار فضائل ہیں۔ ان کی عظمتیں بے مثال ہیں، قرآن پاک میں دو واقعات حضرت عائشہؓ سے منسوب ہیں، جنہیں بڑی تفصیل سے اللہ نے ذکر فرمایا، انہی کا میں ذکر کرتا ہوں وقت زیادہ نہیں ہے، ورنہ اور بھی بہت سی باتیں تھیں۔

میرے بھائیو! حضور علیہ السلام جب بھی کسی جنگ میں تشریف لے جاتے تو آپؐ کی عادت مبارکہ تھی کہ اپنی ایک یا دو بیویوں کو ضرور ساتھ لے جاتے، اور کس بیوی کو ساتھ لے جانا ہے، یہ فیصلہ جاتے ہوئے کرتے۔ اور تمام بیویوں کے ناموں کی قرعہ اندازی فرماتے۔ جس بیوی کے نام کا قرعہ نکلتا اُسے ساتھ لے جاتے۔ دو جنگیں ایسی

تھیں کہ جن میں حضرت عائشہؓ کا نام نکلا۔ ایک غزوۂ بنی مصطلق اور ایک غزوۂ ذات الرقاع..... بنی مصطلق ایک قبیلے کا نام ہے جو جگہ سے منسوب تھا۔ اور ذات الرقاع عربی زبان میں اس غزوہ کو کہتے ہیں ,,رقاع'' عربی میں ٹاکی کو کہتے ہیں۔ کپڑے کی ٹاکی۔ کہ صحابہ کرامؓ کے پاؤں کے جوتے ٹوٹ گئے' اور انہوں نے پاؤں کے ساتھ ٹاکیاں باندھ لی تھیں۔ اس لئے اس کو غزوۂ ذات الرقاع کہا جاتا ہے۔ ان دونوں غزوؤں میں حضرت عائشہؓ صدیقہ حضورؐ کے ہمراہ تھیں۔ یہ جو غزوۂ ذات الرقاع تھا۔ یہ پہلے پیش آیا۔ اور اس غزوہ میں تقریباً سات سو صحابی پیغمبرؐ کے ساتھ شریک تھے۔ اور بعد میں کچھ لوگ راستے میں قبائل کی شکل میں آئے۔ اور آپؐ کے ساتھ ملے۔ مدینہ منورہ سے جب آپ چلے' مدینہ سے باہر جا کر ایک جگہ آتی ہے اس کا نام ہے جرف! اس جرف کا ذکر حدیث میں بہت سی جگہوں میں آتا ہے۔ حضورؐ نے اس جگہ پر پڑاؤ ڈالا' اور صحابہؓ کا وضو تھا۔ مدینہ سے چلے تھے۔ اُحد کے آگے سے نماز عشاء پہلے ادا کر لی..... اور جرف میں جا کر قیام کیا۔ لیکن جہاں قیام کیا وہاں پانی نہیں تھا..... حضور علیہ السلام نے رات کا قیام وہاں فرمایا ..... فیصلہ یہ ہوا کہ نمازِ تہجد کے وقت یہاں سے چلیں گے۔ اور اگلی منزل پر پانی ہے وہاں وضو کریں گے..... پروگرام کے مطابق تہجد کے وقت روانگی کے وقت حضرت عائشہؓ حضورؐ کی قیام گاہ میں لیٹی ہوئی تھیں اور حضورؐ کا جسدِ اطہر حضرت عائشہؓ کے جسم کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ اور حضورؐ نے دیکھا کہ حضرت عائشہ نہیں جاگتیں' حضورؐ لیٹے رہے' حضورؐ نے حرکت نہیں کی اور حضورؐ نے حضرت عائشہ کو نہیں جگایا۔ لیکن ادھر صحابہؓ کی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔ لوگ کجاووں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور روانگی کے لئے تیار ہیں..... حضرت عائشہؓ کی نیند کی وجہ سے سارا قافلہ رک گیا۔ یہ صورت جب صدیق اکبرؓ نے دیکھی کہ عائشہؓ کی وجہ سے سارے لوگ رک گئے اور تھوڑی دیر اگر اور گزر گئی تو یہاں نمازِ فجر کا وقت ہو جائے گا اور نمازِ فجر کا وقت اگر ہو گیا تو یہاں پانی نہیں ہے۔ نماز کیسے پڑھیں گے۔ نمازِ فجر ضائع ہو جائے گی۔ پانی اگلی منزل پر ہے۔ تو صدیق اکبر کو غصہ آیا حضرت عائشہؓ پر..... عائشہؓ

صدیقؓ کی بیٹی ہے اور غصہ کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں تھا..... کوئی گناہ بھی نہیں تھا..... حضرت ابوبکر صدیقؓ غصے کے عالم میں اس خیمے میں آئے جہاں عائشہؓ لیٹی ہوئی تھیں..... آ کر عائشہؓ کو جگانا چاہا' وہ جب نہیں جاگیں تو جلدی جلدی اس انگوٹھے کا چوکا حضرت عائشہؓ کی کمر میں مارا..... اور کہا تو جاگتی کیوں نہیں؟ تیری وجہ سے سارا قافلہ پریشان ہے ..... حضرت عائشہؓ کی کمر پر جب چوکا لگا تو اماں کو بڑی تکلیف ہوئی..... تو چوکا عائشہؓ کو لگا لیکن عرش سارا ہل گیا..... یہ قرآن پاک میں واقعہ ہے توجہ کریں..... بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کی کمر پہ چوکا لگایا والدِ مکرم نے! اور والد کا یہ چوکا لگانا کوئی عیب نہیں تھا..... کوئی کفر نہیں تھا..... کوئی گناہ نہیں تھا..... لیکن اللہ تعالیٰ کے عرش کو اس چوکے نے ہلا دیا۔ بات تو یہی تھی نا کہ یہاں پانی نہیں تھا۔ اور تکلیف عائشہؓ کو اسی وجہ سے ہوئی۔ اللہ نے فرمایا جبرائیل جلدی کر قرآن کی یہ آیت لے جا۔

فان لم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیباً

صحابیو! اگر تم آج کے بعد پانی کہیں نہ پاؤ تو تیمم کر لیا کرو'

عائشہؓ کو تکلیف ہوئی..... اللہ نے شریعت کا ضابطہ بدل دیا:

میرے بھائیو! قرآن جبرئیل امین پیغمبرؐ پر لائے اسی جگہ' اور اللہ نے اس امت کو یہ نعمت بخشی' ضابطہ شریعت کا یہ تھا کہ نماز کیلئے وضو کیا جاتا ہے۔ اس ضابطے کو اللہ نے تبدیل کر دیا۔ عائشہ! تیرا وہ تقدس ہے کہ اللہ نے شریعت کو تبدیل کر دیا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا ضابطہ عائشہ صدیقہؓ کی وجہ سے بدل گیا۔

جب قرآن کی آیت اتری تو ایک صحابیؓ نے برسرِ عام کہہ دیا' اعلان کر کے کہا کہ.....

"ما اول برکۃٍ یا آل ابی بکرٍ"

اے ابوبکر کی اولاد! یہ کوئی تمہاری پہلی برکت نہیں ہے کہ قیامت کی صبح تک آنے والے اولیاء اللہ کو' انسانوں کو اللہ نے تیمم کی نعمت عائشہؓ کے تقدس کی وجہ سے عطا کی۔

"ما اول برکۃٍ یا آل ابی بکرٍ"

اے ابوبکر کی اولاد اسلام میں یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔

کہ ایک عائشہؓ کی وجہ سے مسلمانو مجھے بتاؤ کہ والد ابوبکر جو انگلی لگاتا ہے تو عرش سے اللہ تعالیٰ ضابطہ بدل دیتا ہے..... آج عائشہؓ کو طوائف لکھا جائے، ہم خاموش ہو جائیں؟

آج عائشہ صدیقہؓ کو کوئی آدمی منافقہ لکھے..... اور کوئی آدمی نعوذ باللہ فاحشہ مبینہ لکھے ہم خاموش ہو جائیں؟

عرش پہ قرآن کہتا ہے کہ عائشہؓ کی کمر پہ باپ نے ایک انگلی لگائی اللہ نے اپنے نبیؐ کی شریعت کا ضابطہ بدل دیا اور عائشہؓ کا لحاظ کر کے پوری امت کو تیمم کی نعمت سے سرفراز کر دیا۔

میرے بھائیو! یہ وہ نعمت الٰہی ہے جو پروردگار کی طرف سے میری ماں، پوری امت کی ماں عائشہؓ کے قدموں کی وجہ سے عطا ہوئی..... عائشہ کا تحفظ..... عائشہ کی ناموس کا تحفظ..... عائشہ کی عزت کا تحفظ پوری امت کا فریضہ ہے..... کیونکہ عائشہ صرف صدیقؓ کی بیٹی ہوتی تو بات اور تھی.....

عائشہؓ میرے پیغمبرؐ کا لباس ہے۔

عائشہؓ میرے نبیؐ کی متاعِ حیات ہے۔

عائشہؓ میرے پیغمبرؐ کا تقدس ہے۔

عائشہؓ میرے نبیؐ کی طہارت ہے۔

عائشہؓ میرے نبیؐ کی پاکیزگی ہے۔

اور پوری امت پر فرض ہے کہ عائشہؓ کی ناموس کا تحفظ کرے۔

غزوہ بنی المصطلق اور واقعہ افک کی تفصیل:

میرے بھائیو! یہ تھا غزوہ ذات الرقاع..... اور ایک ہے غزوۂ بنی المصطلق۔ حضورؐ نے اس غزوے پر جانے سے پہلے قرعہ اندازی فرمائی تو حضرت عائشہؓ کا نام نکل آیا۔ تو ایک اونٹ کے کجاوے پر اماں کا بستر تھا۔ حضور علیہ السلام لشکر کو لے کر وہاں سے

روانہ ہوئے۔ بنی مصطلق میں آپ نے چند دن گزارے' دشمن بھاگ گیا۔ جب آپ واپس آ رہے تھے' تو راستے میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ چٹیل میدان تھا۔ چاند کی چاندنی تھی۔ تھوڑی دیر پڑاؤ ڈالا۔ قضاء حاجت وغیرہ کیلئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے کجاوے سے نیچے اتریں۔ سارا لشکر صحابہ کا اترا ہوا ہے۔ لوگ اپنی اپنی ضروریات اور قضاء حاجت وغیرہ کیلئے ادھر ادھر چلے گئے۔ تو اماں ایک طرف کو چلی گئیں قضاء حاجت کیلئے..... وہاں پہنچیں تو اس میں علماء کا اختلاف بھی ہے روایت میں کہ طریق کار کیا تھا؟ وہاں پہنچیں تو تاخیر ہوئی ہار گم ہو جانے کی وجہ سے..... کہ وہاں حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہو گیا۔ اور آپ ہار تلاش کرتی رہیں اس وجہ سے ذرا دیر ہو گئی..... اتنی دیر ہو گئی کہ قافلہ وہاں سے چل پڑا..... حضرت عائشہؓ کا جسم دبلا پتلا' چھوٹے قد کا تھا..... اس بنیاد پر جنہوں نے کجاوہ اٹھایا انہیں پتہ نہ چلا کہ اماں اس میں موجود ہیں یا نہیں؟ انہوں نے سمجھا اماں موجود ہیں۔ کجاوہ اونٹ پر رکھا اور چل دیئے۔ چاند کی چاندنی ہے۔ یہ کوئی چھوٹی سی بات تو نہیں تھی۔ کہ حضرت عائشہؓ تنہا اس جنگل میں رہ گئیں..... چادر ان کے پاس تھی..... وہ زمین پہ بچھائی' وہیں اسی جگہ پر چادر آدھی نیچے کر لی آدھی اوپر کر لی اور لیٹ گئیں..... اور اس نیت سے لیٹیں کہ قافلے والوں کو کچھ دور جا کر پتہ چلے گا' اور اسی جگہ پر میری تلاش کیلئے آئیں گے۔ اس نیت سے لیٹ گئیں۔

ایک صحابی تھے ان کا نام تھا صفوان بن معطلؓ۔ سب کہو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کی ڈیوٹی تھی کہ تم نے لشکر سے دو تین میل پیچھے رہنا ہے تا کہ لشکر کی کوئی گری پڑی چیز ہو تو اٹھا لاؤ۔ یہ وہاں رواج تھا اس زمانے میں کہ کوئی چیز پیچھے رہ گئی ہے تو اس کو اٹھاؤ..... حضرت صفوان بن معطلؓ اپنی سواری پر آ رہے ہیں تو چاند کی چاندنی میں دور سے انہوں نے دیکھا کہ کوئی سفید کپڑا نظر آ رہا ہے..... انہوں نے سمجھا کہ کوئی سامان پڑا ہے۔ قریب آئے' تو انہوں نے آواز دی کیا ہے؟ کیا بات ہے؟ کون ہے؟ تو حرکت ہوئی

انہوں نے سمجھا کوئی آدمی ہے.....تو حضرت عائشہؓ نے چہرے سے کپڑا ہٹایا فوری طور پر اچانک تو ان کی نظر حضرت عائشہ پر پڑی۔ پردے کی آیتیں اترنے سے پہلے۔ (پردے کی آیتیں اتر چکی تھیں۔) وہ حضرت عائشہ کو دیکھ چکے تھے۔ اس لیے جب حضرت عائشہؓ کا چہرہ دیکھا تو ان کی زبان سے صرف ایک کلمہ نکلا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون..... کہ رات کی تاریکی ہے، عائشہؓ یہاں اکیلی کیسے؟

اماں عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے پوری زندگی میں صفوان بن معطل جیسا پاک باز انسان نہیں دیکھا۔ کہ جوان عورت، رات کا وقت ہے، تاریکی ہے، اور اماں فرماتی ہیں کہ انا للہ کہنے کے بعد وہ اونٹ میرے قریب بٹھا دیا۔ اور یہ بھی نہیں کہا کہ سوار ہو جاؤ۔ کوئی لفظ نہیں کہا۔ میرے قریب اونٹ بٹھایا۔ میں سمجھ گئی کہ مجھے بٹھانے کیلئے ہے۔ میں کجاوے پر سوار ہوگئی اور بعد میں اس کی مہار پکڑی، چل پڑے۔

ساری رات قافلہ وہ چلتا رہا۔ جتنا بھی حصہ رات کا باقی تھا۔ صبح سورج چڑھا نو دس بجے کا وقت ہوگا۔ تو حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہمیں دور سے حضور علیہ السلام کا لشکر نظر آیا۔ جس جگہ پر انہوں نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ لشکر دیکھا قریب ہو گئے۔ لشکر میں پہنچے مدینہ نہیں ابھی آیا تھا تو حضرت صفوان نے اونٹ کو بٹھا دیا۔ میں اپنے کجاوے سے نیچے اتری.....اتر کر اپنے کجاوے میں جو میرا اونٹ تھا اس میں چلی گئی۔ اماں فرماتی ہیں اس کے علاوہ وہاں کوئی بات نہیں ہوئی۔ مدینہ پہنچ گئے۔ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

یہاں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا..... یہاں پر کسی نے نہیں پوچھا یا کسی کو پتہ نہیں چلا کیا بات تھی.....لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے.....ایک دن گزر گیا.....اگلے دن شام کا وقت ہے.....حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قضاء حاجت کے لئے گھر سے باہر نکلیں۔ جب باہر کھیتوں میں پہنچیں تو ایک نوکرانی جس کا نام ہے ام مسطح۔ ام مسطح کا معنی ہیں مسطح کی ماں۔ مسطح ایک صحابی ہے۔ ان کی اماں ساتھ ہیں۔ تو ان کا پاؤں پھسلا تو انہوں نے کہا کہ ,, مسطح! تم پر ہلاکت ہو''۔ مسطح کے بارے میں بددعا کی ماں نے بددعا کی، اسی بددعا پر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسطح تو تیرا لڑکا ہے اور بدریین میں سے ہے۔ اس کے لئے تو کیوں بددعا کرتی ہے؟

ام مسطح نے کہا عائشہؓ! تو بڑی بھولی بھالی عورت ہے۔ تجھے نہیں پتہ کہ جو لوگ تم پر تہمت لگا رہے ہیں ان میں یہ میرا بیٹا بھی شامل ہے۔ تو میں اسی خیال میں جا رہی تھی کہ تہمت میں میرا بیٹا کیوں شامل ہے۔ لیکن میرا پاؤں پھسلا اس لئے میں اس کے لئے بد دعا کر رہی تھی۔ تو اماں کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اماں کہتی ہے کہ مجھے قضائے حاجت بھول گئی اور میں واپس آ گئی۔ اب آپ بتائیں، دیکھیں منظر کیا ہوگا؟

سارے دنیا کے سردار کی بیوی..... پیغمبر دو جہاں کی بیوی..... اماں فرماتی ہیں کہ مجھے قضائے حاجت بھول گئی..... میں گھر گئی..... تو میں نے محسوس کیا کہ کل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں اور آپؐ کے چہرے میں میرے لیے وہ نگاہِ مہر و محبت نہیں رہی۔ جو پہلے ہوتی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ شاید حضورؐ کو بھی اس واقعہ کا علم ہو گا۔ کیا الزام تھا؟ تہمت کیا تھی؟ کہ رات کی تاریکی میں صفوان بن معطل کے ساتھ عائشہ آئی ہے۔ نعوذ باللہ اس کا دامن ٹھیک نہیں ہے۔ منافقین نے تہمت لگائی۔ پیچھے جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں اس کا ذکر ہے۔

ان الذین جآء و ا بالافک عصبۃً منکم لا تحسبوہ شراً لکم بل ھو خیرٌ لکم .....

کہ جن لوگوں نے الزام لگایا ہے، تہمت لگائی ہے

,, عصبۃٌ منکم"

وہ گروہ تم میں سے ہے۔

,, لا تحسبوہ شراً لکم"

اس کو اے پیغمبرؐ! برا نہ سمجھو۔

,,بل ھو خیرٌ لکم"

بلکہ یہ تہمت عائشہؓ کے حق میں اس کا نتیجہ نکلے گا..... اور صحیح نکلا۔

لکل امرىءٍ منهم ما اكتسب من الاثم والذى تولىٰ كبرهٗ " .....

اس ,,کبر'' سے مراد عبداللہ بن ابی ہے۔ یہ سردار ہے منافقین کا۔ اس کا ذکر اس آیت میں موجود ہے۔ اور قرآن مجید نے اس کے لئے بڑے دردناک عذاب کی خوشخبری دی ہے..... یہ ہے اس آیت کا مفہوم.....!

ایک دو دن گزر گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں دو دن کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اپنے میکے گھر چلی جاؤں۔ تو پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں اجازت مانگوں اور حضورؐ اسی وقت اجازت دیں۔ میں اجازت مانگتی تھی رسول اللہ فرماتے تھے نہیں' کیا کام ہے تمہیں گھر میں' ٹھہر جاؤ یہیں۔ یہ تعلق اور محبت کی بات تھی۔ لیکن آج میں نے اجازت مانگی تو حضورؐ نے پہلی مرتبہ فرمادیا جاؤ.....! جب پہلی مرتبہ میرے رسول اللہ نے اجازت دی' تو میری چیخ نکل گئی..... کہ محبت رسول کا وہ انداز نہیں رہا۔ لیکن حضورؐ نے اجازت دے دی تھی میں گھر سے نکلی میں اپنے میکے گھر چلی گئی۔

اور میں نے جا کر اپنے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا دروازے میں داخل ہوئی تو میں نے کیا دیکھا کہ میرے والد صاحب چارپائی پہ بیٹھے ہیں اور قرآن پڑھ رہے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اور میری والدہ مصلے پر ہے وہ بھی رو رہی ہے..... میرے والد نے پوچھا کیسے آئی ہے؟ میں نے کہا کہ میں پریشانی کی وجہ سے آئی ہوں..... میں نے پوچھا کہ ابا جان آپ کیوں پریشان ہیں؟ فرمایا عائشہؓ! پریشانی ہماری تو کوئی نہیں ہے۔ تیری وجہ سے پریشانی ہے..... کیا پریشانی ہے؟ کہ سارے مدینے کے اندر کہرام مچ گیا۔

مدینے کی گلیوں میں لوگ کہہ رہے ہیں کہ عائشہؓ کا دامن ٹھیک نہیں ہے۔ نعوذ باللہ! عائشہ صدیقہ کا دامن داغ دار ہو گیا..... پیغمبر کی بیوی کا..... ابوبکر اپنے گھر سے باہر

نہیں نکلتے..... صحابہ پریشان ہو گئے..... مدینہ کی گلیاں ویران ہو گئیں..... لوگوں میں قیامت برپا ہو گئی..... کئی دن گزرنے کے بعد ابوبکر نے عائشہؓ سے کہا کہ عائشہؓ! اب تو تیرا باپ مدینے کی گلیوں میں نکل بھی نہیں سکتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہے ابوبکر جس کی بیٹی پر تہمت لگی ہے..... عائشہ! میں کیا کروں؟

عائشہ اپنے مکان کے اندر والے کمرے میں مصلے پر بیٹھی رو رہی ہیں..... ایک دو دن گزر گئے ہیں..... دو تین دنوں کے بعد حضور علیہ السلام تشریف لائے..... آپؐ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق سے پوچھا بتاؤ عائشہ کہاں ہے..... صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ جس دن سے عائشہ آئی ہے وہ تو اپنے اسی حجرے میں موجود ہے..... وہ تو ایک مرتبہ بھی باہر نہیں نکلی..... رسول اللہ اندر تشریف لے گئے..... جہاں عائشہؓ بیٹھی تھیں..... رسول اللہ بیٹھ گئے اور حضورؐ نے ایک بات فرمائی..... اسی طرح ان الفاظ کو بخاری شریف میں نقل کیا گیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا.....

یا عائشۃِ ان کنتِ المبط فتوبِ الی اللہ

,,اے عائشہ اگر واقعی تیرا دامن داغدار ہو گیا ہے تو اللہ سے معافی مانگ لے۔ میں بھی تیرے لیے معافی مانگ لوں گا''۔

اماں فرماتی ہیں میری چیخیں نکل گئیں۔ میری زبان پر وہ لفظ جاری ہو گئے' میں نے کہا کہ آج میری مثال اس یوسف کے باپ کی ہے۔ (میں اپنے اس دکھ میں یوسفؑ کے باپ کا نام بھول گئی..... جن کا نام یعقوب علیہ السلام تھا۔) جن پر دکھ اور پریشانی بیٹے کی آئی۔ انہوں نے کہا تھا.....

انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ

کہ میرا دکھ اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔

تو میں نے کہا کہ اللہ کے رسول! اگر عائشہ یہ کہے کہ اس کا دامن داغدار ہے تو یہ حقیقت کے خلاف ہے۔ اگر میں کہوں کہ میں پاک صاف ہوں تو شاید آپ یقین نہیں

کریں گے۔تو حضور علیہ السلام یہ سن کر چلے گئے.....۔

اماں روتی رہیں.....اماں سے والد نے پوچھا کیا کرتی ہے؟.....تو فرمایا,,ہائی کورٹ'' ناراض ہو گیا ہے۔,,سپریم کورٹ'' میں اپیل کر دی ہے۔ پروردگار کے دروازے پر اپیل کر چھوڑی ہے۔سجدے میں روتی ہے۔ساری رات روتی ہے.....کھانا پینا بند ہو چکا ہے۔

میرے بھائیو! مصلے پہ کہتی ہے اے اللہ! میں تیرے پیغمبرؐ کے بستر پر نہ ہوتی' میں تیرے نبیؐ کی عزت نہ ہوتی.....آج جو مرضی مجھے دنیا کہتی۔لیکن آج اے اللہ! میں وہ عائشہ ہوں کہ دنیا قیامت تک کیا کہے گی؟.....یہودی کیا کہیں گے؟.....عیسائی کیا کہیں گے؟.....کہ نبیؐ معصوم تھا' نبیؐ کی چادر کیسے داغدار ہوگئی؟.....اے اللہ! تیرے سوا میری صفائیاں دینے ولا کوئی نہیں.....عائشہؓ نے رو کر یہ بھی کہا کہ اے اللہ! میں وہ عائشہ ہوں جو تیرے پیغمبرؐ کے بستر پر ہوں.....ایک وقت وہ تھا کہ یوسف علیہ السلام پر تہمت لگتی ہے تو اے اللہ! تو نے تین مہینے کے بچے سے گواہی دلا دی۔,, **وشهد شاهد من اهلها**'' .....قرآن کہتا ہے۔

عائشہؓ فرماتی ہے اے اللہ! وہ وقت بھی آیا کہ جب حضرت مریم پر تہمت لگی تو ایک مہینے کا بچہ پنگوڑے میں بول اٹھا۔اس نے مریم کی صفائی دے دی۔

مریم پر تہمت لگی صفائی بچے نے دے دی۔

اور جس وقت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی تو اس وقت بھی صفائی تین مہینے کے بچے نے دی۔

اے اللہ! میں کیا کروں' میری صفائی کون سا بچہ دے؟.....اے اللہ! میں محمد مصطفیٰؐ کی بیوی ہوں.....آج تیرے سوا میری عزت کا رکھوالا کوئی نہیں.....میری عزت کے چرچے کرنے والا اور اعلان کرنے والا کوئی نہیں.....اے اللہ! میں بالغ ہوئی تو تیرے نبیؐ کے گھر میں ہوئی.....اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میری تو نظر بھی بلوغت کے بعد

تیرے پیغمبرؐ پر پڑی ہے..... تیرے نبیؐ کے چہرے کو دیکھا..... اے اللہ! کیا میں وہ عائشہ نہیں ہوں کہ جس کے بستر پر تیرا جبرائیل قرآن لے کر آتا تھا..... آج میرا دامن مدینہ کی گلیوں میں داغدار ہو گیا..... تیرے سوا صفائی دینے والا کوئی نہیں۔

حضورؐ کی صحابہ کرامؓ سے مشاورت:

میرے بھائیو! حضورؐ پریشانی کے عالم میں مسجد نبویؐ میں پہنچے، تو چونکہ مدینہ میں لوگ اتنی باتیں کر رہے تھے کہ پیغمبرؐ نے سارے مدینہ میں اعلان کر دیا لوگو آؤ! آج میں عائشہ کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں..... صحابہ مسجد میں جمع ہو گئے..... سینکڑوں صحابہؓ آ گئے..... حضورؐ نے پوچھا بتاؤ! عائشہؓ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟..... ایک صحابی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! تحقیق کریں۔

کس سے تحقیق کروں؟ پیغمبرؐ نے فرمایا۔

یہ کہنے والو..... کہ نبیؐ عالم الغیب ہوتا ہے آج پتہ چل گیا کہ غیب کے خزانے اللہ کے پاس ہیں۔

نعرۂ تکبیر..... اللہ اکبر

نبیؐ کو دکھ کیوں ہوا؟ اگر نبیؐ عالم الغیب تھا..... غیب کے خزانے اللہ کے سوا کسی اور کے پاس نہیں ہیں!..... ایک صحابی نے کہا تحقیق کریں!..... کیسے تحقیق کریں؟..... اس نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کی نوکرانی چھوٹی بچی جس کا نام ہے بریرہ..... اس کو بلائیں!

بریرہؓ! تیرے پاؤں کی خاک پہ قربان جاؤں! آج تو صفائی دینے کے لئے عائشہؓ کی، صحابہؓ کے پاس آئی..... حضورؐ نے بلایا بریرہؓ کو!

پوچھا..... بریرہ! عائشہؓ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ تو نے عائشہ کو کیسا پایا؟ بریرہؓ نے کہا یا رسول اللہ! جتنے عرصے سے میں یہاں ہوں، میں نے عائشہؓ میں ایک غلطی دیکھی ہے اور کوئی نہیں دیکھی! غلطی یہ ہے کہ بکری آ کر جب آٹا کھا جاتی ہے تو عائشہ کو پتہ نہیں چلتا..... اس کے علاوہ عائشہؓ کے دامن پر کوئی داغ میں نے نہیں دیکھا۔

ایک اور صحابی حضرت سلمانؓ کھڑے ہو گئے عرض کیا یا رسول اللہ! عائشہؓ کے بارے میں کچھ اور سوچیں..... کچھ اور وقت گزاریں..... پوچھ گچھ کریں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عورتیں تو اور بھی آپؐ کے لیے بہت ہیں۔ ایک عورت پر تہمت لگ گئی، آپؐ اسے چھوڑ دیں..... اور کوئی عورت لے لیں..... کسی اور سے نکاح کرلیں، یہ باتیں ہوئیں.....۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کا مشورہ:

لیکن اس ساری گفتگو کے بعد مسجد کے آخر میں جوتوں کے پاس فاروق اعظمؓ بیٹھے تھے..... حضورؐ نے فرمایا عمرؓ! تم نہیں بولتے..... کھڑے ہو جاؤ! فاروق اعظمؓ کھڑے ہو گئے..... حضورؐ نے فرمایا کیا خیال ہے تمہارا عمرؓ! میری عائشہؓ کے بارے میں؟..... تو حضرت عمرؓ نے بڑی عجیب بات کہی۔

فرمایا! اللہ کے رسول! عائشہؓ کے ساتھ آپؐ کا نکاح ہم نے کیا تھا..... یا اللہ نے کیا تھا؟ کہاں ہوا تھا؟

حضورؐ نے فرمایا عائشہ کے ساتھ میرا نکاح عرش پر ہوا تھا۔

تو فاروق اعظمؓ نے فرمایا..... بات ختم ہو گئی۔ جو خدا آپؐ کے جسم پر گندی مکھی نہیں بیٹھنے دیتا، وہ آپؐ کے بستر پر غلط عورت نہیں آنے دے گا۔

پیغمبرؐ کا چہرہ چمک اٹھا:

حضورؐ نے فرمایا تہمت لگ گئی ہے عائشہؓ پر، صفائی کا کیا طریقہ ہو؟

حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جیسے آپ کی رہنمائی ہر بات میں اللہ تعالیٰ کرتے ہیں، آپؐ عائشہؓ کا معاملہ پروردگار کے سپرد کر دیں۔

نعرۂ تکبیر..... اللہ اکبر

عظمت فاروق اعظمؓ..... زندہ باد

اور آپؐ عائشہؓ کے بارے میں اللہ کی وحی کا انتظار کریں۔

جب یہ بات فاروق اعظمؓ نے کہی' حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمک اٹھا۔ پیغمبرؐ نے فرمایا' جزاک اللہ ابن خطابؓ! ابن خطاب اللہ تجھے بہتر بدلہ دے۔ تو نے محمد مصطفیٰؐ کے دل کی گرانی کو دور کر دیا۔

پیغمبرؐ نے فرمایا آج کے بعد میں اللہ کی وحی کا انتظار کروں گا۔

پروردگار خود گواہِ صفائی بن گیا:

یہ بات کرنے کے بعد حضور علیہ السلام سیدھے صدیق اکبرؓ کے گھر گئے۔ جا کر ابوبکر صدیقؓ کے پاس بیٹھ گئے' اور یہ سارے واقعات بیان کیے کہ لوگوں نے اس طرح کہا..... اب میں محمدؐ پریشان نہیں ہوں..... اب میں نے عائشہؓ کا معاملہ اللہ پہ چھوڑ دیا ہے ..... ابوبکر وہاں بیٹھے ہیں اور اس چٹائی پر حضرت ام رومانؓ (حضرت عائشہؓ کی والدہ) بیٹھی ہیں۔ کچھ عورتیں اور بیٹھی ہیں..... ابوبکر فرماتے ہیں کہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ پیغمبرؐ کے چہرے پر وحی کے آثار نمودار ہوئے۔ اور پیغمبرؐ کے ماتھے پہ پسینہ آ گیا..... جب پیغمبرؐ کے ماتھے پہ پسینہ آیا..... یہ فیصلے کی گھڑی تھی ..... ہم حیران ہو گئے..... ہمارے پاؤں کے تلے سے زمین نکلنے لگی..... کہ ,,سپریم کورٹ'' سے پتہ نہیں کیا فیصلہ ہوتا ہے! کیا اعلان ہوتا ہے..... یہ بڑا عجیب منظر تھا..... عجیب گھڑی تھی..... ہم پریشان ہو گئے۔ میری بیوی ام رومانؓ گرزنے لگی کہ ابھی کیا فیصلہ ہوتا ہے..... لیکن چند منٹوں کے بعد پیغمبر علیہ السلام نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو آپؐ کا چہرہ چمک رہا تھا..... فرمایا ابوبکرؓ! مبارک ہو! اللہ نے عائشہؓ کی صفائی میں قرآن کی سترہ آیتیں اتار دی ہیں۔

نعرۂ تکبیر..... اللہ اکبر

عظمت عائشہ صدیقہ..... زندہ باد

قرآن نے یہ بھی کہا.....

لولا جآء وا علیه باربعة شهداء.....

اے پیغمبرؐ! جب عائشہؓ پہ تہمت لگی تھی تو آپؐ نے ایک آدمی کے کہنے پر اس تہمت کو کیوں مان لیا؟ آپؐ نے کیوں نہیں کہا تھا کہ چار گواہ لاؤ؟

اور پھر قرآن نے یہ بھی کہا.....

سبحٰنک ھٰذا بھتانٌ عظیم

سترہ آیتیں عائشہ صدیقہؓ کی صفائی میں قرآن کی اتریں۔

میرے بھائیو! یوسف پہ تہمت لگی تو..... بچہ بولے!

مریمؑ پہ تہمت لگی تو..... بچہ بولے!

لیکن جب عائشہؓ پہ تہمت لگی..... تو اونٹ بول سکتا تھا..... ستارے بول سکتے تھے..... چاند بول سکتا تھا..... درخت بول سکتے تھے..... لیکن اللہ نے فرمایا آج کوئی جانور نہیں بولے گا..... اگر عائشہ صرف ابوبکرؓ کی بیٹی ہوتی تو پھر کوئی بولتا یا نہ بولتا..... لیکن عائشہؓ تو میرے نبیؐ کا لباس ہے..... اس لئے عائشہؓ کے لئے کوئی بچہ یا بوڑھا نہیں بولے گا' بلکہ میں پروردگار خود عدالت کے کٹہرے میں آ کر عائشہؓ کی صفائی دوں گا۔

سیاہ صحابہؓ 'اللہ کی سنت پر عمل پیرا ہے:

میرے بھائیو! سیاہ صحابہؓ کا موقف یہی ہے..... جو اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا۔ جانتے ہو کہ اللہ نے موقف کون سا اختیار کیا؟..... اللہ نے عائشہؓ صدیقہ کے دفاع کا موقف اختیار کیا۔

باپ نے کمر میں انگلی ماری تو تب بھی دفاع کیا!

اور منافقوں نے عائشہؓ پہ تہمت لگائی..... تب بھی دفاع کیا!

لہٰذا جو کام اللہ نے کیا' وہی کام آج سیاہ صحابہؓ کر رہی ہے۔

پاکستان میں ایسی کتابیں چھپیں' جن میں صحابہ کرامؓ کو کافر و منافق کہا گیا' تو اس کے جواب میں ہمیں اللہ کی سنت پہ عمل کرنا چاہئے۔ کہ اللہ نے جس طرح چودہ صدیاں پہلے عائشہ صدیقہؓ کی گواہی دی' اسی طرح سیاہ صحابہ گلی گلی میں' کوچے کوچے میں' قریہ قریہ

میں صحابہؓ کی چوکیداری کر رہی ہے۔ صحابہؓ کا دفاع کر رہی ہے۔

اس دفاع کے جرم میں ہمیں گولی ماردی جائے..... تب بھی کوئی پرواہ نہیں!

اس دفاع کے جرم میں مولانا حق نوازؒ قبر میں اترے..... اگر دفاع کرنا دنیا کا کام ہوتا تو ختم ہو جاتا..... لیکن ابوبکرؓ اور عائشہؓ اور صحابہ کرامؓ کا دفاع چونکہ اللہ کی سنت تھی.....

حق نوازؒ قبر میں اترا..... یہ سنت جاری رہی!

ایثار القاسمیؒ کی بیوی بیوہ ہوگئی..... یہ سنت جاری رہی!

عبدالصمد آزادؒ کی بچیاں یتیم ہوگئیں ..... یہ سنت جاری رہی!

پانچ علماء ذبح کیے گئے..... یہ سنت جاری رہی!

پچاسی نوجوان شہید کر دیئے گئے..... یہ سنت جاری رہی!

اللہ کی سنت ہے..... اور یہ سنت کیا ہے؟ صحابہؓ کی چوکھٹ پہ پہرا دینا' صحابہؓ کی غلامی کرنا..... صحابہؓ کی چاکری کرنا..... صحابہؓ کی نوکری کرنا!!!

..... یہ نوکری جاری رہے گی۔ میں سپاہ صحابہ کا خادم ہوں۔ اعظم طارق ہے' علی شیر حیدری ہے' اور میری جماعت کا ایک ایک بچہ جب تک اپنے جسم میں خون کی گردش دیکھتا رہے گا' اس وقت تک صحابہ کرامؓ کا یہ دفاع ہوتا رہے گا۔ اس کے بدلے میں کچھ ہو جائے' ہمیں تختہ دار پہ لٹکا دیا جائے' ہاتھوں میں ہتھکڑی' پاؤں میں بیڑی ڈال دی جائے' بچے یتیم کر دیئے جائیں' لاشوں کے ٹکڑے کر دیئے جائیں..... سب کچھ برداشت ہوگا۔ لیکن جو سنت چودہ صدیاں پہلے پروردگار نے جاری کی تھی' اسی سنت پر کاربند رہیں گے۔

سپاہ صحابہ' صحابہؓ کا دفاع کر رہی ہے۔ حضرت خواجہ (مولانا عبدالحیؒ بہلویؒ) صاحب مخدوم مکرم تشریف فرما ہیں۔ میں ان کی موجودگی میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک ہمارے پچاسی نوجوان ذبح ہو چکے ہیں' ۱۱۰ قتل کے مقدمے سپاہ صحابہ پر ہیں۔ ہم چوراہے میں کھڑے ہیں۔ اللہ کی توفیق سے چوک میں کھڑے ہیں۔ کوئی پتہ نہیں کہ ہم

گھر پہنچتے ہیں یا راستے میں ذبح کئے جاتے ہیں۔

انعامات مقرر ہو چکے ہیں' بیس بیس لاکھ روپیہ ایک ایک آدمی کو ہمیں قتل کرنے پہ لگایا جا چکا ہے۔ اگلے سال میں یہاں آسکوں یا نہ آسکوں' یا اللہ نے زندگی رکھی تو پھر ملاقات کروں' لیکن ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ ہم نے کہا' جو کچھ ہم کر رہے ہیں ' پیغمبرؐ کا دین سمجھ کر کیا' نبیؐ کی شریعت سمجھ کے کیا' محمد مصطفیٰؐ کے صحابہؓ کی چوکیداری سمجھ کے کیا' اللہ کی سنت پہ عمل کر کے کیا' تم ہمارا ساتھ دو گے تب بھی کامیاب ہیں' نہیں ساتھ دو گے چورا ہے میں تنہا چھوڑ دو گے تب بھی کامیاب ہیں۔ یہ بات کسی پلاٹ کے لیے نہیں! پرمٹ کے لئے نہیں' یہ سب کچھ عائشہ صدیقہؓ کے دوپٹے کے لئے ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ○

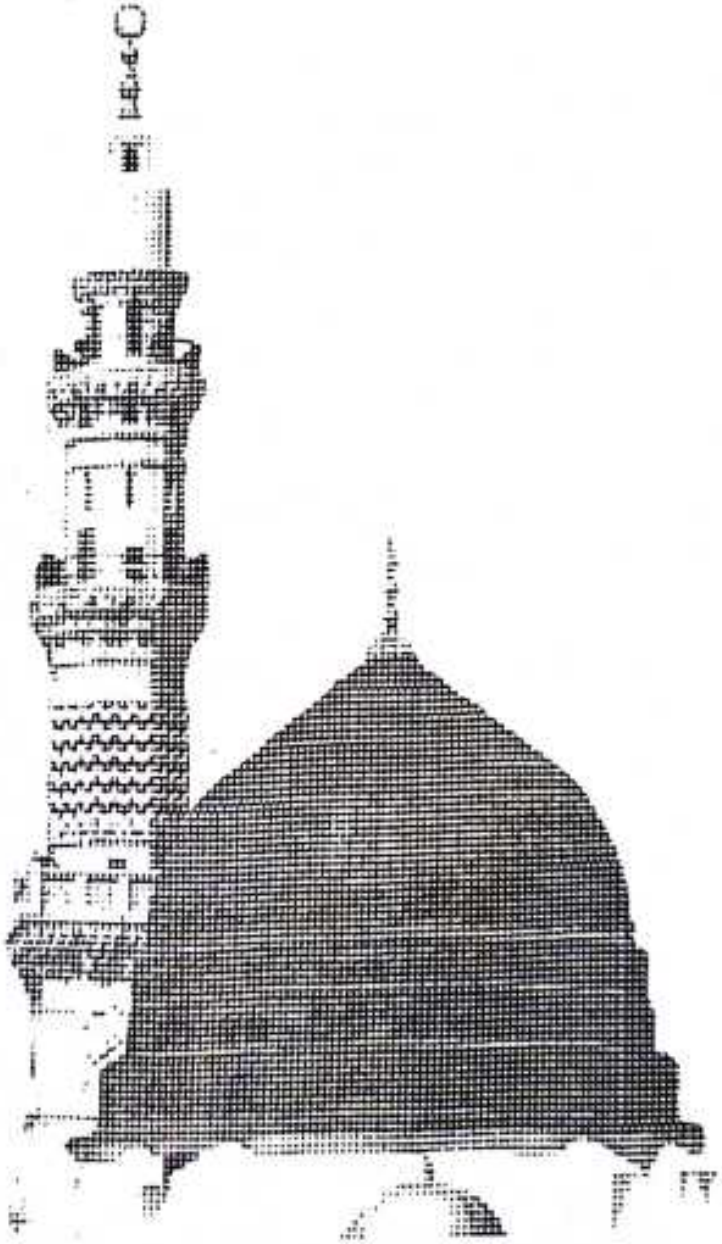


CamScanner



CamScanner

سیدنا امیر معاویہؓ



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

فی صحفٍ مکرمةٍ o مرفوعةٍ مطهرةٍ o بایدی سفرةٍ o کرامٍ برررةٍ o

قال النبی صلی الله علیه وسلم اللّٰهم علمه الکتاب والحساب وقه العذاب o صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ o

حضرت امیر معاویہؓ

میرے واجب الاحترام، قابل صد احترام علماء کرام! اسلام آباد کراچی کمپنی کے غیور نوجوانو اور دوستو! جامع مسجد خلفاء راشدین میں پہلے بھی کئی مرتبہ میری حاضری ہوئی ہے اور آج مسجد کی تعمیر نو مکمل ہونے کے بعد پہلی مرتبہ حاضری ہوئی ہے، مسجد کی تعمیر اور خوبصورتی دیکھ کر انتہائی مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کے خطیب حضرت مولانا نذیر احمد فاروقی صاحب اور اس کے معاونین کو ترقی نصیب فرمائیں، کہ جن کی خصوصی توجہ اور محنت کے ساتھ یہ عظیم اسلامی مرکز پایہ تکمیل تک پہنچا ہے۔

میرے بھائیو! آج کا یہ پروگرام حضرت سیدنا معاویہؓ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب کے سلسلے میں منعقد کیا گیا ہے۔ حضرت معاویہؓ کی فضیلت کیا ہے؟ ان کا مرتبہ اور مقام کیا ہے؟ ان کے کارنامے کس قدر بلند ہیں؟ انہوں نے اسلام کی کس قدر خدمات انجام دی ہیں؟ یہ بہت طویل موضوع ہے۔ اس کے لئے بڑے بڑے دفاتر اور بڑے بڑے رجسٹر ختم ہو سکتے ہیں۔ لیکن امیر معاویہؓ کے کمالات کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ میں یہ بات کر کے کوئی لفاظی نہیں کر رہا، جن لوگوں کو میرے مزاج کا..... اور میری گفتگو کا، اور اندازِ تقریر کا علم ہے، وہ جانتے ہیں کہ میں سنی سنائی باتیں نہیں کرتا۔

حضرت معاویہؓ کے بارے میں عام علماء کا مبلغ علم:

حضرت معاویہؓ کے سلسلے میں چونکہ میں نے آج سے چھ سات سال پہلے ایک مستند کتاب اللہ کی توفیق سے ترتیب دی تھی۔ جس کو پوری دنیا میں بھیجا گیا اور جس کا نیا ایڈیشن، بلکہ نواں دسواں ایڈیشن اب شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب کیلئے حضرت معاویہؓ کے بارے میں جتنی کتابیں مجھے دیکھنے کا موقع ملا، کم لوگوں کو ایسا موقع نصیب ہوتا ہے۔ حضرت معاویہؓ کے بارے میں جب بھی کوئی خطیب تقریر کرتا ہے۔ ,,اللّٰھم

اجعل معاویة هادیاًمهدیاً 'اس ایک حدیث سے آگے نہیں بڑھتا۔ جب بھی کوئی بات آئے گی وہ یہی کہے گا..... دیکھو جی حضورؐ نے فرمایا.....

,,اللّٰھم اجعل معاویة هادیاًمهدیاً

بس! اس کے سوا اسے کچھ معلوم نہیں..... یا پھر وہ یہ کہے گا دیکھو جی حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کی جنگ ہوئی۔ جسے جنگ صفین کہتے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے..... اس دور کے حالات کی وجہ سے اختلاف ہوا' منافقین کی وجہ سے جنگ چھڑ گئی..... اس میں پینتیس اور ستر ہزار کے درمیان انسان مارے گئے۔ شہید ہوئے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے..... لیکن اس قدر افسوس ہے کہ ایک شخص رسول اللہؐ کے دور سے لے کر آج تک دنیا کے جتنے حکمران اسلامی آئے ہیں' سب سے بڑا دور حکومت امیر معاویہؓ کا ہے۔ اس کی زندگی کے اتنے کارنامے ہیں کہ اس نے چون سو (۵۴۰۰) علاقے فتح کیے۔ اتنے علاقے کسی اور نے فتح نہیں کیے۔

حضرت معاویہؓ کے چند کارنامے اور فتوحات:

حضرت فاروق اعظمؓ نے ۳۶۰۰ علاقے فتح کیے۔ لیکن ان علاقوں کی فہرست دیکھو تو وہ چھوٹے ہیں..... لیکن امیر معاویہؓ نے تو اپنے علاقوں میں قیساریہ جیسا شہر بھی فتح کیا کہ جس شہر کے تین سو بازار تھے..... ایک لاکھ پولیس روزانہ جس شہر میں گشت کرتی تھی..... اس شہر کو معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے خود جا کر' لشکر کی قیادت کر کے فتح کیا..... اور اس شہر کے چوک میں جو جامع مسجد تعمیر کی' وہ جامع مسجد لاہور کی بادشاہی مسجد سے چار گنا بڑی ہے۔ اور وہ امیر معاویہؓ نے تعمیر کی..... یہ تو ذکر آیا کہ جنگِ صفین ہوئی اور اس میں یہ ہوا' وہ ہوا' قیساریہ کا نہیں پتہ؟

خانہ کعبہ پہ سب سے پہلا غلاف امیر معاویہؓ نے چڑھایا' اس کا کوئی پتہ نہیں؟

بچوں کا نام کمیٹیوں میں درج کرانے کا محکمہ معاویہؓ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے جاری کیا..... اس کا بھی کوئی پتہ نہیں۔

ساڑھے سات لاکھ ایکڑ عرب کی اراضی کو پانی دے کر سرسبز و شاداب کر دیا' اور محمدؐ کے مدینے کی بستیوں میں زراعت اور باغبانی کے ایسے جوہر دکھائے' کہ جس کی مثال آج تک دنیا میں کوئی پیش نہیں کر سکا..... اس کا ذکر ہی کوئی نہیں! یہ تو پتہ ہے کہ حضرت علیؓ سے اختلاف ہوا' قاتلانِ عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے' یہ نہیں پتہ چلا کہ جس کی حکومت شام سے لے کر چین کی سرحدوں تک پھیلی ہوئی تھی' اس وسعت اور جغرافیے میں رسول اللہؐ کے دین کی کتنی بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔

میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں حضرت معاویہؓ کے بارے میں جو ظلم ہوا..... چودہ سو سال کی تاریخ میں اس مظلوم انسان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی' وہ کبھی کسی کے ساتھ نہیں ہوئی..... آدمی مر جاتا ہے' اس کا گلہ کوئی نہیں کرتا' لوگ کہتے ہیں یار چلو! فوت ہو گیا..... چھوڑو! لیکن پیغمبرؐ کا سب سے بڑا حکمران صحابیؓ.....

چودہ سو سال گزر گئے' بی اے کی کتاب کھولو..... تو معاویہؓ کو بھونک رہی ہے۔

ایم اے کی کتاب تاریخ کھولو..... تو معاویہؓ کو بھونک رہی ہے۔

کسی پروفیسر اور لیکچرار کی گفتگو کو سنو..... تو معاویہؓ کو بھونک رہا ہے۔

اور کالے کافر کو دیکھو' تو معاویہؓ کو بھونک رہا ہے۔

تمہیں صفین نظر آتی ہے..... تمہیں روڈس اور صقلیہ اور تمہیں افریقہ کے وہ جزیرے نظر نہیں آتے کہ جن جزیروں میں چالیس ہزار میل کے سمندر میں معاویہؓ کی فوجوں نے..... بحری بیڑوں نے ایک ایک جزیرے میں جا کر محمدؐ کا قرآن سنایا..... تمہیں وہ بات نہیں یاد آتی؟

چین کی وہ بستیاں آج بھی موجود ہیں جن بستیوں میں امیر معاویہؓ کی فوجیں گئیں!

روس کی وہ سرحدیں بھی موجود ہیں' جہاں امیر معاویہؓ کی فوجیں گئیں!

لوگ کہتے ہیں' آذربائیجان فتح ہو گیا..... آذربائیجان کو مکمل فتح کرنے والا معاویہ بن ابی سفیانؓ ہے۔

افغانستان اور پشاور کا فاتح' امیر معاویہؓ!

افغانستان کے پہاڑوں سے جا کر امیر معاویہؓ کی بات پوچھو!

صفین آپ کو یاد رہے تو اور کیا یاد ہوگا؟ ۴۵ ہجری میں امیر معاویہؓ نے سنان ابن مسلمہ ایک صحابیء رسول کو ۱۲ ہزار کا لشکر دے کر افغانستان کو فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

یہ کابل امیر معاویہؓ نے فتح کیا تھا.....

جلال آباد امیر معاویہؓ نے فتح کیا تھا۔

سمرقند امیر معاویہؓ نے فتح کیا تھا.....!

غزنی کی بستیاں امیر معاویہؓ نے فتح کی تھیں.....

اور پاکستان کے غیور لوگو! یہ پشاور کا شہر بھی معاویہؓ نے فتح کیا تھا۔

فتوح البلدان کھولو' علامہ بلاذری کہتا ہے' امیر معاویہؓ نے ۴۵ ہجری میں ۱۲ ہزار فوجوں سے بدھ مت کے حکمران کو قتل کر کے اسلام کا پرچم پشاور پر لہرا دیا۔ اور اس پشاور کے شہر کو دیکھو جس کو سب سے پہلے بدھ مت کے مذہب سے فتح کرنے والا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہے۔ اس کی فوجوں کا سپہ سالار رہے۔ آج چارسدہ کے قریب جو ,,اصحاب بابا'' کے نام سے قبر بنی ہوئی ہے' یہ قبر اسی سپہ سالار سنان ابن مسلمہ کی ہے' جسے معاویہؓ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے بھیجا تھا۔

والی قلات کی طرف سے حضورؐ کی خدمت میں دو تحفے:

میرے بھائیو! بلوچستان' جس کو تاریخ کی کتابوں میں بلوچستان نہیں کہتے' کسی پرانی تاریخ میں بلوچستان آپ کو نہیں ملے گا۔ بلوچستان کا ایک شہر ہے قلات' اور ایک خضدار ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں انہی کا ذکر ہے' یہاں ایک راجہ تھا' اس راجہ کو نے خبر دی کہ آخر الزمان پیغمبرؐ دنیا میں تشریف لے آئے ہیں۔ اس نے اپنے چند ساتھیوں کو کہا کہ تم رسول اللہ کے پاس مدینہ جاؤ' میرا اسلام کہو اور دیکھو کہ واقعی آخر الزمان پیغمبر ہیں۔

اگر حضورؐ آ گئے ہوں تو پھر میں بھی جاؤں گا اور رسول اللہ کا کلمہ پڑھوں گا۔ اس راجہ کا ایک وفد وہاں سے چلا قلات سے ..... میں قربان جاؤں اس راجہ کی سوچ پر! کہ وفد جب روانہ ہونے لگا تو اس نے کہا کہ آخر الزمان پیغمبرؐ اگر تمہیں مل جائیں تو ان کو میری طرف سے دو چیزیں تحفے میں دینا۔

علامہ بلاذری کہتا ہے کہ تحفے ہندوستان کے تھے اور وہ چیزیں عرب کے ملکوں میں نہیں تھیں۔

دو تحفے .....(۱) ایک تحفہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساگوان کی لکڑی کا' سب سے اچھی لکڑی ساگوان کی ہے۔

(۲) ایک پھل دیا۔ اس پھل کا نام ہے زنجبیل' عربی زبان میں اسے زنجبیل کہتے ہیں' اردو میں اسے ,,ادرک'' کہا جاتا ہے۔ یہ پھل راجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا..... ایک کورا گھڑا لے کر اس میں پانی ڈالا' اور اس میں یہ پھل ڈال دیا۔ تاکہ تازہ رہے۔ رسول اللہؐ کے پاس یہ تازہ پھل پہنچے۔ جب مدینہ منورہ میں یہ وفد پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ سواریوں سے وہ لکڑی اور گھڑا اتارا گیا۔ حضورؐ کی خدمت میں وہ پھل پیش کیا گیا۔ رسول اللہؐ نے اس پھل کو تناول فرمایا۔ اور آپؐ نے فرمایا یہ ادرک کا جو پھل ہے' یہ بڑی بیماریوں کا علاج ہے۔ تو جتنے صحابہ وہاں موجود تھے' وہ پھل سارے صحابہ میں بانٹا گیا' اور جو لکڑی آئی' حضور علیہ السلام نے فرمایا ابوایوب انصاریؓ! جاؤ جہاں میرا بستر پڑا ہے' یہ چٹائی ہے' اس جگہ پر اس ساگوان کی لکڑی کو لے جاؤ! ایک چارپائی بناؤ' اس لکڑی سے پائے بناؤ۔ رسول اللہؐ کی جو چارپائی تھی' وہ چارپائی اسی ساگوان کی لکڑی سے بنائی گئی۔ اور وہاں آپؐ کی چٹائی بچھائی گئی۔

رسول اکرمؐ' حضرات شیخینؓ و معاویہؓ کا جنازہ ایک ہی چارپائی پہ!

رسول اللہؐ اسی چارپائی پہ آرام فرماتے رہے۔ جو ساگوان کی لکڑی سے بنائی

گئی تھی۔ اور جو لکڑی بلوچستان سے گئی تھی۔ حضور علیہ السلام کا جنازہ اٹھا تو اسی چارپائی پہ اٹھا۔ اور صدیق اکبرؓ بعد میں تشریف لائے ان کا جنازہ بھی اسی چارپائی سے اٹھا فاروق اعظمؓ شہید ہوئے تو ان کو بھی شہید ہونے کے بعد اسی چارپائی پہ رکھا گیا اور حضرت عثمانؓ کے دور میں رسول اللہ ﷺ کا سامان نیلام ہوا۔ تو نیلامی میں حضرت معاویہؓ نے اس چارپائی کو چار ہزار درہم میں خرید لیا اور امیر معاویہؓ یہ چارپائی لے کر شام چلے گئے۔ اور معاویہؓ کا جنازہ بھی اسی چارپائی سے اٹھا۔

رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل صحابیؓ کی تکریم:

میرے بھائیو! یہ تاریخ کی وہ روشنی کہ جس کا ہمیں دور دور تک کوئی علم نہیں۔ ایک شخص محمد ﷺ کی چارپائی سے اتنی محبت کرتا ہے وہ نبیؐ سے کتنی محبت کرتا ہوگا۔ کعب ابن ربیعہ ایک صحابی ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ کعب ابن ربیعہؓ کی شکل رسول اللہ سے ملتی ہے۔ پتہ چلا کہ کعب ابن ربیعہؓ آ رہا ہے۔ تو حضرت معاویہؓ تخت سے نیچے اتر آئے۔ شہر سے باہر نکل گئے ان کا استقبال کرنے گئے۔ جا کر اس کے قریب کہا تو ہے تو میرا سپاہی لیکن کیونکہ تیرا چہرہ رسول اللہ سے ملتا ہے اس لیے معاویہؓ تیرا استقبال کرنے کے لئے ہے شہر سے باہر نکل آیا ہے۔ سبحان اللہ! ساری باتیں ٹھیک ہیں۔ صفین کی بات یاد ہے اور کوئی چیز یاد نہیں۔

نصف دنیا کا حکمران.....معاویہؓ!

میرے بھائیو! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو چودہ سو سال سے بنو امیہ کی دشمنی پر لکھی جانے والی تاریخ نے بھونکا ' وہ تاریخ بھونک رہی ہے۔ امیر معاویہ کے خلاف۔ میرے بھائیو! کمالات سارے تہہ میں چھپا دیئے گئے..... عظمتیں ویران کر دی گئیں .....رفعتوں پہ تالا لگا دیا گیا..... عظمتوں کو دبیز تہوں کے نیچے چھپا دیا گیا.....اور صرف وہ معاویہؓ یاد رکھا کہ جو جنگ صفین میں قاتلانِ عثمانؓ سے بدلہ لیتا ہے..... حضرت علیؓ سے [illegible] موضوع پر اجتہادی اور دیانتدارانہ اختلاف کرتا ہے.....وہ امیر معاویہؓ تو یاد رہا لیکن

وہ معاویہؓ یاد نہیں رہا کہ جس نے دنیا میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت قائم کی۔

خیبر کا دور نو لاکھ مربع میل پر.....!

ابوبکرؓ کا دور گیارہ لاکھ مربع میل پر.....!

فاروق اعظمؓ کا دور ۲۲ لاکھ مربع میل پر.....!

عثمان غنیؓ کا دور ۴۴ لاکھ مربع میل پر.....!

حضرت علیؓ کا دور ۲۲ لاکھ مربع میل پر.....!

حضرت حسنؓ کا دور ۲۲ لاکھ مربع میل پر.....!

اور امیر معاویہؓ کا دور ۶۴ لاکھ مربع میل پر.....!!!

تمہیں صرف صفین یاد ہے۔ تمہیں ۶۴ لاکھ مربع میل یاد نہیں .....۶۴ لاکھ مربع میل پوری دنیا کے نصف جغرافیے سے بھی زیادہ ہے..... پوری دنیا کا جغرافیہ ایک کروڑ ۲۰ لاکھ مربع میل ہے..... یہ پوری دنیا کی خشکی کا حصہ ہے۔ نپولین جیسا جرنیل' دنیا کا سپہ سالار کہتا ہے کہ مسلمانوں نے نصف صدی میں نصف دنیا پر حکومت کی۔ یہ قول صرف حضرت معاویہؓ کے دور پر ثابت آتا ہے۔ ایک کروڑ بیس لاکھ مربع میل سے ۶۴ لاکھ مربع میل پر صرف معاویہؓ نے حکومت قائم کی۔ اور رسول اللہؐ کے دور سے لے کر آج تک ۶۴ لاکھ مربع میل کا خطہ کسی ایک دور میں کسی ایک مسلمان حکمران کے پاس ہے تو دکھا دو!

صحابہ کرامؓ کو تاریخ کے ترازو پہ نہیں تولا جا سکتا:

.....اتنا بڑا حکمران..... تاریخ کہتی ہے.....تم تاریخ کی بات کرتے ہو' میں ایک آدمی سے کہتا ہوں کہ یہ تیرے پاس مشکِ نافہ ہے' عطر ہے' کستوری ہے' تو کستوری لے کر کہاں جاتا ہے؟ تو وہ جواب میں مجھے کہتا ہے کہ کستوری لے کر میں لکڑی کے ٹال پر تولنے جاتا ہوں..... میں کہوں گا تو بڑا پاگل ہے.....تو نے کستوری کی قدر نہیں پہچانی..... کستوری کو بھی کوئی لکڑی کے ٹال پہ تولتا ہے؟ .....کستوری تولنے کے لئے تو کسی قدر شناس کے پاس جاتا..... کسی جوہری کے پاس جاتا.....اگر ایک کستوری کو لکڑی کے ٹال

پہ تولنے والا کستوری کا قدر شناس نہیں ہے..... تو پھر دیکھو کہ سارے صحابہؓ کستوری کے مانند ہیں..... جس طرح کستوری کسی لکڑی کے ٹال پر نہیں تولی جاسکتی..... اس طرح صحابہؓ بھی تاریخ کے ٹال پہ نہیں تولے جاسکتے۔ جس طرح کستوری کے لئے جوہری کی ضرورت ہے۔ اسی طرح صحابہؓ کے لئے بھی قرآن کے ترازو کی ضرورت ہے۔

تیرے پاس تاریخ کا ترازو ہے..... میرے پاس قرآن کا ترازو ہے!
تیرے پاس تاریخ کا ٹال ہے..... میرے پاس قرآن کا جوہری ہے۔
تیرے پاس تاریخ کی کہانیاں ہیں..... میرے پاس وحیٔ الٰہی کا کلام ہے۔
تیرے پاس تاریخ کا حوالہ ہے..... میرے پاس محمدؐ کے کلام کا حوالہ ہے۔
تیرے پاس تاریخ کا چیتھڑا ہے..... میرے پاس قرآن کی آیت اور پیغمبرؐ کا فرمان ہے۔

سیدنا معاویہؓ کاتب وحی ہیں:

ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ میں سے تیرہ صحابی کاتبان وحی ہیں اور اس پر امت کا اتفاق ہے کہ تیرہ کاتبان وحی میں چھٹا نمبر حضرت امیر معاویہؓ کا ہے۔ ایک شیعہ مورخ علامہ طباطبائی کہتا ہے کہ امیر معاویہؓ کاتب وحی نہیں تھے' بلکہ وہ رسول اللہؐ کے خط لکھا کرتے تھے۔ پیغمبرؐ کے منشی تھے۔ نبیؐ کا خط بادشاہوں کو لکھتے تھے۔ میں نے اس کے ماننے والوں سے کہا او عقل کے اندھے.....! تو کہتا ہے وہ نبیؐ کا منشی تھا..... نبیؐ کا خط لکھتا تھا..... پاگل کہیں کے نبیؐ کا خط لکھنے والا بھی کاتب وحی ہے۔ کیونکہ پیغمبرؐ کا خط بھی وحی ہوتا ہے..... اور آپ کی معلومات میں اضافہ کروں کہ نبیؐ نے ۱۱۱ خط لکھوائے بادشاہوں کو' اور ان ۱۱۱ خطوں میں سے ۷۰ خط امیر معاویہؓ نے لکھے۔ میں چیلنج کرتا ہوں دنیائے مورخین کو..... لاؤ' میرے پاس بھی تاریخ کا حوالہ ہے۔ اس تاریخ کا کسی کو انکار نہیں ہے۔ لاؤ طبقات ابن سعد اٹھاؤ' امام ابن خلدون کی کتابیں اٹھاؤ' ۷۰ خط پوری دنیا کے بادشاہوں کو لکھنے والا معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہے۔

میرے بھائیو! میں تاریخ کی کہانی نہیں بیان کرتا' نہ میں تاریخ کو حوالہ بناتا ہوں' میں قرآن کی بات کرتا ہوں۔

سیدنا معاویہؓ.....مصداقِ ,,کرامٍ بررۃٍ''

میرے بھائیو! حضرت معاویہؓ چھٹے نمبر پر کاتب وحی ہیں' اور کاتبان وحی کی شان اللہ نے قرآن میں بیان کی ہے۔ ساری تاریخوں کو ایک طرف رکھو!..... ساری کتابوں کو ایک طرف رکھو!..... بعد میں لکھی جانے والی کہانیوں کو ایک طرف رکھو!..... قرآن سامنے لاؤ!.....میرے ہاتھ میں قرآن کا ترازو ہے.....میں معاویہؓ کو قرآن کے ترازو پہ تولنا چاہتا ہوں.....تو تاریخ کے ترازو پہ.....!! وہ تاریخ جو نوے سال بعد لکھی گئی۔ وہ تاریخ جو بنوامیہ کی دشمنی میں لکھی گئی۔ تو اس تاریخ کی بات کرتا ہے۔ اور میں اس قرآن کی بات کرتا ہوں' کہ جو لوح محفوظ پہ محفوظ تھا۔ جو جبرئیل لانے والا ہے' جس کے بارے میں پہلے خدا نے کہہ دیا.....

الٓمّٓ o ذالک الکتاب لاریب فیه .....

اس کتاب میں شک ہی نہیں.....

جس کتاب میں شک نہیں' میں اس کا حوالہ پیش کرتا ہوں' اور جس کتاب کے ہر صفحے پر شک ہے' تو وہ تاریخ کی کتاب پیش کرتا ہے۔ میں لاریب کتاب کی بات کرتا ہوں.....قرآن نے کہا!

فی صحفٍ مکرمةٍ o مرفوعةٍ مطهرةٍ o بایدی سفرةٍ کرامٍ بررةٍ o

قرآن کے صفحات بڑے پاکیزہ ہیں' بڑے بزرگی والے ہیں۔ بڑی عزت والے ہیں۔ بڑے بلندی والے اور بڑی پاکیزگی والے ہیں۔ جن ہاتھوں نے قرآن لکھا وہ ہاتھ بڑے چمکنے والے ہیں۔

نعرۂ تکبیر.....اللہ اکبر

شان امیر معاویہؓ.....زندہ باد

قرآن کھول! قرآن نے کہا..... بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ.....جن ہاتھوں نے قرآن لکھا۔ وہ ہاتھ بڑے چمکنے والے ہیں۔ چودہ سو سال پہلے خلاق عالم نے امیر معاویہؓ کے ہاتھ کو چمکنے والا ہاتھ کہا۔ اگر بات صرف اتنی ہوتی' تو آج کا کالا کافر.....آج کا تقیہ باز.....ابوبکر و عمرؓ کا دشمن.....معاویہ بن ابی سفیانؓ کا دشمن کہہ سکتا تھا کہ ٹھیک ہے امیر معاویہ کا ہاتھ چمک رہا تھا۔ لیکن اس کی نیت درست نہیں تھی.....اس کا کردار نعوذ باللہ ٹھیک نہیں تھا.....اس کے اخلاق ٹھیک نہیں تھے..... چودہ سو سال پہلے خلاق عالم کو اس بدمعاشی کا پتہ تھا۔ اس کفر کا پتہ تھا' اس عیاری کا پتہ تھا' چودہ سو سال پہلے پروردگار نے اس کفر کا جواب دیا' صرف ,,بایدی سفرۃٍ'' نہیں کہا بلکہ آگے یہ بھی کہا,, کرامٍ بررۃٍ'' .....اس ,, کرامٍ بررۃٍ '' کا کیا معنی؟ علماء سے پوچھو' ,,کرامٍ'' عربی کا لفظ ہے' کرام اسم مبالغہ کا لفظ ہے۔

کرام کا معنی بہت عزت والا'

کرام کا معنی بہت عظمت والا'

کرام کا معنی بہت بزرگی والا'

کہاں سے بزرگی والا؟ مکہ کے لوگوں سے ..... مدینہ کے لوگوں سے ..... عرب کے لوگوں سے.....دنیا کے لوگوں سے.....فرمایا نہیں۔ ,,بایدی سفرۃٍ'' جنہوں نے قرآن لکھا ان کا ہاتھ بھی چمکنے والا ,, کرامٍ بررۃٍ''

,,بررۃٍ'' کا معنی ساری انسانیت.....

,,بررۃٍ'' کا معنی ساری دنیا.....

,,بررۃٍ'' کا معنی ساری کائنات.....!!

قرآن کہتا ہے بایدی سفرۃٍ کرامٍ بررۃٍ.....ان کے ہاتھ بھی چمکنے والے' جنہوں نے قرآن لکھا' روئے زمین کے بہترین انسان ہیں.....سب سے اچھے انسان ہیں.....

سب سے اعلیٰ انسان ہیں۔

تاریخ کہے معاویہؓ برا تھا..... قرآن کہے سب سے اچھا تھا!

تاریخ کہے معاویہؓ ظالم تھا..... قرآن کہے عزت والا تھا!

تاریخ کہے معاویہؓ غاصب تھا..... قرآن کہے پوری انسانیت ایک طرف' معاویہ ایک طرف.....!!

تو ابن خلدون لا' تو ابن مسعودی لا' تو طبری کا حوالہ دے..... میں ,,کرامِ بررۃ'' کو لاتا ہوں' ترازو تیرے ہاتھ میں ہے۔ ایک پلڑے میں طبری رکھ' مسعودی رکھ' مورخ رکھ' بے ایمان قلمکار رکھ..... میں کرامِ بررۃ کو رکھتا ہوں۔ تو تاریخ کی بات کرتا ہے۔ میں ,, کرامِ بررۃ' کی بات کرتا ہوں۔

نعرۂ تکبیر..... اللہ اکبر

عظمتِ امیر معاویہؓ..... زندہ باد

امیرِ شام تیری جاہ و منزلت کی قسم
تیرے نام کا ڈنکا بجا کے چھوڑوں گا
تیرے نام سے جو جلتے ہیں ملحد و زندیق
ان کو جہنم پہنچا کے چھوڑوں گا

میرے ہاتھ میں ترازو ہے۔ اس کے ایک پلڑے میں تاریخ ہے..... ایک پلڑے میں قرآن ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ کی زندگی کا ایک ایمان افروز واقعہ:

میرے دوستو! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہیں۔ ایک شہزادہ آیا اور آ کر کہتا ہے یا رسول اللہ! میں عیسائیوں کا شہزادہ ہوں۔ غسان کی ریاست میں سے ہوں۔ میرا باپ بادشاہ ہے۔ میں نے تورات اور انجیل میں اپنے راہبوں اور پادریوں سے سنا ہے کہ آپ آخر الزمان نبی ہیں۔ میں اسی علاقے میں آیا تھا

تو میں زیارت کے لیے آ گیا۔ جب وہ چلنے لگا تو کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! میں اگر تحفہ اور ہدیہ آپ کو دوں تو آپ قبول کریں گے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا ضرور میں تیرا تحفہ قبول کروں گا۔ اب وہ رخصت ہوتا ہے کہتا ہے میرا سامان چھ میل کے فاصلے پر ایک جگہ پر پڑا ہے۔ آپ کسی خادم کو میرے ساتھ بھیج دیں جو ہدیہ لے آئے۔ حضور علیہ السلام کے خصوصی خدام میں حضرت انسؓ کا نام مشہور ہے یا حضرت زید کا نام مشہور ہے۔ لیکن اس وقت ان دونوں میں سے کوئی نہیں تھا۔ حضرت معاویہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے اور ان کی عمر ۲۴ سال تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا معاویہ! جاؤ اس عیسائی کے ساتھ، شہزادے کے ساتھ جاؤ، جو چیز تمہیں دے لے آؤ۔ حضرت معاویہ اس شہزادے کے ساتھ چل پڑے۔ یہ واقعہ تطہیر الجنان میں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب چلے حضور علیہ السلام کا حکم تھا کہ چلو۔ وہ چل پڑے جوتا ان کا دوسری طرف پڑا تھا مسجد کے۔ جوتا نہیں پہنا کہ حضور علیہ السلام کا حکم ہے چلو اور یہ شہزادہ جا رہا ہے میں اس کے ساتھ چلوں۔ اب شہزادہ مسجد سے باہر نکلا۔ حضرت معاویہ بھی نکلے، عرب کی گرمی..... دھوپ ہے..... ریت ہے..... صحرا ہے..... جب باہر مدینہ سے نکلے، حضرت معاویہ کے پاؤں جلنے لگے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شہزادے سے کہا کہ اپنا جوتا مجھے دے دو، یا مجھے اپنی سواری پر سوار کر لو۔ تو اس نے کہا کہ تو کمی ہے، تو نوکر ہے، تو غلام ہے، میں شہزادہ ہوں، میں کمیوں کو اپنا جوتا کیسے دے دوں؟ تو کمی اور نوکر ہے۔

دوستو! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو مکے کے سردار ابوسفیان کے لڑکے تھے۔ لیکن آج حکم تو پیغمبر علیہ السلام کا تھا۔ حضرت معاویہ خاموش ہو گئے اور چھ میل تک اس گھوڑ سوار شہزادے کے ساتھ عرب کی دھوپ اور ریت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھاگتے رہے۔ چھ میل کے بعد اس کا پڑاؤ آیا۔ اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سامان دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سامان لے کر واپس آئے۔

حضور علیہ السلام نے پوچھا معاویہ تم کیسے گئے اور کیسے آئے؟

حضرت معاویہ نے سارا واقعہ بیان کیا۔ حضور علیہ السلام بڑے خوش ہوئے کہ بغیر جوتے کے اور دھوپ میں گیا۔ تو تجھے اس نے کہی کہا تو تو واپس کیوں نہیں آیا؟

حضرت معاویہ نے فرمایا یارسول اللہ! حکم آپ کا تھا۔ میرے تو پاؤں جلتے ہیں میرا جسم بھی جل جاتا..... معاویہ کبھی واپس نہ آتا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ.....

احلم من امتی معاویہ.....

میری امت کا سب سے بڑے حوصلے والا معاویہ بن ابی سفیانؓ ہے۔

اگر بات صرف اتنی ہوتی تو میں شاید اس کا ذکر نہ کرتا' لیکن اس واقعہ کے وقت حضرت معاویہ کی عمر ۲۴ سال تھی۔ پورے ۳۶ سال گزر جانے کے بعد جب حضرت معاویہ دمشق کے تخت پر خلیفہ بنے اور ساری دنیا کے نصف حصے سے زیادہ پر حضرت معاویہ کو حکومت ملی اور تن تنہا دنیا میں اتنا بڑا اسلامی حکمران بنا۔ حضرت معاویہ کی فوجیں ملک غسان کو فتح کرنے گئیں۔ تین مہینے کے بعد فوج واپس آئی تو مبارک باد پیش کی گئی کہ امیر المومنین! غسان فتح ہو گیا اور ہم چھ ہزار قیدی قید کر کے لائے ہیں۔ (سپہ سالار نے کہا)..... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں جب وہ چھ ہزار قیدی پیش کیے گئے' ان کے ہاتھ اور پاؤں رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان قیدیوں کو دیکھا تو سب سے آگے جو قیدی تھا وہی غسان کی ریاست کا شہزادہ تھا۔ غسان کی ریاست کا وہی شہزادہ کہ جس شہزادے نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہننے کے لیے جوتا نہیں دیا تھا اور حضرت معاویہ نے دیکھا کہ یہ تو وہی شہزادہ ہے۔ پہچان لیا' حضرت معاویہ نے فرمایا شہزادے کو میرے مہمان خانے میں لے جاؤ..... ایک مہینہ تک حضرت معاویہؓ اپنے مہمان خانے میں اس کی میزبانی کرتے رہے۔ اس نے نہیں پہچانا کہ یہ امیر المومنین ہے۔ یہ حضرت معاویہ وہی پیغمبر علیہ السلام کا غلام ہے۔ جس کو میں

نے ,,کمی'' کہا تھا۔ اس نے نہیں پہچانا..... جب ایک مہینے کے بعد وہ جانے لگا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تیری وجہ سے تیرے سارے قیدیوں کو رہا کر دیا اور تجھے بھی رہا کیا۔ اب وہ رخصت ہوتا ہے۔ دس ہزار درہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ہدیہ کے طور پر دیئے۔ تو وہ لوگوں سے پوچھتا ہے کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ کہ معاویہ بن ابوسفیانؓ ہے۔ ابوسفیانؓ کا لڑکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے۔ اب اس کے ذہن میں آیا کہ یہ تو وہی نوجوان ہے جس کو میں نے پہننے کے لیے جوتا نہیں دیا تھا اور پیغمبر علیہ السلام کے پاس میں گیا تو میں نے اس کو کہا تھا تو ,,کمی'' ہے۔ اب اس کی آنکھیں شرم سے جھک گئیں۔ حضرت معاویہؓ کے پاس آ کر کہنے لگا امیر المومنین! کیا آپ وہی معاویہ ہیں جو میرے ساتھ پیدل گئے تھے؟ حضرت معاویہ نے فرمایا اے شہزادے! ہاں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی کمی ہوں' میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی نوکر ہوں..... ,۔ اس نے کہا میں شرمندہ ہوں۔ حضرت معاویہ نے فرمایا میں تجھے پہلی مرتبہ پہچان لیا تھا اور سب کچھ پہچاننے کے بعد میں نے کیا۔ تیرا اخلاق یہ تھا کہ تو نے مجھے جوتا نہ دیا۔ شاید تیرے مذہب نے تجھے یہ اخلاق سکھایا ہو اور میرا اخلاق یہ تھا کہ تو نے جو میرے ساتھ سلوک کیا میں نے تو وہ تجھے بتلایا بھی نہیں۔ میں نے وہ تجھے پوچھا بھی نہیں' میں نے پہچان کر تیری رسیاں کھلوائیں۔ میں نے پہچان کر تیرے ہاتھ کھلوائے اور پہچان کر تجھے مہمان بنایا۔ پہچان کر تجھے دس ہزار درہم دیئے۔ وہ زار و قطار روتا رہا اور کہنے لگا امیر المومنین! میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے' تیرے سے زیادہ کوئی حوصلے والا دیکھا نہ کوئی اخلاق والا دیکھا۔ مجھے جلدی کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیجئے۔ .....اسی بات کو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ.....

احلم من امتی معاویه .....

میری امت کا سب سے بڑا حوصلے والا معاویہ بن ابی سفیانؓ ہے۔

حضرت معاویہؓ کی حکومت چھوٹی سی حکومت تو نہیں تھی۔

(نوٹ:) موضوع میں جامعیت پیدا کرنے اور قارئین کو بھرپور مواد فراہم کرنے کیلئے حضرت فاروقی شہیدؒ کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے موضوع پر دارالعلوم کبیر والہ میں کی گئی تقریر کی تلخیص پیشِ خدمت ہے۔

☆☆☆

کتنی عجیب بات ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوم وفات پرسوں ۲۲ رجب کے دن گزرا ہے۔ اگر محرم کی دس تاریخ اس طرح گزری ہو یا محرم کا مہینہ اس طرح شروع ہوتا تو کوئی مولوی، کوئی پیر، کوئی مقرر، کوئی خطیب ایسا نہیں جو حضرت حسینؓ کی شہادت بیان نہ کرتا ہو۔ لیکن ۲۲ رجب چودہ سو سال سے آتا ہے گزر جاتا ہے، نہ مولوی کو تکلیف ہوتی ہے نہ مقرر کو تکلیف ہوتی ہے، نہ پیر کو تکلیف ہوتی ہے۔ ایک ایسا مردِ قلندر، ایک ایسا جری انسان، اک عظمت و کردار کا ایسا گوہرِ تابدار کہ جس کے انقلاب سے..... جس کے کردار سے..... جس کی عظمت سے..... جس کی قوت سے..... جس کی شوکت سے..... جس کی حشمت سے..... جس کی ہیبت سے..... جس کی سطوت سے..... جس کی ثروت سے..... جس کے جمال سے..... جس کے رعب سے..... قیصر بھی کانپتا تھا۔ کسریٰ بھی کانپتا تھا، لیکن آج اس کا نام لینے کے لیے کوئی تیار نہیں..... میں چاہتا ہوں کہ تھوڑے سے وقت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت کے ان کارناموں کا تذکرہ کروں جو عام طور سٹیجوں پر بیان نہیں کئے جاتے۔ لیکن اس کے لئے چاہئے کہ آپ کی توجہ میری طرف ہو۔

حضرت معاویہؓ کے بارے میں حضورؐ کی پیش گوئی:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مکہ کے سردار ابوسفیانؓ کے لڑکے تھے۔ اور بچپن

سے ان کے چہرے میں ان کی وجاہت میں سرداری نمایاں تھی۔ وہ کوئی عام آدمی نہیں تھے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھ کر فرمایا تھا کہ معاویہؓ! تیرا سر اور تیری شکل سرداروں جیسی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۲۳ سال کی عمر میں حضور علیہ السلام کا کلمہ پڑھا۔ ۲۳ سال کی عمر میں حضرت معاویہؓ حضور علیہ السلام کے خدام میں شامل ہوئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور علیہ السلام کو وضو کرا رہا تھا کہ وضو کا جو پانی بچا حضور علیہ السلام نے نبوت والے ہاتھوں میں پانی کے وہ قطرے لے کر میرے چہرے پر چھینٹے مارے اور جب میرے چہرے پر پیغمبر علیہ السلام نے وہ چھینٹے مارے تو اس موقعہ پر حضور علیہ السلام نے فرمایا.....

یا معاویہؓ ان تولیتم الامر فاتقی اللہ.....

اے معاویہؓ! جب تجھے حکومت ملے تو اللہ سے ڈرتے رہنا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اس دن مجھے یقین ہو گیا کہ میری موت اس وقت تک واقع نہیں ہوگی جب تک مجھے اللہ کی طرف سے حکومت عطا نہ ہوگی۔ اگر حضرت معاویہؓ کی خلافت تسلط کی خلافت ہوتی..... یا وہ زبردستی خلیفہ بنتے..... یا ان کی خلافت ناجائز ہوتی..... تو آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر معاویہؓ کو فرما دیتے کہ جب معاویہ! تجھے حکومت ملے تو مت لینا۔ اس لیے کہ تیرا حق نہیں۔ پیغمبر علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ اے معاویہؓ! جب تجھے حکومت ملے تو اللہ سے ڈرنا۔ یہ باپ کی بیٹے کو نصیحت کی طرح ہے۔ باپ نصیحت کرتا ہے تو کہتا ہے بیٹا اچھے کام کرنا اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بیٹا پہلے سے برے کام کرتا ہے' امیر معاویہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تجھے حکومت ملے تو اللہ سے ڈرنا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ السلام کی مرضی حضرت معاویہؓ کی حکومت میں شامل ہے۔

☆☆☆

میرے دوستو! یہ قرآن کی آیت ہے۔ آپ کو وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

یاد ہے کہ جن کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قاتلانِ عثمان کے بدلے میں اختلاف ہوا؟

میں آج آپ کو وہ معاویہ نہ بتاؤں..... جس نے کفر کی بنیادوں کو توڑ دیا؟

جس نے کسریٰ کے محل گرا دیئے' جس نے قیصر کے پرخچے اڑا دیئے؟

جس نے کفر کی بنیادوں کو توڑ دیا.....؟

جس نے یورپ کا دروازہ کھول کر فرانس کے ساحل پر اللہ کے قرآن کی آواز دی؟

جس نے سمندروں کا سینہ چیرا' جس نے بحر و بر کو مسخر کیا.....؟

جس نے پہاڑوں کو مسخر کیا.....؟

جس نے ایوانوں کو لرزہ براندام کیا.....؟

جس نے یہودیت کی جڑیں کاٹیں.....؟

جس نے عیسائیت کے پرخچے اڑائے.....؟

جس نے کفر کی نیندیں اڑا دیں.....؟

آپ ایک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کی آڑ لے کر اس کی خدمات کو بھول جائیں گے.....؟

حضرت معاویہ فرامینِ رسولؐ کے آئینہ میں:

کیا حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا تھا.....؟

اللھم اجعل معاویة ھادیا و مھدیا.....!

اے اللہ! معاویہ کو ہادی بھی بنا مہدی بھی بنا۔

کیا حضور نے یہ نہیں فرمایا.....؟

,,اے اللہ معاویہؓ کو کتاب بھی سکھا' حساب بھی سکھا اور دوزخ کے عذاب سے بچا!''

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ.....

,,اے اللہ! معاویہؓ کا سینہ علم سے بھر دے.....!''

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا.....؟

احلم من امتی معاویه.....

,,کہ میری امت کا سب سے بردبار اور حوصلے والا معاویہ بن ابی سفیانؓ ہے''۔

کیا حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ.....؟

,,معاویہ قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں اس حال میں پیش ہوگا کہ اس کے چہرے پر نورِ ایمان کی چادر ہوگی.....!''

کیا یہ حضور علیہ السلام کی حدیث نہیں کہ.....؟

,,میری امت میں جو سمندروں میں پہلی جنگ لڑے گا وہ جنتی ہوگا!

تو میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں وہ کونسا انسان تھا.....؟

کس نے جنگ لڑی تھی.....؟

کس کی فوجیں بحر اوقیانوس میں اتری تھیں.....؟

وہ کون سا انسان تھا.....؟

کس نے یورپ کا دروازہ توڑا تھا.....؟

کون فرانس کے ساحل پر پہنچا تھا.....؟

کس نے برودلی کا جزیرہ فتح کیا تھا.....؟

کس نے قیساریہ کے محلات گرا دیئے تھے.....؟

کس نے ۳۰۰ بازاروں کے شہر کو مسخر کر کے اس کے چوک میں دنیا کی سب سے بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی تھی.....؟

☆☆☆

جغرافیائی اعتبار سے خلفاء راشدین اور حضرت معاویہؓ کا دورِ خلافت:

میرے دوستو! یہ بات بڑی قابل غور ہے۔ اس وقت پوری دنیا کا جغرافیہ جو جدید اٹلس کے مطابق ہے وہ ایک کروڑ بیس لاکھ مربع میل ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں ایک سو اسی ملک ہیں اور ۱۸۰ ملکوں میں ۴۵ ملک مسلمانوں کے ہیں اور ۷۰ جزیرے ہیں۔ اس وقت دنیا میں جو اس وقت سمندروں میں آباد ہیں۔ اور ایک کروڑ بیس لاکھ پوری دنیا کا جغرافیہ ہے۔ اس کے مطابق اب دیکھیے پاکستان آپ کا کراچی سے لے کر کاغان کی چوٹیوں تک..... یہ پونے تین لاکھ مربع میل پر قائم ہے۔ کتنا بڑا پاکستان ہے لیکن اس کا جغرافیہ پونے تین لاکھ مربع میل ہے اور اس وقت رقبہ کے اعتبار سے سب سے بڑا اسلامی ملک سعودی عرب ہے۔ جس کا جغرافیہ نو لاکھ مربع میل ہے اور دوسرے نمبر پر سوڈان ہے جس کا جغرافیہ ۸ لاکھ مربع میل ہے۔ یہ بنگلہ دیش اڑھائی لاکھ مربع میل پر ہے اور انڈونیشیا سوا دو لاکھ مربع میل پر ہے۔ چاہے آبادی انڈونیشیا کی سب سے زیادہ ہے اور سعودی عرب کی (کُل) آبادی کراچی سے بھی کم ہے۔ لیکن جغرافیہ ان ملکوں کا اتنا ہے جو میں نے بتایا ہے۔ یہ میں اس لئے بتا رہا ہوں تا کہ میری اگلی بات آپ کو سمجھ آ جائے۔ یہ پاکستان پونے تین لاکھ مربع میل پر ہے اب اس تناظر میں دیکھنے کے بعد اب آپ دیکھیں کہ خلفائے راشدین کی کتنے کتنے ادوار پر اور کتنی کتنی وسعت پر خلافتیں قائم ہوئیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے دو سال تین مہینے دس دن تک گیارہ لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم کی۔

ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے دس سال دس مہینے چھ دن تک ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم کی۔

ان کے بعد حضرت عثمانؓ نے بارہ دن کم بارہ سال تک ساڑھے چوالیس لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم کی۔

حضرت عثمان غنیؓ جب شہید ہو گئے تو ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پونے پانچ سال تک ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم کی اور ان کے بعد جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے چھ مہینے تک ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل زمین پر اسلامی حکومت قائم کی اور جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ملک شام کے ایک شہر مقام سکن پر حضرت قیس ابن سعد ابن عبادہ کے اصرار پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اپنی خلافت ان کے سپرد کر دی۔ اپنی امامت ان کے سپرد کر دی' اپنا اقتدار ان کے سپرد کر دیا' اور ان کے ہاتھوں پر بیعت کی' اس کے نتیجے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تن تنہا خلیفہ بنے' تو اس کے بعد انہوں نے ۱۹ سال تک ۶۴ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل زمین پر اسلامی حکومت قائم کی۔

نپولین ایک مغربی اقوام کا جرنیل گزرا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ دنیا کو نصف صدی میں نصف دنیا کو مسلمانوں نے فتح کیا اور نصف صدی حضرت معاویہ کے دور پر پوری ہوتی ہے۔ حضرت معاویہ نے ۶۴ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل زمین پر ۱۹ سال تک خلافت قائم کی۔

دور امیر معاویہؓ کے ترقیاتی امور اور فتوحات کا جائزہ:

۶۴ لاکھ مربع میل دنیا کے نصف سے زائد جغرافیہ کا حصہ ہے۔ دنیا ایک کروڑ بیس لاکھ مربع میل پر قائم ہے۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۶۴ لاکھ مربع میل زمین پر اسلام کی حکومت قائم کرتا ہے اور آج کا سنی' آج کا مسلمان اس کے دورِ حکومت سے واقف نہیں۔ وہ کہتا ہے دیکھو جی! حضرت معاویہ کا حضرت علی سے اختلاف ہوا۔ میں مانتا ہوں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہوا اور وہ اختلاف قاتلانِ عثمان سے بدلہ لینے کے لئے تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ! آپ پہلے بدلہ لیں۔ میں پھر بیعت کروں گا۔ یہ

اختلاف تھا۔ اجتہاد تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے اپنی جگہ درست تھی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے اپنی جگہ درست تھی ۔۔ تو ان آراء میں اختلاف پیدا ہوا۔ اختلاف کے بعد نقصان بھی ہوا۔ لیکن میں سوال کرتا ہوں کہ آپ اس اتنے سے اختلاف پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فتوحات پر پانی پھیر دیں گے؟ ۱۹ سال کے دورِ حکومت کو بھلا دیں گے؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسجدوں کے مینار سب سے پہلے بنائے.....؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ پر ریشم کا غلاف چڑھایا.....؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عدالتوں میں نقول برانچیں قائم کیں.....؟

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رجسٹریشن کا محکمہ قائم کیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بچوں کا نام کمیٹی میں درج کرانے کا محکمہ جاری کیا۔

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بری اور بحری فوجوں کی تقسیم کی.....؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہ نے بڑے بڑے بادشاہوں کو للکارا؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ سب سے بڑے شہر قیساریہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے فتح کیا.....؟

آپ یہ بات بھلا دیں گے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مکہ اور مدینہ کی ساڑھے سات لاکھ ایکڑ اراضی کو سرسبز و شاداب بنا دیا.....؟ پانچ نہریں نکال کر پورے عرب کے پہاڑوں کو گلدستہ بنا کر اس سارے علاقے میں پوری زمین کو کاشت کے قابل بنا دیا.....؟

میں یہ بتا سکتا ہوں' آپ کو آپ کی معلومات میں میں اضافہ کر سکتا ہوں کہ امیر معاویہ اتنا بڑا اجرنیل تھا' اتنا بڑا حکمران تھا۔ جس نے اس وقت کے روس کے ۵۷ صوبوں پر اسلام کا پرچم لہرایا تھا۔ آج افغانستان میں جنگ روس نے برپا کی اور مجاہدین نے لڑی اور روس ذلیل و رسوا ہو کر افغانستان کے پہاڑوں سے چلا گیا۔ لیکن میں آج افغانستان کے مجاہدوں کو سلام پیش کر کے ان کو مبارکباد دیتا ہوں۔

• سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج نے مراکش سے چل کر مکران کو فتح کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج نے شام سے چل کر روس کو فتح کیا۔ افغانستان کو فتح کیا اور اس کے بعد پشاور کو فتح کر کے برصغیر کے اور ایشیاء کے دروازے پر آ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن سنایا۔ آپ اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بصیرت والے صحابی کو کیسے بھول جائیں گے؟

حضرت معاویہؓ کے بارے میں بشارتِ نبویؐ:

اگر آج کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو امیر معاویہ کی کہانیاں یاد نہیں..... اگر آج کے اخبارات امیر معاویہ پر ایڈیشن نہیں چھاپ سکتے..... تو مولوی کی زبان تو گونگی نہیں ہے۔ مولوی تو اس کی کہانی بیان کر سکتا ہے۔ اس کا کردار پیش کر سکتا ہے۔ اس کے کارنامے دنیا کو بتا سکتا ہے..... مجھے بتاؤ! چلو کسی اور روایت پر تم شبہ کرو گے' تم کہو گے یہ روایت مرسل ہے۔ یہ روایت منقطع ہے۔ مجھے بتاؤ کیا یہ روایت بخاری شریف کی نہیں ہے؟ جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا.....

"اَوَّلُ جَيْشٍ يَّغْزُوْ الْبَحْرَ فَقَدْ اَوْجِبُوا الْجَنَّةَ"

میری امت کا پہلا لشکر جو سمندروں میں جنگ لڑے گا جنتی ہو گا۔

حضرت ام ہانیؓ..... ام ہانی کون ہے.....؟ حضرت علی کی بہن ہے اور حضور کی چچازاد بہن ہے۔ ام ہانی کے گھر حضور آرام فرما رہے ہیں۔ ام ہانی فرماتی ہیں۔ دوپہر کا وقت تھا' آپ کی نیند جب ختم ہوئی۔ حضور علیہ السلام بیدار ہوئے تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ! آج آپ اتنے خوش ہیں کہ میں نے اتنا خوش آپ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا! ام ہانی! میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کا ایک لشکر سمندر میں جنگ لڑ رہا ہے۔ ام ہانی تو گواہ ہو جا کہ.....

,,اَوَّلُ جَيْشٍ يَّغْزُوْ الْبَحْرَ فَقَدْ اَوْجِبُوا الْجَنَّةَ"

کہ میری امت میں جو پہلا لشکر بحری لڑائی کا آغاز کر کے سمندروں کا سینہ چیر کے جزیروں کے اندر اللہ کے قرآن کے لیے جائے گا' تو گواہ ہو جا کہ وہ جنتی ہوگا۔ وہ لشکر سارا جنتی ہوگا۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔

اب دیکھو! اسی مجلس میں ام ہانیکے بقول ایک لڑکی بیٹھی ہے' اس لڑکی کا نام ام حرام ہے۔ اس لڑکی کی عمر ۱۶۔۱۷ سال ہوگی۔ جب حضور علیہ السلام نے یہ بشارت فرمائی ,,میری امت میں جو بحری لڑائیوں کا آغاز کرے گا وہ جنتی ہوگا'' تو ایک لڑکی اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ کہنے لگی یارسول اللہ! میرے لیے دعا کریں کہ میں بھی اس لشکر میں شریک ہو جاؤں۔ اب دیکھو حضور علیہ السلام نے فرمایا' حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت والے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ! اس ام حرام کو بھی اس لشکر میں شریک فرما..... بات ختم ہوگئی۔ ام حرام کہتی ہیں کہ میں مکہ سے مدینہ آئی۔ میری شادی مدینہ میں ہوئی' ایک آدمی کے ساتھ شادی ہوئی جس کا نام ابن ملحان تھا۔ ابن ملحان کے گھر رہنے لگی۔ مجھے یقین تھا کہ یہ حدیث ضرور پوری ہوگی۔ لیکن مجھے پتہ نہ تھا کہ کب پوری ہوگی۔ کہتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا وہ بھی چلے گئے۔

اب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا وہ بھی شہید ہو گئے۔

اس کے بعد کہتی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا تو ایک دن ایک آدمی مدینہ کی گلیوں میں اعلان کر رہا تھا کہ لوگو اگر جنتی بننا ہے یا جسے جنت میں جانا ہے تو وہ ملک

شام چلا جائے۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے تو بتایا گیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو شام اور اردن کے گورنر ہیں انکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی ہے کہ وہ بحری بیڑہ تیار کریں۔ وہ بحری لشکر تیار کر رہے ہیں اور اس کے بارے میں حضور علیہ السلام کی پیشین گوئی ہے کہ جو بحری لشکر میں شریک ہوگا وہ جنتی ہوگا۔ ام حرام کہتی ہیں۔ میرا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ اس لئے کہ حدیث کی راوی میں خود تھی۔ میں نے دنیا کو بتایا تھا کہ جو اس لشکر میں شریک ہوگا وہ جنتی ہوگا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا ابن ملحان اٹھو سارے کام چھوڑو جنت لینے کا وقت آ چکا ہے۔ ام حرام کہتی ہیں کہ میں اپنے شوہر ابن ملحان کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ سے چلی اور ملک شام پہنچی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تخت خلافت پر تھے۔ ہزاروں انسانوں کا اجتماع تھا۔ میں نے وہاں جا کر کہا کہ امیر المومنین میرا نام ام حرام ہے اور میں اس حدیث کی راویہ ہوں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا.....

"اَوَّلُ جَيْشٍ يَّغْزُوْ الْبَحْرَ فَقَدْ اُوْجِبُوا الْجَنَّةَ"

جو میری امت میں بحری لڑائیوں کا آغاز کرے گا وہ جنتی ہوگا۔

اس لیے میں چاہتی ہوں جو آپ بحری بیڑہ تیار کر رہے ہیں' میں بھی اس لشکر میں شریک ہو جاؤں۔ ام حرام کہتی ہیں امیر المومنین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے اور رو کر معاویہ نے کہا اے اللہ! پیغمبر علیہ السلام کی اس بشارت کو اس معاویہ کے کندھے سے پورا کرنا اور اس کو قبولیت عامہ عطا کرنا۔

حضرت معاویہؓ پہلے اسلامی بحری بیڑے کے بانی:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی اجازت مانگی تھی۔ اب اس خط کے الفاظ کیا تھے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھے تھے.....؟ خط کے الفاظ یہ تھے کہ امیر المومنین! میرا ملک شام سمندر کے کنارے پر واقع ہے یعنی بحر اوقیانوس پر واقع ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں

بحری بیڑہ تیار کروں اور بحری بیڑہ تیار کر کے اس سمندر میں اتاروں اور اس سمندر کا سینہ چیر کر میں فرانس میں پہنچوں۔ کینیڈا پہنچوں۔ امریکہ میں پہنچوں۔ تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن پہنچاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابھی ہمارے پاس وسائل کم ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ کا دور آیا۔ حضرت امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے خط پڑھ کر لکھا کہ معاویہ! اگر تیرا شہر' تیرا صوبہ شام کا اور اردن کا اخراجات برداشت کر سکتا ہے تو میری طرف سے اجازت ہے۔ حضرت معاویہؓ اس خط کی خوشی میں مسکراتے تھے اور سجدہ شکر ادا کرتے تھے۔ اور اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ شمالی افریقہ کے جنگلات کاٹ دیئے جائیں۔ چنانچہ چالیس ہزار فوجیوں نے چھ مہینے میں شمالی افریقہ کے تین سو میل کے ایریا کے سارے جنگلات کو کاٹ کر بحری جہاز بنانا شروع کر دیے۔ چنانچہ ساڑھے سترہ سو بحری جہاز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تیار کیے۔ اس وقت پوری دنیا کی سب سے بڑی سلطنت جو یورپ میں قائم تھی' وہ پاپائے روم کی سلطنت تھی۔ فرانس اور امریکہ پر پاپائے روم حکمران تھا۔ جب اس کو پتہ چلا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحری بیڑہ تیار کیا تو پاپائے روم اپنی فوجوں سے خطاب کرتا ہے اور اس کا ذکر ایک انگریز مورخ ایڈورڈ گبن نے اپنی انگریزی کی تاریخ میں کیا ہے کہ وہ ایڈورڈ گبن ..... جس نے صحابہ کی فتوحات پر ۲۲ جلدوں میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کی سات جلدیں صرف حضرت معاویہ کی فتوحات پر شامل ہیں۔ اس میں یہ لکھتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس بحری بیڑے کا ذکر کر کے پاپائے روم لرزنے لگا اور روم کے پاپا نے کہا کہ اور رومی عیسائیو! اسلام کو عرب سے عجم تک عمرؓ نے پہنچایا اور بحر اوقیانوس کا سینہ چیر کر مسلمانوں کے فوجی اگر سمندر سے آگے نکل آئے تو اسلام کو یورپ میں پہنچنے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکے گی'' ..... اس وقت پاپائے روم کے پاس صرف سات سو جہاز تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ساڑھے سترہ سو جہاز

تھے۔

اشاعتِ قرآن میں حضرت معاویہؓ کی خدمات:

اب اس موقع پر حضرت معاویہ نے کیسا کام کیا جو رہتی دنیا میں ایک تاریخی واقعہ ہے کہ ساڑھے سترہ سو جہاز تیار کھڑے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے اعلان کیا کہ میرے دونوں صوبوں میں جو قرآن کے قاری ہیں وہ فوری طور پر ایک مہینہ میں جمع ہوں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا..... ان کی لسٹیں تیار کی گئیں اور فرمایا کہ تمہارے بچوں کے وظیفے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ قاریوں سے کہا' بیویوں اور بچوں کے وظیفے مقرر ہوئے۔ اب تم نے اپنے گھروں کو واپس لوٹ کر نہیں جانا..... حضرت کعبؓ نے پوچھا امیر المومنین امیر معاویہؓ ! ہم کہاں جائیں گے؟ ہم تو گھر بتا کر نہیں آئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے قاصد تمہارے گھروں میں اطلاع دے دیں گے کہ کوئی فوجی واپس نہیں آ رہا' کوئی قاری واپس نہیں آ رہا..... امیر معاویہؓ! ہمارا کام کیا ہے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ساڑھے سترہ سو بحری جہاز ہیں۔ ان میں ستر یا اسی بحری جہازوں میں تم ساڑھے سات ہزار قاریوں کو میں نے بٹھانا ہے اور تمہاری کوئی منزل نہیں..... تمہارا کوئی شہر نہیں..... تمہارا کوئی علاقہ نہیں..... بیس جہاز مشرق کی طرف' بیس جہاز مغرب کی طرف' بیس جہاز شمال کی طرف اور بیس جنوب کی طرف..... تم نے جہازوں میں بیٹھنا ہے۔ اور یہ جہاز سمندر میں اتریں گے۔ تمہارا کام یہ ہوگا کہ جہاں پر کوئی جزیرہ نظر آئے' کوئی بستی نظر آئے' جہاز کو لنگر انداز کرو اور لنگر انداز کر کے اس بستی میں داخل ہو جاؤ' ہر آدمی کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاؤ..... جو آدمی بستی سے نکلے اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن پڑھاؤ۔

ایڈورڈ گبن کہتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس عظیم الشان کام سے جہاز جب سمندر میں اترے تو نیروبی کے جزیرے میں انقلاب آیا..... انڈونیشیا کے دروازے پر انقلاب آیا..... طرابلس میں انقلاب آیا..... ثمرقند اور بخارا میں انقلاب

آیا..... اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے قاریوں نے دنیا کے ستر جزیروں میں پہنچ کر ایسے ساحل پر ایسے سمندروں میں' ایسے جزیرے میں' ایسے کلیساؤں میں' ایسی صحراؤں میں اذانیں باندھیں کہ جس کا تصور یہ امت محمدیہ نہیں کر سکتی تھی۔ آپ کو اگر تاریخ کا علم نہ ہو تو علیحدہ بات ہے۔ ریڈیو میں ٹی وی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت و کردار کی کہانی نہ آئے' علیحدہ بات ہے۔ لیکن میں تو اس امیر معاویہ کو جانتا ہوں کہ عشق رسالت مآب کا پیکر بھی تھا' جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک شاہکار تھا۔ جس کی سیاست نے وہ کام کیا کہ جس جیسا کام دنیا میں اور کوئی نہیں کر سکا۔

یہودی عالم کے نزدیک اسلام میں سب سے برا آدمی:

برطانیہ کے پچھلے سفر میں برمنگھم سے مانچسٹر جاتے ہوئے ٹرین میں ایک یہودی سے میری ملاقات ہوئی اور جب میں نے اس سے گفتگو شروع کی۔ وہ بہت بڑا عالم تھا۔ تورات کا اپنے آپ کو حافظ کہتا تھا۔ انجیل کا بھی حافظ کہتا تھا اور قرآن کے چودہ سپارے بھی اس کو یاد تھے۔ میں نے جب اس سے گفتگو کی تو میں نے اس سے ایک عجیب بات پوچھی' اس کا نام مارٹن تھا۔ میں نے اسے کہا مسٹر مارٹن! یہ بتاؤ کہ اسلام میں تمہیں کوئی اچھی چیز بھی نظر آئی۔ اس کا جواب یہ تھا کہ اسلام میں کوئی اچھی چیز نہیں۔ یہ اس کا جواب تھا۔ میں نے کہا کہ اسلام کی اچھائیوں کو دنیا کے بڑے بڑے دشمن مان چکے ہیں تم کہتے ہو کوئی اچھائی نہیں۔ میں نے کہا کہ چلو اسلام میں کوئی اچھا آدمی آپ کو نظر نہیں آیا۔ اسلام میں آپ سب سے اچھا کس کو سمجھتے ہیں؟ اور سب سے برا کس کو سمجھتے ہیں؟ تو اس یہودی کی بات سن کر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اس نے کہا کہ اسلام میں اچھا تو کوئی آدمی بھی نہیں لیکن ایک آدمی کچھ اچھا ہے۔ میں نے کہا وہ کون؟ کہنے لگا وہ علی ابن ابی طالب' وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

میں نے کہا حضرت علیؓ کو جس پیغمبر کی وجہ سے عظمت ملی کیا وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نہیں؟ اس نے کہا علی اس نبی کی وجہ سے اچھے نہیں۔

میں نے کہا چلو حضرت علی رضی اللہ عنہ کچھ اچھے ہیں۔کوئی آدمی اسلام میں بہت برا بھی آپ کو نظر آیا؟ اس نے کہا اسلام میں تو سارے ہی آدمی برے ہیں' لیکن ایک آدمی بہت برا ہے۔ میں نے کہا وہ کون؟ کہنے لگا وہ ہے معاویہؓ!۔ میں نے اس سے کہا کہ عجیب بات ہے کہ علی کو تم کہتے ہو کہ کچھ اچھا ہے اور معاویہ کو کہتے ہو کہ یہ بہت ہی برا ہے..... تو اس کا جو جواب تھا وہ بڑا حیرت انگیز تھا۔اور ہمارے پڑھے لکھے لوگوں کے سمجھنے کے لائق تھی وہ بات۔ اس نے کہا کہ علی کچھ اچھا اس لیے ہے کہ اس کے دور میں ایک انچ زمین فتح نہیں ہوئی۔اس کے دور خلافت میں مسلمانوں کا باہمی اختلاف رہا۔ جس کی وجہ سے زمین کوئی فتح نہیں ہوئی۔ جب کوئی زمین فتح نہیں ہوئی تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کچھ اچھا ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ سب سے برا اس لیے ہے نعوذ باللہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چن چن کر یہودیوں کو قتل کیا اور جو یہودی جنگ خیبر کے بعد سے مدینہ کی ریاست سے بے گھر ہوئے چودہ سو سال تک وہ پوری دنیا میں در بدر پھرتے رہے۔ بالآخر ۱۹۴۷ء میں ان کو اسرائیل کی ایک چھوٹی سی ریاست ملی جہاں آ کر انہوں نے حکومت قائم کی۔ یہ ساڑھے تیرہ سو سال جو یہودی در بدر پھرتا رہا یہ سارا قصور معاویہ بن ابی سفیانؓ کا تھا۔لیکن آپ دیکھو یہاں پر تو ایک یہودی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے دشمنی کی وجہ یہ بیان کرے کہ اس نے دنیائے کفر کا جنازہ نکالا..... اور ایک سنی طبری کا حوالہ دے..... ابن ہشام کا حوالہ دے..... ابن ابی مخنف اور کلبی کا حوالہ دے..... حضور علیہ السلام کی وفات کے تین سو سال کے بعد بنو عباس کی طرف سے بنو امیہ کی دشمنی میں ترتیب دی جانے والی تاریخ کا سہارا لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کوئی برا کہے..... فاسق و فاجر کہے..... ان کے دور کو ظالمانہ کہے..... اور ان کے دور کو چنگیزی دور کہے۔اس سے بڑا جھوٹ دنیا میں کوئی نہیں۔

میرے دوستو! میں نے قرآن کی آیت کی روشنی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان بیان کی۔ میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان بیان کی۔ اسی طرح ایک کراچی کا مورخ اٹھا۔ اس نے کہا تاریخ کہتی ہے کہ حضرت علی غلط تھے۔ ایک لاہور کا مفکر اٹھا' اس نے کہا کہ تاریخ کہتی ہے کہ حضرت معاویہؓ غلط تھے۔ کراچی کا مورخ بھی حوالہ تاریخ کا دے کر علیؓ کے خلاف لکھے' حضرت حسنؓ کے خلاف لکھے۔ حضرت حسینؓ کو باغی لکھے اور ایک لاہور کا مورخ ہے وہ تاریخ کا حوالہ دے کر حضرت معاویہؓ کو مجرم لکھے' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مجرم لکھے..... کراچی کا مورخ بھی میرے سامنے تاریخ پیش کرے..... لاہور کا مورخ بھی میرے سامنے تاریخ پیش کرے..... جو تاریخ تین سو سال بعد لکھی گئی..... اس تاریخ کا حوالہ لے کر میں علیؓ کو برا کہوں..... اس تاریخ کا حوالہ لے کر میں معاویہ کو برا کہوں..... اور میرا قرآن سات سو آیتوں میں کہتا ہے..... سارے صحابہ جنتی تھے۔ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں ساری تاریخوں کو' سارے چیتھڑوں کو' ساری کتابوں کو گندی ٹوکری میں پھینکا جا سکتا ہے۔ کسی صحابیؓ پر کسی دھبے اور داغ کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

ایک آدمی مجھے کہنے لگا فاروقی صاحب! کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا (دوران تقریر مولانا حق نواز جھنگوی صاحب تشریف لائے اور مجمع نے پرزور نعروں سے استقبال کیا۔ اور مولانا فاروقی صاحب نے فرمایا حضرت قائد سپاہ صحابہ سٹیج پر تشریف فرما ہیں ان کے ولولہ اور گونج کی للکار کراچی سے کاغان کی چوٹیوں تک پہنچ چکی ہے۔ جتنا مرضی زور لگاؤ جو مرضی کرو' لیکن اب حق نواز کی للکار پوری دنیا میں پہنچ کر رہے گی)

دو متحارب فریق..... دونوں سچے:

میری بات پر اب ذرا توجہ کریں! ایک آدمی کہنے لگا فاروقی صاحب! دو آدمی آپس میں لڑتے ہیں..... یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں سچے ہوں..... دونوں میں ایک جھوٹا ضرور ہو گا..... اس نے کہا دیکھئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لڑے ان کا اختلاف ہوا' ان دونوں میں جھوٹا کون تھا؟ سچا کون تھا؟ یہ اس کا سوال تھا' اور یہ سوال کس نے کیا تھا؟ پنجاب یونیورسٹی کے ایک لیکچرار نے۔ اس نے کہا کہ دو آدمی

آپس میں لڑتے ہیں ایک جھوٹا ضرور ہوتا ہے اور ایک سچا۔ دیکھیے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف ہوا' لڑائی ہوئی ان دونوں میں جھوٹا کون تھا؟ سچا کون تھا؟

میں نے کہا کہ کبھی کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ دو آدمی آپس میں لڑتے ہیں اور دونوں میں جھوٹا کوئی بھی نہیں ہوتا۔ اس نے کہا ایسے ہو ہی نہیں سکتا۔ میں نے کہا ہو چکا ہے اور میں نہیں کہتا قرآن کہتا ہے کہ ہو چکا ہے۔ دو آدمیوں کی لڑائی کا ذکر قرآن کرتا ہے اور قرآن میں ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام طور پہاڑ پر گئے اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے کہا کہ دیکھنا قوم بچھڑے کو پوجنے نہ لگ جائے۔ لیکن واپس آئے تو قوم بچھڑے کو پوج رہی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آتے ہی اپنے بھائی ہارون سے پوچھا بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی آتے ہی داڑھی پکڑ لی جس کا ذکر قرآن کرتا ہے کہ حضرت ہارون نے رو کر کہا.....

"اے میرے ماں جائے بھائی! خدا کے لیے میری داڑھی نہ پکڑو۔ میرے بالوں کو نہ کھینچو۔"

میں نے کہا دیکھو دو آپس میں لڑتے ہیں ان دونوں میں سے کسی کو جھوٹا کہہ کر دکھاؤ..... اس نے کہا یہ دونوں نبی تھے..... میں نے کہا تمہارا قاعدہ یہ ہے کہ دو آدمی آپس میں لڑتے ہیں دونوں میں ایک جھوٹا ضرور ہوتا ہے۔ دو آدمیوں کی لڑائی کا ذکر قرآن کرتا ہے اور ان میں سے کسی ایک کو جھوٹا کہہ کر تم دکھاؤ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک کو جھوٹا میں کہہ دوں گا۔ اس نے کہا دیکھو یہ تو دونوں نبی تھے۔ ان کو غلط فہمیاں ہو گئی تھیں۔ میں نے کہا دو نبیوں کو غلط فہمی ہو سکتی ہے دو امتیوں کو بھی غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ موسیٰ اور ہارون لڑ کر سچے ہیں تو علیؓ اور معاویہؓ بھی لڑ کر سچے ہیں۔

حضرت معاویہ کا قیصر روم کو جوابی خط:

میں نے کہا تمہیں وہ قیصر روم کا خط بھول گیا کہ قیصر روم نے حضرت معاویہ

رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تھا کہ اے معاویہؓ! میں نے سنا ہے کہ تمہارے مقابلے میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فوجیں لے کر آ رہے ہیں۔ مجھے حکم دو کہ میں علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کروں۔ تو حضرت معاویہ نے قیصر روم کو جو خط لکھا تمہیں طبری کی کتابوں میں اور حوالے مل جاتے ہیں۔ وہ معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا خط نظر نہیں آتا کہ جس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس قیصر روم کو کتنا بڑا حکمران تھا یورپ کا۔ قیصر روم کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو خط لکھا اس میں مضمون یہ تھا کہ اگر قاصد کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تیرے قاصد کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ اس کے بعد خط کی اصل عبارت شروع ہوتی ہے اور اس عبارت کا پہلا جملہ یہ تھا کہ اے روم کے کتے!..... خط کا عنوان تھا کہ اے روم کے کتے!..... میں نے تیرا خط پڑھا ہے تو کہتا ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ہو جاؤں گا۔ ,,اے روم کے کتے! اگر تیرا ارادہ نہ بدلا تو میں اپنے چچازاد بھائی علی رضی اللہ عنہ سے صلح کرلوں گا اور علی کی فوج سے جو پہلا تیر تیرے حلق میں پیوست ہوگا وہ معاویہ بن ابی سفیانؓ کا ہوگا''۔ اور اس کے بعد فرمایا کہ ,,اے قیصر روم اگر آئندہ تو نے علی المرتضیٰ کے خلاف کوئی زبان درازی کی تو میں تجھے روم کا جلا ہوا کوئلہ بنا دوں گا اور تیرا نام صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دوں گا''۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط ہے۔ یہ بھی کتابوں میں موجود ہے۔

معاویہؓ اور حبِّ علیؓ و نبیؐ:

کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ بات کتابوں میں موجود نہیں؟ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کھانا چھوڑ دیا۔ تین دن تک کھانا چھوڑ دیا۔ تین دن کھانا نہیں کھایا۔ کئی دنوں کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خادم ضرار اسدی ملک شام گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا۔ اپنے دسترخوان پر بٹھایا اور فرمایا بھائی ضرار! علیؓ کی شان بیان کرو۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ۱۳ سال خادم رہے تھے۔ حضرت ضرار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرتے ہیں کہ علی علم کا باب

تھا۔علی فقہ کا باب تھا۔علی دیانت کا امام تھا۔

,, جب حضرت ضرار اسدی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرتے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ زار و قطار روتے تھے اور اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور کہتے تھے خدا کی قسم! علیؓ اس سے بھی اچھا تھا''۔

ایک رائے کی اختلاف والی بات آپ کو سمجھ میں آئی اور کوئی حقیقت سمجھ میں نہیں آئی۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہر سال مدینہ تشریف لے جاتے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے اور کہتے اماں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے دکھاؤ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے لاتیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کو آنکھوں سے لگاتے۔پانی میں بھگو کر پانی نچوڑ کر پانی اپنے پاس رکھ لیتے اور فرماتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں کو دیکھنا نبیؐ کے کپڑوں کا نچڑا ہوا پانی معاویہؓ کی نجات کے لئے کافی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اتنی بات کا پتہ چلا کہ کعب ابن زہیر ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) ہے۔بصرہ میں رہتا ہے۔اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر ہے۔حضور علیہ السلام نے اس کو چادر دی۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کعب ابن زہیر کو بلانے کے لئے قاصد بھیجے۔کعب آیا۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کعبؓ! تیرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر ہے۔میں چاہتا ہوں مجھ سے بہت بڑی دولت لے لے اور نبی علیہ السلام کی چادر دے دے۔حضرت کعب بن زہیر نے فرمایا یہ چادر تو میں نے اپنے لیے رکھی ہے۔حضرت معاویہؓ نے فرمایا میری سلطنت ایک طرف اور نبی علیہ السلام کی چادر ایک طرف۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کعب ابن زہیر نے وہ چادر ہدیہ میں مفت دے دی اور فرمایا امیر المومنین! یہ چادر میں اپنی طرف سے آپ کو ہدیہ کرتا ہوں۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میرے پاس یہ روئے زمین کی سب سے بڑی دولت ہے۔

کیا وہ واقعہ آپ کو تاریخ میں نظر نہیں آتا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک صحابی ہے۔ جس کا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے ملتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو بلانے کے لئے قاصد بھیجے۔ جب وہ آیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تخت سے نیچے اتر آئے اس کے ماتھے کو چوم کر فرمایا عمر! مجھے تیری ذات سے محبت نہیں مجھے تیرے چہرے سے محبت ہے۔ اس لئے کہ تیرا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سے ملتا ہے۔

حدیث حضرت عمار بن یاسرؓ کی وضاحت:

یہ ایک رقعہ آیا ہے۔ اس رقعہ میں ہے کیا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ایک باغی گروہ ہوگا جو عمار کو شہید کرے گا۔ اس گروہ کا سربراہ کیا معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں تھا؟ حضور پاک کی پیشین گوئی کے بارے میں آپ فرمائیں۔

میں جواب لمبا نہیں دیتا لیکن ایک بات یاد رکھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے کہ عمار ابن یاسر کو کہا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا لیکن یہ باغی جو لفظ عربی کا ہے اس کا معنی محدثین نے کیا ہے کہ باغی عربی زبان میں مطالبہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اردو میں باغی حکومت کے باغی کو کہتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے مطالبہ کرنے والا گروہ قتل کرے گا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر واقعی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قصاص کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان کیسے کم ہوگئی؟ اور دوسری بات یہ ذہن میں رکھیں۔ اگر آپ باغی کا وہی معنی لیتے ہیں کہ حکومت کا جو باغی ہو، حکومت کا جو مخالف ہو تو مجھے آپ بتائیں باغی کہتے کس کو ہیں؟ بغاوت کرنے والے کو! راجیو گاندھی کو میں پاکستان کا باغی کہہ سکتا ہوں؟ نہیں! اس لئے کہ اس نے تو پاکستان کو پہلے سے مانا ہی نہیں۔ جو پاکستان کو پہلے مانتا ہی نہیں کیا وہ باغی ہو سکتا ہے؟ وہ ویسے آپ کا دشمن، آپ کا مخالف ہے، آپ کی بات نہیں مانتا۔ لیکن میں جی ایم سید کو پاکستان کا باغی کہہ سکتا ہوں۔ اس لیے کہ اس

نے پاکستان بننے کے بعد پاکستان کو مان لیا تھا اور اب وہ کہتا ہے کہ پاکستان توڑ دو۔ یہ باغی ہوا۔ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر باغی کے لفظ کا اطلاق کیسے کریں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے دن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو مانا نہیں تھا اور مشروط کر دیا تھا کہ تم پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لو' پھر میں مانوں گا' جس نے شروع سے مانا ہی نہ ہو۔ وہ باغی کیسے؟ باغی وہ ہے جو مان کر انکار کرے۔ راجیو گاندھی پاکستان کا باغی نہیں' اس نے شروع سے پاکستان کو مانا ہی نہیں' البتہ جی ایم سید باغی ہے۔

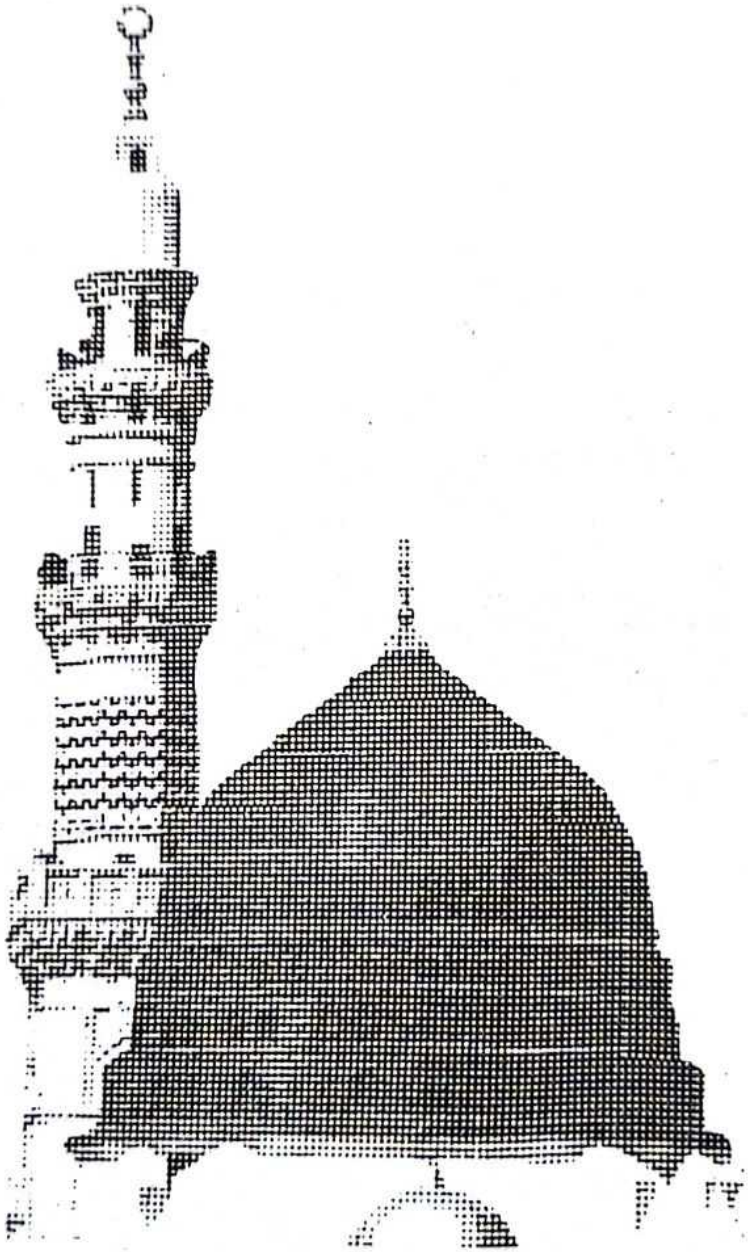
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت کو دیکھو' ان کا اختلاف تھا قاتلین عثمانؓ کے بارے میں' آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ عثمانؓ کا بدلہ لیں' میں پھر آپ کی خلافت کو مانوں گا' اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضے اللہ عنہ کی خلافت کو مانا ہی نہیں تھا۔ جو خلافت کو نہ مانتا ہو' اختلاف کرے وہ باغی کیسے؟

اب سوال یہ ہوا کہ عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کس نے کیا؟

عمار ابن یاسر کو قتل کرنے والا وہ گروہ تھا جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوجوں میں شامل تھا۔ دھوکہ بازی سے اور حقیقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کی فوجوں میں ایک دوسرے کے مخالف رات کی تاریکی میں سازش کے لیے چھپ گئے تھے اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج میں سازش کے لئے گروہ شامل ہوا تھا۔ اسی گروہ کے خنجر سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور گروہ واقعی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا باغی گروہ تھا۔ اس لئے کہ پہلے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور بعد میں علی رضی اللہ عنہ کا مخالف ہو گیا تو پیغمبر علیہ السلام کی حدیث پوری ہو گئی کہ عمار! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ یعنی وہ گروہ جو پہلے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا بعد میں مخالف ہو گیا۔ اسی پر باغی کا اطلاق ہوتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

شانِ صحابہ کرامؓ



اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

والذين هاجروا واخرجوا من ديارهم واوذوا فى سبيلى (الخ)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ وَصدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمِ o

☆☆☆

آخری رات ہے سر نہ جھکانا لوگو
سن ادراک کی شمعیں نہ بجھانا لوگو
کٹ گئے جو ناموسِ صحابہؓ کے لیے
گلی کوچوں میں دہراؤ ان کا فسانہ لوگو

☆☆☆

میرے واجب الاحترام! قابل صد احترام علماء کرام! صحابہ کرام ایک ایسی جماعت ہے..... جس جماعت کی ہر ادا کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا..... صحابہ کرام کے ہر طرز عمل کو اللہ نے قرآن میں بیان کیا..... ایک موقع پر جس طرح کوئی وجد میں آ جاتا ہے..... اس طرح اللہ تعالیٰ نے کیف اور سرور میں اتنی خوبصورت بات کہی ہے کہ جو شخص اس حقیقت سے واقف ہے وہ جھومنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں.....

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ

ایک آدمی الیکشن میں کھڑا ہوتا ہے اور آپ کے گاؤں کا چوہدری اور نمبردار اس کی حمایت کرتا ہے..... علاقے کے دوسرے لوگ اس چوہدری کے مخالف ہو جاتے ہیں کہ آپ نے فلاں امیدوار کی حمایت کیوں کی؟..... لیکن جب وہ امیدوار الیکشن میں کامیاب ہو کر اسمبلی میں پہنچتا ہے تو ہر معاملے میں اس چوہدری کی بات مانتا ہے..... تو وہ آگے سے کہتا

ہے کہ اس آدمی نے میرے لئے تکلیف اٹھائی ہے۔ میرے لیے طعنے سہے' میرے لیے پورے علاقے کی مخالفت مول لی۔

میرے بھائیو! ایک عام آدمی اتنا حساس ہے کہ اگر اس کے لیے کوئی آدمی طعنے سہے تو وہ طعنے نہیں فراموش کرتا..... لیکن اللہ نے قیامت کی صبح تک رہنے والی کتاب میں ایک ایسی بات فرمائی کہ.....

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا .....

وہ لوگ جنہوں نے میرے نبیؐ کے لئے گھر چھوڑے' ہجرت کی' علاقہ چھوڑا' بستی چھوڑی..... تصور کرو.....

جس گاؤں میں رہتے ہو..... جو گھر تم نے بنایا ہے..... جو حویلی تو نے بنائی ہے..... جو مکان تو نے سجایا ہے..... جو فرنیچر تو نے رکھا ہے..... جو گھر تو نے آباد کیا ہے..... تیرا محبوب کہے چھوڑ دے..... تو یہ نہ پوچھے کیوں چھوڑوں؟..... چھوڑ کر اس کے ساتھ چلا جائے.....۔

صحابہ کرامؓ کے آثار:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا .....

وہ لوگ جنہوں نے نبیؐ کے لیے ہجرت کی.....

گھر بار چھوڑے..... اور صرف گھر بار نہیں چھوڑے..... قرآن پڑھو..... مکہ اور مدینہ میں ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہؓ میں سے صرف اس دس ہزار صحابہ کی قبریں ہیں..... باقی ایک لاکھ چوبیس ہزار کہاں گئے.....؟

کوئی قسطنطنیہ کے خطے میں جا سویا.....

گھر مدینے میں قبر قسطنطنیہ میں.....

گھر مکے میں قبر مصر کے صحراؤں میں.....

گھر مدینے میں قبر افریقہ کے جزیروں میں.....

گھر مدینے میں قبر سندھ کے شہر ٹھٹھہ میں.....

گھر مدینے میں اور قبر مکران کے ساحل پر.....

گھر مدینہ میں' بچے مدینہ میں' بیوی مدینہ میں' قبر انطاقیہ کی بستیوں میں اور روڈس کے شہر میں اور پوری دنیا کے ایک ایک خطے میں۔

صحابہ کرامؓ کا ایثار:

جہاں کوئی جہاز نہ پہنچا.....

جہاں کوئی سیاح نہ پہنچا.....

جہاں کوئی وفد نہ پہنچا.....!!!

محمدؐ کا صحابی قرآن لے کر جزیروں میں پہنچا.....

بستیوں میں پہنچا.....

علاقوں میں پہنچا.....

سمندروں میں پہنچا.....

وادیوں میں پہنچا.....

کس لیے پہنچا؟ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا' نبیؐ کا ساتھ دے کر' پیغمبر کے لئے۔

وَالَّذِیْن ھاجرُوْا واُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ .....

اللہ نے صرف یہ نہیں کہا کہ ہجرت کی..... یہ بھی کہا کہ

اُخْرِجُوْا مِنْ دِیارِھِمْ .....

دھکے دیئے.....

گھروں سے نکالا.....

بچوں سے جدا کیا.....

سگے دیئے' بیویوں سے جدا کیا.....!!!

سعد بن ابی وقاصؓ کا ایثار:

ایک شخص بچہ لے کر مکہ میں کھڑا ہے..... ہجرت کرنے لگا ہے' ابوجہل نے بچہ چھین لیا..... اس نے کہا کہ یہ لڑکی بھی مکے کی ہے' یہ بچہ بھی مکے کا ہے' تو نے ہجرت کرنی ہے تو اکیلا ہجرت کر۔ اس نے کہا بچہ لے لو' بیوی لے لو' نبی کو نہیں چھوڑ سکتا.....!

مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں وہ شخص بیٹھا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا تو کیوں پریشان ہے.....؟

وہ شخص رو پڑا' کہنے لگا کملی والے! بیس دن ہو گئے یہاں پہنچے ہوئے' رات کو بیوی یاد آتی ہے' بچہ بھی یاد آتا ہے' ایک اکیلا بچہ تھا' آپ کی وجہ سے بچہ چھوڑ دیا۔

حضورؐ نے فرمایا کہ تو آ گیا ہے' اگر تو نے بچہ چھوڑا' بیوی چھوڑی تو کوئی بات نہیں' جب تو نے مصطفیٰ کو نہیں چھوڑا تو ساری دنیا تیرے قدموں کے نیچے ہے۔ وہ صحابی رسول ہے..... جس کا نام سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہے۔

رافضیت کا نکتہ نظر:

میرے بھائیو! قرآن کہتا ہے.....

اُخرِجُوْا مِنْ دِیارِھِمْ.....

مجھے بتاؤ' شیعہ کا نقطہ نظر' خمینی کا نقطہ نظر ہے' اصول کافی شیعہ مذہب کی بنیادی کتاب ہے' جس کتاب پر پوری دنیا کے شیعہ کا ایمان ہے' اس میں لکھا ہے کہ ایک لاکھ چوالیس ہزار سارے صحابہ کافر تھے' ان کے دل میں ایمان نہیں تھا۔

قرآن نے کیا کہا.....؟

اُخرِجُوْا مِنْ دِیارِھِمْ.....

اصول کافی میں ہے کہ ایک لاکھ چوالیس ہزر صحابہ میں سے صرف چار مسلمان تھے' باقی سارے کافر تھے۔ ان کے دل میں یمان نہیں تھا' بقول شیعہ کے صرف چار

مسلمان کون کون تھے؟ مقداد ابن اسودؓ' عمار ابن یاسرؓ' سلمان فارسیؓ' ابوذر غفاریؓ..... !!

صحابہ کرام کی منزلت رب کے نزدیک:

سوال یہ ہے کہ قرآن کہتا ہے.....

وَالَّذِیْن ھاجرُوْا.....

ان لوگوں نے ہجرت کی.....

ناؤ جب گھر نبیؐ کے لئے چھوڑا.....ایمان تھا یا نہیں تھا؟

جب حویلیاں چھوڑ دیں.....ایمان تھا یا نہیں تھا؟

جب بچے چھوڑے.....ایمان تھا یا نہیں تھا؟

پھر قرآن کہتا ہے.....

اُخرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ.....

ان کو دھکے دے کر گھر سے نکالا گیا۔اور اگلی بات کہی.....

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ.....

وَاُوْذُوْا.....ایذاء سے ہے۔

وَاُوْذُوْا.....تکلیف سے ہے۔

وَاُوْذُوْا.....کا معنی دکھ دینا ہے۔

وَاُوْذُوْا.....کا معنی دکھ میں مبتلا کیے گئے۔

وَاُوْذُوْا.....کا معنی اذیتیں دیئے گئے۔

وَاُوْذُوْا.....کا معنی مصیبتیں دیئے گئے۔

وَاُوْذُوْا.....کا معنی مصائب کے پہاڑوں سے گزارے گئے۔

وَاُوْذُوْا.....کا معنی سمندروں میں غرق کیے گئے۔

وَاُوْذُوْا.....کا معنی آگ میں جلائے گئے۔

واُوْذُوْا..... کا معنی آگ کے انگاروں پر لٹائے گئے۔

واُوْذُوْا..... کا معنی آنکھیں نکالی گئیں۔

واُوْذُوْا..... کا معنی چمڑی ادھیڑی گئی۔

واُوْذُوْا..... کا معنی جلتے ہوئے کڑاہے میں ڈالے گئے۔

قرآن کہتا ہے کہ..... واوذوا فی سبیلی.....

راستہ میرا تھا..... تڑپے یہ تھے.....

راستہ میرا تھا..... ذبح یہ ہوتے تھے.....

راستہ میرا تھا..... قربان یہ ہوتے تھے.....

راستہ میرا تھا..... ٹکڑے یہ ہوتے تھے.....

کبھی بدر میں ٹکڑے ہوئے.....

کبھی احد میں ٹکڑے ہوئے.....

کبھی خیبر میں ٹکڑے ہوئے.....

جو بدر میں ٹکڑے ہوا اس کے رشتہ داروں نے یہ نہیں کہا کہ ہم اب احد میں نہیں جائیں گے.....

بدر میں ایک بھائی گیا..... تو احد میں سات بھائی چلے گئے۔

بدر میں ایک بچہ گیا تھا..... احد میں سارا خاندان چلا گیا.....

جب سب کچھ لٹایا تو قرآن نے کہا.....

واوذوا فی سبیلی .....

شیعہ کہتا ہے کہ ایمان نہیں تھا..... اور قرآن کہتا ہے کہ میرے راستے میں مارے گئے۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے وجود سے گوشت غائب:

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا کمر سے کپڑا ہٹاؤ..... جب کمر سے کپڑا ہٹایا تو ہڈیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟..... تو خبابؓ نے کہا کہ آگ کے انگاروں پہ جلایا جاتا تھا..... چربی پگھلتی تھی تو انگارے بجھتے تھے..... لیکن دشمن کو ترس نہیں آتا تھا۔

اسی لیے تو قرآن نے کہا.....

واوذوا فی سبیلی.....

میرے راستے میں مارے گئے.....

مجھے بتاؤ! جب ان کو آگ کے انگاروں پر جلایا گیا..... ایمان تھا یا نہیں تھا؟ (تھا) شیعہ کہتا ہے کہ ایمان نہیں تھا۔

صحابہ کرامؓ کے مصائب:

ایمان نہیں تھا تو آگ کے انگاروں پہ لٹائے کیسے گئے.....؟

ایمان نہیں تھا تو زنیرہؓ کی آنکھیں نکالی کیسے گئیں.....؟

ایمان نہیں تھا تو سمیہؓ کے ٹکڑے کیسے ہوئے.....؟

ایمان نہیں تھا تو لبینہؓ کی چمڑی کیسے ادھڑی.....؟

ایمان نہیں تھا تو ایک ایک عورت کے سر کیسے کاٹے گئے.....؟

ایمان نہیں تھا تو کڑاہوں میں کیسے ڈالے گئے.....؟

ایمان نہیں تھا تو زید ابن دثنہؓ کو مکہ کے چوک میں پھانسی کیوں دی گئی.....؟

ایمان نہیں تھا تو خبیبؓ ابن عدی کو تختہ دار پہ کیوں چڑھایا گیا.....؟

ایمان نہیں تھا تو عاصم بن ثابت انصاری کو پہاڑ سے کیوں گرایا گیا.....؟

ایمان نہیں تھا تو طارق ابن زیدؓ کو پہاڑ سے گرا کر کیوں ذبح کر دیا گیا.....؟

ایمان نہیں تھا تو بیر معونہ میں ستر ستھ صحابہ کیسے ذبح کر دیئے گئے.....؟

ایمان نہیں تھا تو بدر میں چودہ لاشیں کیسے تڑپیں.....؟

احد میں ستر صحابہ کیسے تڑپے.....؟

خیبر میں انیس کیسے تڑپے.....؟

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش کیسے تڑپی.....؟

حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارہ ٹکڑے کیسے ہوئے.....؟

ایمان نہیں تھا تو ٹکڑے کیسے ہو گئے.....؟

ایمان نہیں تھا تو جان کیسے گئی.....؟

ایمان نہیں تھا تو کفن کیسے پہنے.....؟

ایمان نہیں تھا تو بچے یتیم کیسے ہوئے.....؟

ایمان نہیں تھا تو بیوی کیسے بیوہ ہوئی.....؟

ایمان نہیں تھا تو نیزے کی انیوں پہ کیسے چڑھائے گئے.....؟

سیدنا عمرو بن جموح کی دعا:

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ

سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ ایک ٹانگ سے لنگڑے ہیں، پیغمبر نے فرمایا تو معذور ہے۔ کہنے لگا یا رسول اللہ! میرا ایمان مضبوط ہے۔ رسول اللہ نے اجازت دے دی۔ اب عمرو بن جموح کو دیکھو، جو ٹانگ سے لنگڑا ہونے کے باوجود گھسٹ گھسٹ کر میدان جنگ میں جاتا ہے.....میدان احد میں شہید ہو گیا.....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی لاش کو اونٹ پہ رکھو اور مدینہ لے جاؤ۔ اس کی لاش کو مدینہ میں دفن کرو۔ جب عمرو بن جموح کی لاش کو اونٹ پہ رکھا گیا تو اونٹ اٹھتا نہیں تھا۔ حضورؐ نے اس کے صاحبزادے کو بلا کر کہا کہ عمرو بن جموح نے گھر سے آتے ہوئے کوئی دعا مانگی تھی؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! گھر سے آتے ہوئے انہوں نے یہ کہا تھا۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُرْدُنِیْ اِلٰی اَهْلِیْ .....

اے اللہ! مجھے اپنے گھر والوں کی طرف نہ لے جانا۔

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی دعا قبول ہو گئی.....تو پھر قرآن نے کیا کہا.....

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ.....

میرے راستے میں مارے گئے.....

ایک قابل غور نکتہ:

ایک بڑی عجیب بات کہتا ہوں.....قرآن نے یہ نہیں کہا.....؟

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ .....

انہوں نے ہجرت کی، گھروں سے نکالا گیا اور نکالنے کے بعد.....

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ.....

یہ نہیں کہا کہ نبیؐ کے راستے میں مارے گئے.....؟

یہ نہیں کہا کہ محمدؐ کے راستے میں مارے گئے.....؟

یہ نہیں کہا کہ اسلام کے راستے میں مارے گئے.....؟

یہ نہیں کہا کہ قرآن کے راستے میں مارے گئے.....؟

میرے بھائیو! آج تو میدان جنگ میں لڑے اور کہے کہ میں ملک کے لیے مارا گیا..... میں قوم کے لیے مارا گیا..... جو ملک کے لیے مارا جائے.....آج تک اس کو سلامی دیتے ہو..... بڑے بڑے لوگ مارے گئے۔

چونڈہ کے محاذ پر مارے گئے.....

یہ وطن کے لیے مارے گئے.....

یہ قوم کے لئے مارے گئے .....

یہ ٹینکوں کے نیچے مارے گئے.....

جو تیری زمین کے تحفظ کے لئے مارا جائے اس کو سلامی دیتے ہو اور جس کو خدا کہے.....

واوذوا فی سبیلی .....

میرے لیے مارا گیا.....

میرے نام پہ مارا گیا.....

میری توحید پہ مارا گیا.....

میری الوہیت پہ مارا گیا.....

میری ربوبیت کے لئے مارا گیا.....

میرے کلمے پہ مارا گیا.....

واوذوا فی سبیلی .....

میرے پیغمبرؐ کا نام لے کر..... میرے نبیؐ سے توحید کا سبق پڑھ کر..... میرے راستے میں ٹکڑے کرائے..... لیکن نہ خدا کو چھوڑا نہ مصطفیٰؐ کو چھوڑا.....

شیعہ کہتا ہے کہ ایمان نہیں تھا.....!

جو شہید ہو گیا اس کے دل میں ایمان نہیں تھا.....

جو ذبح ہو گئے ایمان نہیں تھا.....؟

جنہوں نے بچے یتیم کرائے..... ایمان نہیں تھا.....؟

جنہوں نے ٹکڑے کرائے ایمان نہیں تھا.....؟؟

حفیظ جالندھری کی منظر کشی:

مولانا اعظم طارق صاحب نے جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ..... بڑا خوبصورت واقعہ بیان کیا۔ ایک چھوٹی سی بات میں بھی کہتا ہوں کہ اس عورت کو جب یہ خبر ملی کہ.....

تیرا بھائی شہید ہو گیا.....!

تیرا بیٹا شہید ہو گیا.....!

تیرا خاوند شہید ہو گیا.....!!

وہ کیا کہتی تھی؟ کہ بیٹوں کی بات نہیں ..... خاوند کی بات نہیں ..... بھائی کی

بات نہیں ہے..... حفیظ نے یہ نقشہ عجیب کھینچا ہے..... وہ کہتا ہے:

چلی تھی ایک ضعیفہ جستجوئے حال کرنے کو
کسی اچھی خبر کا بڑھ کے استقبال کرنے کو
گئے تھے جنگ میں اس کا برادر اور شوہر بھی
نچھاور کر دیئے اس نے فرزندوں کے گوہر بھی
ملے ان سب کے رستے میں شہادت کے پیام اسکو
سنانی ہی سناتے جا رہے تھے خاص و عام اسکو
مگر اس کی زباں پر ایک ہی اسم گرامی تھا
اسی کا نام نامی تھا ' جو مظلوموں کا حامی تھا
بھائی کا نہ بیٹوں کا نہ شوہر کا خیال آیا
رسول اللہؐ کیسے ہیں؟ یہی لب پر سوال آیا

اور جب لوگوں نے کہا حضورؐ زندہ ہیں تو.....

کہا مجھ کو دکھا دو صورت کالی کملی والے کی
کہ ان تاریک آنکھوں کو ضرورت ہے اجالے کی
نظر آیا کہ ہاں جلوہ فگن نورٌ تجلی ہے
پکار اٹھی کہ اب میری تسلی ہی تسلی ہے

اور شیعہ کہتا ہے کہ ایمان نہیں تھا..... بتاؤ ایمان تھا یا نہیں تھا.....؟

ایمان کس کو کہتے ہیں.....؟

ایمان کی کیا شرط ہے.....؟؟

شیعہ کہتا ہے کہ چار آدمیوں کے علاوہ کسی اور کے دل میں ایمان نہیں تھا اور قرآن کہتا ہے کہ.....

واوذوا فی سبیلی .....

میرے راستے میں مارے گئے.....!

میرے راستے میں ذبح کر دیئے گئے.....!

میرے راستے میں سب کچھ لٹا گئے.....!

میرے راستے میں سب کچھ ذبح کرا گئے.....!!

دو صحابیوں کی انوکھی دعا:

مجھے بتاؤ! غزوہ موتہ میں یہ واقعہ پیش نہیں آیا؟' جنگ موتہ میں چشم فلک نے یہ نظارہ نہیں دیکھا؟' ساری کائنات کے لوگوں نے تاریخ میں یہ واقعہ نہیں پڑھا؟..... کہ جنگ موتہ ابھی شروع نہیں ہوئی تھی..... یہ وہی جنگ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین صحابہؓ کے بارے میں کہا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس..... عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس اور جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے پاس..... اسی طرح صحابہ کا نام لے کر کہا کہ ایک سے پرچم گر جائے تو دوسرا لے لے..... دوسرے سے گر جائے تو تیسرا لے لے.....!!

میرے بھائیو! جنگ تو کل شروع ہوگی..... ایک دن پہلے دو صحابی (رضی اللہ عنہما) پہاڑ کے دامن میں بیٹھے ہیں..... ایک انصاری ہے..... ایک مہاجر ہے۔ دعا کرنے لگے..... دعا کیا ہے.....؟

دنیا میں ایسی دعا کبھی کسی نے نہیں کی ہوگی..... ایک صحابی دعا کرتا ہے' دوسرا آمین کہتا ہے..... پھر دوسرا دعا کرتا ہے' پہلا آمین کہتا ہے۔

انصاری دعا کرتا ہے اے اللہ! کل جب جنگ شروع ہو..... میری تلوار سے تیرے نبی کے بڑے بڑے دشمن ذبح ہو جائیں..... پھر اے اللہ! تیرے نبی کا کوئی دشمن مجھے قتل کر ڈالے..... مجھے ذبح کر کے میرے سینے پر چڑھ جائے..... پھر میری آنکھوں کو نکال دے..... میرے ہاتھوں کو کاٹ دے..... میرے پاؤں کاٹ دے..... میرے جسم

کے ٹکڑے کر دے..... میرے سارے ٹکڑے پہاڑوں پہ بکھیر دے..... اور جب قیامت کی صبح آئے اور ان ٹکڑوں کو جمع کر کے پوچھے کہ تو کیا چاہتا ہے؟..... تو میں کہوں اے اللہ! جس طرح ٹکڑے ہوئے تھے..... ان میں مزہ اتنا آیا تھا کہ دوبارہ دنیا میں زندہ کر دے..... پھر اسی طرح ٹکڑے کر دے..... پھر زندہ کر دے..... پھر اسی طرح ٹکڑے کر دے۔

ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ .....

اے مسلمان!..... جب اس نے یہ دعا کی تو اس کے دل میں ایمان تھا یا نہیں تھا؟..... دعائیں دونوں صحابہؓ کی قبول ہو گئیں..... انصاری کی تلوار سے بڑے بڑے نبیؐ کے دشمن جہنم رسید ہوئے..... جب جنگ ختم ہونے کے بعد یہ شخص اس پہاڑ سے گزرا تو دیکھا کہ اس مہاجر کی لاش کے ٹکڑے پڑے ہیں..... آنکھیں علیحدہ ہیں..... ہاتھ علیحدہ ہیں..... پاؤں علیحدہ ہیں..... جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ وہ ان ٹکڑوں کو دیکھ کر دھاڑیں مار کر رو پڑا..... کہنے لگا اے اللہ! کل میں بھی یہی دعا کرتا۔ میرے بھی ٹکڑے ان پہاڑوں پر پڑے ہوتے.....۔

شیعہ کہتا ہے ایمان نہیں تھا..... فیصلہ تو کر! میں صحابیؓ کے پاؤں کی خاک چاٹوں..... میں صحابیؓ کا فیصلہ قرآن سے مانگوں یا شیعہ کی بات سنوں؟

آج مجھے کہتے ہو کہ یہ تشدد کرتا ہے..... مجھے بتا جس کے ٹکڑے پہاڑوں پر بکھر گئے..... ان کو شیعہ کہے کہ ایمان نہیں تھا..... میں خاموش کیسے رہوں.....؟

حضرت جعفر طیارؓ کی ایمانی پرواز:

کیونکہ قرآن نے کہا.....

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ

یہ وہی جنگ موتہ ہے کہ جس میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ ان کا ایک ہاتھ کٹ گیا..... پھر دوسرا ہاتھ کٹ گیا..... انہوں نے ٹانگوں کے اندر پر پم لے

لیا..... پھر ٹانگیں کٹ گئیں..... اللہ نے جنت سے ان کے پر لگا دیئے..... بخاری شریف کی حدیث ہے کہ پر لگنے کی وجہ سے انہیں جعفر طیار رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے..... کہ ایسا جعفر رضی اللہ عنہ جو جنت میں اڑ رہا ہے..... پھر قرآن نے کہا.....

واوذوا فی سبیلی .....

میرے بھائیو! یہ بھی بتاؤ کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جب جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو سب سے پہلے جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر جبرائیل امین نے رسول اللہ کو دی۔ حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا تھا کہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی پانچ چھوٹی چھوٹی بچیاں ہیں اور دو بچے ہیں..... حضورؐ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ بچے بڑے تھے..... ایک کا نام محمد بن جعفرؓ اور دوسرے کا نام عبداللہ بن جعفرؓ تھا اور بچیاں چھوٹی تھیں..... ان بچیوں کے سر پر نبوت نے ہاتھ رکھا..... وہ منظر کتنا عجیب ہوگا۔ حضورؐ نے فرمایا بیٹو! تمہارا باپ جنت میں چلا گیا ہے۔ اگر تم چاہو تو میں دکھا دوں کہ تمہارا باپ جنت میں اڑ رہا ہے..... اور فرمایا آج کے بعد میں محمدؐ تمہارا باپ ہوں۔

مسلمانو! بتاؤ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دل میں ایمان تھا یا نہیں تھا.. ؟

اسی لیے قرآن نے کہا.....

واوذوا فی سبیلی .....

میرے راستے میں مارے گئے.....

میرے راستے میں ذبح کیے گئے.....

شیعہ کہتے ہیں کہ چار مسلمان تھے..... قرآن کہتا ہے کہ سارے مسلمان تھے۔

صحابہ کرام کے لئے اللہ کی رضا:

قرآن کہتا ہے.....

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ .....

اللہ کہتا ہے میں راضی ہوں ..... چوڑھا کہتا ہے میں نہیں راضی۔
اللہ کہتا ہے میں راضی ہوں ..... کافر کہتا ہے میں نہیں راضی۔
اللہ کہتا ہے میں راضی ہوں ..... جہنمی کہتا ہے میں راضی نہیں۔

میرے بھائیو! قرآن کے اس لفظ پہ قربان ہو جاؤ.....!!

واوذوا فی سبیلی .....

میرے راستے میں اذیتیں دیے گئے.....
میرے راستے میں مارے گئے.....
میرے راستے میں ذبح کر دیئے گئے.....
میرے راستے میں ٹکڑے ہو گئے.....
میرے راستے میں سب کچھ لٹا دیا.....!!!

خدا کے نام کے سوا.....:

مجھے بتاؤ کوئی ایسا شخص بھی دیکھا تم نے کہ نبیؐ نے چندے کی اپیل کی..... کوئی گھر کا آدھا سامان لے آیا..... کسی نے چوتھائی دیا..... کسی نے ثلث دیا..... ایک شخص ایسا تھا کہ جس نے گھر کا سارا ہی سامان دے دیا..... تو اقبال کو کہنا پڑا۔

پروانے کو ہے چراغ بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لیے ہے خدا کا رسولؐ بس

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے پانچویں مرتبہ چندہ مانگا تو میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر آ کر دیواروں پر ہاتھ پھیرنے لگے..... میں نے کہا ابا جان! کیا دیکھتے ہیں؟ فرمایا کپڑا سینے والی ایک سوئی میں نے یہاں لٹکائی تھی..... میں چاہتا ہوں کہ وہ سوئی بھی میرے گھر نہ رہے۔ وہ ملے تو نبیؐ کے دفاعی فنڈ میں دے دوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے والد تیسرے دن ساری رات کروٹیں بدلتے رہے۔ میں نے پوچھا ابا جان! گھر کا سارا سامان بھی دے دیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عائشہؓ ! میں تجھے کیا بتاؤں ..... پیغمبرؐ نے آج پھر فرمایا ہے کہ تیس ہزار صحابہؓ کا لشکر ہے ..... تبوک میں اڑھائی لاکھ دشمنوں کا مقابلہ ہے اور ابھی تیس ہزار صحابہؓ کے لشکر کے کھانے کے انتظامات بھی پورے کرنے ہیں ..... کچھ سامان جمع ہو گیا لیکن ابھی تو بہت سارا چندہ باقی ہے۔

عائشہؓ ! میں کیا کروں؟ میں آج رات یہ سوچتا رہا کہ میرے جسم پر جو کپڑے ہیں یہ مہنگے ہیں ..... تیرے نبیؐ کو تکلیف ہو اور تو مہنگے کپڑے پہن کر پھرے ..... مجھے اسی بات پر ساری رات نیند نہیں آئی۔ خواجہ دل محمد نے کتنی خوبصورت بات کہی۔

صحابِ پاکِ مصطفیٰؐ کو حق نے کیا جگر دیا
بہر قوم بے دھڑک سب نے مال و زر دیا
کسی نے ثلث لا دیا کسی نے نصف گھر دیا
اور عائشہؓ کے باپ نے دیا تو اس قدر دیا
خدا کے نام کے سوا جو کچھ تھا لا کے دھر دیا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے والد اٹھے ..... صبح کو مدینہ کے بازار میں گئے اور اپنے کپڑے اتار کر مدینہ کی گلیوں سے ٹاٹ کا لباس خریدا ..... ابوبکرؓ نے ٹاٹ کا لباس پہنا اور ان کپڑوں سے جو پیسے بچے وہ بھی لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاعی فنڈ میں دے دیئے۔ ابوبکرؓ نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے۔

اور کراچی کا ایک کافر ایک کتاب لکھتا ہے ,,شیخ سقیفہ'' ..... اس کتاب میں کہتا ہے کہ ابوبکر کو بچپن میں ایک نجومی نے کہہ دیا تھا کہ ایک آخر الزمان نبیؐ آئے گا ..... اس کے پاس حکومت ہو گی' ابوبکر حکومت اور پیسے کے لالچ میں اس محمدؐ کے ساتھ نعوذ باللہ چمٹ گیا۔ مکے میں بھی ساتھ رہا' مدینے میں بھی ساتھ رہا' جب نبیؐ فوت ہو گئے تو جلدی جلدی جا کر کرسی پر قبضہ کر لیا۔

صدیق اکبرؓ کے بدن پر ٹاٹ کا لباس:

اوئے بے ایمان! تجھ سے کوئی پوچھنے والا ہو کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام سے لیا کیا' دیا کیا؟..... کبھی یہ بھی سوچا کہ ابوبکر نے جب نبی کا کلمہ پڑھا تو ہزاروں نہیں لاکھوں کا کپڑا موجود تھا..... چالیس ہزار درہم نقد موجود تھے..... لیکن وہ بھی وقت آیا کہ صدیقؓ ٹاکیوں کا لباس پہن کر محمدؐ کی محفل میں آیا..... اللہ کی رحمت کو جوش آیا اور اللہ نے فرمایا..... جبرائیل! جلدی کر..... آج تو بھی ٹاٹ کا لباس پہن لے اور مدینہ کی گلیوں میں جا کر میرے نبیؐ کو مبارک دے کہ جب تک تیری امت میں ابوبکر جیسے عاشق موجود ہیں..... دنیا کی کوئی طاقت تجھے شکست نہیں دے سکتی۔ تو قرآن نے کہا.....

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ

ٹاکیاں پہن کر..... چمڑیاں ادھڑوا کر محمدؐ کی آبرو کو باقی رکھا۔

جہاد کا مسافر.....ذوالبجادین:

ایک صحابی نے نبیؐ کا کلمہ پڑھا..... اس کے گھر والوں نے اس کے سارے کپڑے اتار لیے۔ کپڑے اتار کر آدھی رات کی تاریکی کے وقت گھر سے نکال دیا۔ ایک ٹاکی لے کر شرم گاہ پر ڈالی اور آہستہ آہستہ رات کی تاریکی میں مسجد نبویؐ کے دروازے پہ آ کر بیٹھ گئے۔

میرے بھائیو! دنیا کے سردار نماز کے لئے نکلے..... آپؐ نے دیکھا کہ ایک صحابیؓ بیٹھا ہے.....

حضورؐ نے فرمایا تو کون ہے.....؟

عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کا صحابی ہوں..... آپ نے میرا نام عبداللہ رکھا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا عبداللہ! کیا بات ہے یہاں بیٹھے ہو؟

عرض کیا یا رسول اللہ! میرے کپڑے نہیں..... میرے جسم سے کپڑے اتار

لیے گئے ..... اللہ اکبر! عبداللہ کہتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا ..... تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے گھر سے دو چادریں لا کر مجھے دیں ..... جس کے جسم پر دو چادریں ڈالی گئی ہوں اس کو عربی میں ذوالبجادین کہتے ہیں ..... کہ دو چادروں والا! عبداللہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے لئے دعا کریں کہ میں کسی غزوے میں جاؤں اور شہید ہو جاؤں ..... ! حضورؐ نے نبوت والے ہاتھ اٹھائے اے اللہ! عبداللہ کو شہادت نصیب فرما! یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ ..... تھوڑی دیر کے بعد اعلان ہوا کہ رقاع کی بستیوں میں بغاوت اٹھی ہے ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے ..... عبداللہ ذوالبجادین شام کو بیمار ہو گئے اور رات کو فوت ہو گئے۔ ان کی وفات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو پیغمبرؐ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ فرمایا عبداللہ جہاد کا مسافر تھا ..... راستے میں دنیا سے چلا گیا ..... اس کو شہادت کی موت ملی۔

میرے بھائیو! رسول اللہ نے فرمایا کہ اس کی تدفین میں میں محمدؐ شریک ہوں گا ..... جنازہ پیغمبرؐ نے پڑھایا ..... کفن صحابہ نے دیا اور جب تدفین کا وقت آیا تو رسول اللہ خود قبر میں اترے ..... تو سارے صحابہ دھاڑیں مار کر رونے لگے ..... سعد بن ابی وقاصؓ نے رو کر کہا ..... اے کاش! عبداللہ ذوالبجادینؓ تیری جگہ میری لاش ہوتی ..... مجھے پیغمبرؐ خود قبر میں اتارتے ..... میں محمدؐ کے ہاتھوں سے قبر میں اترتا۔

شیعو! تم کہتے ہو ایمان نہیں تھا ..... ہم تمہاری بات کیسے مانیں .....؟

ہمیں قبر میں اترنا پڑا:

آج شیعہ کو جتنی تکلیف ناموس صحابہ بل سے ہے کسی چیز سے نہیں ..... ہمیں اس بات کی تصدیق ہو چکی ہے کہ سرگودھا سے شبیر حسین بخاری نے ایک کتاب لکھی ہے ,,معیار صحابیت'' اور وہ کتاب اسمبلی کے تمام اراکین کو بھیجی ہے ..... اس میں لکھا ہے کہ خواہ مخواہ سپاہ صحابہ والے سارے لوگوں کو جو کافر بھی تھے ان کو بھی صحابی بنا رہے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

اس کتاب میں لکھا ہے کہ ابوبکرؓ ' عمرؓ ' عثمانؓ صحابی ہی نہیں تھے..... میں نے کہا اچھا ہوا کہ یہ کتاب اراکین اسمبلی کو بھیجی ہے..... ہم کہتے ہیں کہ یہ صحابہ کی توہین کرتے ہیں تو اسمبلی کے ارکان کہتے تھے نہیں تم غلط کہتے ہو..... لیکن اب ان کا کیا دھرا خود اسمبلی کے اراکین کے سامنے آئے گا۔

شیعو! یہ نہیں ہوگا کہ ابوبکرؓ کو کافر کہو اور تم مسلمان رہو..... یہ نہیں ہوگا..... اس کے لئے اگر ضیاء الرحمان فاروقی اور اعظم طارق کو قبر میں اترنا پڑا تو ہم برداشت کر لیں گے..... صدیقؓ کے دشمن کو مسلمان کہلانے کی اجازت نہیں دیں گے۔

شیعیت کی حقیقت:

مسلمانو! بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ شیعہ پہلے کافر نہیں تھا؟..... شیعہ جب سے بنا ہے اس وقت سے کافر ہے..... لیکن بات اصل یہ ہے کہ وہ تقیہ کی سیاہ چادر کے نیچے چھپا رہا..... خمینی نے اقتدار میں آنے کے بعد کہا ہم کھلے عام کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ کافر ہیں ..... تو خمینی نے وہ تقیہ کی چادر کا پاجامہ اتار کر ننگا کر کے خود کو چوک میں کھڑا کر دیا ہے۔

شیعو!..... تمہارے بابا خمینی نے تمہیں ننگا کیا ہے..... اس نے گیارہ فروری 1979ء کو انقلاب کے بعد کتابیں لکھیں کہ تقیہ کا حکم منسوخ کرتا ہوں اور کھلے عام میں اپنے مذہب کا اظہار کرتا ہوں کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کافر تھے..... نعوذ باللہ!

یہ شیعہ کا پرانا عقیدہ ہے..... لیکن یہ کتابوں میں تھا اور کتابیں ملتی نہیں تھیں..... شیعہ عام مسلمانوں سے ملتا اور کہتا ہے کہ ہم صحابہ کو مانتے ہیں..... یہی کہتا رہا اور تقیہ اتنا چلایا کہ ختم نبوت کی تحریکوں میں بھی شامل ہوتا رہا..... مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ نے ایک واقعہ لکھا ہے..... انہوں نے کہا کہ جتنے شیعہ ہمارے اسٹیج پر آئے ان میں ایک بھی ایسا نہیں تھا کہ جو دل سے صحابہ کو مانتا ہو..... ہمیں تصدیق ہوگئی کہ تقریر ہمارے جلسے میں اور گالیاں اپنی مجلسوں میں صحابہ کو..... مولانا جالندھریؒ کی یہ تقریر چھپی ہوئی ہے ''تقاریر مجاہد ملت'' میں۔

مسلمانو!..... آج علماء کو ایک غلام غوث ہزارویؒ کی ضرورت ہے.....

ایک مولانا عبید اللہ انورؒ کی ضرورت ہے۔

ایک مولانا مفتی محمودؒ کی ضرورت ہے۔

ایک مولانا احمد علی لاہوریؒ کی ضرورت ہے۔

آپ کو پتا ہے کہ آج سے کئی سال پہلے 70ء کے الیکشن میں ایک آدمی نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف لکھا اس پر مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے تنقید کی' انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ میں نے تنقید کی تو میری سیاست ختم ہو جائے گی..... انہوں نے صحابہؓ کی عزت اور دفاع کے لیے برسرِ عام چوکوں میں اس پر تنقید کی.....

اور آج اگر عثمان غنیؓ کو کافر لکھا جائے تو چپ کرنے کا کوئی جواز ہے.....؟

آج عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قرآن کا دشمن لکھا جائے تو خاموش رہنے کا کوئی جواز ہے.....؟

میں تو چاہتا ہوں کہ پاکستان کے تمام سیاستدان ..... پاکستان کی تمام دینی جماعتیں..... خواہ وہ جمعیت علماء پاکستان ہو' جمعیت علماء اسلام ہو..... جمعیت اہل حدیث ہو..... کوئی جماعت ہو..... جو شخص اسلام کے نظام خلافت کو اور اسلام کو اس ملک میں لانا چاہتا ہے اس کو سب سے پہلے اسلام کی بنیادوں کی حفاظت کرنے والے صحابہ کرام کا دفاع کرنا ہوگا..... ہم یہ نہیں مانتے کہ ایک آدمی کہے کہ میں اسلام لانا چاہتا ہوں..... اور اس کے سامنے ابوبکرؓ کو کافر کہا جائے اور وہ گونگا بن کر بیٹھ جائے ..... میں اس کو اسلام میں مخلص نہیں سمجھتا.....

اسلام میں مخلص وہ ہے..... جو پیغمبرؐ کے خلفاء کا دفاع کرے.....

جو پیغمبرؐ کے صحابہ کا دفاع کرے.....

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی عظمت کو فروغ دے.....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دو سو ستائیس ہزار صحابہ شہید ہوئے'

کرسی کے لیے تو شہید نہیں ہوئے.....! پرمٹوں کے لیے لائسنسوں کے لیے سیاستدانوں کے لیے.....؟ کس کے لیے شہید ہوئے.....؟

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ.....

عرش پہ خدا نے اعلان کر دیا کہ یہ صحابہ میرے لیے تکلیف میں ڈالے گئے۔ اور جو صحابہ اللہ کے لیے تکلیف میں ڈالے گئے.....ان کو آج

خمینی کافر کہے.....میں چپ کر جاؤں؟

کلینی کافر کہے.....میں چپ کر جاؤں؟

نجفی کافر کہے.....میں چپ کر جاؤں؟

سپاہ صحابہ کا آٹھ سال کا بچہ ہو یا اسی سال کا بوڑھا ہو.....وہ صحابہ کے دشمنوں سے جنگ لڑتا رہے گا.....اور پاکستان کی حکومت اگر یہ چاہتی ہے کہ شیعہ سنی تنازعہ کا حل نکلے تو یہ فارمولا میں نے نواز شریف کو ایک سال پہلے پیش کر دیا ہے.....لیکن اس پر میاں نواز شریف نے عمل نہیں کیا اور نہ ہمیں عمل کی توقع ہے.....ہم نے کہا کہ صحابہؓ کے خلاف ایک سو دس کتابیں جو میں نے حکومت کو پیش کی ہیں.....جو پاکستان میں شیعہ نے لکھی ہیں.....میں نے کہا ان کتابوں کو ضبط کروا کر اور جنہوں نے کتابیں لکھیں ان کو سزائے موت دو.....گورنمنٹ نے ایک کمیٹی بنائی.....اس کمیٹی کے چیئرمین مولانا عبدالستار خان نیازی ہیں.....آپ حیران ہوں گے کہ 2 جولائی 1992ء کو وہ کمیٹی بھی فیصلہ کر چکی ہے کہ کتابوں کو ضبط کرو اور مصنفین کو سزائے موت دو۔

تو ہمارا موقف مانا گیا ہے یا نہیں مانا گیا.....؟ اگر حکومت مخلص ہے اس تنازعہ کو ختم کرنے میں.....تو اس کو چاہئے کہ شیعہ کی کتابوں کو ضبط کرے اور جنہوں نے کتابیں لکھی ہیں ان کو سزائے موت دے۔

آپ کو سپاہ صحابہ کا موقف سمجھ میں آ گیا.....؟

آپ سمجھ گئے کہ سپاہ صحابہ کیا چاہتی ہے.....؟

آپ سپاہ صحابہ کا ساتھ دو گے.....؟
اپنے اپنے گاؤں میں سپاہ صحابہ بناؤ گے.....؟
اپنی اپنی بستیوں میں سپاہ صحابہ بناؤ گے.....؟
یونٹ بناؤ گے.....؟ پرچم لہراؤ گے.....؟ اللہ پاک آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

سپاہِ صحابہؓ.....معانی ومفہوم

میرے بھائیو! سپاہ صحابہ کا کوئی پروگرام نیا نہیں ہے۔ نئی بات ہو تو تعجب ہوتا ہے.....لیکن اگر بات پرانی ہو اور بات بھی مسلمہ ہو.....آپ کو پتہ نہ ہو تو میرا فرض ہے کہ میں آپ کو بتادوں کہ یہ بات پرانی ہے نئی نہیں ہے۔ سپاہ صحابہ نئی ہے.....اس لیے کہ موقف جو سپاہ صحابہ کا ہے۔ اس کے لیے ایک فوج کی ضرورت تھی۔ تاکہ اس موقف کو اس دور میں منوایا جائے.....جس فوج کی ضرورت تھی اس فوج کو بھرتی کیا حق نواز نے..... اور بھرتی کر کے اس فوج کو.....اس جماعت کو.....ان سپاہیوں کو صحابہؓ کے قصر پر نگران کھڑا کر دیا.....قصرِ صحابہؓ پر چوکیدار بنا دیا تاکہ کوئی آدمی اس کی دیوار نہ پھلانگ سکے .....میں اس کی وضاحت کروں گا.....سپاہ صحابہ کا جو نام ہے اس نام پر اگر آپ غور کریں تو میں کہتا ہوں کہ آپ کو اسی سے موقف سمجھ میں آجائے گا۔

دو لفظ ہیں سپاہ .....صحابہ
سپاہ یعنی صحابہ کے سپاہی.....اور صحابہ کے معنی محمد ﷺ کے سپاہی!
سپاہ فارسی کا لفظ ہے اور فارسی لغت کہتی ہے کہ سپاہ کا معنی چوکیدار ہے.....

ہم تو چوکیدار ہیں' آپ کے شہر کا جو چوکیدار ہے اس کو تو آپ چاہتے ہیں کہ یہ چوکیداری کرے..... آپ کے محلوں کی چوکیداری کرے' آپ کے کاروبار کی چوکیداری کرے.....

یعنی دکانوں کے چوکیداروں کو قبول کرتے ہو.....

اور محمد ﷺ کے غاموں کے چوکیداروں کو دہشت گرد کہتے ہو.....

چوکیداروں کو تو کبھی کسی نے برا نہیں کہا' اگر تجھے نہیں پتہ سپاہ صحابہ کا معنی کیا ہے تو میرا قصور نہیں..... یہاں آپ کے شہر میں ایک آدمی شور مچائے تو صبح کو تھانے میں رپورٹ کرتے ہو کہ اس نے رات کو بڑا شور مچایا..... ہمیں سونے نہیں دیا..... لیکن اگر چوکیدار چوک میں کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے کہ جاگو..... جاگو..... جاگو..... تو تم نے اس کو کبھی نہیں کہا کہ تم نے سونے نہیں دیا..... بلکہ وہ اگر رات کو نہ بلائے تو صبح کو پوچھتے ہو کہ چوکیدار کہاں تھا؟..... بولا نہیں..... اس نے آواز نہیں لگائی' اگر بغیر چوکیدار کے رات کو کوئی شور مچائے تو تمہیں شکایت ہے اور چوکیدار اگر بولے تو کوئی شکایت نہیں ہے۔ سپاہِ صحابہ تو چوکیداروں کی جماعت ہے اور چوکیداروں سے خطرہ کسی کو نہیں ہوتا..... سوائے چوروں کے..... چوکیدار کو کوئی دلچسپی نہیں ہوتی کہ اس شہر کا چوہدری کون ہے؟ سردار کون ہے.....؟ سیاستدان کون ہے؟ چوکیدار جس گلی میں پہرہ دیتا ہے تو وہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ

یہاں ڈاکو تو کوئی نہیں آیا.....؟

یہاں چور تو کوئی نہیں آیا.....؟

یہاں بدمعاش تو کوئی نہیں آیا.....؟

یہاں کسی نے شگاف تو نہیں لگایا.....؟

اس چوکیدار کو یہ خبر نہیں ہوتی..... یہ فکر نہیں ہوتی کہ حکمران کون ہے..... ممبر کون ہے' چوہدری کون ہے؟ مولوی کون ہے؟ شیخ الحدیث کون ہے؟ چوکیدار چوکیدار ہے' چوکیدار

سپاہی ہے' چوکیدار دربان ہے' اوئے میدان جنگ میں جرنیل نہیں مرتے..... سپاہی مرا کرتے ہیں۔

حق نواز جرنیل نہیں تھا..... وہ تو سپاہی تھا۔

ایثار القاسمی جرنیل نہیں تھا..... وہ تو سپاہی تھا۔

مختار سیال شہید جرنیل نہیں تھا..... سپاہی تھا۔

میری جماعت نے اگر تقسیم کار کے طور پر مجھے سربراہ بنایا ہے تو میں سربراہ نہیں بلکہ سپاہی ہوں اور سپاہی کا کام گلیوں میں ناکے لگانا' ڈاکوؤں کو دیکھنا اور چوروں کو تلاش کرنا ہوتا ہے' میری ڈیوٹی ہے کہ میں گلی کا پہرہ دوں' میں فصیل پہ کھڑا ہو جاؤں' میں محل پہ کھڑا ہو جاؤں' جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا محل ہے..... اس محل کے دروازے پہ یہ سپاہی کھڑے ہوں گے..... یہ فوج کھڑی ہوگی..... یہ چوکیدار کھڑے ہوں گے..... اور کیا دیکھیں گے؟..... کہ کوئی چور نہ آئے' کوئی ڈاکو نہ آئے' اس دیوار کو نہ توڑے' یہاں شگاف نہ لگائے' اندر داخل نہ ہو..... تم ہمیں کہتے ہو کہ چوکیداری چھوڑ دو' تاکہ چور اندر داخل ہو جائے' تاکہ خمینی داخل ہو جائے..... تاکہ ڈاکو اس کو شگاف لگائے.....!! نہیں! میں اس محل کی فصیل پر جان دے دوں گا لیکن پہرے سے باز نہیں آ سکتا..... جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا محل ہے میں اس کا چوکیدار ہوں۔

چوہدری!..... اگر ڈاکو ہو مخالفت کرو.....!

مولوی اگر ڈاکو ہو مخالفت کرو.....!

پیر اگر ڈاکو ہو تو مخالفت کرو.....!

دکاندار ڈاکو ہو تو مخالفت کرو.....!

ہم تو صرف ڈاکوؤں کو روکتے ہیں' چوروں کو روکتے ہیں..... جو چور نہ ہو..... ڈاکو نہ ہو..... اس سے میری لڑائی کوئی نہیں اور اگر آج ہم صحابہؓ کے محل کا دفاع کر رہے ہیں تو یہ بھی اپنی طرف سے نہیں کر رہے' اگر صحابہ کی آبرو کا تحفظ خدا نے نہ کیا ہوتا تو ہم کبھی

نہ کرتے' ہم تو وہ کام کرتے ہیں جو خدا نے کیا ہے۔

میرے بھائیو! میں تو اس کا سپاہی ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چوکیدار ہے۔

میں اس پر جان دیتا ہوں جس نے میرے نبی علیہ السلام پر جان دی۔

میں تو اس کے لیے مرنا چاہتا ہوں جو میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مرا۔

باقی تو بڑی لمبی باتیں ہیں..... میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں فرمایا تھا کہ یہود کے سردار کعب ابن اشرف نے کل چوک میں مجھے گالی دی اور مجھے جبرائیل نے بتایا ہے' کون ہے جو اس کا سر اتارے؟ مجھے یہ درس دینے والو! کہ نرمی کرو' کسی کو کچھ نہ کہو' میں تیری چخ چخ کو نہیں مانتا' میں اپنے رسول ﷺ کو مانتا ہوں' تجھے اگر نہیں پتہ تو میں کیا کروں' تیرے سامنے اگر یہ اسوہ ہے کہ مکہ کی گلیوں میں میرے رسول نے بڑھیا عورت کافرہ کی گٹھڑی اٹھائی ہے' اگر تجھے گٹھڑی کا پتہ ہے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا نہیں پتہ؟..... کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعب ابن اشرف نے گالی دی ہے' کون ہے تم میں سے جو اس کا سر اتارے.....؟ میں اس کو جنت کی خوشخبری دیتا ہوں۔ شیخ الحدیث صاحب بیٹھے ہیں' اکابر بیٹھے ہیں' اس مجلس میں اور بھی بڑے صحابہ تھے..... ایک نابینا صحابیؓ اگلی قطار میں اس کونے میں بیٹھا تھا' جب رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو وہ اسی وقت سجدے میں چلا گیا اور رو کر کہتا ہے کہ.....

اے اللہ! میں جنگِ بدر میں نہیں گیا.....

اے اللہ! میں جنگ احد میں نہیں گیا.....

اے اللہ! دشمنِ رسول کا سر قلم کرنے کے لیے مجھے قبول کر۔

نابینا صحابیؓ عبداللہ ابن ابی عتیق دعا کرتا ہے..... آپ حیران ہوں گے کہ آدمی بوڑھا ہے' آدمی نابینا ہے' اس کو یہ خیال نہیں آیا کہ میں بوڑھا ہوں' نابینا ہوں' ہوگا کیسے؟ لیکن چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کا چوکیدار تھا' آبروئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نوکر تھا' آبروئے رسول کا نوکر بننا چاہتا تھا۔ اس نے کہا یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ موت آ

جائے گی تو وہ قبول ہے اس نے سجدے میں جا کر کہا کہ..... اے اللہ! میں نابینا ہوں' میں جنگوں میں نہیں جا سکتا' مجھے جنگوں میں لے جاتا کون ہے؟ لیکن اب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کا سر کون لاتا ہے؟ مجھے قبول کر.....! اس نے سجدے میں یہ دعا کر دی' آپ حیران ہوں گے کہ وہ دعا عرش کو چیر کر اوپر چلی گئی..... اس صف سے صحابیؓ اٹھا' کسی کو نہیں بتایا' کسی سے مشورہ نہیں کیا' کسی سے کچھ نہیں کہا' گھر چلا آیا' اندر سے ایک خنجر تلاش کیا اور اس کو قمیص کے نیچے رکھا' لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ کعب ابن اشرف رہتا کہاں ہے؟ کسی نے بتایا کہ مدینے سے باہر ایک میل کے فاصلے پر اس کا محل ہے' نابینا صحابیؓ لاٹھی اٹھا کر اس طرف جانے لگا..... چلتا رہا' محل پہ پہنچا..... دربان نے پوچھا کون ہے؟

کہا میں نابینا ہوں.....!

کیسے آیا.....؟

کہا میں سوال کرنے آیا ہوں.....!

اس نے کہا نابینے سوال کیا ہی کرتے ہیں.....!

اندر چلا گیا اور پوچھا سردار کہاں ہے.....؟

وہ کہیں کام سے گیا ہوا ہے.....؟

شام کو آیا.....

سردار آ گیا میں سوال کروں.....؟

اس نے کہا نہیں وہ شطرنج کھیل رہا ہے۔

سردار سوتا کہاں ہے.....؟

بالا خانے میں!

تو صحابی رسولؐ سیڑھی چڑھ کر بالا خانے چلا گیا..... وہ (کعب بن اشرف) شطرنج کھیلتا رہا..... ساری رات گزر گئی..... شطرنج کھیل کر جس کمرے میں جا کر سویا..... وہ اس کمرے کے کونے میں چھپ کر بیٹھا ہوا ہے' اپنے کام کی تاک میں بیٹھا ہوا ہے'

جب آدھی رات گزر گئی اور خراٹے شروع ہوئے تو اس نے خنجر نکالا..... خنجر نکال کر نشانے پہ مارا' اس کے چہرے پہ مارا..... اس کے جسم پہ مارا' اس کے جسم پہ جو خنجر لگا تو خون بہا' خون اس کے پاؤں سے ٹکرایا تو وہ خون گرم تھا' اس نے کہا کام ہو گیا' اس نے چیخ تو ماری' لیکن بعد میں ٹھنڈا ہو گیا..... یہ بالا خانے سے نیچے اترا اور محل کی فصیل پہ کھڑا ہو گیا' دل میں خیال آیا کہ وہ کہیں زندہ نہ ہو' میں اسی طرح نیچے اتر جاؤں اور وہ زندہ ہو..... میری جنت نہ چلی جائے' بیٹھ گیا' اس ارادے سے کہ کوئی شخص خبر دے کہ سردار قتل ہو گیا' تو ایک آدمی موت کی خبر دینے والا تہجد کے وقت محل کی چھت پہ چڑھ کر کہتا ہے کہ.....

ان سیدنا کعب ابن اشرف قد قتل.....

لوگو! ہمارا سردار قتل ہو گیا ہے.....

جب یہ سنا تو اپنے دل میں کہا.....

فزت برب الکعبہ.....

کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔

یہ کہہ کر فصیل کے نیچے چھلانگ لگائی' جب نیچے چھلانگ لگائی تو ایک ٹانگ ٹوٹ گئی' گھسیٹتی ہوئی ٹانگ کے ساتھ چل پڑا..... لاٹھی ٹیکتا ہوا' گھسٹتا ہوا مدینہ پہنچا' شیخی نہیں ماری' نعرہ نہیں لگایا' کسی سے بات نہیں کی' جا کر یہ اعلان نہیں کیا کہ میں قتل کر آیا ہوں' اسی مسجد میں چلا گیا جہاں سے کل نکلا تھا' اسی مصلے پہ بیٹھ گیا جہاں سے کل اٹھا تھا' اسی صف میں بیٹھ گیا جہاں کل آیا تھا' اسی جگہ پر واپس سجدہ ریز ہو گیا جہاں کل سجدہ کیا تھا' وہاں بیٹھا ہے' اذان ہو گئی' اذان کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے' فجر کی نماز ہو گئی' نماز فجر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصلے پر بیٹھے ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے خود جا کر نہیں کہا کہ میں نے سردار کو قتل کر دیا' میں نے آپ کے دشمن کو جہنم رسید کر دیا' ابھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مصلے پہ ہیں کہ آسمانوں سے جبرائیل آتا ہے اور کہتا ہے..... اے پیغمبر! تجھے مبارک ہو' تیرے دشمن کو آج رات قتل کر دیا گیا ہے' قتل کس نے

کیا.....؟ فرمایا وہ کونے میں نابینا صحابی بیٹھا ہے' عبداللہ ابن ابی عتیق نے تیرے دشمن کو قتل کر چھوڑا ہے..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ کو بلاؤ۔ عبداللہ ٹانگ کے زخموں کے باوجود آہستہ آہستہ لنگڑاتے ہوئے پیغمبر کے پاس آئے' نبی علیہ السلام کے سامنے بیٹھ گئے' عبداللہ سر نہیں اٹھاتا' سر جھکا ہوا ہے' یہ نہیں کہتا کہ یہ کارنامہ میرا ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' عبداللہ تجھے مبارک ہو! تیری جنت کا اعلان عرش پہ ہو چکا ہے۔

میرے بھائیو! توجہ کرو! عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ! واقعہ یہ ہے' اس طرح میں نے مارا ہے' تیری ناموس کے لئے میں نے اس کو جہنم رسید تو کر دیا ہے' لیکن جب چھلانگ لگائی تو میری ٹانگ ٹوٹ گئی' پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا لعاب ٹانگ پہ لگایا..... عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ٹانگ ایسی ہوگئی جیسی کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔

نانپور کے مسلمانو! ..... مجھے یہ تو بتاؤ کہ یہ چوکیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے..... یہ سپاہی محمدؐ کے تھے' یہ نگران پیغمبر کے تھے۔

جب بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو..... تو تین سو تیرہ چل پڑے' جب احد میں کہا تو ساڑھے سات سو چل پڑے۔

تبوک میں دشمنوں نے رن کیا..... گھمسان کا رن تھا..... پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ چل پڑے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا مجھ پر کون جان دیتا ہے.....؟ سات انصاریوں کے بچے باری باری آئے اور پیغمبرؐ کے سامنے کھڑے ہو گئے' تیر آتا ہے ان کے حلق سے گزر جاتا ہے' لیکن پیغمبر علیہ السلام کو نہیں لگتا' ساتوں بچے ذبح ہو گئے۔

میرے بھائیو! ان بچوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا' آج چودہ صدیوں کے بعد ان بچوں کو کافر کہا جائے..... میں دفاع نہ کروں..... ان کو برا کہا جائے' میں دفاع نہ کیوں نہ کروں.....؟ انہوں نے.....

قیصر و کسریٰ کے پرخچے اڑا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا.....

اپنی آبروئیں لٹا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا۔
ابلتی ہوئی دیگوں میں گر کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا۔
بچے ذبح کرا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا۔
بیویاں چھوڑ کر..... بچے چھوڑ کر..... دولتیں چھوڑ کر.....کڑاہوں میں لیٹ کر' دہکتے ہوئے انگاروں پہ جلے.....ان کی چربیوں سے انگارے بجھ گئے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع نہ چھوڑا۔

مجھے بتاؤ! میں ایسی جماعت کا دفاع کیوں نہ کروں؟ چوکیداری کیوں نہ کروں؟' میں اس کا سپاہی کیوں نہ بنوں؟ میں اس کا دربان کیوں نہ بنوں؟

(۹۲۔۹۔۲۷ کو جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور میں منعقدہ کانفرنس سے خطاب)

صحابہ کرامؓ کا دفاع سنت اللہ ہے

اگر ابوبکرؓ اور عثمان غنیؓ کو اس ملک میں کافر' منافق اور شیطان نہ لکھا گیا ہوتا تو ہم سر پہ کفن باندھ کر کبھی میدان میں نہ آتے۔ سپاہِ صحابہ صحابہؓ کا دفاع کر رہی ہے.....اور صحابہ کا دفاع میں اکیلا نہیں کر رہا بلکہ مجھ سے پہلے میرے پروردگار نے کیا ہے' مجھے یہ بتاؤ کہ قرآن پاک کی سات سو پچاس آیتیں صحابہؓ کی شان میں کیوں ہیں؟

تورات تو موسیٰ علیہ السلام پہ اتری' اس میں موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کے بارے میں نو آیتیں اور رسول اللہؐ کے صحابہؓ کے بارے میں تیرہ آیتیں کیوں آئیں؟

انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتری' انجیل کے ماننے والوں کے لئے سات آیتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے لیے گیارہ آیتیں کیوں آئیں؟

زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اتری' زبور کے ماننے والوں کے لئے چار آیتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لیے چھ آیتیں کیوں آئیں.....؟

اس لیے کہ ان پیغمبروں کے بعد اور نبیوں نے آنا تھا' جنہوں نے ان کی

شریعتوں کو سنبھالنا تھا' لیکن حضورؐ کے بعد کسی نے نہیں آنا تھا' اور شریعتِ محمدیہ کو سنبھالنا صحابہ نے تھا.....اس لیے اللہ نے ان کی ہر جہت کا دفاع کیا۔

ان کے چہروں کا دفاع کیا.....ان کے مصلوں کا دفاع کیا.....ان کے سجدوں کا دفاع کیا.....ان کے مکے کا دفاع کیا.....ان کے مدینے کا دفاع کیا.....ان کی اداؤں کا دفاع کیا.....ان کے کاروبار کا دفاع کیا.....قرآن تو یہ بھی کہتا ہے.....

,,لوگو! ان کی تجارت ان کو اللہ کے ذکر سے نہیں روکتی تھی''۔

قرآن نے ان کا دفاع کیسے کیا؟ ان کے چہروں کا دفاع' ان کی شکلوں کا دفاع' ان کے کردار کا دفاع' ان کی نیتوں کا دفاع' ان کے ہاتھوں کا دفاع' ان کی جلدوں کا دفاع' ان کی بیویوں کا دفاع' ان کے رشتہ داروں کا دفاع' ان کی سیرتوں کا دفاع' ان کی گفتگو کا دفاع قرآن نے کیا' کیوں کیا؟ اس لیے کہ.....ان کی وجہ سے محمدؐ کا دین قائم رہے گا۔

ان کی وجہ سے اسلام کی شریعت قائم رہے گی.....!

ان کی وجہ سے ان کی عظمت قائم رہے گی.....!

دنیا کا کوئی اندھا انسان بھی ایسا نہیں جس کو خلافتِ صدیق اکبرؓ میں شبہ ہو' بڑے بڑے کافر دنیا میں آئے..... یہودی' عیسائی' سکھ اور خدا کے منکر بھی آئے..... لیکن صدیق اکبرؓ کی خلافتِ اول کا انکار کوئی نہیں کر سکا..... کیونکہ صدیق اکبر کی خلافت کا انکار ایسے ہے جیسے دوپہر کے وقت جب سورج نصف النہار پر ہو تو اس وقت کوئی آدمی کہے کہ سورج نہیں چڑھا.....تو ہر آدمی کہے گا کہ یہ پاگل ہے..... اس میں عقل رتی بھر بھی نہیں..... چڑھے ہوئے سورج کو کوئی آدمی کہے کہ سورج چڑھا ہی نہیں.....اس سے بڑی احمقانہ بات کسی کی نہیں ہو سکتی..... جیسا کہ میں یہاں آپ کے سامنے کھڑا ہوں .....کوئی آدمی اس مجمعے میں ایسا نہیں جو صبح کو کہے کہ ضیاء الرحمان فاروقی رات کو نہیں آیا.....اس نے تقریر نہیں کی' کوئی آدمی اس اجتماع میں صبح کو اگر یہ کہے کہ رات فاروقی جلسے میں نہیں آیا..... یا اعظم طارق جلسے میں نہیں آیا تو..... ہر آدمی کہے گا کہ یہ بڑا پاگل

ہے..... ہاں اگر کسی آدمی کو اعتراض ہو کہ فاروقی کو یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا..... تو وہ اعتراض کر سکتا ہے کہ فاروقی کیوں آیا..... لیکن مخالف ہو کر بھی، دشمن ہو کر بھی وہ نہیں کہہ سکتا..... کہ فاروقی آیا نہیں اس لیے کہ میرا آنا واقع ہو چکا ہے..... میرا آنا ایک حقیقت ہے، میرا آنا سورج کی طرح روشن ہے۔

آج اگر کسی شخص کو کوئی اعتراض ہے کہ حضورؐ کے بعد علی المرتضیٰؓ کو پہلے نمبر پر آنا چاہیئے تھا..... وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابوبکرؓ پہلے نمبر پر آیا نہیں..... ابوبکرؓ کی خلافت کا سورج چمک چکا ہے۔ ابوبکرؓ کی خلافت واقع ہو چکی ہے۔ ابوبکر کی خلافت ایک حقیقت ہے..... اس کا انکار ایسے ہے..... جیسے دوپہر کے وقت سورج کا انکار ہے۔

جس کو انکار ہے..... وہ اشک بہا سکتا ہے.....!

وہ سینہ پیٹ سکتا ہے.....!

وہ چیخ سکتا ہے.....!

وہ سر میں خاک ڈال سکتا ہے.....!

وہ رو سکتا ہے، وہ واویلا کر سکتا ہے.....!

وہ غوغا آرائی کر سکتا ہے.....!

وہ احتجاج کر سکتا ہے.....!

یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابوبکرؓ پہلے نمبر پر نہیں آیا..... یہ نہیں کہہ سکتا کہ ,,دمادم مست قلندر علیؓ دا پہلا نمبر'' کیونکہ.....!!

ابوبکرؓ کی خلافت اول کو علیؓ تسلیم کر چکے ہیں۔

عمرؓ کے دوسرے نمبر پر آنے کو علیؓ تسلیم کر چکے ہیں۔

عثمانؓ کے تیسرے نمبر پر آنے کو علیؓ تسلیم کر چکے ہیں۔

خود چوتھے نمبر پر آنے کو علیؓ تسلیم کر چکے ہیں۔

جب خود علیؓ چوتھے نمبر پر آنے کو تسلیم کر چکے ہیں تو آج علیؓ کا نام لے کر ابوبکرؓ

کو کافر کہنے والو! علیؓ کا نام لے کر عمرؓ کو کافر کہنے والو! عثمانؓ کو کافر کہنے والو! تم سے بڑا علیؓ کا دشمن کون ہوگا؟ کہ علیؓ تو چوتھے نمبر پر آ کے راضی ہو چکا ہے..... حسنؓ راضی ہو چکا ہے ..... حسینؓ راضی ہو چکا ہے..... فاطمہؓ راضی ہے..... عباسؓ راضی ہے..... تم راضی نہیں ہو تو نہ ہو۔

میرے مسلمان بھائیو! تم بھی سنو، شیعو! تم بھی سنو، تمہارے ناراض رہنے سے کیا ہوتا ہے؟ جب خود قرآن کہتا ہے کہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ.....

جب خدا راضی ہے چوڑھا نہ راضی ہو..... کوئی فرق نہیں پڑتا۔

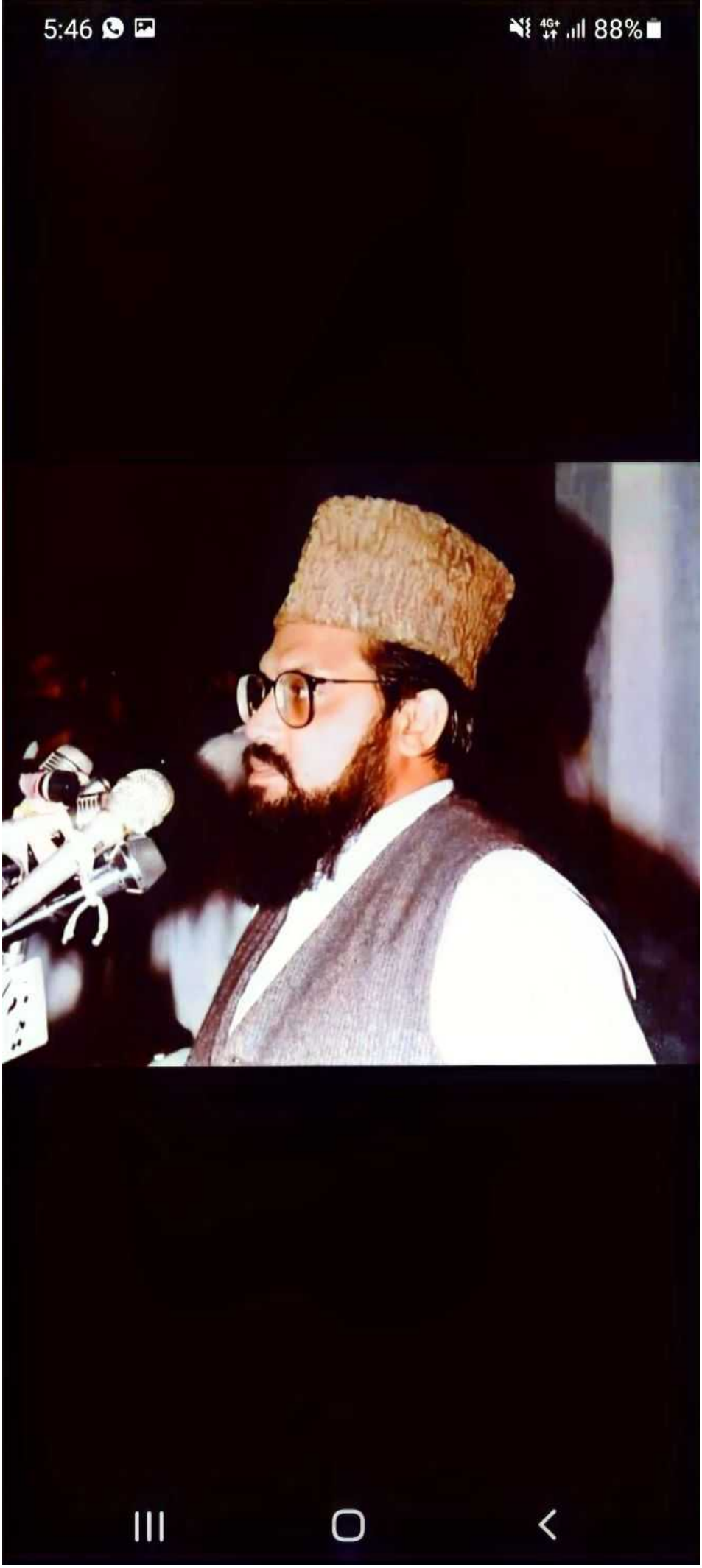
کافر نہ راضی ہو کوئی فرق نہیں پڑتا.....!

متعے کی اولاد نہ راضی ہو، کوئی فرق نہیں پڑتا.....!

ابوبکرؓ کی خلافت اول پر خدا بھی راضی ہے اور مصطفیٰ بھی راضی ہے.....!

ابوبکرؓ کا خلیفہ اول ہونا چڑھتے سورج کی طرح روشن ہے، اس کا انکار کرنا چڑھتے سورج کا انکار کرنا ہے..... لیکن ایسی پاگل قوم دنیا میں کبھی نہیں آئی ..... جو لاؤڈ اسپیکر پر تین مرتبہ روزانہ کہے کہ آج سورج نہیں چڑھا۔ آج سورج نہیں چڑھا۔ آج سورج نہیں چڑھا..... اور یہ کہتے ہوئے چودہ سو سال ہو گئے ..... یہ کہو کہ ابوبکر پہلا خلیفہ کیوں بنا؟..... تو یہ تو کوئی بات ہوئی، کہ تمہیں اعتراض ہے، لیکن یہ کہنا کہ خلیفہ بلافصل ..... کہ بغیر فاصلے کے علیؓ خلیفہ ہے نبی کے بعد..... تم کہتے ہو کہ بلافصل کا معنی بغیر فاصلے کے..... اور میں کہتا ہوں کہ بغیر فیصلے کے..... کوئی فیصلہ نہیں ہوا..... علی المرتضیٰؓ کی خلافتِ اول کا..... کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ اور یہ بات خود علیؓ مانتے ہیں۔

۱۹۹۴۔۱۱۔۲۵ کو سنی چوک (سابقہ بنی چوک) راولپنڈی میں منعقدہ ,,خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ کانفرنس سے خطاب۔ (ماخوذ از صدائے فاروقی جلد اول)



CamScanner



CamScanner



CamScanner

ہماری چند مطبوعات

